الکامل فی التاریخ

تالیف:

عزالدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد

المعروف بہ ابن اثیر (۵۵۵ھ-۶۳۰ھ)

جلد پنجم

(خلافت بنو امیہ دمشق ۷۴ھ تا ۱۳۲ھ)

ترجمہ: سید ہاشم ندوی

نظر ثانی، تحشیہ و تہذیب

نگار سجاد ظہیر

قرطاس

۲۰۱۷ء

Marfat.com

الکامل فی التاریخ

تالیف:

عزالدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد

المعروف بہ ابن اثیر (۵۵۵ھ۔۶۳۰ھ)

جلد پنجم

(خلافت بنوامیہ دمشق۔۴۷ھ تا ۱۳۲ھ)

ترجمہ: سید ہاشم ندوی

نظر ثانی، تحشیہ و تہذیب
نگار سجاد ظہیر

قرطاس

۲۰۱۷ء

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

قرطاس

سلسلہ مطبوعات - ۱۳۵

طبع اول --- نومبر ۲۰۱۷ء

قیمت : ۸۰۰ روپے

ISBN: 978-969-9640-29-2

قرطاس

فلیٹ نمبر A-15، گلشن امین ٹاور، گلستان جوہر بلاک 15، کراچی

موبائل: 0321-3899909 ای میل: saudzaheer@gmail.com

ویب سائٹ: www.qirtas.co.nr

Marfat.com

المحتویات

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۶	معروضات — نگار سجاد ظہیر	
۱۷	باب۔۱	⇦
	۷۴ھ کے واقعات ☆ازارقہ سے جنگ پر مہلّب کا تقرر☆ ولایت خراسان☆ بحستان پر عبداللہ بن اُمیہ کی ولایت ☆متفرق واقعات ☆وفیات	
۲۲	حواشی وحوالہ جات	۞
۲۴	باب۔۲	⇦
	۷۵ھ کے واقعات ☆حاکم عراق حجاج بن یوسف ☆سعید بن اسلم والی سندھ کا قتل ☆عبداللہ بن جارود کی بغاوت ☆شیر زنگی اور زنگیوں کا واقعہ ☆خوارج کی رام ہرمز سے جلا وطنی اور ابن مخنف کا قتل ☆متفرق واقعات ☆وفیات	
۴۲	حواشی وحوالہ جات	۞
۴۴	باب۔۳	⇦
	۷۶ھ کے واقعات ☆صالح بن مسرح کی بغاوت ☆شبیب خارجی کی بیعت ☆اصحاب شبیب کی دوسرے لوگوں سے لڑائی ☆شبیب کی بنی شیبان کی طرف روانگی اور جنگ ☆شبیب اور سفیان خثعمی کی لڑائی ☆سورہ بن حُر اور شبیب کی لڑائی ☆ شبیب اور جزل بن سعید کی لڑائی ☆شبیب کی کوفہ روانگی ☆شبیب اور اہل بادیہ کی لڑائی ☆شبیب کا کوفہ میں داخلہ ☆شبیب اور زحر بن قیس کی لڑائی ☆شبیب کی سرداروں سے جنگ اور محمد بن موسیٰ بن طلحہ کا قتل ☆شبیب اور عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کی لڑائی اور عثمان بن قطن کا قتل ☆اسلامی سکوں (درہم اور دینانیر) کا ڈھالنا ☆متفرق واقعات ☆وفیات	

Marfat.com

۞ حواشی وحوالہ جات ۶۹

⇦ باب۔۴ ۷۰

۷۷ھ کے واقعات ☆شبیب (خارجی) کا قتل ☆شبیب کی کوفہ میں دوبارہ آمد اور پسپائی ☆شبیب کی ہلاکت ☆مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کی بغاوت ☆ازارقہ کا آپس میں اختلاف ☆عبدربہ الکبیر کی ہلاکت ☆قطری بن فجاءۃ اورعبیدہ بن ہلال کا قتل ☆بکیر بن وساج کا قتل ☆متفرق واقعات ☆وفیات

۞ حواشی وحوالہ جات ۹۸

⇦ باب۔۵ ۹۹

۷۸ھ کے واقعات ☆ امیہ بن عبداللہ کی خراسان سے معزولی ومہلب کا تقرر ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۶ ۱۰۱

۷۹ھ کے واقعات ☆عبیداللہ بن ابی بکرہ اور رتبیل کی لڑائی ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۷ ۱۰۴

۸۰ھ کے واقعات ☆مہلب کی ماوراالنہر میں جنگ ☆عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کی سیادت میں بلاد رتبیل کی طرف فوجوں کی روانگی ☆متفرق واقعات ☆وفیات

۞ حواشی وحوالہ جات ۱۰۷

⇦ باب۔۸ ۱۰۸

۸۱ھ کے واقعات ☆ بجیر بن ورقاء کا قتل ☆دیلم کا قزوین میں داخلہ اوراہم واقعات ☆عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کی بغاوت ☆متفرق واقعات

۞ حواشی وحوالہ جات ۱۱۷

Marfat.com

⇦ باب۔۹ ۱۱۸

۸۲ھ کے واقعات ☆حجاج اور ابن اشعث کی جنگ ☆دیر جماجم کا واقعہ ☆مغیرہ بن مہلب کی وفات ☆مہلب اور باشندگان کش کی مصالحت ☆مہلب بن ابی صفرہ کی وفات ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۱۰ ۱۲۸

۸۳ھ کے واقعات ☆جنگ دیر جماجم کے بقیہ حالات ☆مسکن کی لڑائی ☆عبدالرحمٰن کی رتبیل کی طرف روانگی اور سفر کے واقعات ☆شعبی اور حجاج کی گفتگو ☆عمر بن ابی صلت کی رے سے معزولی ☆شہر واسط کی تعمیر ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۱۱ ۱۴۶

۸۴ھ کے واقعات ☆نیزک کے قلعہ باذغیس کی فتح ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۱۲ ۱۴۹

۸۵ھ کے واقعات ☆عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کی ہلاکت ☆یزید بن مہلب کی خراسان سے معزولی اور اس کے بھائی مفضل کی امارت ☆مفضل کی آخرون اور باذغیس سے جنگ ☆موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا ترمذ میں قتل ☆عبدالعزیز بن مروان کی وفات اور ولید بن عبدالملک کی ولی عہدی ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۱۳ ۱۶۵

۸۶ھ کے واقعات ☆عبدالملک بن مروان کی وفات ☆عبدالملک کا نسب نامہ اور اس کی ازدواج و اولاد ☆اہم حالات ☆ولید بن عبدالملک کی خلافت ☆قتیبہ والی خراسان ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۱۴ ۱۷۳

۸۷ھ کے واقعات ☆حاکم مدینہ عمر بن عبدالعزیز ☆قتیبہ اور نیزک کی مصالحت ☆غزوۂ روم ☆قتیبہ کی لڑائی بیکند میں ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۱۵ ۱۷۸

Marfat.com

۸۸ھ کے واقعات ☆شہر طوانہ کا مفتوح ہونا ☆مسجد نبوی کی دوبارہ تعمیر ☆ نومُشک اور امِشنہ کی لڑائی ☆ولید کے رفاہ عام کے کام ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۱۶ ۱۸۱

۸۹ھ کے واقعات ☆غزوۂ روم ☆قتیبہ کا بخارا پر حملہ ☆ حاکم مکہ خالد بن عبداللہ قسری ☆سندھ کے بادشاہ داہر کا قتل ☆ حاکم افریقہ موسیٰ بن نُصیر ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۱۷ ۱۸۷

۹۰ھ کے واقعات ☆ بخارا کی فتح ☆ قتیبہ اور اہلِ صُغد کی مصالحت ☆ نِیزک کی دغابازی اور طالقان کی فتح ☆ یزید بن مہلب اور اس کے بھائیوں کا حجاج کی قید سے فرار ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۱۸ ۱۹۴

۹۱ھ کے واقعات ☆ جنگ قتیبہ اور نیزک کے بقیہ حالات ☆غزوہ شُومان، کش اور نسف ☆متفرق واقعات

⇦ باب۔۱۹ ۲۰۱

۹۲ھ کے واقعات ☆ فتح اندلس ☆غزوہ جزیرہ سردانیہ ☆متفرق واقعات

✿ حواشی وحوالہ جات ۲۱۳

⇦ باب۔۲۰ ۲۱۴

۹۳ھ کے واقعات ☆ صلح خُوازم اور خام جرد کی شکست ☆ فتح سمرقند ☆ فتح طلیطلہ اندلس ☆عمر بن عبدالعزیز کی حجاز کی حکومت سے معزولی ☆ متفرق واقعات ☆وفیات

✿ حواشی وحوالہ جات ۲۲۲

⇦ باب۔۲۱ ۲۲۳

۹۴ھ کے واقعات ☆سعید بن جبیر کا قتل ☆غزوہ شاش اور فرغانہ ☆ متفرق واقعات ☆وفیات

✿ حواشی وحوالہ جات ۲۲۶

Marfat.com

⇦ باب۔۲۲ — ۲۲۸

۹۵ھ کے واقعات ☆غزوہ شاش ☆حجاج بن یوسف کی وفات ☆حجاج کا نسب نامہ ☆محمد بن قاسم کا حجاج کی موت کے بعد قتل ☆متفرق واقعات ☆وفیات

❁ حواشی و حوالہ جات — ۲۳۶

⇦ باب۔۲۳ — ۲۳۷

۹۶ھ کے واقعات ☆کاشغر کی فتح ☆ولید بن عبدالملک کی وفات ☆ولید کے بعض حالات ☆سلیمان بن عبدالملک کی بیعت خلافت ☆قتیبہ بن مسلم کا قتل ☆متفرق واقعات ☆وفیات

❁ حواشی و حوالہ جات — ۲۵۵

⇦ باب۔۲۴ — ۲۵۶

۹۷ھ کے واقعات ☆عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کا قتل ☆یزید بن مہلب حاکم خراسان ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۲۵ — ۲۶۳

۹۸ھ کے واقعات ☆محاصرہ قسطنطنیہ ☆جرجان اور طبرستان کی فتح ☆جرجان کی دوبارہ فتح ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۲۶ — ۲۷۴

۹۹ھ کے واقعات ☆سلیمان بن عبدالملک کی وفات ☆عمر بن عبدالعزیز کی خلافت امیرالمومنین علی بن ابی طالب پر تبرا کرنے کی ممانعت ☆متفرق واقعات ☆وفیات

❁ حواشی و حوالہ جات — ۲۸۳

⇦ باب۔۲۷ — ۲۸۴

۱۰۰ھ کے واقعات ☆شوذب خارجی کی بغاوت ☆یزید بن مہلب کی گرفتاری اور جراح کا خراسان پر تقرر ☆جراح بن عبداللہ حکمی کا خراسان سے معزول ہونا ☆دولت عباسیہ کی دعوت کا آغاز ☆متفرق واقعات ☆وفیات

Marfat.com

⇦ باب۔۲۸ ۲۹۶

۱۰۱ھ کے واقعات ☆یزید بن مہلب کا فرار☆عمر بن عبدالعزیز کی وفات ☆عمر بن عبدالعزیز کی زندگی کے بعض حالات ☆یزید بن عبدالملک کی خلافت☆ شوذب خارجی کا قتل☆محمد بن مروان کی وفات ☆یزید بن مہلب کا بصرہ میں داخلہ اور یزید بن عبدالملک کی معزولی☆متفرق واقعات ☆وفیات

۞ حواشی وحوالہ جات ۳۱۸

⇦ باب۔۲۹ ۳۲۰

۱۰۲ھ کے واقعات ☆یزید بن مہلب کا قتل☆مسلمہ عراق اور خراسان کا حاکم☆ مسلمہ کا سعید خُذ ینہ کو خراسان میں عامل بنانا☆ہشام اور ولید کی ولی عہدی کی بیعت☆ غزوۂ ترک☆غزوۂ صغد☆حیان نبطی کی وفات ☆مسلمہ کی معزولی☆دولت عباسیہ کے دُعاۃ☆یزید بن ابی مسلم کا قتل☆متفرق واقعات

۞ حواشی وحوالہ جات ۳۴۲

⇦ باب۔۳۰ ۳۴۳

۱۰۳ھ کے واقعات ☆سعید حرشی حاکم خراسان☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۳۱ ۳۴۷

۱۰۴ھ کے واقعات☆سعید حرشی اور اہل صغد کی جنگ ☆خزریوں کی مسلمانوں پر فتح ☆ جراح کا آرمینیہ میں حاکم ہونا اور قلعہ بلنجر مفتوح ہونا ☆عبدالرحمٰن بن ضحاک کی مدینہ اور مکہ کی امارت سے معزولی☆ ابوالعباس کی ولادت☆ سعید حرشی کی خراسان سے معزولی ☆متفرق واقعات ☆وفیات

۞ حواشی وحوالہ جات ۳۵۸

Marfat.com

⇦ باب۔۳۲ ۳۵۹

۱۰۵ھ کے واقعات ☆عقفان کی بغاوت ☆مسعود عبدی کی بغاوت ☆مصعب بن محمد الوالبی ☆یزید بن عبدالملک کی وفات ☆یزید بن عبدالملک کی زندگی کے حالات ☆ ہشام بن عبدالملک کی خلافت ☆حاکم عراق خالد قسری ☆بنی عباس کے دعاۃ ☆ متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۳۳ ۳۶۸

۱۰۶ھ کے واقعات ☆مُضری اور یمنی قبائل کے درمیان خراسان کی جنگ ☆مسلم بن سعید اور ترکوں کی جنگ ☆ ہشام بن عبدالملک کا حج ☆ حاکم خراسان اسد بن عبداللہ ☆حر کا شہر موصل میں حاکم ہونا ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۳۴ ۳۷۶

۱۰۷ھ کے واقعات ☆جنید کا سندھ کے بعض شہروں پر قبضہ ☆عنبسہ ،حاکم اندلس کی فرانس پر چڑھائی ☆دولت عباسیہ کے داعیوں کا تذکرہ ☆غزوہ غور ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۳۵ ۳۷۹

۱۰۸ھ کے واقعات ☆غزوۂ ختل اور غور ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۳۶ ۳۸۲

۱۰۹ھ کے واقعات ☆ خالد اور اُس کے بھائی اسد بن عبداللہ کا خراسان سے معزول ہونا ☆دولت عباسیہ کے داعیوں کا تذکرہ ☆متفرق واقعات ☆وفیات

⇦ باب۔۳۷ ۳۸۶

۱۱۰ھ کے واقعات ☆ اشرس (حاکم خراسان) اور اہلِ سمرقند کے مختلف واقعات ☆ کمرجہ کا واقعہ ☆اہل کُردر کا ارتداد ☆متفرق واقعات ☆وفیات

✿ حواشی وحوالہ جات ۳۹۴

⇦ باب۔۳۸ ۳۹۵

۱۱۱ھ کے واقعات ☆اشرس کی خراسان سے معزولی اور جنید کا حاکم ہونا ☆متفرق واقعات

Marfat.com

⇦ باب۔۳۹ ۳۹۸

۱۱۲ھ کے واقعات ☆ جراح حکمی کا قتل ☆ جنید کا طخارستان پر حملہ ☆ سورۃ بن حر کا قتل متفرق واقعات ☆ وفیات

⇦ باب۔۴۰ ۴۱۲

۱۱۳ھ کے واقعات ☆ عبدالوہاب کا قتل ☆ مسلمہ کی ترکوں سے جنگ اور واپسی ☆ عبدالرحمٰن امیر اندلس کا قتل اور عبدالملک بن قطن کا حاکم ہونا ☆ وفیات ☆ متفرق واقعات

⇦ باب۔۴۱ ۴۱۵

۱۱۴ھ کے واقعات ☆ حاکم آرمینیہ اور آذر بائیجان مروان بن محمد ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۴۱۸

⇦ باب۔۴۲ ۴۱۹

۱۱۵ھ کے واقعات

⇦ باب۔۴۳ ۴۲۰

۱۱۶ھ کے واقعات ☆ جنید کی خراسان سے معزولی اور عاصم کا حاکم ہونا ☆ حارث بن سُریج کی خراسان میں بغاوت ☆ متفرق واقعات

⇦ باب۔۴۴ ۴۲۴

۱۱۷ھ کے واقعات ☆ عاصم کی خراسان سے معزولی ☆ دولت عباسیہ کے دعاۃ ☆ عبیداللہ بن حبحاب کا افریقہ اور اندلس میں حاکم ہونا ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

⇦ باب۔۴۵ ۴۳۴

۱۱۸ھ کے واقعات ☆ دولت عباسیہ کے دعاۃ ☆ حارث اور اُس کے ساتھیوں کے حالات ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

⇦ باب۔۴۶ ۴۳۸

Marfat.com

۱۱۹ھ کے واقعات ☆ خاقان کا قتل ☆ مغیرہ بن سعید اور بیان کا قتل ☆ خوارج کے حالات ☆ صحاری بن شبیب کی بغاوت ☆ اسد کا خُتل پر حملہ ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

حواشی وحوالہ جات ۴۵۳

باب۔۴۷ ۴۵۴

۱۲۰ھ کے واقعات ☆ اسد بن عبداللہ قسری کی وفات ☆ حامیان بنو عباس خراسان میں ☆ خالد بن عبداللہ قسری کا معزول ہونا ☆ نصر بن سیار کنانی حاکم خراسان ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب۔۴۸ ۴۶۸

۱۲۱ھ کے واقعات ☆ زید بن علی بن حسین کا نمودار ہونا ☆ نصر بن سیار کی ماوراء النہر میں جنگ ☆ مروان بن محمد بن مروان کی لڑائی ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب۔۴۹ ۴۸۲

۱۲۲ھ کے واقعات ☆ زید بن علی بن حسین بن ابی طالب کا قتل ☆ بطّال کا قتل ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب۔۵۰ ۴۹۰

۱۲۳ کے واقعات ☆ نصر بن سیار اور اہلِ صُغد کی صلح ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب۔۵۱ ۴۹۴

۱۲۴ کے واقعات ☆ ابومسلم خراسانی کے ابتدائی حالات ☆ ثعلبہ بن سلام کا اندلس میں حاکم ہونا ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

باب۔۵۲ ۵۰۰

۱۲۵ھ کے واقعات ☆ ہشام بن عبدالملک کی وفات ☆ ہشام کی زندگی کے بعض حالات ☆ ولید بن یزید بن عبدالملک کی بیعت ☆ ولید کی جانب سے نصر بن سیار حاکم خراسان ☆ یحییٰ بن زید بن علی بن الحسینؓ کے قتل کا واقعہ ☆ حنظلہ کا افریقہ پر اور ابوالخطار کا اندلس پر حاکم ہونا ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

Marfat.com

✿ حواشی وحوالہ جات ۵۱۴

⇦ باب۔۵۳ ۵۱۵

۱۲۶ھ کے واقعات ☆ خالد بن عبداللہ قسری کا قتل ☆ ولید بن یزید بن عبدالملک کا قتل ☆ ولید کا نسب نامہ اور اُس کے بعض حالات ☆ یزید بن ولید "الناقص" کی بیعت ☆ بنوامیہ کی حکومت کا انتشار ☆ اہل حمص کے اختلافات ☆ اہل فلسطین کی مخالفت ☆ یوسف بن عمر کی عراق سے معزولی ☆ نصر بن سیار کا منصور کی ولایت سے انکار ☆ اہل یمامہ اور اُن کے عامل کے درمیان جنگ ☆ عراق پر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی ولایت ☆ خراسانیوں کے درمیان اختلافات ☆ حارث بن السریج کا حال ☆ حامیانِ بنی عباس ☆ ابراہیم بن ولید کی ولی عہدی کی بیعت ☆ مروان بن محمد کی مخالفت ☆ یزید بن ولید بن عبدالملک کی وفات ☆ ابراہیم بن ولید بن عبدالملک کی خلافت ☆ عبدالرحمٰن بن حبیب کا افریقہ پر غلبہ ☆ ورفجومہ کا قیروان سے اخراج ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

⇦ باب۔۵۴ ۵۶۱

۱۲۷ھ کے واقعات ☆ مروان کا شام جانا اور ابراہیم کی معزولی ☆ مروان بن محمد بن مروان کی بیعت ☆ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کا خروج ☆ حارث بن سریج کی مرو میں آمد ☆ اہل حمص کا نقض بیعت کرنا ☆ اہل غوطہ کی بغاوت ☆ اہل فلسطین کی بغاوت ☆ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کی بغاوت ☆ ضحاک کا خروج ☆ ابوالخطار امیر اندلس کی علیحدگی اور ثوابہ کی امارت ☆ بنوعباس کی جماعت ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

⇦ باب۔۵۵ ۵۸۱

۱۲۸ھ کے واقعات ☆ حارث بن سُریج کے قتل اور کرمانی کا مرو پر غلبہ ☆ بنی عباس کی تحریک ☆ ضحاک خارجی کا قتل ☆ خیبری کا قتل اور شیبان کی ولایت ☆ ابوحمزہ خارجی اور طالب حق کے حالات ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

Marfat.com

⇦ باب۔۵۶ ۵۹۱

۱۲۹ھ کے واقعات☆شیبان الحروی☆خراسان میں دعوت عباسیہ☆کرمانی کا قتل☆ اہل خراسان کا ابومسلم کے خلاف معاہدہ☆عبداللہ بن معاویہ کا فارس پر غلبہ اور قتل ☆ابوحمزۃ الخارجی اورطالب حق☆اندلس میں یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری کی ولایت☆متفرق واقعات☆وفیات

⇦ باب۔۵۷ ۶۱۴

۱۳۰ھ کے واقعات☆ ابومسلم کی بیعت☆نصر بن سیار کا مرو سے فرار☆ شیبان حروری کا قتل☆ کرمانی کے دونوں لڑکوں کا قتل☆امام ابراہیم کے پاس سے قحطبہ کا آنا☆قحطبہ کی نیشاپور روانگی☆نُباتہ بن حنظلہ کا قتل☆ قدید میں ابوحمزہ خارجی سے جنگ☆ابوحمزہ کا مدینہ میں داخلہ☆ ابوحمزہ خارجی کا قتل☆عبداللہ بن یحییٰ کا قتل☆ ابن عطیہ کا قتل☆قحطبہ کی اہل جرجان سے جنگ☆متفرق واقعات☆وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۶۲۹

⇦ باب۔۵۸ ۶۳۰

۱۳۱ھ کے واقعات☆ نصر بن سیار کی وفات☆رے میں قحطبہ کا داخلہ☆ عامر بن ضبارہ کا قتل اور اصفہان میں قحطبہ کا داخلہ☆قحطبہ کی اہل نہاوند سے لڑائی اور اُس کا داخلہ☆شہرزُور کی فتح☆ قحطبہ کی عراق میں ابن ہبیرہ کی طرف روانگی☆متفرق واقعات☆وفیات

⇦ باب۔۵۹ ۶۳۷

۱۳۲ھ کے واقعات☆قحطبہ کی ہلاکت اور ابن ہبیرہ کی ہزیمت☆محمد بن خالد کا کوفہ میں سردار بن کر خروج کرنا

Marfat.com

معروضات

الحمدللہ! الکامل ابن اثیر کی پانچویں جلد شائع ہوگئی ہے۔اس جلد میں خلافتِ بنوامیہ دمشق کے حالات ۴۷ھ سے ۱۳۲ھ تک کے بیان کیے گئے ہیں۔اس کے مترجم سید ہاشم ندوی صاحب ہیں اور یہ ترجمہ نفیس اکیڈمی، کراچی سے ۱۹۶۵ء میں پہلی بار شائع ہوا۔اس کے بعد سے اسے دوبارا شائع کیا گیا اور نہ اس پر نظر ثانی ہی کی گئی۔اب ایک طویل عرصے کے بعد اسے ادارۂ قرطاس کی جانب سے راقمہ کی نظر ثانی، تہذیب و تحشیہ کے بعد شائع کیا جارہا ہے۔

الکامل کی چھٹی جلد جو بنو عباس کے ابتدائی سو سالہ دورِ عروج کا احاطہ کررہی ہے، انشاء اللہ جلد ہی پیش کردی جائے گی۔اُمید ہے تراجم کا یہ سلسلہ اہلِ علم حضرات، طلبہ اور اساتذہ میں پسند کیا جائے گا۔

نگار سجاد ظہیر، ڈاکٹر
پروفیسر (ر)، شعبہ اسلامی تاریخ،
کراچی، یونیورسٹی، کراچی

۱۰ر نومبر ۲۰۱۷ء

Marfat.com

باب ۔۱

۷۴ھ کے واقعات

اس سال عبدالملک نے طارق ۱؎ کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ حجاج بن یوسف کو مقرر کر دیا۔ حجاج مدینہ آیا، ایک ماہ وہاں قیام کیا، صحابہ کے ساتھ وہ کچھ کیا جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے، پھر وہ عمرے کے لئے روانہ ہو گیا۔ حجاج نے کعبہ کی اس تعمیر کو ڈھا دیا جو عبداللہ ابن زبیر نے بنوائی تھی اور جس میں حجر کے مقام کو کعبہ میں شامل کر لیا تھا۔ مگر حجاج نے کعبہ کو پہلی صورت پر لوٹا دیا۔ عبدالملک کہا کرتا تھا کہ عبداللہ ابن زبیر نے (حضرت) عائشہ سے یہ غلط طور پر روایت کی ہے کہ حجر بیت اللہ کا حصہ ہے۔ حالانکہ یہ روایت عبداللہ ابن زبیر کے علاوہ دیگر رواۃ سے بھی بیان کی جاتی ہے۔

اسی سال عبدالملک نے ابوادریس خولانی کو قاضی مقرر کیا۔

ازارقہ سے جنگ پر مہلب کا تقرر

جب عبدالملک نے اپنے بھائی بشر بن مروان کو بصرہ کا عامل مقرر کیا اور وہ بصرہ پہنچ گیا تو عبدالملک نے اسے لکھا کہ مہلب کو بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ ازارقہ سے جنگ کے لئے روانہ کرو، اور مہلب کو یہ اختیار دے دو کہ وہ خود اپنے شہر (بصرہ) کے سربرآوردہ، شہسوار اور تجربہ کار لوگوں کو منتخب کر لیں۔ اسی طرح کوفے سے بھی ایک زبردست جمعیت ان کی طرف بھیجنا۔ اس کوفی فوج پر مشہور و معروف اور شریف و نجیب ایسے شخص کو سردار مقرر کرنا جس کی بہادری، شجاعت اور عسکری تجربہ محتاج تعارف نہ ہو۔ ان دونوں شہروں کے منتخب لشکر کو خارجیوں کے مقابلے پر روانہ کرنا اور حکم دینا کہ جہاں جہاں خارجی جائیں یہ فوج بھی ان کے تعاقب میں جائے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں بالکل

Marfat.com

ہی غارت کر دے۔

مہلب نے جُدَیْع بن سعید بن قبیصہ[2] کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ فوج کے رجسٹر سے لوگوں کو منتخب کرلو۔ بشر کو اس بات کی سخت تکلیف تھی کہ عبدالملک نے اس مہم کی سرداری کی عزت مہلب کو عطا کی۔ اس بات نے بشر میں حسد پیدا کر دیا۔ بہرحال اس نے عبدالرحمٰن بن مِخْنَف کو بلوایا اور اس سے کہا تم جانتے ہو میرے نزدیک تمہاری کتنی عزت اور توقیر ہے، میرا ارادہ تھا کہ میں تمہیں اس فوج کا سردار بناؤں کیونکہ میں تمہاری شرافت، شجاعت اور تجربہ کاری سے بخوبی واقف ہوں، مگر دیکھو کہ یہ معاملہ ایسے واقع ہوا۔ (یعنی مہلب کو اس لشکر کا سردار بنا دیا گیا) بہرحال تمہیں چاہئے کہ تم ان کے مقابلے میں اپنے حکم پر سختی سے جمے رہو، ان کی رائے اور مشورے کو قبول نہ کرو اور ان کی تحقیر کرتے رہو۔

عبدالرحمٰن کہتے ہیں بشر نے یہ باتیں تو کیں لیکن یہ نصیحت نہ کی کہ فوج کا اس طرح انتظام کرنا، دشمن سے اس طرح لڑنا اور مسلمانوں کی اس طرح خبر گیری کرنا۔ بلکہ مجھے اپنے ہی ابن عم کی مخالفت پر برانگیختہ کیا۔ کیا میں اتنا ہی بے وقوف ہوں کہ ان کی باتوں میں آجاتا، میں نے ایسی کوئی مثال نہیں دیکھی کہ مجھ جیسے شخص سے اس جیسے شخص نے ایسی کوئی بات کی ہو۔ جب بشر نے محسوس کیا کہ میں نے اس کی نصیحت میں کوئی دلچسپی نہیں لی تو اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے جواب دیا میں آپ کا ہر حکم مانوں گا خواہ اسے پسند کروں یا نہ کروں۔

مہلب بن ابی صفرہ (اہل بصرہ کو لے کر چلا اور) رامھُرمُز پہنچا، اور خارجیوں سے لڑائی شروع ہوئی۔ مہلب نے خندقیں کھود کر اپنا دفاع کیا۔ دوسری طرف عبدالرحمٰن بھی اہل کوفہ کی فوج کے ساتھ آ پہنچا۔ اس کے ساتھ بشر بن جریر، محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس، اسحاق بن محمد بن اشعث اور زَحر بن قیس تھے۔ انہوں نے رامھرمز میں مہلب کے پڑاؤ سے ایک میل کے فاصلے پر قیام کیا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔ جنگ کو شروع ہوئے دس روز ہی گذرے تھے کہ خبر آئی کہ بشر بن مروان نے بصرہ میں انتقال کیا۔ اس خبر کی دیر تھی کہ اہل بصرہ اور اہل کوفہ کی افواج میں سے لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ انتقال سے قبل بشر نے اپنے بعد بصرہ پر خالد بن عبداللہ بن خالد کو اور کوفہ پر عمرو بن حُریث کو اپنا قائم مقام بنایا تھا۔

اہل کوفہ میں سے جو لوگ فرار ہوئے تھے ان میں زَحر بن قیس، اسحاق بن محمد بن اشعث، محمد

Marfat.com

بن عبدالرحمٰن بن سعید شامل تھے، یہ سب اہواز پہنچے، وہاں اور بھی فراری جمع ہو گئے تھے۔ اس کی خبر والی بصرہ خالد بن عبداللہ کو ہوئی۔ خالد نے ان لوگوں کے نام ایک حکم نامہ لکھا جس میں انہیں مہلب کے پاس واپس جانے کی ہدایت کی۔ اس نے یہ بھی حکم دیا کہ جو لوگ واپس جانے سے انکار کریں انہیں سخت جسمانی سزائیں دینا۔ جب وہ قاصد ان فراریوں کے پاس پہنچا اور انہیں خط پڑھ کر سنانے لگا، ابھی اس نے ایک یا دو سطریں ہی پڑھی تھیں کہ زَحر بن قیس نے کہا 'اس کا مختصر مضمون بتا دو'۔

بہر حال قاصد پڑھ کے فارغ ہوا مگر کسی نے اس طرف التفات نہیں کیا۔ زَحر اور اس کے ساتھی کوفہ کے قریب ایک گاؤں میں جا کر ٹھہر گئے۔ ؁ اور انہوں نے عمرو بن حُریث (والی کوفہ) کو خط لکھا کہ لشکر میں ہمارے ساتھ جو لوگ تھے انہیں جب امیر (بشر بن مروان) کے انتقال کی خبر پہنچی تو وہ سب منتشر ہو گئے اور ہمارے ساتھ کوئی نہیں رہا۔ ہم بھی اپنے شہر کی طرف لوٹ آئے ہیں اور آپ کی اجازت سے اپنے شہر (کوفہ) میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ عمرو بن حُریث نے انہیں جواباً لکھا کہ انہیں واپس لشکر گاہ میں مہلب کے پاس جانا ہوگا اور یہ کہ انہیں کوفہ میں داخل ہونے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

وہ فراری انتظار کرتے رہے اور رات کی تاریکی میں کوفہ میں داخل ہو کر اپنے گھروں کو چلے گئے اور حجاج بن یوسف کے امیر کوفہ بننے تک بغیر کسی مداخلت کے اپنے گھروں میں مقیم رہے۔

ولایت خراسان

اسی سال عبدالملک نے بُکیر بن وسّاج کو خراسان سے معزول کر کے اس کی جگہ امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اُسید کو مقرر کیا۔ بُکیر دو سال تک خراسان کے امیر رہے۔

بُکیر کے عزل کی وجہ یہ ہوئی کہ خراسان میں آباد بنو تمیم کے مختلف بطون میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ ؁ بنو مقاعس اور دوسرے بطون بُکیر کے طرف دار تھے اور بحیر سے تعصب کرنے لگے تھے۔ اسی طرح دوسرا گروہ بُکیر کا مخالف اور بحیر کا طرف دار ہو گیا تھا۔ گویا بنو تمیم کی شاخیں دو گروہوں میں بٹ گئی تھیں اور اہل خراسان اس بات سے خوفزدہ ہو گئے تھے کہ اگر یہی صورت حال قائم رہی تو اس کا نتیجہ فساد و بربادی ہوگا اور اس خانہ جنگی سے ہمارے دشمن ضرور فائدہ اٹھائیں گے اور ہمیں زیر کر لیں گے۔ لہٰذا انہوں نے عبدالملک بن مروان کو تمام حالات لکھ بھیجے اور یہ بھی لکھا کہ یہاں صورت حال اسی وقت بہتر ہو سکتی ہے

Marfat.com

جب کوئی قریشی یہاں کا حاکم بنا کر بھیجا جائے۔ جس سے لوگ نہ حسد کریں اور نہ تعصب۔

اس بارے میں عبدالملک نے مشاورت کی کہ خراسان پر کسے والی مقرر کیا جائے۔ اس پر امیہ نے کہا 'امیر المومنین! اس مسئلے کا حل اس میں ہے کہ آپ اپنے قرابت داروں میں سے کسی کو وہاں کا حاکم بنائیں۔' عبدالملک نے جواب دیا اگر تم نے ابو فدیک خارجی کے مقابلے پر پسپائی نہ دکھائی ہوتی تو میری نظر انتخاب تم ہی پر پڑتی۔ امیہ نے عرض کیا 'اللہ کی قسم! میں پسپا نہیں ہوا تھا، جب لوگ مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے اس وقت میں نے یہی بہتر سمجھا کہ پیچھے ہٹ جانا اس سے بہتر ہے کہ میں اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کو ہلاکت میں ڈال دوں۔ اس طرح میں نے مسلمانوں کو ہلاکت سے بچایا۔ خالد بن عبداللہ نے بھی میرا عذر آپ کو لکھا تھا اور لوگ بھی اس بات کو جانتے ہیں۔'

بہر حال عبدالملک نے امیہ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ عبدالملک، امیہ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اس تقرری پر لوگ از راہ تفنن کہا کرتے کہ یہ خوب ہوا کہ ایک طرف تو ابو فدیک خارجی سے شکست کھائی، دوسری طرف اس کے معاوضے میں خراسان کی ولایت مل گئی۔

بُکیر کو جب معلوم ہوا کہ عبدالملک نے امیہ کو خراسان کا والی بنا کر روانہ کیا ہے تو اس نے بحیر کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ بحیر اس وقت قید میں تھا۔ اس نے صلح سے انکار کیا اور کہا کہ شاید بُکیر نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تمام خراسان متفقہ طور پر اس کا طرف دار رہے گا۔ غرضیکہ کئی مرتبہ قاصد یہ پیغام لے کر گئے اور بحیر انکار ہی کرتا رہا۔ آخر کار ضرار بن حسین ضبّی، بحیر کے پاس آیا اور کہنے لگا 'تم خاصے احمق انسان ہو، تمہارا ایک بھائی تم سے معذرت کر رہا ہے حالانکہ تم اس کی قید میں ہو اور تلوار بھی اس کے ہاتھ میں ہے مگر تم پھر بھی صلح سے انکار کر رہے ہو، اگر وہ تمہیں قتل کر ڈالے تو تم اس کا کیا بگاڑ لو گے؟ اس وقت تمہاری حمایت میں کوئی آواز بھی نہیں نکالے گا۔ جو چیز تمہیں مل رہی ہے اسے قبول کرو، صلح کر لو پھر تمہیں آزادی ہو گی، جہاں چاہو چلے جانا۔ بحیر نے یہ مشورہ قبول کر لیا اور بُکیر سے صلح کر لی۔ بُکیر نے اس کے پاس چالیس ہزار (درہم) بھجوائے اور یہ بھی کہا کہ کبھی میرے مقابلے پر نہ آنا۔

بحیر (قید سے) نکلا، وہ پوچھتا رہتا تھا کہ امیہ کب پہنچیں گے۔ جب اسے یہ اطلاع ملی کہ وہ نیشاپور کے قریب پہنچ گئے ہیں تو وہ وہاں پہنچ کر ان سے ملا، انہیں خراسان کے حالات سے آگاہ کیا اور یہ بھی مشورہ دیا کہ کیا تدابیر اختیار کی جائیں جس سے اہل خراسان کی حالت درست ہو۔ بحیر نے

Marfat.com

امیہ سے بکیر کے خلاف اس مال کے لئے، جس پر انہوں نے قبضہ کرلیا تھا، مرافعہ بھی کیا اور کہا کہ بکیر ضرور بے وفائی کرے گا۔

بہر حال بحیر بھی امیہ کے ساتھ مرو آیا۔ امیہ ایک شریف النفس انسان تھا، اس نے بکیر یا اس کے عہدیداروں سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ امیہ نے بکیر کو دعوت دی کہ وہ اس کے افسر شرطہ ہو جائیں لیکن بکیر نے انکار کردیا۔ امیہ نے بحیر بن ورقاء کو افسر شرطہ مقرر کردیا۔ اس پر بکیر کے کچھ ساتھیوں نے اسے ملامت کی تو بکیر نے انہیں جواب دیا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا تھا کہ کل تک تو میں اس علاقے کا حاکم اعلیٰ تھا اور دوسرے میرے دائیں بائیں نیزہ اٹھا کر چلتے تھے، آج میں دوسروں کے لئے نیزہ اٹھا کر چلوں؟

امیہ نے بکیر سے کہا کہ خراسان کے جس علاقے کو اپنے لئے پسند کرو وہ تمہاری نگرانی میں دے دیا جائے۔ بکیر نے کہا 'طخارستان'۔ امیہ نے کہا ٹھیک ہے طخارستان تمہیں جاگیر میں دیا جاتا ہے۔ بکیر نے روانگی کی تیاری شروع کی اور بہت سا مال لوگوں میں تقسیم کیا۔ بحیر نے امیہ سے کہا اگر بکیر طخارستان پہنچ گیا تو وہ ضرور آپ سے بے وفائی کرے گا اور آپ سے جدا ہو جائے گا۔ بحیر ہمیشہ اسی طرح بکیر کے خلاف امیہ کے کان بھرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ امیہ نے بکیر کو حکم دیا کہ تم یہیں میرے پاس رہو گے۔

سجستان پر عبداللہ بن اُمیہ کی ولایت

جب اُمیہ بن عبداللہ کرمان پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو سجستان کا عامل بنایا۔ عبداللہ نے سجستان پہنچ کر رتبیل پر لشکر کشی کی۔ رتبیل اوّل مقتول ہو چکا تھا جس نے مسلمانوں سے صلح کی تھی۔ یہ دوسرا رتبیل تھا جو مسلمانوں سے خائف تھا۔ عبداللہ کے بُست پہنچتے ہی اس نے دس لاکھ پر صلح کرنا چاہی اور اس کے پاس تحائف اور غلام بھی بھیجے۔ عبداللہ نے ان تحائف کو قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا "رتبیل کو چاہیے کہ میرے اس رواق کو سونے سے بھر دے ورنہ میرے اور اس کے درمیان کوئی صلح نہیں۔"

مجبوراً رتبیل کو اُسے راستہ دینا پڑا، عبداللہ ملک میں در آیا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ رتبیل نے تنگ راستوں اور گھاٹیوں میں اس پر نرغہ کیا، عبداللہ نے مجبور ہو کر درخواست کی کہ "ہمیں راستہ دے دو، تم سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔"

Marfat.com

لیکن اب رُتبیل نے انکار کیا اور کہا ''ہم سے تین لاکھ کی رقم لے لو اور عہد نامہ لکھ دو کہ اپنے زمانۂ ولایت میں تم ہمارے ملک پر حملہ نہیں کرو گے، نہ اس کو جلاو گے، نہ اس کو تباہ کرو گے۔'' عبداللہ نے ایسا نوشتہ لکھ دیا۔ جب یہ خبر عبدالملک کو پہنچی تو اس نے عبداللہ کو برطرف کر دیا۔

متفرق واقعات

اس سال حجاج بن یوسف کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال مدینے کی قضاء پر عبداللہ بن قیس بن مخرمہ، کوفہ کی قضاء پر شُریح اور بصرہ کی قضاء پر ہشام بن ہبیرہ مقرر تھے۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ اس سال عبدالملک نے عمرہ کیا۔ لیکن یہ بات درست نہیں۔

وفیات

اس سال کوفہ میں بشر بن مروان کی امارت کے دوران جابر بن سمرہ السوائی اور ابو جُحَیفَہ نے انتقال کیا۔ اسی سال عمرو بن میمون اودیؔ نے انتقال کیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ اس نے ۷۵ھ میں انتقال کیا۔ اسی سال عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے انتقال کیا جو (حضرت) عمرؓ کے زمانے میں عامل رہے تھے۔ ان کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ۷۳ھ میں انتقال کیا۔ اسی سال عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی نے انتقال کیا، وہ صحابی تھے۔ اسی سال محمد بن حاطب بن حارث جُمَحیؓ نے بھی انتقال کیا، ان کی پیدائش حبشہ میں ہوئی تھی، بعد میں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے۔ اسی سال ابوسعید بن مُعلّٰی انصاری اور اوس بن ضمعج کوفی نے بھی انتقال کیا۔

۞ ۞ ۞

حواشی و حوالہ جات:

۱۔ طبری میں اسے طارق بن عمرو لکھا گیا ہے۔

۲۔ طبری کے مطابق یہ جُذیع بن سعید بن قبیصہ بن سراق ازدی تھا، جو مہلب کا سالا یعنی بیوی کا بھائی تھا۔

۳۔ کوفہ کا یہ نزدیکی گاؤں محمد بن اشعث کی اولاد کی ملکیت تھا۔

۱۶۰۲۰۲

Marfat.com

۴ اس جھگڑے کی وجہ طبری نے یہ لکھی ہے کہ جب ابن خازم قتل کر دیئے گئے تو عبدالملک کے پاس ان کا سر بھیجنے کے معاملے پر بکیر بن وساج اور بحیر کے مابین سخت اختلاف ہوگیا اور اسی بنا پر بکیر نے بحیر کو قید کر دیا۔ جس پر خراسان میں آباد بنو تمیم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ بکیر اور بحیر دونوں کا تعلق بنو تمیم سے تھا۔

۵ مرو (*Marv*) اس زمانے میں خراسان کا دارالحکومت تھا۔

Marfat.com

باب۔۲

۷۵ھ کے واقعات

اس سال محمد بن مروان نے موسم گرما میں رومیوں سے جنگ کی اور وہ مرعش کی طرف سے آ رہے تھے۔

حاکم عراق حجاج بن یوسف

اس سال عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو عراق کا حاکم بنایا لیکن خراسان اور سجستان کو اس کے ماتحت نہیں کیا۔حجاج کو جو اس وقت مدینہ میں تھا اس تقرری کی اطلاع دی اور عراق روانہ ہونے کا حکم دیا۔حجاج وہاں سے بارہ آدمیوں کو ساتھ لے کر جو بہترین اونٹوں پر سوار تھے، روانہ ہوا اور ٹھیک پو پھٹنے کے وقت وہ لوگ کوفہ پہنچے۔اس زمانے میں بشر نے مہلب کو خوارج کے مقابلے کے لیے بھیجا ہوا تھا۔حجاج سیدھا مسجد میں آیا اور منبر پر چڑھ گیا۔اس وقت اس کا چہرہ سرخ ریشمی عمامے سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے لوگوں کو مجتمع کرنے کا حکم دیا۔اس وقت جو لوگ موجود تھے انھوں نے اس کو اور اس کے اصحاب کو خارجی سمجھا اس لیے حملے کا ارادہ کر رہے تھے۔ وہ منبر پر بیٹھا ہوا لوگوں کی آمد کا منتظر تھا۔ جب تمام لوگ آ گئے تب بھی وہ دیر تک خاموش رہا۔محمد بن عمیر نے جب یہ دیکھا تو چند کنکریاں اس پر مارنے کے لیے اٹھائیں اور کہنے لگا کہ کتنا غبی اور برا انسان ہے خدا اس کو ہلاک کرے۔واللہ میں اس کی حالت اس کی صورت کے مطابق (مشتبہ) دیکھتا ہوں، جب حجاج نے بولنا شروع کیا تو محمد بن عمیر کے ہاتھ سے کنکریاں گر گئیں اور وہ مبہوت ہو گیا۔حجاج نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور بولا:

انا ابنُ جلا وطلّاعُ الثّنایا   متی اضع العمامة تعرفونی

[میں آفتاب کی طرح روشن ہوں۔عزت کی ہر گھاٹی پر چڑھتا ہوں۔سر سے جب عمامہ

Marfat.com

اتار دوں گا تو تم لوگ خوب پہچان لو گے۔]

خدا کی قسم میں لوگوں کو اصلی جگہ پر رکھتا ہوں اور اس کا مواخذہ کر کے اس کا بدلہ بالکل اس کے مساوی دیتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ چند سرکش لوگوں کے سروں کی کھیتیاں پک کر تیار ہوگئی ہیں اور ان کے کٹنے کا زمانہ بھی قریب آ گیا ہے۔ مجھے ان کی داڑھیوں اور عماموں پر خون کے دھبے دکھائی دیتے ہیں اور اس معاملے نے بھی نازک صورت اختیار کر لی ہے۔

هذا اوانُ الحرب فاشتدی زِیَم　　قد لفّها اللیل بسوّاقٍ حُطم

لیس براعی ابل ولا غنم　　ولا بجزّار علی ظهر و ضم

[یہ لڑائی کا زمانہ ہے، اے (جنگ) زیم تو سخت ہو جا۔ اس کو رات نے ظالم چرواہوں کے سپرد کیا ہے، جو نہ اونٹ اور بکری کا گلہ بان ہے اور نہ گوشت کو تختہ پر کاٹنے والا قصاب ہے۔]

پھر کہا:

قد لفّها اللیل بعصلبی　　اروع خرّاجٍ من الدّوّیّ

مهاجرٍ لیس باعرابیّ

لیس اوان بسکرة الخلاطِ　　جاء ت به و القُلُص الاعلاطِ

تهوی هُوِیَّ السابق الغطاطِ

[اسے رات نے ایک ایسے مضبوط آدمی کے سپرد کیا ہے۔ جو بہادر ہے اور بیابانوں سے نکل آنے والا ہے اور جو مہاجر ہے نہ کہ خانہ بدوش۔ اب بغاوت کا موقع نہیں۔ بے مہار اونٹنیاں اس بہادر کو لے آئی ہیں جو اپنے بہادر ہنکانے والے کی چال چل رہی ہیں۔]

خدا کی قسم اے اہل عراق میں انجیر کی طرح دبایا نہ جاؤں گا اور میں حوادث زمانہ کی پروا نہیں کرتا۔ دانائی سے میرا انتخاب کیا گیا ہے اور ایک بڑے مقصد کے حصول کے لیے آیا ہوں پھر اُس نے یہ آیت پڑھی وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ [1] [اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے۔ وہ امن واطمینان کی زندگی بسر کر رہی تھی اور ہر طرف سے اس کو بفراغت رزق پہنچ رہا تھا کہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران شروع کر دیا۔ تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان

Marfat.com

کے کرتوتوں کا یہ مزا چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں۔]

تم وہی لوگ ہو یا انھیں کے مثل ہو۔ امیر المومنین عبدالملک نے اپنے ترکش کے تمام تیروں کی مضبوطی کا اندازہ کیا۔ میں ان کی آزمائش میں سب سے سخت اور مضبوط تیر نکلا۔ انھوں نے مجھ کو تمہاری طرف بھیج دیا گویا اس تیر کو انھوں نے تمہارے سینوں میں بھونک دیا کیونکہ تم باغی، منافق، مفسد اور شریر ہو اور بغاوت کے طریقے رائج کر رہے ہو۔ سیدھے ہو جاؤ اور سر اطاعت خم کر دو۔ ورنہ واللہ تمہیں ذلت و خواری کا کڑوا گھونٹ پلاؤں گا اور تمہاری کج روی کو ایسا درست کر دوں گا کہ تم سدھائی ہوئی اونٹنیوں کی طرح دودھ دینے لگو گے۔ لکڑی کی طرح تمہیں چھیل ڈالوں گا، ببول کی پتیوں کی طرح تمہیں جھاڑ ڈالوں گا تا کہ تم مطیع ہو جاؤ۔ تم اس طرح مارے جاؤ گے جس طرح اجنبی اونٹ مارا جاتا ہے تا کہ سرکشی سے باز آ جاؤ اور فرماں بردار ہو جاؤ گے تم پر اتنے مصائب و آلام کی بوچھاڑ کر دوں گا کہ تمہیں شرارتیں بھول جائیں گی اور تم ٹھنڈے ہو جاؤ گے۔

خدا کی قسم میں جس چیز کا وعدہ کرتا ہوں اسے پورا کرتا ہوں، جو اندازہ کرتا ہوں وہ ٹھیک کرتا ہوں، اب میں ہوں اور یہ لوگ ہیں، کوئی شخص اس وقت تک یہاں سے نہ جائے جب تک فساد نہ کرنے کی قسم نہ کھائے۔ قیل و قال، حیلہ و حوالہ چھوڑ دو، ورنہ میں ہر شخص کو اتنی سزا دوں گا کہ وہ شب و روز اپنے جسم کی مصیبت میں مبتلا رہے گا۔ واللہ تم سیدھا راستہ اختیار کرو، ورنہ اتنی تلواریں ماروں گا کہ عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو جائیں گے۔ تم باطل سے باز آ جاؤ۔ اگر اہل معصیت کی معصیت جائز قرار دی جائے تو مال غنیمت بند ہو جائے گا اور نہ کسی دشمن سے لڑائی کی جائے گی۔ تمام سرحدیں بیکار کر دی جائیں گی۔ کوئی فوج خوشی سے میدان جنگ کو نہیں جاتی۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے مہلب کا ساتھ چھوڑ دیا اور بغاوت اور سرکشی کر کے اپنے گھروں کو واپس آ گئے ہو۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ جو لوگ جنگ سے واپس آ گئے ہیں اگر تین دن کے اندر واپس لشکر گاہ میں نہیں گئے اور میں نے ان کو یہاں دیکھ لیا تو ان کی گردنیں اڑا دوں گا اور ان کا تمام مال و متاع ضبط کر لوں گا۔

حجاج نے اپنی تقریر کے بعد امیر المومنین کا فرمان پڑھنے کا حکم دیا۔ پڑھنے والے نے ''اما بعد سلام علیکم فانی احمد اللہ...'' تک پڑھا کہ حجاج نے اسے روک دیا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا

Marfat.com

''اے نافرمانو! امیر المومنین تم پر سلام بھیجتے ہیں اور تم میں سے کوئی اس کا جواب تک نہیں دیتا۔ خدا کی قسم میں تمہاری اس بے ادبی کا مزہ چکھاؤں گا۔'' پھر دوبارہ خط پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ جب دوبارہ یہ عبارت پڑھی گئی تو حاضرین نے ایک آواز ہو کر ''سلام اللہ علیٰ امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہا۔''

اس دن حجاج نے صرف اسی پر مجلس برخاست کی اور اپنی قیام گاہ میں چلا گیا۔ اس کے بعد حجاج نے تمام سربرآوردہ لوگوں کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ تمام فراریوں کو مہلب کے پاس پہنچایا جائے اور مجھے تحریری ثبوت اس بات کا دو کہ یہ لوگ لشکرگاہ میں پہنچ گئے ہیں۔ اس مدت کے ختم ہونے تک پل کے دروازے شب و روز کھلے رہیں۔

تیسرے دن حجاج نے بازار میں تکبیر کی آواز سنی۔ وہ گھر سے نکل کر منبر پر متمکن ہوا اور کہنے لگا ''اے اہل عراق و اہل نفاق اے پھوٹ ڈالنے والو اور برے اخلاق والو! میں نے تمہاری تکبیریں سنیں لیکن ان میں خلوص کا شائبہ تک نہ تھا۔ صرف خوف زدہ کرنے کے لیے کہی گئی تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ صرف شوروغوغا ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں۔ اے بیوقوف عورت کے بچوں، اے بیوہ کے لڑکو، اور اے سرکش لوگو! کیا تم میں سے کوئی اپنے نفس پر رحم نہیں کرتا، اور اپنے خون کا بہانا اچھا سمجھتا ہے؟ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عنقریب میں تمہیں ایسی سخت سزا دوں گا جو اگلوں کے لئے عذاب اور آئندہ نسلوں کے لئے عبرت ثابت ہوگی۔''

اس تقریر کے بعد عمیر بن ضابی حنظلی تمیمی نے کھڑے ہو کر عرض کی ''اللہ امیر کے کاموں کی ہمیشہ اصلاح کرتا رہے۔ میں بھی اس مہم میں شریک تھا مگر میں بیمار اور ضعیف ہوں۔ یہ میرا بیٹا جوان ہے یہ میرے بدلے حاضر ہے۔''

حجاج نے کہا کہ یہ ہمارے لیے اپنے باپ سے زیادہ کارآمد ہے۔ پھر پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں عمیر بن ضابی ہوں۔ حجاج نے کہا کہ کل تم نے ہماری تقریر سُنی تھی؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں۔ حجاج نے پوچھا کہ کیا تم نے عثمانؓ بن عفان سے لڑائی نہیں کی تھی؟ اس نے کہا ہاں کی تھی۔ حجاج نے کہا کہ اے دشمنِ خدا تو نے عثمانؓ کی طرف اس کا معاوضہ کیوں نہ بھیجا (یعنی تو اب تک قصاص میں مارا نہیں گیا) تو نے ایسا کام کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ میرے ضعیف العمر باپ کو عثمانؓ نے قید کر دیا تھا۔ اس لیے میں نے ایسا کیا۔ حجاج نے کہا کہ تم ہی نے یہ شعر کہا ہے:

Marfat.com

هممتُ ولم افعل وکدتُ ولیتنی ترکتُ علی عثمان تبکی حلائله

[میں نے مصمم ارادہ کرلیا تھا لیکن انجام تک نہ پہنچ سکا۔ کاش میں عثمان کی بیویوں کو ان پر ماتم کرتا ہوا دیکھتا۔]

اس کے بعد حجاج نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تیرے قتل میں بصرہ اور کوفہ دونوں شہروں کی بھلائی ہے۔ چنانچہ وہ اس کے حکم سے مار ڈالا گیا اور اس کا مال ضبط کرلیا گیا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ عنبسہ بن سعید بن العاص نے حجاج سے پوچھا کہ آپ اسے پہچانتے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ عنبسہ نے کہا کہ یہ قاتلین عثمان میں سے ہے۔ یہ سن کر حجاج نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو اب تک امیر المومنین (یعنی حضرت عثمانؓ) کے پاس اس جرم کے عوض میں روانہ نہیں کیا گیا۔ پھر فوراً ہی اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ مارا گیا۔ اس کے بعد شہر میں یہ منادی کرادی کہ عمیر بن ضابی ہماری تقریر سن لینے کے بعد بھی تیسرے دن تک شہر میں موجود تھا اس لیے ہم نے اس کو قتل کردیا۔ لوگ آگاہ ہوجائیں کہ جو رات تک مہلب کی فوج میں شامل ہونے کے لئے روانہ نہیں ہوگا، اللہ ان سے بری الذمہ ہے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی تمام فراری مہلب کی لشکر گاہ میں جانے کے لئے گھروں سے نکل آئے اور پل پر اژدہام ہوگیا۔ سرداران قوم نے مہلب سے مل کر جو کہ اس وقت رام ہرمز میں تھا، ان لوگوں کے پہنچنے کی رسید حاصل کی۔ مہلب نے کہا کہ ''آج عراق میں ایک بہادر مرد آیا ہے۔ اب دشمنوں سے خوب مقابلہ ہوگا۔''

جب حجاج نے عمیر کو قتل کردیا تو ابراہیم بن عامر اسدی نے اس سے ملاقات کی۔ ابراہیم نے حالات دریافت کیے تو اس نے ان شعروں میں واقعات کی اطلاع دی۔

اقولُ لا ابرهیمَ لمّا لقیتُه اری الامرا ضحی منصباً متشعباً

تجهز واسرع فالحق الجیش لا اری سوی الجیش الافی المهالك مذهبا

تخیر فاما ان تزور ابن ضابی عمیراً واما ان تزور المهلبا

هما خُطّتا خسفٍ نجاوك منهما رکوبك حولیاً من الثّلجِ اشهبا

فحال ولو کانت خراسان دونه راها مکان السوقِ اوهیّ اقربا

فکائن تری من مکره الغزو مسمراً تحمم حِنو السرجِ حتی تحنبا

Marfat.com

[جب میں ابراہیم سے ملا تو میں نے کہا کہ میں نے معاملات کو متفرق صورتوں میں پایا۔ سفر کے لیے تیار ہو جاؤ اور جلدی سے فوج میں شریک ہو جاؤ، کیونکہ فوج کے سوا میں نے تمام مقامات کو ہلاکت کا گھر پایا۔ تمھیں اختیار ہے کہ تم عمیر بن ضابی کی زیارت کرو یا مہلب سے ملاقات کرو۔ ذلت کے یہی دونوں راستے ہیں جن سے تیری سواری گذرے گی جن کے گرد برف کا پہاڑ ہے۔ جو دونوں راستوں کے درمیان میں حائل ہو گیا ہے۔ اگر خراسان سامنے ہوتا تو بازار کے فاصلہ پر یا اس سے بھی قریب تر نظر آتا۔ تم اکثر ایسے لوگوں کو دیکھو گے جو جنگ کی وجہ سے تھک گئے ہیں، جن کی زینیں گرمی اور بوجھ کی وجہ سے جھک گئی ہیں۔]

بعض روایات میں ہے کہ حجاج رمضان کے مہینے میں کوفہ آیا اور حکم بن ایوب ثقفی کو بصرہ کا حاکم بنا کر بھیجا اور اسے خالد بن عبداللہ پر سختی کرنے کا حکم دیا۔ خالد کو جب اس کی خبر ملی تو وہ بصرہ سے نکل بھاگا اور جُلحاء میں آ کر مقیم ہوا۔ اہل بصرہ اس کی مشایعت کے لیے نکلے تو ان میں خالد نے ایک لاکھ درہم تقسیم کیے۔

حجاج پہلا شخص تھا جس نے خلیفہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کی سزا قتل مقرر کی تھی ورنہ جیسا کہ شعبی کا بیان ہے کہ عمرؓ، عثمانؓ، علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے عہد خلافت میں ایسے لوگوں کی سزا صرف یہ تھی کہ سر سے عمامہ اتار لیا جاتا تھا اور ان کی تشہیر کرائی جاتی تھی۔ جب مصعب بن زبیر والی ہوئے تو انھوں نے یہ سزا کم سمجھی اس لیے وہ سر اور داڑھی منڈوا دیتے تھے۔ جب بشر بن مروان حاکم ہو کر آیا تو اس نے یہ سزا تجویز کی کہ ایسے شخص کو میخ گاڑ کر دیوار میں لٹکا دیا جاتا تھا جس کے صدمہ سے کبھی وہ مر جاتا اور کبھی میخ ہاتھ پھاڑ ڈالتی تو وہ نیچے گر جاتا اور بچ جاتا تھا۔ اسی کے بارے میں ایک شاعر نے کہا:

لولا مخافةُ بِشرٍ أو عقوبته ‏ ‏ ‏ وان ینوّط کفّی مسمارُ

اذا لعطّلت ثغرٰی ثم زرتکم ‏ ‏ ‏ ان المحبّ لمن یھواہُ زوّارُ

[اگر مجھے بشر اور اس کی اس سزا کا خوف نہ ہوتا کہ میری دونوں ہتھیلیوں میں میخیں گاڑ دی جائیں گی تو میں جنگی سرحدوں کو بیکار کر دیتا اور پھر تمھاری زیارت کرتا کیونکہ دوست وہ ہے جو اپنے محبوب سے ملاقات کرے۔]

جب حجاج والی ہو کر آیا تو اس نے کہا کہ یہ سزا تو بالکل کھیل ہے، جو شخص سرحد پر اپنی جگہ چھوڑے گا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔

Marfat.com

سعید بن اسلم والی سندھ کا قتل

اسی سال عبدالملک نے سعید بن اسلم بن زُرعہ کو سندھ کا عامل بنایا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو معاویہ اور محمد جو حارث کے بیٹے اور علاقی تھے سعید پر حملہ آور ہوئے اور اس کو قتل کر کے شہروں پر غلبہ حاصل کرلیا۔ اس کے بعد حجاج نے مُجّاعہ بن سعر تمیمی کو سندھ روانہ کیا جو جاتے ہی سرحدوں پر غالب آ گیا اور لڑائی کر کے قندابیل کے مقامات بھی فتح کر لیے۔ مُجّاعہ نے ایک سال کے بعد مکران میں آ کر وفات پائی، اسی کے متعلق یہ شعر کسی نے کہا ہے:

مامن مشاهدك التي شاهدتها　　　الا يـزيـدك ذكـرهـا مُجّـاعـا

[جن مقامات کو تو نے دیکھا ان کی یاد مُجّاعہ کی یاد تازہ کرتی ہے۔]

عبداللہ ابن جارود کی بغاوت

اسی سال حجاج کوفہ سے بصرہ پہنچا اور کوفہ میں عروۃ بن مغیرۃ بن شعبہ کو اپنا جانشین بنایا۔ جب وہاں پہنچا تو کوفہ کی طرح یہاں بھی سخت تقریر کی اور ان لوگوں کو سخت دھمکی دی جو تین دن کے اندر مہلب کی فوج میں شریک نہ ہوں گے۔ شریک بن عمرو یشکری اس کے پاس آیا اس کو نزول آب (فق) کی بیماری تھی اور ایک آنکھ کا اندھا بھی تھا۔ اس لیے اپنی ایک آنکھ پر کپڑا رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے لوگوں نے ''ذالکُرسُفته'' اس کا لقب رکھا تھا۔ اس نے حجاج سے کہا کہ خدا آپ کا بھلا کرے مجھ کو نزول آب کی بیماری ہے اور اسی عارضہ کی وجہ سے بشر بن مروان نے مجھے جنگ سے معذور رکھا تھا (اب آپ بھی معذور رکھیے) اور میرا یہ وظیفہ اسی وجہ سے خزانہ میں موجود ہے۔ حجاج نے اس کے بھی قتل کا حکم دیا۔ اس کے بعد تمام اہل بصرہ مہلب کی فوج میں شریک ہونے لگے اور کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں رہا۔ لوگ مہلب کے پاس برابر آتے رہے حتیٰ کہ ایک بڑی جمعیت تیار ہوگئی۔ مہلب نے کہا ''ہاں اب عراق میں کوئی مرد مجاہد آیا ہے۔''

حجاج بصرہ سے رُستقباذ پہنچا جہاں سے مہلب صرف ۱۸ میل کے فاصلے پر تھا۔ حجاج کی یہ نیت تھی کہ وہاں سے بیٹھے بیٹھے مہلب اور اس کی فوج کو مدد پہنچائیں گے۔ اسی خیال سے رستقباذ میں آ کر اس نے تقریر کی اور کہا کہ اے اہل مصرین (اہل کوفہ و بصرہ) یہ زمین خدا کی قسم ہمیشہ تمہاری رہے

Marfat.com

گی لیکن اس وقت جب کہ ان خوارج کو جو تم پر مسلط ہیں خدا ہلاک و برباد کر دے۔ پھر کسی دوسرے دن کی تقریر میں اس نے کہا تھا کہ تمہارے وظائف میں جو اضافہ مصعب بن زبیر نے کیا ہے، وہ لغو اور باطل ہے اور وہ خود ملحد، فاسق اور منافق تھا۔ میں اس کو جائز قرار نہیں دیتا۔ واقعہ یہ تھا کہ مصعب بن زبیر نے اپنے عہد ولایت میں لوگوں کے وظائف میں سو سو درہم کا اضافہ کر دیا تھا۔

عبداللہ بن جارود نے حجاج کی اس بات کو رد کیا اور کہا کہ اس میں ابن زبیر نے کوئی اضافہ نہیں کیا تھا بلکہ امیر المومنین عبدالملک نے خود اس کو منظور کیا ہے اور اپنے بھائی بشر بن مروان کے ذریعہ سے اس کی تعمیل کرائی ہے۔ حجاج نے عبداللہ سے کہا کہ تو اور اتنی جرأت کرتا ہے کہ میرے سامنے بولتا ہے۔ اپنا سر سیدھا کر ورنہ جدا کر دوں گا۔ عبداللہ نے کہا لیکن کیوں، میں تو آپ کو اچھی بات بتا رہا ہوں اور یہ صرف میں نہیں کہتا بلکہ میرے پیچھے کے لوگ یہی کہتے ہیں۔

حجاج منبر سے اُتر کر چلا گیا اور کئی مہینہ تک اس کے متعلق خاموش رہا۔ اس کے بعد ایک موقع پر جب پھر اس نے اس بات کا اعادہ کیا تو عبداللہ بن جارود نے دوبارہ اسی طرح رد کیا۔ ابورقبہ بن مصقلہ شیبانی کا بیان ہے کہ مصقلہ بن کَرِب العبدی کھڑے ہو کر یہ کہنے لگا کہ رعایا کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ حاکم کا رد کرے۔ ہم نے امیر کا کلام سُنا اور جو کچھ اس نے کہا ہمیں منظور ہے خواہ ہم اُسے پسند کریں یا نا کریں۔ عبداللہ بن جارود نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے جرمقانیہ کے بیٹے تیرے ایسا شخص ان معاملات میں دخل دے سکتا ہے اور اس پر گفتگو کر سکتا ہے۔

اشراف، عبداللہ بن جارود کے پاس آئے اور اس کے قول اور رائے کی تائید کرنے لگے۔ چنانچہ ہذیل بن عمران بُرجمیؒ اور عبداللہ بن حکیم بن زیاد مجاشعی اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ شخص یعنی حجاج اس مالی اضافے کو بغیر کم کیے چین نہیں لے گا۔ اس لیے آؤ ہم تمہارے ہاتھ پر حجاج کو عراق سے نکال دینے کے لیے بیعت کریں اور اس کے بعد عبدالملک کو لکھ بھیجیں کہ اس کے علاوہ دوسرے شخص کو ہمارا حاکم بنا کر بھیجیے۔ اگر عبدالملک نے اس سے انکار کیا تو ہم اس سے بھی خلع کر لیں گے اور یہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ خوارج کے فسادات کی وجہ سے وہ ہم لوگوں سے بہت خوف زدہ ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے خفیہ طور پر عبداللہ بن جارود کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسے ایفائے عہد کا یقین دلایا۔ آپس میں بھی لوگوں نے معاہدہ کر لیا۔

Marfat.com

حجاج کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو اس نے حفظ ماتقدم کے طور پر بیت المال کی نگرانی شروع کردی۔ ادھر جب عبداللہ کے تمام معاملات طے پا گئے تو لوگوں نے اس راز کو افشا کیا۔ یہ واقعہ ربیع الاخر ۷۶ھ کا ہے۔عبداللہ نے عبدالقیس کو علم دے کر روانہ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ تمام لوگ قبل ظہر روانہ ہو گئے، یہاں تک کہ حجاج کے پاس چند مخصوص لوگوں اور اہل خاندان کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ یہ لوگ ابن جارود کے ساتھ پل عبور کر گئے۔ اسی پل کے پیچھے حجاج کا خزانہ اور اسلحہ خانہ تھا۔حجاج کو یہ خطرہ ہوا کہ یہ لوگ خزانہ نہ لوٹ لیں۔اس نے اُعَیَن، جو کوفہ کے صاحب حمام اُعَیَن تھے، کو عبداللہ کو واپس بلانے کے لیے بھیجا۔ اُعَیَن نے جا کر عبداللہ سے کہا کہ امیر تم کو بلا رہے ہیں۔ ابن جارود نے جواب دیا کہ امیر کون ہے۔ابو رغال کے بچے کی کوئی عزت نہیں ہے، اس کو چاہیے کہ ہمارے یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل جائے ورنہ ہم اس سے لڑیں گے۔ اُعَیَن نے کہا کہ امیر نے کہا ہے کہ کیا تجھے اپنی اور اپنے خاندان اور قبیلے کی تباہی اور بربادی پسند ہے؟ اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تو واپس نہیں آیا تو تیری قوم اور خصوصاً تیرے گھر والوں کو تباہ کر کے لوگوں کے لیے عبرت کدہ بنادوں گا۔حجاج نے یہ پیام اعین کی معرفت بھیج دیا اور اس نے ابن جارود کو پہنچا دیا۔ ابن جارود نے کہا کہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو اے ابن الخبیثہ میں تجھے قتل کر دیتا۔اس کے بعد ابن جارود نے اُس کو نکال دینے کا حکم دیا اور وہ گردن پکڑ کر نکال دیا گیا۔

ابن جارود کے پاس جو لوگ جمع تھے اس نے ان کی ایک فوج مرتب کر کے حجاج کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ ان لوگوں میں کچھ کا یہ خیال تھا کہ حجاج سے لڑائی نہ کی جائے بلکہ اسے مجبور کر کے نکال دیا جائے، لیکن جب اس کے پاس پہنچے تو اس کے خیموں کو لوٹ لیا اور اس کے مال واسباب اور مویشی پر قابض ہو گئے۔حتیٰ کہ اہل یمن اس کی بیوی بنت نعمان ابن بشیر کو ساتھ لے گئے اور آل مضر نے اس کی دوسری بیوی ام سلمہ بنت عبدالرحمٰن بن عمرو کو (جو سہیل بن عمرو کا بھائی تھا) اپنے ساتھ لے لیا۔ادنیٰ طبقہ کے لوگ حجاج سے خائف ہوئے تو تمام لوگ حجاج کو چھوڑ کر واپس آ گئے۔اسی اثنا میں بصریوں کا ایک گروہ حجاج کے پاس آیا اور خلیفہ وقت کی مخالفت کو بُرا سمجھ کر حجاج کا معاون ہو گیا۔

غضبان بن قَبَعْثَری شیبانی نے جب یہ دیکھا تو اس نے ابن جارود سے کہا اس سے قبل کہ حجاج صبح کو تم پر حملہ کرے تم رات ہی کو اپنی فوج لے کر دھاوا کر دو کیونکہ تم دیکھ رہے ہو کہ تمہاری قوم کا جو فرد آتا ہے وہ حجاج کا ثناخواں ہو جاتا ہے۔اگر یہی حال رہا تو صبح تک اس کے معاونین کی تعداد

Marfat.com

بہت زیادہ ہو جائے گی اور تمہاری طاقت کم ہوتی جائے گی۔ ابن جارود نے جواب دیا کہ اب تو رات قریب آ چکی ہے۔ صبح ہم ان سے پہلے حملہ کر دیں گے۔

حجاج کے اصحاب میں سے اس وقت عثمان بن قطن اور زیاد بن عمرو العتکی اس کے پاس تھے۔ زیاد، بصرہ کے شرطہ کا حاکم تھا۔ حجاج نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں کی کیا رائے ہے۔ زیاد نے جواب دیا کہ میں ان لوگوں سے آپ کے لیے امان طلب کرتا ہوں اور آپ یہاں سے سیدھے امیر المومنین کے پاس چلے جائیے کیونکہ اکثر لوگوں نے آپ سے علیحدگی اختیار کر لی ہے، اس لیے لڑائی چھیڑنی مناسب نہیں ہے۔ عثمان بن قطن حارثی نے کہا کہ میں اس مشورے کو پسند نہیں کرتا، کیونکہ امیر المومنین نے آپ کو اپنی حکومت میں شریک کر لیا ہے۔ انھوں نے آپ کو رازدار اور مشیر کار بنایا ہے، آپ کو مختلف قسم کے اختیارات دیے ہیں۔ آپ نے عبداللہ بن زبیر سے جنگ کی اور آخران کو قتل کیا حالانکہ وہ انتہائی خطرناک آدمی تھے لیکن خدا نے یہ عزت و شرف آپ کو عطا کیا۔ امیر المومنین نے آپ کو پہلے والی حجاز بنایا اور پھر حکومت عراق اور بصرہ آپ کے سپرد کی۔ آپ بارہا تجربے حاصل کر چکے ہیں اگر اس مشکل کے عالم میں شام واپس گئے تو واللہ آپ امیر المومنین سے کبھی یہ مرتبہ دوبارہ حاصل نہیں کر سکیں گے، بلکہ ان کے نزدیک آپ کی عزت و وقعت کم ہو جائے گی۔ اس لیے میری رائے ہے کہ ہم مسلح ہو کر آپ کے ہم رکاب چلیں اور جنگ کریں۔ یا تو ہم کامیابی حاصل کریں گے یا شرفا کی طرح عزت کی موت مر جائیں گے۔ حجاج نے اس کی رائے کو پسند کیا اور عثمان کی بہتری کے لیے اس کو یاد رکھا اور زیاد ابن عمرو کے طرف سے اُس کے دل میں کینہ پیدا ہو گیا۔

عامر بن مسمع حجاج کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ میں نے لوگوں سے آپ کے لیے امان حاصل کر لی ہے۔ حجاج نے یہ سن کر اس طرح بلند آواز سے کہا کہ لوگ سن لیں کہ میں اس وقت تک امان نہیں دوں گا جب تک لوگ ہذیل اور عبداللہ بن حکیم کو ہمارے سپرد نہ کر دیں گے۔ اس کے بعد حجاج نے عبید بن کعب نمیری کو یہ کہلا کر بھیجا کہ تم ہمارے پاس آ کر ہماری حفاظت کرو اور ان مشکلات سے نجات دلاؤ۔ عبید نے یہ جواب دیا کہ اس سے کہہ دو کہ اگر وہ ہمارے پاس آئے تو ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ حجاج نے یہ سن کر کہا کہ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد محمد بن عمیر بن عطارد سے بھی اُس نے اسی قسم کی درخواست کی لیکن اس نے بھی روکھا جواب دیا، اس پر حجاج نے کہا کہ لاناقتی فی ھٰذا و لا جملی[2]

Marfat.com

حجاج نے پھر عبداللہ بن حکیم مجاشعی سے یہی خواہش کی لیکن اس نے بھی ویسا ہی کورا جواب دے دیا۔ دوسری طرف ابن جارود کے لشکر میں شامل عباد بن حصین حبطی، ابن جارود، ابن ہذیل اور عبداللہ بن حکیم کے پاس آیا اس وقت یہ تینوں آپس میں صلاح مشورہ کر رہے تھے۔ عباد نے ان سے کہا کہ اپنے مشورے میں مجھے بھی شرکت کا موقع دو۔ انھوں نے کہا کہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہماری مجلس شوریٰ میں ایک حبطی شریک ہو۔ یہ جملہ عباد کے دل میں تیر کی طرح چبھا اور وہ ناراض ہو کر تقریباً ایک سو لوگوں کے ساتھ حجاج کے پاس چلا آیا۔

قتیبہ بن مسلم نے اپنی قوم میں اس کی سخت جدوجہد کی اور کہا کہ وہ جنگ کے لیے تیار ہو جائیں کہ میں کسی ایسے قیس کو دنیا میں زندہ نہ چھوڑوں گا جو حجاج کا قتل کرے یا اس کا مال لوٹے یہ کہہ کر وہ حجاج کے پاس آیا۔

حجاج اس وقت اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا لیکن جب یہ لوگ آ کر اس سے مل گئے تو وہ مطمئن ہو گیا پھر سبرہ بن علی کلابی اور سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی بھی اس کے پاس آئے اور سلام کیا۔ حجاج نے ان کو اپنے قریب جگہ دی۔ پھر جعفر بن عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی بھی آیا اس کے بعد مسمع بن مالک بن مسمع نے یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی رائے ہو تو میں وہاں آؤں ورنہ اسی جگہ پر رہ کر لوگوں کی مدافعت کروں۔ حجاج نے جواب دیا کہ تمہارے یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے تم وہیں رہ کر اپنا کام کرو۔

جب حجاج کے پاس ایک معتدبہ جمعیت تیار ہو گئی تو اس نے اور لوگوں کو بھی جنگ کے لیے آمادہ کیا چنانچہ یہ لوگ جمع ہونے لگے اور صبح تک اس کے اردگرد چھ ہزار آدمیوں کا مجمع ہو گیا۔ بعض نے اس کے علاوہ یہ بھی بتایا ہے ابن جارود کو جب یہ معلوم ہوا کہ حجاج کے پاس کافی تعداد جمع ہو گئی ہے تو اس نے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان سے پوچھا کہ اب کیا کیا جائے۔ عبیداللہ نے کہا کہ کل غضبان نے جو مشورہ دیا تھا اس کا موقع تو تم نے ہاتھ سے گنوا دیا، اب کیا رائے پوچھتے ہو۔ ثابت قدمی سے جنگ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ ابن جارود نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور اپنی زرہ منگا کر پہننے لگا تو اتفاقاً زرہ الٹی پہن لی۔ اُس سے اس نے بری فال لی۔

حجاج نے اپنی فوج کو یہ کہہ کر ابھارا کہ تم ان کی کثرت سے مرعوب نہ ہو بلکہ مطمئن ہو کر لڑو۔ اب دونوں فوجیں مقابلہ کے لیے آگے بڑھیں۔ ابن جارود کے میمنہ پر ہذیل بن عمران اور میسرہ پر

Marfat.com

عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان مقرر تھے۔ حجاج کے میمنہ پر قتیبہ بن مسلم اور بعض روایت میں عباد بن حصین اور میسرہ پر سعید بن اسلم مقرر تھے۔ اس ترتیب کے بعد ابن جارود نے اپنی فوج کو لے کر حملہ کیا اور پھر دونوں طرف سے لڑائی شدید ہوگئی۔ قریب تھا کہ اب ابن جارود میدان جیت لے لیکن سوء اتفاق کہ ابن جارود کو یکا یک ایک تیر لگا جس سے وہ گر کر جاں بحق ہوگیا۔ حجاج نے فوراً یہ منادی کرائی کہ ہر شخص کو ھذیل اور عبداللہ بن حکیم کے سوا امن دیا جاتا ہے اور یہ بھی حکم دیا کہ شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب نہ کیا جائے کیونکہ فتح وظفر کے بعد تعاقب کرنا فتح کے معایب میں سے ہے۔ اس اعلان کے بعد عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان شکست کھا کر بھاگا اور سعید بن عیاذ بن جُلُنڈی ازدی کے پاس عمان آیا۔ سعید سے کسی نے کہہ دیا کہ یہ شخص فتنہ پرداز ہے، اس کی چالوں سے بچتے رہو۔ اسی اثنا میں ایک مرتبہ سعید کے پاس سے کہیں سے خربوزہ ہدیتہً آیا۔ اس نے نصف خربوزے کو مسموم کر کے عبیداللہ کے پاس بھیج دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ پہلا خربوزہ ہے جو تحفتہً میرے پاس آیا ہے۔ نصف میں نے کھایا اور نصف تمہارے واسطے بھیجتا ہوں۔ عبیداللہ نے بلا کسی شک وشبہ کے اس کو کھایا لیکن جب اسے سمّیت کا احساس ہوا تو بولا کہ میں نے تو اس کے قتل کا منصوبہ باندھا تھا۔ اُس نے الٹا مجھ ہی کو مار ڈالا۔

ادھر ابن جارود اور اس کے اٹھارہ معزز اصحاب کے سر حجاج نے مہلب کے پاس بھیج دیے۔ مہلب نے ان سروں کو اونچے مقامات پر نصب کرا دیا تا کہ خوارج انھیں دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور اختلاف کے واقع ہونے سے مایوس ہو جائیں۔ حجاج نے اس جنگ کے بعد عبید بن کعب اور محمد بن عمیر کو قید کر لیا کیونکہ ان دونوں نے اس کو جواب دیا تھا کہ تم ہمارے پاس آؤ تو ہم مدد کریں گے اور پھر غضبان بن قبعثری کو بھی گرفتار کر لیا اور اس سے پوچھا کہ کیوں تم ہی نے ابن جارود کو یہ مشورہ دیا تھا کہ صبح نمودار ہونے سے قبل ہی رات کو حملہ کر دو۔ غضبان نے کہا کہ میرے اس قول نے نہ آپ کو کوئی نقصان پہنچایا اور نہ ابن جارود کو کوئی نفع پہنچ سکا۔

اس کے بعد عبدالملک نے غضبان کو آزاد کرنے کا حکم دیا اور وہ رہا کر دیا گیا۔ ابن جارود کے اصحاب میں عبداللہ بن انس بن مالک انصاری بھی مقتول ہوئے۔ حجاج نے کہا کہ مجھے اس کی مطلق خبر نہ تھی کہ انسؓ نے بھی میری مخالفت پر کمر باندھی ہے۔ چنانچہ جب وہ بصرہ واپس آیا تو (حضرت) انسؓ کا مال ضبط کر لیا اور جب (حضرت) انسؓ اس سے ملنے کے لیے گئے تو حجاج نے کہا کہ تیری آمد

Marfat.com

پر کوئی خوشی اور مسرت نہیں ہے ۔اے ابن خبیثہ اور گمراہ بڈھے فسادات میں تو گھسنے والا ہے، کبھی ابوتراب اور کبھی ابن زبیر اور کبھی ابن جارود کا ساتھ دیتا تھا واللہ میں تجھے کھجور کی چھال کی طرح چھیل ڈالوں گا، ببول کی پتیوں کی طرح جھاڑ ڈالوں گا اور گوند کی طرح تیرا مغز نکال لوں گا۔(حضرت) انسؓ نے یہ سن کر کہا کہ اے امیر آپ کس کے متعلق کہہ رہے ہیں۔حجاج نے کہا تجھ کو کہہ رہا ہوں۔کیا خدا نے تجھ کو بہرا کر دیا ہے۔(حضرت) انسؓ نے وہاں سے واپس آ کر عبدالملک کو حجاج کی شکایت لکھ بھیجی اور جس برتاؤ سے وہ ان سے پیش آیا تھا اس کا پورا تذکرہ کر دیا۔عبدالملک نے فوراً حجاج کو یہ خط لکھا:

''اما بعد! اے ام حجاج کے بیٹے تیرے معاملات سخت ہو گئے ہیں۔تو نے اپنے رتبہ سے زیادہ تجاوز کیا ہے اور اپنی حد سے بڑھ گیا، اے کمینہ عورت کے بچے میں تجھ کو کچل ڈالوں گا جس طرح شیر لومڑیوں کو کچل ڈالتا ہے اور پھر تجھے سخت سزا دوں گا جس کی وجہ سے تو اپنی ماں کے پیٹ میں واپس جانا پسند کرے گا۔تجھے اپنے والدین کی یاد نہیں جب وہ طائف میں اپنی پیٹھ پر پتھر ڈھویا کرتے تھے اور اپنے جنگلوں اور کھیتوں میں اپنے ہاتھوں سے کنویں کھودتے تھے۔کیا اپنے آباؤ اجداد کی دناءت، رذالت، کج خلقی اور بے مروتی کو بھول گیا۔امیر المومنین کو اس کی اطلاع مل گئی ہے کہ تو نے انسؓ بن مالک سے بے باکانہ طریقے پر گفتگو کی ہے۔میرا یہ خیال ہے کہ تو نے صرف اس لیے یہ کیا ہے تاکہ امیر المومنین کا انسؓ بن مالک کے متعلق جو خیال ہے وہ معلوم ہو جائے لیکن ساتھ ہی تجھے بھی معلوم تھا کہ وہ اس کو برا سمجھیں گے اور تجھ کو ایسی حرکت سے باز رکھیں گے۔اگر تو اس تجاوز کو جائز سمجھتا ہے تو تجھ پر خدا کی لعنت ہو ایک ایسے شخص کی طرف سے جس کی آنکھیں چھوٹی ہیں، رانیں ہلکی ہیں اور پیر مضبوط ہیں۔اگر امیر المومنین کو یہ خیال نہ ہوتا کہ شیخ کے کاتب نے خط میں تیرے متعلق مبالغہ سے کام لیا ہے تو وہ ایک ایسے شخص کو بہت جلد بھیجتے جو تجھ کو گھسیٹ کر لاتا اور انسؓ بن مالک کو بھی ساتھ لاتا اور پھر وہ تیرے متعلق فیصلہ صادر کرتے۔بہر حال تم ان کے گھر کے لوگوں کی عزت کرو اور ان کے رتبہ کے مطابق جو خدا نے ان کو عطا کیا ہے اور انھوں نے جو خدمت رسول اللہ ﷺ کی کی ہے، ان کی پوری تعظیم کرو۔ان کے ضروریات میں کسی چیز کی کمی نہ کرو۔امیر المومنین نے جو تجھ کو حکم دیا ہے اس

Marfat.com

کے خلاف ان کے کانوں میں کوئی خبر نہ پہنچنے پائے ورنہ ایک ایسے شخص کو تجھ پر مسلط کریں گے جو تجھے خوب سزا دے گا اور تجھے ذلیل وخوار کرے گا۔ تیری تکلیف سے تیرے دشمنوں کو خوش خبری دے گا۔ تم ان (یعنی انسؓ بن مالک) سے فوراً جا کر ملو اور ان سے اپنی غلطی کی معافی مانگو اس کے بعد امیر المومنین کو ان کی رضامندی کی اطلاع دو۔ والسلام۔"

عبدالملک نے اسمٰعیل بن عبداللہ کو جو بنومخزوم کا مولیٰ تھا وہ خط دے کر روانہ کیا۔ ایک خط (حضرت) انسؓ کے پاس بھیجا اور دوسرا حجاج کو لکھا۔ اسمٰعیل نے بصرہ پہنچ کر پہلے (حضرت) انسؓ کو ان کا خط دیا اور اس کے بعد حجاج کو دیا۔ حجاج نے جب یہ خط پڑھا تو اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا، ہوائیاں چھوٹنے لگیں اور پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگا اور بولا کہ اے اللہ امیر المومنین کی مغفرت کر، اس کے بعد فوراً (حضرت) انسؓ سے تپاک سے ملا اور اپنی غلطی کی معذرت چاہی اور کہا کہ میرا اس طرح پیش آنے سے مقصد یہ تھا کہ آپ اور آپ کے بیٹے سے جو کچھ واقعات ہوئے ان کے متعلق اہل عراق مجھے سریع العقوبت سمجھیں اور مجھ سے خوف زدہ رہیں۔ (حضرت) انسؓ نے فرمایا کہ جو تم نے کیا وہ حد سے زیادہ کیا، حتیٰ کہ تم نے ہم کو شریر النفس سمجھا حالانکہ خدائے عزوجل نے ہمیں انصار کے پاک نام سے یاد کیا ہے۔ تم نے ہم کو منافق سمجھا۔ ہم وہی ہیں جنھوں نے دار الہجرت میں اور ایمان پر اپنا ٹھکانہ بنایا۔ ہمارے تمہارے قضیہ کا عنقریب خدا فیصلہ کرے گا، کیونکہ وہ فیصلہ پر بہت زیادہ قادر ہے۔ حق اس کے سامنے باطل نہیں ہو سکتا اور نہ صدق کذب سے بدل سکتا ہے۔ تم نے میری بے عزتی کو اہل عراق کے مظالم کا ذریعہ بنایا ہے حالانکہ خدا نے تم پر اس کو حرام کیا تھا۔ میرے پاس تیرے مقابلے کے لیے کوئی طاقت نہ تھی اس لیے میں نے تیرے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اس کے بعد امیر المومنین کے ہاتھ میں دے دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ انھوں نے میرے حق کی حفاظت کی جس کو تو نے ٹھکرا دیا تھا۔ خدا کی قسم نصاریٰ اپنے کفر کے باوجود اگر کسی ایسے شخص کو پائیں جس نے صرف ایک ہی دن حضرت عیسیٰؑ بن مریم کی خدمت کی ہو تو وہ اس کی عزت اور حرمت کا وہ حق ادا کریں گے جس سے تو نے غفلت کی حالانکہ میں نے آستانہ نبوت پر دس سال تک جبہ سائی کی ہے اور آفتاب رسالت کی پوری خدمت کا فخر حاصل کر چکا ہوں۔ بہرحال اگر ہم نے کوئی بھلائی دیکھی تو اس پر خدا کی حمد و ثنا کریں گے اور اگر برائی دیکھی تو صبر کریں گے واللہ المستعان۔

حجاج نے اس کے بعد جو کچھ اُن کا مال ضبط کیا تھا واپس کر دیا۔

Marfat.com

شیر زنگی اور زنگیوں کا واقعہ

زنگی مصعب بن زبیر کے آخری ایام ولایت میں بصرہ کے قریب فرات میں مجتمع ہوئے تھے لیکن وہ کوئی زیادہ تعداد میں نہ تھے پھر بھی لوٹ مار اور شر وفساد برپا کرتے تھے۔ جب خالد بن عبداللہ بن خالد بصرہ میں حاکم ہو کر آئے تو زنگیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تھی۔ اہل بصرہ نے خالد کے پاس ان کے مظالم کی فریاد کی۔ خالد نے ان کے استیصال کے لیے ایک فوج مرتب کی۔ جب زنگیوں کو اس کی خبر ملی تو منتشر ہو گئے لیکن جو بچ گئے وہ پکڑے گئے اور مقتول و مغلوب ہوئے۔ جس وقت ابن جارود کا واقعہ رونما ہوا تو زنگی پھر ایک کثیر تعداد میں فرات پر آ کر جمع ہوئے اور وہیں اپنا ایک سردار منتخب کیا جس کا نام رباح اور لقب شیر زنگی تھا اور فساد مچانا شروع کیا۔ حجاج جب ابن جارود کے مسئلے سے نبٹ چکا تو اس نے زیاد بن عمرو کو جو بصرے کا کوتوال تھا، زنگیوں کے مقابلے میں ایک فوج روانہ کرنے کا حکم دیا۔ زیاد نے حسب الحکم اپنے لڑکے حفص بن زیاد کی سرکردگی میں ایک فوج روانہ کر دی۔ وہ جا کر زنگیوں سے لڑا، دونوں طرف کے لوگ مقتول ہوئے لیکن آخر میں حفص کی فوج نے شکست کھائی اور وہ قتل ہوا۔ حجاج نے دوبارہ فوج بھیجی۔ جس نے زنگیوں کو شکست دی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ زنگیوں کی ہزیمت کے بعد اہل بصرہ کو اطمینان حاصل ہوا۔

ابن مِخْنف کا قتل

جب حجاج کا خط مہلب اور ابن مِخْنف کے پاس اس مضمون کا پہنچا کہ تم خوارج سے جلد لڑائی شروع کر دو۔ تو دونوں نے خوارج پر حملہ کیا، لیکن ایک ہلکی لڑائی کے بعد ہی خوارج پسپا ہو کر کازرون میں آ کر مقیم ہوئے۔ مہلب اور ابن مِخْنف بھی ان کے تعاقب میں وہاں پہنچے۔ مہلب نے اپنی حفاظت کے لیے ایک خندقیں کھدوائیں اور ابن مِخْنف سے کہا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو تم بھی خندق کھود لو۔ لیکن ابن مِخْنف اور اس کے ساتھیوں نے یہ جواب دیا کہ ہماری مدافعت ہماری تلواریں کریں گی۔ رات کو خوارج جب حملہ کرنے کی نیت سے نکلے تو پہلے انھوں نے مہلب کا رخ کیا لیکن جب خندق کی وجہ سے اسے اچھی طرح محفوظ دیکھا تو ابن مِخْنف کی طرف مڑے اور اسے غیر محفوظ پایا کیونکہ اس نے خندق نہیں کھودی تھی۔ پھر کیا تھا فوراً حملہ کر دیا اور بے تحاشا کشت و خون کرنے لگے۔ ابن

Marfat.com

مِخنف کے کچھ ساتھیوں نے تو شکست کھائی اور جو باقی بچے ان کو ساتھ لے کر ابن مِخنف نے جم کر لڑائی شروع کر دی۔ آخر اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ بھی مقتول ہوا، خوارج میں سے کسی نے کہا ہے:

لمن العسكرُ المكلّلُ بالصّر عی فهم بین میّتٍ و قتیلِ

فترا اهم تَسفی الرّیاحُ علیهم حاصب الرّملِ بعد جرّ لذّیولِ

[یہ کس کا لشکر ہے جس میں کشتوں کے پشتے لگے ہوئے ہیں، کچھ مردے ہیں کچھ مقتول۔ تم انھیں دیکھو گے کہ ہوا اپنے دامن میں خاک لے کر ان کے چہروں پر ڈالتی ہوئی چلتی ہے اور ان پر مٹی کا ڈھیر پڑا ہوا ہے۔]

جو کچھ لکھا گیا، اہل بصرہ کی روایت ہے جبکہ اہل کوفہ کی روایت کے مطابق جب حجاج کا مراسلہ ان دونوں کے پاس پہنچا تو انھوں نے خوارج سے لڑائی شروع کر دی، رفتہ رفتہ جنگ سخت ہوتی گئی، خوارج نے اپنا پورا زور مہلب پر صرف کیا اور اس کی فوج میں ایک کھلبلی ڈال دی۔ مہلب نے جب اپنی فوج میں پریشانی کے آثار دیکھے تو ابن مِخنف سے امداد طلب کی۔ ابن مِخنف نے پیادہ اور سواروں سے مدد کی۔ یہ واقعہ بعد از ظہر ہوا اور اس دن رمضان کی بیسویں تاریخ تھی، عصر کے بعد خوارج نے دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن مِخنف کے آدمی مہلب کے پاس آرہے ہیں تو یہ خیال کیا کہ اس وقت ابن مِخنف کی فوج کی تعداد کم ہوگئی ہوگی اس لیے چند دستوں کو مہلب کو مشغول رکھنے کے لیے متعین کر دیا اور اپنی تمام فوج کے ساتھ عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑے۔ عبدالرحمٰن بن مِخنف نے جب یہ دیکھا تو وہ قراءؒ کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر میدان میں اترا۔ جن میں ابوالاحوص، جو عبداللہ بن مسعود کے قریبی دوست تھے، اور خُزیمہ بن نصر بھی تھے۔ ابونصر بن خُزیمہ عبسی، زید بن علی کے ساتھ کوفہ میں پھانسی دیے گئے تھے۔ عبدالرحمٰن کے ساتھ اس وقت اکہتر آدمی میدان میں اترے، خوارج نے ان پر حملہ کیا اور دونوں طرف سے لڑائی شروع ہوگئی، ابن مِخنف کے اصحاب میدان میں نہ ٹھہر سکے، صرف چند آدمیوں کے ساتھ جو ثابت قدمی کے ساتھ لڑتے رہے، اس کے ساتھ تھے۔ ابن مِخنف کے لڑکے جعفر بن عبدالرحمٰن کو جو مہلب کی مدد کے لیے بھیجا گیا تھا، خبر ملی کہ خوارج نے اس کے باپ پر دھاوا کیا ہے۔ یہ سن کر اس نے لوگوں کو پکارا اور اپنے باپ کی مدد کے لیے بلایا، مگر چند مخصوص آدمیوں کے سوا کسی نے اس کی آواز پر لبیک نہ کہا۔ جعفر باپ تک پہنچا ہی چاہتا تھا کہ خوارج دونوں

Marfat.com

کے درمیان حائل ہو گئے۔ اس نے وہیں لڑائی شروع کر دی اور لڑتے لڑتے زخمی ہو گیا۔ عبدالرحمٰن ابن مِخنف اور اس کے باقی ماندہ اصحاب ایک بلند ٹیلے پر لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ رات کا تقریباً دوثلث حصہ گذر گیا اور آخر وہ ان ہی لوگوں میں مقتول ہوا۔ جب صبح ہوئی تو مہلب آیا اور جنازہ کی نماز پڑھ کر اُسے دفن کر دیا اور اس کے مقتول ہونے کی اطلاع حجاج کو دے دی۔ حجاج نے عبدالملک کو خبر دی اس نے بہت افسوس کیا اور کوفہ والوں کی سخت مذمت کی۔

اس کے بعد حجاج نے عبدالرحمٰن کی فوج پر عتاب بن ورقاء کو امیر بنا کر بھیجا اور اس کو مہلب کی اطاعت کرنے کی ہدایت کی۔ عتاب کو یہ برا معلوم ہوا مگر کیا کرتا حجاج کے حکم کی تعمیل کے سوا چارہ نہ تھا۔ وہ اپنی فوج میں آیا اور مہلب سے کسی قسم کا مشورہ کیے بغیر خوارج سے لڑنے لگا۔ مہلب نے چند آدمیوں کو عتاب کے خلاف برانگیختہ کیا، جس میں بِسطام بن مَصقلہ بن ھُبیرہ بھی تھا۔ ایک دن مہلب اور عتاب میں سخت کلامی ہوگئی اور ہر ایک نے دوسرے پر سختی کی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ مہلب نے اپنی لاٹھی عتاب کے مقابلے میں اٹھالی۔ اسی اثنا میں مہلب کا لڑکا مغیرہ بن مہلب دونوں کے درمیان آ گیا اور مہلب سے لاٹھی لے لی اور اس سے کہنے لگا کہ خدا آپ کا بھلا کرے۔ یہ شیوخ عرب میں سے ہیں۔ اگر آپ ان سے کوئی مکروہ بات سنیں بھی تو آپ کو چشم پوشی سے کام لینا چاہیے کیونکہ وہ اسی کے قابل ہیں۔ خیر معاملہ رفع دفع ہو گیا لیکن عتاب نے حجاج کے پاس مہلب کی شکایت لکھ بھیجی اور واپسی کی اجازت مانگی۔ اتفاقاً کوفہ والوں کے متعلق عتاب سے حجاج کو کچھ باتیں دریافت کرنی تھیں اور اس سے انتظام میں مدد لینا تھا۔ اس لیے اس نے اس کو بلا لیا اور فوج کو مہلب کے سپرد کر دینے کا حکم دیا۔ جب عتاب چلا گیا تو مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو اس فوج کا سردار بنایا۔

سُراقہ بن مرداس بارقی نے عبدالرحمٰن ابن مِخنف کا مرثیہ لکھا ہے۔

ثوَی سیدالا زدین ازدشنوءۃٍ	وازد عُمانَ رھن رمس بکازرِ
وضارَبَ حتی مات اکرم مِیتۃٍ	بابیض صافٍ کا العقیقۃِ باترِ
وصرّع عندالتّلّ تحت لوائہِ	کرام المَساعی من کِرامِ المعاشِرِ
قضی نحبہ یوم اللّقاء ابن مِخُنفٍ	وادبر عنہ کلُّ الوَثَ داثِرِ
امدّ ولم یمدَد فراحَ مشمّراً	إلی اللہ لم یذھب بأثوابِ غادِرِ

Marfat.com

[ازدبن شنوءہ کا سردار مدفون ہے اوراز دعمان کل مقام کارز میں دفن کیا گیا۔ وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ صاف وشفاف تلوار سے جو عقیق کی طرح براق اور تیز تھی اس نے عزت کی موت حاصل کرلی۔ بہترین لوگوں کے مساعی جمیلہ کے ساتھ جو اس کے جھنڈے کے نیچے تھے، ایک ٹیلے پر مقتول ہوگیا۔ ابن مِــخْــنف نے لڑائی کے دن اپنی دیرینہ آرزو پوری کرلی اور دوسرے دغابازوں بہادروں نے پیٹھ دکھا دی۔ اس نے مدد دی لیکن کسی نے اس کو مدد نہیں دی اس لیے کمر باندھ کر خدا سے جاکر مل گیا اور مکاری ودغا کا جامہ زیب تن کر کے نہیں گیا۔]

مہلب ایک سال تک برابر سابور میں مقیم رہا اور خوارج سے لڑنے میں مشغول رہا۔

متفرق واقعات

اس سال صالح بن مسرہ نے جو بنی امراء القیس ابن زید مناۃ تمیم میں سے تھا جولانی شروع کی۔ یہ شخص خوارج صفریہ کی رائے کا متبع تھا۔۵ اس فرقہ میں سے وہ پہلا شخص تھا جس نے خروج کیا۔

اس سال صالح اور اس کے ساتھ شبیب بن یزید، سوید اور بطین اور بھی دوسرے اصحاب نے حج کیا۔ عبدالملک بن مروان بھی اس سال حج کو گیا ہوا تھا۔ شبیب نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اچانک کسی وقت عبدالملک کو مار ڈالے لیکن یہ راز چھپ نہ سکا بلکہ خود عبدالملک کو اس کی خبر ہوگئی چنانچہ حج سے واپس آنے کے بعد عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو لکھ بھیجا کہ شبیب اور اس کے اصحاب طلب کیے جائیں۔ شبیب ایک صالح آدمی تھا۔ اکثر کوفہ میں مقیم رہتا تھا، اپنے اصحاب سے ملا جلا کرتا تھا اور اپنی ضروریات کو پورا کرتا تھا لیکن جب حجاج نے اس کو طلب کیا تو کوفہ کی زمین نے اس سے موافقت نہ کی اور وہ کوفہ سے چلا گیا۔

محمد بن مروان نے اس سال رومیوں سے موسم گرما میں جنگ کی۔ یہ جنگ مرعش کے قریب عمق ۶ میں ہوئی۔ عبدالملک جب حج سے فراغت پا کر مدینہ آیا تو اُس نے حمد وثنا کے بعد یہ تقریر کی۔

''اما بعد! میں عثمانؓ کی طرح کمزور خلیفہ نہیں ہوں اور نہ معاویہ کی طرح چرب زبان ہوں اور نہ یزید کی طرح ضعیف الرائے ہوں لیکن میں اس قوم کا علاج تلوار کے سوا کسی دوسری چیز سے کرنا نہیں چاہتا، جب تک تم پوری طرح مطیع نہ ہوجاؤ گے میں اسی طرح سخت رہوں گا تم مجھ کو مہاجرین اولین کے اخلاق وعادات یاد دلاتے ہو اور خود ان کی

Marfat.com

پیروی نہیں کرتے۔تم مجھ کو اللہ سے تقوی اور پرہیزگاری کی ہدایت کرتے ہو اور اپنے نفوس کو بھلا دیتے ہو۔خدا کی قسم اگر اب کوئی شخص اس کے بعد مجھ کو اللہ سے تقوی کی تعلیم دے گا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔'' اتنا کہہ کر منبر پر سے اُتر گیا۔

وفیات

عرباض بن ساریہ السّلمی نے اس سال وفات پائی اور یہ اصحاب صفہ میں تھے۔بعض نے یہ بھی روایت کی ہے کہ ان کا انتقال شام میں عبداللہ ابن زبیر کے فتنے کے زمانے میں ہوا تھا۔اسود بن یزید نخعی نے بھی اسی سال انتقال کیا یہ علقمہ بن قیس کے بھتیجے تھے۔

❁ ❁ ❁

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ النحل: ۱۱۲۔(ترجمہ: مودودی، سید ابوالاعلیٰ'ترجمہ قرآن مجید'ادارہ ترجمان القرآن لاہور،۲۰۰۲ء، ص ۷۱۷)

۲۔ عربی کی یہ ضرب المثل مایوسی اور ناامیدی کے وقت بولی جاتی ہے، جب یہ کہنا مقصود ہو کہ اب میرا کسی قسم کا اثر باقی نہیں رہا نہ کوئی معاون ہے اور نہ مددگار۔

۳۔ غیلان بن جریر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کہ آپ لوگ انصار کے لقب سے خود اپنے آپ کو پکارتے تھے یا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ لقب دیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ لقب دیا ہے۔(بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ۱) قرآن مجید نے سورہ توبہ میں مدینے کے مسلمانوں کو انصار کا نام دیا اس سے قبل یہ اوس وخزرج کے ناموں سے یاد کیے جاتے تھے، جن میں شدید قبائلی عصبیت کی وجہ سے طویل جنگیں ہوئی ہیں۔تاہم اسلامی تعلیمات کی وجہ سے اوس وخزرج کی باہمی عداوت رفتہ رفتہ ختم ہوگئی اور حضرت ابوبکر کے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد تو ان کی باہمی عداوت کا ذکر ہی سننے میں نہیں آیا۔

۴۔ اموی عہد کی تاریخ میں لفظ ''قراء'' کا بار بار سامنا ہوتا ہے۔یہ مذہبی اکابر تھے، جو قاریٔ قرآن

Marfat.com

تھے اور اپنے اپنے شہروں کی مذہبی وفکری زندگی پر چھائے ہوئے تھے۔ان میں بہت سے جاہ پسند تھے اور مذہبی پندار میں مبتلا، یہ حاکموں سے اسی وقت تعاون کرتے جب وہ ان کے ساتھ التفات خاص سے پیش آتے، ان کی مالی مدد کرتے، ان کے نقطہ نظر سے متفق ہوتے اور ان کی مذہبی برتری تسلیم کرتے۔ دوسری صورت میں یہ قرا ناراض ہوکر حاکموں کے خلاف شورش بپا کیا کرتے۔ ان قرا کے بارے میں حضرت حسن بصری (م ۱۱۰ھ) کہتے ہیں "انہوں نے قرآن کے بول تو یاد کرلئے ہیں لیکن ان کے تقاضوں کو فراموش کردیا ہے۔اس کے ذریعہ حاکموں سے تعلق پیدا کرتے ہیں اور اپنے ہم شہروں پر چھائے رہتے ہیں۔" یہ قرا جنگ جمل، جنگ صفین اور خوارج کے ظہور، ہر جگہ سرگرم نظر آتے ہیں۔خوارج میں بہت سے قرا بھی تھے۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے، نگار سجاد ظہیر، مختار ثقفی، قرطاس، کراچی، ۲۰۱۴ء۔)

۵ بعض تاریخی کتب میں اس کا نام صالح بن مُسَرح بھی ہے۔ یہ خوارج کے چار بڑے فرقوں ازارقہ، صفریہ، اباضیہ اور نجدات میں سے فرقہ صفریہ سے تعلق رکھتا تھا۔ خارجی فرقہ صفریہ ابتداً خاموش تھے لیکن صالح بن مُسَرح کی بغاوت سے ان کا شورش پسندانہ مزاج سامنے آیا۔ جو شبیب ابن یزید خارجی کی شکل میں اپنے عروج کو پہنچا۔

صالح بن مسرح کا تعلق بنی امراء القیس ابن زید مناۃ تمیم سے تھا نہایت عابد و زاہد اور پرہیزگار شخص تھا عبادت کی کثرت کہ وجہ سے اس کے چہرے کا رنگ زرد ہوگیا تھا۔ موصل اور جزیرہ کے درمیان مقام دارا میں رہتا تھا۔ اس کے چند شاگرد تھے جن کو قرآن اور فقہ کی تعلیم دیا کرتا تھا اور انہیں واقعات عالم سے بھی باخبر رکھا کرتا تھا اور ان کو ظالم حکمرانوں سے بدلہ لینے، جھوٹے ائمہ اور ان کے فاسق حامیوں سے جنگ کرنے پر برانگیختہ کرنے کی غرض سے تقریریں کیا کرتا تھا مگر عملی کاروائی کرنے میں اس نے عجلت سے کام نہیں لیا بلکہ بیس سال لوگوں کو اپنا ہم خیال اور طرف دار بنانے میں صرف کیے اس کے بعد اس نے اپنے حامیوں کی جماعت بنائی۔

صالح بن مسرح صفریہ فرقے کا پہلا شخص ہے جس نے حکومت وقت کے خلاف خروج کیا۔

۶ عُمق، حلب اور انطاکیہ کے درمیان، دابق کے قریب ایک گاؤں تھا۔ (معجم البلدان، مادہ الاعماق)

Marfat.com

باب ۳

۷۶ھ کے واقعات

صالح بن مسرّح کی بغاوت

صالح بن مسرّح ایک متقی، پرہیز گار، عابد اور زاہد شخص تھا۔ عبادت کی وجہ سے اس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ مقام دارا میں رہتا تھا جو ارض موصل اور جزیرہ کے درمیان میں واقع ہے۔ اس کے چند شاگرد تھے جن کو قرآن اور فقہ کی تعلیم دیا کرتا تھا اور ان کو واقعات عالم سے ہمیشہ باخبر رکھتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ اس نے انھیں اصحاب کو خروج، ظلم کی مخالفت اور مخالفوں سے جہاد کرنے پر آمادہ کیا اور انھوں نے اس کو قبول کر لیا۔ وہ وقتاً فوقتاً ان کو اس کام کے لیے مشتعل کرتا رہا، اس نے اپنے دوستوں کو خط بھی لکھے۔ اسی زمانے میں اس کے پاس شبیب بن یزید کا خط آیا جس کا مضمون یہ تھا ”آپ نے خروج کا ارادہ کیا تھا۔ اگر آج آپ اس کام کی ابتدا کریں تو آپ شیخ المسلمین کی حیثیت رکھیں گے اور ہم میں سے کوئی بھی آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرے گا اور اگر آپ اس میں تاخیر کرنا چاہتے ہیں تو اس سے مجھے آگاہ فرمایئے کیونکہ انسان کی موت کا کیا ٹھکانہ۔ صبح ہو یا شام۔ لیکن میں اس سے خائف ہوں کہ کہیں اگر موت نے مجھ کو کھینچ لیا تو ظالموں سے جہاد کی حسرت دل میں لے کر جاؤں گا۔“

صالح نے جواب میں لکھا کہ میں اس کام میں صرف تمہارا منتظر تھا اس لیے تم یہاں چلے آؤ کیونکہ تم ان لوگوں میں ہو جن کے مشورے سے مستغنی نہیں رہا جا سکتا اور نہ ان کے بغیر مسائل کی گتھی سلجھ سکتی ہے۔ شبیب کو جب یہ خط ملا تو اس نے اپنے اصحاب کو پڑھ کر سُنایا اور اپنے لوگوں کو بلا بھیجا جن میں مخصوص لوگ یہ تھے مصاد بن یزید ابن نُعیم الشیبانی شبیب کا بھائی، مُحلّل بن وائل یشکری اور بھی لوگ تھے۔ ان لوگوں کو ساتھ لے کر صالح کے پاس مقام دارا میں پہنچا جب اس سے ملا تو صالح کو بڑی دعائیں دیں

Marfat.com

اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلو اور یہ کہا کہ واللہ تم درس تدریس کے سوا کچھ نہیں کرتے اور مجرمین سرکشی وچیرہ دستی کے سوا کچھ نہیں کرتے۔صالح نے مختلف جگہ اپنے خطوط روانہ کیے اور اپنے اصحاب سے ۷۶ھ میں ماہ صفر کی پہلی شب کو مجتمع ہونے کا وعدہ کیا۔وہ رات آئی اور تمام لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور پھر مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا۔اسی مجلس میں کسی نے یہ سوال کیا کہ دعوت رشد و ہدایت سے پہلے جنگ کریں یا بعد میں؟صالح نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم پہلے ہدایت کی طرف بلائیں تاکہ ان پر کوئی حجت باقی نہ رہے۔کسی نے پوچھا کہ جب ہم لڑائی میں فتح یاب ہو جائیں گے تو ان کے اموال اور خود ان کے متعلق کیا خیال ہے۔صالح نے کہا کہ اگر ہم نے ان کو قتل کیا اور ان کا مال غنیمت بھی لیا تو یہ ہمارا حق ہے اور اگر ہم نے ان پر رحم کیا تو یہ ہمارے لیے زیادہ انسب ہے۔اس کے بعد اور جتنی ہدایتیں صالح کو کرنی تھیں ان سب کو ان سے ضرورت کے لحاظ سے بیان کر دیا اور آخر میں یہ کہا کہ تم میں اکثر آدمی پا پیادہ ہیں۔لہٰذا محمد بن مروان کے جانوروں پر پہلے قبضہ کر لو تاکہ تمہارے پیادے اس پر سوار ہو سکیں اور دشمنوں پر اس کے ذریعہ سے غالب رہیں چنانچہ اسی رات انھوں نے خروج کیا اور ان چوپایوں کو پکڑ کر ان پر سوار ہو گئے اور دارا ہی میں تیرہ دن تک مقیم رہے۔وہاں کے باشندے اور نصیبین اور سنجار کے لوگ ان کو دیکھ کر اپنی حفاظت میں مشغول ہو گئے۔ان خارجیوں کی تعداد ایک سو بیس تھی اور بعض روایت میں ایک سو دس تھے۔

محمد بن مروان، حاکم جزیرہ کو ان کی بغاوت کی خبر ملی تو اس نے عدی بن عدی کندی کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ ان کے مقابلے میں بھیجا۔عدی حرّان سے دوغانؔ پہنچا۔چونکہ صالح کے مقابلہ میں یہ پہلی فوج بھیجی گئی تھی اس لیے عدی پر بار گراں تھا اور وہ اتنا طوعاً و کرہاً نکلا کہ گویا موت کے منہ میں گھسیٹا جا رہا تھا۔اس نے خوارج کو یہ کہلا بھیجا کہ تم ان شہروں کو چھوڑ دو، میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا۔عدی متقی اور پرہیز گار تھا۔صالح نے یہ جواب دیا کہ اگر تم ہمارے خیال یعنی عقیدے کی تائید کرتے ہو تو ہم چلے جاتے ہیں ورنہ اپنے مقصد کے حصول کی کوشش کریں گے۔عدی نے پھر یہ کہلا بھیجا کہ میں تمہارے خیال کی تائید نہیں کرتا لیکن میں تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے لڑنا بھی نہیں چاہتا۔صالح نے اس مرتبہ قاصد کو گرفتار کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دیا۔لوگوں کو ساتھ لے کر عدی کی طرف روانہ ہوا۔عدی اس وقت چاشت کی نماز پڑھ رہا تھا۔اس کی فوج کو اس وقت ان کی خبر ہوئی کہ جب صالح کی فوج ان پر آدھمکی۔لوگوں نے جب فوج کو آتے دیکھا تو ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔صالح کے میمنہ پر شبیب اور

Marfat.com

میسرہ پر سوید بن سلیم متعین تھا اور وہ خود قلب میں تھا۔ وہ اس حالت میں حملہ آور ہوا جب کہ عدی کی فوجیں لڑائی کے لیے تیار نہ تھیں۔ شبیب اور سوید نے ان کو شکست دی۔ عدی بن عدی بھی مارے باندھے اپنی سواری پر سوار ہو کر شکست کھا کر بھاگا۔ صالح نے فوجی خیموں کو لوٹ لیا اور جو کچھ ملا اس پر قبضہ کر لیا۔

عدی کی فوج کے لوگ محمد بن مروان کے پاس پہنچے۔ محمد، عدی پر بگڑا اور خالد بن جزء السلمی اور حارث بن جعونہ عامری کو بلا بھیجا اور دونوں کو ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار فوجیں دے کر صالح کے تعاقب کا حکم دیا اور دونوں سے یہ کہا کہ اس بے دین کو جلد از جلد پکڑ لاؤ، تم میں سے جو دوسرے پر سبقت لے جائے گا وہ دوسرے کا سردار ہوگا۔ دونوں تیزی کے ساتھ صالح کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے۔ کسی نے کہا کہ صالح آمد کی طرف گیا ہے۔ دونوں نے اپنے گھوڑوں کی باگ آمد کی طرف موڑی اور وہاں پہنچے۔ صالح نے کچھ آدمیوں کے ساتھ شبیب کو حارث بن جعونہ کے مقابلے میں کھڑا کر دیا اور خود خالد کی طرف متوجہ ہوا۔ عصر کے وقت سے شدت سے لڑائی ہونے لگی۔ محمد بن مروان کی فوجیں صالح کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکیں۔ ان دونوں سپہ سالاروں نے جب یہ دیکھا تو گھوڑے سے اُتر پڑے یہ دیکھ کر ان کی فوج میں بہت سے لوگ پاپیادہ ہو گئے اب صالح کے شہسواروں کا کوئی داؤ نہ چل سکا۔ جب وہ حملے کے ارادے سے آگے بڑھتے تو ان کی پیادہ فوج نیزوں کی بوچھاڑ کرتی، تیر انداز تیروں کے مینہ برساتے اور دوسرے سواروں کے دستے ان کا دنداں شکن جواب دیتے۔ اس طریقے پر شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ فریقین کے بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔ صالح کی فوج میں سے تیس آدمی مقتول ہوئے اور فریق ثانی کے ستر سے زیادہ آدمی مارے گئے۔ جب رات ہوگئی جنگ بند ہوگئی۔

اس کے بعد خوارج نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تو شبیب نے کہا کہ ان لوگوں نے خندقوں سے اپنے کو محفوظ کر لیا ہے اس لیے میری رائے ہے کہ یہاں نہ ٹھہرا جائے۔ صالح نے بھی اس رائے کی تائید کی اور تمام لوگ راتوں رات روانہ ہو گئے۔ جزیرہ اور موصل سے گزر کر دسکرہ پہنچے۔ حجاج کو جب ان لوگوں کے وہاں پہنچنے کی خبر ملی تو اس نے حارث بن عمیرۃ بن ذی الشعار کو کوفہ کی تین ہزار فوج کے ساتھ شبیب کے مقابلہ میں بھیجا۔ حارث سیدھا دسکرہ سے ہٹ کر مدبج (نامی گاؤں) پہنچا جو موصل اور جوخی سے کچھ فاصلے پر ہے۔ اس وقت صالح کے ساتھ کل نوے آدمی تھے۔ حارث وہیں جا کر ۷۱ھ جمادی الاولیٰ کو سُلیم سے بھڑ گیا۔ دونوں فریق دل کھول کر لڑے لیکن سوید بن سُلیم نے جو صالح کے میسرہ پر تھا،

Marfat.com

شکست کھائی۔خود صالح بڑے استقلال سے لڑتا رہا اور آخر میں مقتول ہوا۔شبیب بھی اپنی جگہ پر جان توڑ کر کوشش کر رہا تھا۔ایک مرتبہ گھوڑے پر سے گر پڑا تو فوراً اٹھ کر پیدل لڑنے لگا اور اسی کی کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ فریق ثانی کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔اس کے بعد شبیب، صالح کی طرف گیا تو اس کو مقتول پایا۔لوگوں کو آواز دی کہ اے مسلمانوں! ادھر آؤ۔جب تمام لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے تو اس نے ان سے کہا ہم میں سے ہر ایک شخص کو دوسرے کے لیے سپر ہو جانا چاہیے اور دشمنوں کا خوب مقابلہ کرنا چاہیے، ہم کو پہلے اس قلعے میں داخل ہو جانا چاہیے پھر اپنے معاملے کے متعلق غور وفکر کریں گے چنانچہ تمام لوگوں نے اس کی تعمیل کی اور قلعے کا محاصرہ کر لیا اور دروازے پر آگ لگا دی اور کہنے لگے کہ اب یہ لوگ نکل کر بھاگ نہیں سکتے۔

شبیب خارجی کی بیعت

جب حارث نے دروازے پر آگ لگا دی اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ یہ لوگ اب نکل نہیں سکتے اور ہم صبح آ کر سب کو قتل کر ڈالیں گے تو شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب تم لوگوں کا کیا مشورہ ہے اگر صبح تک ان لوگوں نے ہم کو یہاں پا لیا تو ایک ایک کو ہلاک کر دیں گے۔تمام لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ جو حکم دیجیے اس کی ہم لوگ تعمیل کرنے کے لیے تیار ہیں۔شبیب نے کہا کہ مجھ سے یا اپنی جماعت میں سے جس سے تم چاہو بیعت کر لو اور ہمارے ساتھ چلو تا کہ ان کی فوج پر حملہ کریں کیونکہ وہ بالکل بے خوف وخطر ہیں۔تمام لوگوں نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہی شبیب بن یزید بن نعیم شیبانی تھا۔انہوں نے نمدے کو پانی میں بھگو کر دروازے کی آگ پر ڈال دیا اور پھر یہ لوگ نکل گئے اور سیدھے جا کر حارث پر حملہ آور ہوئے۔ حارث کو اس کی اس وقت خبر ہوئی جب شبیب کی فوج اس کی فوج کو کاٹ رہی تھی۔حارث بھی اس حملے میں گرا تھا لیکن اس کے ساتھیوں نے اٹھا لیا اور شکست کھا کر مدائن کی طرف بھاگے۔شبیب نے اس کی فوج پر غلبہ حاصل کیا۔یہ پہلی فوج تھی جس کو شبیب نے بذات خود شکست دی۔

اصحاب شبیب کی دوسرے لوگوں سے لڑائی

شبیب، سلامہ بن سنان تیمی سے جو تیم شیبان سے تھا، ارض موصل میں ملا، اس کو بھی اس نے خروج کے لیے دعوت دی۔سلامہ نے اس سے یہ شرط کی کہ میں تیس شہسواروں کو منتخب کروں گا اور ان کو

Marfat.com

لے کر قبیلہ غزہ کی طرف جاؤں گا اور ان سے اپنے دل کو ٹھنڈا کروں گا، اس کے بعد تمہارا ساتھ دوں گا کیونکہ بنوغزہ نے اس کے بھائی فضالہ کو قتل کر دیا تھا۔ اس قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ فضالہ اٹھارہ آدمیوں کو لے کر نکلا تھا اور ایک مقام پر جس کا نام شجرہ تھا، ٹھہرا۔ وہاں جھاؤ کا بہت بڑا درخت تھا۔ اسی جگہ بنوغزہ بھی مقیم تھے۔ بنوغزہ نے جب فضالہ کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ ان کو اگر ہم قتل کر ڈالیں اور امیر المومنین کے پاس جائیں تو وہ ہم کو انعام دیں گے۔ فضالہ کی ماں کی طرف کے کچھ رشتہ دار جو بنونصر سے تھے، ان کے ساتھ تھے۔ انھوں نے بنوغزہ سے کہا کہ ہم اپنے بھانجے کے قتل پر تمہارا ساتھ نہیں دیں گے۔ یہ کہنا تھا کہ بنوغزہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فضالہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا اور ان کے سروں کو کاٹ کر عبدالملک بن مروان کے پاس لے گئے۔ اس نے ان کو مقام بانقیا میں مقیم رہنے کا حکم دیا اور ان کے لیے وظائف مقرر کیے۔ اس سے قبل ان کے وظائف بالکل تھوڑے تھے۔ سلامہ نے اپنے بھائی (فضالہ) کے قتل پر اور اپنے ماموں بنونصر کی ترک اعانت پر اس شعر میں اظہار افسوس کیا ہے:

وما خِلتُ اخوالَ الفتی یُسلَمونہ لوقع السلاح قبل ما فعلت نصر

[بنونصر کے اس واقعے سے قبل میرا یہ خیال نہ تھا کہ کسی شخص کے ماموں اس کو تلواروں کی زد پر چھوڑ دیں گے۔]

فضالہ نے صالح سے قبل علم بغاوت بلند کیا تھا۔ شبیب نے سلامہ کی اس شرط کو منظور کر لیا اور اس کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ سب بنوغزہ کے مقام پر پہنچے، یکے بعد دیگرے محلوں کو قتل کرتے ہوئے اس گروہ میں پہنچے جس میں اس کی خالہ تھی۔ وہ سلامہ کو دیکھ کر اپنے اس بچے پر جو قریب بہ بلوغ تھا جھک کر سپر بن گئی اور اپنی پستان نکال کر سلامہ سے کہنے لگی کہ اے سلامہ میں تجھ کو اس قرابت پر رحم کرنے کی قسم دیتی ہوں۔ سلامہ نے کہا کہ میں نے فضالہ کو اس وقت سے نہیں دیکھا ہے جب سے وہ درخت کے نیچے مدفون ہے۔ تو اس سے علیحدہ ہو ورنہ میں تم دونوں کو قتل کر دوں گا۔ یہ سُن کر وہ کھڑی ہو گئی اور شبیب نے اس بچے کو قتل کر ڈالا۔

شبیب کی بنی شیبان کی طرف روانگی اور جنگ

اس واقعے کے بعد شبیب اپنی جماعت کو لے کر راذان کی طرف روانہ ہوا۔ بنی شیبان کی ایک

Marfat.com

جماعت اس کے ڈر سے بھاگ گئی لیکن ان میں غیر قبیلے کے لوگ بہت کم تھے۔ یہ جماعت دیر خُرّ زاد میں اتری جو حولایا کے متصل واقع تھا۔ ان کی تعداد تین ہزار تھی لیکن شبیب کے ساتھ صرف ستر آدمی تھے یا اس سے کچھ زیادہ ہوں گے۔ شبیب بھی انھیں کے قریب جا کر ٹھہرا۔ بنی شیبان نے اپنے کو قلعہ بند کر لیا اس کے بعد شبیب بارہ آدمیوں کو ساتھ لے کر رات کو اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔ وہ جبل ساتید ما کے دامن میں رہتی تھی۔ شبیب نے اپنے ساتھیوں سے یہ کہا کہ میں اپنی ماں کو لشکر میں ضرور لیتا آؤں گا اس کے یا میرے مرنے تک وہ مجھ سے جدا نہیں رہ سکتی۔ تھوڑی دور اپنے اصحاب کے ساتھ گیا ہوگا کہ بنی شیبان کی ایک جماعت نظر آئی جو تمام اموال کے ساتھ مقیم تھی، لیکن ان کو یہ گمان نہ تھا کہ شبیب ان کے پاس سے گذر جائے گا اور ان کو خبر نہ ہوگی۔ شبیب نے اسی غفلت میں حملہ کر دیا اور ان کے تیس آدمیوں کو قتل کر ڈالا جس میں حوثرہ بن اسد بھی تھا اس کے بعد شبیب اپنی ماں کے پاس چلا گیا اور اس کو سوار کر لیا۔ اصحاب شبیب کے پاس اسی اثنا میں کوئی شخص دیر سے ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ شبیب نے جاتے ہوئے اپنا قائم مقام اپنے بھائی مصاد بن یزید کو بنا دیا تھا۔ اس نے ان تمام دیر والوں کا محاصرہ کر لیا۔ دیر والوں میں سے کسی نے کہا کہ اے لوگو ہمارے تمہارے درمیان قرآن فیصلہ کر سکتا ہے خدا کا حکم ہے:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ [1]

[اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اُسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے پھر اس کے مامن کی جگہ پر پہنچا دو۔]

تم لوگ ہماری خوں ریزی سے باز آجاؤ جب ہم تمہارے پاس آئیں تو تم اپنے مقاصد ہمارے سامنے پیش کرو اگر ہم اُسے قبول کر لیں اور تمہاری تائید کریں تو ہمارا خون و مال تم پر حرام ہو جائے گا اور اگر ہم اسے قبول نہ کریں تو ہمیں اپنی جگہ پر واپس کر دینا پھر تمہیں اختیار ہوگا کہ جو جی چاہے کرنا۔ مُصاد اور اس کے ساتھیوں نے اس بات کو پسند کیا چنانچہ دیر والے ان کے پاس آئے۔ اصحاب شبیب نے اپنا خیال پیش کیا ان لوگوں نے اس کو قبول کر لیا اور ان کے شریک ہو گئے بلکہ مل جل کر ساتھ رہنے لگے۔ جب شبیب واپس آیا تو اس کو اس واقعے کی خبر ہوئی اور بہت سے خوش ہوا۔ لوگوں سے کہا کہ تم نے بہت اچھا اور مناسب کام کیا۔

Marfat.com

شبیب اور سفیان خثعمی کی لڑائی

شبیب یہاں سے کوچ کر گیا ایک جماعت اس کے ساتھ گئی جبکہ دوسری وہیں مقیم رہی۔ شبیب موصل ہوتا ہوا آذر بائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ حجاج نے سفیان بن ابی عالیہ خثعمی کو طبرستان سے واپس آنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ایک ہزار سوار تھے۔ وہ طبرستان میں داخل ہونا چاہتا تھا لیکن جب اسے حجاج کا خط ملا تو صاحب طبرستان سے صلح کر کے واپس چلا آیا۔ اس کے بعد حجاج نے اس کو دسکرہ میں اس وقت تک مقیم رہنے کا حکم دیا جب تک حارث بن عمیر ہمدانی کی فوج میں نہ آجائے اور مناظر کی بھی فوج وہاں نہ پہنچ جائے (حارث ہی نے صالح کو قتل کیا تھا) حجاج کا حکم تھا کہ اس کے بعد سب مل کر شبیب کی طرف روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ سفیان دسکرہ میں ٹھہرا۔ حارث کی فوج میں کوفہ اور مدائن کی لڑائی کا اعلان کیا گیا اور وہ لوگ سیدھے سفیان کے پاس دسکرہ پہنچے۔ مناظر کا لشکر جس کا سردار سورہ بن حر تمیمی تھا، آ گیا تھا لیکن سورۃ نے سفیان کو تھوڑی دیر انتظار کرنے کی تاکید کی۔ سفیان نے عجلت کی اور شبیب کی تلاش میں نکلا۔ خانقین میں جا کر اسے شبیب کی فوج ملی۔ لیکن شبیب کترا گیا گویا لڑنا نہیں چاہتا تھا اور اپنے بھائی مصاد بن یزید کو پچاس آدمیوں کے ساتھ کسی غار میں چھپا دیا اور خود پہاڑ کے دامن میں چلا گیا۔ تمام لوگوں نے کہا کہ لو اللہ کا دشمن بھاگا اس کا تعاقب کرو۔ عدی بن عمیرہ شیبانی نے کہا کہ جلدی نہ کرو ہم اچھی طرح دیکھ بھال کے چلیں، کہیں کمیں گاہ نہ ہو لیکن اس کی بات کون سنتا تھا۔ سب تعاقب کے لیے دوڑے اور کمیں گاہ سے آگے بڑھ گئے۔ شبیب نے مڑ کر ان پر حملہ کیا اور مصاد بن یزید بھی کمیں گاہ سے نکل آیا بغیر کسی شدید جنگ و جدال کے وہ لوگ شکست کھا گئے مگر سفیان تقریباً دوسو آدمیوں سمیت ثابت قدم رہا اور دشمن سے سخت جنگ کی۔ سوید بن سلیم نے سفیان پر حملہ کیا تھوڑی دیر تک وہاں نیزہ بازی کرتے رہے لیکن پھر تلواروں کا وار ہونے لگا ایک نے دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کھینچا اور اس طرح دونوں زمین پر گر پڑے آپس میں تھوڑی دیر تک مدافعت کرتے رہے۔ شبیب نے پھر حملہ کیا اور لوگوں کو منتشر کر دیا۔ سفیان کا غلام آیا اور خود گھوڑے سے اُتر کر اُسے اس پر سوار کرا دیا اور اس کی جانب سے لڑنے لگا وہ غلام تو مقتول ہوا لیکن سفیان بچ کر بابل مہرو پہنچا اور وہاں سے حجاج کو خط لکھا کہ تمام فوجیں آ گئی تھیں لیکن سورہ بن حر میرے ساتھ لڑائی میں شریک نہیں ہوا۔ حجاج کو جب خط ملا تو اس نے سفیان کی بڑی تعریف کی۔

Marfat.com

سورہ بن حُر اور شبیب کی لڑائی

جب سفیان کا خط حجاج کے پاس پہنچا تو اس نے سورہ بن حُر کو ایک خط لکھا جس میں اس کی سخت مذمت کی اور دھمکی دی کہ مدائن سے پانچ سو سوار منتخب کر کے اپنے پہلے کے ساتھیوں کے ساتھ شبیب کے مقابلے کے لیے جائے۔ سورہ نے تیاری شروع کی۔ اس دوران شبیب پھرتے پھرتے مدائن پہنچا تو لوگ اس کے ڈر سے قلعہ بند ہو گئے۔ وہاں اُس نے سواری کے جانور پکڑ لیے اور جن کو پایا ان کو قتل کیا۔ کسی نے اس کو اطلاع دی کہ سورہ آ پہنچا ہے۔ تب وہاں سے وہ چل دیا اور نہروان آیا، وہاں نماز پڑھی اور ان کے جن لوگوں کو (حضرت) علیؓ نے قتل کیا تھا ان پر رحمت بھیجی اور علیؓ اور ان کے اصحاب سے اپنی برأت ظاہر کی۔

سورہ کو اپنے جاسوسوں سے شبیب کے یہاں ٹھہرنے کی اطلاع ملی چنانچہ اس نے اپنے لوگوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ شبیب کے پاس سو سے زیادہ آدمی نہیں اس لیے میرا خیال ہے کہ تم میں تین سو آدمیوں کو چھانٹ لوں اور ان کو ساتھ لے کر اس پر حملہ آور ہوں کیونکہ وہ اس وقت تمہارے آنے سے بالکل مامون ہوگا۔ خدا سے توقع ہے کہ وہ ان کو غارت کر دے گا۔ لوگوں نے اس کے خیال کی تائید کی اور وہ تین سو بہادر آدمیوں کو منتخب کر کے نہروان کی طرف روانہ ہو گیا۔ شبیب اس رات کو وہیں تھا لیکن وہ بہت زیادہ ہوشیار اور چوکنا تھا اس لیے اس نے فوج کی حراست کا انتظام کر لیا تھا۔ جب یہ قریب پہنچا تو لوگ باخبر ہو گئے اور اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگ کے لیے مستعد ہو گئے۔ جب سورہ پہنچا تو انھیں خلاف توقع تیار دیکھا۔ سورہ نے ان پر حملہ کیا لیکن یہ لوگ نہایت استقلال کے ساتھ جمے رہے۔ لڑائی نے جب ابتدائی منازل طے کر لیے تو شبیب نے اپنے اصحاب کو پکارا جس سے ان میں دوبارہ قوت آ گئی اور سورہ کی فوج پر بے طرح پل پڑے۔ آخر میں سورہ کی فوج پست ہمت ہو گئی اور شبیب یہ شعر پڑھنے لگا:

من ینلث العیر ینلث نیا کا　　　جندلتان اصطکتا اصطکا کا

[جس نے گدھے کو زیر کر لیا تو وہ ہر زبردست کو زیر کر لے گا (یہ دونوں فریق) دو پتھر ہیں جو ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔]

سورہ اپنی فوج میں اس حالت سے واپس آیا کہ اس کی فوج کے تمام سپاہی شکست خوردہ تھے

Marfat.com

وہ باقی لوگوں کو ساتھ لے کر مدائن چلا گیا۔شبیب نے اس امید پر اس کا تعاقب کیا کہ اگر اس سے مڈبھیڑ ہوئی تو اس کی فوج کو ہلاک کر دے گا لیکن یہ اس وقت پہنچا جب تمام لوگ مدائن میں داخل ہو چکے تھے۔جب ابن ابی عُصَیفر، امیر مدائن کو معلوم ہوا کہ شبیب آیا ہوا ہے تو اپنی ایک جماعت کو ساتھ لے کر نکلا اور یہ سب شبیب کی فوج پر تیر اور پتھر پھینکنے لگے۔شبیب نے مدائن کو چھوڑ دیا اور کلواذی چلا گیا۔وہاں حجاج کے مویشی تھے ان پر قبضہ کیا اور پھر تکریت کا رُخ کیا۔اہل مدائن کو جب یہ جھوٹی خبر معلوم ہوئی کہ شبیب آیا ہوا ہے تو وہ سخت پریشان ہوئے اور جو فوجی تھے وہ تو سیدھے کوفہ بھاگے۔حالانکہ شبیب اس وقت تکریت میں تھا۔حجاج نے سورہ کو اس کی بزدلی پر سخت ملامت کی اور اس کو قید کر لیا لیکن پھر چھوڑ دیا۔

شبیب اور جزل بن سعید کی لڑائی

جب یہ شکست خوردہ لوگ کوفہ واپس آئے تو حجاج نے جزل بن سعید بن شرحبیل کندی کو جس کا نام عثمان تھا شبیب کی طرف جانے کا حکم دیا اور جلد بازی سے منع کیا اور احتیاط رکھنے کی سخت تاکید کی۔جزل نے حجاج سے کہا کہ شکست خوردہ لوگوں میں سے ایک کو بھی میرے ساتھ نہ کیجیے کیونکہ وہ شبیب سے مرعوب ہو گئے ہیں اور مسلمانوں کو کوئی فائدہ بھی نہیں پہنچ سکتا۔حجاج نے اُس کے اس مشورے کی بہت تعریف کی۔جزل کے ساتھ چار ہزار آدمی روانہ ہوئے تو اس نے اپنی روانگی سے قبل ہی عیاض بن ابی لُبنہ الکندی کو مقدمتہ الجیش کے طور پر روانہ کر دیا تھا۔یہ سب شبیب کی تلاش میں چلے۔شبیب نے ان کو مرعوب کرنے کے لیے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں پینترے بدلنا شروع کیے اور کسی خاص مقام پر محض اس خیال سے نہیں ٹھہرتا تھا کہ اس صورت میں جزل اپنی فوجوں کو متفرق کر دے گا اور اس وقت اچانک اُس پر حملہ کر دیں گے لیکن یہ واقعہ اس کے خلاف تھا۔جزل جب چلتا تھا تو جنگ کے لیے ہمیشہ تیار رہتا تھا اور جہاں ٹھہرتا تھا وہاں خندقیں کھود کر خود کو محفوظ کر لیتا تھا۔

آخر شبیب کو یہ تاخیر بہت شاق گذری اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا جن کی تعداد ایک سو ساٹھ تھی۔ان کو چالیس، چالیس کی چار جماعتوں میں منقسم کیا اور ہر جماعت پر ایک سردار مقرر کیا۔ایک پر اپنے بھائی مصاد کو رکھا اور دوسرے چالیس آدمیوں پر سوید بن سلیم کو سردار بنایا اور تیسرے کو مُحَلّل بن وائل کے سپرد کیا اور چالیس آدمیوں کو اپنے ساتھ رکھا۔شبیب کے جاسوسوں نے اس کو خبر دی کہ جزل دیر یزدجرو

Marfat.com

میں مقیم ہے تو اُس نے اپنی فوج کو تیار ہو جانے کا حکم دیا اور روانہ ہو گیا۔ اُس نے سردار کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ جزل کے پاس اسی راستے سے آئے جو اسے بتا دیا گیا ہے اور یہ بھی خیال ظاہر کیا کہ ہم رات کو ان پر شب خون مارنا چاہتے ہیں اس لیے سخت لڑائی کے لیے تیار رہو۔ اس کا بھائی مصاد، دیر خرارہ پہنچا، وہاں جزل کی ایک جماعت سے جو ابی لُبنہ کی سرکردگی میں تھی مقابل ہوا۔ مصاد نے اپنی فوج کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا کچھ دیر تک وہ لوگ بھی لڑتے رہے لیکن پھر سامنے سے ہٹ گئے۔ دوسرے راستے سے شبیب آ پہنچا اور اُس نے چلا کر کہا کہ ان پر حملہ جاری رکھو، تا کہ ان کے لشکر میں داخل ہو سکو چنانچہ انھوں نے زور سے دھاوا کیا اور لشکر گاہ کے قریب پہنچ گئے لیکن خندق کی وجہ سے وہ جزل کے لشکر گاہ میں نہیں پہنچ سکے۔ جزل کے دوسرے فوجی دستے جو ادھر اُدھر گشت کر رہے تھے۔ وہ پلٹ کر ادھر آ گئے اور ان کو خندق میں داخل ہونے سے باز رکھا۔ شبیب نے کہا کہ ان کو نیزوں سے مار کر ہٹا دو۔ خود شبیب نے ان پر زور شور سے کئی حملے کیے اور خندق سے پیچھے بھی ہٹا دیا لیکن انھوں نے ان کو نیزوں اور بھالوں کا نشانہ بنالیا۔ جب شبیب نے دیکھا کہ اس وقت وہاں تک پہنچنا سخت مشکل ہے تو اس نے اپنے اصحاب کو لڑائی ختم کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اس وقت نکل چلو۔ شبیب ان کو ساتھ لے کر دوسرے راستے پر آیا اور وہاں ٹھہر کر ذرا آرام لینے لگا۔

اس کے بعد پھر جزل کی طرف اسی حالت میں پلٹا اور اپنی فوج کو کہا کہ ان کے لشکر گاہ کو چاروں طرف سے گھیر لو چنانچہ انھوں نے اسی طرح سے پیش قدمی کی جزل نے اپنے ان محافظ دستوں کو بھی جو چاروں طرف گشت لگا رہے تھے۔ خیمے کے اندر داخل کر لیا اور اب وہ ہر طرح سے مامون تھے۔ شبیب کے دوبارہ حملہ کرنے کی ان کو اس وقت خبر ہوئی جب گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں ان کے کانوں میں پہنچیں۔ یہ لوگ صبح صادق ہونے سے قبل پہنچے اور فوجی پڑاؤ کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور لڑائی شروع کر دی۔ شبیب نے اپنے بھائی مصاد کو جو ان سے کوفہ کی سمت سے لڑ رہا تھا بلا بھیجا چنانچہ وہ وہاں سے واپس آ گیا اور تینوں طرف سے لڑائی ہونے لگی حتیٰ کہ لڑتے لڑتے شام ہو گئی۔ شبیب اپنے ساتھیوں سمیت ناکامی کی حالت میں بھاگا اور وہاں سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ٹھہرا صبح کی نماز پڑھی اور وہاں سے جرجرایا چلا گیا۔

جزل خوب مستعد ہو کر ان کی تلاش میں نکلا اور جہاں ٹھہرتا وہاں خندق کھود کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیتا۔ شبیب، جوخی اور ارد گرد کے مقامات پر گشت لگا رہا تھا اور بدامنی پھیلا رہا تھا۔ لوگوں کو خراج دینے سے روکتا تھا۔ حجاج کو جنگ کی یہ طوالت پسند نہیں آئی، اس نے جزل کو خط لکھا جس میں

Marfat.com

اس کی تاخیر اور سُستی پر ناراضگی ظاہر کی اور شبیب سے جلد فیصلہ کن جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد جزل نے شبیب کی تلاش میں سخت جاں فشانی شروع کی۔ اسی اثنا میں حجاج نے سعید بن مجالد کو جزل کی فوج پر افسر بنا کر بھیج دیا اور اس کو لڑائی میں جدوجہد کرنے کی ہدایت کی۔ تاخیر اور سُستی سے منع کیا۔

سعید وہاں سے جزل کے پاس آیا جو اس وقت نہروان میں تھا اور اس نے خندق کھود کر اپنی فوجوں کو محفوظ کر لیا تھا۔ سعید جب وہاں پہنچا تو اس نے فوج میں کھڑے ہو کر لوگوں کو بُرا بھلا کہا اور ان کو دھمکایا۔ اس کے بعد لوگوں کو مجتمع کیا اور گھوڑوں کو اکٹھا کرنے کا حکم دیا تاکہ ایک رسالہ لے کر شبیب کے مقابلے پر جائے اور باقی آدمیوں کو وہیں چھوڑ دے۔ جزل نے پوچھا کہ آخر تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ سعید نے جواب دیا کہ میں رسالے کو لے کر شبیب پر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ جزل نے کہا پیادہ اور سواروں کے ساتھ یہیں ٹھہرو۔ شبیب خود پیش قدمی کرے گا اس وقت اپنی فوج کو منتشر نہ کرو۔ سعید نے کہا کہ تم باقی فوج کے ساتھ یہاں ٹھہرو اور میں یہ دستہ لے کر جاتا ہوں۔ آخر میں جزل نے بالکل صاف کہہ دیا کہ اے سعید جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اپنے دل سے کر رہے ہو میں اس میں مطلق شریک نہیں ہوں اور نہ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ سعید بغیر کچھ سوچے سمجھے ان سواروں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔

جزل باقی دستوں کے ساتھ وہیں رہا اور ان کو صفوں میں مرتب کر کے خندق کے سامنے کھڑا کر دیا۔ شبیب چکر کھاتا ہوا قطیطیا پہنچا اور وہاں کے ایک دہقان سے کہا کہ ہمارے لیے کھانا تیار کرو۔ دہقان نے دروازہ اندر سے بند کر دیا اور کھانے کے انتظام میں مشغول ہو گیا۔ ہنوز انتظام خور ونوش سے فراغت نہیں پائی تھی کہ سعید اپنی فوج کے ساتھ آدھمکا۔ دہقان نے دوڑ کر شبیب کو اس کی خبر کر دی اس نے کہا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ تم کھانا تو لاؤ۔ کھانا آ گیا اور سب لوگوں نے مل کر کھایا شبیب نے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور پھر خچر پر سوار ہو کر باہر نکلا۔ سعید شہر کے صدر دروازے پر تھا۔ شبیب کو دیکھ کر اس نے حملہ کیا۔ شبیب نے کہا کہ خدا کے سوا کسی کا حکم قابل تسلیم نہیں ہے میں ابومدلّہ ہوں ٹھہرو اگر تم خیریت چاہتے ہو۔

سعید، شبیب کی جماعت کو دیکھ کر یہ کہتا رہا کہ یہ تو ایک لقمے کے آدمی ہیں (یعنی بہت کم ہیں) اپنے سواروں کو جمع کر کے شبیب کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ شبیب نے جب اس کی فوج کو متفرق ہوتے دیکھا تو اس نے اپنے اصحاب کو ایک جگہ جمع کیا اور کہا ان پر زور سے یورش کرو۔ واللہ یا تو میں اس کو قتل کر ڈالوں گا یا وہ مجھے قتل کر دے گا۔ یہ کہہ کر شبیب نے حملہ کیا اور خوب لڑا۔ یہاں تک کہ شکست دے دی۔

Marfat.com

صرف سعید میدان میں باقی رہا شبیب نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر ڈالا۔ سعید کے ساتھیوں میں کچھ تو مقتول ہوئے اور باقی شکست کھا کر جزل کے پاس گئے، جزل سب کو یک جا کر کے شبیب سے پھر لڑا۔ لڑائی نے زور پکڑا اور وہ زخمی ہو کر گر پڑا اور مجروحین کی صفوں سے وہ بھی اٹھا لیا گیا۔ جزل کی ہزیمت خوردہ فوج کوفہ پہنچی اور جزل خود مدائن میں مقیم رہا۔ وہاں سے حجاج کو ان واقعات کی اور خصوصاً سعید کے مقتول ہونے کی خبر دی۔ حجاج نے اس کی بہت تعریف کی اور شکریہ ادا کیا اور حیان بن اَبجر کو اس کے معالجے کے لیے روانہ کیا اور اخراجات کے لیے دو ہزار درہم بھی بھیجے۔ عبداللہ بن ابی عُصَیفر، امیر مدائن نے بھی ایک ہزار درہم دیئے اور برابر اس کی عیادت کرتا رہا۔ نیز مختلف اوقات میں تحفہ و تحائف بھی بھیجتا رہا۔

شبیب یہاں سے مدائن کی طرف گیا لیکن جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اہل شہر تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں تو وہاں سے پلٹ کر کرخ کی طرف روانہ ہوا اور دریائے دجلہ عبور کر کے اپنے چند آدمیوں کو بازار بغداد میں اس غرض سے بھیجا تاکہ وہاں کے باشندوں کو وہ مطمئن کر دے کیونکہ اسے یہ خبر ملی تھی کہ وہاں کے لوگ اس سے بہت خوف زدہ ہیں۔ شبیب کے لوگوں نے جا کر انھیں اطمینان دلایا تو شبیب وہاں داخل ہوا۔ شبیب نے اور اس کے ساتھیوں نے بازار سے سواری کے جانور اور دوسری ضروری اشیاء خریدیں۔

شبیب کی کوفہ روانگی

یہاں سے شبیب کوفہ کی طرف چلا گیا اور حمام عمیر بن سعد کے قریب مقیم ہوا۔ حجاج کو اس کے وہاں موجود ہونے کی خبر ہوئی تو اس نے سوید بن عبدالرحمٰن سعدی کو دو ہزار فوجی دیئے اور اس سے کہا کہ شبیب کا تعاقب کرو اگر وہ بھاگے تو تم اسے چھوڑ دو۔

سوید سبخة میں آ کر اپنی فوج مرتب کرنے لگا اور جب اسے معلوم ہوا کہ شبیب قریب آ گیا ہے تو اس کی طرف چلا لیکن اس کی فوج اس طرح جبراً جا رہی تھی کہ گویا وہ موت کی طرف کھینچے جا رہے ہوں۔ حجاج نے عثمان بن قطن کو بھی حکم دیا کہ شبیب کا تعاقب کرو۔ وہ بھی سبخہ میں فوج درست کرنے لگا۔ سوید وہاں سے زُرارہ پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ شبیب اسی طرف آ رہا ہے چنانچہ وہ اور اس کے تمام اصحاب وہیں مقیم ہوئے مگر پھر اسے یہ خبر ملی کہ شبیب نے یہ راستہ چھوڑ دیا ہے اور دریائے فرات عبور کر کے کسی دوسرے راستے سے کوفہ جانا چاہتا ہے۔ سوید نے اپنی فوج میں شبیب کے کوفہ کی

Marfat.com

طرف جانے کا اعلان کر دیا اور خود بھی اسی راستے سے روانہ ہو گیا۔ ادھر جو لوگ عثمان کے ساتھ تھے ان کو بھی معلوم ہوا کہ شبیب اسی طرف آ رہا ہے۔ لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور سوچا کہ کوفہ میں داخل ہو جائیں لیکن پھر بعد میں معلوم ہوا کہ سوید اس کے تعاقب میں تھا اور اس سے مڈبھیڑ ہو گئی ہے۔ شبیب ان سے لڑ رہا تھا لیکن شبیب نے سوید کی فوج میں ایسا جارحانہ حملہ کیا کہ وہ کچھ نہ کر سکی۔ اس کے بعد شبیب کوفہ کے موڑ سے گذرتا ہوا حیرہ کی طرف چلا گیا۔ سوید نے بھی ادھر ہی کا رخ کیا لیکن حیرہ پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ شبیب وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا اس لیے اُس نے تعاقب کرنا چھوڑ دیا۔ رات حیرہ ہی میں گذری اور صبح کو حجاج کے یہاں شبیب کے روانہ ہو جانے کی اطلاع دی۔

شبیب اور اہل بادیہ کی لڑائی

جب حجاج نے سوید کو شبیب کے تعاقب کا حکم دیا اور وہ تعاقب کر چکا تو شبیب نے فرات کے اسفل کے حصے پر چھاپے مارے اور پھر خفان کے قریب چلا گیا۔ وہاں اس نے بنی ورشہ کو دیکھا تو اُن سے ہلکی سی جنگ ہوئی اور شبیب نے ان کے تیرہ آدمیوں کو قتل کر ڈالا جن میں حنظلہ بن مالک بھی تھا۔ خفان سے وہ بنی ابیہ کے پاس آیا جو لقصف میں مقیم تھے۔ اسی جگہ پر فزر بن اسود، جو بنی صلت کے خاندان سے تھا، کے پانی لینے کی جگہ تھی۔ وہ شبیب کو بغاوت اور جنگ سے منع کیا کرتا تھا اور شبیب کہا کرتا تھا کہ اگر میں سات گھوڑوں کا مالک ہو جاؤں تو ضرور فزر سے جنگ کروں گا۔ فزر کو بھی جنگ کی خبر مل گئی تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر مکانات کی پشت پر سے چل دیئے۔ جب شبیب اور اہل بادیہ کی جنگ ہوئی تو وہ شکست کھا کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ چونکہ اہل بادیہ سے دوبارہ لڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے قطقطانہ پہنچا اور وہاں سے قصر بن مقاتل، حصاصہ، انبار، دقوقاء سے ہوتا ہوا آذربائیجان پہنچا۔

شبیب جب کوفہ سے دور نکل گیا تو حجاج بے خوف ہو کر بصرہ چلا گیا اور کوفہ میں اپنا جانشین عروۃ بن مغیرہ بن شعبہ کو بنا گیا۔ لوگ شبیب کی حالت سے بے خبر تھے کہ یکایک بابل مہروذ کے دہقان کا خط عروہ کے پاس آیا جس میں اس نے یہ لکھا تھا کہ بعض خراج وصول کنندگاں نے یہ خبر دی ہے کہ شبیب خانیجار میں اترا ہے اور وہاں سے وہ کوفہ جانے کے ارادے میں ہے۔ عروہ نے فوراً یہ خط حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج خط دیکھتے ہی روانہ ہو گیا تا کہ شبیب سے قبل کوفہ پہنچ جائے۔

Marfat.com

شبیب کا کوفہ میں داخلہ

شبیب ایک قریہ میں آیا جس کا نام حربی تھا اس نے اپنے اصحاب سے کہا کہ حرب سے (لڑائی) تمہارا دشمن برباد ہو۔ وہاں سے چل کر وہ عقرقوف چلا آیا۔ سوید بن سُلیم نے اس سے پوچھا کہ اے امیر المومنین آپ اس منحوس نام والے مقام سے کیوں چلے آئے۔ شبیب نے کہا کہ ہاں میں نے اس سے بدفالی لی۔ خدا کی قسم میں اپنے دشمنوں کے سامنے بغیر اس کے نہیں جا سکتا اور اس کی نحوست انھیں کے لیے ہے اور ان شاء اللہ تباہی اور بربادی بھی انھیں کے لیے ہے۔

عقرقوف سے شبیب فوراً اس خیال سے روانہ ہوا تاکہ حجاج سے قبل کوفہ پہنچ جائے۔ اس عرصے میں عروہ برابر حجاج کو خط بھیجتا رہا، جس میں عجلت کی سخت تاکید ہوتی تھی چنانچہ حجاج بڑے بڑے منازل طے کرتے ہوئے عصر کے وقت کوفہ پہنچا اور شبیب اپنے اصحاب کے ساتھ مغرب کے وقت سبخہ پہنچا۔ وہاں ٹھہر کر ان لوگوں نے کچھ کھایا پیا اور اس کے بعد سوار ہو کر کوفہ میں داخل ہوئے یہ سب سے پہلے بازار میں آئے۔ شبیب نے اپنے بھاری گرز سے باب القصر پر ایک شدید ضرب لگائی جس کا نشان پڑ گیا۔ شبیب ایک چبوترے پر کھڑا ہوا اور یہ شعر پڑھنے لگا:

عبد دعی من ثمود اصلہ　　　لا بل یقال ابو ابیھم یقدم

[ایک شخص اس کا مدعی ہے کہ میں آل ثمود سے ہوں نہیں بلکہ اس کے دادا کا نام تو یقدم تھا۔]

اس شعر سے اس کی مراد حجاج سے تھی کیونکہ بعض کہتے ہیں کہ بنو ثقیف قوم ثمود کی بقیہ نسل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں یہ تو یقدم الایادی کی اولاد ہیں۔

شبیب اپنے اصحاب کے ساتھ آگے بڑھا اور کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہوا۔ اس مسجد میں ہمیشہ لوگ عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے چنانچہ اس رات کو بھی عقیل بن مصعب وادعی، عدی بن عمرو ثقفی، ابولیث بن ابی سُلیم یہاں مصروف عبادت تھے۔ شبیب وغیرہ نے ان تینوں کو قتل کر ڈالا۔ وہاں سے نکل کر دار حوشب کی طرف گذرے، جہاں پولیس کا افسر مقیم تھا اور اس سے کہا کہ چل تجھے امیر بلاتے ہیں۔ وہ چلنے کے لیے تیار ہو چکا تھا لیکن اس نے انہیں پہچان لیا اور گھر سے باہر نہیں آیا۔ ان لوگوں کا جب کچھ داؤ نہیں چلا تو اس کے غلام کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد یہ لوگ جحاف بن نبیط شیبانی کے پاس

Marfat.com

آئے اور اس سے کہا ہم تمہاری اونٹنی کی قیمت ادا کرنے آئے ہیں جو ہم نے بازار میں تم سے خریدی تھی۔ جحاف نے سوید سے کہا کہ مجھے تیری جھوٹی باتیں تو یاد نہیں ہیں لیکن رات ہو چکی ہے اور تو اپنے گھوڑے پر سوار ہے۔ اے سوید خدا اس مذہب کو برباد کرے جو اعزا و اقربا کے قتل و خونریزی کے بغیر ترقی نہ کر سکے۔

یہاں بھی یہ لوگ ناکام رہے تو مسجد ذُہل گئے۔ وہاں اتفاقاً ذہل بن حارث کو دیکھا جو دیر تک مسجد میں نمازیں پڑھتا رہتا تھا، اس کا بھی انھوں نے کام تمام کیا۔ اس تمام قتل و خون کے بعد شبیب اپنے ساتھیوں کو لے کر کوفہ سے نکل گیا۔ راستے میں نضر بن قعقاع بن شور ذہلی ملا۔ تو اُس نے شبیب کو دیکھ کر کہا ''السلام علیک ایہا الامیر''۔ سوید نے کہا ''اللہ تجھے ہلاک کرے تو امیر المومنین کہہ کر کیوں نہیں پکارتا؟'' پھر نضر نے السلام علیک یا امیر المومنین کہا۔ شبیب نے نضر سے کہا کہ اے نضر اللہ کے سوا کسی کا حکم نافذ نہیں ہو سکتا ہے اور اس پر لعنت بھیجنے کا ارادہ کیا لیکن پھر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنے لگا۔ اصحاب شبیب نے یہ سن کر اس پر حملہ کر ڈالا۔ نضر بصرہ سے حجاج کے ساتھ روانہ ہوا تھا لیکن کسی وجہ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ نضر کی ماں ناجیہ، ہانی بن قبیصہ شیبانی کی بیٹی تھی اس لیے شبیب چاہتا تھا کہ وہ بچ جائے۔

یہ جماعت یہاں سے المردمہ کی طرف چلی گئی۔ حجاج نے فوراً شہر میں منادی کرائی کہ اے اللہ کے سپاہیو مستعد ہو جاؤ۔ حجاج اس وقت باب القصر کے اوپر تھا اور اس کے سامنے شمع دان رکھا تھا۔ اس اعلان کے بعد سب سے پہلا شخص آستانۂ حجاج پر جو پہنچا وہ عثمان بن قطن بن عبداللہ بن حصین ذی الغصہ تھا۔ اس نے جا کر خادم سے کہا کہ امیر کو میرے آنے کی خبر دو۔ خادم نے کہا کہ اسی جگہ ٹھہرو۔ اتنے میں ہر طرف سے لوگ آنے لگے اور کافی اجتماع ہو گیا۔ حجاج نے اسی وقت بشر بن غالب اسدی کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اور زائدہ بن قدامہ ثقفی کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ ابو ضریس مولیٰ بنی تمیم کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ ہونے کا حکم دیا اور عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر اور زیاد بن عمرو عتکی کو ان ہی کے ساتھ بھیجا۔

ادھر عبدالملک بن مروان نے محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ کو سجستان کو حاکم بنایا اور حجاج کو حکم دیا تھا کہ ایک ہزار فوج دے اور ہر طرح تیار کر کے اس کو جلد سے جلد سجستان روانہ کر دے۔ حجاج اسی تیاری میں تھا کہ شبیب کا قصہ چھڑ گیا۔ یہ صورت حالات دیکھ کر حجاج نے محمد بن موسیٰ سے کہا کہ شبیب اور ان خوارج سے مقابلہ اور ان کے خلاف جہاد کرو۔ فتح تمہاری ہو گی اور تمہارا نام قریب اور دور کے مقامات میں مشہور ہو جائے گا۔ اس کے بعد ولایت پر روانہ ہو جانا۔

Marfat.com

چنانچہ حجاج نے اس کو ان فوجوں کے ساتھ روانہ کر دیا اور کہا کہ اگر کوئی لڑائی درپیش ہو تو اس فوج کے سردار زائدہ بن قُدامہ ہوں گے۔ یہ لوگ فرات کے نشیب کی جگہ پر مقیم ہوئے لیکن شبیب نے ادھر کا راستہ چھوڑ دیا اور قادسیہ کی راہ لی۔

شبیب اور زَحر بن قیس کی لڑائی

حجاج نے عمدہ گھڑسواروں کی فوج جس کی تعداد ایک ہزار آٹھ سو تھی، زَحر بن قیس کے ماتحت روانہ کی اور اسے ہدایت کی کہ شبیب کا تعاقب کرو اور جہاں ملے اس پر حملہ کرو لیکن ہاں اس وقت حملہ نہ کرو جب وہ سفر میں ہو تاوقتیکہ وہ خود پیش قدمی نہ کرے یا کہیں پر مقیم نہ ہو جائے۔ زحر یہاں سے روانہ ہوا اور سیلحسین تک آیا۔ اتفاق سے شبیب نے بھی اپنے گھوڑے کی باگ ادھر ہی موڑ لی اور دونوں ایک ہی جگہ آ کر ٹکرا گئے۔ شبیب اپنی فوج کو مرتب کر کے زحر کی طرف بڑھا اور حملہ کر دیا۔ زَحر نے بھی مدافعت کی اور پھر جنگ شروع ہو گئی۔ شبیب نے لڑتے لڑتے زحر کو نیچے گرا دیا اور بقیہ فوج کو شکست دے دی۔ شبیب کے اصحاب نے یہ خیال کیا کہ زحر بھی انھیں لوگوں کے ساتھ قتل ہو گیا لیکن جب رات آئی اور سردی نے زَحر کو کپکپا دیا تو وہ پریشان ہو کر اٹھا اور گاؤں گیا اور باقی رات وہیں گزاری اور صبح کو لوگوں نے اُسے کوفہ پہنچا دیا۔ کوفہ اس حال میں پہنچا کہ اس کے سر اور چہرے پر دس سے زیادہ کاری زخم تھے۔ کچھ دن وہاں آرام لیتا رہا اس کے بعد حجاج سے ملنے گیا۔ حجاج نے اس کو اپنے تخت پر تعظیماً بیٹھا لیا اور کہنے لگا کہ جو زندہ جنتی آدمی کو دیکھنا چاہے اور وہ شہید بھی ہو تو زحر کو دیکھے۔

شبیب کی سرداروں سے جنگ اور محمد بن موسیٰ بن طلحہ کا قتل

زحر کی فوج نے جب شکست کھائی تو اصحاب شبیب نے اس سے کہا کہ ہم نے تو ابھی ایک ہی فوج کو شکست دی ہے اور وہ لوگ بہت زیادہ ہیں۔ شبیب نے اُن سے کہا کہ اس شکست نے ان تمام سرداروں اور فوجوں کو جو ہمارے تعاقب میں ہیں مرعوب کر دیا ہے، اس لیے ہمیں فوراً ان کا پیچھا کرنا چاہیے اور خدا کی قسم ہم ان سے لڑ کر فتح حاصل کر لیں گے۔ شبیب کے اصحاب نے کہا کہ آپ جو کچھ مناسب سمجھے، کیجیے۔ ہم تو آپ کے تابع ہیں چنانچہ وہ ان کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور ان سرداروں

Marfat.com

کے حالات دریافت کرتا رہا۔ اسے معلوم ہوا کہ وہ روذبار میں مقیم ہیں جو کوفہ سے چوبیس فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ شبیب اپنی فوج کو لے کر اسی طرف روانہ ہوا۔ حجاج کو جب معلوم ہوا کہ شبیب آ رہا ہے تو اس نے ان لوگوں کو اس کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھ بھیجا کہ امیر العسکر زائدہ بن قُدامہ ہیں۔

شبیب جب وہاں پہنچا تو اس نے خلاف توقع ان لوگوں کو جنگ کے لیے مستعد پایا۔ اہل کوفہ کے میمنہ پر زیاد بن عمرو العتکی تھا اور میسرہ پر بشر بن غالب اسدی تھا اور باقی ہر سردار اپنی اپنی جماعتوں کو لیے ہوئے مقابلے کے لیے کھڑا تھا۔ شبیب نے بھی ایک کمیت رنگ سفید پیشانی والے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے تین دستوں کو آگے بڑھایا۔ میمنہ کے مقابل میں مصاد، شبیب کا بھائی کھڑا ہوا اور تیسرے دستے کو شبیب نے اپنے ساتھ رکھا اور قلب میں کھڑا ہوا۔

زایدہ بن قُدامہ نے اپنی فوج کو جہاد کے لیے جوش دلانا شروع کیا اور دشمنوں کی قلت تعداد اور ان کی ضلالت اور گمراہی کا اپنی کثرت حق پرستی اور راست بازی سے موازنہ کر کے ان کو اس کام کے لیے اشتعال دلایا اور پھر اپنی جگہ واپس آ گیا۔ سب سے پہلے سوید بن سلیم نے زیاد بن عمرو عتکی پر حملہ کیا جس سے تقریباً نصف کی تعداد میں لوگ متفرق ہو گئے اور باقی نصف جماعت کے ساتھ زیاد اڑا رہا۔ سوید نے تھوڑی دیر ٹھہر کر دوسرا حملہ کر دیا کچھ دیر نیزہ بازی ہوتی رہی۔ زیاد کافی وقت تک استحکام کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا لیکن سوید بھی ''اشجع العرب'' تھا۔ اس نے بھی اپنا کمال دکھایا اور کچھ دیر کے لیے رُک گیا۔ اس عرصہ میں اس نے دیکھا کہ زیاد کے آدمی منتشر ہو رہے ہیں۔ سوید کی فوج نے جب یہ دیکھا تو سوید سے کہنے لگے کہ دیکھو وہ لوگ بھاگے جا رہے ہیں۔ ان پر جلدی سے حملہ کرو لیکن شبیب نے منع کیا اور کہا ابھی ٹھہرو ذرا ان لوگوں کو اور منتشر ہو جانے دو۔ سوید کچھ دیر منتظر رہا اور پھر تیسرا حملہ کیا۔ اس حملے میں زیاد کی فوج نے کامل شکست کھائی اور زیاد بن عمرو پر ہر طرف سے تلواروں کے وار ہونے لگے لیکن زرہ کی وجہ سے کوئی نقصان نہ پہنچ سکا۔ آخر کار کسی قدر زخمی ہو کر یہ بھی ہار گیا۔ یہ شام کا وقت تھا۔

اس کے بعد شبیب کی فوج نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر پر دھاوا بولا اور وہ فوراً ہی شکست کھا کر اپنی منزل پر واپس گئے اس کے بعد خوارج نے پھر حملہ کیا اور شام کے وقت تک محمد بن موسیٰ بن طلحہ تک پہنچ گئے اس سے دل کھول کر لڑے لیکن وہ ثابت قدم رہا تو پھر شبیب کے بھائی، مصاد نے بشر بن غالب اسدی پر حملہ کیا جو میسرہ پر تھا، بشر سنبھلا اور اپنے پچاس آدمیوں کو گھوڑوں سے

Marfat.com

اتار کر پا پیادہ لڑنے لگا۔ لیکن سب کے سب مارے گئے اور باقی فوج نے بھی شکست کھائی۔

اس کے بعد خوارج نے ابوضریس مولی بنی تمیم پر حملہ کیا جو بشر کے نزدیک کھڑا تھا اور اسے بھی شکست دے کر اعین کی جگہ پر پہنچا دیا اور دونوں کو پیچھے ہٹاتے ہٹاتے آخر زایدہ بن قدامہ کے پاس پہنچے۔ جب یہ اس کے قریب پہنچے تو اس نے للکارا کہ اے مسلمانو! خبردار اس کا کفر تمہارے ایمان کے مقابلہ میں زیادہ غالب نہ ہونے پائے اور نہ یہ تم سے زیادہ ثابت قدم رہ سکیں چنانچہ وہ تمام رات صبح تک برابر ان سے لڑتا رہا۔ شبیب نے اپنی فوج کی ایک جماعت لے کر پھر حملہ کیا اور اس کی تمام فوج کو اس کے ساتھ کاٹ کر اس کے سامنے ڈھیر لگا دیا۔

جب زائدہ مقتول ہو گیا تو ابوضریس اور اعین ایک بہت بڑے محل میں داخل ہوئے جو قریب ہی سے نظر آتا تھا اور شبیب نے اپنی فوج کو تلوار میان میں کرنے کا حکم دیا اور لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا چنانچہ صبح کے وقت ان کو بیعت کی دعوت دی گئی اور سب نے اس دعوت کو قبول کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بیعت کرنے والوں میں ابوبُردہ بن ابی موسیٰ [۲] بھی تھا۔ شبیب نے کہا کہ یہ حکمین [۳] میں سے ایک کا بیٹا ہے۔ لوگوں نے یہ سن کر اس کو مار ڈالنے کا قصد کیا، لیکن شبیب نے کہا کہ اس کا کیا قصور ہے پھر لوگوں نے چھوڑ دیا۔ بیعت کرنے والوں نے شبیب کی ایک امیر المومنین ہونے کی حیثیت سے تعظیم و تکریم کی اور شبیب نے بھی ان کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ صبح تک تمام لوگ اسی طرح رہے لیکن جب صبح کی نماز کا وقت آ گیا تو محمد بن موسیٰ بن طلحہ نے جس نے ابھی تک شکست نہیں کھائی تھی، اپنے موذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ موذن نے اذان دی تو یہ آواز شبیب کے کانوں میں پہنچی اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ محمد بن موسیٰ نے ابھی شکست نہیں کھائی۔ شبیب نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی حماقت آمیز تکبیر نے اس کو ورغلایا ہے۔ پھر شبیب نکلا اور اذان دلوائی اور سب کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور پھر سب مل کر محمد پر حملہ آور ہوئے۔ محمد کی فوج میں سے ایک جماعت نے شکست کھائی اور ایک کے ساتھ وہ برابر لڑتا رہا۔ آخر میں وہ بھی مقتول ہو گیا اور خوارج نے تمام لشکر کے مال و متاع کو لوٹ لیا۔ جن لوگوں نے شبیب پر بیعت کی تھی ان میں سے کوئی زندہ نہ بچا۔

اس کے بعد شبیب اس محل میں آیا جس میں اعین اور ابوضریس تھے۔ وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے لیکن شبیب صرف ایک دن ٹھہر کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ شبیب کے اصحاب نے اس سے کہا کہ اب تو

Marfat.com

کوفہ تک کوئی مانع نہ رہا۔شبیب نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈالی تو انھیں بہت زیادہ زخمی پایا اور کہنے لگا کہ آج جو کچھ تم نے کارنامے کیے ہیں وہ گذشتہ جنگوں سے بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔اس کے بعد وہ مقام نَفَر میں پہنچا اور وہاں سے صراۃ آیا اور وہاں سے خانیجار میں آ کر مقیم ہوا۔حجاج کو یہ خبر ملی کہ وہ نفر میں آیا ہے تو اس نے قیاس کیا کہ وہ مدائن آنا چاہتا ہے کیونکہ مدائن کوفہ کے دروازے کی حیثیت رکھتا ہے۔جس نے اس پر قبضہ کرلیا،سواد کا ایک بہت بڑا حصہ اس کے قبضے میں آجائے گا۔اس خیال سے حجاج خوف زدہ ہوا اور عثمان بن قطن کو مدائن،جوخی،انبار کا امیر مقرر کردیا اور وہاں سے عبداللہ بن ابی عصیفر کو معزول کردیا۔عبداللہ جزل کے زخموں کا علاج کراتا تھا اس کی ہمیشہ خبر گیری کرتا تھا۔جب عثمان بن قطن وہاں آیا تو اس نے جزل پر کوئی خاص توجہ نہیں کی تو جزل نے کہا کہ اے خداوند عبداللہ کو جود و فضل میں بڑھا اور عثمان بن قطن کی بخل اور بدبختی میں اضافہ کردے۔

بعض روایت میں ہے کہ محمد بن موسیٰ کے قتل کی روایت دوسری ہے۔وہ یہ ہے کہ محمد بن موسیٰ،عمر بن عبید اللہ بن معمر کے ساتھ ابو فدیک کے خلاف جنگ میں شریک ہوا۔محمد ایک بہادر اور طاقتور آدمی تھا۔عمر نے اپنی لڑکی کی اس سے شادی کردی۔محمد کی بہن (اموی خلیفہ) عبدالملک بن مروان کی بیوی تھی اسی رشتہ کی وجہ سے عبدالملک نے اس کو بجستان کو حاکم بنا کر بھیجا اور وہ کوفہ کی طرف سے گذرا جہاں اس وقت حجاج موجود تھا۔حجاج سے کسی نے آ کر کہا کہ اگر محمد بجستان اسی قرابت کے ساتھ مامور کیا گیا تو کوئی شخص جس کو تم گرفتار کرنا چاہو گے ہوسکتا ہے وہ تمہارے مانع ہو۔حجاج نے اس سے پوچھا کہ آخر کیا تدبیر ہے۔اس نے کہا کہ آپ اس سے ملیے اور اس کو سلام کیجیے۔اس کی شرافت اور نجابت،شجاعت اور بہادری کی اس کے سامنے تعریف کیجیے اور یہ بھی کہیے کہ شبیب تمہارے راستہ میں حائل ہے اور اس نے مجھے عاجز کردیا ہے۔ہمیں امید ہے کہ اگر خدا نے اس کا خاتمہ تمہارے ہاتھوں کیا تو یہ بات تمہارے لیے سرمایہ فخر و ناز ہوگی۔

حجاج نے یہی چال چلی اور محمد نے اس کو قبول کرلیا اور شبیب کی طرف روانہ ہوگیا۔جب یہ وہاں پہنچا تو شبیب نے کہلا بھیجا کہ تجھ کو لوگوں نے دھوکا دیا ہے۔حجاج نے تیرے ساتھ دغابازی کی ہے چونکہ تم میرے پڑوسی ہو اس لیے تمہارا مجھ پر حق ہے تم جس کام پر مامور کیے گئے ہو اس کو جا کر انجام دو اور خدا کی قسم میں تجھے کسی قسم کی اذیت نہیں دوں گا۔لیکن محمد نے انکار کردیا اور جنگ کے سوا

Marfat.com

کسی چیز پر رضامندی ظاہر نہیں کی اور شبیب کے قاصد کو بھی لوٹا دیا، چنانچہ بطین بن قعنب اور سوید بن سلیم میدان میں اُترے لیکن محمد، شبیب کے سوا کسی سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔ مجبوراً شبیب مقابلے پر آیا اور کہا کہ میں تجھے اپنا خون بہانے میں خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ تو اپنے آپ کو بچا کیونکہ تو میرا پڑوسی ہے مگر محمد نے کچھ نہیں سُنا۔ آخر کار شبیب نے اس پر حملہ کیا اور ایک لوہے کا گرز، جس کا وزن بارہ رطل شامی تھا، اس کے سر پر مارا جس سے اس کا خود اور سر چکنا چور ہو گئے اور اسی صدمے سے وہ مر گیا۔ شبیب نے پھر اس کی تجہیز و تکفین کی اور اس کی فوج سے جو کچھ مال غنیمت ملا اُسے فروخت کر دیا اور اس کی قیمت اس کے گھر والوں کے پاس بھیج دی اور اپنے اصحاب سے معذرت کی کہ وہ میرا پڑوسی تھا اس لیے مجھے اختیار ہے کہ جو بھی ملے مرتدین کو دے دوں۔ ۵

شبیب اور عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کی لڑائی اور عثمان بن قطن کا قتل

ان متواتر ہزیمتوں کے بعد حجاج نے عبدالرحمٰن بن اشعث کو بلا بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ چھ ہزار شہسواروں کو منتخب کرے، شبیب کا جہاں بھی وہ ہو، تعاقب کرے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے چھ ہزار سواروں کی ایک فوج مرتب کر لی اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔ جب وہ کچھ دور نکل گیا تو حجاج نے ایک خط بھیجا جس میں اس نے فوج کو اس بات کی دھمکی دی کہ اگر تم نے اس مرتبہ بھی شکست کھائی تو یاد رکھو کہ میں بڑی سخت سزا دوں گا اور ایک ایک کو قتل کر ڈالوں گا۔ عبدالرحمٰن مدائن آیا اور جزل سے بطور عیادت کے ملنے گیا۔ اس نے عبدالرحمٰن کو ہوشیار رہنے کی ہدایت کی اور شبیب اور اس کے ساتھیوں سے خوف بھی دلایا اور اپنا گھوڑا جس کا نام فُسیفساء تھا، اس کو ہدیتہً دیا۔ یہ گھوڑا مسابقت میں سب سے آگے نکل جاتا تھا۔

عبدالرحمٰن، جزل سے رخصت ہو کر شبیب کی طرف چلا۔ شبیب اس وقت دقوقاء اور شہر زُور کی طرف جا رہا تھا۔ عبدالرحمٰن بھی اسی طرف تلاش میں نکلا۔ جب مقام تخوم پر پہنچا تو اس خیال سے ٹھہر گیا کہ یہ موصل کی زمین ہے، اس کی حفاظت کے لیے یہاں ضرور جنگ کرنی چاہیے۔ اسی اثنا میں اس کے پاس حجاج کا دوسرا خط آیا جس کا مضمون یہ تھا:

"امابعد! شبیب کو تلاش کرو جہاں وہ جائے اس کا تعاقب کرو۔ یہاں تک کہ تم اسے پالو اور قتل کر ڈالو یا جلاوطن کر دو۔ عالم اسلام میں امیرالمومنین کے حکم کے سوا کسی کا حکم نافذ

Marfat.com

نہیں ہو سکتا اور فوج وہی فوج ہو گی جو ان کی مطیع ہے۔ والسلام"

چنانچہ عبدالرحمٰن، شبیب کے تعاقب میں رہا۔ شبیب کبھی اس سے بچتا کبھی اس کے قریب آ جاتا تھا اور اس پر شب خون مارتا تھا اور دیکھتا تھا کہ اس نے خندق کھود لی ہے اور اپنے کو محفوظ کر لیا ہے تو چھوڑ کر واپس چلا جاتا تھا۔ دوسرے دن شبیب جب کوچ کرتا تو پھر عبدالرحمٰن اس کے تعاقب میں لگا رہتا۔ یہ خبر شبیب کو ملی کہ عبدالرحمٰن رات کو چھاپہ مارنے کے خیال سے آتا ہے اور جب اسے ہماری غفلت کا کوئی موقع ہاتھ نہیں آتا تو بے نیل مرام واپس چلا جاتا ہے۔ شبیب نے ایک دوسری تدبیر کی وہ یہ کہ جب عبدالرحمٰن نزدیک آ جائے تو وہ بیس فرسخ آگے جا کر کسی سخت زمین پر مقیم ہو۔ اس صورت میں عبدالرحمٰن کو ہمیشہ تعاقب ہی کرتے گزری، اس کی فوج کو سخت مصائب اور دقتوں کا سامنا کرنا پڑا، ان کے جانوروں کے پیر چلتے چلتے زخمی ہو گئے اور اسے بھی ہر قسم کی آفتیں برداشت کرنی پڑیں مگر عبدالرحمٰن برابر تعاقب کرتا رہا۔ شبیب خانقین، جلولا، سامرا سے گزرتا ہوا بَت آیا جو موصل کا ایک گاؤں ہے۔ بَت اور آبادی کوفہ کے درمیان صرف نہر حولایا حائل ہے اور یہ نہر ارض جُوخیٰ میں راذان الاعلیٰ پر واقع ہے۔ عبدالرحمٰن اسی نہر کے موڑ پر اترا کیونکہ وہاں کی زمین میں قدرتی طور پر خندقیں تھیں۔

اس کے بعد شبیب نے عبدالرحمٰن کو یہ کہلا بھیجا کہ آج کل ہماری اور تمہاری عید کا زمانہ ہے یعنی عیدالاضحیٰ ہے تو کیا ان دنوں کے لیے مصالحت کر سکتے ہو۔ عبدالرحمٰن نے منظور کر لیا کیونکہ وہ خود جنگ کی مدت میں طول دینے کا خواہشمند تھا۔ ادھر عثمان بن قطن نے حجاج کو یہ خط لکھ بھیجا:

"امابعد! عبدالرحمٰن نے جوخیٰ کی تمام زمین کو خندق بنا ڈالا۔ وہاں کا خراج وصول کرانا بند کر دیا اور شبیب کو وہاں لوٹ مار کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ والسلام"

حجاج نے جواب میں اس کو فوج کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا اور عبدالرحمٰن کو معزول کر کے اس کو فوج کا امیر بنا دیا اور مدائن میں مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کو عامل بنا کر بھیج دیا۔ عثمان مدائن سے عبدالرحمٰن اور اس کی فوج کی طرف روانہ ہوا اور وہ وہاں منگل کے دن شام کے وقت جو ترویہ کا دن تھا، پہنچا اور جاتے ہی اپنے خچر پر سوار ہو کر لوگوں کو آواز دی۔ اے لوگو! اپنے دشمن کی طرف چلو۔ لوگ گھبرا کر دوڑے اور کہنے لگے اب تو شام ہو گئی ہے اور لوگ اس وقت لڑائی کے لیے تیار بھی نہیں ہیں اس لیے رات گذر جانے دیجیے۔ صبح کو مستعد ہو کر چلیں گے لیکن وہ برابر یہ کہتا رہا کہ ہم اپنے دشمنوں سے خوب

Marfat.com

لڑیں گے تا کہ ہم کو یا ان کو فرصت مل جائے۔ عبدالرحمٰن اس کے پاس آیا اور اس کو اترنے پر مجبور کیا۔

شبیب نے مقام بَت کے کلیسا میں اقامت کی تھی۔ چنانچہ وہاں کے باشندے آئے اور اس سے یہ کہنے لگے کہ کمزوروں اور ذمیوں پر آپ رحم کرتے ہیں۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ آپ سے گفتگو کرے اور اپنی شکایات پیش کرے کیونکہ آپ ان کے معروضات پر غور فرماتے ہیں۔ برخلاف اس کے یہ تمام ظالم اور جابر ہیں نہ کسی کی کچھ سنیں گے اور نہ عذر قبول کریں گے۔ خدا کی قسم اگر ان کو اس کی خبر لگ گئی کہ ہم نے آپ کو اپنے کلیسا میں ٹھہرایا ہے تو وہ آپ کے جانے کے بعد ایک ایک کو دار پر چڑھا دیں گے۔ اس لیے اگر آپ مناسب سمجھیں تو گاؤں کے کسی کنارہ پر ٹھہر جائیے اور ہم کو مصیبت سے نجات دلائیے۔ چنانچہ شبیب نے ایسا ہی کیا، ان کے معبد سے نکل گیا اور گاؤں کے کنارے پر ٹھہرا۔

عثمان رات بھر لوگوں کو برابر جنگ کے لیے جوش دلاتا رہا اور صبح کو چہار شنبہ کے دن ان کو ساتھ لے کر باہر نکلا۔ اتفاقاً جیسے ہی باہر نکلے سامنے سے بڑی زبردست آندھی اٹھی، تمام لوگ گرد و غبار میں اٹ گئے۔ لوگ چلانے لگے اور خدا کا واسطہ دے کر کہنے لگے کہ ایسے وقت جب آندھی چل رہی ہے ہمیں نہ لے چلو۔ خیر عثمان اس دن واپس آ گیا اور پھر جمعرات کے دن لوگوں کو جنگ کے لیے پورے طور پر مستعد اور مرتب کر کے روانہ ہوا۔ میمنہ پر خالد بن نہیک ابن قیس، میسرہ پر عقیل بن شداد سلولی کو رکھا اور خود پیدل فوج کے ساتھ چلا۔ شبیب نہر عبور کر کے اس طرف آیا۔ اس کے ساتھ اس وقت ایک سو اکیاسی آدمی تھے۔ خود میمنہ پر کھڑا ہوا اور اپنے بھائی مصاد کو قلب میں رکھا اور سوید بن سُلیم کو میسرہ پر متعین کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی فوج کو یہ ہدایت کی، میں ان کے میسرہ پر جو نہر کے متصل ہے حملہ کرتا ہوں۔ جب میمنہ حملہ کرے اور صاحب قلب جب تک ہماری حالت معلوم نہ ہو اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اس کے بعد شبیب نے عثمان کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ جس پر عقیل بن شداد تھا اور تھوڑی ہی دیر میں اسے شکست دے دی۔ عقیل بن شداد گھوڑے سے اتر کر لڑنے لگا اور مارا گیا۔ مالک بن عبداللہ ہمدانی جو عیاش بن عبداللہ المنتوف کا چچا تھا، وہ بھی قتل کیا گیا۔ پھر سوید نے میمنہ پر حملہ کیا، جس پر خالد بن نہیک تھا اور اس کو شکست دی لیکن خود خالد زور و شور سے مقابلہ کر رہا تھا کہ یکا یک پیچھے سے شبیب نے آ کر اس کو قتل کر ڈالا۔

عثمان بن قطن آگے بڑھا اور اس کے ساتھ چند معزز اصحاب شرفا قوم اور دوسرے فوجی بھی گھوڑوں سے اُتر کر دشمن کے مقابلے میں آ گئے اور اس کے سامنے شبیب کا بھائی مصاد اپنی فوج کو جس میں

Marfat.com

ساٹھ آدمی تھے، لیے ہوئے کھڑا تھا۔ جب عثمان قریب پہنچا تو مصاد نے اس پر زور سے حملہ کیا اور اتنا کچلا کہ عثمان کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ ادھر سے شبیب نے پشت پر سے حملہ کیا۔ عثمان اور اس کے اصحاب کو اس حملے کی اس وقت خبر ہوئی جب نیزے ان کے مونڈھوں پر پڑ رہے تھے اور وہ منہ کے بل گر رہے تھے۔ سوید بن سلیم بھی اپنی فوج کے ساتھ اسی طرف آپڑا۔ تھوڑی دیر کے لئے مصاد ہٹ گیا۔ عثمان بن قطن خوب جم کر لڑتا رہا مگر آخر میں لوگوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور مصاد نے موقع پا کر ایک وار کیا اور کہا کہ وکان امر اللہ مفعولا ٦ (یعنی اللہ کی بات ہونے والی تھی) ان سب نے مل کر اسے قتل کر ڈالا۔ عبدالرحمٰن بھی بے طرح گرا تھا لیکن ابن ابی سبرۃ نے جو اپنے خچر پر سوار تھا، اس کو پہچان لیا اور اپنے خچر پر بٹھا لیا اور فوج میں یہ اعلان کر دیا کہ دیر ابی مریم پر ہم سے ملو۔ اس کے بعد دونوں روانہ ہو گئے۔

واصل السکونی نے عبدالرحمٰن کے اس گھوڑے کو لشکر میں ننگی پیٹھ دوڑتے ہوئے دیکھا جو اسے جزل نے دیا تھا۔ اصحاب شبیب میں سے کسی نے اسے پکڑ لیا اور یہ سمجھے کہ عبدالرحمٰن بھی مقتول ہو گیا ہے، لیکن جب مقتولین میں تلاش کیا گیا تو نہیں ملا۔ جب دریافت کیا تو پورا حال معلوم ہوا۔ واصل اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنے غلام کو خچر پر ہمراہ لے کر عبدالرحمٰن کے پیچھے چلا۔ جب ان دونوں نے اس کو آتے ہوئے دیکھا تو لڑنے کے لیے آمادہ ہوئے۔ جب واصل نے دیکھا تو پہچان لیا اور کہا کہ تم لوگ اپنی جگہ پر میدان میں جنگ لیے نہیں اترے۔ اس لیے یہاں بھی جنگ کے لیے تیار نہ ہو۔ واصل نے جب اپنے سر سے عمامہ اتارا تو ان لوگوں نے اس کو پہچانا۔ واصل نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ میں یہ گھوڑا تمہاری سواری کے لیے لایا ہوں۔ چنانچہ وہ سوار ہو کر روانہ ہوا اور دیر بقاء میں جا کر مقیم ہوا۔ ادھر شبیب نے لڑائی ختم کرنے کا حکم دیا اور پھر شکست خوردہ لوگوں کو بیعت دی چنانچہ انھوں نے بیعت کر لی۔ اس جنگ میں صرف بنوکندہ کے ایک سو بیس آدمی مقتول ہوئے اور بھی بڑے بڑے سرداران قوم کی جانیں تلف ہوئیں۔ عبدالرحمٰن نے رات دیر بقاء میں گذاری۔ یہیں اس کے پاس دو سوار آئے اور اوپر جا کر ان میں سے ایک اس سے تخلیہ میں دیر تک گفتگو کرتا رہا۔ اس کے بعد دونوں نیچے آئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شبیب ہی تھا۔ اس سے پہلے عبدالرحمٰن اور شبیب میں خط و کتابت بھی ہوا کرتی تھی۔ دیر بقاء سے دوسرے دن عبدالرحمٰن دیر مریم گیا اور وہاں تمام لوگ جمع تھے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ اگر شبیب تمہارے متعلق سُن لے تو وہ تم پر پھر حملہ کر دے گا، تم اس کے لیے مال غنیمت ہو جاؤ گے۔ بہر حال

Marfat.com

یہاں سے عبدالرحمٰن کوفہ پہنچا اور حجاج سے روپوش رہا۔ جب اس نے ان کو امان دے دی تو ظاہر ہوا۔

اسلامی سکوں (درہم اور دنانیر) کا ڈھالنا

اسی سال عبدالملک بن مروان نے دینار اور درہم کے سکے مضروب کرائے۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے اسلام میں سکہ جاری کیا اور اس سے عام مسلمانوں نے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا۔

سکے مضروب کرانے کی وجہ یہ پیش آئی کہ عبدالملک کی طرف سے جو خطوط قیصر روم کے پاس جاتے تھے ان کی پیشانی پر قل ھو اللہ احد اور رسول اللہ ﷺ کا نام اور تاریخ ثبت ہوتی تھی۔ قیصر روم نے اسی وجہ سے ایک خط عبدالملک کو اس مضمون کا لکھا کہ تم نے جو یہ بدعت اختیار کی ہے۔ اس کو چھوڑ دو ورنہ دیناروں پر تمہارے نبی کا اس طرح اندراج ہوگا جسے تم برا سمجھو گے۔ یہ بات عبدالملک کو بہت ناگوار معلوم ہوئی چنانچہ اس نے خالد بن یزید بن معاویہ کو بلا بھیجا اور اس سے اس معاملے میں مشورہ طلب کیا۔ خالد نے کہا کہ رومی سکوں کا استعمال چھوڑ دیجیے اور اس کے بجائے اپنی سلطنت میں سکے ڈھلوایئے۔ جس میں اللہ کا ذکر نقش ہو۔ اس کے بعد عبدالملک کے حکم سے سکے تیار ہونے لگے۔

حجاج نے جو سکہ بنوایا تھا۔ اس میں چونکہ سورۃ اخلاص کی ایک آیت (قل ھو اللہ احد) منقوش تھی اس لیے اس کو لوگوں نے ناپسند کیا کیونکہ اُسے پاک و ناپاک استعمال کرتا تھا۔ حکومت کی طرف سے دوسرے لوگوں کو سکے بنانے کی سخت ممانعت کی گئی۔ ایک مرتبہ سمیر یہودی نے اپنے یہاں سکے بنائے تو حجاج نے اس کو گرفتار کر لیا۔ اس نے کہا کہ میرے درہموں کی بانگی (سونے چاندی کی چاشنی) تمہارے درہموں سے کہیں زیادہ اچھی ہے۔ پھر مجھ کو کیوں قتل کرتے ہو؟ لیکن حجاج نے کچھ نہیں سنا۔ اس کے بعد سمیر نے تولنے کے لیے ایک (کانٹا) ترازو ایجاد کیا۔ تاکہ حجاج اس کو اس خدمت کی وجہ سے چھوڑ دے لیکن پھر بھی رہا نہ کیا گیا۔ لوگ اس سے پہلے اوزان کے تولنے کے طریقے سے ناواقف تھے بلکہ اکثر ایک چیز کو دوسری چیز کے وزن سے معلوم کر لیتے تھے۔ جب سمیر نے یہ اوزان ایجاد کیے تو لوگ غبن سے محفوظ ہو گئے۔

عمر بن ہبیرہ، عہد یزید بن عبدالملک میں پہلا شخص تھا جس نے نقود کو تولنے میں بڑی سختی کی اور چاندی کو پہلے سے زیادہ کھرا کیا۔ اعلیٰ قسم کے دراہم اور دنانیر مضروب کرائے۔ بانگی میں جو کچھ

Marfat.com

نقائص رہ گئے تھے ان کو دور کیا اور اس بارے میں سختی سے کام لیا۔ اس کے بعد خالد بن عبداللہ القسری نے خلیفہ ہشام ابن عبدالملک کے زمانے میں ابن ہبیرہ سے زیادہ اس کا اہتمام کیا۔ اس کے بعد جب یوسف بن عمر ٹکسال کا افسر ہوا تو اس نے ان دونوں سے زیادہ سختی کی اور ہمیشہ دراہم اور دنانیر کی جانچ پڑتال میں لگا رہتا تھا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ درہم میں حبہ برابر کی نکلی تو اس نے اس جرم میں تمام کاریگروں کو ہزار ہزار کوڑے لگوائے۔ کل سو کاریگر تھے تو اس لحاظ سے ایک حبہ کے لیے ایک لاکھ کوڑے لگوائے۔

ھُبیر یہ، خالد یہ، یوسفیہ سکے بنی امیہ کے اعلیٰ ترین سکوں میں سے تھے چنانچہ عباسی خلیفہ منصور خراج میں ان سکوں کے سوا دوسرے سکے قبول نہیں کرتا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے قبل کے دراہم اور دنانیر "مکروہہ" کے نام سے موسوم کیے گئے۔ بعض روایت میں ہے کہ مکروہہ صرف ان سکوں کو کہتے تھے جن کو حجاج نے ڈھلوایا تھا کیونکہ ان پر قل ھو اللہ احد کی آیت منقوش تھی اور اسی وجہ سے علما پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ اس کو طاہر اور غیر طاہر ہر شخص استعمال کرتا تھا۔

اس زمانے میں عجمی سکے مختلف اوزان کے تھے۔ بعض بڑے تھے اور بعض چھوٹے تھے۔ ایک مثقال، بیس قیراط کے برابر ہوتا تھا۔ بعض ۱۲ اور بعض ۱۰ قیراط کے برابر ہوتے تھے۔ جب اسلامی حکومت میں اس کام کا آغاز ہوا تو اس نے ۳۲، ۱۰ ان سب کو ملا کر ۴۲ کیا اور اس کے ثلث یعنی ۱۴ قیراط پر ایک سکہ بنایا گیا۔ اس حساب سے ایک عربی درہم ۱۴ قیراط کے برابر ہوا اور ہر دس درہم کے سات مثقال ہوئے کیونکہ ہر مثقال ۲۰ قیراط کے برابر ہوتا تھا۔

بعض روایت میں ہے کہ مصعب بن زبیر نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کے زمانہ حکومت میں تھوڑے سے درہم بنوائے تھے جس کو عبدالملک نے اپنے سامنے تڑوا ڈالا۔

لیکن پہلی روایت صحیح ہے کہ عبدالملک ہی نے سب سے پہلے درہم اور دینار مضروب کرائے۔

متفرق واقعات

یحییٰ بن حکم، عبدالملک کے پاس اسی سال آیا تھا۔

اسی سال عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینے کا حاکم بنایا تھا۔

Marfat.com

مروان بن محمد بن مروان کی پیدائش اسی سال ہوئی۔

اس سال مدینے کا حاکم ابان بن عثمان امیر حج مقرر رہا۔

عراق میں حجاج حاکم تھا اور خراسان میں امیہ بن عبداللہ بن خالد والی تھا۔

کوفہ میں شریح قاضی تھے۔ بصرہ کے قاضی زُرارہ بن اوفی تھے۔

محمد بن مروان نے اس سال ملطیۃ کی طرف سے روم پر چڑھائی کی تھی۔

وفیات

حبہ بن جوین العرنی نے اس سال وفات پائی یہ حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے تھے۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ التوبہ:٦۔

۲۔ ابو بُردہ، صحابی رسول، حضرت ابو موسیٰ اشعری کا بیٹا تھا۔

۳۔ جنگ صفین کے دوران، تحکیم کے موقعے پر حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمرو بن عاص اور حضرت علیؓ کی جانب سے حضرت ابو موسیٰ اشعری حکم مقرر ہوئے تھے۔ یہاں انہی حکمین کی طرف اشارہ ہے۔

۴۔ ایک رطل، آدھ سیر کے برابر ہوتا ہے۔

۵۔ یعنی ان غیر خارجی لوگوں کو جو محمد کے اعزا واقربا میں سے تھے۔

٦۔ الاحزاب: ٣٧۔

Marfat.com

باب ۔۴

۷۷ھ کے واقعات

شبیب (خارجی) کا قتل

اس سال شبیب نے عتاب بن ورقا ریاحی اور زُہرہ بن حَوِیّہ کو قتل کیا اور اُس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب شبیب نے عبدالرحمٰن بن محمد کو شکست دی اور عثمان بن قطن کو قتل کیا تو سخت گرمی کا موسم تھا۔ موسم گرما گزارنے کے لیے وہ ماہ بہراذان میں آیا اور وہیں تین مہینے مقیم رہا۔ اسی اثنا میں دنیا طلب انسان اور وہ لوگ جن کو حجاج نے روپیہ نہ داخل کرنے کے عوض میں یا چھوٹے جرائم میں معتوب کیا تھا، شبیب کے پاس آئے۔ جب موسم گرما کے دن نکل گئے تو شبیب نے آٹھ سو آدمیوں کو لے کر مدائن کا رُخ کیا اور حذیفہ بن الیمان کے پُل کے قریب ٹھہرا۔ اس وقت مدائن میں مطرف بن مغیرہ بن شعبہ حاکم تھا۔ بابل مہروز کے رئیس نے حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ حجاج کو جب یہ خط ملا تو وہ فوراً تقریر کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ:

> ''اے لوگو! تمہیں اپنے مال و دولت کی حفاظت اور ملک کی فلاح و بہبود کے لئے جنگ کرنی ہوگی ورنہ میں ایسی قوم کو بھیجوں گا جو تم سے زیادہ مطیع اور فرماں بردار ہے اور تم سے زیادہ مصائب و تکلیف کو برداشت کرنے والی ہے۔ وہ تمہارے دشمنوں سے مقابلہ کرے گی اور تمہارے غنایم کو اپنے قبضے میں کر لے گی۔''

ان چند جملوں نے لوگوں کو مشتعل کر دیا۔ ہر طرف سے لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم ان سے خوب لڑیں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔ آپ کسی اچھے امیر کو منتخب کیجیے جو اس کام کو خوش

Marfat.com

اسلوبی سے انجام دے۔ اثنا گفتگو میں زہرہ بن حَوِیّہ کھڑا ہوا جو بہت ہی ضعیف آدمی تھا، بغیر کسی سہارے کے کھڑا تک نہیں ہوسکتا تھا اور یہ کہنے لگا" خدا آپ کا بھلا کرے۔ اب تک آپ نے شبیب کے مقابلہ میں بہت قلیل التعداد فوجیں بھیجیں ہیں۔ اس مرتبہ آپ بہت زیادہ آدمیوں کو روانہ کیجیے اور اُن پر ایک ایسا شخص سردار مقرر کیجیے جو بہادر اور تجربہ کار ہو۔ میدان میں پیٹھ دکھلانا اپنے لیے باعث ننگ وعار سمجھے، استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ کھڑا رہنا اپنے لئے کمال عزت سمجھے۔"

حجاج نے فوراً کہا" تم بھی اسی قسم کے آدمی ہو اس لئے تم ہی جاؤ۔"

زہرہ نے کہا" اللہ آپ کا بھلا کرے، اس کام کے لیے وہ شخص مناسب ہے جو کم سے کم زرہ اور نیزوں کا بوجھ اٹھا سکے۔ تلوار کا وار اچھی طرح کر سکے، گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھ سکے لیکن میں تو ان میں سے کسی چیز کی طاقت نہیں رکھتا اور سب سے زیادہ یہ کہ میری نظر بھی کمزور ہوگئی ہے مگر بہر صورت مجھے سردار فوج کے ساتھ جانے دیجیے۔ میں اس کے ساتھ رہوں گا اور موقع بہ موقع مشورہ دیتا رہوں گا۔"

حجاج نے کہا" جزاک اللہ خدا تمہاری ابتدا اور انتہا دونوں بہترین کرے۔ بہت اچھی نصیحت کی ہے" پھر لوگوں سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ تم سب جانے کے لیے تیار ہوجاؤ۔ لوگ تیاری میں مصروف ہوگئے لیکن انھیں یہ نہ معلوم ہوسکا کہ ان کا امیر کون مقرر کیا گیا ہے۔

> حجاج نے عبدالملک کو خط لکھا:" امابعد۔ شبیب مدائن میں آچکا ہے اور اب کوفہ میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ اہل کوفہ اس سے عاجز آ گئے ہیں کیونکہ کئی موقعوں پر ان کے بڑے بڑے سردار قتل کیے جا چکے ہیں۔ ان کی فوجوں نے متواتر شکستیں کھائی ہیں، اس لئے شامی فوج کو روانہ کیجیے جو خوارج کا مقابلہ کرے اور شہر کی حفاظت کرے۔"

جب یہ خط عبدالملک کو ملا تو اس نے سفیان بن ابرد کلبی کو چار ہزار فوجوں کے ساتھ اور حبیب بن عبدالرحمٰن کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ ادھر حجاج نے عتاب بن ورقاء ریاحی کو بلا بھیجا جو مہلب کے ساتھ تھا۔ اس سے قبل عتاب نے حجاج کے پاس مہلب کی شکایت لکھی تھی اور وہاں سے واپس آنے کی اجازت طلب کی تھی۔ اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ عتاب نے مہلب سے اہل کوفہ کا روزینہ فارس کی آمدنی سے طلب کیا تھا۔ مہلب نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس سے دونوں میں کشیدگی پیدا ہوگئی جو یہاں تک طول کھینچ گئی کہ جنگ و جدل کی نوبت آ گئی لیکن مغیرہ بن مہلب نے دونوں میں

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

خاندان میں ایک بزرگ آدمی تھے۔ پیادہ فوج میں تین شخص تھے ان میں ایک ابن شیبہ دوسرے یزید بن تمیم اور تیسرے تیر انداز جماعتوں کو مرتب کیا۔ ان تمام کو جنگ کے لیے اپنی تقریروں کے ذریعہ سے جوش دلایا۔ پوچھا کہ قصہ گو کہاں ہیں؟ تو کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر پوچھا کہ عنترہ کے اشعار پڑھنے والا کون ہے۔ پھر سب کے سب خاموش رہے۔ عتاب نے کہا ”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ ابھی سے عتاب بن ورقاء (یعنی مجھے) کو چھوڑ کر بھاگ گئے ہو اور اس کو ذلیل وخوار کر دیا ہے۔“

اس کے بعد عتاب قلب میں آ کر بیٹھا۔ اس کے ساتھ زہرہ بن حویہ اور عبدالرحمن بن محمد بن اشعث اور ابوبکر بن محمد بن ابی جہم العدوی بیٹھے تھے۔ شبیب آگے بڑھا اور اس وقت اس کے پاس چھ سو آدمی تھے اور چار سو پیچھے رہ گئے تھے۔ اس نے کہا کہ تم سے وہی لوگ علیحدہ ہوئے جن کو میں اپنے ساتھ رکھنا پسند بھی نہیں کرتا تھا۔ یہ کہہ کر سوید بن سلیم کو دو سو آدمیوں کے ساتھ میسرہ اور محلل بن وائل کو دو سو آدمیوں کے ساتھ قلب میں متعین کیا اور خود دو سو آدمیوں کے ساتھ میمنہ پر آیا۔ یہ وقت مغرب اور عشاء کے درمیان کا تھا اور اس وقت چاند روشن ہو چکا تھا۔ شبیب نے اس طرف کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کے جھنڈے ہیں؟ لوگوں نے کہا ربیعہ کے ہیں۔ پھر بولا کہ بسا اوقات حق کو نصرت ہوتی ہے اور بسا اوقات باطل کو۔ خدا کی قسم میں تم سے خدا کے لیے لڑوں گا۔ میں شبیب ہوں خدا کے سوا کسی کا حکم نہیں نافذ ہو سکتا۔ اگر تم چاہو تو خدا کے حکم کے لیے ثابت قدم رہو۔ اس کے بعد بڑے زور سے حملہ کیا۔ شبیب کی اس بات نے ادھر کی فوج میں بھی ایک غیرت اور حمیت کا جذبہ پیدا کر دیا۔ عتاب قبیصہ بن والق، عبید بن خلیس، نعیم بن علیم یہ سب دیر تک جمے رہے لیکن آخر میں مقتول ہوئے اور پورا میسرہ شکست کھا گیا۔ اثنائے جنگ میں بنو تغلب چلائے کہ قبیصہ مقتول ہو گیا۔ شبیب نے کہا کہ تم نے ہی اس کو قتل کر دیا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا ۔

[ان کو اس شخص کا واقعہ پڑھ کر سناؤ جس کو ہم نے اپنی نشانیاں دی تھیں اور پھر اس سے وہ پھر گیا۔]

شبیب پھر اس کی نعش پر آ کھڑا ہوا اور کہا کہ تجھ پر افسوس ہے تو نے اسلام کی ان خوبیوں کو جس سے تو نے سعادت حاصل کی تھی کھو دیا۔ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ رسول اللہ کے پاس آیا تھا اور مسلمان ہوا تھا اور اب خدا کی شان دیکھو کہ فاسقوں کی طرف سے تم سے لڑنے آیا تھا۔

Marfat.com

شبیب نے میسرہ سے عتاب پر حملہ کیااور سوید بن سلیم نے میمنہ پر حملہ کیا۔ جس پر محمد بن عبدالرحمٰن تھے جن میں بنوتمیم اور ہمدان بہت زیادہ تھے۔ خوب جم کر لڑتے رہے۔ لیکن جب یہ خبراڑی کہ عتاب مقتول ہوگیاتوان کی ہمت ٹوٹ گئی اور ادھر اُدھر منتشر ہوگئے حالانکہ عتاب ایک چٹائی پر قلب میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ زہرہ بن حَوِیّہ تھا۔ جب شبیب نے دونوں طرف شکست دے دی اور قلب کا رُخ کیا تو عتاب نے زہرہ سے کہا کہ آج لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن صبر واستقلال کچھ نہیں ہے۔ کس قدر افسوس ناک امر ہے کہ اتنے عظیم الشان لشکر میں صرف بنوتمیم کے پانچ سو آدمی تھے جو ایک ایسے شخص کی وجہ سے اب تک جمے تھے جو دشمنوں کے مقابلے میں ثابت قدم اور اپنا آپ معاون اور مددگار تھا۔ لیکن وہ اس کو چھوڑ کر چلے گئے اور جدا ہوگئے۔ زہرہ نے کہا عتاب تم نے بہت اچھا کیا تمہارے جیسے آدمی کو بشارت دی جاسکتی ہے۔ خدا سے توقع ہے کہ وہ ہماری زندگیوں کے آخری دنوں میں ہمیں جام شہادت پلادے۔

اس کے بعد جب شبیب ادھر جھکا تو عتاب ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ جواب تک باقی رہ گئی تھی۔ مقابلے کے لیے کھڑا ہوا اور دوسری جماعتیں بھاگ چکی تھیں۔ عتاب سے کسی نے کہا کہ عبدالرحمٰن کو کبھی اپنے کام کی پروا کرتے نہیں دیکھا پھر کچھ لڑائی ہوئی۔ اصحاب شبیب میں سے عامر بن عمر تغلبی نے عتاب کو پہچان لیا اور فوراً اس پر حملہ کیا اور نیزوں سے چھید چھید کر مارا۔ فوجیوں نے اپنے گھوڑوں سے زہرہ بن حَوِیّہ کو روند روند کر مارا۔ وہ اس حالت میں بھی اپنی تلوار سے مدافعت کر رہا تھا لیکن کھڑے ہونے کی طاقت نہ تھی۔ اتنے میں فضل بن عامر شیبانی نے زہرہ کو قتل کر ڈالا۔ شبیب ادھر سے گذرا تو زہرہ کو زمین پر پڑا دیکھا۔ غور سے صورت دیکھی تو پہچان گیا اور بولا کہ یہ زہرہ بن حَوِیّہ ہے۔ کاش تو ان گمراہوں کے ساتھ نہ قتل کیا جاتا۔ بہت سے اسلامی غزوات ہوئے جس میں تو نے اپنے کارنامے دکھائے۔ جس سے تیرا رتبہ بلند و بالا ہوگیا۔ کافروں اور مشرکوں کی بہت سی فوجوں کو تو نے شکست دی۔ بہت سے ان ممالک کو جن کے باشندے آمادہ جنگ تھے۔ تو نے انھیں فتح کیا لیکن نہ معلوم یہ خدا کا کیا بھید تھا کہ تو ظالموں کا معاون ہوکر مارا گیا۔ شبیب اس کے اور حالات یاد کر کے ماتم کرتا رہا۔ اس کے اصحاب میں سے کسی نے اس سے پوچھا کہ آپ ایک کافر کی موت پر اظہارِ افسوس کیوں کرتے ہیں۔ شبیب نے کہا کہ تم اس کی حالت سے مجھ سے زیادہ واقف نہیں ہو۔ میں اس کو پہلے سے جانتا ہوں۔ کاش! اگر وہ اپنی حالت پر قائم رہتے تو وہ ہمارے بھائیوں میں ہوتے۔

Marfat.com

اس کے بعد شبیب نے لڑائی ختم کرنے کا حکم دیا اور بیعت کی دعوت دی۔ لوگوں نے بیعت کی مگر رات ہی کو بھاگ گئے۔ شبیب نے فوجیوں کی تمام چیزیں اپنے قبضے میں کیں اور اپنے بھائی مصاد کو مدائن سے بلا بھیجا۔ جب وہ آ گیا تو سب کے سب بیت قرۃ میں دو دن تک مقیم رہے۔ اس کے بعد کوفہ چلے گئے۔ سورا میں اتر کر وہاں کے عامل کو قتل کر ڈالا۔

ادھر سفیان بن ابرد شامی فوجیوں کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوا۔ حجاج کو اس کے آنے سے بڑی تقویت حاصل ہوئی کیونکہ اس فوج سے وہ تمام کوفہ والوں سے مستغنی ہو گیا۔ اس کے بعد حجاج نے منبر پر آ کر ایک تقریر کی: "اے اہل کوفہ! خدا اس شخص کو جو تمہارے ذریعے سے غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہو کبھی غالب نہ کرے اور نہ اس شخص کی مدد کرے جو تمہاری مدد کا طالب ہو۔ تم لوگ ہمارے سامنے سے دور ہو جاؤ۔ لڑائی میں ہمارے ساتھ ہرگز نہ شریک ہو۔ حیرہ چلے جاؤ اور یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ رہو۔ ہمارے ساتھ وہ شخص ہرگز نہ آئے جو عتاب کی جنگ میں شریک تھا۔"

شبیب کی کوفہ میں دوبارہ آمد اور پسپائی

شبیب سورا سے "حمام اعین" میں آ کر مقیم ہوا۔ حجاج نے حارث بن معاویہ ثقفی کو بلا کر شرطے کے چند آدمیوں کے ساتھ (جو عتاب کے ساتھ نہیں گئے تھے) شبیب کی طرف روانہ کیا۔ حارث ایک ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر زرارہ آیا۔ جب یہ خبر شبیب کو ملی تو وہ جلدی سے آگے بڑھا اور حارث کو زرارہ میں قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو بھگا دیا۔ وہ لوگ شکست کھا کر کوفہ پہنچے۔ شبیب آگے بڑھا اور کوفہ سے بالکل متصل ایک مقام پر تین دن تک مقیم رہا۔ پہلے دن تو حارث کا واقعہ ہوا دوسرے دن حجاج نے اپنے موالی کو اس کے مقابلے میں بھیجا تو انہوں نے راستوں پر قبضہ کر لیا۔ شبیب نے سبخہ میں پہنچ کر ایک مسجد بنائی۔ تیسرے دن حجاج نے اپنے مولیٰ ابو الورد کو زرہ پہنا کر چند غلاموں کے ساتھ روانہ کیا اور مشہور کر دیا کہ یہ حجاج ہے۔ جب ابو الورد میدان میں آیا تو شبیب نے اس پر حملہ کیا اور اسے ایک ہی وار میں ختم کر دیا اور کہا کہ اگر حقیقتاً یہی حجاج تھا تو میں نے تم کو اس سے نجات دلا دی۔ حجاج نے پھر مولیٰ طہمان کو اسی لباس اور وضع کے ساتھ بھیجا اور اسے بھی اپنے نام سے موسوم کیا۔ شبیب نے اسے بھی مار ڈالا اور پہلے کی طرح یہی کہا کہ اگر حجاج تھا تو تم لوگوں کو چھٹکارا مل گیا۔

Marfat.com

جب یہ ادا ہو چکا تو حجاج نماز پڑھنے کے وقت اپنے محل سے نکلا اور میدان جنگ میں جانے کے لیے گھوڑے پر سوار ہوا [illegible] شامی فوجیں بھی ساتھ لے کر روانہ ہوا وہاں پہنچ کر شبیب کی فوج کا [illegible] شبیب اپنی [illegible] فوج کے ساتھ آگے بڑھا حجاج نے [illegible] کو ایک دستے کے ساتھ رستوں کی ناکہ بندی کے لیے بھیج دیا اور خود کرسی پر بیٹھ کر شامیوں کو خطاب کرتے ہوئے [illegible] بہت زیادہ [illegible] کر دیا ہے [illegible] شامیوں نے [illegible] شبیب کی فوج پیچھے [illegible] میدان کی طرف [illegible] شبیب نے اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا ایک دستہ اپنے ساتھ رکھا [illegible] سوید بن [illegible] کو دیا اور [illegible] محلل بن وائل کو دیا اور سوید کو حکم دیا کہ [illegible] سوید نے شامیوں پر حملہ کیا لیکن شامی استقلال سے ڈٹے رہے اور ان کے [illegible] سے [illegible] سوید [illegible] فوج [illegible] حجاج [illegible] ہاتھ [illegible] شبیب کی طرف [illegible] کر دیا۔

شبیب نے محلل کو حکم دیا [illegible] حملہ کیا لیکن ناکام رہا [illegible] طرح [illegible] ہو گئے [illegible] پھر شبیب نے حملہ کیا لیکن شامی اس کے مقابلے میں [illegible] شبیب نے [illegible] ان [illegible] سے بھی شکست [illegible] جب شبیب نے ان کے استقلال [illegible] دیکھا تو [illegible] نے سوید [illegible] اپنے [illegible] کے لیے [illegible] شکست [illegible] حجاج [illegible] پشت پر [illegible] سوید نے اس طرف [illegible] حجاج نے [illegible] شبیب نے اپنی فوج [illegible] حجاج نے [illegible] ایک [illegible] وقت ([illegible]) [illegible] ہے۔

Marfat.com

شبیب نے بھی اپنی فوج کا زوراسی طرف لگادیااورشامیوں نے بھی دندان شکن جواب دیے۔نیزوں اور بھالوں سے مار مار کر پیچھے ہٹادیا۔حتی کہ ان کواصلی جگہ تک لے آئے۔شبیب جب اس طرح مایوس ہوگیا تواس نے لوگوں کوگھوڑوں سے اُتر جانے کاحکم دیااورصفوں کومرتب کرنے لگا۔ادھرحجاج، شبیب کی مسجد میں داخل ہوااوراس کے ساتھ تیراندازوں کی ایک جماعت بھی تھی تاکہ اگرخوارج نزدیک آجائیں توان کوتیروں سے ہٹادیں۔یہیں پرحجاج نے کہا کہ شامیوتم نے آج فتح حاصل کی ہے۔بہرحال دن بھرگھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔حتیٰ کہ ہرفریق نے اپنے حریف کی طاقت اورقوت کااقرارکرلیا۔

اس کے بعد خالد بن عتاب نے حجاج سے اجازت مانگی کہ مجھ کوان سے لڑنے کا موقع دیجیے کیونکہ میں انتقام لیناچاہتا ہوں۔حجاج نے اجازت دے دی۔خالدکوفیوں کی ایک جماعت لے کر روانہ ہوااورشبیب کے پڑاؤ پرپیچھے سے حملہ کیا اوراس کے بھائی مصاد اوراس کی بیوی غزالہ کوقتل کر ڈالااورخیموں میں آگ لگادی۔حجاج کو جب اس کی خبرملی تواس نے اوراس کے ہمراہیوں نے زورزور سے تکبیریں کہیں۔شبیب نے جب یہ منظر دیکھا تواپنے ساتھیوں کولے کرگھوڑے پرسوار ہوگیا۔حجاج نے شامیوں سے کہا کہ پھرحملہ کروکیونکہ اب یہ اچھی طرح مرعوب ہوگئے ہیں۔شامیوں نے دوبارہ حملہ کیا اورشبیب کوشکست دی۔مجبوراُوہ اپنی فوج کو لے کر پیچھے ہٹاتوحجاج نے جنگ کے موقوف کرنے کاحکم دیااورتمام فوجیں کوفہ واپس آگئیں۔حجاج نے کوفہ آکرپھرتقریر کی اورکہا'' خدا کی قسم اس سے قبل شبیب سے کبھی مقابلہ نہیں کیا گیا تھا۔دیکھوکس طرح بخداوہ پیٹھ دکھاکر بھاگااوراپنی بیوی کواس حال میں چھوڑکر بھاگا۔جب کہ اس کی بےآبروئی کی جارہی تھی۔'' حجاج نے حبیب بن عبدالرحمٰن حکمی کو بلا بھیجا اورتین ہزارشامیوں کے ساتھ اس کوشبیب کے تعاقب کرنے کاحکم دیااوراسے ہدایت کی کہ شبیب کے شب خونوں سے بچتے رہنااور جہاں اس سے مقابلہ کروو ہاں مقیم ہوجاؤ۔راہ میں اس سے لڑنامناسب نہیں ہے۔اب تواللہ نے اس کی تلوارکند کردی اوراُس کے دانت توڑڈالے ہیں۔

حبیب اس کے تعاقب میں روانہ ہوااورانبار میں آکرمقیم ہوا۔شبیب جب کوفہ میں شکست کھاگیا تھاتوحجاج نے یہ اعلان کیا تھا کہ جوشخص امان طلب کرے گا۔میں اسے امان دوں گا۔اس اعلان سے بہت سے لوگوں نے شبیب کاساتھ چھوڑ دیا تھااورادھرآگئے تھے۔جب حبیب انبار پہنچاتوشبیب نے بھی اس طرف آکرمغرب کی نماز پڑھی۔حبیب نے اپنی فوج کو چارحصوں میں منقسم کیا تھااوران

Marfat.com

کواس کی ہدایت کی کہ ہر دستہ اپنی حفاظت کرے۔ایک دوسرے کی مدد کرنے کی مطلق ضرورت نہیں ہے کیونکہ خوارج تم سے بہت زیادہ قریب ہیں۔اپنے دلوں کو تیار کرلو کہ رات کو جنگ ہوگی اور شبیب ضرور حملہ آور ہوگا۔جب رات ہوگئی تو شبیب حملے کی نیت سے پہنچا مگر خلاف توقع فوجوں کو ہوشیار پایا۔پہلے دستے پر حملہ کیا اور لڑتا رہا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے پھر دوسرے دستے کی طرف متوجہ ہوا لیکن وہ بھی لوہے کی دیوار بنا رہا۔اس کے بعد یکے بعد دیگرے تیسری اور چوتھی جماعت سے بھی لڑا۔لیکن سب کی سب استحکام کے ساتھ کھڑی رہیں۔لڑتے لڑتے تہائی رات گذر گئی۔شبیب پھر گھوڑے سے اتر کر لڑنے لگا اور خوب زور شور سے مقابلہ کرتا رہا۔جس سے ایک عجیب خوف ناک منظر پیدا ہوگیا۔کتنے آدمیوں کے ہاتھ کٹ کٹ کر گر پڑے، کتنے کی آنکھیں پھوٹ گئیں، کتنے بری طرح تہ تیغ کیے گئے۔اصحاب شبیب میں سے تیس آدمی مقتول ہوئے اور شامیوں میں سے سو آدمی مارے گئے۔دونوں فوجیں تھک کر چور ہوگئی تھیں۔حتیٰ کہ لڑنے والوں پر یہ حالت طاری ہوگئی کہ تلوار چلانا چاہتے ہیں لیکن ہاتھوں سے اٹھتی نہیں۔بیٹھ کر لڑ رہے ہیں اور پھر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں۔غرض کہ ہر طرح سے مقابلہ ہوا مگر شامی جیسے کے تیسے اڑے رہے۔جب شبیب کو بالکل مایوسی ہوگئی تو اس نے ان کو چھوڑ دیا اور دریائے دجلہ عبور کر کے جوخیٰ کی طرف بڑھا پھر دوبارہ دریائے دجلہ عبور کر کے اہواز کی طرف روانہ ہوگیا۔وہاں سے فارس ہوتا ہوا کرمان پہنچا اور وہیں مقیم ہوگیا تاکہ کچھ آرام حاصل کرے۔

بعضوں نے شبیب کی شکست کا واقعہ دوسرے طریقے سے بیان کیا ہے۔وہ یہ ہے کہ حجاج نے ایک سردار کو شبیب کے قتل کے لیے بھیجا لیکن وہ مارا گیا۔اس کے بعد پھر دوسرا بھیجا تو اس کو بھی شبیب نے قتل کر دیا ان دونوں آدمیوں میں سے ایک شخص اعین، صاحب حمام اعین تھا۔اس کے بعد شبیب اپنی بیوی غزالہ کے ساتھ کوفے میں داخل ہوا کیونکہ اس کی بیوی غزالہ نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ کوفے کی جامع مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے گی اور اس میں سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تلاوت کرے گی چنانچہ شبیب اپنے مخصوص آدمیوں کے ساتھ (غالباً جن کی تعداد ستر تھی) کوفے میں داخل ہوا اور اس کی بیوی نے یہ نذر پوری کی۔

شبیب نے اپنی فوج کے لیے چھپر بنائے اس کے بعد حجاج نے اہل کوفہ کو مشورے کے لیے رات کو جمع کیا کیونکہ شبیب کی طرف سے ان کو سخت تکلیف پہنچ رہی تھی۔جب مشورہ طلب کیا تو سب

Marfat.com

لوگ خاموش رہے تو قتیبہ بن مسلم صف سے نکل کر کہنے لگا کہ کیا آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیتے ہیں؟ حجاج نے کہا، ہاں۔ قتیبہ نے کہا اے امیر آپ نہ خدا سے ڈرتے ہیں اور نہ آپ کو امیر المومنین کا خوف ہے اور نہ رعایا کی فلاح و بہبود کا خیال ہے۔ حجاج نے پوچھا ''وہ کیسے؟'' قتیبہ نے جواب دیا کہ آپ ہمیشہ شریف شخص کو چند معمولی آدمیوں کے ساتھ بھیجتے ہیں۔ جب وہ بری طرح شکست کھا جاتے ہیں تو وہ شریف شخص شکست کی ندامت کی وجہ سے مقتول ہو جاتا ہے۔ اس طریقے سے قابل ہستیاں ضائع ہوتی جاتی ہیں۔ حجاج نے کہا کہ پھر اب کیا رائے ہے۔ قتیبہ نے کہا کہ رائے یہ ہے کہ اب خود میدان میں نکلیے اور شبیب سے گفتگو کیجیے۔ حجاج نے کہا کہ اچھا تو میرے لیے کوئی مناسب مقام تلاش کرو۔ جہاں میں فوجوں کو مرتب کر سکوں۔ قتیبہ نے اس کا وعدہ کیا کہ میں ایک جگہ تلاش کروں گا۔

لوگ وہاں سے عنبسہ بن سعید کو بُرا بھلا کہتے ہوئے نکلے کیونکہ اسی نے حجاج کو یہ مشورے دیے تھے اور اس طرح اس کا مشیر کار ہو گیا تھا۔ رات ختم ہوئی اور صبح کو حجاج نے نماز پڑھی اور تھوڑی دیر کے بعد تمام لوگ آ گئے۔ قتیبہ نے ایک مقام تلاش کر لیا اور حجاج کے پاس گیا۔ وہاں سے وہ جھنڈا لے کر نکلا اور پیچھے پیچھے حجاج بھی چلا اور پھر تمام فوجیں نکلیں اور سب سبخہ میں آکر مقیم ہوئے۔ اس مقام پر شبیب بھی تھا۔ یہ چہار شنبہ کا دن تھا، حجاج سے لوگوں نے کہا آپ اپنے کو شبیب سے متعارف نہ کرائیے بلکہ خود کو پوشیدہ رکھیے۔ اسی وجہ سے حجاج پوشیدہ ہو گیا اور اپنے مولیٰ ابوالورد کو اپنے لباس میں کھڑا کر دیا۔ شبیب نے اس کو حجاج سمجھ کر اپنے گرز سے مار ڈالا۔ شبیب نے پھر خالد بن عتاب پر حملہ کیا جو اس وقت حجاج کے میسرہ پر کمان کر رہا تھا اور پھر فوراً ہی میمنہ پر حملہ آور ہوا جس پر مطر بن ناجیہ تھا اور دونوں بازوؤں کو شکست دے دی۔ اس حالت میں حجاج اور اس کے چند اصحاب اپنی عبا بچھا کر بیٹھ گئے۔ عنبسہ بن سعید بھی اس کے ساتھ تھا۔

شبیب جنگ میں ہمہ تن مصروف تھا کہ مَصقلہ بن مُہلہل الضّبی نے شبیب کے گھوڑے کی باگ پکڑی اور پوچھا کہ صالح بن مسرح کے متعلق کیا خیال ہے اور تم اس کے متعلق کیا شہادت دیتے ہو؟ شبیب نے کہا کہ میں اس حال میں بتاؤں؟ مَصقلہ نے کہا ہاں۔ شبیب نے پھر جواب دیا کہ میں کچھ نہیں جانتا میں صالح سے بری الذمہ ہوں۔ مَصقلہ نے کہا کہ تو اللہ تجھ سے بری الذمہ ہے۔ اس گفتگو کے بعد شبیب سے بہت آدمی علیحدہ ہو گئے اور کل چالیس آدمی باقی رہ گئے۔ حجاج یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اس نے کہا

Marfat.com

کہ خوب یہ لوگ آپس ہی میں متفرق ہو گئے۔ فوراً خالد بن عتاب کو مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ خالد نے شبیب کی بقیہ جماعت پر حملہ کیا اور خوب لڑائی ہوئی۔ کسی نے غزالہ کو جو شبیب کی بیوی تھی مار ڈالا اور اس کا سر لے کر حجاج کے پاس روانہ ہو گیا۔ شبیب نے اُسے پہچان لیا تو فوراً ایک آدمی کو کہا۔ اس پر حملہ کر کے مار ڈالو اور سر چھین لو۔ چنانچہ وہ آدمی زور سے اس قاتل پر جھپٹا اور قتل کر دیا اور سر لے کر واپس آیا۔ شبیب نے غسل دے کر دفن کر دیا۔ اس کے بعد شبیب اور اس کی قوم اپنے مامن کی طرف چلی گئی۔ خالد بھی واپس آ گیا اور حجاج کو ان کے واپس چلے جانے کی اطلاع دی تو حجاج نے خالد بن عتاب کو پھر تعاقب کرنے کے لیے روانہ کیا۔ خالد نے آ کر دوبارہ حملہ کیا۔ شبیب کی طرف سے صرف آٹھ آدمیوں نے خالد کا مقابلہ کیا لیکن اس قلت پر بھی غالب رہے۔ شبیب کے پاس خوط بن عمیر سدوسی کو لایا گیا۔ اس نے پوچھا ''اے خوط لاحکم الا اللہ''؟ خوط نے جواب دیا کہ میں تمہاری رفاقت میں تو ضرور تھا لیکن دشمنوں سے ہمیشہ ڈرتا رہتا تھا۔ شبیب نے اس کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد عمیر بن قعقاع لایا گیا اور اس سے بھی شبیب نے وہی سوال کیا۔ عمیر نے کہا کہ اللہ کے راستے میں تو میری جوان زندگی حاضر ہے۔ شبیب نے پھر یہی سوال کیا لیکن عمیر اس کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ آخر میں شبیب نے اس کو قتل کر ڈالا۔

شبیب کا بھائی مصاد بھی مارا جا چکا تھا۔ اب وہ صرف اُن آٹھ آدمیوں کا منتظر تھا۔ جو خالد بن عتاب کے مقابلے میں لڑ رہے تھے کیونکہ ان کو گئے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ حجاج کی فوجوں نے شبیب کے رعب وداب کی وجہ سے ادھر کا رُخ تک نہیں کیا۔ اس کے بعد وہ آٹھ آدمی صحیح وسالم واپس آئے اور ان کو ساتھ لے کر شبیب روانہ ہو گیا۔ خالد نے پھر تعاقب شروع کیا۔ یہ لوگ ایک دیر میں جو مدائن کے ایک جانب واقع ہے، داخل ہوئے۔ خالد نے ان کا محاصرہ کر لیا لیکن شبیب کے ساتھیوں نے باہر نکل کر حملہ کیا اور خالد کو دو فرسخ تک پسپا کر دیا لیکن پھر گھبرا کر یہ دریائے دجلہ میں کود پڑے۔ خالد نے بھی اپنا گھوڑا ڈال دیا، اس کے ایک ہاتھ میں نشان بھی تھا۔ شبیب نے دیکھا تو کہا کہ خدا اس کو ہلاک کرے یہ انسانوں کا شیر ہے۔ یہ تو تمام لوگوں سے بازی لے گیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ خالد بن عتاب ہے۔ اس نے کہا ہاں اس میں شجاعت اور بہادری کے جوہر نظر آتے ہیں۔ اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا تو میں بھی اس کے تعاقب میں اپنا گھوڑا ڈال دیتا۔ اگر یہ آگ میں کودتا تو میں بھی اس میں کود پڑتا۔ غرض کہ شبیب وہاں سے کرمان چلا گیا جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ حجاج نے عبدالملک سے دوبارہ مدد طلب کی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل کوفہ اس کے

Marfat.com

مقابلے سے عاجز آچکے ہیں۔عبدالملک نے پھر سفیان بن ابرد کوایک فوج کے ساتھ روانہ کیا۔

شبیب کی ہلاکت

اسی سال شبیب بھی ہلاک ہوا۔واقعہ یہ ہوا کہ کوفے کی اس جنگ کے بعد حجاج نے سفیان بن ابرد کی فوج کو بہت انعامات دیے اور خوب خوش کر دیا اور پھران کو شبیب کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اس وقت تک شبیب تقریباً دو مہینے سے کرمان ہی میں مقیم تھا۔سفیان بھی اسی طرف چلا۔حجاج نے اپنے داماد حکم بن ایوب کو جواس کی طرف سے بصرے کا عامل تھا،لکھ بھیجا کہ بصرے سے چار ہزار سوار سفیان بن ابرد کے پاس جلد بھیج دو۔حکم نے زیاد بن عمرو عتکی کو چار ہزار سواروں کا سربراہ بنا کر روانہ کیا۔یہ فوج اُس وقت پہنچی جب شبیب اور سفیان سے مڈبھیڑ ہو چکی تھی۔شبیب کرمان میں آرام لینے کی غرض سے ٹھہرا ہوا تھا۔وہاں سے وہ پلٹا تو سفیان سے دجیل کے پل پراہواز میں ملاقات ہوئی۔شبیب پل سے پار ہو کر اسی طرف آیا اور دیکھا کہ سفیان پیادہ فوج لے کر مقیم ہے اور مہاصر بن سیف کو سواروں پر متعین کیا ہے۔اس نے بھی اپنی فوجوں کو تین حصوں میں منقسم کیا اور اسی طرح آگے بڑھ کر اس نے حملہ کیا۔فوجیں لڑائی میں مشغول ہو گئیں۔شبیب نے اپنی فوجوں کو پیچھے ہٹا کر متواتر تین سے زیادہ حملے کیے لیکن شامیوں کے پاؤں لوہے کی طرح جمے رہے۔سفیان نے للکارا کہ منتشر نہ ہو بلکہ متحد ہو کر لڑو چنانچہ دیر تک تلواروں اور نیزوں کے وار کرتے رہے۔حتیٰ کہ شبیب کو پل تک ہٹا دیا تو وہ اور اس کے تقریباً سو بہادر سپاہی گھوڑوں پر سے اُتر پڑے اور زور سے شامیوں پر جھپٹے اور شام تک بڑی شان کے ساتھ لڑتے رہے۔شامیوں کو تلواروں اور بھالوں سے اس طرح چور چور کر دیا کہ اس سے پہلے ان کی نگاہوں نے ایسا ہولناک منظر نہیں دیکھا تھا۔جب سفیان نے شامیوں کے پاؤں ڈگمگاتے دیکھے تو ڈرا کہ کہیں مغلوب نہ ہو جائیں اس لیے تیر اندازوں کو تیر چلانے کا حکم دیا۔رات ہو چکی تھی،تیر انداز جو ایک گوشے میں تھے آگے بڑھے اور اندھا دھند تیر برسانے لگے۔شبیب نے جب یہ دیکھا تو اپنی فوج کے ساتھ اسی پر دھاوا کر بیٹھا اور تیس سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔پھر سفیان کی طرف چلا۔جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو وہ اپنی فوج کو لے کر واپس چلا۔سفیان نے اپنی فوج کو تعاقب کرنے سے روک دیا۔جب وہ پل کے قریب پہنچا تو کہنے لگا کہ اب پل عبور کر جاؤ ان شاء اللہ صبح کو پھر حملہ کریں

Marfat.com

گے۔اس کی فوج کے تقریباً تمام آدمی پل عبور کر گئے لیکن یہ سب سے پیچھے رہ گیا۔اس کے بعد گھوڑے پر سوار ہو کر پل عبور کرنے لگا۔گھوڑے کے قریب ہی ایک گھوڑی تھی جسے دیکھ کر گھوڑا بدک گیا، جس سے پل کا پتھر ہٹ گیا اور گھوڑا نیچے گر پڑا اور شبیب بھی پانی میں جا پڑا۔گرتے وقت اس نے کہا لیقضی اللہ امرا کان مفعولا ؂ (خدا کے حکم سے یہ بات ہونے والی تھی) جب غوطہ کھانے لگا تو کہا ذلک تقدیر العزیز العلیم ؂ (یہ بات خدائے عزوجل کی طرف سے لکھی ہوئی تھی) آخر کار ڈوب کر مر گیا۔

بعض نے اس کے قتل ہونے کا واقعہ دوسری طرح بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ چند ہم قبیلہ ایسے لوگ بھی تھے جو اہل دانش نہ تھے۔انھیں کسی قسم کا کوئی تجربہ حاصل نہ تھا۔شبیب نے انھیں میں سے چند آدمیوں کو مار ڈالا تھا جس سے تمام لوگوں میں اس کی طرف سے ایک نفرت پیدا ہوگئی اور وہ سخت رنجیدہ ہوئے۔ان ہی میں بنی تمیم بنی شیبان میں سے ایک شخص مقاتل نامی بھی تھا۔جب شبیب نے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو مار ڈالا تو اس نے بھی مرہ بن ہمام پر جو شبیب کے خاندان سے تھے، حملہ کیا اور قتل کر ڈالا۔شبیب اس پر بہت بگڑا اور پوچھا کہ تو نے میری اجازت کے بغیر ان کو کیوں قتل کر دیا۔اس نے کہا کہ تم نے ہمارے قبیلے کے منکرین کو قتل کیا اور یہ تو ہمارے مذہب میں ہے کہ جو ہماری رائے کی مخالفت کرے اس کو قتل کر ڈالو اور جو کچھ آپ نے میری قوم کے ساتھ کیا ہے۔وہ مجھ سے کئی گنا زیادہ ہے اور اے امیر المومنین آپ کو کافروں کے قتل پر غصہ نہ ہونا چاہیے۔شبیب نے کہا کہ اب میں ایسا نہ کروں گا۔شبیب کے ساتھ اور بھی آدمی تھے جن کے قبائل کے لوگ مارے گئے تھے اس وجہ سے وہ سب کبیدہ خاطر تھے۔جب وہ پیچھے رہ گیا تو بعض نے کہا کہ بہتر ہوتا کہ پل توڑ دیا جاتا کہ ہمارا جذبہ انتقام فرو ہو جاتا۔اسی خیال سے لوگوں نے پل توڑ دیا۔کشتیاں جن سے پل بنایا گیا تھا ڈگمگانے لگیں اور شبیب دریا میں گر پڑا اور ڈوب گیا۔لیکن پہلی روایت بہت صحیح اور مشہور ہے۔

شامی فوجیں واپس جانا چاہتی تھیں کہ پل کا محافظ آیا اور اس نے سفیان سے آکر کہا کہ ان میں سے کوئی ابھی دریا میں گرا ہے۔اتنے میں شبیب کے اصحاب چلا اٹھے کہ امیر المومنین ڈوب گئے اور پھر وہ ادھر بھاگ گئے اور اپنی قیام گاہ کو جو پل کے اس پار تھی چھوڑ کر چل دیے۔سفیان اس خوش خبری سے بہت مسرور ہوا۔زور زور سے تکبیریں کہنے لگا اور پھر اپنی فوج کے ساتھ پل کے قریب آیا جہاں شبیب مقیم تھا۔وہاں کچھ لوگوں کو حالت دریافت کرنے کے لیے بھیجا تو یہ معلوم ہوا کہ وہاں تو ایک انسان بھی نہیں ہے اور

Marfat.com

سفیان کے ساتھ اس وقت عمدہ فوج موجود ہے۔شبیب کی نعش دریا سے نکالی گئی اس کا پیٹ چیر کر دل نکالا گیا جو پتھر کی طرح سخت اور ٹھوس تھا۔جب اسے کسی پتھر پر پٹختے تو وہ انسان کے قد کے برابر اچھلتا تھا۔شبیب کی ماں (جس کا نام جہیزہ تھا) کو جب اس کی موت کی خبر دی گئی کہ وہ جنگ میں مارا گیا ہے تو اس نے یقین نہیں کیا۔مگر جب اُس سے یہ کہا گیا کہ وہ دریا میں ڈوب کر مرا، تو اس کو یقین آ گیا۔کہنے لگی کہ جب میں نے اس کو جنا تو اس دن خواب میں میں نے دیکھا کہ میرے پیٹ میں سے ایک آگ کا شعلہ نکلا ہے، اسی سے میں نے قیاس کیا کہ وہ پانی کے سوا کسی دوسری چیز سے بجھ نہیں سکتا۔اس کی ماں رومی لونڈی تھی جس کو اس کے باپ نے کہیں سے خریدا تھا۔۲۵ھ میں یوم النحر کے دن شبیب پیدا ہوا۔[۵] شبیب کی ماں کا بیان ہے کہ ان دنوں جب یہ میرے پیٹ میں تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے قلب میں سے ایک شعلہ نکلا ہے اور آسمان کی طرف بلند ہوتا ہوا چلا گیا اور ہر طرف گشت کرنے لگا۔اسی اثنا میں وہ پانی میں گر گیا اور پوشیدہ ہو گیا اور میں نے اس کو اس دن جنا تھا جب تم خون بہایا کرتے ہو یعنی یوم النحر کا دن تھا اس سے میں نے یہ سمجھا کہ میرا لڑکا قتل وخون، جنگ وجدال کا سردار ہوگا اور بہت بڑے رتبے پر پہنچے گا۔شبیب کا باپ جو بنی شیبان سے تھا اس کو اپنی قوم کی زمین، جس کا نام اللّصف تھا، لے جایا کرتا تھا۔

مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کی بغاوت

بنی مغیرہ بن شعبہ اپنے والد کی عزت ومنزلت کے لحاظ سے معزز تو تھے ہی لیکن خود بھی شریف النفس اور پاک طینت انسان تھے۔جب حجاج عراق میں حاکم ہو کر آیا تو یہ دیکھا کہ یہ لوگ اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگ ہیں۔اس لیے عروہ کو کوفہ میں اور مطرف کو مدائن میں حمزہ کو ہمدان میں حاکم مقرر کر دیا۔یہ لوگ اپنے روزانہ مشاغل میں ہر شخص سے خوش خلق اور کشادہ پیشانی سے پیش آتے تھے لیکن شریر الطبع لوگوں کے لیے متشدد تھے۔جب شبیب نے علم بغاوت بلند کیا اور مدائن پہنچا تو مطرف نے حجاج سے مدد مانگی۔حجاج نے سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔شبیب آ کر بہرسیر میں اُترا۔مطرف اس وقت شہر عتیقہ میں تھا۔جہاں ایوان کسریٰ ہے وہاں سے پل عبور کر کے مدائن پہنچا اور شبیب کو کہلا بھیجا کہ اپنے چند آدمیوں کو میرے پاس بھیج دو تاکہ میں ان سے تمہاری غرض و غایت معلوم کروں۔شبیب نے چند آدمیوں کو بھیجا یہ لوگ جب مطرف کے پاس گئے تو اس نے ان سے

Marfat.com

پوچھا کہ تم لوگ کس چیز کی دعوت دیتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم کتاب اللہ اور سنت نبوی کی دعوت دیتے ہیں اور جس وجہ سے اپنی قوم (یعنی حکومتِ وقت) سے بدلہ لینا چاہتے ہیں کہ وہ محاصل ملک کو کھاتے ہیں اور حدود شرعیہ کا کوئی پاس نہیں کرتے اور جبراً اپنا قبضہ رکھتے ہیں۔ اس سے ہم بدلہ لینا چاہتے ہیں۔

مطرف نے کہا کہ بے شک تم حق کی دعوت دیتے ہو۔ صریحاً ظلم کا بدلہ لینا چاہتے ہو میں تمہارا اس مسئلہ میں موید ہوں لیکن جس چیز کی دعوت دیتا ہوں اس کی میرے ہاتھ پر بیعت کرو تاکہ ہمارا اور تمہارا اتفاق ہو جائے۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ آخر وہ کیا چیز ہے اگر وہ حق ہوگی تو ہم اس کو ضرور قبول کریں گے۔ مطرف نے کہا کہ میری غرض یہ ہے کہ ان ظالموں کی بدعتوں پر ان سے مقابلہ کیا جائے۔ انھیں کتاب اللہ اور سنت کی طرف بلایا جائے اور یہ مسئلہ یعنی خلافت تمام مسلمانوں کے مشورے پر موقوف رکھا جائے۔ وہ جس کو چاہیں پسند کریں، اپنا امیر اسی طرح منتخب کریں جس حالت میں حضرت عمرؓ نے مسند خلافت کو چھوڑا تھا اور جب عربوں کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ مسئلہ باہمی مشورے سے طے ہوگا جس میں قریش بھی شامل ہوں گے تو سب خوشی سے اس پر راضی ہو جائیں گے اور پھر تمہارا ہاتھ بٹائیں گے۔ شبیب کے اصحاب نے کہا کہ ہم اس کو قبول نہیں کر سکتے اور یہ کہہ کر اُٹھ کر چلے گئے اور دو چار دن تک اس مسئلے میں متردد رہے لیکن اتحاد خیال نہ ہو سکا اور اسی طرح واپس گئے۔ ان کے واپس جانے کے بعد مطرف نے اپنے اصحاب اور دوسرے مشیروں کو بُلایا اور ان کو حجاج اور عبدالملک کے ظلم کی داستانیں سنائیں اور پھر کہا کہ اگر تم لوگ میرے خیال کی تائید کرو تو ہم حجاج کو تخت سے اتار دیں۔ میں ان سے ہمیشہ جنگ کرنے کے لیے تیار رہتا ہوں بلکہ اس کو اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں لیکن اگر کچھ معاون اور مددگار ہوتے تو ضرور کرتا۔ اصحاب شبیب سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ سب بیان کی، آخر میں کہا کہ تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو۔

لوگوں نے جواب دیا کہ آپ اس گفتگو کو پوشیدہ رکھیے اور کسی پر ظاہر نہ کیجیے۔ یزید بن ابی زیاد مولیٰ مغیرہ بن شعبہ نے کھڑے ہو کر کہا خدا کی قسم حجاج پر یہ باتیں پوشیدہ نہیں رہ سکتی ہیں بلکہ اس کے سامنے اس پر دس گنا حاشیہ چڑھا دیا جائے گا اور اگر آپ آسمان میں بھی گھس جائیں تو وہ تلاش کر کے ہلاک کر دے گا۔ اس لئے اس سے نجات حاصل کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔

لوگوں نے بھی اس کی تائید کی اس کے بعد مطرف نے اسی خطرے کے پیش نظر مدائن کو چھوڑ

Marfat.com

دیا اور پہاڑوں کی طرف چلا گیا وہاں دریز دگرد میں قبیصہ بن عبدالرحمٰن خثعمی سے ملاقات ہوئی تو وہ بہت اخلاق سے پیش آیا اور اخراجات اور دوسری چیزیں تحفۃً دیں کچھ دن مطرف اس کے ساتھ رہا۔لیکن پھر وہاں سے واپس آ گیا اور دسکرہ میں آ کر لوگوں سے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور اپنا ساتھ دینے کی دعوت دی۔ اس کا وہی خیال تھا کہ عبدالملک اور حجاج کو تخت سے اتار دیا جائے اور ان کو قرآن اور سنت کی طرف بلایا جائے اور انتخاب خلیفہ باہمی مشورے سے انجام پائے۔لوگ جسے چاہیں امیر منتخب کر لیں اور جسے چاہیں خلیفہ بنائیں۔بعض نے اس کی دعوت پر لبیک کہی اور بعض وہیں سے واپس ہو گئے۔سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف بھی واپس ہوا اور حجاج کے پاس آیا اور اہل شام کے ساتھ شبیب سے لڑنے کے لیے چلا گیا۔

مطرف نے حلوان کا رُخ کیا اور وہاں کا حاکم سوید بن عبدالرحمٰن السعدی تھا۔اس نے اور کردوں نے مل کر مطرف کو داخل ہونے سے روکا۔تاکہ حجاج کے سامنے عذر پیش کر سکیں لیکن مطرف جبراً داخل ہوا۔کردوں کو جو سامنے آئے اُن کو قتل کیا۔وہاں سے چل کر جب وہ ہمدان کے قریب پہنچا جہاں اس کا بھائی حمزہ حاکم تھا تو ہمدان کو بائیں ہاتھ پر چھوڑ کر ماہ دینار کی طرف چلا گیا اور وہاں پہنچ کر اپنے بھائی سے سامان جنگ وغیرہ مدد کے لیے مانگا۔چنانچہ حمزہ نے خفیہ طور پر جو کچھ اس نے مانگا بھیج دیا۔مطرف وہاں سے قم وقاشان گیا اور اپنے عمال کو ارگرد کے مواضعات میں بھیجا اور لوگ اس کے پاس آنے لگے۔چنانچہ سوید بن سرحان ثقفی اور بکیر بن ہارون نخعی، رے سے سو آدمیوں کے ساتھ آئے۔براء بن قبیصہ نے جو حجاج کی طرف سے اصفہان کا حاکم تھا۔حجاج کو مطرف کے بارے میں اطلاع دی اور اس سے امداد طلب کی۔حجاج نے محکمہ برید کے مویشیوں کے ذریعے سے پے درپے امدادی فوجیں بھیجیں اور ساتھ ہی عدی بن زیاد، حاکم رے کو مطرف سے لڑنے کا حکم دیا اور یہ کہ عدی اپنی فوج لے کر براء بن قبیصہ کے ساتھ مل جائے اور متحد ہو کر مطرف سے جنگ کی جائے۔چنانچہ عدی، رے سے روانہ ہوا اور آخر براء بن قبیصہ سے مل گیا۔عدی ہی لشکر کا سپہ سالار تھا۔فوج کی تعداد رفتہ رفتہ چھ ہزار تک پہنچ گئی۔ادھر (مطرف کے بھائی) حمزہ کو جب یہ واقعات معلوم ہوئے تو اس نے حجاج سے معذرت کی جس کو ظاہراً حجاج نے قبول کیا لیکن دل میں حمزہ کو بھی معزول کرنے کا ارادہ کر لیا کیونکہ اس کو خطرہ لگا ہوا تھا کہ وہ بھی بغاوت اور مخالفت کرے گا۔اسی خیال سے حجاج نے قیس بن سعد عجلی کو جو ہمدان میں حمزہ کے شرطہ کا حاکم تھا۔ہمدان کی ولایت کا حکم لکھ کر بھیج دیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ وہ حمزہ کو قید کرے۔ہمدان

Marfat.com

میں بنو عجل اور بنو ربیعہ کافی تعداد میں تھے۔قیس کو جب یہ فرمان ملا تو وہ اپنے قبائل کے لوگوں کے ساتھ حمزہ کے پاس آیا اور اس کو اپنی تقرری کی خبر دی اور حجاج کا خط اس کو گرفتار کرنے کے متعلق سنایا۔حمزہ نے سر تسلیم خم کر دیا اور قیس اس کو قید خانے میں بھیج کر ہمدان کا حاکم بن گیا۔اب حجاج کا دل اس طرف سے مطمئن ہو گیا کیونکہ وہ اس بات سے خائف تھا کہ کہیں حمزہ، ہمدان سے مطرف کی مدد نہ کرے۔

عدی بن زیاد اور براء بن قبیصہ، مطرف کی طرف روانہ ہوئے۔مطرف نے اپنی حفاظت کے لیے خندق کھود لی تھی۔جب یہ لوگ قریب پہنچے تو صفیں مرتب کر کے لڑنے لگے کچھ دیر تو لڑائی نے اپنا رنگ دکھایا لیکن پھر مطرف کی فوج نے بہت جلد شکست کھائی اور مطرف اپنے بہت سے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مقتول ہوا۔عدی نے اس کا سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔اس دن عمیر بن ہبیرہ فزاری نے بڑی بہادری دکھائی۔مطرف کو اسی نے قتل کیا۔یزید بن ابی زیاد مولیٰ مغیرہ جس کے ہاتھ میں مطرف کا علم تھا وہ بھی مقتول ہوا۔عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عفیف ازدی جو ایک متقی اور پرہیزگار آدمی تھے، اس جنگ میں مارے گئے۔

عدی نے ان بہادران جنگ کو جنھوں نے اپنی شجاعت کا ثبوت دیا تھا۔حجاج کے پاس بھیج دیا۔اس نے ان کی بڑی خاطر کی۔انعامات اور اکرامات دیے۔بکیر بن ہارون سوید بن سرحان کو عدی نے امان دے دی اور حجاج بن حارثہ خثعمی کے لیے اس سے درخواست کی جا رہی تھی کہ اس کو بھی امان دے دے لیکن اسی زمانے میں حجاج کا خط اس کے پاس اس مضمون کا آیا اگر فلاں فلاں لوگ زندہ ہوں تو ان کو میرے پاس بھیجو۔حجاج بن حارثہ کو یہ خبر ملی تو وہ روپوش ہو گیا اور عدی کے معزول ہونے تک اسی حال میں رہا۔جب خالد بن عتاب بن ورقاء امیر ہو کر آیا تو ظاہر ہوا۔

حجاج یہ بھی کہا کرتا تھا کہ مطرف بن مغیرہ، مغیرہ بن شعبہ کا لڑکا نہیں ہے۔بلکہ وہ مَصقلہ بن سبرہ شیبانی کا لڑکا ہے۔مصقلہ اور مغیرہ دونوں نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا اور اس کا دعویٰ کیا۔لیکن وہ مغیرہ کی طرف منسوب کر دیا گیا اور مصقلہ کو حد ماری گئی۔جب مطرف خوارج کے خیال کا متبع ہو گیا تو اس نے اس واقعے کو ظاہر کیا کیونکہ اکثر خوارج بنو ربیعہ میں سے تھے اور قیس عیلان میں سے کوئی نہ تھا۔

ازارقہ کا آپس میں اختلاف

Marfat.com

ہم مہلب کے ازارقہ کی طرف جانے کا گذشتہ واقعات میں تذکرہ کر چکے ہیں۔ان سے لڑائی کا حال بھی بیان ہو چکا ہے۔اس کے بعد عتاب بن ورقاء ریاحی حجاج کے پاس چلا آیا اور مہلب خوارج سے ایک سال تک مقام سابور میں برابر لڑتا رہا، خصوصاً ''یوم البستان'' میں اس نے بڑی سخت معرکہ آزمائی کی۔کرمان اس وقت خوارج کے قبضے میں تھا اور فارس مہلب کے ہاتھ میں تھا۔فارس کا مہلب کے قبضے میں رہنا خوارج کو بہت شاق گزرتا تھا کیونکہ ان کو وہاں سے کسی قسم کی مدد نہیں ملتی تھی جب خوارج کرمان کی طرف بھاگے تو مہلب نے بھی ان کا تعاقب کیا اور جیرفت میں، جو کرمان کا ایک شہر ہے، مقیم ہوا۔وہاں بھی خوارج سے کئی بار جنگ ہوئی۔جب تمام فارس مہلب کے قبضے میں آ گیا تو حجاج نے اس پر اپنے عمال مقرر کیے۔لیکن عبدالملک نے حجاج کو یہ لکھ بھیجا کہ فسا، دارابجرد اور کورہ اصطخر وغیرہ کو مہلب کے قبضے میں رہنے دو تا کہ وہ ان مقامات سے جنگ میں مدد لے سکے۔حجاج نے ان کو چھوڑ دیا۔باقی اضلاع پر اپنے عمال بھیج دیے۔اس کے بعد حجاج نے براء بن قبیصہ کو مہلب کے پاس بھیجا تا کہ وہ مہلب کو خوارج سے لڑتے رہنے پر آمادہ کرے اور اس کو اس میں کامل جدوجہد کرنے کا مشورہ دے اور یہ بھی جتا دے کہ اس کا کوئی عذر حجاج کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔

براء بن قبیصہ وہاں گیا جس دن وہ پہنچا اسی دن مہلب اپنی فوجوں کے ساتھ خوارج سے ظہر تک لڑتا رہا اس کے بعد وہ میدان سے واپس آیا۔براء بن قبیصہ جو ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا جنگ کا نقشہ دیکھ رہا تھا۔مہلب سے کہنے لگا ''میں نے اس فوج سے جو تم سے لڑ رہی ہے، زیادہ ثابت قدم اور جفاکش کسی قوم کو نہیں دیکھا۔'' اس کے بعد مہلب عصر کے بعد پھر واپس گیا اور اسی طرح لڑتا رہا۔ دونوں فوجوں میں کسی کا بھی قدم پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔خوارج کا ایک دستہ مہلب کے دستے کے مقابلے میں آیا اور دونوں خوب نبرد آزمائی کرتے رہے۔یہاں تک کہ رات ہو گئی اور ہر ایک دوسرے سے پوچھنے لگا کہ تم کون ہو تو ہر شخص یہی کہتا کہ میں بنو تمیم سے ہوں۔رات کی تاریکی نے جب چاروں طرف اندھیرا کر دیا تو یہ واپس ہوئے۔مہلب نے براء بن قبیصہ سے کہا کہ آپ نے اس قوم کی بہادری اور شجاعت کا اندازہ کیا جس کے مقابلے میں خدا کے سوا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔مہلب نے براء کی بڑی خاطر و تواضع کی اور دس ہزار درہم اس کو ہدیۃً دیے۔براء بن قبیصہ، حجاج کے پاس گیا اور مہلب کی حقیقی معذوری کو اس کے سامنے ظاہر کیا۔اس کے بعد مسلسل اٹھارہ مہینے تک مہلب خوارج سے لڑتا رہا۔

Marfat.com

مُقعْطَر ضبی نے جو قطری کی طرف سے کرمان کے ایک حصّے کا عامل تھا۔خوارج کے ایک شخص کو قتل کرڈالا تھا۔اسی وجہ سے تمام خوارج قطری سے الجھ پڑے اور اس سے کہا کہ مُقعْطَر کو ہمارے سپرد کرو۔قطری نے اس کو دینے سے انکار کیا اور ان سے کہا کہ مُقعْطَر نے اس کو قتل کرنے میں تاویل سے کام لیا اور اس میں غلطی کر گیا۔اب میں یہ نہیں پسند کرتا کہ تم اس کو قتل کرڈالو حالانکہ وہ تم سے بہت سے کاموں میں سبقت لے گیا ہے۔غرض کہ اسی میں اختلاف بڑھ گیا۔

بعض نے اختلاف کی وجہ یہ بتائی ہے کہ خوارج میں ایک شخص تھا جو زہر میں بجھا ہوا تیر بناتا تھا اور اس کو مہلب کے آدمیوں پر مارتا تھا۔مہلب کے ساتھیوں نے اس کی شکایت کی تو مہلب نے کہا کہ ذرا تم لوگ صبر کرو۔میں اس کے لیے کافی ہوں اور اس نے ایک آدمی کو خط دیا کہ اس کو قطری کی فوج میں ڈال دو لیکن اس طریقے پر ڈالو کہ کوئی دوسرا نہ دیکھ سکے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور یہ خط قطری تک پہنچ گیا تو اس میں یہ لکھا تھا:

''اما بعد! تمہارے تیر پہنچے اور میں نے ایک ہزار درہم تمہارے پاس بھیج دیا۔'' قطری نے اس شخص کو جو تیر بناتا تھا مارڈالا کیونکہ اس سے جب اس نے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے صاف انکار کردیا۔عبدربہ الکبیر کو اس شخص کا قتل کرنا بہت ناگوار ہوا اور پھر آپس میں اختلاف ہوگیا۔اس کے بعد مہلب نے ایک آدمی کو نصرانی وضع لباس میں قطری کے پاس بھیجا اور اس سے کہا کہ تم جا کر اس کے سامنے سجدہ کرو۔یہ آیا اور اس نے قطری کے سامنے سجدہ کیا۔خوارج نے دیکھ کر کہا کہ اس نے تو تم کو اپنا خدا بنالیا۔بعض خوارج اس نصرانی پر جھپٹے اور قتل کردیا۔اس سے اور زیادہ اختلاف بڑھ گیا۔بہت سے خوارج نے قطری کو معزول کر کے عبدربہ الکبیر کو کرمان کا حاکم بنالیا۔قطری کے ساتھ خوارج کا چوتھا یا پانچواں حملہ تھا۔دونوں فریق آپس میں لڑتے رہے۔مہلب نے حجاج کو اس واقعے کی اطلاع دی۔حجاج نے مہلب کو لکھا کہ تم اس حالت میں جنگ کیوں نہیں کرتے۔مہلب نے اس کا جواب دیا کہ میں اس وقت جب کہ وہ آپس میں ہی لڑ رہے ہیں، لڑنا مناسب نہیں سمجھتا۔جب ان کا معاملہ طے ہوجائے گا جس کا میں منتظر بیٹھا ہوں تو وہ خود بخود ہلاک ہوجائیں گے۔وہ اس وقت تک متحد بھی نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپس میں لڑ بھڑ کر برباد نہ ہوجائیں۔حجاج پھر خاموش ہوگیا اور مہلب نے ان کو پورے ایک مہینہ تک اسی خانہ جنگی میں مصروف رہنے دیا۔آخر میں قطری اپنے متبعین کو لے کر

Marfat.com

طبرستان چلا گیا اور باقی لوگوں نے عبدربہ الکبیر پر بیعت کر لی۔

عبدربہ الکبیر کی ہلاکت

جب قطری طبرستان چلا گیا اور کرمان پر عبدربہ الکبیر مستقل حاکم ہو گیا تو مہلب نے ان پر حملہ کرنا شروع کیا اور ان سے خوب لڑتا رہا۔ جیرفت میں ان کو محصور کر لیا اور پھر متواتر حملے کیے کیونکہ ابھی تک مہلب کی دیرینہ آرزو نہیں پوری ہوئی تھی۔ (یعنی یہ کہ خوارج کا مکمل خاتمہ ہو جائے)، خوارج اس محاصرے سے بے چین ہو گئے آخر کار اپنے تمام ساز وسامان کو لے کر نکلے اور جیرفت سے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ مہلب نے پھر موقع پا کر سخت لڑائی کی۔ حتیٰ کہ گھوڑوں کے پیر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ تلواریں ٹوٹ گئیں اور بہت سے آدمی مارے گئے۔ پھر مہلب نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ نکل کر بھاگے۔ مہلب جیرفت میں داخل ہو گیا اور پھر ان کے تعاقب میں چلا اور چار ہی فرسخ کے فاصلے پر ان کو روکا اور صبح سے دوپہر تک کشت وخون کی خوب گرم بازاری رہی۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو وہیں ٹھہر گیا۔ عبدربہ نے اپنے آدمیوں کو مجتمع کر کے کہا کہ اے مہاجرین قطری اور اس کے ساتھی زندہ رہنے کے لیے بھاگ گئے۔ حالانکہ دنیا میں کسی کو بقا نہیں ہے اور اب ان کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ اس لیے اپنے دشمنوں سے کامل مقابلہ کرو اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں کو قربان کر دو۔ یہ کہہ کر مقابلے کے لیے واپس پھرا۔ اور خوب دل کھول کر لڑا۔ گذشتہ لڑائیاں اس کے نزدیک پانی ہو گئیں۔ مہلب نے جب جنگ کا رُخ پلٹا ہوا دیکھا تو اس نے چند آدمیوں سے موت پر بیعت لی اور ان کو میدان میں بھیجا۔ خوارج اپنی سواری کے جانوروں کو بیکار کر کے پا پیادہ جنگجوئی میں مصروف ہو گئے۔ اس قدر زور شور سے لڑے کہ مہلب کو اقرار کرنا پڑا کہ میں نے اس سے پہلے اتنی خونخوار جنگ نہیں دیکھی تھی۔ لیکن پھر خدا نے اصحاب مہلب پر اپنی مدد نازل کی اور وہ فتح یاب ہوئے۔ خوارج نے شکست کھائی۔ ان میں بہت سے لوگ مقتول ہوئے مقتولین کی کل تعداد چار ہزار تھی اور فوج میں زندہ بہت کم بچے۔ عبدربہ الکبیر انھیں کے ساتھ مارا گیا۔ مہلب نے تمام چیزوں پر قبضہ کر لیا ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنا لیا۔ کیونکہ خوارج بھی عام مسلمانوں کی عورتوں کو لونڈیاں بنا لیتے تھے۔

طفیل بن عامر واثلہ نے عبدربہ الکبیر اور اس کے ساتھیوں کے قتل پر یہ اشعار کہے تھے:

Marfat.com

لقد مسّ منا عبدرب وجنه — عقاب فامسیٰ سبیھم فی المقاسم

سما لھم با لجیش حتی ازاحھم — بکرمان عن مثوی من الارض ناعم

وماقطری الکفر الا نعامة — طرید یُدوی لیلة غیر نائم

اذا فرّمنّا ھارباً کان وجھه — طریقاً سوی قصد الھدی والمعالم

فلیس بمنجیه الفراروان جرت — به الفلك فی لج من البحر دائم

[عبدر بہ اوراس کی فوج نے ہم سے سخت سزا پائی ان کے قیدی مال غنیمت کی طرح تقسیم کیے گئے۔ ایک فوج ان کے لیے متعین کی گئی تھی جس نے ان کو کرمان ایسی بہترین جگہ سے نکال بھگایا۔ قطری کوئی بہادر آدمی نہیں ہے بلکہ اس شتر مرغ کی طرح ہے جو بغیر سوئے ہوئے رات بھر بھاگا پھرتا ہے۔ جب وہ ہم سے ڈر کر بھاگا تو اس کا قصد رشد و ہدایت کے راستہ کے خلاف تھا۔ اس کا بھاگنا ہم سے نجات نہیں دلا سکتا اگرچہ اس کی کشتیاں بڑے سے بڑے متموج دریا میں جارہی ہوں۔]

اشعار اس سے بھی زیادہ ہیں لیکن کافی مشہور ہونے کی وجہ سے باقی کو چھوڑ دیا گیا۔ اس جنگ میں جن اشخاص نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ حجاج نے ان پر بڑی عنایتیں کیں۔ مہلب نے حجاج کو اس فتح وظفر کی ایک قاصد کے ذریعے سے خوش خبری دی۔ جس نے فوج اور خوارج کے حالات سے مفصل طریقے پر آگاہ کیا اور بنی مہلب کی کمال شجاعت اور بہادری کی پرزور الفاظ میں تعریف کی۔ چنانچہ اس نے ان الفاظ میں ان کا تذکرہ کیا ''مغیرہ ان کا شہسوار اور سردار ہے۔ یزید ان کا بہادر جنرل ہے اور سخی آدمی ہے۔ قبیصہ سخاوت کا دریا ہے۔ کوئی بہادر مدرکہ کے سامنے سے بھاگ جانے پر شرمندہ نہیں ہوتا۔ عبدالملک بن مہلب، زہر ہلاہل ہے، حبیب، مجسمہ موت کا پیالہ ہے۔ محمد جنگل کا ایک شیر ہے اور مفضل تو اپنی شرافت میں مشہور ہی ہے۔''

حجاج نے پوچھا کہ ان سب میں افضل کون ہے؟ اس نے کہا ''یہ سب ایک حلقے کی طرح ہیں جس میں کوئی کنارہ نہیں ملتا۔'' حجاج نے اس کی بلاغت آمیز گفتگو کی بڑی تعریف کی اور مہلب کو شکریے کا خط لکھا اور اس میں لکھا کہ تم کو جس پر اعتماد ہو اس کو کرمان کو حاکم بناؤ اور ایسے شخص کو بناؤ جو اس کی پوری نگرانی کر سکے اور خود میرے پاس چلے آؤ۔ مہلب نے کرمان میں اپنے لڑکے یزید کو والی بنایا

Marfat.com

اورخود حجاج سے ملنے کے لیے روانہ ہوگیا۔وہ جب حجاج کے پاس پہنچا ہے تو اس نے بڑی خاطر تواضع کی۔اپنے ساتھ تخت پر بیٹھالیا اور حاضرین سے کہا اے اہل عراق تم لوگ مہلب کے غلام ہواور اس سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم ایسے ہو جیسے کہ لقیط بن یعمر ایادی نے اپنے سرداروں کی تعریف کی تھی:

و قلدوا امرکم للہ درکم رحب الذراع بامر الحرب مضطلعاً
لا مترفاً ان رخا العیش ساعدہ ولا اذا عض مکروہ بہ خشعاً
مسھد النوم تعنیہ ثغور کم یروم منھا الی الاعداء مطلعاً
انفلٹ یحلب ھذا الدھر اشطرہ یکون متبعاً طورا ومتسعا
ولیس یشغلہ مالہ یثمرہ عنکم ولا وَلَدُ یبغی لہ الرفعا
حتی استمرت علیٰ شَزْرٍ مریرتہ مستحکم السن لا قحماً ولا ضرعا

[خدا تم جزائے خیر دے تم نے اپنے کاموں کو ایسے شخص کے سپرد کیا ہے جو بہادر اور فن حرب کا ماہر ہے۔اگر فراغ بالی اس کا ساتھ دے تو وہ عیش میں پڑنے والا نہیں ہے اور جب کوئی مصیبت آئے تو ہراساں ہونے والا نہیں ہے۔وہ کم سونے والا ہے۔تمہاری سرحدوں کی حفاظت نے اس کو مشغول کر رکھا ہے جس کے ذریعے سے دشمنوں کے حالات سے وہ واقف ہوتا ہے۔اس نے زمانے کے واقعات کا ہمیشہ تجربہ کیا ہے کبھی پیرو ہوتا ہے اور کبھی قائد ہوتا ہے۔تم سے مال و دولت حاصل کرنے کی خواہش اس کو تم سے پھیر نہیں سکتی اور نہ کوئی اولاد ہے جس کے بلندی مرتبہ کا آرزومند ہو۔یہاں تک کہ اس کی طاقت اور قوت مستقل ہوگئی ہے مضبوط عمر کا آدمی ہے نہ بڈھا اور نہ بزدل ہے۔]

یہ بہت بڑا قصیدہ ہے چیدہ اشعار نقل کر دیے گئے۔

قطری بن فجاءۃ اور عبیدہ بن ہلال کا قتل

کہتے ہیں کہ اسی سال قطری اور عبیدہ کا بھی خاتمہ ہوا اور ان کے ساتھ ازارقہ کی بقیہ جماعت بھی تباہ و برباد ہوگئی۔اس کا اصلی سبب یہ ہوا کہ جب ازارقہ کی طاقت ذاتی اختلافات اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے منتشر ہوگئی جیسا کہ ہم گذشتہ سلسلے میں بیان کر چکے ہیں تو قطری اپنے اصحاب کو لے کر طبرستان

Marfat.com

چلا گیا۔ حجاج کو بھی معلوم ہوا کہ قطری طبرستان آیا ہے اس نے فوراً سفیان بن ابرد کو ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ طبرستان روانہ کر دیا۔ سفیان، اسحاق بن محمد بن اشعث کو ساتھ لے کر قطری کی تلاش میں نکلا۔ اسحاق کے ساتھ بھی کوفہ کی فوجیں تھیں۔ ان لوگوں کو طبرستان کے کسی درے میں قطری کا پتہ ملا۔ تلاش کرتے کرتے وہاں پہنچے اور اس سے لڑائی شروع کر دی۔ قطری کے ہم رکاب اصحاب نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اتفاقاً وہ گھوڑے پر سے گر پڑا اور لڑھکتا ہوا کھائی میں چلا گیا۔ شہر کا کوئی ذمی باشندہ ادھر سے گذرا تو قطری نے اس سے کہا کہ مجھ کو پانی پلا۔ کافر نے کہا کہ مجھے کیا دو گے۔ قطری نے کہا کہ بھائی میرے پاس اس وقت ہتھیار کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جب تم پانی لاؤ گے تو ہم اُسے دے دیں گے۔ یہ ذمی گیا اور جب کھائی کے اوپر پہنچا تو قطری پر ایک پتھر گرا دیا۔ جس سے اس کا ایک کولھا سخت زخمی ہو گیا اور اس دوسرے صدمے کی وجہ سے مجہول ہو گیا۔ قطری نے لوگوں کو آواز دی اور کچھ لوگ آئے۔ اس ذمی نے اس کو اب تک پہچانا نہیں۔ البتہ اس کے عمدہ ہتھیار اور اچھی ہیت سے اس قدر سمجھتا تھا کہ وہ اس قوم کے سرداروں میں ہے۔ اہل کوفہ کے کچھ لوگ دوڑ کر آئے۔ انھوں نے دیکھا تو کہا یہ تو قطری ہے اور پھر قتل کر ڈالا۔ ان میں سے سَورہ بن حر تمیمی، جعفر بن عبدالرحمٰن بن مخنف، مصباح بن محمد بن اشعث اور عمر بن ابی الصلت باذان، جواُن کا مولیٰ تھا۔ ان تمام نے قطری کا دعویٰ کیا۔ ابوجہم بن کنانہ آیا اور اس نے ان لوگوں سے کہا کہ جب تک تم آپس میں تصفیہ کرو یہ سر مجھ کو دو۔ لوگوں نے اس کو دے دیا۔ وہ اسحاق بن محمد کے پاس آیا۔ جو کوفہ والوں کا سردار تھا۔ اسحاق نے اس کی معرفت سفیان کے پاس بھیج دیا۔ سفیان نے ابوجہم کی معرفت حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ اس نے دو ہزار درہم انعام بھیج دیا۔ اس کے بعد سفیان نے ان خوارج کا محاصرہ کر لیا اور یہ منادی کرا دی جو اپنے ساتھی کو قتل کر کے ہمارے پاس لائے گا اس کو امان دی جائے گی۔ عبیدہ بن ہلال نے یہ اشعار کہے:

لعمری لقد قام الاصم بخطبة | لذی الشلث منها فی الصدور غلیل

لعمری لن اعطیت سفیان بیعتی | وفارقت دینی اننی لجهول

الی الله اشکو ماتری بجیادنا | تساوك هزلی مخهن قلیل

تعاورها القذافُ من کل جانب | بقومس حتی صعبهن ذلول

فان یلك افناها الحصار فربما | تشحط فیما بینهن قتیل

Marfat.com

وقد کن مماان یقدن علی لوجیٰ   لھن بابواب القباب صھیل

[اپنی زندگی کی قسم ایک سخت دل انسان نے ایک ایسی تقریر کی جس کے شکوک کی وجہ سے سینوں میں بغض وعداوت ہے۔ اپنی جان کی قسم اگر میں سفیان سے بیعت کر لیتا اور اپنے مذہب سے علیحدہ ہو جاتا تو میں بڑا جاہل ہوتا۔ خدا ہی سے میں شکوہ کرتا ہوں کیا تو ہمارے عمدہ گھوڑوں کو نہیں دیکھتا کہ وہ ڈگے ہو گئے ہیں اور ان کے استخواں بے مغز ہو گئے ہیں۔ صرف ایک سردار کے مقتول ہونے کی وجہ سے عار دلانے والے ہر طرف سے ان کو عار دلاتے ہیں حتیٰ کہ ان کے سرکش بھی ندامت کی وجہ سے مطیع ہیں۔ اگر محاصرہ ان کو ہلاک کر دے تو بھی اکثر مقتولین اُن کے درمیان تڑپتے ہوں گے۔ ان مصائب کے باوجود بھی اگر ان کا قدم آگے بڑھتا تو خیموں کے دروازوں پر ہنہنانے لگتے۔]

سفیان نے ان کا محاصرہ برابر جاری رکھا حتیٰ کہ خوارج محاصرے سے تنگ آ گئے خورد ونوش کے لیے ان کو کوئی چیز نہ مل سکی تو اپنی سواری کے جانوروں کو ذبح کر کے کھا گئے اور پھر ہمت باندھ کر لڑنے کے لیے میدان میں آئے خوب لڑے لیکن آخر میں سب کے سب مقتول ہوئے اور ان کے سر کٹوا کر سفیان نے حجاج کے پاس بھیج دیے اور خود دنباوند اور طبرستان چلا گیا اور وہاں مقیم رہا۔ پھر حجاج نے اس کو معزول کر دیا۔

بعض علمائے تاریخ نے یہ بیان کیا ہے کہ قطری اور عبیدہ بن ہلال کے قتل ہونے کے بعد ازارقہ بالکل تباہ و برباد ہو گئے کیونکہ جو کچھ باقی رہ گئے تھے وہ قطری ہی کے ساتھ تھے۔ ازارقہ کا سب سے پہلا سردار نافع بن ازرق تھا اور سب سے آخری قطری اور عبیدہ تھے۔ وہ بیس برس سے زیادہ لڑتے رہے۔ صبیح مازنی التیمی مولیٰ سوار بن الاشعر جس نے ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں بغاوت کی اس کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ازارقہ سے تھا مگر بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ صُفریہ سے تھا یہ شخص کچھ زیادہ دنوں تک نہ لڑ سکا بلکہ بغاوت کے چند ہی دن کے بعد قتل ہو گیا۔

بُکیر بن وساج کا قتل

اسی سال امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ نے بُکیر بن وساج کو قتل کیا۔ صورت یہ درپیش ہوئی کہ امیہ بن عبداللہ، عبدالملک کی جانب سے خراسان کا حاکم تھا۔ اس نے

Marfat.com

بکیر بن وساج کو ماوراء النہر کی جنگ کے لیے روانگی کا حکم دیا۔ اس سے قبل اس نے بکیر کو طخارستان کا عامل مقرر کیا تھا۔ جس کی روانگی کے لیے بکیر تیار ہو چکا تھا لیکن بحیر بن ورقاء نے امیہ کو اس سے بدگمان کر دیا۔ اس لئے امیہ نے اپنا حکم منسوخ کر دیا اور بکیر کو روک دیا۔ پھر جب ماوراء النہر میں جنگ کے لیے جانے کا حکم دیا بکیر نے بہت اہتمام سے تیاری شروع کی اور اس غرض سے بہت سا روپیہ صرف کیا، جس میں وہ قرض دار بھی ہو گیا۔ بحیر نے پھر امیہ سے کہا کہ اگر اس کے اور آپ کے درمیان نہر حائل ہوئی تو یہ علم بغاوت بلند کرے گا۔ امیہ نے پھر بکیر کو وہاں جانے سے روک دیا اور کہا کہ جب میں جاؤں گا تو میرے ساتھ چلنا بکیر کو اس پر بڑا غصہ آیا اور کہا کہ یہ تو مجھے سراسر نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ عقاب ''ذواللّقوۃ الغُدانی'' نے بھی بکیر کے ساتھ جانے کے لیے کچھ قرض لیا تھا۔ جب وہ نہ جاسکا تو قرض داروں نے اس کو دق کرنا شروع کیا اور اسی جرم میں مقید ہو گیا۔ مجبوراً بُکیر نے اپنی طرف سے قرض ادا کر کے رہا کر لیا۔

پھر امیہؔ نے بخارا کی لڑائی کے لیے تیاری کی اور اس کا ارادہ تھا کہ وہیں سے ترمذ میں موسیٰ بن عبدالملک بن خازم سے ملے گا۔ امیہ کے ساتھ اور لوگ بھی جانے کے لیے تیار ہوئے۔ جن میں بکیر بھی تھا۔ سب لوگ روانہ ہوئے اور نہر کے قریب پہنچ کر عبور کرنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ امیہ نے بکیر سے کہا کہ میں نے خراسان میں اپنا جانشین اپنے لڑکے کو بنا دیا ہے لیکن چونکہ وہ نوجوان ہے اس لیے ڈرتا ہوں کہ وہ نظم کو قائم نہ رکھ سکے گا۔ تم مرو واپس جاؤ اور وہیں رہو میں نے اس وقت تم کو وہاں کا والی بنا دیا ہے اور میرے لڑکے کی اس کام میں اعانت بھی کرتے رہو۔ بکیر نے چند سواروں کو جن سے وہ واقف تھا اور جن پر اس کو اعتماد تھا، منتخب کیا اور وہاں سے واپس ہوا۔ امیہ بخارا کی طرف چلا گیا اور بکیر مرو کی طرف چلا۔ راستے میں عتاب اللّقوۃ نے اس سے کہا کہ ہم نے ایک قریشی امیر کی خواہش کی تو ہمارے پاس ایک ایسا امیر آیا جو ہم سے مسخرا پن کرتا ہے۔ ایک قید خانے سے دوسرے قید خانے میں نقل کرتا ہے۔ میری رائے ہے کہ ان کشتیوں کو توڑ کر جلا دیں اور مرو جا کر امیہ کو امارت سے معزول کر دیں اور ہم خود حاکم بن جائیں اور ایک مدت تک اس سے فائدہ اٹھائیں۔ احنف بن عبداللہ العنبری نے بھی اس کی تائید کی۔ بکیر نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ یہ لوگ جو میرے ساتھ ہیں ہلاک ہو جائیں گے۔ لقوہ نے کہا کہ اگر یہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے تو میں مرو سے دوسرے لوگوں کو جن کو تم

Marfat.com

پسند کرو گے بلا کرلاؤں گا۔ بُکیر نے کہا کہ مسلمانوں کی جانیں مفت میں ضائع جائیں گی۔ لقوہ نے کہا کہ اس کے لیے یہ کافی ہوگا کہ شہر میں منادی کرادی جائے کہ جو مسلمان ہو جائے گا اُس کا خراج معاف کردیا جائے گا تو تمہارے پاس پچاس ہزار آدمی آجائیں گے جوان سے زیادہ مطیع اور فرماں بردار ہوں گے۔ بُکیر نے کہا کہ امیہ اور اس کے ساتھی ہلاک ہو جائیں گے۔ لقوہ نے جواب دیا آخر وہ لوگ کیوں ہلاک ہونے لگے؟ ان کے پاس فوج ہے ہتھیار ہیں جس کے ذریعے سے وہ چین تک پہنچ سکتے ہیں۔ آخر بُکیر کو اس مشورے پر عمل کرنا پڑا۔ کشتیاں توڑ کر جلادی گئیں اور یہ لوگ مرو واپس گئے اور بکیر نے امیہ کے لڑکے کو قید کردیا اور امیہ کو تخت سے اتار کر خود حاکم بن گیا۔

امیہ کو جب یہ خبر ملی تو اُس نے اہل بخارا سے قلیل فدیہ لے کر صلح کرلی اور فوراً واپس پھرا۔ کشتیوں کو از سرِ نو بنوا کر نہر کے پار اُترا۔ راستے میں امیہ نے اپنے ان احسانات کا بار بار تذکرہ کیا جو اس نے بکیر پر کیے تھے اور کہا کہ وہ ان کا بدلہ نافرمانی اور سرکشی سے کرتا ہے۔ بہر حال مرو کی طرف روانہ ہوا۔ موسیٰ بن عبداللہ بن خازم سے بھی ملا پھر اس نے شماس بن دِثار کو آٹھ سو فوجوں کے ساتھ بکیر کے مقابلے کے لیے پہلے ہی بھیج دیا۔ بکیر نے رات کو حملہ کیا اور شماس کو شکست دی۔ اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ کسی کو قتل نہ کرو بلکہ ہتھیار چھین کر چھوڑ دو۔ اتنے میں امیہ بھی پہنچ گیا اور شماس سے ملا۔ پھر اس نے ثابت بن قطبہ کو آگے بڑھایا۔ بکیر سے جب لڑائی ہوئی تو اس نے ثابت کو قید کرلیا اور اس کی فوج کو منتشر کردیا۔ مگر چونکہ ثابت نے بکیر کے ساتھ اس سے قبل بہت کچھ احسان کیے تھے، اس لیے اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر امیہ نے حملہ کیا۔ پہلے دن تو اس نے بکیر کی فوج کو پسپا کردیا جس سے بکیر میں ایک نیا جوش وخروش پیدا ہوگیا اور دوسرے دن خوب لڑا تیسرے دن بھی بڑی لڑائی ہوئی۔ اثنائے جنگ میں بکیر نے ثابت کے سر پر ایک تلوار ماری تو حریث بن قطبہ جو ثابت کا بھائی تھا آگے بڑھا اور بکیر پر ایک زوردار حملہ کیا۔ بکیر بھاگا تو حریث نے آواز دی کہ او بکیر کہاں جاتا ہے اس آواز نے اس کو پلٹا دیا۔ حریث نے موقع پا کر ایک تلوار سر پر ماری جس سے خود کٹ کر گر گیا اور اس کا سر بھی زخمی ہو گیا، وہ گھوڑے پر سے گر پڑا۔ بکیر کے اصحاب اس کو اٹھا کر شہر میں لائے اور باقی آدمی لڑتے رہے۔

اصحاب بکیر اکثر سرخ اور زرد لباس میں رہتے تھے اور آپس میں بیٹھ کر جب باتیں کرتے تھے تو ان کا منادی یہ پکار کر کہتا تھا کہ جو شخص ہم کو ایک تیر مارے گا تو ہم اس کے بال بچوں کے سر کاٹ

Marfat.com

کر اس کی گود میں ڈال دیں گے اس ڈر سے کوئی کچھ نہیں کرتا تھا۔بکیر کو خوف تھا کہ اگر محاصرے نے طول کھینچا تو اس کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے اس لیے اس نے امیہ سے صلح کی درخواست کی۔ اصحاب امیہ نے بھی منظور کر لیا چنانچہ مندرجہ ذیل شرائط پر مصالحت ہوئی۔

۱۔ امیہ بکیر کو چار لاکھ درہم دے گا۔

۲۔ اور بکیر کے اصحاب کو رہا کر دے گا۔

۳۔ بکیر کو خراسان کے جس شہر میں چاہے حاکم مقرر کرے اور اس معاملے میں بحیر کا مشورہ قبول نہ کرے گا۔

۴۔ اگر امیہ کو بکیر کی جانب سے کوئی بدگمانی پیدا ہو تو اس کو چالیس دن تک محفوظ رکھے۔

اس کے بعد امیہ شہر میں داخل ہو گیا اور بکیر کے تمام شرائط کو پورا کیا۔اور اس کو تمام اعزازات کے ساتھ رکھا اور اس نے عقاب کو بھی بیس ہزار درہم انعام دیا۔

بعض روایت میں ہے کہ بکیر امیہ کے ساتھ نہر تک نہیں گیا تھا بلکہ مرو میں اپنا جانشین بنا کر گیا تھا۔جب وہ نہر عبور کر چکا تو بکیر نے بغاوت کی اور پھر مندرجہ بالا واقعات ہوئے۔امیہ نرم دل، حلیم الطبع اور فیاض آدمی تھا لیکن ساتھ ہی اہل خراسان پر ایک بوجھ تھا۔تفاخر کی بہت عادت تھی اکثر کہا کرتا تھا کہ خراسان کی آمدنی میرے مطبخ کے لیے بھی کافی نہیں ہے۔مرو واپس آ کر اس نے بحیر بن ورقاء کو عہدہ کوتوالی سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ پر عطاء بن ابی سائب کو مقرر کیا۔امیہ نے لوگوں سے خراج وصول کرنے میں تشدد کیا۔اسی زمانے میں ایک دن بکیر کے سامنے مسجد میں لوگوں نے امیہ کی شکایت کی اور اس کو برا بھلا کہا۔مسجد ہی میں بحیر، عبداللہ بن جاریہ بن قدامہ، ضرار بن حصن بھی تھے۔بحیر نے اس کی خبر امیہ کو دی۔امیہ نے اس کی تکذیب کی تو بحیر نے ان لوگوں کو شہادت میں پیش کیا۔چنانچہ مزاحم بن ابی الجشر سلمی نے یہ بیان کیا کہ وہ مذاق کر رہا تھا۔امیہ نے بکیر کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد بحیر پھر آیا اور کہنے لگا کہ بکیر نے مجھ کو آپ سے بغاوت کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہ بھی کہتا تھا کہ اگر تیرا وجود نہ ہوتا تو میں اس قریشی کو قتل کر کے خراسان پر قابض ہو جاتا۔امیہ نے اس کی بھی تصدیق نہیں کی لیکن ایک جماعت نے اس پر شہادت دی کہ بکیر نے اس قسم کی دعوت دی ہے آخر کار امیہ نے بکیر اور اس کے ساتھ بدل اور شمردل کو جو اس کے بھتیجے تھے گرفتار کر لیا پھر اپنے اعیان حکومت کو بکیر کے قتل کا حکم دیا۔لوگ اس کام سے جھجکے تو پھر بحیر کو حکم دیا۔اس نے فوراً قتل کر ڈالا

Marfat.com

اور امیہ نے ان دونوں لڑکوں کو مار ڈالا۔

متفرق واقعات

اس سال امیہ نے نہر بلخ عبور کر کے وہاں جنگ کی لیکن اپنی فوج کے ساتھ محصور ہو گیا۔ سب نے مل کر پوری طاقت صرف کی اور وہاں کی فوجوں سے مقابلہ کیا اس کے بعد انھیں نجات ملی اور پھر مرو واپس آئے۔ ابان بن عثمان حاکم مدینہ نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ کوفہ اور بصرہ میں حجاج برسر حکومت تھا اور خراسان میں امیہ والی تھا۔ ولید بن عبدالملک اس سال موسم گرما میں رومیوں سے برسر پیکار رہا۔

وفیات

جابر بن عبداللہ بن عمرو انصاری نے اسی سال وفات پائی۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ الاعراف: ۱۷۵۔

۲۔ خوارج کا یہ مخصوص شعار تھا کہ "اللہ کے سوا کسی کا حکم قابلِ نفاذ نہیں"۔ وہ ایک دوسرے کے عقیدے کو پرکھنے کے لئے، جنگ میں ثابت قدمی حاصل کرنے کے لئے اور اپنی حقانیت ثابت کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً یہ جملہ دہرایا کرتے تھے۔ یہاں بھی شبیب کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اپنے ارادوں پر قائم ہیں یا نہیں؟

۳۔ الانفال: ۴۲۔

۴۔ الانعام ۹۶۔

۵۔ اس لحاظ سے شبیب کی عمر باون برس کی ہوئی۔

Marfat.com

باب۔۵

۷۸ھ کے واقعات

امیہ بن عبداللہ کی خراسان سے معزولی و مہلب کا تقرر

اسی سال عبدالملک بن مروان نے امیہ بن عبداللہ بن خالد کو خراسان اور سجستان کی امارت سے معزول کر دیا اور ان دونوں مقامات کو حجاج کی حکومت سے ملحق کر دیا۔ حجاج نے ان پر اپنے عمال مقرر کر کے بھیج دیے۔ مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان کا حاکم بنایا اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان کا عامل بنایا۔ جب مہلب ازارقہ کی جنگ سے فارغ ہو گیا تو وہ حجاج کے پاس بصرہ آیا۔ حجاج نے اس کی بڑی خاطر کی اپنے ساتھ تخت پر بیٹھا لیا اور پھر ان بہادروں کو بلایا جنھوں نے مہلب کے ساتھ رہ کر ازارقہ کے ساتھ جنگ میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیے تھے۔ ان کی بڑی تعریف وتوصیف کی۔ انعامات دیے۔ اعزازات میں اضافہ کیا۔ حجاج جب بصرہ آ رہا تھا تو اس نے کوفہ میں عبداللہ بن ابی عقیل کو اپنا جانشین بنایا۔ اس کے بعد جب خراسان کی حکومت مہلب کے سپرد کی گئی تو اس نے اپنے لڑکے حبیب کو وہاں روانہ کر دیا۔ چلتے وقت حجاج نے حبیب کو ایک ابلق خچر دیا اور اس کو رخصت کر دیا۔ حبیب خچر پر سوار ہو کر خراسان کی طرف چلا اور اس کے ساتھ کچھ اور اصحاب بھی ہم رکاب تھے۔ بیس دن تک یہ لوگ چلتے رہے اس کے بعد خراسان پہنچے۔ جب باب مرو میں داخل ہوئے تو سامنے لکڑی کا ایک گھٹا دیکھا جس سے حبیب کا خچر بھڑکا۔ لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی کیونکہ وہ تھک کر چور ہو گیا تھا پھر بھی بھاگنے کی طاقت تھی۔ خیر جب خراسان پہنچا تو حبیب نے امیہ اور اس کے عمال سے کسی قسم کا تعارض نہیں کیا اور دس مہینے تک خراسان کا کام انجام دیتا رہا اس کے بعد ۷۹ھ میں مہلب وہاں پہنچا۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال ابان بن عثمان، حاکم مدینہ نے حج کرایا۔

کوفہ، بصرہ، خراسان، سجستان، کرمان یہ تمام ممالک حجاج کے زیر اقتدار تھے۔ خراسان میں اس کی طرف سے مہلب حاکم تھا اور سجستان میں عبیداللہ بن ابی بکرہ تھا۔

قاضی کوفہ شریح تھے۔ قاضی بصرہ موسی بن انس تھے۔

وفیات

عبدالرحمٰن بن عبداللہ قاری نے اسی سال انتقال کیا، ان کی عمر اٹھتر (۷۸) برس کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا تھا۔

زید بن خالد جہنی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔ عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری نے بھی اسی سال وفات پائی، انھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا لیکن صحبت نبوی سے فیض یاب نہ ہو سکے۔

Marfat.com

باب ۔٦

۷۹ھ کے واقعات

عبیداللہ بن ابی بکرہ اور رتبیل کی لڑائی

جب حجاج نے عبیداللہ کو سجستان کا والی مقرر کیا اور یہ ۷۸ھ کا واقعہ تھا، عبیداللہ ایک سال تک سجستان میں بغیر کسی جنگ وجدال کے مقیم رہا کیونکہ اس عرصے میں رتبیل نے اس سے صلح کر لی تھی۔ خراج کبھی ادا کرتا تھا اور کبھی نہیں۔ حجاج کو یہ بات ناگوار گذری اس نے عبیداللہ کو رتبیل پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی تاکید کی کہ جنگ اس وقت تک نہ ختم کی جائے جب تک کہ اس کے تمام شہروں کو مسمار اور قلعوں کو منہدم نہ کر دیا جائے اور اس کے بعد لوگ قید نہ کر لیے جائیں۔ غرض کہ جب تک اس کی تمام مملکت کا خاتمہ نہ ہو جائے، اس کو چھوڑا نہ جائے۔

عبیداللہ اہل بصرہ اور کوفہ کی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ کوفہ والوں کے سردار شریح بن ہانی تھے جو (حضرت) علیؓ کے اصحاب میں سے تھے۔ عبیداللہ ان فوجوں کے ساتھ بلاد رتبیل میں داخل ہوا، ان کے تمام قلعوں کو منہدم کر دیا اور زمینوں کو یکے بعد دیگرے چھوڑتے چلے گئے۔ رتبیل کے لوگ پسپا ہوتے گئے اور ان سے کوئی تعرض نہیں کیا، اسلامی لشکر آگے بڑھتا گیا۔ جب وہ مرکزی شہر کے قریب پہنچے اور صرف اٹھارہ فرسخ کے فاصلے پر رہ گئے تو انھوں نے مسلمانوں پر تمام راستوں کو بند کر دیا اور پانی کے تمام مقامات پر پہرے بٹھا دیے۔ مسلمان جن کی تمام فوجیں شہر کے اندر تھیں، ان کے ہوش وحواس گم ہو گئے اور ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور ہر شخص کو یہ یقین ہو گیا کہ ہلاکت سامنے ہے۔ مجبوراً عبیداللہ نے رتبیل سے سات لاکھ درہم پر صلح کر لی تا کہ مسلمانوں کو شہر سے نکلنے کا موقع مل جائے۔ شریح، عبیداللہ کے پاس آئے اور کہا کہ تم کسی چیز پر ان سے مصالحت نہ کرو ورنہ سلطان (حجاج) تمہارے د

Marfat.com

ظائف کم کر دیں گے۔ میری عمر بہت گذر چکی ہے عرصے سے جامِ شہادت کا متمنی ہوں اگر خدانخواستہ آج کا دن ہاتھ سے گیا تو قیامت تک ایسا موقع نصیب نہ ہوگا۔ عبید اللہ نے کہا کہ تم سٹھیا گئے ہو۔ شریح نے کہا کہ تم کو تو یہ چاہیے کہ بستان عبید اللہ اور حمام عبید اللہ کی تعمیر کی جائے۔ (یعنی تمہیں تو دنیاوی فوائد چاہئیں)۔ اس کے بعد شریح نے فوج سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی شہادت کا طالب ہے تو وہ میرے ساتھ آئے۔ چنانچہ مجاہدین اور حفاظ نے اور کچھ فوجیوں نے بھی ساتھ دیا لیکن تعداد کم تھی۔ بہر حال رُتبیل سے خوب لڑے اور سب کے سب شہید ہو گئے۔ صرف چند باقی بچے۔ شریح جنگ میں یہ اشعار جزیہ پڑھتے تھے:

اصبحتُ ذابث اقاسی الکبرا   قدِعشت بین المشرکین اعصرا
ثمة ادرکنا النبی المنذرا   وبعده صدیقه وعمرا
ویوم مهران ویوم تسترا   والجمع فی صفینهم والنهرا
وبا جمیرات مع المشقرا   هیهات ماطول هذا عمرا

[میں بڑھاپے کی تکلیف سے غمگین رہا اور عمر بھر مشرکین کے درمیان زندگی بسر کرتا رہا۔ پھر ہم نے رسول اللہ ﷺ کو پایا اور پھر صدیق (ابوبکرؓ) اور عمرؓ کو پایا۔ اور مہران، تستر، صفین اور نہر کی عظیم الشان جنگوں کو بھی دیکھا۔ اور حصار مشقر میں لوگوں کے کیسے کیسے انبوہ دیکھے، افسوس کہ میری عمر کتنی طویل ہو گئی۔]

شریح اخیر تک لڑتے رہے اور پھر شہید ہوئے جو لوگ بچ گئے وہ بلادِ رتبیل سے نکلے تو دوسرے لوگوں نے ان کے سامنے کھانا وغیرہ رکھا۔ جب کوئی آسودہ ہو کر کھاتا تو مرنے لگتا اور اس کی حالت نازک ہو جاتی لیکن پھر تھوڑا روغن ڈال کر کھلایا تو کچھ تندرست ہونے لگے (چونکہ لڑائی میں بہت تھک گئے تھے اس لیے یہ حالت ہو گئی تھی) یہ خبر حجاج کو ملی اور حجاج نے ان تمام حالات سے عبد الملک کو مطلع کیا اور لکھا کہ کوفہ اور بصرہ سے ایک کثیر التعداد فوج کو بلادِ رتبیل میں روانہ کرنے کی مجھے اجازت دیجیے۔

متفرق واقعات

اس سال شام میں سخت طاعون پھیلا۔ جس سے تمام لوگوں کو بربادی اور تباہی کا سامنا

Marfat.com

کرنا پڑا۔ انھیں پریشانیوں کی وجہ سے اس سال کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ رومیوں نے اسی سال انطاکیہ کو فتح کرلیا تھا۔

شریح بن حارث نے اس سال عہدہ قضاء سے استعفاء داخل کیا۔ حجاج نے ان کی جگہ ابوبردہ بن ابی موسیٰ کو قاضی بنایا۔

ابان بن عثمان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا، وہ عامل مدینہ تھے۔

عراق اور تمام مشرقی ممالک میں حجاج حاکم تھا اور بصرہ میں موسیٰ بن انس قاضی تھے۔

وفیات

محمود بن ربیع، ابوابراہیم نے اس سال انتقال کیا۔ عہد نبوی میں یہ پیدا ہو چکے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود نے بھی اسی سال وفات پائی۔

Marfat.com

باب ۔ ۷

۸۰ھ کے واقعات

اس سال مکہ میں بڑا زبردست سیلاب آیا تھا جس میں بہت سے حجاج ڈوب گئے تھے۔ اونٹوں پر مال اسباب اور وہ آدمی لاد کر ہٹاتے جا رہے تھے جو معذور تھے۔ سیلاب نے اتنا زور باندھا کہ مکہ کے تمام مکانات ڈوب گئے اور رُکن حطیم تک پانی پہنچ گیا تھا اس سال کا نام ''عام الجُحاف'' (یعنی سیلاب کا سال) رکھا گیا۔ بصرہ میں بھی اس سال سخت طاعون آیا تھا۔ جو ''طاعون الجارف'' کہلاتا ہے۔

مہلب کی ماوراء النہر میں جنگ

اسی سال مہلب نے نہر بلخ کو عبور کیا اور کِش میں جا کر مقیم ہوا۔ اس کے مقدمتہ الجیش پر ابوالادہم زمانی تین ہزار فوجوں کے ساتھ تھا اور مہلب کے ساتھ پانچ ہزار فوج تھی۔ ابوالادہم اپنی شجاعت اور بہادری تدبر اور دوراندیشی میں لاثانی تھا اور اس کا تنہا وجود دو ہزار آدمیوں کے مقابلے میں شمار کیا جاتا تھا۔ مہلب جب کِش میں مقیم تھا تو بادشاہ خُتّل کا ابن عم اس سے آ کر ملا اور اُسے خُتّل سے لڑنے پر آمادہ کیا۔ مہلب نے اپنے بیٹے یزید کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ بادشاہ ختل کا اصلی نام شبل تھا چنانچہ یزید بن مہلب اور بادشاہ کا ابن عم دونوں ایک کنارے پر مقیم ہوئے۔ رات کو شبل نے حملہ کیا اور اپنے اس بھائی کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ یزید نے پھر شبل کے قلعے کا محاصرہ کر لیا اور آخر میں فدیے پر مصالحت کر لی اور یزید فدیہ لے کر واپس آ گیا۔ مہلب نے پھر اپنے لڑکے حبیب کو بھیجا۔ شاہِ بخارا چالیس ہزار فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے نکلا۔ انھیں میں سے کچھ لوگ گاؤں میں ٹھہرے تھے۔ حبیب کو جب خبر ملی تو اس نے چار ہزار فوج کے ساتھ اس گاؤں پر حملہ کر دیا۔ لوگوں کو قتل کر ڈالا اور اس گاؤں کو جلا دیا۔ اسی وجہ سے اُس کا نام ''محترقہ'' پڑ گیا اور اس کے بعد حبیب واپس آیا۔ غالباً شاہ بخارا سے پھر جنگ نہیں ہوئی۔

Marfat.com

اسی طرح مہلب کش میں دوسال تک رہا، لوگوں نے کئی بار پیش قدمی کرنے کی رائے دی لیکن وہ برابر یہ کہتا رہا کہ ان غزوات میں یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ فوجیں صحیح وسالم واپس آجایا کریں۔ مہلب جب کش ہی میں تھا کہ بنو مضر کی ایک جماعت آئی تو مہلب نے سب کو گرفتار کرلیا پھر جب واپس ہونے لگا تو اس نے سب کو رہا کر دیا۔ حجاج نے سنا تو اس نے مہلب کو لکھا کہ اگر تم ان کو قید کرنے میں حق بجانب تھے، تو رہا کرنا صریح غلطی تھی اور اگر رہا کرنا مناسب تھا تو تم نے گرفتار کر کے ان پر ظلم کیوں کیا۔ مہلب نے جواب دیا کہ جب مجھ کو ان سے خطرہ ہوا تو میں نے گرفتار کرلیا اور جب میں ان سے بے خوف ہوگیا تو میں نے چھوڑ دیا۔ محبوسین میں عبدالملک بن ابی شیخ قشیری بھی تھے۔ مہلب نے اہل کش سے فدیے پر مصالحت کرلی۔ اسی اثنا میں اس کے پاس ابن اشعث کا خط آیا جس میں اُس نے حجاج کو معزول کرنے کی دعوت دی تھی۔ مہلب نے اس خط کو حجاج کے پاس بھیج دیا اور خود کش میں مقیم رہا۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کی سیادت میں بلادِ رتبیل کی طرف فوجوں کی روانگی

اس سے قبل ہم مسلمانوں کے ان حالات کا ذکر کر چکے ہیں جو ابن ابی بکرہ کے ساتھ بلاد رتبیل میں ظاہر ہوئے تھے۔ اُس کے بعد حجاج نے عبدالملک سے بلاد رتبیل میں فوجوں کی روانگی کی اجازت مانگی۔ عبدالملک نے منظور کرلیا۔ حجاج فوجوں کی تیاری میں مصروف ہوگیا۔ کوفہ سے بیس ہزار اور بصرہ سے بیس ہزار آدمیوں کا انتخاب کیا۔ اس فوج کی تیاری میں بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔ لوگوں کو ان کے وظائف پورے دے دیے اور بیس لاکھ وظائف کے علاوہ ان پر بطور انعام صرف کیے۔ اچھے اچھے گھوڑوں اور دوسری سواریوں کو مہیا کیا۔ مکمل اسلحوں سے لوگوں کو آراستہ کیا اور ہر اس شخص کو یہ تمام چیزیں دیں جو شجاعت اور بہادری میں کچھ بھی نام آور ہوا۔ انھی میں عبید بن ابی محجن ثقفی وغیرہ بھی تھے۔

جب وہ ان کی تنظیم وترتیب سے فارغ ہوگیا۔ تو عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو ان پر سردار مقرر کیا۔ حجاج دلی طور پر عبدالرحمٰن سے بغض رکھتا تھا۔ ایک دن اس نے کہا کہ جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس کو قتل کر ڈالوں۔ شعبی نے یہ بات کہیں سن لی۔ اس نے عبدالرحمٰن سے جا کر کہہ دیا۔ عبدالرحمٰن نے یہ سن کر قسم کھائی کہ میں اس کی کوشش کروں گا کہ اس کو امارت سے اُتار دوں۔ جب حجاج عبدالرحمٰن کو اس فوج کے ساتھ بھیجنے کا ارادہ کر رہا تھا تو اسمٰعیل بن اشعث نے آکر اس سے کہا کہ اس کو آپ

Marfat.com

مت بھیجئے۔ فرات کے پل سے آگے بڑھا نہیں کہ یہ دوسرے والی کو منتخب کرے گا اور بغاوت کر دے گا۔ حجاج نے کہا کہ مجھ سے وہ تو خود اس قدر ڈرتا ہے کہ وہ میری مخالفت نہیں کر سکتا۔ بہر حال حجاج نے اس کو سردار فوج بنا کر روانہ کر دیا اور یہ بجستان پہنچا۔ وہاں پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ حجاج نے مجھ کو تمہاری سرحد کا امیر مقرر کیا ہے اور تمہارے اُن دشمنوں سے لڑنے کا حکم دیا جنھوں نے تمہاری زمینوں کو جبراً قبضے میں کر لیا ہے۔ تم لوگ آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ سخت عذاب میں مبتلا ہو گے۔

ان تمام لوگوں کو ساتھ لے کر وہ آگے بڑھا۔ رتبیل کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے ابن اشعث سے معذرت کی اور خراج دے دیا لیکن عبدالرحمٰن نے نامنظور کیا اور اس کے شہر میں جبراً داخل ہوا اور رتبیل نے شہر، قصبہ، گاؤں، قلعہ اور تقریباً تمام چیزوں کو خالی کر دیا اور عبدالرحمٰن ان سب پر قبضہ کرتا ہوا چلا گیا۔ جہاں قبضہ کرتا وہاں اپنا عامل مقرر کر دیتا اور اس کے ساتھ کچھ معاونین کو مقرر کرتا۔ گھاٹیوں اور راستوں پر کمیں گاہیں بنا دیتا اور ہر خطرناک مقام پر فوجوں کے دستے نگرانی کے لیے رکھتا۔ چنانچہ جب وہ رتبیل کے بڑے حصہ مملکت پر قابض ہو گیا اور لوگوں کے ہاتھ اموال غنیمت سے بھر گئے تو اس نے پیش قدمی کو روک دیا اور کہا جو کچھ ہم نے اس سال حاصل کیا ہے وہ بہت کافی ہے اب کچھ دن ٹھہریں اور یہاں کے راستوں سے اچھی طرح واقف ہو جائیں اور اس وقت تک ہماری فوجیں بھی ایک دوسری جنگ کے لیے تیار ہو جائیں گی تو پھر ان شاء اللہ آیندہ سال دوسرے مقامات پر قابض ہوں گے۔ ان کے خزانوں کو لوٹیں گے، ان کی اولادوں کو قید کر لیں گے، ان کے شہروں پر تسلط حاصل کر لیں گے، یہاں تک کہ خدا ان کو بالکل برباد کر دے گا۔ اس کے بعد حجاج کو اس نے تمام فتوحات کی خبر دی اور جو نقشہ عمل اس نے آیندہ کے لیے بنایا تھا اس کو بھی اس کے پاس بھیج دیا۔

عبدالرحمٰن کے وہاں بھیجنے کے متعلق ایک روایت اور ہے۔ وہ یہ کہ حجاج نے کرمان میں ہمیان بن عدی سدوسی کو چھوڑ دیا تھا۔ تا کہ اگر عامل بجستان یا سندھ کوئی مدد طلب کرے تو وہ اس کے لیے تیار رہے لیکن ہمیان نے بغاوت کی۔ حجاج نے اس کی دُرستی کے لیے عبدالرحمٰن کو بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے اس کو شکست دی اور وہیں مقیم ہو گیا۔ اس کے بعد اتفاقاً عبیداللہ بن ابی بکرہ حاکم بجستان مر گیا تو حجاج نے عبدالرحمٰن کو وہاں کا حاکم بنا دیا اور اس کے پاس ایک بڑی فوج اس غرض سے بھیجی تا کہ وہ رتبیل سے جنگ کرے۔ اس فوج کا نام اس کی تمام خوبیوں کی بناء پر ''جیش الطواویس'' پڑا۔ لے

Marfat.com

متفرق واقعات/ وفیات:

اس سال ابان میں عثمان، حاکم مدینہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔عراق اور تمام مشرقی ممالک میں حجاج حاکم تھا۔خراسان پر حجاج کی جانب سے مہلب عامل تھا۔بصرہ کے قاضی موسیٰ بن انس تھے اور کوفہ کے ابو بردہ تھے۔

اس سال اسلم مولیٰ (حضرت) عمر ابن الخطابؓ نے انتقال کیا۔ابوادریس خولانی بھی اس سال فوت ہوئے۔عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی وفات بھی اسی سال ہوئی لیکن اس میں بڑا اختلاف ہے بعض ۸۴ھ اور بعض ۸۵ھ اور بعض ۸۶ھ اور بعض ۹۰ھ میں ان کی وفات بتاتے ہیں۔ معبد بن عبداللہ بن عُکیم جُہَنی بھی اس سال مقتول ہوئے۔چمڑے کی دباغت کے متعلق جو حدیث کتب احادیث میں موجود ہے وہ انھیں کی روایت سے ہے۔یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے قدر کی بحث بصرہ میں چھیڑی تھی اور مذہب قدریہ کی بنیاد ڈالی تھی۔اسی وجہ سے حجاج نے ان کو قتل کر ڈالا اور بعض نے یہ لکھا ہے کہ خود عبدالملک نے ان کو دمشق میں قتل کرایا۔

اسی سال محمد بن علی بن ابی طالب نے، جو ابن الحنفیہ کے نام سے مشہور ہیں، انتقال فرمایا۔ جنادہ بن ابی امیہ نے اسی سال وفات پائی ان کو صحبت نبوی کا شرف حاصل تھا اور حضرت معاویہ کے زمانے میں بحری جنگوں میں ہمیشہ ساتھ رہے۔سائب بن یزید نے (جو نمر کے بھانجے تھے) اسی سال انتقال کیا۔بعض کہتے ہیں ان کا انتقال ۸۶ھ میں ہوا۔وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ سوید بن غفلہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔عبداللہ بن ابی اوفی نے بھی اس سال رحلت کی انھوں نے کوفہ میں تمام صحابہ سے آخر میں وفات پائی۔جبیر بن نُفَیر بن مالک الحضرمی نے بھی اسی سال وفات پائی انھوں نے عہد جاہلیت دیکھا تھا لیکن صحبت نبوی میسر نہ آسکی۔

حواشی وحوالہ جات:

1. یہ جمع طاؤس کی ہے۔یعنی سب کے سب موروں کی طرح مزین تھے۔

❁ ❁ ❁

Marfat.com

باب ۔۸

۸۱ھ کے واقعات

اس سال عبدالملک بن مروان نے اپنے لڑکے عبیداللہ کو لڑائی کے لیے بھیجا اور اس نے قالیقلا فتح کیا۔

بحیر بن ورقاء کا قتل

اس سال بحیر بن ورقاء صریمی قتل کیا گیا۔ قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ جب بحیر نے امیہ بن عبداللہ کے حکم سے بکیر بن وساج کو قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے حالانکہ بحیر اور بکیر دونوں بنی تمیم ہی سے تھے تو عثمان بن رجاء بن جابر نے ابنائے آل بکیر کو اس واقعہ پر ان اشعار سے برانگیختہ کیا۔ جو خود ابنائے بنی عوف بن سعد سے تھا (ابنائے بنوتمیم کی مختلف شاخوں کو کہتے ہیں)۔

لعمری لقد اغضیت عینا علی القذی   وبت بطیناً من رحیق مروق

وخلّیت ثاراً طل واخترت نومته   ومن یشرب الصهباء وبا لوتر یسبق

فلو کنت من عوف بن سعد ذوابة   ترکت بحیراً فی دمٍ مترقرق

فقل لبحیر نم ولا تخش ثائراً   ببکر فعوف اهل شاء حبلّق

دع الضان یوماً قدسبقتهم بوترکم   وصرتم حدیثاً بین غربٍ و مشرق

وهبوا فلو امسی بُکیر کعهدهٖ   لغاد اهم زحفاً بجأ واءٍ وافلیق

[قسم ہے اپنی جان کی کہ میں نے ذلت سے چشم پوشی کی اور خاص شراب پیتے پیتے میرا پیٹ بڑھ گیا۔ میں نے انتقام لینا چھوڑا اور اس سے غفلت کی جو شراب خواری کرے گا وہ

Marfat.com

انتقام لینے میں مغلوب ہو جائے گا۔ اگر میں عوف بن سعد کے خاندان کا رئیس ہوتا تو بجیر کو بہتے ہوئے خون میں ڈبو کو چھوڑتا۔ بجیر سے کہہ دو کہ وہ بے کھٹکے سوئے بکیر کے انتقام لینے والے کا کوئی خدشہ نہ کرے کیونکہ بنو عوف تو بکری کی طرح کمزور ہیں۔ کینہ بھی دل سے نکال ڈالو جبکہ انتقام لینے میں تم مغلوب ہو چکے اور اکناف عالم میں رسوا ہو گئے۔ اٹھو کہ اگر بکیر اُسی حالت میں ہوتا تو ایک عظیم الشان فوج سے ان کا مقابلہ کرتا۔]

اور یہ شعر بھی کہے:

فلو کان بکرٌ بارزاً فی اداته　　وذی العرش لم یقدم علیه بحیر

ففی الدهر ان ابقانی الدهر مطلب　　وفی الله طلاب بذالك جدیر

[اگر بکیر مسلح ہوتا تو قسم ہے صاحب عرش کی کہ بجیر کی اُس کے قتل پر جرأت نہ پڑتی۔ دنیا میں اگر میں زندہ رہا تو طلب انتقام کا ایک وقت آنے والا ہے اور جو لوگ راہ خدا میں انتقام کے طالب ہوں یہ کام اُن کے لیے زیبا ہے۔]

بجیر کو یہ معلوم ہوا کہ ابنائے بکیر اور عوف اس کو دھمکی دیتے ہیں تو اس نے جواب دیا:

توعدنی الا بناء جهلاً کانما　　یرون فنائی مقفراً من بنی کعب

رفعْت له کفّی بعضب مهند　　حسام کلون الثلج ذی رونقِ عضب

[ابناء مجھے اپنی حماقت سے دھمکی دیتے ہیں گویا انھوں نے میرے صحن کو بنی کعب سے...... پایا ہے۔ میں نے بکیر پر اپنی تلوار اٹھائی جو ایک ہندی تلوار تھی جس کا رنگ برف کی طرح صاف تھا اور جو برا.....۔]

عثمان بن رجاء کے ان اشعار نے بہت سے لوگوں کے دل میں جذبہ انتقام پیدا کر دیا چنانچہ سترہ آدمیوں نے اس کا عہد کیا کہ وہ بکیر کے خون کا بدلہ لیں گے۔ ان میں سے ایک شخص شمردل نامی بادیہ سے اسی غرض سے روانہ ہوا اور خراسان پہنچا۔ بجیر کو کہیں دیکھا کہ کھڑا ہے۔ فوراً اس پر حملہ کیا اور نیزہ مار کر گرا دیا اور یہ سمجھ کر کہ وہ مر گیا جلدی سے بھاگا۔ لوگوں نے اس کو خارجی سمجھا اور اس کے تعاقب میں اپنے گھوڑے دوڑا دیے۔ اتفاقاً اس دوڑ میں اس کا گھوڑا پھسل گیا اور وہ گر پڑا۔ یہ لوگ پہنچے اور اسے مار ڈالا۔

اس کے بعد صعصعہ بن حرب عوفی بادیہ سے چلا اور اپنے اموال فروخت کر کے سجستان کی

Marfat.com

طرف چلا گیا وہاں بجیر کے اعزاء کے پڑوس میں مدت تک مقیم رہا۔اس کے بعد حنیفہ کے پاس یمامہ گیا۔وہاں بھی کچھ دن رہا اور بنی حنیفہ سے خوب موانست پیدا کی۔ایک مرتبہ ان سے یہ کہا کہ خراسان میں میری جائداد ہے تم بجیر کو خط لکھ دو تا کہ وہ اس میں میری مدد کرے۔ان لوگوں نے بجیر کے نام اسی مضمون کا خط لکھ دیا۔صعصعہ یہ خط لے کر روانہ ہوا اور خراسان پہنچا۔بجیر اس وقت مہلب کے ساتھ کسی لڑائی میں گیا ہوا تھا۔صعصعہ سے اور بنی عوف سے ملاقات ہوئی تو اس نے ان کو اپنے حال سے آگاہ کیا۔جب بجیر واپس آیا تو اس سے یہ ملا اور کہا کہ میں جو بنو حنیفہ میں سے اصحاب ابن ابی بکرہ سے ہوں (جو بجستان کا حاکم تھا) میرا مال بجستان میں ہے۔ایک جائداد مرو میں ہے اور اسی خیال سے آیا ہوں کہ اس جائداد کو فروخت کر دوں اور پھر یمامہ کو لوٹ جاؤں۔بجیر نے اس کو اپنے یہاں مہمان رکھا اور اس کی ضروریات کے پورا کرنے کا حکم دیا۔صعصعہ نے کہا کہ ان لوگوں کی واپسی تک میں یہاں ٹھہرتا ہوں۔بجیر اس سے خائف تھا لیکن جب اس نے بنی حنیفہ کا خط دکھلا دیا تو مطمئن ہو گیا۔وہ ایک مہینے تک مقیم رہا اور اکثر اس کے ساتھ مہلب کے پاس بھی جایا کرتا تھا۔ایک دن یہ دونوں مہلب کے پاس آئے صعصعہ صرف ایک کرتہ پہنے ہوئے تھا اور اوپر سے ایک چادر لپیٹے ہوئے تھا۔وہ آ کر بجیر کے پیچھے بیٹھا اور اس سے اتنا نزدیک ہوا کہ اس سے کان میں گویا باتیں کر رہا تھا اور موقع پا کر ایک چھرا اس کی کمر میں بھونکا اور پورے پیٹ میں گھسا دیا اور پھر چلایا کہ قاتلین بکیر کے لیے ہلاکت ہو۔فوراً صعصعہ گرفتار ہو گیا اور مہلب کے پاس لایا گیا اس نے کہا کہ خدا تجھے ہلاک کرے تو نے اپنا انتقام تو لیا نہیں بلکہ خود اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈال دیا اور اس میں بجیر کا کیا نقصان ہوا جان تو تیری گاڑھے میں پڑی۔اس نے جواب دیا کہ میری مار کوئی معمولی مار نہیں اگر اس کو سو آدمیوں میں بھی تقسیم کر دیا جائے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔خدا کی قسم میں نے چھرا اتنا اندر گھسا دیا کہ میرے ہاتھ میں اس کے پیٹ کی بو آ رہی ہے یعنی وہ بچ نہیں سکتا۔مہلب نے اس کو قید خانے بھیج دیا۔وہاں ابناء کے کچھ لوگ اس کو مبارک باد دینے کے لیے آئے اور اس کی اس بہادری پر سب نے اس کی پیشانی کا بوسہ لیا۔دوسرے دن بجیر اسی صدمے سے مر گیا۔صعصعہ نے جب سُنا کہ بجیر مر گیا تو کہا کہ اب تمہارا جو دل چاہے وہ کرو۔کیا ابناء بنی عوف کی نذریں نہیں پوری ہوئیں اور کیا میں نے اپنا انتقام پورا نہیں کیا۔خدا کی قسم میں نے کئی مرتبہ اس کے قتل کا موقع پایا جب وہ تنہا تھا لیکن میں نے یہ نہیں پسند کیا کہ اس کو مخفی

Marfat.com

طریقے پر قتل کروں۔ مہلب نے کہا کہ اپنی جان کو دریا دلی سے قربان کرنے والا اس سے بڑھ کر میں نے نہیں دیکھا۔ اس کے بعد اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ مارا گیا۔

بعض نے کہا کہ مہلب نے اس کو بجیر کے پاس بھیج دیا تھا اور اسی نے صعصعہ کو قتل کیا اور پھر خود مرا۔ مہلب پر بجیر کی موت کا بہت اثر ہوا۔ عوف اور ابناء دونوں مہلب کے اس فعل پر بہت ناراض ہوئے کہ اب ہمارے آدمی کو کیوں قتل کیا گیا۔ حالانکہ اس نے تو صرف انتقام ہی لیا تھا۔ اس پر مقاعس اور بطون جو بجیر کے اعزاء تھے بگڑ اٹھے (یہ چاروں قبائل بنو تمیم کی شاخیں ہیں) حتی کہ یہ معاملہ طول کھینچنے لگا۔ چنانچہ اہل عقل و دانش نے ان کو سمجھایا کہ صعصعہ کے قتل کی دیت دے دو اور بجیر اور بکیر کے قتل کو مساوی کر لو۔ لوگ راضی ہو گئے اور صعصعہ کے انتقام سے باز آئے ایک شخص نے صعصعہ کی ان شعروں میں مدح کی ہے:

لله درفتی تجاوزهمه دون العراق مفاوزا وبجورا

مازال یدئب نفسه ورکابه حتی تناول فی الحروب بحیرا

[اللہ ہی اس جوان کو جزائے نیک دے جس کی ہمت عراق کے میدانوں اور دریاؤں سے پار ہو گئی۔ ہمیشہ یہ اور اس کے اونٹ دوڑتے رہے لیکن جب بجیر کو قتل کر دیا تو مطمئن ہو گیا۔]

دیلم کا قزوین میں داخلہ اور اہم واقعات

قزوین مسلمانوں کی سرحد تھی جو دیلم کے ایک جانب واقع تھی۔ اس بناء پر مسلمانوں کی فوجیں ہمیشہ وہاں مقیم رہ کر حفاظت کرتی تھیں۔ جب ۸۱ھ کا سال شروع ہوا تو محمد بن ابی سبرہ جعفی ایک فوج کے ساتھ وہاں اسی غرض سے بھیجا گیا۔ محمد ایک بہادر آدمی تھا اور کئی بار جنگوں میں شہرت حاصل کر چکا تھا۔ جب یہ قزوین پہنچا تو وہاں کی فوجوں کو رات بھر جاگتے ہوئے دیکھا اس نے پوچھا کہ کیا اس ڈر سے نہیں سوتے ہو کہ رات کو دشمن تم پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں اسی وجہ سے ہم لوگ نہیں سوتے۔ تو اس نے کہا کہ اگر وہ حملہ کریں تو اچھا ہی ہے، تم دروازے کھول دو اور بے خوف و خطر آرام کرو۔ لوگوں نے شہر کے دروازے کھول دیے۔ یہ خبر جب قوم دیلم کو ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے اور رات کو حملہ کیا اور شہر پر دھاوا کر دیا۔ لوگ چیخنے، چلانے لگے۔ ابن ابی

Marfat.com

سبرہ نے کہا کہ اب تم دروازے بند کردو انھوں نے تو ہم پر بڑا احسان کیا۔ دروازے بند کر دیے گئے اور خوب لڑائی ہوئی۔ ابن ابی سبرہ نے بڑی بہادری سے لڑائی کی اور مسلمانوں نے فتح پائی اور دیلمیوں میں سے کوئی نہ بچا اور پھر کبھی دیلم نے ادھر کا رخ بھی نہیں کیا۔ اسی کارنامے سے محمد کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور مستقل طور پر وہاں کا سردار بنا دیا گیا۔ یہ شراب کا عادی تھا اور اسی طرح سے (حضرت) عمر بن عبدالعزیز کی حکومت تک رہا۔ (حضرت) عمر نے جب اس کا حال سُنا تو انھوں نے اسے زُرارہ جانے کا حکم دیا۔ زُرارہ کوفے میں ایک ''دارالفساق'' تھا۔ جس میں اس قسم کے مجرمین کو سزا دی جاتی تھی۔ محمد وہیں بھیج دیا گیا۔ دیلم نے پھر حملہ شروع کیا اور مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی۔ شر وفساد سے لوگ گھبرا اٹھے تو انھوں نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن امیر کوفہ سے درخواست کی کہ محمد کو یہاں واپس بھیج دیجیے۔ امیر کوفہ نے (حضرت) عمر سے دریافت کیا، انھوں نے اجازت دے دی۔ محمد پھر قزوین کی سرحد پر پہنچا اور اس کو تمام حملوں سے محفوظ کر لیا۔ محمد کے ایک بھائی خُثیمہ بن عبدالرحمٰن تھے جو فقیہ بھی تھے۔ عبدالرحمٰن محمد کے والد ابوسبرہ کا نام ہے۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کی بغاوت

اسی سال عبدالرحمٰن اور اس کے ساتھ عراق کی فوج نے حجاج سے بغاوت کی اور اس سے لڑنے کے لیے گئے اور بعض ۸۲ھ میں اس کا وقوع بتاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حجاج نے جب عبدالرحمٰن کو بلاد رتبیل کی طرف بھیجا اور وہ وہاں پہنچ کر مندرجہ بالا فتوحات حاصل کر چکا تو اس نے ان تمام کی اطلاع حجاج کو دی اور ساتھ ہی اپنی یہ رائے بھی ظاہر کی کہ آیندہ کچھ دنوں تک اس سلسلے کو موقوف کر دیا جائے۔ تاوقتیکہ یہاں کے تمام راستوں سے واقفیت حاصل نہ کر لی جائے اور تمام خراج وصول نہ ہو جائیں۔ حجاج نے اس خط کے جواب میں یہ لکھا کہ تیرا یہ خط ایک ایسے شخص کا خط معلوم ہوتا ہے جو صلح جو ہو اور مصالحت کر کے آرام اٹھانا چاہتا ہو اور اپنے دشمنوں کو کمزور سمجھ رکھا ہو؟ جنھوں نے مسلمانوں میں سے ایک ایسی فوج کو شہید کیا جو تجارب اور کارناموں کی وجہ سے مشہور ہیں اور جن کی عزت زیادہ ہے۔ اگر تم نے صرف میری ایک فوج کے ساتھ ان سے مقابلہ کیا تو نفس کو تسکین ہو گی۔ اس پر جو کچھ مسلمان ضائع گئے اس لیے میں جو حکم دے چکا ہوں اس کی تعمیل کرو یعنی ان کی تمام مملکت

Marfat.com

پر قبضہ کرلو، قلعوں کو منہدم کردو، جو تم سے مقابلہ کریں ان سے خوب لڑو، باقی لوگوں کو گرفتار کرلو۔ اس خط کے پہنچنے کے بعد دوسرا خط آیا۔ اس میں لکھا تھا:

''امابعد! مسلمانوں کو ساتھ لے کر شہروں میں داخل ہوجاؤ، وہ وہاں مقیم ہوں اور زراعت کریں، آباد ہوجائیں اور مکمل فتح تک اس علاقے کو بالکل اپنا وطن بنالیں۔''

پھر تیسرا خط بھیجا: ''اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل کی تو خیر ورنہ تمہارا بھائی اسحاق بن محمد فوج کا سردار مقرر کیا جاتا ہے۔''

ان متواتر خطوط کے بعد عبدالرحمٰن نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا ''اے لوگو میں تمہاری فلاح و بہبود کا خواست گار ہوں۔ جن چیزوں سے تمہارے منافع اور مفاد کی توقع کی جاسکتی ہے ان کو اچھی طرح سوچنے اور سمجھنے والا ہوں۔ میری رائے دشمنوں سے جنگ کے متعلق جو اس وقت تھی اس کو قوم کے مدبروں اور اہل حل وعقد نے بخوشی منظور کیا تھا۔ اسی رائے کو میں نے حجاج کے پاس لکھ بھیجا تھا، اس کے جواب میں جو خط آیا ہے، اس نے مجھ کو اس پر مجبور کیا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ دشمنوں کے علاقوں میں جلد داخل ہوجاؤ۔ حالانکہ یہ وہی مقام ہے جہاں کل تمہارے بھائیوں کے لیے ہلاکت کا سامنا ہوچکا ہے۔ میں تم ہی میں سے ایک آدمی ہوں اگر تم چلو گے تو میں بھی ساتھ چلوں گا اور اگر انکار کردو گے تو میں بھی انکار کردوں گا۔''

اتنا سُن کر عام لوگ جوش میں آگئے اور یہ کہنے لگے کہ ہم اس دشمن خدا (یعنی حجاج) کے حکم کو نہ مانیں گے اور کبھی تعمیل نہ کریں گے۔ سب سے پہلے ابوطفیل عامر بن واثلہ کنانی نے پیش قدمی کی یہ صحابی رسول تھے۔ انھوں نے کہا: ''امابعد! حجاج تمہارے متعلق وہی بات کہتا ہے جو پہلے ہی کسی نے کہی تھی۔''احمل عبدكَ على الفرس ،فان هلك هلك ۔ وان نجافلك ''(یعنی، اپنے غلام کو گھوڑے پر سوار کر کے جنگ میں بھیج، اگر وہ ہلاک ہوا تو تمہارے لیے ہوا اور اگر بچ گیا تو بھی تمہارا فائدہ ہے۔) حجاج کو کبھی اس کی پروا نہیں کہ وہ تم کو خطرے میں ڈال رہا ہے یا مصائب میں گرفتار کررکھا ہے کیونکہ اگر تم نے کامیابی حاصل کی تو آمدنی وہ ہضم کرے گا۔ مال و دولت وہ جمع کرے گا اور مرتبہ بھی وہی حاصل کرے گا لیکن اگر خدانخواستہ تمہارے دشمنوں نے کامیابی حاصل کی تو تم ہی کو دشمن قرار دے کر تمہاری تکالیف کا کچھ خیال نہ کرے گا اور تم کو رحم اور شفقت کے قابل نہ سمجھے گا۔ اس

Marfat.com

اللہ کے دشمن حجاج کو تخت سے اُتار دو اور امیر عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس کام میں سب سے پہلا شخص ہوں گا۔"

ہر طرف سے یہ صدا بلند ہوئی کہ ہاں ہم نے بیعت کی اور حجاج کو تخت سے اتار دیا۔ اس کے بعد عبدالمومن بن شبث بن ربعی کھڑا ہوا اور اس نے یہ تقریر کی "اے خدا کے بندو! اگر تم نے حجاج کی اطاعت کی تو صرف یہ شہر تمہارے قبضے میں ہوں گے لیکن وہ تم کو زبردستی فوجوں میں بھرتی کرے گا۔ جس طرح فرعون نے تشدد کے ساتھ فوجیں مرتب کی تھیں اور ہم کو یہ معلوم ہوا کہ یہ پہلا شخص تھا جس نے فوجوں کو زبردستی جمع کیا تھا اور تم اس کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں جب تک بہت سے لوگ قتل نہ کر دیے جائیں۔ تم دوستوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ اس لیے بہتر ہے کہ امیر عبدالرحمٰن پر بیعت کرو اور اس کو اپنے ممالک سے ابھی نکال دو۔" تمام لوگ عبدالرحمٰن کی طرف متوجہ ہوئے اور حجاج کو معزول کرنے اور اس کو اپنی سرزمین سے نکال دینے پر بیعت کی اور عبدالرحمٰن کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا لیکن اس وقت تک عبدالملک کے متعلق کوئی تذکرہ نہ تھا۔

پھر جب ان کاموں سے فرصت ملی تو عبدالرحمٰن نے فوراً اپنے عمال گرداگرد کے مقامات پر بھیج دیے چنانچہ بُست پر عیاض بن ہمیان الشیبانی اور زرنج پر عبداللہ بن عامر تمیمی کو عامل بنا کر بھیج دیا اور رتبیل سے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ اگر ابن اشعث کامیاب ہو جائے تو اس سے تاحیات خراج وصول نہ کرے گا اور اگر شکست کھا گیا تو وہ خود مختار ہے۔ اس کے بعد ابن اشعث وہاں سے عراق کی طرف چلا۔ اعشیٰ ہمدانی ساتھ تھا اور راستے میں یہ اشعار پڑھتا جا رہا تھا:

شطت نوی من داره بالایوان — ایوان کسریٰ ذی القری والریحان
من عاشق امسیٰ بزابلستان — ان ثقیفاً منهم الکذابان
کذابها الماضی و کذاب ثان — امکن ربی من ثقیف همدان
یوماً الی اللیل یسلّیٰ ماکان — انا سمرنا للکفو رالفتان
حیی طغیٰ فی الکفر بعد الایمان — باالسید الغطریف عبدالرحمٰن
سار بجمعٍ کا لدبا من قحطان — ومن معدٍ قداتی ابن عدنان
بجحفلٍ جمٍ شدید الارکان — فقل لحجاج ولی الشیطان

Marfat.com

یثبت بجمع مذحج وھمدان فانھم ساقوہ کاس الذیفان
وملحقوہ بقری ابن مروان

[سمت سفر گھر سے اس ایوان کسریٰ تک دور ہو گیا جس میں نہریں اور باغات ہیں۔ اس عاشق سے جو زابلستان میں مقیم ہے بے شک قبیلہ ثقیف میں دو شخص بڑے دروغ گو ہیں۔ ان میں سے ایک پہلا جھوٹا اور ایک دوسرا، کاش خدا ثقیف ہمدان پر مجھے قدرت دیتا۔ تو ایک دن میرے دل کی تسلی ہو جاتی ہم نے اس فتنہ پرداز کافر کے لیے۔ جب کہ ایمان کے بعد وہ کفر میں تجاوز کر گیا، ایک بہادر سردار عبدالرحمٰن کو مقرر کیا ہے۔ جو ایک ٹڈی دل کو ساتھ لے کر روانہ ہوا بنو قحطان، بنو سعد اور بنو عدنان۔ اور جو مضبوط کثیر التعداد فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا ہے، حجاج جو شیطان کا سردار ہے اس سے کہہ دو۔ کہ مذحج اور بنو ہمدان کو لے کر مستعد ہو جا کیونکہ وہ اس کو زہر کا پیالہ پلانے والے ہیں۔ اور اس کو ابن مروان کے مقام تک پہنچانے والے ہیں۔] [2]

عبدالرحمٰن نے اپنے مقدمتہ الجیش پر عطیہ بن عمرو عنبری کو رکھا اور حریثہ بن عمرو تمیمی کو کرمان کا حاکم بنایا۔ جب یہ اپنی جمعیت کے ساتھ فارس پہنچا تو لوگ ایک دوسرے سے مشورہ کرنے لگے کہ جب ہم نے حجاج کو معزول کرنے کا عہد کیا ہے جو عبدالملک کی طرف سے عامل ہے تو یہ لازمی نتیجہ ہے کہ ہم عبدالملک سے بھی بغاوت کر رہے ہیں اور اس کو بھی اتارنا چاہتے ہیں۔ پھر تمام لوگ عبدالرحمٰن کے پاس جمع ہوئے چنانچہ وہاں پر عبدالملک کو تخت سے اتارنے کا اعلان کرنے والا سب سے پہلے تیجان بن اُبجر بن تیم اللہ بن ثعلبہ تھا جس نے یہ کہا کہ ہم نے خلیفہ کو ایسے ہی تخت سے اتار دیا جیسے کہ میں اپنی قمیض بدن سے اتارتا ہوں چنانچہ ایک قلیل تعداد کے سوا سب نے عبدالملک کو بھی معزول کر دیا اور عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت کے الفاظ یہ تھے کہ "ہم بیعت کرتے ہیں۔ کتاب اللہ اور سنت نبوی کی پیروی پر اور گمراہوں سے جہاد کرنے پر اور ان کو معزول کرنے پر۔"

جب حجاج کو ان تمام واقعات کی خبر ملی تو اس نے فوراً عبدالملک کو لکھ بھیجا اور فوجوں کو جلد بھیجنے کی درخواست کی اور خود کوفہ سے بصرہ آیا۔ جب مہلب کو عبدالرحمٰن کی بغاوت کی خبر ملی تو اس نے حجاج کو خط لکھا:

Marfat.com

اما بعد! اہل عراق نے آپ کی طرف رخ کیا ہے، ان کی حالت سیلاب کے مانند ہے جب تک وہ اپنے مقصد تک نہ پہنچ جائیں۔ ان کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ اہل عراق کا یہ خاصہ ہے کہ وہ پہلی مرتبہ بڑا زور باندھتے ہیں، ان کو اپنے اہل وعیال سے بڑی الفت ہے آپ ذرا انھیں چھوڑ دیجیے۔ تاکہ اپنے گھروں میں واپس جائیں اور اپنے بال بچوں سے مل لیں اس کے بعد آپ ان پر حملہ کیجیے اور خدا آپ کی مدد کرے گا۔''

حجاج نے جب خط پڑھا تو مہلب کو برا بھلا کہا اور کہا کہ اس کو میرا تو مطلق خیال نہیں ہے اور بجائے اس کے اپنے ابن عم یعنے عبدالرحمٰن کا بڑا خیال ہے۔

جب حجاج کا خط عبدالملک کو ملا تو اس نے خالد بن یزید کو مشورے کے لیے بلا بھیجا اور اس کو خط پڑھ کر سنایا۔ خالد نے کہا کہ اگر اس کی ابتدا سجستان سے ہوئی تو آپ کوئی خدشہ نہ سمجھئے اور اگر یہ بلا خراسان سے اٹھی ہے تو اس سے میں بھی پریشان ہوں۔ خیر عبدالملک نے حجاج کے لیے فوج مرتب کی اور حجاج کے پاس سو پچاس آدمی دوسرے تیسرے روز جاتے رہے۔ حجاج بھی روزانہ عبدالرحمٰن کے حالات سے عبدالملک کو مطلع کرتا رہا۔ وہ اب بصرہ سے عبدالرحمٰن کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا اور مقام تستر میں مقیم ہوا، اور اپنے مقدمتہ الجیش کو دُجیل کی طرف آگے بڑھایا۔ وہاں عبدالرحمٰن کے ایک دستے سے جنگ شروع ہوگئی۔ حجاج کی فوج نے شکست کھائی اور یہ واقعہ یوم النحر ۸۱ھ میں ہوا۔ اس جنگ میں بہت آدمی مارے گئے۔

حجاج کو جب شکست کی خبر ملی تو وہ بصرہ کی طرف پلٹ گیا۔ لیکن عبدالرحمٰن کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور کچھ لوگوں کو قتل کیا اور اسباب لوٹ لیا۔ حجاج راہ سے پھر کر زاویہ میں آکر مقیم ہوا اور فوج کے خورد ونوش کا انتظام کرنے لگا اور بصرہ کو اہل عراق کے لیے چھوڑ دیا جب وہاں سے واپس ہوا تو اس کی نظر مہلب کے خط پر پڑی تو کہا کہ خدا اُسے جزائے خیر دے وہ جنگ کا کتنا بڑا ماہر ہے۔ اس نے اپنی فوج میں ڈیڑھ لاکھ درہم تقسیم کیے۔

عبدالرحمٰن ادھر بصرہ میں داخل ہوگیا وہاں تمام لوگوں نے اس پر بیعت کی حتیٰ کہ قاریوں کی جماعت نے بھی اس کا ساتھ دیا اور تمام دوسرے لوگ بھی جو جنگ کے قابل تھے اس کے متبع ہوگئے کیونکہ یہ لوگ حجاج سے جنگ کرنے کے لیے پہلے ہی سے منتظر تھے اور ان کے جلدی ساتھ دینے کی

Marfat.com

ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ یہاں (یعنی بصرہ) کے عمال نے حجاج کو لکھا تھا کہ خراج کی آمدنی بند ہوگئی۔ بہت سے ذمی مسلمان ہوگئے ہیں اور شہروں میں آباد ہوگئے ہیں۔ تو حجاج نے ان لوگوں کو حکم دیا تھا کہ جن کے پاس گاؤں یا مواضعات ہوں تو وہ وہاں جائیں، اس کے بعد جزیہ وصول کرنے کے لیے لوگ مقرر کیے گئے، جنھوں نے ان پر سختی شروع کی۔ یہ دیکھ کر وہاں کے باشندوں نے آہ وزاری کی اور یا محمداہ یا محمداہ پکارنے لگے اور ایسے پریشان ہوئے کہ یہ نہیں سمجھ میں آتا تھا کہ کس کے دامن رحمت میں پناہ لیں۔ بصرہ کے قراء بھی ان حالات کو دیکھ دیکھ کر روتے تھے۔ جب ابن اشعث بصرہ پہنچا تو سب نے بہت جلدی حجاج سے جنگ کرنے پر بیعت کرلی اور عبدالملک کو تخت سے اُتار دینے کا ارادہ کیا۔ حجاج نے تستر میں خندق کھودی تھی اور عبدالرحمٰن نے بصرہ میں کھودی، بصرہ میں عبدالرحمٰن کا داخلہ آخر ماہ ذی الحج میں ہو۔

متفرق واقعات

اس سال سلیمان بن عبدالملک نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ ام درداء صغری نے بھی اسی سال حج کیا تھا۔ ابن ابی ذئب اسی سال پیدا ہوا۔ مدینے پر ابان بن عثمان حاکم تھے اور عراق اور مشرقی ممالک پر حجاج تھا۔ خراسان پر مہلب تھا کوفہ کے قاضی ابوبُردہ تھے اور بصرہ کے عبدالرحمٰن بن اذینہ تھے۔ بجستان، کرمان، فارس، بصرہ یہ سب اس وقت عبدالرحمٰن بن اشعث کے قبضے میں تھے۔

حواشی وحوالہ جات

۱ عموماً ثقیف کے ''کذابان'' (دوجھوٹے) سے مراد حجاج بن یوسف اور مختار بن ابی عبید ثقفی لیے جاتے تھے۔

۲ ابن مروان سے مراد اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان تھا۔ یعنی ان اشعار میں اس امکان کی طرف اشارہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو خلیفہ بنایا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

باب۔۹

۸۲ھ کے واقعات

حجاج اور ابن اشعث کی جنگ

کہتے ہیں کہ اس سال ماہ محرم میں حجاج اور عبدالرحمٰن کی فوجوں میں بڑے خوں ریز معرکے ہوئے۔ جب محرم کی آخری تاریخیں تھیں تو لڑائی نے زور پکڑا اور سب سے پہلے حجاج کی فوج نے شکست کھائی اور یہ لوگ بڑھتے بڑھتے ان کی خندقوں پر پہنچ کر لڑنے لگے لیکن محرم کے آخری دن ایک عظیم الشان اجتماع ہوا اور یہ لوگ آگے بڑھنے کے لیے قدم اٹھا ہی رہے تھے کہ حجاج کی فوج نے بڑا زبردست حملہ کیا اور ان کی صفوں کو توڑ کر لوگوں کو منتشر کر دیا۔ حجاج نے جب یہ منظر دیکھا تو خوشی کے مارے پھول گیا اور دوزانو بیٹھ کر کہنے لگا خدا جزائے خیر دے مصعب کو، جب اس پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں تو یہ کمال دکھلاتا ہے اور دل میں بھاگنے کا خیال تک نہیں لاتا۔

پھر سفیان بن ابرد کلبی نے عبدالرحمٰن کے میمنے پر حملہ کیا اور اس کو شکست دی۔ اہل عراق نے بھی شکست کھا کر عبدالرحمٰن کے ساتھ کوفہ کا رخ کیا۔ اس جنگ میں اہل عراق کے بہت سے لوگ مقتول ہوئے۔ ان میں عقبہ بن عبدالغافر ازدی بھی تھے اور قراء کی ایک پوری جماعت مقتول ہوئی۔

جب عبدالرحمٰن کوفہ پہنچا تو بصرہ کے اور لوگ جو ہر حیثیت سے ممتاز تھے اس کے پاس آئے اور جو بصرہ میں باقی رہ گئے تھے انھوں نے عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور سب نے مل کر حجاج سے پانچ دن تک بڑی زبردست لڑائی کی اور آخر میں شکست کھا گئے۔ ان میں سے کچھ لوگ عبدالرحمٰن بن عباس کے ساتھ کوفہ چلے گئے اور ابن اشعث سے

Marfat.com

مل گئے اور طفیل بن عامر بن واثلہ اسی جنگ میں مقتول ہوئے۔ عامر بن واثلہ نے اپنے بیٹے کا مرثیہ کہا ہے اور یہ صحابی الرسول تھے۔

خلّی طفیل علی الھم فانشعبا — وھد ذلك ركنی ھدة عجبا
مھما نسیت فلا انساہ ازحد قت — بہ الاسنتہ مقتولا و منسلبا
واخطائتنی المنایا لا تطا لعنی — حتی کبرت ولم یتر کن لی نَشَبَا
وکنت بعد طفیل کا الذی نضبت — عنہ السیول وغاض الماء فانقضبا

[طفیل نے میرے لیے حزن وملال چھوڑا جو تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اس نے میری قوت میں سخت کمزوری پیدا کر دی۔ میں اس کے خیال کو بہت دفع کرتا ہوں لیکن دل سے اس کی یاد نہیں بھولتی جب وہ بھالوں کے حلقوں میں مقتول پڑا ہوا تھا۔ موت نے میرے متعلق غلطی کی وہ مجھ کو نہیں دیکھتی یہاں تک کہ میں بڈھا ہو گیا اس نے میرے لیے صرف رنج وافسوس چھوڑا۔ میں طفیل کے بعد ایک ایسا شخص ہو گیا ہوں جس کے آنکھوں کا پانی خشک ہو گیا اور جسم لاغر ہو گیا ہے۔ افسوس۔]

اس مرثیے میں اشعار اور بھی ہیں لیکن مختصراً ذکر کر دیا گیا۔ اس جنگ کا نام ''یوم الزاویہ'' پڑا۔ حجاج، صفر کی ابتدائی تاریخوں میں ٹھہرا اور بصرہ پر حکم بن ایوب ثقفی کو حاکم بنایا۔ عبدالرحمٰن یہاں سے کوفہ گیا اور کوفہ پر حجاج کی طرف سے۔ عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر حضرمی حلیف بنی امیہ عامل تھا۔ مطر بن ناجیہ یربوعی نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو ابن حضرمی قصر میں قلعہ بند ہو گیا۔ باشندگان کوفہ جو مطر کے ساتھ تھے، قصر میں گھس آئے اور وہاں سے ابن حضرمی اور دوسرے شامیوں کو نکال دیا۔ ان کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی۔ مطر نے قصر پر قبضہ کر لیا اور تمام لوگ جو وہاں جمع ہوئے ان کو دو دو سو درہم انعام دیے۔ جب ابن اشعث کوفہ پہنچا تو مطر قصر ہی میں مقیم تھا۔ اہل کوفہ کو جب عبدالرحمٰن کے آنے کی خبر ملی تو وہ استقبال کے لیے نکلے اور داخلے کے وقت اس کے ارگرد بنو ہمدان تھے استقبال کے لیے انھیں نے قدم آگے بڑھایا تھا۔ جب یہ لوگ قصر میں آنا چاہتے تھے مطر بن ناجیہ نے مزاحمت کی اور بنو تمیم نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ عبدالرحمٰن نے کچھ نہ سنا اور اپنے ساتھیوں کو قصر کے زینوں پر چڑھایا۔ انھوں نے مطر کو گرفتار کر لیا اور عبدالرحمٰن کے پاس لائے اُس نے چند دن گرفتار رکھا

Marfat.com

لیکن اس کے بعد رہا کر دیا۔ وہ خود بھی عبدالرحمٰن کے ساتھ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن نے جب کوفہ میں استقلال حاصل کر لیا تو ہر طرف سے لوگوں کا اجتماع شروع ہوا۔ عبدالرحمٰن بن عباس ہاشمی جس نے ابھی بصرہ میں حجاج سے شکست کھائی تھی وہ بھی اپنی جماعت کے ساتھ کوفہ پہنچ گیا۔

''یوم الزاویہ'' کی جنگ میں حجاج نے شکست دینے کے بعد گیارہ ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کیا۔ اس کی چال یہ تھی کہ اس نے یہ منادی کرادی کہ سوائے چند لوگوں کے، ہر شخص کو امان حاصل ہے۔ عوام نے سمجھا کہ اب تو امان حاصل ہو چکی ہے اس لیے اس کی فوج میں آئے، اس نے سب کو قتل کروا ڈالا۔

دیر جماجم کا واقعہ

اسی سال شعبان میں ''دیر جماجم'' کی بڑی جنگ ہوئی اور بعض نے ۸۳ھ میں اس کا وقوع بتایا ہے۔ وجہ یہ ہوئی کہ حجاج بصرہ سے عبدالرحمٰن بن محمد سے جنگ کرنے کے لیے کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور دیر قرّہ میں مقیم ہوا۔ عبدالرحمٰن کوفہ سے دیر جماجم میں آ کر ٹھہرا۔ حجاج نے کہا کہ عبدالرحمٰن دیر جماجم میں ٹھہرا اور میں دیر قرہ میں مقیم ہوں چڑیا اڑا کر فال کیوں نہ لی جائے کہ وہ کدھر جاتی ہے۔ عبدالرحمٰن کے پاس اہل بصرہ، اہل کوفہ، قراء، اہل سرحد اور ہتھیار بند لوگ جمع ہوئے اور حجاج سے جنگ کرنے کے لیے مستعد ہو گئے، کیونکہ تمام لوگوں کو اس سے بغض تھا۔ ان میں ایسے لوگوں کی تعداد ایک لاکھ تھی جن کو وظیفہ ملا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ اتنے ہی اور لوگ بھی تھے۔ حجاج قبل اس کے کہ دیر قرّہ میں پہنچے شامی فوجیں مدد کے لیے آ گئیں۔ دونوں نے خندقیں کھود کر اپنے کو محفوظ کر لیا اور اس کے بعد روزانہ لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ہر فریق دوسرے کی خندق کے قریب ہوتا جاتا تھا۔ اسی اثناء میں معززین اہل شام اور عبدالملک نے یہ مشورہ کیا کہ اگر اہل عراق حجاج کی معزولی پر راضی ہو جائیں تو ہم اس کو معزول کر دیں کیونکہ اس کا معزول کرنا ہمارے لیے جنگ وجدل، قتل وخونریزی، تباہی وبربادی سے کہیں زیادہ بہتر اور آسان تر ہے۔

اس مشورے کے طے پانے کے بعد عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ اور اپنے بھائی محمد بن مروان (محمد اس وقت ارض موصل میں تھا) کو حجاج کے پاس ایک کثیر فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ عبدالملک نے ان دونوں کو یہ حکم دیا کہ عراق پہنچ کر اہل عراق کے سامنے حجاج کی معزولی کا مسئلہ پیش کرو اور یہ

Marfat.com

ظاہر کردو کہ جس طرح اہل شام کو حقوق دیے گئے ہیں، ان کو بھی دیے جائیں گے اور عبدالرحمٰن جس شہر کو اپنی حکومت کے لیے پسند کرے گا اس کو تاحیات اور جب تک عبدالملک خلافت پر متمکن ہے، وہاں کا حاکم برقرار رکھا جائے گا۔ اگر اہل عراق ان شرائط کو منظور کرلیں تو حجاج کو معزول کردو اور محمد بن مروان کو عراق کا حاکم بنادیا جائے لیکن اگر وہ اس کو قبول نہ کریں تو حجاج اپنی حکومت پر باقی رکھا جائے اور وہ اس فوج کا سردار رہے گا جو اس کے پاس موجود ہے اور تم دونوں اس کے ماتحت شمار ہو گے۔

حجاج کے لیے اس سے زیادہ تکلیف دہ اور ناگوار بات کوئی نہ تھی کہ وہ معزول کردیا جائے چنانچہ وہ بہت زیادہ خائف ہوگیا کہ اگر اہل عراق میری معزولی پر رضامند ہوگئے تو یہ یقینی بات ہے کہ میری حکومت کا خاتمہ ہوجائے گا۔ اسی خیال سے اس نے عبدالملک کو خط لکھا:

''امابعد! اگر آپ نے اہل عراق کے سامنے میری معزولی کا مسئلہ پیش کیا تو وہ پھر چند ہی دنوں کے بعد آپ کی مخالفت پر آمادہ اور لڑنے کو مستعد ہوجائیں گے۔ میری معزولی سے اس کے سوا کچھ نہ ہوگا کہ ان کی جرأت بڑھ جائے گی اور وہ آپ سے بے باک ہو جائیں گے۔ آپ کو اہل عراق کا اشتر نخعی کے ساتھ عثمان پر حملہ کرنا اور سعید بن العاص کو معزول کرنے کا مطالبہ کرنا کیا معلوم نہیں اور جب سعید بن عاص کو معزول کردیا گیا تو ان کے دل کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی اور عثمان کو قتل کیے بغیر چین نہ لے سکے۔ لوہا لوہے کو کاٹتا ہے ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا ہی فضول ہے۔''

عبدالملک کے دل پر حجاج کے خط کا کوئی اثر نہ پڑا۔ اس نے صاف انکار کردیا اور کہا کہ یہ مسئلہ ضرور پیش کیا جائے گا۔ جب یہ دونوں عراق پہنچ گئے تو عبداللہ اہل عراق کی فوج کے سامنے گیا اور کہا اے اہل عراق میں امیرالمومنین کا بیٹا ہوں۔ انھوں نے تم سے یہ باتیں کہی ہیں۔ پھر محمد بن مروان نے کہا کہ میں امیرالمومنین کا قاصد ہوں۔ انھوں نے تم کو یہ حقوق دیے ہیں اور یہ صورت پیش کرتے ہیں۔ اہل عراق نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم شام کے وقت آپس میں مشورہ کرلیں گے پھر آپ کو اطلاع دیں گے۔ تمام لوگ شام کے وقت عبدالرحمٰن بن اشعث کے پاس اسی مشورے کے لیے جمع ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمہیں آج کے دن کو غنیمت خیال کرنا چاہیے اور خدا کے فضل سے آج تم ان کے مقابلے میں مساوی رتبہ رکھتے ہو۔ انھوں نے ''جنگ زاویہ'' میں تم پر مظالم

Marfat.com

ڈھائے اور تم نے جنگ تستر میں ان کے ساتھ زیادتی کی۔اس لیے جو مسئلہ تمہارے سامنے پیش کیا جارہا ہے اس کو بخوشی قبول کرلو۔تم ایک ایسی قوم کے معزز اور قابل قدر افراد ہو جس سے وہ خوف زدہ اور مرعوب ہیں۔اگر تم نے اس کو قبول کرلیا تو تم ان پر ہمیشہ جری رہو گے۔آزادنہ گفتگو کرسکتے ہو اور ان میں معزز اور ذی مرتبہ رہو گے۔

یہ سن کر تمام لوگ ہر طرف سے امنڈ پڑے اور یہ کہنے لگے کہ واہ خدا نے اب تو ان کو ہلاک کردیا ہے۔تنگی و قلت،بھوک و پیاس،ذلت وخواری ان کے سروں پر منڈلارہی ہے اور ان کے مقابلے میں ہم کثیر التعداد ہیں۔خدا نے ہم کو دولت اور ثروت ساز وسامان بھی عنایت کیا ہے۔پھر ہم ان سے صلح کیوں کریں؟نہیں ہم کبھی نہ صلح کریں گے۔وہ دوبارہ عبدالملک کو معزول کرنے کے لیے تیار ہوگئے۔پہلا شخص جس نے عبدالملک کو تخت سے اُتارنے کے متعلق یہاں اعلان کیا،عبداللہ بن ذوآب السلمی تھا اور عمیر بن تیجان تھا۔یہاں فارس سے بھی زیادہ لوگوں کا اس مسئلہ پر اتفاق ہوگیا۔

عبداللہ بن عبدالملک اور محمد بن مروان نے جب یہ واقعہ سنا تو دونوں نے حجاج سے کہا کہ اب تم اپنے لشکر کے سردار ہو اور اپنی رائے پر عمل کرو۔ہمیں تو تمہاری اطاعت کا حکم ملا ہے۔حجاج نے کہا کہ امارت اور سرداری کے لائق تو آپ لوگ ہیں لیکن وہ دونوں اس کے سر پر ڈالتے رہے اور وہ ان پر پھینکتا رہا۔جب اہل عراق دیر جماجم میں عبدالملک کو معزول کرنے کے متعلق متحد الخیال ہوگئے تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ سنو بنو مروان،بنوزرقا کے نام سے مطعون کیے جاتے ہیں۔پس وہ اس سے زیادہ صحیح النسب نہیں ہیں۔سنو بنو عاص اہل صفوریہ سے ہیں۔پس اگر امر خلافت کا قریش کی عزت اور حرمت پر مدار ہے تو سب سے پہلے میں قریش کی عزت دوبالا کرنے والا ہوں اور اگر یہ تمام عرب کی قومیت کا سوال ہے تو میں ابن اشعث ہوں۔ان الفاظ کو بہت بلند آواز سے کہا تاکہ تمام لوگ سن لیں۔ لوگ جنگ کے لیے آمادہ ہوگئے۔

حجاج نے اپنے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن سلیم کلبی کو مقرر کیا اور میسرہ پر عمارہ بن تمیم لخمی کو اور سواروں پر سفیان بن ابرد کلبی کو پیادہ پر عبداللہ بن خبیب حکمی کو متعین کیا۔عبدالرحمٰن نے اپنے میمنہ پر حجاج بن حارثہ خشعمی اور میسرہ پر ابرد بن قرہ تمیمی اور سواروں پر عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ ہاشمی اور پیادہ پر محمد بن سعد بن ابی وقاص اور مقدمہ پر عبداللہ بن رزام حارثی کو متعین کیا اور قراء کی جماعت جبار بن زحر بن

Marfat.com

قیس کے سپرد کی۔اسی جماعت میں سعید بن جبیر، عامر شعبی ابوالبختری طائی۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تھے۔

پھر روزانہ جنگ ہونے لگی اور ہر فریق غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔اہل عراق کے پاس کوفہ اور نواحی کوفہ سے سامان رسد برابر آتا رہا اور خود بھی خوش حال تھے۔برخلاف اس کے اہل شام سخت تنگ دستی میں مبتلا تھے۔گرانی نے انھیں تباہ کر رکھا تھا۔گوشت دیکھنے تک نصیب نہ تھا۔تقریباً وہ محاصرے کی حالت میں تھے۔اس پر رات، دن، صبح و شام لڑتے، کٹتے، مرتے گذرتا۔جس دن جبلہ بن زحر ابن قیس مقتول ہوا ہے۔اس دن قراء کی جماعت پر حملے ہوتے تھے اور وہ اپنی جگہ سے سرکتے نہ تھے یہ وصف اُن کا مشہور ہو گیا تھا۔انھیں لوگوں میں کمیل بن زیاد تھا جو ایک بہادر آدمی تھا۔واقعہ یہ ہوا کہ جس طرح روز حملے کے لیے نکلتے تھے اس دن بھی نکلے۔حجاج نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور عبدالرحمٰن نے اپنے لشکر کو منظم کیا۔حجاج نے قراء کے مقابلے کے لیے تین جماعتیں مقرر کیں اور ان پر جراح بن عبداللہ حکمی کو سردار بنایا۔اس فوج نے اس طرف کا رخ کیا اور متواتر تینوں دستوں نے تین مرتبہ حملہ کیا۔قراء نے ہر حملے کے زور کو اپنے استقلال سے روکا اور ثابت قدم رہے۔

مغیرہ بن مہلب کی وفات

اس سال مغیرہ بن مہلب نے خراسان میں ۸۲ھ کے ماہ رجب میں وفات پائی۔مہلب جب کش کی طرف جا رہا تھا تو اس نے خراسان میں اس کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔انتقال کی خبر یزید بن مہلب اور دوسرے لوگوں کو ملی لیکن مہلب سے مخفی رکھی گئی۔یزید نے جب عورتوں سے کہا تو وہ رونے دھونے لگیں۔مہلب نے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، مجبوراً بتانا پڑا کہ مغیرہ کا خراسان میں انتقال ہو گیا ہے۔یہ سنتے ہی مہلب نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن پڑھا اور اس قدر رنجیدہ ہوا کہ اس کا چہرہ مغموم نظر آتا تھا۔اس کے مصاحبین نے اس کو روکا کہ آپ اس قدر اپنے کو ہلاک نہ کیجیے۔اس کے بعد مہلب نے یزید کو بلا بھیجا اور مرو جانے کا حکم دیا اور وہاں کا انتظام درست رکھنے کی ہدایت کی لیکن اس کی حالت یہ تھی کہ باتیں کرتا جاتا تھا اور آنسو کے قطرے ٹپ ٹپ کر اس کی ڈاڑھی پر گر رہے تھے۔یزید ساٹھ آدمیوں کو لے کر اور بعض روایت میں ستر آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔راستے میں ترکوں کی ایک جماعت میدان بست میں ملی جن کی تعداد پانچ سو کے قریب تھی۔انھوں نے یزید سے دریافت کیا کہ تم

Marfat.com

کون لوگ ہو۔ان لوگوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں۔ترکوں نے کہا کہ اچھا تو ہم کو کچھ دو۔یزید نے دینے سے انکار کردیالیکن مجاعہ بن عبدالرحمٰن العتکی نے کپڑے اور کچھ ہتھیار دیے۔ترک ان چیزوں کو لے کر واپس گئے مگر پھر پلٹ پڑے اور لڑنے کے لیے آمادہ ہوگئے۔لڑائی نے جب زور پکڑا تو یزید کے پاس ایک خارجی مقید تھا۔اس نے کہا کہ آپ مجھ کو چھوڑ دیجیے تو کچھ کروں۔یزید نے رہا کردیا۔وہ نکل کر ان ترکوں پر حملہ آور ہوا۔گھوڑے کو آگے بڑھا لے گیا اور پھر پیچھے سے آ کر ان کے ایک آدمی کو قتل کر ڈالا۔پھر حملہ کیا اور دوسرے آدمی کو قتل کرڈالا۔اس کے بعد یزید کے پاس چلا آیا۔اس عرصے میں یزید نے ان کے ایک سردار کو مارڈالا اور اس میں اس کی پنڈلی میں ایک تیر بھی لگا۔جس سے ترکوں کو اور تقویت حاصل ہوگئی۔یزید نے ان کے حملوں کو بہت برداشت کیا اور پھر وہ لوگ خود اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جب ہم نے تم سے لڑائی شروع ہی کردی ہے تو اب اس وقت تک نہ جائیں گے جب تک ہمارا یا تمہارا خاتمہ نہ ہوجائے یا ہمیں کچھ دو۔یزید نے پھر دینے سے انکار کیا۔مجاعہ نے یزید سے کہا کہ اللہ کا نام لیجیے۔مغیرہ مرچکا اور اگر خدانخواستہ آپ ہلاک ہوگئے تو مہلب کے دل پر دو کاری ضربیں لگیں گی۔یزید نے جواب دیا کہ نہ تو مغیرہ اپنی موت کو واپس کرسکا اور نہ میں اس کی مدت آگے بڑھا سکتا ہوں۔مجاعہ نے پھر ترکوں کو اپنا ایک ریشمی عمامہ پھینک کردیا اور وہ واپس ہوگئے۔

مہلب اور باشندگانِ کش کی مصالحت

مہلب نے پورے دو سال کے قیام کے بعد اہلِ کش سے فدیہ پر صلح کرلی۔اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ بنو مضر کی قوم کو جب مہلب نے گرفتار کرلیا تھا اور پھر صلح کر کے رہا کردیا تو انھیں کی مصالحت نے اہل کش سے بھی صلح کرادی۔پھر مہلب کش سے واپس چلا آیا اور خزاعہ کے مولیٰ حریث بن قطبہ کو ان کے پاس بھیجا کہ جب وہ فدیہ دے دیں تو ان کی ضمانت واپس کردی جائے۔

بلخ پہنچ کر مہلب نے حریث کو خط لکھا: ''تم فدیہ وصول کرنے کے بعد ان کی ضمانت واپس نہ کرو۔'' حریث نے بادشاہ کش سے کہا کہ مہلب نے مجھ کو ایسا ایسا لکھا ہے اگر تم فدیہ جلدی دے دو تو ہم ضمانت واپس کردیں گے اور جب ہم جائیں گے تو مہلب سے یہ کہہ دیں گے کہ فدیہ کے وصول کرنے کے بعد اور ضمانت کے دینے کے بعد آپ کا خط پہنچا پھر میں کیونکر تعمیل کرسکتا تھا۔کش کے

Marfat.com

حکمران نے فدیہ داخل کر دیا اور حریث نے ضمانت واپس کر دی اور پھر وہاں سے روانہ ہوا۔ راستے میں ترکوں کی جماعت ملی تو اس سے کہا کہ تم اپنا اور اپنے ساتھیوں کا فدیہ ادا کر دو کیونکہ یزید (ابن مہلب) نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ حریث نے کہا کہ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مجھ کو بھی یزید کی ماں نے جنا ہے؟ اُن سے خوب لڑا اور کشت و خون کیا اور کچھ لوگوں کو قید کیا اور پھر ان کو فدیہ پر رہا کر دیا اور بعد میں اُن کے فدیہ بھی واپس کر دیے۔

یہ خبر مہلب کو ملی تو اس کو برا لگا، اس نے یہ بھی بُرا سمجھا کہ یزید کی ماں کے پیٹ سے وہ پیدا ہوا۔ اس سے وہ بہت ناراض ہوا۔ جب حریث بلخ پہنچا تو مہلب نے پوچھا کہ ضمانت کہاں ہے۔ حریث نے جواب دیا کہ آپ کا خط پہنچنے سے پیشتر ہی میں واپس کر چکا تھا۔ آپ کو جس چیز کا اندیشہ تھا اس کے لیے میں کافی تھا۔ مہلب نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے ان سے ساز باز کی ہے۔ اسی جرم میں اس کو برہنہ کرنے کا حکم دیا۔ حریث اس سے اتنا ملول ہوا کہ مہلب کو اس کے بیمار ہو جانے کا خطرہ ہوا۔ حریث برہنہ کیا گیا اور تیس کوڑے اس کو مارے گئے۔ حریث نے کہا کہ میں اس کو زیادہ پسند کرتا کہ میرے پیٹھ پر تین سو کوڑے لگائے جاتے لیکن یہ بے آبروئی نہ کی جاتی۔ اس کے بعد مہلب کے قتل کرنے پر اس نے قسم کھالی۔ ایک دن مہلب کے ساتھ جا رہا تھا تو اپنے غلاموں کو کہا کہ اس کو مار ڈالو۔ انھوں نے جواب دیا کہ کہیں وہ تجھ ہی کو قتل نہ کر دے۔ پھر حریث نے مہلب کے یہاں آنا جانا چھوڑ دیا۔ ایک دن مہلب نے ثابت جو حریث کا بھائی تھا، حریث کو بلانے کے لیے بھیجا اور کہا کہ وہ میرے بچوں کی طرح ہے میں اسی طرح تربیت کرتا ہوں جیسا کہ اپنے بچوں کی کرتا ہوں۔ ثابت، حریث کو بلانے کے لیے آیا لیکن حریث نے جانے سے انکار کر دیا اور اس کے قتل کی قسم کھائی۔ ثابت نے کہا اگر تمہاری یہ نیت ہے تو موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے یہاں چلو کیونکہ ثابت اس سے ڈرا کہ اگر حریث نے مہلب کو قتل کر دیا تو آپس میں لڑائی چھڑ جائے گی اس لیے تین سو آدمیوں کو ساتھ لے کر علیحدہ ہو گئے اور ترمذ چلے گئے۔

مہلب بن ابی صفرہ کی وفات

جب کِشّ والوں سے مصالحت ہو گئی تو مہلب مرو جانے کا قصد کر رہا تھا۔ جب وہ مرو روز

Marfat.com

پہنچا تو اس کے پیٹ میں ریاحی درد اٹھا، اور بعض کہتے ہیں کہ جسم پر زخم تھے اسی عارضہ سے اس کا وہیں انتقال ہوگیا۔ مرنے سے قبل نماز جنازہ کی وصیت اپنے لڑکے حبیب کے لیے کی تھی چنانچہ اسی نے نماز پڑھائی اور یہ بھی وصیت کی کہ میں اپنا جانشین یزید کو بناتا ہوں۔ آپس میں کسی قسم کا بھی اختلاف نہ رکھنا چاہیے۔ مفضل نے کہا کہ اگر آپ ان کا نام نہ بھی لیتے تو ہم لوگ اس کام کے لیے انھیں کو منتخب کرتے۔ پھر اس نے اپنے تمام لڑکوں کو بلایا اور ہر قسم کی ہدایتیں کیں۔ چند تیر منگائے اور ان کو ایک دھاگے میں باندھ دیا اور پوچھا کہ کیا تم لوگ اس کو توڑ سکتے ہو؟ لڑکوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ اگر یہ الگ الگ کر دیے جائیں تب تم توڑ سکتے ہو؟ لڑکوں نے کہا کہ ہاں۔ مہلب نے کہا کہ اسی طرح اتفاق کے ساتھ رہنا چاہیے۔ میں تم کو اللہ سے تقویٰ کی اور صلہ رحم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ چیزیں آخرت میں بھی کام آنے والی ہیں۔ ان سے رزق میں بھی وسعت آتی ہے۔ اولاد میں اضافہ ہوتا ہے۔ بے رحمی، ظلم وستم سے سخت منع کرتا ہوں کیونکہ یہ چیزیں انسان کو آگ میں ڈالتی ہیں۔ غربت اور تنگ دستی میں مبتلا کرتی ہیں۔ دنیا میں ذلیل وخوار رکھتی ہیں۔ اتفاق واتحاد، اطاعت اور فرماں برداری تم پر فرض ہے۔ تمہارے افعال واعمال تمہارے اقوال اور احکام سے زیادہ اچھے ہونا چاہئیں۔ کسی سوال کا جواب جلد نہ دیا کرو، زبان کی لغزشوں کا پورا لحاظ اور خیال رکھو، کیونکہ اگر آدمی کا پاؤں پھسل جاتا ہے تو وہ اٹھ سکتا ہے لیکن جب زبان پھسلتی ہے تو انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ جو لوگ تمہارے پاس آتے ہیں۔ ان کے حقوق کو تم پہچانو اور ان کی صبح وشام کی آمد اس کی یاد دہانی کے لیے کافی ہے۔ بخل اور کنجوسی کی جگہ سخاوت اور دریا دلی اختیار کرو۔ بھلائی اور اچھے کاموں کو کرنے کی ہمیشہ عادت رکھو کیونکہ اہل عرب کا خاصہ ہے کہ جب کوئی ان سے بھلائی کا وعدہ کرتا ہے تو اس کے لیے اپنی جان قربان کر دیتے ہیں اور اگر ان کے ساتھ بھلائی کی گئی اور تمہارا احسان رہا تو وہ کیا کچھ نہ گزریں گے۔ لڑائی کے وقت تدبر اور جنگی مصالح سے کام لو یہ شجاعت اور بہادری سے زیادہ مفید ہوتا ہے۔ جب لڑائی شروع ہوتی ہے تو قضائے الٰہی پہنچ جاتی ہے۔ آدمی اگر اپنی تدبیر سے فتح یابی حاصل کرتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تدبیر سے کامیابی حاصل کی اور ہر طرح اس کی تعریف کی جاتی ہے لیکن اگر وہ ناکامیاب ہوتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے، اس نے کوشش میں کوتاہی نہیں کی بلکہ قضائے الٰہی غالب آئی۔ تم پر نشر سنت، تلاوت قرآن اور بزرگوں کی تعظیم واجب ہے۔ زیادہ بولنے سے پرہیز کرو۔ ان بہترین نصائح کے

Marfat.com

بعد مہلب کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ نہار بن توسعہ نے چند اشعار مرثیے میں کہے ہیں:

الا ذهب المعروف والعز والغنی ... ومات الندی والجود بعد المهلب

اقام بمر والروذ رهن ضریحته ... وقد غاب عنه کل شرق ومغرب

اذاقیل ای الناس اولیٰ بنعمتهِ ... علی الناس قلنا هولم نتهیب

[افسوس کہ نیکی وسعادت عزت و دولت جود وسخا مہلب کے بعد سب فنا ہوگئی۔ مقام مروالروذ میں مدفون ہوا اور تمام مشرق اور مغرب کی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ اگر کوئی پوچھے کہ تمام لوگوں میں ذی مرتبہ کون ہے تو میں بلاخوف وخطر مہلب کا نام پیش کروں گا۔]

مہلب کا جب انتقال ہوا تو یزید نے حجاج کو اس کی اطلاع دی اور حجاج نے اس کو خراسان کا حاکم بنادیا۔

متفرق واقعات

اس سال عبدالملک نے ابان بن عثمان کو جمادی الاخریٰ میں مدینہ کی امارت سے معزول کردیا اور ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو وہاں کا عامل بنایا۔ ہشام نے جاتے ہی نوفل بن مساحق کو مدینہ کے عہدہ قضا سے معزول کردیا اور عمرو بن خالد زرقی کو وہاں کا قاضی بنایا۔

محمد بن مروان نے آرمینیہ والوں سے جنگ کی اور شکست دی آخر میں انھوں نے صلح کی خواہش ظاہر کی اور محمد نے بھی منظور کر کے شیخ ابن عبداللہ کو وہاں کا عامل بنادیا۔ جب محمد واپس چلا گیا تو یہاں کے لوگوں نے اس عامل کو قتل کرڈالا اور پھر قابض ہوگئے۔ بقول بعض یہ قتل ۸۲ھ میں واقع ہوا۔

وفیات

عبداللہ بن شداد بن الہادلیثی اسی سال دجیل میں مقتول ہوئے۔ ابوجوزاء اوس بن عبداللہ ربعی، عطاء بن عبداللہ سلیمی العابد، زاذان، ابووائل اور عمر بن عبیداللہ بن معمر تمیمی ان تمام اصحاب نے اسی سال وفات پائی۔ عمر بن عبیداللہ کی عمر ساٹھ برس تھی اور ابوامامہ باہلی نے بھی اسی سال انتقال کیا اور بعض نے ۹۱ھ میں بتایا ہے۔

Marfat.com

باب ۔۱۰

۸۳ھ کے واقعات

جنگ دیر جماجم کے بقیہ حالات

جب حجاج کے تینوں دستوں نے قراء کی جماعت پر بار بار حملہ کیا تو جبلہ بن زحر نے جوان کا افسر تھا للکار کر کہا کہ اے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور اے قاریو! میدان سے فرار ہونا بہت مذموم حرکت ہے۔ خصوصاً تمہارے ایسے لوگوں کے لیے اور زیادہ ذلت انگیز ہے۔ میں نے علی بن ابی طالب خدا ان کو صالحین کا درجہ عطا فرمائے اور صادقین اور شہداء کا مرتبہ دے، سے اس وقت یہ کہتے سنا کہ جب ہم شامیوں سے لڑ رہے تھے کہ اے مسلمانو! جس شخص نے اپنی آنکھوں سے مظالم ہوتے دیکھے یا لوگوں کو باطل کی طرف دعوت دیتے ہوئے دیکھا اور دل میں اس کو ایک برا کام سمجھا تو وہ کم سے کم گناہ سے محفوظ رہ جائے گا لیکن جس شخص نے ان چیزوں کو صرف دل ہی سے نہیں بلکہ زبان سے بھی برُا کہا تو وہ پہلے شخص سے زیادہ قابل تعریف ہے، لیکن جس شخص نے اس کا انکار اپنی تلوار کے زور پر کیا تا کہ حق بلند ہو اور باطل دب جائے تو اس نے ہدایت کا سیدھا راستہ پالیا اور اس کا دل ہمیشہ حقانیت اور صداقت کے نور سے منور رہے گا۔ اس لیے تم ان بدعتی اور مفسد لوگوں سے لڑو۔ جنھوں نے باطل کو حق پر ترجیح دی اور اس سے ناواقف بھی ہیں اور جنھوں نے ظلم وتعدی کا بازار گرم کیا اور اس کو معیوب بھی نہیں سمجھتے۔

اس کے بعد ابوالبختری نے چلا کر کہا کہ اے لوگو اپنے دین کی حفاظت اور دنیا کے حصول کے لیے خوب لڑو۔ شعبی نے کہا اے بھائیو ان سے خوب جنگ کرو۔ ان سے جنگ کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ خدا کی قسم میرے علم میں بسیط زمین پر ان سے زیادہ ظالم اور جابر کوئی نہ ہوگا۔ سعید بن

Marfat.com

جبیر نے بھی یہی کہا۔ جبلہ نے پھر کہا کہ ان پر ایک ایسے جذبہ صادق سے حملہ کرو کہ اُس وقت تک منہ نہ پھیرو جب تک ان کی صفوں میں انتشار نہ پیدا کردو اور فوج میں ہل چل نہ ڈال دو۔ چنانچہ قراء کی اس جماعت نے بڑا زبردست حملہ کیا۔ فوجوں کو دباتے ہوئے بالکل پیچھے ہٹادیا اور ان میں انتشار پیدا کردیا۔ ارگرد کے دستوں کو بھی زور باندھ کر پیچھے ہٹاتے ہوئے چلے گئے لیکن جب واپس پھرے تو جبلہ بن زحر کو مقتول پایا اور یہ نہ معلوم ہوسکا کہ کیونکر مقتول ہوا۔

قتل ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب قراء نے شامیوں پر حملہ کیا اور ان کو منتشر کردیا تو جبلہ اپنے ساتھیوں کی واپسی کے انتظار میں کھڑا رہا۔ اہل شام کی ایک جماعت بھاگ کر اس طرف آئی جہاں جبلہ کھڑا تھا۔ انھوں نے جبلہ کے ساتھیوں کو آگے بڑھتے دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ یہ جبلہ ہے جب تک وہ لوگ ادھر مشغول ہیں آؤ اس کا خاتمہ کردیں۔ انھوں نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے بھی مقابلہ کیا مگر آخر میں مقتول ہوا۔ اس کا قاتل ولید بن نحیت کلبی تھا۔ اس کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس لے گیا اس نے جب دیکھا تمام لوگوں کو خوش خبری دی۔

جب اصحاب جبلہ واپس پھرے تو اس کو مقتول پایا۔ اس واقعہ سے ان کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ ایک دوسرے کو موت کی خبر دینے لگے۔ ابوالبختری نے کہا کہ جبلہ کا قتل تمہیں افسردہ نہ کردے وہ تمہارے ہی طرح ایک آدمی تھا۔ جسے موت آگئی جو نہ پہلے آسکتی تھی اور نہ بعد میں۔ اس تسلی کے باوجود بھی قراء کی جماعت میں کمزوری پیدا ہوگئی۔ اہل شام نے طنزاً کہا کہ اللہ کے دشمنو اب تو تم برباد ہوگئے کیونکہ تمہارا متکبر سردار مقتول ہوگیا۔

اتفاقاً بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی آگیا جس سے تمام لوگ خوش ہوگئے اور کہنے لگے کہ جبلہ کا نعم البدل ہمیں مل گیا۔ بسطام ایک بہادر اور تجربہ کار آدمی تھا۔ یہ اس وقت رے سے آرہا تھا جب عبدالرحمٰن بن اشعث سے ملا تو اس نے بنوربیعہ پر اس کو سردار مقرر کیا۔ ایک دن اس نے بہت شدید جنگ کی اور حجاج کے لشکرگاہ تک پہنچ گیا اور وہاں کی تیس عورتوں کو گرفتار کرلیا۔ مگر پھر آزاد کردیا۔ حجاج نے کہا کہ انھوں نے اپنی عورتوں کو بچالیا ورنہ اگر میں ان پر غلبہ پاتا تو ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنالیتا۔

پھر دوسرے دن عبدالرحمٰن بن عوف الرواسی، جس کی کنیت ابوحُمید تھی میدان میں آیا اور اہل شام کو مقابلے کے لیے بلایا۔ ان میں سے بھی ایک آدمی میدان میں اترا اور دونوں میں تلوار چلنے لگی

Marfat.com

لیکن ہرایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ ہرایک نے یہی جواب دیا کہ میں کلابی کے قبیلے سے ہوں اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ دونوں بنی عم ہیں۔تب دونوں نے اپنی تلواریں میان میں کرلیں اور واپس گئے۔

پھر عبداللہ بن رِزام حارثی للکارتا ہوا نظر نکلا۔جس کے مقابلے میں اہل شام میں سے بھی کوئی آدمی پہنچا۔عبداللہ نے اس کو قتل کرڈالا۔تین دن تک وہ برابر اپنے حریف کو مارتا رہا۔چوتھے دن جب پھر آیا تو شامی بولے کہ ارے وہ پھر آگیا۔خدا اسے نہ لائے۔حجاج نے جرّاح سے کہا کہ اس کے مقابلے میں تم جاؤ۔وہ جب پہنچا تو عبداللہ نے اس سے کہا (جواس کا دوست تھا) اے جرّاح بڑے افسوس کی بات ہے تو میرے مقابلے میں کیوں آیا۔اُس نے کہا کہ میری اس مقابلے سے آزمائش کی گئی ہے۔ تو عبداللہ نے کہا اس کی ایک صورت ہے جرّاح نے کہا کہ وہ کیا۔اس نے کہا کہ میں تجھ سے شکست کھاجاتا ہوں اور تم حجاج کے پاس واپس جاؤ تاکہ وہ تمہارے اس کارنامے کی تعریف کرے میرا دل نہیں چاہتا کہ میں تیرے ایسے شخص کو قتل کروں۔میں تیری خاطر لوگوں کے سامنے اپنی شکست کا واقعہ مشہور کروں گا اوران کی ملامت کوخوشی سے سنوں گا۔میں اپنی قوم میں سے تم جیسے شخص کو قتل کرنا ہرگز پسند نہیں کرتا۔جرّاح نے کہا کہ اچھا ایسا ہی کروچنانچہ جرّاح عبداللہ پر حملہ کرتے رہے۔اکثر لڑتے لڑتے شامیوں کے بالکل قریب ہوجاتے تھے۔(جرّاح کی نیت بدل گئی اوراس نے عبداللہ پر قاتلانہ وار کیا) عبداللہ کا غلام یہ دیکھ رہا تھا،اُس نے اپنے آقا کو ہوشیار کیا کہ وہ شخص آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے۔عبداللہ جرّاح کی طرف مڑا اوراس کے سر پر تلوار ماری اور کہا ''جرّاح تم نے میری نیکی کا خوب بدلہ دیا،میں تو تمہیں بچانا چاہتا تھا اور تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔تم نے قرابت اور رشتہ داری کا خوب بدلہ دیا۔''

لڑائی ایک سوتین دن تک ہوتی رہی کیونکہ عبدالرحمٰن اوراہل عراق ۲ ربیع الاول کو جماجم میں آئے تھے اور ۱۴ جمادی الاخری کو کامل شکست کھائی۔جب آخری دن آیا تو ہرطرف سے زور تھا اصحاب عبدالرحمٰن نے حجاج کی فوج پر غلبہ حاصل کرلیا اور وہ اس غرہ میں بھی آگئے کہ ہم نے اب شکست دے دی،اسی اثنا میں سفیان بن ابرد نے جو حجاج کی فوج کے میمنہ پر تھا، ابرد بن قرہ تمیمی پر حملہ کیا جو عبدالرحمٰن کے میسرہ پر تھا۔جلد ہی ابرد بن قرہ نے شکست کھائی۔لوگوں نے یہ خیال کیا کہ شاید شکست ہی پر مصالحت کرلی۔جب وہ شکست کھا گیا تو فوجوں کی صفیں ایک ایک کرکے اس طرف سے منتشر

Marfat.com

ہونے لگیں وہ ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ عبدالرحمٰن فوراً منبر پر آ کر کھڑا ہو گیا اور لوگوں کو اپنی طرف بلایا تمام لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اتنے میں اہل شام آگے بڑھے اور انھوں نے عبدالرحمٰن کے لشکر گاہ کا رخ کیا۔ عبداللہ بن یزید بن مفضل ازدی دوڑا ہوا آیا اور عبدالرحمٰن کو منبر سے اتار لیا اور کہا کہ مجھ کو تمہارے قید ہو جانے کا خطرہ ہے اگر تم جلد واپس چلو اور لوگوں کو کسی دوسرے مقام پر جمع کرو تو انشاء اللہ یہ برباد ہو جائیں گے چنانچہ وہ اور اس کے ساتھی بے تحاشا بھاگے۔

حجاج اس فتح یابی کے بعد کوفہ چلا گیا۔ محمد بن مروان موصل گیا۔ عبداللہ بن عبدالملک شام واپس گیا۔ حجاج نے لوگوں سے بیعت لینی شروع کی اور اس شخص سے بیعت لیتا تھا جو یہ اقرار کرتا تھا کہ میں اس سے قبل کافر تھا یا میں نے کفر کا ارتکاب کیا تھا۔ اگر وہ یہ کہتا تو بیعت لیتا ورنہ قتل کر دیتا۔ چنانچہ ایک شخص بنو خثعم میں سے اس کے پاس آیا جو غریب ہمیشہ گوشہ نشین رہتا تھا۔ حجاج نے اس کی حالت دریافت کی تو اس نے اپنی گوشہ نشینی کی خبر دی۔ حجاج نے کہا کہ تم اپنے کفر کا اقرار کرو۔ اس نے جواب دیا کہ میں بُرا آدمی ہوں گا کہ اسی (۸۰) برس سے خدا کی عبادت کرتا آیا ہوں اور آج تیرے سامنے یہ کہوں۔ حجاج نے کہا کہ اگر تم نہ کہو گے تو میں قتل کر ڈالوں گا۔ اس نے کہا کہ اگر تم قتل کر دو گے تو بھی یہ نہیں کہہ سکتا۔ اہل عراق اور شام میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے اس کے قتل پر اظہار افسوس نہ کیا ہو۔

اس کے بعد کُمیل بن زیاد کو بلایا اور کہا کہ تم امیر المومنین (حضرت) عثمانؓ سے قصاص لینے والے تھے میری بڑی خواہش تھی کہ تم میرے قبضے میں آتے۔ کُمیل نے کہا کہ تم کو ہم دونوں میں سے کس پر زیادہ غصہ ہے ان پر جب کہ وہ اپنے نفس کا بدلہ دینے کے لیے تیار تھے یا مجھ پر جب کہ میں نے بدلہ لینے کو درگذر کر دیا۔ پھر کہا کہ اے بنو ثقیف کے ایک فرد تو اپنے خاندان پر ظلم نہ کر اور مجھ پر بھیڑ بکریوں کی طرح حملہ نہ کر۔ میری زندگی تو صرف چند دنوں کی ہے جو تجھ کو کرنا ہے وہ کر کیونکہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اور پھر قتل کے بعد حساب و کتاب کا معاملہ ہے۔ حجاج نے کہا کہ اس کی حجت قیامت میں تجھ پر رہے گی۔ یہ بھی مارا گیا۔

اس کے بعد دوسرا شخص حجاج کے سامنے لایا گیا۔ حجاج نے کہا کہ یہ اپنے کفر پر شہادت نہیں دے گا لیکن اس نے کہا کہ تو میرے نفس کو دھوکا دیتا ہے میں تو کفر میں فرعون کا بھی چچا ہوں۔ حجاج ہنس پڑا اور اس کو چھوڑ دیا۔ کوفہ میں حجاج ایک مہینہ تک مقیم رہا اور شامیوں کو کوفہ والوں کے مکان میں ان کے

Marfat.com

ساتھ اُتارا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے فوج کو غیر کے گھروں میں اُتارا اور یہ اب تک رائج ہے۔ خاص کر بلاد عجم میں زیادہ رائج ہے۔ جس شخص نے کوئی برا طریقہ ایجاد کیا اس کا عذاب اس کے سر پر ہے اور جنھوں نے اس پر عمل کیا ان کا عذاب بھی اس پر کیا جائے گا۔

مسکن کی لڑائی

جب عبدالرحمٰن نے شکست کھائی تو سیدھا بصرہ آیا اور ہزیمت خوردہ لوگ بھی بہت بڑی تعداد میں وہیں جمع ہوئے۔ جن میں عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب (جندب) بن عبد شمس قریشی بھی تھا۔ محمد بن سعد بن ابی وقاص مدائن کا حاکم تھا۔ جب حجاج نے اُس کا قصد کیا تو وہ عبدالرحمٰن سے آکر مل گیا۔ جب کافی لوگوں کا اجتماع ہوگیا تو عبدالرحمٰن نے پھر حجاج کا رخ کیا۔ اُس کے آدمیوں میں بسطام ابن مصلقہ بن ہبیرہ شیبانی بھی شامل تھا۔ جس نے بہت سے لوگوں سے موت تک ساتھ دینے کا عہد لیا تھا اور تمام فوج مسکن میں آکر مقیم ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے فوراً خندق کھود لی اور لڑائی ایک طرف سے ہونے لگی۔

اُسی درمیان میں خالد بن جریر بن عبداللہ، خراسان سے کوفہ والوں کی ایک فوج لے کر پہنچا۔ ۱۵ شعبان تک لڑائی ہوتی رہی۔ اسی جنگ میں زیاد بن غنیم القینی مقتول ہوا جو حجاج کی فوج کا سردار تھا۔ اس واقعے سے حجاج نے اپنی فوج کو بہت ابھارا اور صبح ہوتے ہی انہوں نے بڑی زوردار یورش کی مگر پھر سفیان بن ابرد کے لوگ بھاگ گئے۔ حجاج نے عبدالملک بن مہلب کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے عبدالرحمٰن پر بہت سخت حملہ کیا۔ جس سے عبدالرحمٰن کی فوج نے شکست کھائی اور پھر حجاج کی فوجوں نے ہر طرف سے تنگ کرنا شروع کیا تو وہ بالکل شکست کھا گئے۔ اسی میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلے فقیہ اور ابوالبختری طائی مقتول ہوئے۔ اُس کے بعد بسطام بن مصلقہ نے اہل کوفہ و بصرہ سے چار ہزار شہسواروں کو منتخب کیا اور اُن کے ساتھ روانہ ہوا۔ تمام لوگ اس قدر جوش میں بھرے ہوئے تھے کہ انہوں نے تلوار کے نیام توڑ ڈالے۔ غرض کہ اس طرح بسطام نے اہل شام پر دھاوا کیا۔ شامی کئی بار پیچھے ہٹائے گئے تو حجاج نے تیراندازوں کو تیر چلانے کا حکم دیا۔ تیراندازوں نے ہر طرف سے اُن کو اپنے حلقہ میں لے لیا اور پھر ایک ایک کو نشانہ بنا کر قتل کیا۔ ابن اشعث بھاگ گیا۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن اشعث کے مسکن میں شکست کھانے کے متعلق ایک دوسری روایت بھی ہے وہ یہ ہے کہ حجاج اور ابن اشعث کی فوجیں کرخ، دجلہ، سیب کے درمیان میں تھیں۔ یہ لوگ ایک مہینہ تک برابر لڑتے رہے۔ ایک دن ایک بڈھا حجاج کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ کرخ کے عقب سے حملہ کرنے کا راستہ بہت اچھا ہے۔ جس میں پانی کے چقر جا بجا ہیں۔ حجاج نے اُس کے ساتھ چار ہزار آدمیوں کو بھیجا اور سردار فوج سے یہ کہہ دیا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو ایک ہزار درہم انعام دے دینا اور اگر جھوٹا ہو قتل کر ڈالنا۔ چنانچہ یہ لوگ اس بڈھے کے ساتھ گئے۔ ادھر حجاج عبدالرحمٰن سے برابر لڑتا رہا۔ لیکن آخر میں شکست کھا کر سیب کے اس پار چلا گیا اور ابن اشعث اپنے لشکرگاہ میں واپس گیا۔ رات حجاج کی فوج نے اس راستے سے حملہ کیا اور لوٹ لیا۔ وہ لوگ بے خبر تھے حتیٰ کہ ہتھیار اتار چکے تھے۔ آدھی رات تک برابر تلواریں چمکتی رہیں۔ سینکڑوں کو وہیں ٹھنڈا کر دیا۔ عبدالرحمٰن کی فوج میں سے مقتولین سے زیادہ ڈوب کر مرے۔ حجاج نے جب یہ شور وغوغا سنا تو ادھر پلٹا اور جن کو پایا قتل کیا۔ مقتولین میں عبداللہ بن شداد بن ہاد، بسطام بن مصلقہ، عمرو بن ضبیعۃ رقاشی، بشر بن منذر بن جارود وغیرہ تھے۔ تمام ملا کر چار ہزار آدمی اس رات کو مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن کی رتبیل کی طرف روانگی اور سفر کے واقعات

جب عبدالرحمٰن نے مسکن میں بھی شکست کھائی تو وہ سجستان کی طرف بھاگا۔ حجاج نے اُس کی تعاقب میں اپنے لڑکے محمد بن حجاج اور عُمارۃ بن تمیم لخمی کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ عُمارۃ نے سوس میں عبدالرحمٰن کو پکڑا اور کچھ دیر لڑا بھی۔ لیکن عبدالرحمٰن اور اُس کے ساتھی فوراً شکست کھا کر بھاگے اور سابور میں آ کر ٹھہرے۔ وہاں کردوں کی ایک جماعت سے عُمارۃ کی جنگ ہوئی اور اس کی فوج کے کچھ آدمی مجروح ہوئے اور مجبوراً راستہ چھوڑ دینا پڑا۔ عبدالرحمٰن کرمان آیا اور عمارہ برابر اس کے تعاقب میں لگا رہا۔ بعض شامی فوجیں قصر کرمان میں داخل ہوئیں تو وہاں اُن کو ایک خط ملا جس میں کوفہ والوں نے ابن جلدہ یشکری کے اشعار نقل کیے تھے:

ایا لهفا ویا حزناً جمیعاً ویا حرا لفواد لما لقینا
ترکنا الدین والدنیا جمیعاً واسلمنا الحلائل والبنینا

Marfat.com

فما کنا أنا سا اهل دینِ فنصبر فی البلاء اذا ابتلینا

فما کنا اناساً اهل دنیا فنمنعها ولو لم نرج دینا

ترکنا دورنا لطغام علث وانباط القری والا شعرینا

[ہائے افسوس اے جنگ عظیم اوراے ہمارے قلوب کی وہ گرمی جب ہم مقابلہ کے لیے گئے۔ہم نے دین اور دنیا دونوں کو خیر باد کہا اور اہل وعیال کو چھوڑا۔نہ تو ہم دین والوں میں ہیں کہ جب آزمائش اورامتحان کا وقت آئے تو صبر کریں۔اور نہ دنیاوالوں میں ہیں کہ اس کی حفاظت کریں،اگرچہ دین میں کوئی توقع نہ ہو۔ہم نے اپنے گھروں کو عک اور دیہات کے نبطیوں اوراشعریوں کے لوٹنے کے لیے چھوڑا۔]

جب عبدالرحمٰن کرمان پہنچا تو وہاں کے عامل نے اُس کا استقبال کیااوراُس کی مہمان نوازی کا پورا سامان مہیا کیا۔عبدالرحمٰن کچھ روز ٹھہر کر سجستان کی طرف چلا گیا۔راستہ میں زرنج پڑتا تھا۔وہاں وہ ٹھہرنا چاہتا تھا لیکن وہاں کے عامل نے شہر کے دروازے بند کر دیے حالانکہ وہ عبدالرحمٰن ہی کی طرف سے وہاں کا عامل تھا۔عبدالرحمٰن کچھ دن تو اس خیال سے ٹھہرا کہ اُس کو فتح کر کے جائے لیکن جب کامیابی کے آثار نظر نہ آئے تو بست چلا گیا۔وہاں کا عامل خوداسی نے فیاض بن ہیمان بن حشام سدوی شیبانی کو مقرر کیا تھا۔اس نے عبدالرحمٰن کا استقبال کیااور قصر میں ٹھہرایا۔جب اُس کے تمام ساتھی غافل ہو گئے تو عیاض نے عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے اُس کی مشکیں کس لیں اور یہ ارادہ کیا کہ اس وفاشعاری کے ذریعہ سے حجاج سے امان طلب کرے۔

ادھر رُتبیل نے عبدالرحمٰن کے آمد کی خبر سنی تو وہ استقبال کی غرض سے آیا لیکن چونکہ عیاض نے عبدالرحمٰن کو محبوس کر لیا تھا۔اس لیے رُتبیل میدان بست میں اترا تھا۔اُس نے عیاض کو دھمکایا کہ خدا کی قسم اگر تم نے اس کا بال بھی بیکا کیا یا کسی قسم کا نقصان پہنچایا، یا اُس کے مال میں ایک حبہ بھی تم نے لیا تو یادرکھو کہ میں ہمیشہ تم کو ذلیل وخوار کرنے پر تلا رہوں گا۔تمہارے ساتھیوں کو قتل کر ڈالوں گا تمہاری عورتوں اور بچوں کو قید کر لوں گا۔تمہاری تمام چیزیں چھین لوں گا اس دھمکی کے بعد عیاض نے رُتبیل سے اپنے لیے امان طلب کی اور پھر عبدالرحمٰن کو چھوڑ دیا۔عبدالرحمٰن نے رہا ہونے کے بعد عیاض کو قتل کرنا چاہا لیکن رُتبیل نے روک دیا۔

Marfat.com

اُس کے بعد عبدالرحمٰن رتبیل کے ساتھ اُس کے علاقوں میں پہنچا اور وہاں اُس کی بڑی تعظیم و تکریم خاطر و مدارات کی گئی۔ شکست رسیدہ آدمیوں کی بہت بڑی جماعت جو عبدالرحمٰن کے ساتھ جنگ میں تھی، بجستان پہنچی جن کی تعداد ساٹھ ہزار تھی، ان میں شرفا قوم اور روساء ملک بھی تھے۔ انھوں نے حجاج کی امان کو قبول نہیں کیا بلکہ جس مقام پر ٹھہرتے تھے وہاں اس کی عداوت کا بیج بوتے جاتے تھے۔ بجستان پہنچنے کے بعد انھوں نے زرنج کا محاصرہ کر لیا اور پھر عبدالرحمٰن کو لکھ بھیجا کہ ہمارا ارادہ خراسان جانے کا ہے تاکہ وہاں کے لوگوں سے بھی مدد حاصل کریں۔ آپ بھی ہم لوگوں کے ساتھ چلیے۔ عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب، ابن اشعث کی عدم موجودگی میں اس فوج کے سردار تھے۔ جب عبدالرحمٰن کے پاس متواتر خطوط آئے تو وہ وہاں گیا اور انہوں نے مل کر زرنج کو فتح کر لیا۔ عُمارہ بن تمیم بھی شامیوں کو ساتھ لے کر تعاقب میں اسی طرف چلا۔ عبدالرحمٰن سے اس کے لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں سے خراسان چلیے۔ عبدالرحمٰن نے کہا وہاں یزید بن مہلب ہے جو ایک مشہور اور معروف بہادر ہے۔ وہ کبھی اپنے تخت حکومت کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اگر ہم گئے تو وہ ہم سے لڑے گا۔ شامی فوجیں بھی ہمارے تعاقب میں ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم پر دوطرفہ حملہ ہوگا اور ہم کو اہل خراسان اور شامی دونوں پیس ڈالیں گے۔ لوگوں نے پھر کہا کہ اگر ہم خراسان پہنچ گئے تو ہماری تعداد زیادہ ہوگی نہ کہ ان کی۔

آخرکار عبدالرحمٰن اُن کے ساتھ ہولیا۔ وہاں سے ہرات آیا۔ ہرات ہی سے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ قرشی دو ہزار آدمیوں کو لے کر بھاگ گیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ خوب میں تو ایک اطمینان کی جگہ میں تھا مگر تمہارے خطوط آئے کہ یہاں آؤ کیونکہ ہم سب کے سب متحد ہیں شاید اسی طرح دشمنوں سے لڑ کر فتح حاصل کرلیں گے انھیں وجوہ سے میں آ گیا۔ وہاں سے تمہاری رائے خراسان جانے کی ہوئی اور اگرچہ میں نے اُس کی مخالفت کی تھی، لیکن یہ ضرور خیال کیا جاتا تھا کہ تم متحد ہو گے۔ مگر یہاں تو رنگ ہی دوسرا ہے۔ عبیداللہ نے کہا کہ۔ اب تمہارے دل میں جو آئے وہ کرو میں تو اپنے دوست کے پاس واپس جانا جاتا ہوں۔

چنانچہ وہ متفرق ہوگئے۔ ایک جماعت اُس کے ساتھ رہی اور باقی تمام لوگ عبدالرحمٰن بن عباس کے ساتھ رہ گئے اور انھوں نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ عبدالرحمٰن بن اشعث رُتبیل کی طرف چلا گیا اور عبدالرحمٰن بن عباس ہرات کی طرف گیا۔ وہاں رقاد ازدی ملا تو ان لوگوں نے اُس کو قتل

Marfat.com

کرڈالا پھر جب یزید بن مہلب کو خبر ہوئی تو اس نے بھی ان کی طرف توجہ کی۔

بعض روایت میں ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن اشعث نے مسکن میں شکست کھائی تو عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ ہرات بھاگا اور عبدالرحمٰن بن عباس بجستان آیا اور وہاں سے عبدالرحمٰن کی فوج کو جمع کر کے جس کی تعداد بیس ہزار تھی خراسان چلا۔ راستہ میں ہرات میں ٹھہرا اور رقاد کو قتل کر ڈالا۔ یزید بن مہلب نے اوّل اوّل یہ کہلا بھیجا کہ جن ممالک میں تم نے اب تک جنگ کی ہے اُن کے امرا میری طرح شان وشوکت اور جاہ وجلال والے نہ تھے۔ اس لیے تم یہاں سے چلے جاؤ اور ایسی جگہ جا کر لڑو جہاں کوئی حاکم نہ ہو لیکن میں تو تم سے لڑنا فضول سمجھتا ہوں اگر تم کو کچھ مال کی ضرورت ہو تو ہم بھیجے دیتے ہیں۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ ہم لڑنے کے لیے نہیں آئے ہیں اور نہ یہاں مقیم رہیں گے بلکہ ذرا دم لینے کے لیے ٹھہرے ہیں۔ پھر یہاں سے چلے جائیں گے۔ یزید نے چھوڑ دیا مگر عبدالرحمٰن بن عباس نے خراج وصول کرنا شروع کر دیا جس پر یزید نے عبدالرحمٰن کو لکھا کہ تم بہت آرام کر چکے خراج وصول کر کے موٹے بھی ہو گئے ہو۔ خیر جو کر چکے وہ کر چکے۔ اب تم یہاں سے جاؤ کیونکہ میں لڑنا پسند نہیں کرتا عبدالرحمٰن نے کہا کہ اب تو میں لڑائی کے سوا کسی چیز پر راضی بھی نہیں ہوں بلکہ اس نے یزید کی فوج سے خط وکتابت شروع کی تا کہ ان کو اپنی طرف مائل کرے۔ یزید کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے کہا کہ معاملہ بہت تجاوز کر گیا ہے مجبوراً جنگ کرنے کے لیے نکلا۔ زیادہ دیر تک لڑائی کا موقع نہ آیا بلکہ تھوڑی ہی دیر میں عبدالرحمٰن کے ساتھی بھاگ گئے۔ صرف ایک جماعت نے اُس کا ساتھ دیا مگر وہ بھی شکست کھا گئی۔ یزید نے اپنی فوج کو تعاقب سے روکا اور عبدالرحمٰن کی تمام چیزیں لوٹ لیں۔ جو لوگ ملے اُن کو قید کر لیا۔ ان میں محمد بن سعد بن ابی وقاص، عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر، عباس بن الاسود بن عوف زھری، ہلقام بن نعیم بن قعقاع بن معبد بن زرارہ، فیروز حصین، ابوالفلیح مولی عبیداللہ بن معمر، سوار بن مروان، عبدالرحمٰن بن طلحہ بن عبداللہ بن خلف خزاعی، عبداللہ بن فضالہ زہرانی ازدی وغیرہ تھے۔

عبدالرحمٰن بن عباس سندھ کی طرف چلا گیا اور ابن سمرہ مرو روانہ ہو گیا۔ یزید جب مرو واپس آیا تو اس نے ان قیدیوں کو بہادر اور جوانمرد سپاہیوں کے ساتھ حجاج کے پاس بھیجنے کا اردہ کیا۔ جب اُن کو روانہ کرنے کا حکم دیا تو حبیب نے اپنے بھائی یزید سے کہ اگر ہم عبدالرحمٰن بن طلحہ کو بھی حجاج کے پاس بھیج دیں گے تو یمانیہ کو کیا منہ دکھائیں گے؟ یزید نے کہا کہ وہ حجاج ہے اُس کے ساتھ کوئی

Marfat.com

تعرض نہیں کرسکتا۔حبیب نے کہا معزولی سے نہ ڈریے اور اُن کو جانے سے روک دیجیے کیونکہ اُن کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔یزید نے کہا کہ وہ کیا ہے تو حبیب نے کہا کہ جامع مسجد مہلب پر کسی نے ایک لاکھ کا دعوی کیا تھا طلحہ نے اُس کو ادا کر دیا تھا۔بہرحال یہ سن کر یزید نے اس کو رہا کر دیا اور عبداللہ بن فضالہ کو بھی روک لیا کیونکہ وہ ازد میں سے تھا اور باقی کو حجاج کے پاس بھیج دیا۔جب یہ لوگ حجاج کے پاس پہنچے تو اُس نے اپنے دربان سے کہا کہ جب میں اُن کے سردار کو بلانے کا حکم دوں تو تم فیروز ابن حصین کو پکڑ کر لے آنا۔حجاج نے کہا اے ابوعثمان تم نے ان کا ساتھ کیوں دیا۔حالانکہ نہ تمہارا گوشت اُن کے گوشت سے کوئی تعلق رکھتا ہے اور نہ خون سے کوئی رشتہ ہے۔فیروز نے جواب دیا کہ فتنہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی کو نہیں چھوڑتا۔تو حجاج نے کہا اپنے اموال کی تفصیل لکھا دو۔اُس نے کہا لکھو، دس لاکھ، بیس لاکھ اسی طرح گناتا چلا گیا۔حجاج نے کہا کہ تمام مال کہاں ہے اُس نے کہا میرے پاس ہے۔حجاج نے کہا کہ یہ سب مجھ کو دے دو، اُس نے کہا کیا میرا خون معاف کر دو گے۔حجاج نے کہا تم کو مال بھی ادا کرنا ہوگا اور پھر تم کو قتل بھی کر ڈالوں گا۔فیروز نے کہا یہ نہیں ہوسکتا حجاج نے اُس کو ہٹانے کا حکم دیا اور وہ واپس کر دیا گیا۔

اُس کے بعد محمد بن سعد بن ابی وقاص پیش کیے گئے۔حجاج نے ان سے کہا کہ اے شیطان اور اے سب سے بڑے متکبر اور مغرور انسان یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کر کے حسینؓ اور ابن عمر ہونا چاہتا ہے اور پھر اُس کا اعلان کرتا ہے۔حجاج یہ باتیں کرتا جاتا تھا۔حتیٰ کہ محمد کے سر سے خون بہنے لگا۔آخر میں اُن کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔پھر عمر بن موسیٰ کو بلایا اور کہا کہ اے اپنی عورت کے غلام جولاہے کا لڑکا (ابن اشعث) تجھ کو مارنے کے لیے گرز اٹھاتا ہے اور تو حمام میں اُس کے ساتھ شراب نوشی کرتا ہے۔اُس نے جواب دیا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے یہ ایک فتنہ تھا جس میں اچھے اور برے سب داخل ہوگئے تھے۔اب خدا نے مجھ کو آپ کے قبضہ میں دیا ہے، درگذر کیجیے تو آپ کا فضل اور احسان ہوگا اور اگر سزا دی تو مجرمین کو سزا دی۔حجاج نے کہا کہ تو نے یہ غلط کہا کہ اس میں اچھے بھی تھے بلکہ سب بدترین لوگ تھے اور اچھے لوگ اس میں محفوظ رہے۔ممکن ہے کہ تیرا اقرار تجھے کچھ فائدہ پہنچائے۔ لوگوں نے یہ توقع کی کہ یہ بچ جائے گا لیکن وہ بھی مارا گیا۔پھر ہلقام بن نعیم لایا گیا۔حجاج نے پوچھا کہ ابن شعث نے تو کسی اپنی غرض سے یہ کام (یعنی بغاوت) کی تھی۔لیکن تو نے اس میں کیا توقع کی

Marfat.com

تھی۔ ہلقام نے کہا کہ مجھے اُمید تھی کہ وہ مجھے کسی شہر کا حاکم بنائے گا جیسا کہ تم کو عبدالملک نے حاکم بنایا۔ حجاج نے اُسے بھی قتل کر دیا۔ اُس کے بعد عبداللہ بن عامر آیا اس کے آنے کے ساتھ ہی حجاج نے یہ کہا کہ تجھ کو جنت دیکھنی نصیب نہ ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ اللہ ابن مہلب کو اُس کے احسانوں کا اچھا بدلہ دے، حجاج نے پوچھا کون سا احسان؟ ابن عامر نے یہ اشعار کہے:

لانـه کـاس فی اطلاق اسرتـه وقـاد نحوك فی اغلا لها مضرا

وقیٰ بقوملك وردالموت اسرته وكـان قوملك ادنیٰ عنده خطرا

[کیونکہ اُس نے اپنی قوم کو چالاکی سے بچالیا اور بنو مضر کو قید کر کے تیرے پاس بھیج دیا۔ اُس نے اپنی قوم کو تیری قوم کی ہلاکت کے عوض بچالیا۔ لیکن تیری قوم اس کے نزدیک بے قدر و قیمت ہے۔]

حجاج یہ سن کر خاموش ہو گیا لیکن یہ بات اُس کے دل میں کانٹے کی طرح چبھ گئی اور بولا کہ تجھ کو اس سے کیا غرض اور پھر قتل کر ڈالا۔ تاہم یہ بات اس کے دل میں برابر رہی اور آخرکار یزید کو خراسان سے معزول کر کے قید کر دیا۔ اس کے بعد پھر فیروز کو بلایا اور اس کے لیے یہ سزا مقرر کی کہ ایک تیز دھار کا بانس اُس پر رینداجائے جب وہ زخمی ہو جائے تو اس پر سرکہ چھوڑا جائے۔ فیروز اس مصیبت میں مبتلا ہوا جب اس کو موت کا پورا یقین ہو گیا تو اس نے سزا دینے والے سے کہا کہ لوگ میرے مقتول ہونے پر فوراً یقین کر لیں گے کہ میں مارا گیا اور پھر میری جو امانتیں لوگوں کے پاس ہیں وہ تم کو نہ ملیں گی۔ اس لیے تھوڑی دیر کے لیے مجھے چھوڑ دو تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ میں زندہ ہوں اور تب تمام اموال وہ تمہارے سپرد کر دیں گے۔ حجاج سے یہ کہا گیا اس نے کہا کہ اچھا جانے دو چنانچہ وہ دروازہ شہر کی طرف نکالا گیا اور لوگوں کو پکار پکار کر کہنے لگا کہ جو لوگ مجھ کو پہچانتے ہیں وہ یہ جان لیں کہ میں فیروز ابن حصین ہوں میرا بہت سا مال لوگوں کے پاس امانتاً رکھا ہے جن کے پاس ہو وہ اس کو حلال سمجھ کر اپنے مصرف میں لائیں اور کسی کو ایک حبہ بھی نہ دیں۔ حاضر غائب تک یہ بات پہنچا دے۔ جب فیروز واپس آیا تو حجاج نے قتل کر ڈالا۔

پھر عمر بن ابی قرۃ کندی کو بلایا گیا اور اس کے قتل کا حکم دیا گیا جو ایک شریف شخص تھا۔ اس کے بعد اَعشی ہمدانی حاضر کیا گیا۔ جب وہ سامنے آیا تو حجاج نے کہ اے اللہ کے دشمنو مجھ کو اشج اور قیس کے درمیانی واقعات کے اشعار سناؤ اَعشی نے کہا نہیں بلکہ میں وہ اشعار سناتا ہوں جو تمہارے متعلق میں

Marfat.com

نے کہے ہیں۔ چنانچہ اعشیٰ نے یہ اشعار پڑھے: (یہ چونتیس اشعار ہیں، صرف پہلا شعر دیا جارہا ہے)

ابـــی اللہ الّا ان یتــم نـــورہ ویطفیٔ نـار الفـاسقین فتخمدا

(چونتیس اشعار کا ترجمہ یہ ہے)

[اللہ دوسری چیزوں سے انکار کرتا ہے اور اپنے نور کی تکمیل کرتا ہے اور فاسقوں کے نور کو بجھا دیتا ہے پس وہ سرد پڑ جاتا ہے۔ خدا حق پرستوں کو ہر جگہ غالب کرتا ہے اور متکبروں کو تلواروں کے ذریعہ سے درست کرتا ہے۔ عراق اور اس کے باشندوں پر ذلت اور خواری نازل کرے گا جیسا کہ انھوں نے بڑے بڑے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا۔ اور جو کچھ انھوں نے نئی اور بڑی باتیں گڑھ لیں کیا یہ خدا تک نہیں پہنچیں۔ اور پے در پے بیعتوں کو انھوں نے توڑا آج جس کا عہد کیا کل اس کو بالائے طاق رکھ دیا۔ ان کے رب نے ان کے قلوب میں بزدلی پیدا کردی ہے پس اسی وجہ سے وہ لوگوں کے مقابلہ میں نہیں آتے صرف دور سے دھمکی دیتے ہیں۔ نہ تو ان کی باتوں میں صداقت ہے اور نہ استقلال ہے صرف ان میں تفاخر اور مبالغہ آمیزی ہے۔ تم نے دیکھا کہ کیونکر خدا نے ان کی جمعیت کو پراگندہ کردیا اور تمام عالم میں ان کی دھجیاں اڑادیں۔ ان کے مقتولین گمراہی اور فتنہ کے مقتولین ہیں، ان کی فوج شکست خوردہ ذلیل و خوار پھرتی ہے۔ جب ہم صبح کو ابن یوسف کے مقابلہ کے لیے چلے اور اس کے دونوں خسارے بجلی کی طرح چمکے اور بادل کی طرح گرجے۔ اور ہم نے اس کی طرف دونوں خندقیں عبور کرلیں لیکن ہم نے خندقیں نہیں عبور کیں بلکہ ملک الموت کی کمین گاہ میں پہنچے۔ تو حجاج بھی ہماری فوجوں کے مقابلہ کے لیے نکلا لیکن اُس نے کوئی جگہ متعین نہیں کی تھی۔ ایک ایسی جماعت کے ساتھ آیا کہ جن کی تلواروں میں موت کا خزانہ ہے جب کہ اس کی تلوار چمکتی ہے اور کوندتی ہے۔ ہم بھی خراماں خراماں! ایسی جماعتوں میں آگے بڑھے جو شروری اور نعمان کے پہاڑ کے مثل بلند تھیں، پس وہ آگے بڑھیں۔ جوں ہی حجاج نے اپنی تلوار میان سے کھینچ کر اٹھائی ہماری فوج بے تحاشا بھاگی اور منتشر ہوگئی۔ حجاج کوئی بڑی فوج کے ساتھ میدان میں نہیں آتا لیکن تم دیکھو گے کہ وہ ہمیشہ فتحیاب رہتا ہے۔ ابن عباس ایک کثیر فوج کے ساتھ تھا جو اپنی کثرت کی وجہ سے رات کی طرح سیاہ معلوم ہوتی

Marfat.com

ہیں۔ نہ توانھوں نے تلواریں چلائیں اور نیزے ہلائے لیکن جب وہ بزدلوں سے بھڑ گیا تو ناچار ان کو تلوار نکالنی پڑی۔ سفیان کے دستے نے ہم پر حملہ کیا اور ایک بہادر اور تجربہ کار شخص ہم سے نیزہ بازی کر رہا تھا۔ اور سفیان اس کی رہبری کر رہا ہے اس فوج کا جھنڈا گویا نیزوں کے لیے ڈھال ہے جو زعفرانی رنگ رنگا گیا ہے۔ بنی قضاء کے ادھیڑ اور جوان اُس کے داہنے بائیں کھڑے ہیں جب کمزور بھاگتے ہیں تو بہادر مدد کرتے ہیں۔ جب ان کو حملہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو ایک ساتھ ٹوٹ پڑتے ہیں اور وہ اپنے نیزوں کو برابر سیراب کرتے رہتے ہیں۔ امیر المومنین کی فوج اور اُن کا لشکر اور اُن کا والی خدا کی مدد سے غالب ہو گیا۔ پس امیر المومنین کو خوش ہونا چاہیے اس فتح پر جو ایک ایسی قوم پر ہوئی جو باغی اور سرکش تھی۔ ہم نے بنی مروان کو بہترین سرداروں میں پایا اور بردباری اور سیادت کے لحاظ سے ان کا افضل ترین ہے۔ حسب ونسب کے اعتبار سے بہترین قریش ہیں اور ان کے معزز ترین نبی محمدؐ ہیں۔ وہ شکایت کرتے ہیں کہ امراء باغی ہیں حالانکہ وہ سب سے زیادہ باغی اور ظالم ہیں۔ ہم معاملات کے نتائج پر غور کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ امیر المومنین ٹھیک راستہ پر ہیں۔ اسی طرح خدا اس شخص کو گمراہ کرتا ہے جس کے دل میں کوئی نقص ہوتا ہے یا جو حسد و بغض رکھتا ہے۔ لوگوں نے اپنے پیچھے اہل وعیال و متاع کو چھوڑ دیا اور ایسی پردہ نشین عورتوں کو چھوڑا جن کے گھونگٹ تک اتر گئے تھے۔ جو ان پر نوحہ خوانی کرتے وقت زار وقطار روتی تھیں رخساروں پر سرمہ اور آنسو گر رہی تھی۔ کیا انھوں نے صرف سرکشی، نافرمانی، دغا بازی اور قلت کی غرض سے کیا تھا اللہ ہر اس شخص کو ذلیل و خوار ہلاک کرتا ہے جو کسی دوسرے کی توہین کرتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن محمد نے کوفہ اور بصرہ کو (ان کی طرف چڑیا اڑا کر) اپنی صداقت کا فال لے کر برباد کر دیا لیکن فال نیک نہ لے سکا۔ جیسا کہ خدا نے بخیر اور اس کے خاندان کو اس کی ایسی قسمت کی وجہ سے برباد کیا جو بدبخت تھی۔]

ان اشعار کے سننے کے بعد شامیوں نے بڑی تعریف کی اور حجاج سے مخاطب ہو کر کہا کہ اُس نے کتنا اچھا کہا ہے۔ حجاج نے جواب دیا کہ اُس نے کوئی اچھی بات تو نہیں کہی۔ تم لوگ نہیں سمجھتے کہ ان اشعار سے اُس کی کیا مراد ہے۔ پھر اعشی سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے عدو اللہ میں تیری تعریف

Marfat.com

نہیں کروں گا۔اے بدبخت تو نے یہ کہا کہ نہ فتح ہو اور نہ کامیابی ہو اور پھر تو نے اپنی جماعت کو مجھ پر برانگیختہ کیا ہے۔میں نے ان اشعار کے متعلق کہا بھی نہیں تھا۔اشج اور قیس باذخ کے متعلق البتہ فرمائش کی تھی وہ سناؤ۔اعشیٰ نے سنانا شروع کیا جب بخ بخ للوالدة والمولود کے مصرعہ کو پڑھا تو حجاج نے کہ اُس کے بعد پھر تم بخ بخ نہ کرو گے آخر میں یہ بھی قتل کیا گیا۔

ان اشعار میں ابن عباس سے مراد عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے۔سفیان سے مراد ابرد کلبی ہے جو شامیوں کا سردار تھا۔فرخ محمد سے مراد عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث ہے اور ''اشج'' محمد بن الاشعث ہے۔قیس سے مراد معقل بن قیس ریاحی ہے جو عبدالرحمٰن کا نانا تھا اور کما شام اللہ النجیر والدة بجدله سے مطلب ہے جب اشعث بن قیس جو عبدالرحمٰن کا دادا تھا آنحضرت ؐ کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا اور اس کے ساتھ بنوکندہ بھی تھے تو مسلمانوں نے ان سے مقاتلہ کیا اور ان سب کو بخیر کے ساتھ محصور کر لیا اور پھر قتل کر ڈالا۔جس کا بیان اہل ردہ کے بیان میں کیا جا چکا ہے۔

بعض روایت میں ہے کہ حجاج کے پاس دو قیدی اور لائے گئے اور ان دونوں کو بھی اُس نے قتل کا حکم دے دیا لیکن ایک نے کہا میرا آپ کے اوپر ایک احسان ہے۔حجاج نے کہا وہ کونسا ہے۔اس نے کہا کہ ایک دن عبدالرحمٰن نے آپ کی ماں کا برے الفاظ میں تذکرہ کیا تھا تو میں نے اُس کو روکا۔حجاج نے پوچھا کہ اس پر شاہد کون ہے اُس نے دوسرے قیدی کو پیش کیا اور اُس نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی۔حجاج نے اس قیدی سے پوچھا کہ تم نے عبدالرحمٰن کو کیوں نہیں روکا جیسا کہ اُس نے روکا تھا۔اس نے کہا کیا تمہارے یہاں میرا سچ بولنا نفع دے گا؟ حجاج نے کہا ہاں۔اس پر اس نے جواب دیا محض اس لیے کہ مجھ کو تم سے اور تمہاری قوم سے بغض تھا۔حجاج نے دونوں کو رہا کرنے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ ایک کو اپنی حسن خدمت کی بنا پر اور دوسرے کو اپنی راست بازی کی وجہ سے رہا کر دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک انصاری (حضرت) عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں آیا اور کہا کہ میں فلاں کا لڑکا فلاں کا پوتا ہوں۔میرے دادا بدر میں مقتول ہوئے اور میرے فلاں دادا اُحد میں شہید ہوئے۔غرض کہ اپنے اسلاف کے مناقب بیان کرنے لگا۔(حضرت) عمر نے عنبسہ بن سعید بن العاص کی طرف دیکھا انھوں نے کہا کہ یہ فضائل نہ مسکن کی جنگ میں تھے اور نہ جماجم کی لڑائی میں تھے

Marfat.com

اور نہ یوم راہط میں حاصل ہو سکتے تھے اور پھر یہ شعر پڑھنے لگے:

تلك المكارم لا قعبان من لبن　　　شيباً بماءٍ فعادابعد ابوالاً

[یہ فضائل و مناقب ہیں دودھ کے ان دو پیالوں کی طرح نہیں ہیں جو پانی سے مخلوط کر دیئے گئے اور پھر پیشاب بن گئے۔]

(مقصد یہ ہے کہ یہ چیزیں ختم ہو چکیں۔ دوسرے غزوات اور سرایا میں وہ فضیلت نہیں ہے جو بدر اور اُحد کو حاصل تھی)

شعبی اور حجاج کی گفتگو

جب عبدالرحمٰن نے جماجم میں شکست کھائی تو حجاج کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص قتیبہ بن مسلم کے پاس چلا جائے وہ مامون ہے۔ قتیبہ رے کا حاکم تھا۔ اس اعلان کے بعد بہت سے لوگ قتیبہ کے پاس چلے گئے جن میں شعبی بھی تھے۔ ایک دن حجاج نے ان کا تذکرہ کیا اور دریافت کیا کہ کہاں ہے۔ یزید بن ابی مسلم نے کہا کہ وہ قتیبہ کے یہاں ہے، حجاج نے قتیبہ کو حکم دیا کہ وہ شعبی کو حجاج کے پاس بھیج دے چنانچہ قتیبہ نے شعبی کو بھیج دیا۔

اب یہاں سے شعبی نے خود روایت کی ہے کہ جب میں حجاج کے پاس پہنچا تو اپنے دوست یزید بن ابی مسلم سے ملا اور اس سے مشورہ لیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ جہاں تک ہو سکے معذرت کرو اور یہی اور لوگوں نے بھی مشورہ دیا۔ جب میں حجاج کے سامنے گیا تو میری رائے اُس کے خلاف قائم ہوئی جو کہ میرے مشیروں نے مجھ کو دی تھی میں نے اُس کو سلام کیا اور کہا کہ اے امیر مجھ کو لوگوں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ میں تجھ سے معذرت کروں جس کو خدا جانتا ہے کہ یہ معذرت حق پر مبنی نہیں ہے لیکن میں واللہ حق کے سوا ایک لفظ زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ خدا کی قسم۔ ہم نے آپ سے سرکشی کی اور آپ کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کیا اور آپ سے لڑائی کی اس وقت نہ تو ہم زبردست فاجروں میں تھے اور نہ متقی اور پرہیزگاروں میں تھے۔ اب خدا نے آپ کو ہم پر غلبہ دیا تو اگر آپ نے ہمارے ساتھ برا سلوک کیا تو وہ ہمارے گناہوں اور جرائم کا بدلہ ہوگا اور اگر آپ نے چشم پوشی کی تو یہ احسان ہوگا۔ اُس کے بعد آپ کو ہر حال میں ہم پر اختیار ہے۔ حجاج نے کہا کہ تمہاری یہ بات مجھ کو اُس شخص سے کہیں زیادہ

Marfat.com

محبوب ہے جو ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ جس کے ہاتھ میں یہ ہمارے خون سے رنگی ہوئی تلوار ہو اور پھر یہ کہے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ ہم حاضر تھے۔ بہر حال میں تیرے ساتھ کچھ نہیں کروں گا تو مامون ہے۔ ہاں لے شعبی بھلا یہ تو بتا کہ ہمارے بعد لوگوں کو تو نے کیسا پایا۔ تو میں نے جواب دیا کہ اللہ امیر کا بھلا کرے۔ آپ کے بعد نیند حرام ہوگئی، جاگنا آنکھوں کا سرمہ ہوگیا۔ لوگوں کے دلوں میں خوف و دہشت جاگزیں ہوگئی۔ اچھے دوست مفقود ہوگئے اور ہم نے آپ سے بہتر امیر نہیں پایا اُس کے بعد حجاج نے جانے کا حکم دیا اور میں واپس آ گیا۔

عمر بن ابی صلت کی رے سے معزولی

جب حجاج نے ابن اشعث پر فتح حاصل کر لی تو شکست رسیدہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت عمر بن ابی صلت کے پاس مجتمع ہوگئی اور اسی فتنہ میں عمر نے رے پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ جب یہ لوگ کافی تعداد میں جمع ہوئے تو اُن لوگوں نے پھر حجاج سے لڑائی کرنے کا منصوبہ باندھا تا کہ اپنے دامن سے ہزیمت کی شکست کا دھبا مٹا دیں۔ چنانچہ عمر کو لوگوں نے حجاج اور قتیبہ کے معزول کرنے کے لیے ابھارا عمر نے اُس سے انکار کیا۔ لوگوں نے اس پر اُس کے باپ ابی صلت کا دباؤ ڈالنا چاہا کیونکہ عمر اپنے باپ کا بہت مطیع تھا۔ چنانچہ ابی صلت کو اُس طرف مائل کیا اور اُس نے عمر سے کہا کہ اے بیٹا اگر تمہارے جھنڈے کے نیچے ایسے ایسے آدمی جمع ہوں تو میں پروا نہیں کرتا خواہ تم کل ہی مارے جاؤ۔ بہر حال عمر مجبوراً اس کام کے لیے مستعد ہوگیا۔

جب قتیبہ رے کے قریب آیا تو اُس کو حالات معلوم ہوئے پھر اُس نے لڑائی کی تیاری شروع کیا چند دنوں کے بعد عمر اور قتیبہ سے جنگ ہوئی جس میں عمر کے ساتھی بھاگ گئے اور ان میں اکثر بنو تمیم ہی تھے۔ عمر مجبوراً شکست کھا کر بھاگا۔ اصبہبذ بادشاہ طبرستان نے اُس کو پناہ دی اور بہت خوش خلقی سے پیش آیا۔ عمر نے ایک دن اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے مجھ کو قتیبہ اور حجاج سے لڑنے کا حکم دیا حالانکہ میری رائے بالکل خلاف تھی لیکن اطاعت کرنی پڑی۔ اب میرا ارادہ ہے کہ اس کافر اصبہبذ کو قتل کر ڈالوں اور اس کی جگہ پر میں تخت نشین ہو جاؤں گا۔ یہاں کے لوگ بھی جانتے ہیں کہ میں اُس سے زیادہ لائق ہوں لیکن آپ ہمیں اس کی اجازت دیجیے۔ ابی صلت نے کہا کہ میں ایک ایسے شخص کے ساتھ

Marfat.com

کوئی برائی نہیں کرسکتا، جس نے ہم کو ایسے وقت اپنی پناہ میں رکھا جب ہم خوف زدہ تھے۔ یہی نہیں بلکہ اس نے ہماری خاطر مدارات کی، عمر نے کہا کہ آپ بہتر جانتے ہیں آیندہ دیکھیے گا کیا ہوتا ہے۔ جب قتیبہ رے پہنچ گیا تو اس نے عمر کی حالت حجاج کے پاس لکھ بھیجی اور اس کے شکست کھا کر طبرستان بھاگنے کی بھی اطلاع دی۔ حجاج نے اصبھید کو لکھ بھیجا کہ تم ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو یا اُن کے سر بھیج دو ورنہ میں تم سے بری الذمہ ہوں اصبھید نے ایک دن عمر کی دعوت کی اور اسی دوران عمر کو قتل کر ڈالا اور اُس کے باپ کو قید کر کے بھیج دیا بعض روایت میں ہے کہ دونوں کے سر کاٹ کر بھیج دیے۔

شہر واسط کی تعمیر

اسی سال حجاج نے شہر واسط کی تعمیر کرائی۔ اُس کی صورت یہ ہوئی کہ حجاج کوفہ سے خراسان کی طرف فوجیں روانہ کر رہا تھا تو حمام عمر میں تمام فوجوں کو مجتمع کیا۔ ان میں ایک نوجوان بھی تھا جس کی حال میں اپنی بنت عم سے شادی ہوئی تھی۔ وہ ایک رات لشکرگاہ سے اپنی بیوی کے پاس گیا۔ میاں بیوی مکان میں تھے کہ ایک شخص دروازہ پر آیا اور اُس کو زور سے دھکا دیا۔ یہ ایک شامی تھا جو شراب کے نشہ میں مست تھا۔ اُس کی بیوی نے کہا کہ یہ شامی ہر رات کو ستاتا ہے۔ غالباً کسی برے فعل کی نیت رکھتا ہے میں نے اُس کے سرداروں سے بھی شکایت کی لیکن وہ سنتے ہی نہیں۔ شوہر نے کہا کہ اچھا تو اُس کو اندر آنے کی اجازت دو۔ اُس نے اجازت دی جب وہ اندر آیا تو اُس کے شوہر نے اُس کو قتل کر ڈالا۔ جب صبح کی اذان ہوئی تو لشکرگاہ کی طرف واپس جانے لگا اور اپنی بیوی سے کہہ گیا کہ جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اہل شام کو اُس کی اطلاع دے دینا کہ اپنے ساتھی کو اٹھا کر لے جائیں۔ وہ تجھے حجاج کے پاس ضرور پکڑ کر لے جائیں گے تو تم علانیہ اس واقعہ کی تصدیق کرنا۔

چنانچہ اُس عورت نے ویسا ہی کیا۔ شامی اس کو حجاج کے پاس پکڑ کر لائے اس کے سامنے اس عورت نے اصل واقعہ بیان کر دیا۔ حجاج نے کہا ٹھیک کہتی ہے اور شامیوں سے کہا کہ اپنے ساتھی کو لے جاؤ اس کے لیے نہ کوئی قصاص ہے اور نہ دیت ہے بلکہ مقتول فی النار ہے۔ اس کے بعد حجاج نے یہ اعلان کرایا کہ کوئی کسی کے گھر میں مقیم نہ ہو کیونکہ اس سے قبل اسی نے اہل کوفہ کے مکانوں میں شامیوں کو اتارا تھا۔ خیر شامی نکلے اور ایک دوسری جگہ پر آ کر مقیم ہوئے اور قاصدوں کو کوئی مناسب مقام تلاش

Marfat.com

کرنے کا حکم دیا گیا اسی اثنا میں حجاج اپنی فوج کے ساتھ واسط میں آ کر ٹھہرا۔ایک دن ادھر سے ایک راہب گذرا جو گدھے پر سوار تھا جب واسطہ میں پہنچا تو گدھے نے وہاں پر پیشاب کر دیا۔راہب گدھے پر سے اتر گیا اور جہاں پر اس نے پیشاب کیا تھا اس جگہ کی مٹی کھود لی اور اس کو ہاتھ میں لے کر دریائے دجلہ میں پھینک دیا۔حجاج یہ دیکھ رہا تھا اس نے کہا کہ اس راہب کو میرے پاس لاؤ۔جب وہ آیا تو اس سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔اُس نے کہا کہ میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ اس جگہ پر ایک مسجد بنائی جائے گی جس میں اس وقت تک خدا کی عبادت ہوتی رہے گی جب تک ایک موحد بھی دنیا میں موجود رہے گا حجاج نے شہر واسط کی حد معین کی اور اسی جگہ پر مسجد تعمیر کرائی گئی۔

متفرق واقعات

بعض روایت میں ہے کہ عبدالملک نے اس سال ابان بن عثمان کو مدینہ کی امارت سے معزول کر کے ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو حاکم بنا کر بھیجا۔عمال حکومت مدینہ کے سوا تمام وہی تھے جن کا تذکرہ گزشتہ سال کے بیان میں کیا چکا ہے۔حجاج نے عبدالرحمٰن بن اشعث کی جنگ کے ڈر سے اپنی عورتوں کو شام بھیج دیا تھا۔اُس میں اُس کی بہن زینب بھی تھی جس کا تذکرہ نُمیر نے اپنے اشعار میں کیا ہے۔جب عبدالرحمٰن شکست کھا گیا تو حجاج نے اس خوش خبری کی اطلاع ایک قاصد کے ذریعہ سے عبدالملک کو دی اور اس کو خط زینب کو دینے کے لیے دے دیا۔یہ زینب کو خط اس وقت ملا جب وہ خچر پر سوار تھی۔اس نے اسی پر خط پڑھنا شروع کیا۔خچر کاغذ کی آواز سے بھڑکا اور زینب گر کر مر گئی۔

وفیات

اسی سال واثلہ بن اسقع نے انتقال کیا اور ان کی عمر (۱۰۵) ایک سو پانچ برس کی تھی اور بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ ۸۵ھ میں مرے اور ان کی عمر (۹۸) اٹھانوے برس کی تھی۔

زر بن حُبیش نے اسی سال وفات پائی ان کی عمر (۱۲۲) ایک سو بائیس برس تھی۔ابو وائل شقیق بن سلمہ اسدی کوفی نے بھی اسی سال انتقال کیا ان کی پیدائش اھ میں ہوئی تھی۔

Marfat.com

باب-۱۱

۸۴ھ کے واقعات

ابن قِرّیہ کا قتل

اسی سال حجاج نے ایوب بن قِرّیہ کو قتل کیا۔ یہ بھی ابن اشعث کے ساتھ دیر جماجم میں شریک تھا۔ جب اس نے شکست کھائی تو ایوب حوشب بن یزید کے پاس آیا۔ جو اس وقت حجاج کی جانب سے کوفہ کا حاکم تھا۔ حوشب نے ایوب کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ ایوب جب حجاج کے سامنے لایا گیا تو اس نے کہا کہ میری لغزشوں کو معاف فرمائے اور اپنی رحمت سے مجھ کو نجات دیجیے کیونکہ انسان سخی اُس وقت تک نہیں کہا جا سکتا جب تک اس کے باورچی خانے میں کثرت ضیافت کی وجہ سے راکھ کے ڈھیر نہ لگ جائیں اور نہ کوئی بہادر اس وقت تک بہادر کے خطاب سے یاد کیا جا سکتا ہے۔ جب تک اس کا جسم گرد وغبار سے اٹا نہ ہو اور نہ کوئی شخص اس وقت تک جنگجو کہلایا جا سکتا ہے جب تک اس پر تلواروں کی ضربیں نہ لگی ہوں۔ حجاج نے کہا کہ ہرگز نہیں، میں تو تجھے جہنم کی زیارت کراؤں گا۔ ایوب نے کہا کہ کم سے کم اسی سے خوش کر دو کیونکہ میں اُس کی گرمی کو محسوس کر رہا ہوں۔ آخر میں وہ قتل کیا گیا۔ حجاج کی نظر جب مقتول ہونے کے بعد اس پر پڑی تو اس نے کہا کہ کاش چھوڑ دیتے تو اُس کا فصیح وبلیغ کلام سننے کو ملتا۔

نیزک کے قلعہ باذغیس کی فتح

یزید بن مہلب نے اس سال نیزک کے قلعہ کو فتح کر لیا۔ اس سے قبل اس نے اپنے

Marfat.com

جاسوسوں کو اس کام پر متعین کیا تھا کہ نیزک کے متعلق برابر اطلاع دیتے رہیں۔ جب نیزک باہر گیا تو اس کو خبر ملی۔ چنانچہ اس نے آگے بڑھ کر قلعے کا محاصرہ کرلیا اور اس پر قبضہ کیا۔ یہ قلعہ بہترین قلعوں میں سے تھا۔ اس کی مضبوطی اور اس کا استحکام مشہور تھا۔ نیزک جب اسے دیکھتا تھا تو اس کی تعظیم کے لیے اس کا سجدہ کرتا تھا۔ کعب بن معدان الاشقری نے اسی قلعے کے متعلق یہ اشعار کہے ہیں:

وبـاذ غیـس التـی من حل ذ رتھا　　　عزالملوك فان لشاء جاراوظلما

منیعـه لـم یـکد هـاقبلـه ملك　　　الا اذاواجهـت حبیشـاً لـه وجمـا

تـخـال نیـرانهـا من بعد منظر ها　　　بـعـض الـنـجـوم اذامـالیـلهـا عتما

[اور وہ قلعہ باذغیس جس کی بلند چوٹی پر جو پہنچا وہ دنیا کا بہترین بادشاہ ہوا اگر وہ چاہے تو سب کچھ کرا سکتا ہے۔ یہ قلعہ بہت ہی محفوظ ہے اس سے قبل کوئی بادشاہ وہاں تک نہ پہنچ سکا جب تک اس نے کثیر التعداد فوجوں کا مقابلہ نہیں کیا۔ اس کی بلندی کا یہ عالم ہے کہ جب رات ہوتی ہے تو اس کی چوٹی پر کی آگ آسمان کے ستاروں کی طرح نظر آتی ہے۔]

اور بھی اشعار ہیں یزید کی فتح کا تذکرہ کرتے ہوئے وہ کہتا ہے:

نـفی نیز کاًعن باذ غیس ونیزك　　　بـمـنزلة اعیا الملوك اغتصا بها

مـحـلـقـه دون الـسـمـاء کـا نـها　　　غـمـا مة صیف زال عنها سحابها

ولا تبـلغ الاروی شما ریخها العلیٰ　　　ولا الـطیـر الا نسـر هـا وعـقا بها

ومـا خـوفـت بالذئب ولدان اهلها　　　ولا نبـحـت الا الـنـجوم کلابهـا

[نیزک کو باذغیس سے بھگا دیا اور نیزک ایسی جگہ پر تھا جس پر قبضہ کرنے سے صدہا سلاطین عاجز آ گئے۔ وہ آسمان کے قریب معلق ہے، گویا وہ موسم گرما کا وہ بادل ہے جو برس کر ہلکا ہو گیا۔ اس کی بلند چوٹیوں تک نہ پہاڑی بکرے پہنچ سکتے ہیں اور نہ چڑیاں وہاں پر مار سکتی ہیں وہاں کے گدھ اور عقاب میں اتنی پرواز ہے۔ وہاں کے بچے بھیڑیوں سے خوف زدہ نہیں ہوتے اور وہاں کے کتے بھی قلعہ کی بلندی کی وجہ سے ستاروں پر بھونکتے ہیں۔]

قلعہ جب یزید نے فتح کرلیا تو اس نے حجاج کو اس کی خبر دی۔ اس کا کاتب یحییٰ بن یعمر عدوانی حلیف بنی ہذیل تھا۔ اس نے لکھا کہ ہم نے دشمنوں سے زبردست مقابلہ کیا فضل خدا سے ہم نے

Marfat.com

اُن کی مشکیں باندھ لیں۔ایک گروہ کو ہم نے موت کے گھاٹ اتارا اور ایک کو پابہ زنجیر کیا اور تیسرا گروہ پہاڑ کی چوٹیوں پر، وادیوں کے دامن میں باغات کے گنجان درختوں کے جھنڈوں میں، چشموں اور آبشاروں کے کناروں پر پناہ گزیں ہوگیا۔حجاج کو جب یہ خط ملا تو اس نے پوچھا کہ یزید کا کاتب کون شخص ہے۔ لوگوں نے یحییٰ کا نام بتایا۔حجاج نے یزید کو لکھا کہ یحییٰ کو میرے پاس بھیج دو چنانچہ یحییٰ حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے اس سے پوچھا تو کہاں پیدا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں اہواز میں پیدا ہوا ہوں۔ پھر پوچھا کہ یہ فصاحت وبلاغت کہاں سے حاصل کی۔اس نے کہا کہ مجھ کو اپنے والد کے فقرے زبانی یاد تھے۔اسی سے میں نے حاصل کیا۔وہ بڑے فصیح اللسان آدمی تھے۔حجاج نے پوچھا کہ کیا عنبسہ بن سعید بولنے میں غلطی کرتا ہے۔یحییٰ نے کہا ہاں بہت کافی غلطیاں کرتا ہے۔ پھر پوچھا کہ فلاں شخص غلطی کرتا ہے۔اُس نے کہا ہاں۔سب سے آخر میں یہ پوچھا کہ میں بولنے میں غلطی کرتا ہوں یا نہیں۔اس نے کہا خفیف غلطیاں کرتے ہو بعض حرف زیادہ کر دیتے ہو اور بعض کم کر دیتے ہو۔کبھی ''اِن'' کی جگہ'' اُن'' کر دیتے ہو۔ حجاج نے کہا کہ میں نے تجھ کو تین دن کی مہلت دی اگر اس کے بعد عراق میں تجھ کو پایا تو قتل کر ڈالوں گا لیکن دوسری جگہ پر رہتا ہے اس لیے چھوڑتا ہوں۔ پھر یحییٰ خراسان واپس چلا گیا۔

متفرق واقعات

اس سال عبداللہ بن عبدالملک نے روم پر فوج کشی کی اور مصیصۃ فتح کر کے اس مقام پر ایک قلعہ مسجد تعمیر کرائی اور دو سو بہادروں کی ایک فوج حفاظت کے لیے چھوڑ دی۔اس سے پہلے یہاں مسلمان آباد نہ تھے۔ ہشام بن اسمٰعیل نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا۔عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر کیا جا چکا ہے۔محمد بن مروان نے آرمینیہ میں جنگ کی۔

وفیات

عبداللہ بن حارث بن نوفل نے جن کا لقب ''ببہ'' تھا مقام عمان میں وفات پائی۔یہ بصرہ میں سکونت پذیر تھے۔آنحضرتؐ کی زندگی میں پیدا ہو چکے تھے۔

Marfat.com

باب۔۱۲

۸۵ھ کے واقعات

عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کی ہلاکت

جب عبدالرحمٰن نے ہرات سے رُتبیل کی طرف رخ کیا تو علقمہ بن عمرو الاودی نے یہ کہا کہ میں تمہارے ساتھ جانا نہیں چاہتا کیونکہ میں تم کو اور تمہارے اصحاب کو خطرے میں دیکھتا ہوں اور حجاج کے ظلم وستم سے بھی ڈرتا ہوں۔حجاج نے رتبیل کو جو خط لکھا ہے اس میں اُس نے ترغیب اور ترہیب کی ہے اس لیے رتبیل یا تو تم کو صحیح وسالم حجاج کے پاس بھیج دے گا یا قتل کر ڈالے گا۔میرے ساتھ پانچ سو آدمی ہیں جنھوں نے اس پر بیعت کی ہے کہ ہم کسی شہر میں داخل ہو کر مامون ہو جائیں گے اور اس وقت تک ہم وہاں مضبوطی کے ساتھ مقیم رہیں گے جب تک ہمیں امن وامان نہ دیا جائے یا شریفانہ موت نہ حاصل کرلیں۔غرض کہ علقمہ، عبدالرحمٰن کے ساتھ نہیں گیا اور یہ پانچ سو آدمی بھی روانہ ہوئے اپنا سردار مودود بصری کو بنایا۔عمارہ بن تمیم لخمی جو تعاقب میں تھا، اُس نے آکر محاصرہ کرلیا۔یہ لوگ اسی محاصرے میں پڑے رہے کہ پھر عمارہ نے امان دینے کا وعدہ کیا چنانچہ یہ لوگ اُس کے پاس گئے اور اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

حجاج عبدالرحمٰن کے متعلق رتبیل کو بار بار خط لکھتا رہا کہ اُس کو میرے پاس بھیج دو۔ورنہ میں لاکھوں سپاہیوں سے تمہاری زمین کو روند ڈالوں گا۔

عبدالرحمٰن کے پاس بنو تمیم میں سے ایک آدمی عبید بن سبیع تمیمی تھا۔جسے وہ قاصد بنا کر رتبیل کے پاس بھیجا کرتا تھا اس طرح وہ رتبیل کے خاص لوگوں میں سے ہو گیا۔قاسم بن محمد بن اشعث نے

Marfat.com

اپنے بھائی عبدالرحمٰن سے کہا کہ میں اس تمیمی کے دھوکہ سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس لیے اس کو قتل کر ڈالنا چاہیے۔ عبید ڈر کر رُتبیل کے یہاں بھاگا اور اس کے سامنے عبدالرحمٰن کی بدگوئی کی۔ اس کو حجاج سے ڈرایا دھمکایا اور عبدالرحمٰن کے ساتھ دغابازی کرنے کی ترغیب دی اور کہا کہ میں حجاج سے اس کا وعدہ لوں گا کہ وہ تمہاری زمین پر سات سال تک حملہ نہیں کرے گا۔ اس شرط پر کہ تم عبدالرحمٰن کو اس کے سپرد کر دو۔ رُتبیل نے اُس کو منظور کر لیا اور عبید وہاں سے پوشیدہ طور پر عُمارہ کے پاس آیا اور جو کچھ اس سے اور رُتبیل سے طے ہوا تھا اور اس میں اُس نے جو کوشش کی تھی، ان سب کا تذکرہ کیا۔ عُمارہ نے اس کے متعلق حجاج کو خط لکھا جس کا اُس نے جواب بھی دیا۔ آخر کار رُتبیل نے عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیج دیا۔

بعض کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بعارضہ سِل بیمار ہو کر مر گیا اور رُتبیل نے دفن کرنے سے پہلے کسی کو بھیج کر اُس کا سر کاٹ کر منگوا لیا اور حجاج کے پاس بھیج دیا۔

بعض کا یہ قول ہے کہ جب رُتبیل نے عُمارہ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ عبدالرحمٰن کو قتل کر ڈالے گا۔ تو عُمارہ نے حجاج کو خط لکھا اور اس نے رُتبیل کو دس سالوں کا خراج معاف کر دیا۔ اُس کے بعد عبدالرحمٰن کو اور اُس کے ساتھ اُس کے گھر والوں میں سے تیس آدمیوں کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ یہ سب عبدالرحمٰن کے خاندان ہی کے لوگ تھے۔ جب عبدالرحمٰن عُمارہ کے پاس پہنچا تو اس نے چھت سے کود کر اپنی جان دے دی۔ پھر عُمارہ نے اس کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے عبدالملک کے پاس بھیجا۔ عبدالملک نے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کے یہاں بھیج دیا۔ بعض شعرا نے عبدالرحمٰن کی اس حالت کا تذکرہ کیا ہے:

هيهات موضع جثة من راسها   راس بمصر وجثة بالرخج

[افسوس کہاں اس کا سر اور کہاں اس کا جسم۔ سر مصر میں اور دھڑ رخج میں۔]

بعض نے یہ کہا ہے کہ عبدالرحمٰن ۸۲ھ میں ہلاک ہوا۔

خراسان سے یزید بن مہلب کی معزولی

اس سال حجاج نے یزید بن مہلب کو خراسان سے معزول کر دیا اور اُس کی وجہ یہ ہوئی کہ حجاج ایک مرتبہ عبدالملک کے پاس گیا، راستے میں اس کی ایک راہب سے ملاقات ہوئی۔ کسی نے حجاج

Marfat.com

سے کہا کہ یہ علم مکاشفہ سے بھی واقف ہے۔حجاج نے اس کو بلا بھیجا اور پوچھا کہ کیا تم اپنی کتابوں میں موجودہ حالات کے متعلق کچھ پاتے ہو،اس نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ موجود ہے جن میں بعض صفت کے ساتھ اور بعض نام کے ساتھ مذکور ہیں۔پھراس نے پوچھا کہ امیرالمومنین کے متعلق کیا جانتے ہو۔اس نے کہا کہ موجودہ دور میں بڑا زبردست حکمران ہے۔جو اُس کے مقابلہ میں آئے گا وہ ہزیمت اٹھائے گا۔حجاج نے پوچھا کہ اُس کے بعد کون برسرحکومت ہوگا۔اُس نے جواب دیا کہ ایک شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا۔اس کے بعد ایک ایسا شخص ہوگا جس کا نام کسی نبی پر ہوگا جس کی وجہ سے وہ لوگوں پر فتح یاب ہوگا۔حجاج نے پوچھا کچھ معلوم ہے کہ میرے بعد کون ہوگا۔اُس نے کہا کہ یزید نامی ایک شخص ہوگا۔حجاج نے پوچھا کہ تم اس کے کچھ حالات بتا سکتے ہو۔وہ بولا کہ میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ وہ دغابازی کرے گا۔حجاج کا یہ خیال ہوا کہ یہ یزید ابن مہلب ہی ہوگا۔وہاں سے وہ روانہ ہوا لیکن کچھ سوچ کر واپس آیا اور راہب کی اس گفتگو سے خوف زدہ ہوا۔

وہیں سے عبدالملک کو خط لکھ بھیجا۔جس میں یزید اور آل مہلب کی مذمت کی اور یہ ظاہر کیا کہ یہ زبیری ہیں۔عبدالملک نے جواب میں لکھا کہ میں آل زبیر کی اطاعت میں آل مہلب کے اندر کوئی نقص نہیں پاتا۔اُن کا آل زبیر کے ساتھ وفادار برتاؤ کرنا میری وفاداری کا باعث ہوگا۔

حجاج نے دوبارہ خط لکھا اور یزید کی دغابازی سے ڈرایا اور راہب کی گفتگو نقل کردی۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ تم نے یزید اور آل مہلب کی مذمت میں بڑا زور باندھا ہے۔اچھا خراسان کے لیے ایک اچھے آدمی کا نام بتاؤ۔حجاج نے قتیبہ بن مسلم کا نام تجویز کر کے بھیجا۔عبدالملک نے اُس کو خراسان کا حاکم بنانے کی اجازت دی۔

یزید بن مہلب کو اس کی خبر ملی کہ حجاج نے اس کو معزول کردیا۔یزید نے اپنے گھر والوں سے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے۔حجاج اب کس کو یہاں کا والی بنائے گا۔لوگوں نے جواب دیا کہ بنی ثقیف میں سے کسی کو امیر بنا کر بھیج دے گا۔یزید نے کہا کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ ہمارے ہی خاندان میں سے کسی کو بنائے گا پھر جب میں اس کے پاس پہنچ جاؤں گا تو وہ اس کو بھی معزول کردے گا اور بنی قیس میں سے کسی کو یہاں کا والی بنائے گا اور میرا خیال ہے کہ قتیبہ بن مسلم کو یہ کام سپرد کرے گا۔

واقعتاً یہی ہوا جب عبدالملک نے حجاج کو یزید کے معزول کرنے کی اجازت دی تو حجاج کو

Marfat.com

یہ مناسب نہیں لگا کہ وہ یزید کواس کے معزولی کی خبر دے، اس لیے اسے لکھا کہ تم اپنے بھائی مفضل کو وہاں چھوڑ کر میرے پاس چلے آؤ۔ یزید نے حُصین بن منذر الرقاشی سے مشورہ طلب کیا۔ اُس نے یہ رائے دی کہ تم یہیں ٹھہرواور لیت ولعل میں وقت گذارواورامیرالمومنین کے پاس اپنے برقرار رکھنے کی درخواست بھیجو۔ وہ تمہارے متعلق اچھے خیالات رکھتے ہیں۔ یزید نے کہا بھائی ہم اس خاندان سے ہیں جس کے لیے اطاعت اور فرماں برداری ہی میں خدا نے اپنی رحمت نازل کی ہے۔ میں سرکشی کو پسند نہیں کرتا چنانچہ روانگی کے لیے تیار ہو جاؤ لیکن پھر کسی سبب سے رک گیا۔ حجاج نے مفضل بن مہلب کو لکھ بھیجا کہ میں نے تجھ کو خراسان کا حاکم بنایا۔ مفضل خوش ہو کر یزید کے پاس آیا اور اس کو خبر دی۔ یزید نے کہا کہ خوشی کی بات نہیں ہے۔ میرے جانے کے بعد تجھ کو معزول کر دے گا۔ اس نے صرف میری مخالفت کے خوف سے مجبوراً ایسا کیا ہے تم عنقریب ان معاملات سے باخبر ہو جاؤ گے۔

یزید ۸۵ھ کے ربیع الثانی میں وہاں سے روانہ ہو گیا اور حجاج نے اس کے بھائی مفضل کو نو مہینے تک وہاں کا حاکم برقرار رکھا پھر معزول کر دیا۔

بعض روایت میں ہے کہ یزید کے معزول کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب حجاج، عبدالرحمٰن بن اشعث کے معاملات سے فارغ ہو گیا تو اس کو یزید بن مہلب اور اس کے متعلقین کے سوا کسی سے خطرہ نہ رہا۔ اس نے تمام عراق کو سرنگوں کر دیا تھا لیکن صرف آلِ مہلب اور اس کے ہمراہیوں میں جو خراسان میں تھے ان سے کھٹک رہا تھا۔ بلکہ اس کو عراق پر حملہ آور ہونے کا خطرہ لگا تھا۔ اس نے یزید کو بار بار بلا بھیجا لیکن یزید نے ہمیشہ دشمنوں کے حملے کا عذر کیا۔ آخر کار حجاج نے عبدالملک کو لکھ بھیجا کہ یزید کو معزول کرنا مناسب ہوگا اور آل زبیر کے تعلقات سے اس کو آگاہ کیا۔ عبدالملک نے وہی جواب دیا کہ جو گذر چکا ہے۔ حُصین بن منذر نے یزید کو ان اشعار میں مشورہ دیا:

امرتک امراً حازماً فعصیتنی ۔۔۔ فاصبحت مسلوب الامارة نادما

فما انا بالباکی علیک صبابةً ۔۔۔ وما انا بالداعی لترجع سالما

[میں نے تجھ کو ایک بہترین مشورہ دیا لیکن تو نے اس پر عمل نہیں کیا آخر کار امارت سے معزول ہونے کے بعد نادم ہونا پڑا۔ اب میں محبت سے تیرا ماتم نہیں کروں گا اور نہ میں یہ دعا کروں گا کہ تو صحیح وسالم واپس آئے۔]

Marfat.com

جب قتیبہ خراسان پہنچا تو اس نے حضین سے پوچھا کہ تم نے یزید سے کیا کہا تھا اس نے کہا کہ میں نے یہ کہا تھا:

امرتك امراً حازما فعصيتني فنفسك اول اللوم ان كنت لائما

فان يبلغ الحجاج ان قدعصيته فانك تلقى امره متفا قما

[میں نے تجھ کو ایک عمدہ مشورہ دیا لیکن تو نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اگر تو کسی پر ملامت کرنا چاہتا ہے تو تیرا ہی نفس قابل ملامت ہے۔ اگر حجاج کو یہ خبر ملی کہ تو نے اس کی نافرمانی کی تو تم سخت مشکلات میں پھنس جاؤ گے۔]

قتیبہ نے کہا کہ تم نے کس چیز کا مشورہ دیا تھا، اس نے جواب دیا کہ سونا، چاندی، سیاہ و سفید، روپیہ، پیسہ سب چیزیں امیر حجاج کے پاس بھیج دیا کرو۔ بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ قتیبہ نے حضین کو مریض دیکھا تھا۔

بعض روایت میں ہے کہ حجاج نے یزید کو خوارزم پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یزید نے جواب میں یہ لکھا کہ اس میں منافع کم اور نقصانات بہت زیادہ اور پریشانیاں بھی ہیں۔ اس کے بعد حجاج نے لکھا کہ اپنا کسی کو جانشین بنا کر روانہ ہو جاؤ۔ اس پر یزید نے اطلاع دی کہ میں حملہ کرنے کے لیے جا رہا ہوں۔ اس کے بعد حجاج نے لکھا کہ تم نہ جاؤ کیونکہ وہاں بقول تمہارے پریشانیاں زیادہ ہیں اور مفاد کم ہے۔ یزید نہ مانا اور خوارزم پر حملہ آور ہوا۔ وہاں کے باشندوں نے اس سے مصالحت کر لی اور وہ چند قیدیوں کو ساتھ لے کر واپس پھرا۔ اُس کی یہ واپسی سخت موسم سرما میں ہوئی۔ فوج جب سردی سے پریشان ہوگئی تو قیدیوں کے کپڑے انھوں نے چھین لیے اور سردی کی شدت نے قیدیوں کو ہلاک کر دیا۔ یزید جب خراسان واپس آ گیا تو حجاج نے بلا بھیجا۔ چنانچہ یزید حجاج کے پاس چلا لیکن جس شہر میں جاتا لوگ اس کا شاندار استقبال کرتے پھولوں کے فرش بچھاتے۔

مفضل کی آخرون اور باذغیس سے جنگ

جب مفضل خراسان کا والی ہوگیا۔ تو اس نے باذغیس پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر لیا بہت سی غنیمتیں ملیں جس کو تمام لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر شخص کو آٹھ سو درہم ملے۔ پھر آخرون اور شومان پر جنگ

Marfat.com

کی وہاں بھی کامیابی حاصل ہوئی اور تمام غنائم کو تقسیم کر دیا۔ مفضل کے یہاں کوئی خزانہ یا بیت المال نہ تھا جس میں سے لوگوں کو وظائف دیے جاتے بلکہ جو کچھ آتا تھا اُن کو فوراً تقسیم کر دیتا۔

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا ترمذ میں قتل

اس سال موسیٰ بن عبداللہ خازم، ترمذ میں مقتول ہوا۔ اس کے ترمذ پہنچنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اس کے باپ عبداللہ نے بنی تمیم کے لوگوں کو قتل کر دیا جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے تو وہ تنہا ہو گیا اور نیشاپور کی طرف چلا گیا لیکن بنی تمیم سے بہت خائف تھا کہ وہ ان اموال کو لوٹ نہ لیں جو مرو میں موجود تھا۔ اس لیے اس نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ میرا مال و اسباب یہاں سے لے جاؤ اور نہر بلخ کو عبور کر کے عجمی سلاطین سے امان طلب کرو یا کسی محفوظ مقام پر پہنچ جاؤ۔ چنانچہ موسیٰ دو سو بائیس لوگوں کو ساتھ لے کر مرو سے روانہ ہو گیا۔ راستے میں ان کی تعداد بڑھ کر چار سو ہو گئی۔ بنی سُلیم کی جماعت بھی شامل ہو گئی یہ سب کے سب ''مقام زم'' میں آئے اور وہاں کے باشندوں سے جنگ کر کے اس کو فتح کر لیا۔ مال غنیمت حاصل کیا اور پھر بخارا پہنچا اور وہاں کے بادشاہ سے رہنے کی اجازت مانگی۔ اس نے ڈر کر انکار کر دیا اور یہ کہا کہ یہ مکار آدمی ہے اور اُس کے اصحاب بھی ایسے ہی ہیں اس لیے یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ وہاں سے موسیٰ روانہ ہوا لیکن راستے میں کسی نے ٹھہرانا مناسب نہیں سمجھا۔ اس طرح کئی علاقوں سے گذرتا ہوا سمرقند پہنچا۔ وہاں کے بادشاہ طرخون نے مقیم ہونے کی اجازت دی بلکہ بڑی خاطر مدارات کی یہ وہاں اپنے اصحاب کے ساتھ ایک مدت تک مقیم رہا۔

وہاں ایک عجیب دستور تھا۔ اہل سمرقند ایک دسترخوان مرتب کرتے تھے جس پر سرکہ، گوشت، روٹی، شراب چن دی جاتی تھی۔ سال میں ایک دن ایسا معین تھا جس میں یہ صورت رائج تھی یہ تمام سامان صغد کے کسی شہسوار کے لیے رکھا جاتا تھا۔ کوئی دوسرا قریب پھٹکتا بھی نہ تھا اگر کوئی اس میں سے کچھ کھا لیتا تو وہ شہسوار اس شخص سے جنگ کرتا تھا اور جو ایک کو قتل کر دیتا اس کے قبضہ میں دسترخوان دے دیا جاتا تھا۔ اصحاب موسیٰ میں سے کسی نے پوچھا کہ یہ دسترخوان کیسا ہے؟ لوگوں نے واقعہ بتایا چنانچہ وہ دسترخوان پر بیٹھ کر کھانے لگا۔ اس شہسوار کو خبر ہوئی تو وہ غضب ناک ہو کر آیا اور کہا اے اعرابی۔ آؤ مجھ سے مقابلہ کرو۔ اُس عرب نے لڑائی کی اور اُس کو قتل کر دیا۔ ملک صغد طرخون نے کہا کہ میں نے تم

Marfat.com

لوگوں کی مہماں نوازی کی، خاطر و تواضع کی اور پھر تم نے میرے سپاہی کو قتل کر ڈالا اگر میں تم کو امن نہ دیتا تو ایک ایک کو مار ڈالتا۔ خیر اب تم فوراً میرے شہر سے نکل جاؤ۔

موسیٰ اپنے ساتھیوں کو لے کر کش کی طرف آیا۔ کش کا بادشاہ اس سے بہت خائف ہوا اور اُس نے طرخون سے مدد طلب کی۔ طرخون مدد کے لیے پہنچ گیا۔ موسیٰ اپنے سات سو سپاہیوں کے ساتھ مقابلے کے لیے نکلا۔ لڑتے لڑتے رات ہوگئی مجبوراً جنگ ختم کی گئی۔ اصحاب موسیٰ میں بہت سے لوگ مجروح ہوگئے۔ موسیٰ نے زرعہ بن علقمہ سے کہا کہ ہمارے لیے طرخون سے کوئی حیلہ کرو۔ وہ طرخون سے ملا اور اس سے کہا اے بادشاہ آپ کو اس سے کیا نفع ملے گا کہ آپ موسیٰ کو قتل کریں اور موسیٰ آپ کو قتل کرے کیونکہ آپ ان لوگوں کو قتل نہیں کر سکتے جب تک اتنے ہی آپ کے لوگ قتل نہ ہو جائیں۔ فرض کیجیے کہ آپ نے اس کو قتل بھی کر دیا تو یہ ایک صریح غلطی ہوگی کیونکہ عرب موسیٰ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لہٰذا جو خراسان کا حاکم ہو کر آئے گا وہ آپ سے اس خون کا بدلہ لے گا۔ طرخون نے کہا کہ کش کو اس کے قبضہ میں چھوڑ دینے پر میں کسی طرح راضی نہیں ہوں۔ زرعہ نے کہا کہ اچھا تو جنگ ختم کر دیجیے اور ان کو جانے کا راستہ دیجیے۔ طرخون نے منظور کر لیا اور موسیٰ وہاں سے روانہ ہو گیا اور ترمذ پہنچا۔

لب دریا ایک بہت بڑا قلعہ تھا۔ موسیٰ نے قلعہ کے باہر ہی ڈیرہ ڈال دیا اور شاہ ترمذ سے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ اُس نے صاف انکار کر دیا۔ پھر موسیٰ نے شاہ ترمذ کو تحفہ و تحائف بھیج کر مراسم پیدا کرنا شروع کیے اور ان میں دوستی ہوگئی۔ حتیٰ کہ ساتھ ہی شکار وغیرہ بھی کھیلنے جاتا تھا۔ ایک دن شاہ ترمذ نے موسیٰ کی دعوت کی اور کہا کہ سو آدمیوں سے زیادہ اپنے ساتھ نہ لاؤ چنانچہ سو آدمیوں کو لے کر وہ قلعہ کے اندر داخل ہوا اور کھانا وغیرہ کھایا۔ جب اس سے فراغت ہوگئی تو شاہ ترمذ نے رخصت ہونے کے لیے کہا۔ موسیٰ نے کہا میں تو نہیں جاؤں گا یا تو اس قلعے میں ہمارا گھر ہوگا یا ہماری قبر ہوگی اور وہیں لڑائی شروع ہوگئی۔ موسیٰ کے آدمیوں نے ترمذ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور بہت سے بھاگ گئے۔ موسیٰ نے قلعے پر قبضہ کر لیا اور شاہ ترمذ کو وہاں سے نکال دیا اور اس سے اور اس کے ساتھیوں سے تعرض نہ کیا۔ یہ تمام لوگ ترکوں کے پاس پہنچے اور اُن سے مدد کی درخواست کی۔ ترکوں نے انکار کر دیا۔ موسیٰ ترمذ ہی میں تھا کہ اس کے باپ کے اصحاب وہاں پہنچ گئے جس کی وجہ سے اس کو بہت تقویت ہوگئی اور پھر روزانہ اردگرد کے مقامات پر غارت گری کرتا تھا۔

Marfat.com

خراسان میں جس زمانے میں بکیر بن وساج تھا اُس نے موسیٰ سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ جب اُمیہ حاکم ہوا تو وہ خود اس کے مقابلے کے لیے گیا تھا لیکن بکیر کی بغاوت کی وجہ سے فوراً واپس آ گیا۔ پھر بکیر کی مصالحت کے بعد ایک خزاعی کو ایک فوج کے ساتھ موسیٰ کی طرف روانہ کیا۔ اہل ترمذ پھر ترکوں کے پاس مدد کے لیے آئے اور ان کو اس سے آگاہ کیا۔ عربوں نے موسیٰ سے خود لڑائی شروع کر دی اور انھوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ ترک بھی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ موسیٰ سے لڑنے چلے۔ اب موسیٰ دن میں عربوں سے لڑتا اور شام کو ترکوں سے لڑتا تھا۔ یہ لڑائی دو یا تین مہینے تک ہوتی رہی۔ ایک دن موسیٰ نے خزاعی اور اس کی فوج پر شب خون مارنا چاہا۔ تو عمرو بن خالد بن حصین کلابی نے کہا کہ شب خون تو ترکوں پر مارنا چاہیے کیونکہ عرب تو رات کو بہت زیادہ ہوشیار رہتے ہیں۔ جب عجمیوں سے فراغت ہو جائے گی تو عربوں سے سمجھ لیں گے۔ موسیٰ رک گیا اور جب ایک ثلث رات گذر گئی تو موسیٰ چار سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا اور عمرو بن خالد سے کہا کہ تم میرے بعد نکلنا اور اپنی جماعت کے ساتھ کسی جگہ پوشیدہ ہو جانا جب ہماری تکبیروں کی آواز سنو تو تم بھی زور زور سے تکبیر کہنا شروع کر دو۔ موسیٰ اپنی فوج کو لے کر ترکوں کے لشکر گاہ سے آگے بڑھ گیا اور پھر وہاں سے واپس ہوا اور اپنے اصحاب کو چار حصوں میں منقسم کیا اور ان کے لشکر گاہ کا رخ کیا۔ پہرہ والوں نے پوچھا کہ تم کون ہو تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم مسافر ہیں۔ جب وہاں سے آگے بڑھے تو ترکوں پر حملہ کر دیا اور تکبیریں کہنے لگے۔ ترکوں کو اس وقت خبر ہوئی جب تلواریں ان کی گردنوں کو گھاس کی طرح کاٹ رہی تھیں۔ جب وہ آپس ہی میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے تو مسلمان واپس آ گئے اور اُن کے ۱۶ آدمی مقتول ہوئے۔ ترکوں کے تمام خیموں کو انھوں نے لوٹ لیا۔ اسلحہ اور اموال پر قابض ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو خزاعی کے ساتھیوں کی ہمت پست ہو گئی اور وہ بہت پریشان ہو گئے۔ عمرو بن خالد نے موسیٰ سے کہا کہ بغیر مکر کے کامیابی نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ عربوں کو مدد پر مدد پہنچ رہی ہے اور پہلے ہی سے وہ تعداد میں کثیر ہیں اس لیے اس نے موسیٰ سے کہا کہ آپ مجھ کو اس خزاعی کے پاس جانے دیجیے تاکہ موقع پا کر اس کا کام تمام کر دوں۔ آپ مجھ کو ماریئے تاکہ اس سے آپ کی مذمت میں بیان کر سکوں۔ موسیٰ نے ہنسی میں کہا کہ مار کھانے کی زیادہ خواہش ہے اور قتل سے اعراض کرنا ہے۔ عمرو نے کہا کہ قتل ہونے کے لیے تو میں ہمیشہ میدان میں کھڑا رہتا ہوں لیکن مار کھا لینا اس چیز کے مقابلہ میں جس کی مجھے آرزو ہے کوئی بڑا کام نہیں

Marfat.com

ہے۔ بہر حال موسیٰ نے پچاس کوڑے مارے۔ اُس کے بعد موسیٰ کی فوج سے نکل کر بھاگ گیا اور خزاعی کے پاس پناہ لینے کے لیے آیا اور اس سے کہا کہ میں ایک تمیمی ہوں۔ عبداللہ بن خازم کے ساتھ تھا۔ جب وہ مقتول ہو گیا تو میں اس کے بیٹے موسیٰ کے پاس آیا لیکن اس نے ہم پر یہ الزام لگایا کہ تو میرے دشمنوں سے ساز باز رکھتا ہے اور ان کا جاسوس ہے۔ مجھ کو یہ خطرہ تھا کہ وہ مجھ کو مار ڈالے گا اس لیے بھاگ کر آپ کے پاس آیا۔ خزاعی نے اس کو رکھ لیا۔ وہ برابر وہیں رہنے لگا۔ ایک دن وہ ایسے وقت اس کے پاس گیا جب کہ وہ تنہا بیٹھا تھا اور کوئی ہتھیار بھی نہیں تھا تو نصیحت کے طور پر اس سے کہا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے۔ آپ ایسے آدمی کے لیے ایسی صورت میں بغیر ہتھیار کے رہنا مناسب نہیں ہے۔ خزاعی نے کہا کہ نہیں میرے پاس ہتھیار ہے۔ بستر الٹ کر اپنی تلوار نکالی۔ عمرو نے دیکھنے کے بہانے مانگی پھر اسی سے اُس کو قتل کر ڈالا اور گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا اور موسیٰ کے پاس آیا۔ خزاعی کے قتل کے بعد اس کی فوج منتشر ہو گئی بعض خراسان گئے اور بعض نے موسیٰ کے یہاں پناہ لی۔

امیہ نے پھر کسی آدمی کو روانہ نہیں کیا۔ جب اُمیہ معزول ہو گیا اور مہلب خراسان پر حاکم ہوا تو اُس نے موسیٰ سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی۔ بلکہ اپنے لڑکوں سے کہا کہ موسیٰ سے کچھ تعرض نہ کرو۔ جب تک یہ یہاں رہے گا تم خراسان کے حاکم رہو گے اور جب یہ مارا جائے گا۔ تو پہلا شخص خراسان میں جو تمہاری جگہ پر ہو گا وہ بنی قیس سے ہو گا، جب مہلب مر گیا اور یزید حاکم ہوا تو اس نے بھی کچھ نہیں کیا۔

مہلب نے حُریث بن قطبہ خزاعی کو درے لگوائے تھے۔ تو وہ اُس کے بھائی ثابت بن قطبہ موسیٰ کے پاس چلے آئے جب یزید حاکم ہوا تو اس نے ان دونوں کی جائدادیں ضبط کر لیں اور ان کے اخیافی بھائی حارث بن منقذ کو قتل کر ڈالا۔ جب یہ خبر ثابت کو ملی تو اُس نے ترکوں کے بادشاہ ملک طرخون سے شکایت کی۔ ثابت ترکوں کی نظروں میں پہلے ہی سے محبوب تھا اور معزز بھی تھا۔ طرخون یزید پر بہت بگڑا اور نیزک، سبل، بخارا اور صغانیان کے باشندوں کو جمع کیا اور یہ سب مل کر ثابت کے ساتھ موسیٰ کے پاس آئے۔ ادھر موسیٰ کے پاس عبدالرحمٰن بن عباس کی فوج ہرات سے آ گئی اور ابن اشعث کی فوج عراق اور کابل سے آ گئی غرض کہ تمام (۸۰) اسی ہزار فوج مرتب ہو گئی۔ ثابت اور حُریث نے موسیٰ پر زور دیا کہ تم نہر عبور کر کے یزید کو خراسان سے نکال دو۔ پھر ہم تم کو وہاں کا عامل بنا دیں گے۔ موسیٰ کے ساتھیوں نے موسیٰ سے کہا کہ اگر تم نے یزید کو خراسان سے نکال دیا تو ثابت اور حُریث وہاں کے مالک بن بیٹھیں گے

Marfat.com

اورتم پر غالب ہو جائیں گے۔اس لیے ایسی غلطی نہ کرو موسیٰ نے ثابت اور حُریث سے کہا اگر ہم نے یزید کو نکال دیا تو عبدالملک کسی دوسرے کو حاکم بنا کر بھیج دیں گے اس لیے ہم یزید کے عمال کو ماوراء النھر سے نکال دیں اور اُس پر قبضہ کرلیں تو یہ زیادہ اچھا ہوگا۔چنانچہ انھوں نے یزید کے عمال کو ماوراء النھر سے نکال دیا اور وہاں کا خراج وصول کرنا شروع کیا۔جس سے موسیٰ کی طاقت دوگنی ہوگئی۔اس کے بعد طرخون اپنی فوجوں کو لے کر واپس چلا گیا۔ثابت اور حُریث دونوں نے تمام انتظامات اپنے سر لیے اور موسیٰ کو صرف نام کا حاکم بنائے رکھا۔موسیٰ سے لوگوں نے کہا کہ آپ کو اختیار تو کچھ نہیں ہے بلکہ حُریث اور ثابت نے سب کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے لہٰذا ان دونوں کو قتل کر دیجیے اور اپنا قبضہ مستحکم کر لیجیے۔موسیٰ نے انکار کیا لیکن اس کے اصحاب نے بہت اصرار کیا جس سے اُس کے دل میں بھی کچھ خیالات پیدا ہوگئے اور وہ قتل کا ارادہ کر چکا تھا کہ یکا یک صیاطلہ،تبت اور ترک کے باشندے ستر ہزار آدمی جمع ہو کر آگئے جن میں ایک بھی بے حربہ و ہتھیار نہ تھا بلکہ سب کے سروں پر خود اور تمام جسم پر زرہیں تھیں۔ہتھیاروں سے آراستہ تھے۔موسیٰ نے ان سے لڑائی شروع کی۔ترکوں کا بادشاہ دس ہزار بہترین فوج کے ساتھ ایک ٹیلے پر کھڑا تھا۔موسیٰ نے للکارا کہ اگر ان کو تم نے بھگا دیا تو میدان صاف ہے۔ حُریث بن قطبہ نے اسی طرف رخ کیا اور بڑے زور سے حملہ آور ہوا حتیٰ کہ ان کو ٹیلے سے نیچے اتار دیا۔اسی اثنا میں حُریث کے ایک تیر پیشانی پر لگا اور وہ واپس آیا۔موسیٰ بھی درمیان میں آ گیا اور اُن کو پیچھے ہٹانے لگا۔موسیٰ کے بھائی خازم بن عبداللہ نے بھی حملہ کیا اور بادشاہ ترک تک پہنچ گیا۔اُس نے ایک شخص کو تلوار ماری تو اس نے اُس کے گھوڑے کو نیزہ مارا۔گھوڑا بھاگا اور خازم کو نہر میں گرا دیا اور وہ ڈوب کر مر گیا۔ترکوں میں سے بہت لوگ مارے گئے اور بعض شکست کھا کر بھاگے۔حریث اسی صدمہ سے دو دن کے بعد مر گیا۔

موسیٰ فتحیاب ہو کر پھرا اور اس کے ساتھ مقتولین کے سر اس کثرت سے تھے کہ اُن کو مرتب کر کے اُس نے دو قصر بنائے۔اس کے بعد اصحاب موسیٰ نے پھر اس سے کہا کہ حُریث سے تو ہم کو فرصت حاصل ہوگئی ہے۔اب تو ثابت کو ختم کیجیے تو ٹھیک ہو۔موسیٰ نے پھر انکار کیا لیکن ثابت کو یہ خبر لگ گئی تو اس نے محمد بن عبداللہ خزاعی،نصر بن عبدالحمید کے چچا ابو مسلم کو جورے پر عامل تھا پوشیدہ طور پر موسیٰ کے پاس بھیجا اور اس سے کہا کہ ہر گز عربی مت بولنا۔اگر وہ تم سے پوچھے کہ تم کون ہو تو کہنا کہ ہم بامیان کے قیدی ہیں۔اس نے ایسا ہی کیا۔موسیٰ کے پاس گیا اور اس کی خدمت کرنے لگا اور ثابت کو

Marfat.com

برابر اطلاع دیتا رہا۔ جس سے ثابت ہمیشہ باخبر رہتا تھا۔ موسیٰ کی قوم نے اس پر پھر زور دیا کہ ثابت کو قتل کردو اس نے ان سے پوچھا کہ تم نے بہت اصرار کیا لیکن اس میں تمہاری ہلاکت کا خدشہ ہے اور آخر کس وجہ سے ہم قتل کریں اس نے کوئی دھوکا بھی تو نہیں دیا ہے۔ موسیٰ کے بھائی نوح نے کہا کہ کل وہ آئے گا تو ہم کسی جگہ پر چھپ جائیں گے اور آپ سے ملنے کے قبل قتل کر ڈالیں گے۔ موسیٰ نے کہا کہ یہ کام تمہاری ہلاکت کا باعث ہوگا تم جانو تمہارا کام جانے۔

موسیٰ کا یہ خادم ثابت کے پاس آیا اور اس کو اطلاع دی۔ ثابت اس خبر کے بعد اسی رات کو بیس آدمیوں کے ساتھ نکل بھاگا۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ کے اصحاب نے غلام کو دیکھا اور نہ ثابت کو پایا۔ اب یہ لوگ سمجھے کہ وہ غلام ثابت کا جاسوس تھا۔

ثابت حوشرا میں آ کر مقیم ہوا اور عرب وعجم کی ایک کثیر جماعت اس کی عقیدت کیش ہوگئی۔ موسیٰ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اُس نے ثابت کا رخ کیا اور اس سے لڑنا شروع کر دیا۔ ثابت نے اپنے کو شہر میں خوب اچھی طرح مامون کر لیا تھا پھر طرخون بھی ثابت کی مدد کے لیے آ پہنچا۔ موسیٰ ان کا مقابلہ نہ کر سکا اور ترمذ واپس چلا گیا۔ لیکن ثابت اور طرخون جن کے ساتھ اہل بخارا، اہل کش اور اہل نسف کی اسی ہزار (۸۰) کی جماعت تھی اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور ترمذ پہنچ کر موسیٰ کا محاصرہ کر لیا اور اس کی تمام فوجیں پریشان ہوگئیں۔ جب زیادہ شدائد کا سامنا کرنا پڑا تو یزید بن ہذیل نے کہا کہ اچھا ٹھہرو، خدا کی قسم یا تو میں ثابت کو قتل کر دوں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ وہ (دھوکے سے) ثابت کے پاس پناہ لینے کے لیے آیا۔ ظہیر نے کہا کہ میں اُس کو خوب پہچانتا ہوں یہ صرف دھوکہ دینے کے لیے آیا ہے۔ اس کے داؤ پیچ سے بچتے رہیئے لیکن یزید کے دونوں لڑکے قدامہ اور ضحاک کو ضمانت میں لے لیجیے۔ چنانچہ یہ ضمانت ظہیر کے ہاتھ میں رکھی گئی۔

اُس کے بعد وہ وہاں رہنے لگا۔ ہمیشہ موقع کا متلاشی رہتا تھا لیکن کبھی موقع ہاتھ نہیں آیا۔ ایک دن زیاد، قصیر خزاعی کا لڑکا مر گیا تو ثابت اُس کی تعزیت کے لیے جا رہا تھا لیکن ہتھیار لگائے ہوئے نہ تھا۔ آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ یزید نے موقع پا کر اس کے سر پر تلوار ماری جو دماغ تک اتر گئی اور خود بھاگ گیا۔ طرخون نے (یزید کے دونوں لڑکوں) قدامہ اور ضحاک کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ ثابت سات دن تک زندہ رہا پھر مر گیا۔ ثابت کے مرنے کے بعد طرخون نے عجمیوں کی باگ سنبھالی اور ظہیر نے

Marfat.com

عربوں کو اپنے قابو میں کیا لیکن دونوں فوجوں میں ضعف آ گیا تھا۔لوگوں کے حالات پراگندہ ہو چکے تھے۔موسیٰ نے ایک دن شب خون مارنے کا قصد کیا تو طرخون سن کر ہنسنے لگا اور بولا کہ موسیٰ اپنی خواب گاہ میں تو داخل نہیں ہوسکتا پھر شب خوں کیونکر مار سکتا ہے؟ کیا رات کو کوئی ہماری فوج میں نہیں جاگتا۔

بہرحال موسیٰ آٹھ سو آدمیوں کو لے کر نکلا اوران کو چار حصّوں میں منقسم کر دیا اور پھر ترکوں پر حملہ آور ہوا جس چیز پر سے گذرتا اسے فنا ہی کر دیتا۔خواہ انسان ہو یا حیوان۔نیزک مسلح ہو کر روانگی کی نیت سے نکلا اور طرخون نے موسیٰ کو کہلا بھیجا کہ وہ اپنی فوج کو لڑنے سے روک دے۔کیونکہ ہم صبح کو روانہ ہوں گے۔موسیٰ واپس لوٹ گیا اور طرخون اور عجمی سپاہ وہاں سے چلے گئے۔

اہل خراسان موسیٰ کو بہت بڑا جنگ جو مانتے تھے۔وہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے موسیٰ سے بڑھ کر جنگ جو نہیں دیکھا جو اپنے باپ کے ہم رکاب دو سال تک لڑتا رہا۔پھر بلاد خراسان میں گشت لگاتا پھرا اور ایک شہر کے عامل کو نکال دیا اور خود قابض ہو گیا پھر عربوں اور ترکوں کی فوجیں اس سے لڑنے کے لیے آئیں۔صبح کو وہ عربوں سے مقابلہ کرتا،شام کے وقت ترکوں سے بھڑ پڑتا۔اسی طرح موسیٰ قلعہ ترمذ میں (۱۵) سال تک رہا۔ ماوراء النہر اس کے قبضہ میں آ گیا اور ظاہر کوئی مانع بھی نہ رہا تھا لیکن جب یزید بن مہلب خراسان سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ پر مفضل حاکم ہوا تو اس نے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ کو قتل کر کے حجاج سے اپنے حسن خدمت کی داد لوں۔چنانچہ عثمان بن مسعود کو موسیٰ کے مقابلے کے لیے بھیجا اور اپنے بھائی مدرک بن مہلب کو جو بلخ کا حاکم تھا لکھا کہ تم بھی عثمان کے ساتھ جاؤ۔وہ پندرہ ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر بلخ عبور کر کے اس طرف روانہ ہو گیا اور مفضل نے سبل اور طرخون کو بھی ہدایت کی۔غرض کہ یہ تمام فوجیں ترمذ میں آ کر جمع ہوئیں اور انھوں نے موسیٰ کا محاصرہ کر لیا۔موسیٰ اسی پریشانی میں دو مہینہ تک رہا۔عثمان نے خندقیں کھود کر اپنی فوج کو محفوظ کر لیا تھا جب سب تنگ آ گئے تو موسیٰ نے کہا کہ بھائی کب تک صبر کریں گے آج کا دن متعین کر لو یا فتح یاب ہو یا اپنی اپنی جانیں قربان کر دو۔تمام لوگ ترکوں کے مقابلے کے لیے نکلے لیکن موسیٰ نے اپنے عزیز،نضر بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم کو شہر میں چھوڑ دیا اور کہا کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو تم شہر عثمان کے سپرد نہ کرنا بلکہ مدرک کے سپرد کر دینا۔اس نے اپنے ثلث آدمیوں کو عثمان کے مقابلہ میں کھڑا کیا اور یہ ہدایت کی کہ جب تک وہ حملہ نہ کرے تم پیش قدمی نہ کرنا اور باقی کو ساتھ لے کر طرخوں کی طرف نکلا۔طرخوں کو

Marfat.com

شکست دی اُس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا لیکن جب واپس جانے لگا تو ترک اور صغد کے درمیان حائل ہو گئے اور راستہ بند کر دیا پھر لڑائی شروع ہوئی۔ کسی نے موقع پا کر موسیٰ کے گھوڑے کا پاؤں کاٹ ڈالا۔ موسیٰ گر پڑا اور اپنے مولیٰ سے کہا کہ مجھ کو اپنی سواری پر سوار کر لو۔ وہ بولا کہ موت بری چیز ہے، خیر پیچھے بیٹھ جاؤ، اگر ہم بچ گئے تو سب بچیں گے ورنہ سب ہلاک ہوں گے۔ موسیٰ سواری پر بیٹھ گیا۔ جب عثمان کی نظر پڑی کہ موسیٰ اچھل کر سواری پر بیٹھ رہا ہے تو چلایا کہ رب کعبہ کی قسم یہ موسیٰ کا اچھلنا ہے۔ یہ کہہ کر اس کا تعاقب کیا اور پیچھے سے اس کی سواری کے بھی پیر کاٹ ڈالے اور موسیٰ اور اس کا غلام دونوں زمین پر گر پڑے۔ پھر لوگوں نے موسیٰ کو قتل کر ڈالا۔

اس کے بعد عثمان نے فوج میں منادی کرا دی کہ جس کو دیکھو گرفتار کر لو قتل نہ کرو چنانچہ قیدیوں کی تعداد کثیر سامنے لائی گئی اور ان سب کو قتل کرا دیا۔ خصوصاً عربوں میں سے زیادہ مقتول ہوئے اور غلام چھوڑ دیے جاتے تھے۔ صرف ان کو درے لگائے جاتے تھے۔ عثمان بڑا سخت آدمی تھا۔ موسیٰ کا قتل واصل بن طیسلۃ العنبری تھا۔

ترمذ، نصر بن سلیمان کے قبضہ میں تھا جو اُس نے عثمان کے سپرد نہیں کیا۔ بلکہ مدرک کے سپرد کیا۔ مدرک نے اُس کو امان دی اور شہر عثمان کے قبضہ میں دے دیا۔ موسیٰ کے قتل کے بعد مفضل نے حجاج کو اس کی اطلاع دی۔ حجاج نے کہا کہ یہ عجیب آدمی ہے میں نے ابن سبرہ کے قتل کے متعلق لکھا تو وہ لکھتا ہے کہ اس نے اپنی حالت درست کر لی ہے اور لکھتا ہے کہ موسیٰ بن عبداللہ کو قتل کر دیا۔ حجاج، مفضل کے اس کام سے خوش نہیں ہوا کیونکہ موسیٰ بنو قیس سے تھا۔

۸۵ھ میں موسیٰ مقتول ہوا۔ فوجیوں میں سے کسی نے موسیٰ کی پنڈلی پر اُس کے مرنے کے بعد مارا تھا۔ جب قتیبہ خراسان کا حاکم ہو کر آیا تو اُس نے اس سے پوچھا کہ تم نے موسیٰ کے مرنے کے بعد اُس کے ساتھ یہ حرکت کیوں کی۔ اس نے جواب دیا کہ میرے بھائی کو قتل کر دیا تھا لیکن قتیبہ نے کچھ نہیں سُنا اور اس کو قتل کر ڈالا۔

عبدالعزیز بن مروان کی وفات اور ولید بن عبدالملک کی ولی عہدی

عبدالملک کا یہ ارادہ تھا کہ اپنے بھائی عبدالعزیز کو ولی عہدی سے معزول کر دے اور ولید کو

Marfat.com

اس کی جگہ ولی عہد بنائے اورلوگوں سے اس پر بیعت لے لےلیکن قبیصہ بن ذویب نے اس سے روکا اورکہا کہ ایسا کر کے آپ خود کو موردالزام بنانا چاہتے ہیں۔ہوسکتا ہے کہ عبدالعزیز کا انتقال ہوجائے اورآپ کوخود بخود یہ موقع مل جائے۔عبدالملک رک گیا مگر یہ خیال ہمیشہ دل میں رہتا تھا کہ کسی طرح ولید کواپنی حیات میں ولی عہد بنادوں۔ایک دن روح بن زنباع جوعبدالملک کے معززین اصحاب میں تھا اس سے ملنے آیا اور کہا کہ اے امیرالمومنین اگر آپ نے عبدالعزیز کومعزول کردیا تو دو بھیڑیں بھی آپس میں نہ لڑیں گی اور میں پہلا شخص ہوں جوآپ کی دعوت پر لبیک کہوں گا۔عبدالملک نے کہا انشاء اللہ صبح اس کے متعلق مشورہ کروں گا۔روح،عبدالملک کے پاس ہی سویا جب دونوں سو گئے تو رات کو قبیصہ بن ذویب محل میں اُن دونوں کے پاس آیا۔عبدالملک نے یہ دربانوں کو ہدایت کردی تھی کہ قبیصہ کواندر آنے سے کبھی نہ روکنا کیونکہ قبیصہ کے پاس مہر خلافت رہتی تھی۔فرامین اوراحکام کووہی نافذ کرتا تھا۔تمام اخبار اورخطوط عبدالملک کے پاس وہی لایا کرتا تھا۔جب قبیصہ اندر گیا تو سلام کیا اور کہا کہ خدا آپ کواپنے بھائی عبدالعزیز کی موت پہ جزادے۔عبدالملک نے پوچھا کہ کیا وہ مرگیا۔اس نے کہاہاں۔عبدالملک اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْن پڑھ کرروح کی طرف متوجہ ہوااور کہا کہ ہم جس کی خواہش کررہے تھے۔خدا نے اس کو پورا کردیا۔عبدالملک نے کہا کہ اے قبیصہ! یہ رائے تمہارے مخالف تھی۔قبیصہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین دیرآید۔عبدالملک نے کہا کہ کبھی عجلت میں بھی بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔تم نے عمروبن سعید کے معاملے میں نہیں دیکھا کہ عجلت،تاخیر سے کس مفید ثابت ہوئی۔

عبدالعزیز کی وفات اس سال جمادی الاول میں ہوئی اور وہ اس وقت مصر کا حاکم تھا۔

عبدالملک نے اس کی جگہ اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک کووہاں کا عامل بنادیا۔

بعض روایت میں ہے کہ جب عبدالملک نے ولید کی بیعت کا ارادہ کیا تواس نے عبدالعزیز کواس کے متعلق لکھا کہ اگرتم مناسب سمجھوتو ولی عہدی اپنے بھتیجے ولید کودے دو،عبدالعزیز نے اس سے انکار کردیا۔عبدالملک نے پھرلکھ بھیجا کہ ولی عہد تم ہی رہو گے لیکن تمہارے بعد ولید تخت نشین ہو۔ عبدالعیزیز نے لکھا کہ جس طرح آپ کوولید کا خیال ہے۔اسی طرح مجھ کواپنے بیٹے ابوبکر کا خیال ہے۔ عبدالملک نے پھر مصر کا خراج طلب کیا۔عبدالعزیز نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں اورآپ ایک ایسی عمر تک پہنچ گئے ہیں کہ ہمارے خاندان میں کسی نے یہ عمر نہیں پائی۔ان کی زندگی بہت قلیل رہی

Marfat.com

ہے۔ہمیں یہ نہیں معلوم کہ ہم دونوں میں سے کون پہلے مرے گا اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری بقیہ زندگی کو خراب وخستہ نہ کریں۔عبدالملک کے دل پر اس کا بڑا اثر ہوا اور پھر اس خیال کو چھوڑ دیا اور ولید اور سلیمان سے کہا اگر خدا تمہیں مسند خلافت دینا چاہے گا تو کوئی چھین نہیں سکتا۔عبدالملک کو عبدالعزیز کا جب یہ خط ملا تو اُس نے کہا کہ وہ مجھ سے قطع رحم کرتا ہے اے خدا تو بھی اس کو قطع کر دے۔

جب عبدالعزیز نے وفات پائی تو شامیوں نے کہا کہ امیر المومنین کے ہاتھ پھر یہ معاملہ آ گیا۔عبدالملک نے فوراً ہی ولید اور سلیمان کے لیے بیعت کا حکم دیا اور لوگوں نے ان پر بیعت کر لی۔ پھر تمام شہروں میں اس کا حکم دیا۔مدینہ کا حاکم ہشام بن اسمٰعیل تھا اس نے لوگوں کو بیعت کے لیے طلب کیا۔سب نے بیعت کی لیکن سعید بن میبّب نے انکار کیا اور کہا کہ عبدالملک کی زندگی میں تو میں ان سے بیعت نہیں کر سکتا۔ہشام نے اسی جرم پر اُن کو بہت مارا اور اُن کی تشہیر کرائی اور شہر میں لے کر پھرا اور وہاں سے اس ٹیلے پر لے گیا جہاں لوگوں کو قتل کیا جاتا تھا یا ان کو پھانسی دی جاتی تھی۔بہر حال لوگ وہاں سے پکڑ کر واپس لائے اور قید کر دیا۔اس وقت سعید بن المسیب ایک کمبل کے چھوٹے ٹکڑے سے ستر پوشی کیے ہوئے تھے تو (حضرت) سعید نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ لوگ ہمیں پھانسی نہ دیں گے تو فقراء کا یہ لباس پہن کر نہ آتا لیکن میرا تو یہ خیال تھا کہ جب یہ لوگ پھانسی دیں گے اس وقت ستر ڈھکا رہے۔عبدالملک کو اس کی خبر ملی تو اس نے ہشام کو بہت لعنت ملامت کا ایک خط لکھا اور اس میں یہ لکھا کہ اگر انھوں نے انکار کیا تھا تو قتل کر ڈالتے یا چھوڑ دیتے اس توہین کی ضرورت نہیں تھی اور یہ بھی لکھا کہ اصل میں سعید کا ارادہ کبھی نفاق وشقاق کا نہیں ہوا چنانچہ انھوں نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت سے بھی انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ جب تک تمام لوگ متفق نہ ہو جائیں میں بیعت نہیں کروں گا۔جابر بن اسود نے جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے مدینہ کا عامل تھا ان کو ساٹھ (۶۰) کوڑے لگوائے۔(حضرت) عبداللہ بن زبیر کو جب یہ معلوم ہوا تو جابر کی بڑی سرزنش کی کہ سعید اور ہم سے کوئی تنازعہ نہیں ہے۔اُن کو چھوڑ دو اور کسی قسم کی تکلیف نہ دو۔

بعض روایت میں ہے کہ ولید اور سلیمان کی بیعت ۸۴ھ میں ہوئی تھی لیکن پہلی روایت صحیح ہے۔عبدالعزیز عبدالملک کے پاس مصر سے آئے تھے جب واپس جانے لگے تو عبدالملک نے یہ وصیت کی کہ لوگوں سے کشادہ پیشانی سے ملو، نرم دل ہو۔معاملات میں سختی سے نہ پیش آؤ اپنے حاجب کی

Marfat.com

پوری نگرانی کرو۔اپنے گھر والوں میں سے اس کام کے لیے ایسے لوگوں کو منتخب کرو جو معتمد ہوں کیونکہ وہی تمہاری صورت اور زبان کا کام دیتے ہیں۔دروازے پر جو شخص بھی کھڑا ہو اس کی خبر تم کو دیا کرے تا کہ یہ معلوم ہو کہ تم ہی نے اس کی اجازت دی ہے یا اس کو واپس کیا ہے۔جب مجلس میں بیٹھو تو لوگوں سے خود ہی گفتگو شروع کر دو تا کہ وہ تم سے محبت کریں۔اُن کے دلوں میں تمہاری الفت پیدا ہو۔جب تم کو مشکلات درپیش ہوں تو معززین سے مشورہ لو کیونکہ مشورہ بڑے سے بڑے معاملات کی کنجی ہے۔ اپنے لیے نصف رائے کا حق رکھو اور نصف کا اپنے بھائی کے لیے رکھو۔جو شخص مشورہ لے کر کام کرتا ہے وہ نقصان نہیں اٹھاتا۔جب تم کسی سے ناراض ہو تو اس کو جلد سزا نہ دو توقف اور انتظار کے بعد پھر سزا دی جا سکتی ہے لیکن سزا دینے کے بعد اُس کو واپس لینے کی طاقت نہیں دی گئی ہے۔

متفرق واقعات

ہشام بن اسمٰعیل مخزومی حاکم مدینہ نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

عراق اور تمام مشرقی ممالک پر حجاج کی حکومت تھی۔

محمد بن مروان نے اس سال ارمینیہ میں لڑائی کی اور وہیں موسم گرما اور سرما دونوں گذار دیے۔

وفیات

عمرو بن حریث مخزومی نے اس سال انتقال کیا۔عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی نے بھی اسی سال وفات پائی اور بعض روایت میں ۸۷ھ، ۸۸ھ بھی ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ حلیف بنی عدی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔آنحضرتؐ کی وفات کے وقت اُن کی عمر چار برس کی تھی۔

Marfat.com

باب۔۱۳

۸۶ھ کے واقعات

عبدالملک بن مروان کی وفات

اسی سال عبدالملک بن مروان نے ۱۵ شوال کو انتقال کیا۔ وہ خود اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھے خوف ہے کہ میں رمضان کے مہینہ میں مروں گا کیونکہ میں رمضان ہی میں پیدا ہوا اور رمضان ہی میں، میں نے ماں کا دودھ چھوڑا اور رمضان ہی میں ختم قرآن کیا اور رمضان ہی میں میرے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی۔ لیکن نصف شوال کے بعد مرا جب اس کے دل سے موت کا خطرہ نکل چکا تھا۔ عبدالملک کی عمر ۶۰ برس کی تھی اور بعض نے ۶۳ برس روایت کی ہے۔ عبداللہ بن زبیر کے قتل کے بعد اُس کی مدت خلافت تیرہ برس سات دن کم چار مہینے اور بعض روایت میں تین مہینے پندرہ دن ہے۔ جب اس کا مرض مہلک ہوگیا تو اطباء نے کہا اگر اس نے پانی پیا تو مرجائے گا۔ اس کی شدت پیاس نے اس کو بہت مجبور کیا تو اس نے ولید سے کہا کہ پانی پلاؤ۔ ولید نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ دشمنی نہیں کروں گا۔ پھر عبدالملک نے اپنی لڑکی فاطمہ کو پکارا اور پانی لانے کو کہا۔ ولید نے اس کو بھی روکا تو عبدالملک نے کہا کہ تم اس کو چھوڑ دو ورنہ خلافت سے معزول کردوں گا۔ ولید نے کہا کہ بس اب موت آگئی ہے اس کے بعد اب کوئی چارہ نہیں ہے۔ فاطمہ پانی لے کر آئی اور وہ پی گیا اور اسی کے تھوڑی دیر کے بعد مر گیا۔

(انتقال سے کچھ پہلے) جب ولید اندر گیا تو فاطمہ اپنے باپ کے سرہانے کھڑی رو رہی تھی۔ ولید نے پوچھا کہ امیر المومنین کیسے ہیں۔ عبدالملک نے کہا اچھے ہیں۔ جب ولید چلا گیا تو عبدالملک نے یہ شعر پڑھا:

ومستخبر عنا یزید لنا الردی ومستخبرات والد موع سواجم

Marfat.com

[ہماری خیریت پوچھنے والا ایک تو وہ ہے جو ہماری موت چاہتا ہے اور دوسری وہ ہیں جن کے آنسو بہ رہے ہیں۔]

پھر جب مرنے کا وقت قریب آیا تو لڑکوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں تم کو اللہ کے تقوی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ بہترین زیور ہے اور ساتھ ہی ایک محفوظ قلعہ ہے۔ تم اپنے بڑوں کی عزت کرو اور چھوٹوں پر نظر شفقت رکھو۔ مسلمہ کا خوب خیال رکھو اس کی رائے پر عمل کرو اس لیے کہ وہ تمھارا وہ دانت ہے جس سے تم اپنے کو بچا سکتے ہو اور تمھارے لیے وہ ڈھال جس سے محفوظ رہ سکتے ہو۔ حجاج کی عزت کرو اسی نے منبروں کو تمھاری جلوہ افروزی کے لیے خالی کیا۔ تمام ممالک اور بلاد پر تمھارا علم نصب کیا، تمھارے دشمنوں کو تمھارے لیے زیر نگیں کر دیا۔ ام بردہ کے لڑکوں کی طرح متحد رہو۔ تمہارے درمیان سانپ اور بچھو نہ رہیں گے یعنی مختلف نہ ہو۔ میدان جنگ میں سخت اور زبردست رہو، کیونکہ لڑائی کسی کو موت کے قریب نہیں کرتی۔ اخلاق وسعادت کے ستون بن جاؤ کیونکہ یہی چیز دنیا میں زندہ رہتی ہے اور اسی کا اجر ملتا ہے۔ اچھے لوگوں پر لطف و کرم فضل واحسان کرو کیونکہ وہ اس کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور زیادہ ممنون احسان رہیں گے۔ مجرموں اور سرکشوں سے باخبر رہو اگر وہ معذرت کریں تو ان کی معذرت قبول کرلو لیکن دوبارہ اگر اس جرم کے مرتکب ہوں تو پورا انتقام لو۔

عبدالملک کے مرنے کے بعد باب الجابیہ (شام کے شہر کا ایک دروازہ ہے) کے سامنے وہ دفن کیا گیا۔ ولید نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ ہشام بن عبدالملک نے اس پر یہ شعر پڑھا:

فما کان قیس هلکه هلك واحد　　ولکنه بنیان قوم تهدما

[کسی سردار کی ہلاکت صرف ایک شخص کی بربادی نہیں ہے بلکہ اس سے تمام قوم کی عمارت منہدم ہوجاتی ہے۔]

ولید نے ہشام سے کہا چپ رہ۔ تو شیطان کی زبان سے بولتا ہے اوس بن حجر کی طرح یوں نہیں کہتا:

اذا مقرم منا ذرا حد نابه　　تخمط منا ناب آخر مقرم

[جب ہمارے کسی سردار کے دانت کی تیزی کند ہوجاتی ہے تو دوسرے سردار کی دانت تیز ہوجاتے ہیں۔]

بعض روایت میں ہے کہ پہلا شعر سلیمان نے کہا تھا اور یہی صحیح ہے کیونکہ ہشام تو اس وقت

Marfat.com

چودہ برس کا تھا۔شعرا نے عبدالملک کی وفات پر بہت سے مرثیے کہے ہیں جن میں سے دوشعر یہ ہیں:

سقاك ابن مروان من الغيث مسبل   اجش شمالی یجود ویهطل

فمافی حياة بعد موتك رغبة   لحروان كنا الوليد نومل

[اے ابن مروان ہمیشہ تو ایسے ابر باراں سے سیراب کیا جائے جو کڑ کتے ہوئے بادل کی طرح سیراب کرتا اور بار بار برستا رہے۔کسی آزاد انسان کو تیری موت کے بعد اپنی زندگی میں کوئی لطف نہ آئے گا اگرچہ ہمیں ولید سے بھی ویسے ہی توقعات ہیں۔]

عبدالملک کا نسب نامہ اور اس کی ازدواج واولاد

نسب نامہ یہ ہے۔ابوالولید عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف۔ماں کا نام عائشہ تھا،عائشہ بنت معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ نسب نامہ تھا۔اس کی بیویاں اوراولادیں یہ تھیں۔☆ولید،سلیمان،مروان اکبر(منقطع النسل)عائشہ یہ سب ایک بطن سے تھے۔ان کی ماں کا نام ولادہ بنت العباس بن جزء بن الحارث بن زہیر بن خزیمہ العبسیہ تھا۔☆یزید، مروان، معاویہ (منقطع النسل)ام کلثوم ۔اُن کی ماں کا نام عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھا۔☆اس کا ایک بیٹا ہشام تھا۔اُس کی ماں کا نام ام ہشام بنت اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن مغیرہ مخزومیہ تھا۔اُس کا اصلی نام عائشہ تھا۔☆ابوبکر جس کا لقب بکار تھا۔اس کی ماں کا نام عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تھا۔☆اُن میں سے ایک حکم تھا جس کی نسل منقطع ہوگئی اوراُس کی ماں اُم ایوب بنت عمرو بن عثمان بن عفان تھی۔فاطمہ اُس کی لڑکی تھی جس کی ماں ام المغیرہ بنت مغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن مغیرہ تھی۔☆عبداللہ،مسلمہ،منذر،عنبسہ،محمد،سعیدالخیر،حجاج اس کی لونڈیوں کی اولادیں تھیں۔☆ اُس کی ایک بیوی شقراء بنت مسلم بن حلیس طائی تھی،اس کے باپ کی ماں عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی لڑکی تھی۔بعض نے کہا کہ اُس کے پاس علی بن ابی طالب کی صاحبزادی تھیں لیکن یہ غلط ہے۔

اہم حالات

عبدالملک ایک مدبر،دانشمند،اہل علم اوراديب تھا۔ابوالزیاد کا بیان ہے کہ مشہور فقہا مدینہ

Marfat.com

صرف چار تھے۔(۱)سعید بن مسیب(۲)عروہ بن زبیر(۳)قبیصہ بن ذویب (۴)عبدالملک بن مروان۔شعبی نے یہ روایت کی ہے کہ میں نے جس سے بھی علمی مذاکرہ کیا تو وہ مجھ پر غالب نہ آسکا لیکن جب عبدالملک بن مروان سے مذاکرہ کرتا تھا تو وہ خواہ حدیث ہو یا ادب مجھ سے کچھ زیادہ بتایا کرتا تھا۔جعفر بن عقبہ خطائی نے عبدالملک سے کہا کہ بڑھاپے نے آپ پر بڑی جلدی اثر کیا۔عبدالملک نے کہا کہ منبروں پر بار بار اترنے چڑھنے سے اور غلط کلامی کے خوف سے میں جلدی بوڑھا ہو گیا۔

عبدالملک کہا کرتا تھا کہ مجھ سے حکمرانی میں کوئی نہ بڑھ سکا(حضرت)ابن زبیر طویل الصلوٰۃ اور کثیر الصیام تھے لیکن وہ اپنے بخل کی وجہ سے فرماں روائی کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔

ابومسھر نے مرض کی حالت میں عبدالملک سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے۔اُس نے کہا کہ ٹھیک خدا کے اس قول کے مطابق ہوں: وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (الانعام:۹۴)

[تم ہمارے پاس علیحدہ علیحدہ آئے جیسا ہم نے پہلے پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو(مال ودولت) دیا تھا ان سب کو پیچھے چھوڑ دیا۔]

مفضل بن فضالہ نے اپنے باپ سے یہ سنا تھا کہ جب عبدالملک بیمار تھا تو کچھ لوگ اس سے ملنے کے لیے آئے۔وہ ٹیک لگا کر بیٹھا اور لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی۔ان سے یہ کہنے لگا کہ تم لوگ ایسے وقت ہمارے پاس آئے جب کہ ہماری دنیا وزندگی کا آفتاب غروب ہونے کو ہے اور آخرت کی زندگی شروع ہو رہی ہے۔میں نے اپنے تمام کاموں میں کسی اچھے کام کو تلاش کیا۔لیکن صرف ایک غزوہ ملا جس میں ہم نے فی سبیل اللہ لڑائی کی تھی اور باقی سب چیزوں کو میں چھوڑنے والا ہوں۔پس اس خبیث دنیا کے بچوں کے باپ تم اس کے گرد نہ پھرو۔

سعید بن عبدالعزیز تنوخی کا بیان ہے۔جب عبدالملک کی موت کا وقت آیا تو اس کے حکم سے قصر کے دروازے کھول دیے گئے۔باہر کوئی دھوبی کپڑے دھو رہا تھا۔عبدالملک چلایا کہ کاش میں دھوبی ہوتا۔سعید نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ ان لوگوں کو ہمارا متمنی بنایا اور ہم کو ان کا متمنی نہیں بنایا۔

سعید بن بشیر نے روایت کی ہے کہ جب حالت نازک ہوگئی تو وہ اپنے نفس پر ملامت کرنے لگا۔سر کو زور زور سے پیٹنے لگا اور کہنے لگا کہ میری یہ آرزو ہے کہ کاش میں اپنے روزانہ قوت

Marfat.com

بسری کے لیے کسب کرتا اور خدا کی اطاعت اور فرماں برداری کرتا۔

ابن خازم سے کسی نے عبدالملک کا یہ قول بیان کیا تو انھوں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ موت کے وقت ان چیزوں کا آرزومند ہوا جن میں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہم کو یہ آرزو نہیں ہے کہ ان جیسے ہو کر مریں۔ مسعود بن خلف نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک اپنی علالت کے زمانہ میں یہ کہا کرتا تھا میں یہ چاہتا تھا کہ تہامہ کے کسی شخص کی خدمت کرتا اور اس کی بکریاں پہاڑوں پر چراتا اور کچھ نہ ہوتا۔

عمران بن موسیٰ موذب کی روایت ہے کہ جب مرض بہت نازک ہو گیا تو اس نے کہا: مجھ کو کسی بلند مقام پر لے چلو۔ جب اوپر لے جانے لگے تو اُس نے ٹھنڈی سانس لی پھر یہ کہنے لگے کہ اے دنیا کس نے تجھ کو پیارا بنا دیا۔ تیری طویل سے طویل چیز حقیقت میں چھوٹی ہوتی ہے اور تیری بڑی سے بڑی چیز ذلیل وخوار ہوتی ہے۔ بے شک ہم تجھ سے دھوکے میں رہے اور یہ دونوں شعر پڑھنے لگا:

ان تناقش یکن نقاشك یار بی عذابا لا طوق لی بالعذاب

او تجاوز فانت رب صفوح عن مسیٔ ذنوبه کالتراب

[اے خدا اگر تو نے میرا محاسبہ کیا تو تیرا محاسبہ ایسے عذاب کو ثابت کر دے گا جس کی مجھ کو طاقت نہیں ہے۔ اور اگر تو نے معاف کر دیا تو گویا تو ایسے شخص سے بھی درگزر کرتا ہے جس کے گناہ ریت کے مانند زیادہ ہیں۔]

بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار حضرت معاویہؓ نے اپنی موت کے وقت پڑھے تھے لیکن واقعتہً عبدالملک اس خوف ودہشت کا زیادہ حق دار تھا کیونکہ جس شخص کے گناہوں میں ایک حجاج بھی شامل ہو وہ جانتا ہے کہ ہمیں کس چیز کا پہلے حساب دینا پڑے گا۔

ایک مرتبہ عبدالملک نے سعید بن میتب سے کہا کہ اے ابومحمد میں جب اچھا کام کرتا ہوں تو کوئی خوشی نہیں ہوتی اور جب برا کام کرتا ہوں تو کوئی رنج بھی نہیں ہوتا۔ سعید نے کہا کہ اب تمہارا دل بالکل مردہ ہو گیا۔ اس کے احساس کی قوت جاتی رہی۔

عبدالملک پہلا شخص تھا جس نے اسلام میں عذر و بے وفائی کی۔ جیسا کہ عمرو بن سعید کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے دفتر کو فارسی سے عربی میں منتقل کیا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے خلفاء کے سامنے آزادانہ گفتگو سے لوگوں کو روک دیا ورنہ اس سے پہلے تمام لوگ آزاد تھے۔ یہ

Marfat.com

پہلا خلیفہ تھا جو از حد بخیل تھا اس لیے لوگ اُسے پتھر کا پسینہ کہا کرتے تھے۔ امر بالمعروف سے روکنے والا یہ پہلا شخص تھا کیونکہ اس نے عبداللہ بن زبیر کے قتل کے بعد خطبہ میں کہا تھا کہ کوئی شخص اب مجھ کو اللہ کے تقوی کی تلقین نہ کرے ورنہ میں اس کو مار ڈالوں گا (جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے)

ولید بن عبدالملک کی خلافت

جب عبدالملک کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تو ولید واپس آ کر سیدھا مسجد میں داخل ہوا۔ تمام لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا اور کہا: ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْن۔ امیر المومنین کی موت کی وجہ سے جو مصیبت ہم پر ہے۔ اس میں اللہ ہمارا مددگار ہے اور اس کا شکر ہے کہ اس نے خلافت ایسی عظیم الشان نعمت مجھ کو عطا کی۔ اب تم لوگ کھڑے ہو اور میرے ہاتھ پر بیعت کرو' یہ پہلا شخص تھا جو ایک ہی وقت میں اپنے قلب کو خوشی و سرور، حزن و ملال دونوں سے لبریز پاتا تھا۔ سب سے پہلے عبداللہ ہمام سلولی اٹھا اور اس نے ان اشعار کو پڑھتے ہوئے ولید کے ہاتھ پر بیعت کی:

الله اعطاك التى لافوقها وقداراد الملحدون عوقها

عنك ويابى الله الا سوقها اليك حتى قلدوك طوقها

[خدا نے تجھے وہ چیز عطا کی جن سے بڑھ کر نعمت نہیں ہے۔ اگرچہ ملحدین نے اس کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن خدا نے صرف تیرے ہی لیے یہ نعمت رکھی تھی چنانچہ آج لوگوں نے اس کا بار تیرے گلے میں ڈال دیا۔]

اس کے بعد پھر تمام لوگوں نے بیعت کی۔

بعض روایت میں ہے کہ ولید نے حمد و ثنا کے بعد یہ کہا۔ لوگو! خدا نے جس چیز کی جو معیاد مقرر کی ہے۔ اس سے نہ ایک قدم آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔ جو کچھ ہوا اس کے حکم اور اس کے علم سے ہوا۔ موت وہ چیز ہے جو انبیاء کرام اور حاملین عرش پر بھی لکھی گئی۔ خدا سے توقع ہے کہ وہ امیر المومنین کو بلند مرتبہ دے گا اور اس کو اس قوم کی سرپرستی سپرد کی گئی ہے جس پر شریر النفس آدمیوں سے سختی سے پیش آنا اور اچھے اور صالح لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کرنا، شوکت اسلام کو جس طرح اللہ نے قائم کیا ہے، باقی رکھنا، مناسک حج کی تعلیم دینا، اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنا۔ دشمنوں پر

Marfat.com

غارت گری کرنا، فرض کیا گیا ہے اور بحمد اللہ وہ ان کاموں کی انجام دہی سے عاجز نہیں ہے۔ اے لوگو۔ تم پر اطاعت فرض ہے اتفاق اور اتحاد ضروری ہے کیونکہ شیطان سرکشوں کے ساتھ رہتا ہے جو شخص تم میں سے سرکشی کرے گا میں اس کی آنکھیں پھوڑ دوں گا اور جس نے اس کو پیٹ میں رکھا تو وہ اسی مرض میں مرجائے گا۔ ولید ایک ظالم بادشاہ ہوا۔

قتیبہ والی خراسان

اسی سال قتیبہ خراسان میں حجاج کی طرف سے امیر مقرر ہو کر آیا۔ اس وقت مفضل لڑائیوں کے لیے فوج مرتب کر رہا تھا وہاں پہنچنے کے ساتھ ہی اس نے اپنی تقریروں سے لوگوں کو جہاد کے لیے ابھارا اور پھر ان کو لے کر روانہ ہو گیا۔ مرو میں جنگی ضرورتوں کے لیے اپنا جانشین ایاس بن عبداللہ بن عمرو کو مقرر کیا اور محکمۂ خراج کا افسر عثمان سعیدی کو بنایا۔ جب طالقان پہنچا تو اس کے پاس بلخ کے دہقان ملنے کے لیے آئے اور اس کے ساتھ ہو گئے۔ جب نہر کو عبور کر چکا تو ملک صغانیان۔ تحفہ و تحائف، سونے چاندی کی کنجیاں لے کر آیا اور اپنے شہروں میں آنے کی دعوت دی۔ قتیبہ وہاں پہنچا تو بادشاہ نے تمام شہر اس کے سپرد کر دیئے۔ کیونکہ آخرون اور شومان والے صغانیان کی حکومت سے رقابت رکھتے تھے۔

قتیبہ یہاں سے سیدھا آخرون اور شومان کی طرف روانہ ہو گیا (یہ دونوں طخارستان کے شہر ہیں) اُن کے حکمرانوں نے بھی قتیبہ سے فدیہ پر صلح کر لی پھر قتیبہ مرو کی طرف چلا گیا اور فوج پر اپنے بھائی صالح بن مسلم کو جانشین بنا گیا۔ صالح نے اُس کے جانے کے بعد کاشان اور شت، جو فرغانہ کے شہر تھے، ان کو فتح کر لیا اور اخسکیت قدیم شہر فرغانہ کو بھی قبضہ میں کر لیا۔ صالح کے ساتھ ہی نصر بن سیار بھی تھا، جس نے ان معرکوں میں بڑے بڑے کارنامے کیے۔

بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ ۸۵ھ میں خراسان پہنچا اور وہاں سے فوج لے کر آخرون اور شومان کو فتح کیا اور پھر مرو واپس آ گیا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سال بھر تک خراسان میں مقیم رہا اور نہر بلخ کو بلخیوں کی وجہ سے عبور نہ کر سکا کیونکہ وہاں کے باشندے اُس کے مخالف ہو گئے تھے۔ اُن سے لڑائی بھی کی بہت سے آدمیوں کو قید کیا۔ قیدیوں میں ابو خالد بن برمک کی عورت بھی آ گئی تھی اور برمک اس وقت نوبہار میں تھا یہ عورت عبداللہ بن مسلم کے قبضہ میں آئی جو قتیبہ کا بھائی تھا۔ عبداللہ اس سے ہم

Marfat.com

بستر بھی ہوا تھا۔اس کے بعد بلخیوں نے قتیبہ سے صلح کر لی تو قتیبہ نے قیدیوں کو واپس کرنے کا حکم دیا۔ برمک کی عورت نے عبداللہ سے کہا اب تو میں تم سے حاملہ ہو چکی ہوں اب کیسے واپس جا سکتی ہوں اس لیے وہ رک گئی۔عبداللہ بن مسلم قریب مرگ تھا اس نے وصیت کی کہ جو کچھ یہ جنے وہ میری اولاد ہے۔ اس کے بعد برمک کے پاس وہ واپس کردی گئی۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا چنانچہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ مہدی عباسی کے زمانے میں عبداللہ بن مسلم کا یہ بیٹا رے میں خالد کے پاس آیا اور ان لوگوں نے اُس کو اپنی طرف منسوب کرنے کی دعوت دی۔ مسلم بن قتیبہ نے ان سے کہا کہ تم نے اگر اس کو اپنی طرف منسوب کرنے کی دعوت دی اور اس نے اس کو قبول کر لیا تو تمہارے لیے یہ ضرور ہوگا کہ تم ان سے شادی بیاہ کرو۔ اس پر وہ راضی نہیں ہوئے اور چھوڑ کر چلے گئے۔ برمک طبیب تھا۔

متفرق واقعات/وفیات

مسلمہ بن عبدالملک نے روم کے علاقے پر چڑھائی کی۔حجاج نے اس سال یزید بن مہلب کو قید کر لیا۔حبیب بن مہلب کو کرمان کی امارت سے معزول کردیا۔عبدالملک کے ساتھ حج کیا۔تمام مشرقی ممالک پر حجاج حاکم تھا۔

عبدالملک کے زمانے میں اُسید بن ظہیر انصاری نے انتقال کیا۔عمر بن ابی سلمہ جو حضرت ام سلمہ کا بیٹا تھا اسی سال وفات پائی۔علقمہؓ بن وقاص لیثی نے اسی سال انتقال کیا۔ یہ صحابی تھے۔قبیصہ بن ذویب نے اسی سال وفات پائی جو سنہ اھ میں پیدا ہوئے تھے۔آنحضرتؐ نے اُن کے تالو میں خرما چبا کر رگڑا تھا۔ یہ عبدالملک کے محکمۂ خاتم کے افسر اعلیٰ تھے، فقیہ بھی تھے۔عبدالملک ہی کے زمانہ میں سعد بن زید انصاری کا انتقال ہوا۔آنحضرتؐ کے زمانہ میں پیدا ہو چکے تھے۔سلمہ ابن ام سلمہ کا بھی اس کی زندگی میں انتقال ہوا۔یہ آنحضرتؐ کے ربیب تھے۔عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی نے بھی اسی سال وفات پائی۔بعض ۸۷ھ بتاتے ہیں۔یہ غزوہ حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے۔عبدالملک کے آخری ایام میں ولید بن عبادہ بن صامت انصاری نے انتقال کیا جو عہد نبویؐ کے آخری زمانہ میں پیدا ہوئے۔لاحق بن حمید ابومجلز سدوسی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔

Marfat.com

باب۔۱۴

۸۷ھ کے واقعات

حاکم مدینہ عمر بن عبدالعزیز

ولید نے اس سال ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو (۷) ربیع الاول کو معزول کیا اور اس کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو حاکم بنا کر بھیجا۔ ہشام ایک مہینہ یا کچھ دن کم چار برس تک وہاں رہا۔ عمر بن عبدالعزیز اسی مہینے پہنچے ان کا سازوسامان اس وقت ایک سو تیس (۱۳۰) اونٹوں پر لد کر آیا تھا۔ ''دارمروان'' میں آ کر اترے۔ لوگ سنتے ہی ملاقات کے لیے آئے۔ ظہر کی نماز کے بعد انھوں نے فقہاء مدینہ اور باثر اصحاب کو بلا بھیجا جن کی تعداد دس (۱۰) تھی۔ (۱) عروۃ بن زبیر (۲) ابوبکر بن سلیمان بن ابی خیثمۃ (۳) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود (۴) ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث (۵) سلیمان بن یسار (۶) قاسم بن محمد (۷) سالم بن عبداللہ بن عمرو (۸) عبداللہ بن عبیداللہ بن عمر (۹) عبداللہ بن عامر بن ربیعہ (۱۰) خارجہ بن زید، یہ تمام لوگ آئے تو عمر نے ان سے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو ایسے کام کے لیے بلایا ہے جس کا معاوضہ تمہیں خدا دے گا۔ تم ہماری حق اور سچی باتوں پر مدد کرو، میں کسی معاملے کو بغیر تمہاری رائے کے فیصلہ کرنا نہیں چاہتا۔ اگر تم سب لوگ موجود نہ ہوئے تو جو اس وقت حاضر ہوگا اس سے ضرور مشورہ لوں گا اور یہ خوب یاد رکھو اگر کسی نے ظلم ہوتے دیکھا یا سُنا اور اس کی مجھ کو خبر نہیں دی تو وہ خدا کے نزدیک بہت بڑا مجرم ہوگا۔ یہ لوگ اس بات سے خوش ہوئے اور دعائیں دیتے ہوئے نکلے۔

ولید نے عمر کو یہ حکم دیا کہ ہشام کو لوگوں کے استغاثہ کے لیے روک لو۔ ولید، ہشام سے بدظن

Marfat.com

بھی تھا۔ ہشام بن اسمٰعیل، علیؒ بن حسینؒ کا پڑوسی تھا لیکن ان کو تکلیف پہنچاتا تھا اُن سے خائف بھی رہتا تھا۔ علی بن حسینؒ اپنے مخصوص لوگوں کے پاس آئے اور ان کو تاکید کی کہ کوئی ہشام کے متعلق برا کلمہ نہ نکالے اسی وجہ سے ہشام ولید کے حکم کے مطابق لوگوں سے سوالات کے لیے کھڑا کیا جاتا تھا۔ اتفاقاً علیؒ بن حسینؒ اس کی طرف سے گذرے اور اُس کو کچھ نہ کہا تو ہشام نے اُن کو پکارا اور یہ آیت تلاوت کی: اللہ اعلم حیث یجعل رسالۃ یعنی جن لوگوں کو خدا پیغمبری دیتا ہے ان کو خوب جانتا ہے۔

قتیبہ اور نیزک کی مصالحت

جب شومان سے قتیبہ نے صلح کر لی تو اس نے نیزک طرخان صاحب باذغیس کو لکھا کہ مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دو ورنہ میں بری طرح خبر لوں گا۔ نیزک نے ڈر کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ نے پھر ایک خط سُلیم ناصح مولیٰ عبیداللہ بن ابی بکرہ کی معرفت بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر تم صلح پر راضی نہیں ہوئے تو میں تم پر چڑھائی کروں گا اور جہاں ہوگے تلاش کر کے لڑوں گا یا تم پر فتح حاصل کروں گا یا مر جاؤں گا۔ سُلیم یہ خط لے کر روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر نیزک کو دیا۔ نیزک نے خط دیکھ کر کہا اے سُلیم میں تمہارے بادشاہ میں کوئی خیر نہیں دیکھتا اس نے مجھ ایسے شخص کو اس قسم کا خط لکھا جو کبھی لکھا نہیں جا سکتا تھا۔ سُلیم نے کہا کہ ہاں وہ حکومت کے معاملات میں سخت ہے لیکن اگر کوئی نرمی سے پیش آئے تو وہ نرم بھی رہتا ہے اور اگر سختی کی جائے تو سخت ہو جاتا ہے۔ غرض موقع کے مناسب یہ ہے کہ اس خط کی درشتی آپ کو اصلی کام سے نہ روکے بلکہ آپ کو اس کے نزدیک اپنی عزت قائم کرنی چاہیے۔ اس کے بعد سُلیم کے ساتھ نیزک کھڑا ہوا اور اہل باذغیس کے لیے قتیبہ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ قتیبہ اس علاقے میں داخل نہ ہوگا۔

غزوۂ روم

یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال مَسلمہ بن عبدالملک نے رومیوں سے لڑائی کی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو سوسنہ میں جو مصیصہ کے قریب ہے، قتل کیا۔ بہت سے قلعے فتح کیے۔ بعض روایت میں ہے کہ مسلمہ نے جنگ نہیں کی تھی بلکہ ہشام بن عبدالملک نے یہ فتوحات حاصل کی تھیں چنانچہ قلعہ

Marfat.com

بولق، اخرم، بوئس، قمقم کو فتح کیا۔ عجمیوں کے ایک ہزار سپاہیوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔

قتیبہ کی لڑائی بیکند میں

جب قتیبہ نے نیزک سے صلح کر لی تو وہ موسم جنگ کا منتظر رہا پھر ۸۷ھ میں بیکند حملہ آور ہوا۔ بیکند نہر سے بخارا کا قریب ترین شہر ہے جب قتیبہ وہاں پہنچا تو اہل بیکند نے اہل صغد اور ارد گرد کی قوموں سے مدد طلب کی چنانچہ ایک کثیر التعداد جمعیت آ پہنچی۔ قتیبہ کے تمام راستوں کو بند کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ قتیبہ کا کوئی قاصد کسی مقام پر نہیں پہنچ سکا۔ دو مہینے تک خراسان کی حالت بھی نہ معلوم ہو سکی۔ حجاج کو بھی اس کی کوئی خبر نہ ملی اور اس کو فوج کی ہلاکت کا شبہ ہوا تو اس نے مساجد میں دعا کرنے کا حکم دیا۔ ادھر یہ لوگ روزانہ لڑتے رہے۔

قتیبہ کے پاس ایک عجمی جاسوس تھا۔ جس کا نام تندر تھا۔ اہل بخارا نے اس کو رشوت دی کہ قتیبہ کو سمجھا بجھا کر کسی طرح واپس کر دے۔ تندر قتیبہ کے پاس آیا اور خفیہ طریقہ پر کہا کہ حجاج عراق سے معزول کر دیا گیا ہے اور خراسان پر دوسرا حاکم آیا ہے اس لیے آپ لوگوں کو لے کر جلد واپس ہو جائیے۔ قتیبہ نے فوراً اس کو اس خطرہ پر مار ڈالا کہ اگر یہ خبر مشتہر ہو گئی تو لوگوں کو یہیں ہلاکت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد اپنی فوج کو ایک شدید جنگ کرنے کے لیے ابھارا۔ جب اس کی فوج نے تازہ دم ہو کر جنگ کی تو کفار شہر کی طرف پسپا ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا جو سامنے آتا اُس کو قتل کرتے یا قید کر لیتے۔ یہ شہر میں گھسے تو قتیبہ نے شہر کی فصیل کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ اہل شہر نے جب یہ دیکھا تو صلح کی خواہش کی۔ قتیبہ نے قبول کر لیا اور وہاں اپنا عامل مقرر کیا اور واپس ہو گیا۔ تقریباً پانچ فرسخ بھی نہ گیا ہو گا کہ کفار نے صلح توڑ دی اور عامل اور اُس کے اصحاب کو قتل کر ڈالا۔ مجبوراً پھر قتیبہ کو لوٹنا پڑا اور اس مرتبہ ان کی فصیل کو نقب لگا کر منہدم کر دیا پھر مصالحت کی انھوں نے خواہش کی لیکن قتیبہ نے ایک نہ سنی بلکہ شہر میں داخل ہو کر سپاہیوں اور فوجیوں کو قتل کر ڈالا اور باقی کو گرفتار کر لیا۔

گرفتار شدہ آدمیوں میں سے ایک شخص کانا تھا جس نے ترکوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا تھا۔ اس نے قتیبہ سے کہا کہ میں پانچ ہزار ریشمی کپڑے فدیہ دیتا ہوں جن کی قیمت دس لاکھ ہو گی۔ قتیبہ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو انھوں نے کہا کہ اموال غنیمت میں ایک زیادتی کی صورت ہے اور اس

Marfat.com

کی دغابازی کا خطرہ بھی نہیں ہے لیکن قتیبہ نے کہا کہ کوئی مسلمان اب تیرے پھندے میں نہیں آسکتا اور پھر قتل کر ڈالا۔ یہاں غنیمتیں بہت ہاتھ آئیں۔ جانور، اسلحہ، سونے چاندی کے ظروف اس قدر وافر ملے جن کی کوئی حد نہ تھی۔ کبھی خراسان کو ایسی غنیمت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے دل ان فتوحات اور غنائم کی وجہ سے سیر و آسودہ ہو گئے تھے۔ غنائم کی تقسیم کی خدمت قتیبہ نے عبداللہ بن والان عدوی کے سپرد کی تھی جو بنی ملکان سے تھا۔ قتیبہ ان کو ''امین ابن الامین'' کے لقب سے یاد کرتے تھے کیونکہ یہ خود بھی امین تھے اور ان کے والد بھی امین تھے۔

والان جو عبداللہ کے والد تھے اُن کا ایک قصہ مشہور ہے کہ مسلم باہلی، قتیبہ کے والد نے والان سے کہا کہ میرے پاس کچھ مال ہے جس کو میں تمہارے پاس امانتاً رکھنا چاہتا ہوں مگر دوسرا کوئی نہ جان سکے۔ والان نے کہا کہ اپنے کسی معتمد آدمی کے ذریعہ سے فلاں مقام پر بھیج دو اور جب وہاں پر وہ کسی آدمی کو دیکھے تو مال رکھ کر واپس چلا جائے۔ مسلم نے ایک خرجی میں اس مال کو رکھا اور ایک خچر پر لاد دیا اور اپنے غلام سے کہا کہ اس مال کو فلاں مقام پر لے جاؤ اور جب کسی آدمی کو بیٹھا دیکھو خچر چھوڑ کر چلے آؤ۔ غلام نے ایسا ہی کیا۔ اس مقام پر والان پہلے ہی پہنچ گیا اور منتظر بیٹھا رہا لیکن جب دیر ہوئی تو اس خیال سے کہ کوئی وجہ مانع ہوگی۔ اس وجہ سے وہ نہ آسکا وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایک دوسرا شخص اسی مقام پر آیا جو بنی تغلب سے تھا۔ مسلم باہلی کا غلام پہنچا تو اس نے واقعتاً ایک آدمی کو دیکھا اور خچر چھوڑ کر چلا آیا۔ تغلبی نے خچر اور مال اپنے قبضے میں کیا اور گھر لے گیا۔ مسلم کو یہ یقین تھا کہ مال والان کے پاس ہوگا اس لیے کبھی دریافت بھی نہیں کیا۔ جب اس کو ضرورت پڑی تو اس سے اپنا مال مانگا۔ والان نے کہا کہ میرے پاس تمہارا مال نہیں ہے اور تم نے دیا کب تھا جو مانگتے ہو۔ مسلم یہ جواب سن کر والان کی شکایت ہر کس و ناکس سے کرنے لگا۔ ایک دن تغلبی کے سامنے یہی کہہ رہا تھا تو تغلبی نے اس سے علیحدہ ہو کر پوچھا کہ کون سا مال تھا۔ مسلم نے تمام واقعہ کی اطلاع دی تو تغلبی نے مسلم کو ساتھ لا کر اس کا مال اس کے حوالے کر دیا اور واقعہ سے آگاہ کیا پھر مسلم جس سے ملتا والان کی معذوری کو ظاہر کرتا۔

قتیبہ بیکند کی فتح سے فارغ ہو کر مرو واپس چلا گیا۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ مدینہ میں ابوبکر بن عمرو بن حزم قاضی تھے۔ عراق اور خراسان پر حجاج حاکم تھا۔ بصرہ میں حجاج کی طرف سے جراح بن عبداللہ حکمی عامل تھا اور بصرہ کے قاضی عبداللہ بن اُذینہ تھے اور کوفہ کے قاضی ابوبکر بن موسیٰ اشعری تھے۔

وفیات

عبیداللہ بن عباس نے اسی سال مدینہ میں وفات پائی اور بعض نے یمن میں ان کی وفات کے متعلق روایت کی ہے۔ یہ عبداللہ بن عباس سے ایک سال چھوٹے تھے۔

مطرف بن عبداللہ بن شخیر نے اسی سال طاعون میں بصرہ میں وفات پائی۔

مقدام بن معدی کرب نے اسی سال انتقال کیا اور وہ صحابی تھے اور بعض نے ۹۰ھ میں روایت کی ہے۔ امیہ بن عبداللہ بن اسید سابق والی خراسان نے بھی انتقال کیا۔

Marfat.com

باب۔۱۵

۸۸ھ کے واقعات

شہرطوانہ کا مفتوح ہونا

مسلمہ بن عبدالملک اورعباس بن ولید بن عبدالملک نے مل کر علاقہ روم میں جنگ کی۔ ولید نے آرمینیہ کے بادشاہ کولکھ بھیجا کہ وہ ملک روم کولکھ بھیجے کہ خزر اور دوسرے سلاطین ارمیا نے اُس پر حملے کا ارادہ کیا ہے۔ملکِ آرمینیہ نے اسی مضمون کاایک خط روم کے بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔اس کے بعد ولید نے شامی فوجوں کو پورے ساز وسامان کے ساتھ جزیرہ ہوتے ہوئے روم کی طرف روانہ کر دیا۔وہاں جا کرانھوں نے رومیوں سے خوب لڑائی کی اوران کوشکست بھی دی لیکن رومیوں نے جب دوبارہ حملہ کیا تواس میں مسلمانوں نے ہزیمت اٹھائی۔عباس بن ولید چند آدمیوں کے ساتھ کھڑا رہ گیااور باقی بھاگ گئے جن میں ابن محیریز جمحی بھی تھا۔عباس نے اس سے کہا کہ وہ اہل قرآن کہاں گئے جو جنت کے مشاق ہیں؟ابن محیریز نے کہا کہ آپ پکاریئے تووہ آئیں گے۔عباس نے للکارا کہ اے اہلِ قرآن ادھر آؤ۔اتنا کہنا تھا کہ بکھرا ہوشیرازہ پھر مجتمع ہوگیا اورخدا کی قدرت سے مسلمانوں نے فتح پائی۔رومی شکست کھا کر بھاگے اور مسلمانوں نے محاصرہ کرلیا۔جمادی الاولیٰ میں اس کو فتح کرلیا بقول بعض اسی سال ولید بن یزید بن عبدالملک پیدا ہوا۔

مسجد نبوی کی دوبارہ تعمیر

اس سال ولید نے ربیع الاول میں عمر بن عبدالعزیز،حاکم مدینہ کو یہ لکھا کہ ازدواجِ مطہرات کے حجروں کو مسجد نبوی میں شامل کردواور آس پاس کی زمینیں خرید لوتا کہ مسجد کی توسیع ہو سکے۔تم اُس کام کو بخوبی انجام دے سکتے ہو کیونکہ وہ جگہیں تمہارے ماموں کی ہیں اور غالباً وہ تم سے اس معاملے میں کوئی تعارض نہ

Marfat.com

کریں گے۔ جو لوگ زمینوں کے دینے میں راضی نہ ہوں ان کو مناسب قیمتیں دے دو اور مکانات کو منہدم کردو۔ ایسا کرنے میں تمہارے لیے عمر اور عثمان (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی سنت ہوگی۔ عمر کو جب خط ملا تو انھوں نے تمام آدمیوں کو بلا بھیجا اور ولید کا یہ خط پڑھ کر سنایا۔ لوگ قیمت پر راضی ہو گئے تو (حضرت) عمر نے سب کو قیمتیں چکا دیں۔ پھر تمام لوگ حرم نبوی کے مکانات کے منہدم کرنے میں مصروف ہوئے۔ اس کے بعد شام سے ولید نے مشہور معماروں کو بھیجا اور ملک روم کو لکھ بھیجا کہ میں نے مسجد نبوی کی دوبارہ تعمیر کے لیے اس کو منہدم کرا دیا ہے۔ ملک روم نے ایک لاکھ مثقال سونا اور سو معمار اسی کام کے لیے بھیجے اور فسیفساء سے لدے چالیس اونٹوں کو روانہ کیا۔ ولید نے ان تمام چیزوں کو مدینے بھیج دیا۔ ایک دن (حضرت) عمر اور تمام بڑے بڑے لوگ جمع ہوئے اور اسی دن مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور پھر اس کی تعمیر شروع ہوگئی۔ بعض روایات میں ہے کہ اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے جو روم میں لڑائی کی اس میں قلعۂ قسطنطین، غزالہ اور اخرم کو فتح کر لیا۔ تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو جو مستعربہ تھے قتل کیا اور غنیمت حاصل کی۔

نُومُشکَث اور رامِثنہ کی لڑائی

بعض روایتوں میں ہے کہ قتیبہ ابن مسلم نے نُومُشکَث پر حملہ کیا اور مرو میں اپنا جانشین اپنے بھائی یسار بن مسلم کو بنایا۔ نُومُشکَت کے باشندوں نے بغیر کسی لڑائی کے صلح کر لی اس کے بعد رامِثنہ پہنچا۔ وہاں کے لوگوں نے بھی مصالحت کر لی لیکن ترک اور اہل صغد اور فرغانہ کے لوگ دو لاکھ کی تعداد میں جمع ہوئے جن کا سردار ملک کورمغانون تھا جو بادشاہ چین کا بھانجا تھا اور یہ سب مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نکلے۔ راستے ہی میں عبدالرحمٰن بن مسلم، قتیبہ کے بھائی سے لڑائی چھڑ گئی جو فوج کے آخری حصے پر تھے۔ قتیبہ اور اُن کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا۔ جب ترک قریب پہنچے تو عبدالرحمٰن نے قتیبہ کو اطلاع دی لیکن جب تک قتیبہ پہنچے لڑائی شروع ہوگئی اور اس نے عبدالرحمٰن کو ترکوں سے لڑتے دیکھا بلکہ یہ وقت قریب تھا کہ ترک مسلمانوں پر غلبہ پا جائیں لیکن جب لوگوں کی نظریں قتیبہ پر پڑیں تو ان کی ہمتیں بڑھ گئیں۔ ظہر کے وقت تک خوب زوردار لڑائی ہوئی آخر میں ترک ہار گئے۔ اس جنگ میں نیزک نے، جو قتیبہ کے ساتھ تھا بڑی بہادری سے ترکوں کا مقابلہ کیا اس کے بعد قتیبہ نے ترمذ کے قریب دریا کو عبور کر لیا اور مرو واپس آ گیا۔

Marfat.com

ولید کے رفاہ عام کے کام

اس سال ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو راستوں اور کنوؤں کی تعمیر کا حکم دیا اور یہ بھی لکھا کہ مدینے میں ایک فوارہ بناؤ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینے میں ایک اچھا فوارہ بنایا اور اس کا پانی جاری کر دیا۔ جب ولید نے حج کیا تو اس فوارے کا معائنہ کیا اور دیکھ کر بہت خوش ہوا اور نگہبان مقرر کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ اس کی حفاظت کریں اور تمام اہل مسجد کو اس سے سیراب ہونے کا حکم دیا صرف مدینے ہی میں نہیں بلکہ اپنی مملکت کے تمام مقامات پر سڑکوں کی درستی اور کنوؤں کی تعمیر کا حکم دیا۔ جذامیوں کو بھیک مانگنے کی سخت ممانعت کی اور اُن کے لیے بیت المال سے وظائف مقرر کر دیے۔

متفرق واقعات / وفیات

اس سال عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کرایا۔ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ سلوک کیا اور قربانی کے لیے اونٹ بھی بھیجے۔ انھوں نے ذوالحلیفہ سے احرام باندھا۔ جب تنعیم پہنچے تو معلوم ہوا کہ مکے میں پانی کی سخت قلت ہے اور وہاں کے لوگوں کو خوف ہے کہ حاجیوں کو پیاس کی تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ عمر نے سب کو اکھٹا کر کے کہا کہ چلو خدا سے دعا کریں سب نے مل کر دعا کی۔ چنانچہ خانۂ کعبہ تک نہ پہنچے ہوں گے کہ ابر رحمت نے پیاسوں کو سیراب کرنا شروع کیا۔ یہی نہیں بلکہ وادی میں نہریں جاری ہوگئیں حتیٰ کہ اس کی کثرت سے لوگ خائف ہونے لگے۔ یہ بارانِ رحمت مکے اور عرفات کے تمام مقامات پر ہوئی جس سے تمام زمینیں سرسبز ہوگئیں۔ بعض روایات میں ہے کہ اس سال عمر بن الولید بن عبدالملک نے حج کیا تھا۔ عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

سہل بن سعد ساعدی نے اسی سال وفات پائی جن کی عمر سو برس کی تھی اور بعض ۹۱ ھ میں ان کی وفات بتاتے ہیں۔ عبداللہ بن بُسر مازنیؓ نے اسی سال انتقال کیا یہ مازن بن منصور کے قبیلے سے تھے اور یہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے دونوں قبلوں (یعنی بیت المقدس و کعبے) کی طرف نماز پڑھنے کا فخر حاصل کیا ہے۔ سرزمین شام میں صحبت نبوی کا یہ آخری چراغ تھا جو گُل ہوا۔

Marfat.com

باب۔۱۶

۸۹ھ کے واقعات

غزوۂ روم

بعض روایتوں کے مطابق اس سال مسلمہ بن عبدالملک اور عباس بن ولید نے روم میں لڑائی کی۔مسلمہ نے قلعہ عموریہ اور عباس نے قلعہ اَذرولیہ فتح کیا۔روم کی فوج سے مقابلہ ہوا لیکن وہ شکست کھا گئی بعض روایت میں ہے کہ مسلمہ نے عموریہ کا قصد کیا اور وہاں کی فوج کو شکست دے کر فتح کیا اور ہِرَقلہ اور قمونیہ کو بھی قبضے میں کیا اور عباس نے موسم گرما میں البذندون کے قریب لڑائی کی۔

قتیبہ کا بخارا پر حملہ

اس سال قتیبہ کے پاس حجاج کا ایک خط آیا جس میں اس کو وردان خذاہ پر حملہ کرنے کا حکم تھا۔چنانچہ وہ اسی غرض سے روانہ ہوا۔زَم سے دریا پار کر کے راستے ہی میں صغد، نسف اور کِش کے لوگوں سے لڑائی چھڑ گئی۔ان کو شکست دے کر بخارا کی طرف بڑھا۔خرقانہ سفلی میں مقیم ہوا جو وردان کے داہنے جانب واقع ہے۔وہاں بھی مسلسل دودن رات لڑائی کرنی پڑی۔آخر میں کامیاب ہوا تو بخارا کی طرف چلا۔لیکن شاہِ بخارا سے جیت نہ سکا اور مجبوراً مُر وواپس آیا۔حجاج کو واقعے کی اطلاع دی حجاج نے لکھا کہ ان مقامات کا نقشہ کھینچ کر میرے پاس بھیج دو چنانچہ قتیبہ نے نقشہ کھینچ کر بھیج دیا۔حجاج نے لکھا کہ تم نے جو غلطی کی ہے اس کی خدا سے معافی مانگو اور اِن اِن راستوں سے تم بخارا پر حملہ کرو اور لکھا کہ اہلِ کِش کو پیس ڈالو اور اہلِ نسف کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دو اور پھر وردان پر حملہ کرو۔محاصرے سے بچتے رہو اور راستے کی گھاٹیوں کو چھوڑتے جاؤ۔بعض روایت میں ہے کہ ۹۰ھ میں بخارا فتح ہوا۔

Marfat.com

حاکم مکہ خالد بن عبداللہ قسری

بعض روایت میں ہے کہ اس سال خالد بن عبداللہ قسری مکے کا حاکم بنا۔ وہاں پہنچ کر اس نے یہ تقریر کی: لوگو انسانوں کا خلیفہ افضل ہے یا اللہ کا رسول؟ خلیفہ کی عظمت تم نہیں جانتے۔ آدمی کا نائب اُس کے گھر والوں پر زیادہ عظمت والا ہے یا اُس کا بھیجا ہوا قاصد اُن کی طرف؟ واللہ! اگر تم خلیفہ کی فضیلت نہیں جانتے مگر یہ تو دیکھو کہ خلیل الرحمان ابراہیمؑ نے اُس سے (اللہ سے) پانی مانگا تو اس کو سخت کھاری پانی دیا اور (ہمارے) خلیفہ نے جب پانی مانگا تو اس کو خدا نے شیریں پانی سے سیراب کیا۔ کھاری پانی سے اس کی مراد تھا زم زم کا پانی اور شیریں سے اس کنویں کا پانی جس کو ولید نے حجون کی گھاٹیوں میں طویٰ کی گھاٹی پر بنوایا تھا۔ یہاں سے پانی لے جا کر زم زم کے قریب ایک حوض میں جمع کیا جاتا تھا تاکہ اس کی فضیلت زم زم پر ثابت ہو لیکن شان خداوندی نے یہ رنگ دکھایا کہ وہ کنواں خراب ہو گیا اور اس کا پانی بھی خشک ہو گیا بلکہ آج تک پتا نہیں چلتا کہ وہ کس مقام پر تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ خالد ۹۱ھ میں والی ہو کر یہاں آیا اور بعض ۹۴ھ میں بیان کرتے ہیں۔ ہم نے اس کا تذکرہ وہاں کر دیا ہے۔

سندھ کے بادشاہ داہر بن صعصہ کا قتل

اس سال محمد ابن قاسم ابن محمد ابن حکم بن ابی عقیل ثقفی نے داہر بن صعصہ سندھ کے بادشاہ کو قتل کیا (حجاج اور محمد تیسری پشت میں حکم سے ملتے ہیں) محمد نے داہر کو قتل کر کے اُس کے ملکوں کو بھی فتح کر لیا۔ حجاج نے محمد بن قاسم کو اس سرحد کا عامل بنا کر بھیجا اور چھ ہزار فوج اُس کے ساتھ کی۔ ضروریات کی تمام چیزیں مہیا کر دیں۔ حتیٰ کہ سوئی، تاگا وغیرہ کا بھی انتظام کیا۔ محمد وہاں سے مکران آیا اور چند دن رہ کر قنز بور آیا اور اس کو فتح کر کے ارمائیل کو قبضے میں کیا اور پھر جمعے کے دن دَیبُل کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاقاً اسی روز وہ کشتیاں بھی آ گئیں جن پر فوج ہتھیار اور تمام ساز و سامان لدا ہوا تھا۔ جب وہ وہاں پہنچ گیا تو اس نے خندق کھودی اور فوجیں اپنی اپنی جگہ پر مرتب ہو کر مقیم ہو گئیں۔

ایک منجنیق گاڑی گئی جسے عروس کہا جاتا تھا تقریباً پانچ سو آدمی اس کو کھینچتے تھے۔ دَیبُل میں ایک بہت بڑا بت تھا جس پر ایک مستول سا بنا ہوا تھا اور اس پر سرخ جھنڈا نصب کیا ہوا تھا۔ جب ہوا چلتی تھی تو وہ شہر کے چاروں طرف اڑتا تھا۔ وہ بت ایک بڑی عالیشان عمارت میں رکھا گیا تھا جو اس

Marfat.com

مینارے کے نیچے بنی تھی اوراسی منارے پر وہ مستول تھا جس پر یہ جھنڈا نصب کیا گیا تھا۔لوگ اس بت کی پوجا کرتے تھے۔محمد ایک عرصے تک محاصرہ کیے پڑا رہا۔ایک دن اس مستول پر اس نے منجنیق کے ذریعہ سے پتھر پھینکا جس کی چوٹ سے وہ گر پڑا۔کفار نے اس کے گرنے سے بدفالی لی،محمد کی ہمت بڑھ گئی اس نے فوراحملہ کردیا۔کفار بھی مقابلے کے لیے نکلے مگر شکست کھا گئے یہاں تک کہ ان کوشہر کی طرف دھکیل دیا اوراس نے حکم دیا کہ شہر پناہ پر سیڑھیاں نصب کی گئیں اوران پر بہت سے آدمی چڑھ گئے۔اورسب سے پہلے جوشخص چڑھا وہ کوفے والوں میں سے خاندانِ مُراد کا آدمی تھا۔چنانچہ شہر لڑکر فتح کیا گیا اورشہر میں تین دن قتل عام ہوتا رہا۔داہر کا عامل بھاگ گیا تو محمد نے چار ہزار آدمیوں کو وہاں ٹھہرایا اوروہاں شہر کی جامع مسجد بنائی۔

اس کے بعد محمد یہاں سے بیرون کی طرف روانہ ہوا۔وہاں کے باشندوں نے سفیروں کو بھیج کر حجاج سے پہلے ہی مصالحت کرلی تھی اوراب وہ لوگ سامانِ رسد لے کر محمد سے ملنے آئے اوراس کو اپنے شہر میں لے گئے۔محمد نے بہت سے شہروں کو فتح کرنے کے بعد دریائے مہران (سندھ) کے قریب ایک ندی کو عبور کیا۔وہاں اہلِ سربیدس نے صلح کرلی اوران پر خراج مقرر کردیا گیا۔یہاں سے شہبان گیا اوراس کو فتح کرکے دریائے مہران کی طرف چلا راستے میں ایک جگہ پر مقیم ہوا۔

داہر کواُس کی اطلاع ہوئی تو وہ اس سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہوا۔محمد نے ایک فوج سدوستان کی طرف بھیجی وہاں کے باشندوں نے بھی صلح کرلی اوراُن پر خراج مقرر کردیا گیا۔اُس کے بعد پل نصب کرکے دریائے مہران کو عبور کیا اور بلادِ راسل کے قریب پہنچا۔داہر بھی اسی طرف چھپا تھا۔اتفاق سے اسی مقام پر مڈبھیڑ ہوگئی۔داہر ہاتھی پر سوار تھا اوربھی بہت سے ہاتھی تھے اس کے ہاتھی کو بڑے زبردست اور بہادر سردار اپنے حلقے میں لیے ہوئے تھے۔دونوں فوجوں میں خوب معرکہ آرائی ہوئی۔داہر جب مجبور ہوا تو ہاتھی پر سے اتر کرلڑنے لگا لیکن شام کے وقت مارا گیا اورکفار نے شکست کھائی اوران کو جہاں پایا مسلمانوں نے بےدریغ قتل کیا۔داہر کا قاتل کہتا ہے:

الخیل تشهد یوم ذاهر والقنا و محمد بن القاسم بن بمهند

انی فرجت الجمع غیر معردِ حتی علوت عظیمهم بهند

فترکته تحت الحجاج مجندلا متعفر الخدین غیر موسد

Marfat.com

[داہر کی لڑائی کے دن گھوڑے، سوار اور نیزے اور محمد بن قاسم بن محمد اس بات کے شاہد ہیں کہ میں نے بلا کسی پریشانی اور اضطراب کے لشکر میں ایک کھلبلی مچادی۔ یہاں تک کہ اُن کے سب سے بڑے سردار کے سر پر ایک ہندی تلوار لے کر پہنچا۔ پھر میں نے اس کو گرد و غبار میں لپٹا ہوا چھوڑ دیا اس کے دونوں رخسار خاک آلود تھے اور وہ بغیر کسی تکیے کے پڑا تھا۔]

جب داہر مقتول ہو گیا تو محمد نے بلاد سندھ پر قبضہ کر لیا۔ اور شہر (الور) فتح کر لیا یہاں داہر کی بیوی رہتی تھی جب اس نے سنا کہ داہر قتل ہو گیا ہے تو وہ اس خوف سے کہ قید ہو جائے گی خود اپنی تمام لونڈیوں کو لے کر آگ میں جل گئی اور تمام مال و دولت سب کو جلا کر خاک کر دیا۔ محمد یہاں سے برہمن آباد کی طرف چلا اور یہ منصورہ سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ اس وقت منصورہ موجود نہ تھا بلکہ گھنا جنگل تھا۔ شکست خوردہ کفار نے یہیں آ کر پناہ لی تھی۔ محمد نے برہمن آباد میں لڑائی کی اور شہر کو فتح کر لیا بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ عمارتوں کو منہدم کر دیا۔

پھر رور اور بغرور جا رہا تھا کہ باشندگان ساوندری ملے۔ انھوں نے محمد سے صلح کر لی لیکن محمد نے یہ شرط رکھی کہ تمام مسلمانوں کی تم لوگ ضیافت کرو۔ اُن لوگوں نے بسر و چشم قبول کیا۔ اُس کے بعد وہاں کے لوگ مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد محمد بسمد کی طرف گیا اور وہاں کے لوگوں نے بھی صلح کر لی۔ یہیں سے رور گیا۔ رور سندھ کے شہروں میں سے تھا جو پہاڑ پر تھا۔ محمد نے کئی ماہ تک محاصرہ کیا اور آخر میں صلح ہو گئی وہاں سے سکہ فتح کر کے دریائے بیاس کو عبور کر کے ملتان پہنچا۔ وہاں کے باشندوں سے لڑائی کی اور وہ شکست کھا کر شہر میں گھس گئے جس کے بعد محمد نے محاصرہ کر لیا۔ ایک شخص اس کے پاس آیا اور اس کو یہ مشورہ دیا کہ یہ پانی جو شہر کے اندر جاتا ہے اس کو بند کر دو۔ محمد نے مشورے پر عمل کرتے ہوئے پانی بند کر دیا۔ شہر والے پیاس سے تڑپنے لگے اور از حد مضطرب ہو گئے۔ مجبوراً محمد کے سامنے انھوں نے سرِ اطاعت خم کر دیا۔ اس نے فوجیوں کو قتل کر ڈالا اور عورتوں کو قید کر لیا۔ بتوں کے تمام پجاریوں کو گرفتار کر لیا کل چھ ہزار قیدی تھے۔ مال غنیمت بہت حاصل ہوئے۔ صرف سونا ۱۰ ہاتھ طول اور ۸ ہاتھ عرض کی جگہ جمع کیا گیا تھا۔ اس وجہ سے ملتان کو اہل عرب ''فرج بیت الذہب'' کہتے تھے۔ اور فرج سے مراد ہے شگاف گویا سونے کی کان، ملتان کے بت پر سونے چاندی کے زیورات کے نذرانے چڑھائے جاتے تھے اور اس کی زیارت کر کے لوگ وہاں سر اور داڑھی منڈوا دیتے تھے

Marfat.com

اوراس بت کے سامنے گریہ وزاری کرتے تھے اوراس کو ایوب علیہ السلام کا مجسمہ سمجھتے تھے۔غرض کہ یہاں بہت بڑی فتوحات حاصل ہوئیں۔حجاج نے جب اُن تمام مصارف کا تخمینہ کیا جواس مہم میں صرف ہوئے تھے تو چھ کروڑ درہم ہوئے اور جب غنائم کا حساب لگایا تو بارہ کروڑ ہوئے اس پر اُس نے کہا کہ چھ کروڑ کا منافع ہوا اور اپنا انتقام بھی لے لیا یعنی داہر قتل ہوگیا اس کے بعد حجاج کا انتقال ہوگیا۔محمد کا تذکرہ ان شاءاللہ تعالیٰ حجاج کی وفات کے بیان میں کروں گا۔

حاکم افریقہ موسیٰ بن نصیر

ولید بن عبدالملک نے اس سال موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کا حاکم بنایا۔موسیٰ کے والد نصیر، معاویہ کے حرس (باڈی گاڈ) کے افسر اعلیٰ تھے۔جب (حضرت) معاویہؓ جنگ صفین کے ارادے سے نکلے تو نصیر ان کے ساتھ نہیں گئے۔معاویہؓ نے پوچھا کہ میرے ساتھ علیؓ سے لڑنے کیوں نہیں چلتے۔ حالانکہ ہم نے تم پر بہت بڑے بڑے احسانات کیے ہیں۔نصیر نے جواب دیا کہ میں اُس کے ساتھ کفران کرنے میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا جو تم سے زیادہ قابلِ شکریہ ہے یعنی خدائے عزوجل۔معاویہؓ خاموش ہوگئے۔بہرحال موسیٰ حاکم ہو کر افریقہ پہنچے۔وہاں صالح قائم مقام تھا جس کو حسان نے امیر بنادیا تھا۔بربری حسان کی واپسی کے بعد ملک کی فتح کے لیے پھر بے تاب ہو رہے تھے۔ موسیٰ نے وہاں پہنچتے ہی صالح کو معزول کیا اور اُسے یہ معلوم ہوا کہ اطراف وجوانب میں ایسی جماعتیں ہیں جو سرکشی کے لیے آمادہ ہیں چنانچہ اُس نے اپنے لڑکے عبداللہ کو ان کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ عبداللہ نے لڑکران گروہوں کو شکست دی اور ایک ہزار آدمیوں کو قید کرلیا۔وہاں سے وہ جزیرہ میورقہ کی طرف آیا اور بے شمار غنائم حاصل کر کے صحیح وسالم واپس آگیا۔موسیٰ نے پھر اپنے دوسرے لڑکے ہارون کو بھیجا جس نے خود دوسری جماعتوں سے جنگ کی اس میں فتح یاب ہوا اور قیدیوں کو لے کر لوٹ آیا۔ اس کے بعد خود موسیٰ نے ایک قوم پر چڑھائی کی۔وہاں بھی کامیابی حاصل ہوئی اور اتنا ہی مالِ غنیمت حاصل ہوا۔صرف خمس کے قیدی (۶۰) ساٹھ ہزار تھے۔کسی شخص نے نہیں سنا تھا کہ کبھی اتنے قیدی حاصل ہوئے ہوں۔کچھ دنوں کے بعد افریقہ میں سخت قحط پڑا۔گرانی نے ایک عجیب آفت مچائی۔موسیٰ نے صلوٰۃِ استسقاء پڑھا اور ایک خطبہ سنایا مگر اس میں ولید کا ذکر تک نہیں کیا۔کسی نے اعتراض کیا تو

Marfat.com

جواب دیا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے کہ کسی کے لیے دعا نہیں کی جاسکتی اور نہ خدا کے سوا کسی کی یاد کی جاسکتی ہے۔ اِس دعا کے بعد خدا کے فضل سے بارش ہوئی اور گرانی، ارزانی سے بدل گئی۔

اس کے بعد موسیٰ نے طنجہ کی طرف قدم بڑھایا۔ وہاں بربریوں کی بقیہ جماعتیں آباد تھیں۔ موسیٰ کی آمد کی خبر سن کر وہ بھاگے لیکن موسیٰ نے ان کا تعاقب کر کے خوب درست کیا۔ اسی طرح وہ سوس ادنیٰ تک پہنچ گیا۔ وہاں کے لوگوں نے کوئی مدافعت نہیں کی۔ بلکہ بربریوں نے امان طلب کی اور مطیع ہوگئے۔ موسیٰ نے طنجہ پر اپنے مولیٰ طارق بن زیاد کو عامل بنا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ''صَدَفِی'' تھا اور اُس کے ساتھ ایک بڑی فوج تھی جس میں اکثر بربری تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لیے معلمینِ قرآن اور علما ساتھ کر دیے اور پھر وہاں سے افریقہ واپس آیا۔ راستے میں قلعۂ مجانہ سے گذرا تو وہاں کے باشندے قلعے میں گھس گئے۔ موسیٰ نے بُسر بن ارطاۃ کو ان پر محاصرہ کرنے کے لیے چھوڑ دیا اور خود واپس آ گیا۔ بُسر نے اُس قلعہ کو فتح کر لیا اور اس کے بعد سے اس کا نام قلعۂ بُسر پڑ گیا۔ بہر حال اب افریقہ ہر طرف سے مامون ہوگیا۔ کسی کو سر اٹھانے کی طاقت نہیں رہی۔ بعض روایت میں ہے۔ موسیٰ کو ۷۸ھ میں عبدالعزیز بن مروان نے مصر کا حاکم بنایا اور اس وقت عبدالعزیز، عبدالملک کی طرف سے مصر کے حاکم تھے۔

متفرق واقعات

مسلمہ بن عبدالملک نے ترکوں سے آذربیجان کے قریب لڑائی کی اور بہت سے قلعے اور شہر فتح کیے۔

عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کرایا۔ عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

وفیات

عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعیر العذری، حلیف بنی زہرہ نے اس سال انتقال کیا۔ ان کی پیدائش ہجرت سے چار برس پیشتر ہوئی تھی اور بعض ۶ھ میں اُن کی پیدائش بتاتے ہیں۔ ظُلیم مولیٰ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے افریقہ میں وفات پائی۔

Marfat.com

باب۔۱۷

۹۰ھ کے واقعات

بخارا کی فتح

ہم حجاج کے اس خط کا تذکرہ کر چکے ہیں جو قتیبہ کے پاس اس غرض سے آیا تھا کہ وہ بخارا کے بادشاہ وردان خذاہ سے واپسی کی وجہ سے توبہ کرے اور فلاں فلاں راستے سے پھر حملہ کرے۔ جب یہ خط قتیبہ کو ملا تو اس نے ۹۰ھ میں بخارا کا رخ کیا۔ بادشاہ وردان خذاہ نے صغد اور آس پاس کے ترکوں کو بہت اُبھارا تو وہ اس کی مدد کے لیے آئے لیکن اُن کے پہنچنے سے قبل قتیبہ نے آ کر شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ جب ترکوں کی امدادی فوج پہنچی تو اہلِ بخارا بھی میدان میں آ گئے۔ بنوازد نے قتیبہ سے کہا کہ ایک جانب ہم لوگوں کو لڑنے دیجیے۔ قتیبہ نے کہا کہ اچھا تو آگے بڑھو۔ بنوازد نے سبقت کی اور خوب جم کر لڑے۔ لیکن آخر میں انھوں نے ایسی شکست کھائی کہ میدان سے بھاگے اور سیدھے اپنے فوجی خیموں میں گھس آئے۔ کفار نے اُن کا پیچھا کیا اور مارتے پیٹتے یہاں تک لے آئے بلکہ آگے بڑھ گئے۔ عورتوں نے جب مسلمانوں کا یہ حال دیکھا تو گھوڑوں کے چہروں پر مارنا شروع کیا اور رونے لگیں۔ اس صدائے غیبی نے مسلمانوں کے دلوں میں پھر ہمت پیدا کر دی اور انھوں نے پلٹ کر کفار پر بڑا زور دار حملہ کیا۔ میمنہ اور میسرہ نے بھی یورش کی اور کفار کو پیچھے ہٹا دیا۔ ترک ایک اونچے مقام پر جا کر رکے۔ قتیبہ نے کہا کہ اُن کو یہاں سے کون ہٹاتا ہے۔ کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تو قتیبہ نے بنوتمیم سے کہا کہ گزشتہ کارنامہ ہائے زندگی کی طرح آج بھی ایک بڑا کام ہے۔ ہمت باندھ کر اٹھو۔ وکیع نے جو اُن کا سردار تھا فوراً جھنڈا اٹھا لیا اور کہا کہ اے بنوتمیم کیا تم میدان میں ہم کو چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے۔

Marfat.com

انھوں نے جواب دیا کہ نہیں اے ابو مطرف۔

ہُریم بن ابی طُحمہ، بنی تمیم کے رسالہ کا سردار تھا۔ جھنڈا اُس کے سپرد کر دیا گیا اور وکیع پیادہ فوج کو لے کر پیچھے چلا۔ ہُریم ندی پر رک گیا جو ترکوں کے درمیان حائل تھی۔ وکیع نے پکارا کہ اے ہُریم آگے بڑھو۔ ہُریم نے وکیع کو ایک نظر غصے سے دیکھا اور کہا کہ پوری جماعت کو ہلاک کر دوں۔ وکیع بگڑا اور کہا کہ اے بدعورت کے بچے میرے حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ آہستہ سے اس پر ایک گرز سے ٹھیس ماری، بہر حال ہُریم نے ندی کو عبور کر لیا۔ وکیع جب قریب پہنچا تو اس نے اس پر ایک لکڑی کا پل بنا دیا اور کہا کہ جو مرنے کے لیے مستعد ہے وہ ندی عبور کر جائے اور جو موت سے ڈرتا ہو وہ میرے ساتھ نہ جائے۔ کل آٹھ سو آدمیوں نے ندی کو عبور کیا۔ جب دشمنوں کے قریب پہنچے تو وکیع نے ہُریم سے کہا کہ میں ان سے مقابلہ کرتا ہوں اور تم ان کو اپنے رسالے کے ساتھ روکے رہو۔ وکیع نے اُن پر حملہ کیا اور ان کو پیچھے ہٹا دیا اور ہُریم نے بھی اپنے دستے کے ساتھ حملہ کیا۔ ان دونوں نے مل کر ترکوں کو اس ٹیلے پر سے نیچے اتار دیا۔ قتیبہ نے اپنی فوج کو کہا کہ دیکھو دشمن شکست کھا رہے ہیں۔ ابھی ایک شخص بھی ندی کے پار نہیں ہوا تھا کہ کفار نے پوری شکست کھائی۔ قتیبہ نے یہ اعلان کیا کہ جو ایک کافر کا سر لائے گا، اس کو سو درہم انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ بہت سے سر کاٹ کر لے آئے۔ صرف بنی قُریع میں سے گیارہ آدمی ایک ایک سر کاٹ کر لائے تھے۔ ان سے پوچھا جاتا کہ تم کون ہو وہ یہی کہتا کہ میں قریعی ہوں۔ بنو ازد کے ایک آدمی سے قتیبہ نے پوچھا کہ تم کون ہو تو اُس نے بھی یہی کہا کہ میں قریعی ہوں۔ جُھم بن زحر نے اس کو پہچان لیا اور کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ خدا کی قسم یہ بنو ازد کے قبیلہ سے ہے۔ قتیبہ نے پوچھا کہ خود کو قریعی کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس نے جواب دیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ جو آتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میں قریعی ہوں اس لیے میں نے یہ خیال کیا کہ جو سر لے کر آئے گا وہ اپنے کو قریعی ضرور بتائے گا۔ چاہے وہ کسی قبیلہ سے ہو۔ قتیبہ ہنس پڑا۔ اس جنگ میں خاقان اور اس کا لڑکا دونوں زخمی ہوئے۔ قتیبہ کو کامل فتح حاصل ہوئی اور اس نے حجاج کو اس کی اطلاع دی۔

قتیبہ اور اہل صُغد کی مصالحت

جب قتیبہ اہلِ بخارا سے لڑ رہا تھا تو اہلِ صُغد بہت ڈرے اس لیے ملک طرخون دو سواروں

Marfat.com

کے ساتھ قتیبہ کی فوج کے قریب پہنچا اور ایک ایسے شخص کو طلب کیا جس سے وہ مصالحت کی گفتگو کر سکے۔ قتیبہ نے حیان نبطی کو بھیجا۔ طرخون نے فدیہ کے ادا کرنے پر صلح کر لی۔ قتیبہ نے منظور کرلیا اور طرخون صُغد واپس آ گیا اور قتیبہ بھی واپس ہو گیا۔ نیزک اُس وقت تک اُس کے ساتھ تھا۔

نیزک کی دغابازی اور طالقان کی فتح

جب قتیبہ بخارا فتح کر کے نیزک کے ساتھ لوٹا۔ تو نیزک فتوحات کی اس کثرت سے بہت مرعوب ہوا اس نے اپنے اصحاب سے کہا کہ میں اس کے ساتھ تو ہوں لیکن مطمئن نہیں ہوں اس سے اجازت لے کر واپس جاؤں اور پھر کوئی صورت نکالوں گا۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں ایسا ہی کرو۔ چنانچہ نیزک نے قتیبہ سے جانے کی اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی وہ اس وقت آمُل میں تھا۔ نیزک اس سے علیحدہ ہو کر طخارستان روانہ ہوا مگر بسرعت تمام نو بہار آیا۔ نو بہار میں کچھ عبادت کی اور اس سے برکت چاہی پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ کوئی شک نہیں قتیبہ مجھے اجازت دینے پر سخت نادم ہوگا بلکہ عنقریب مغیرہ بن عبداللہ کو میری گرفتاری کا حکم دے گا۔ اور واقعتاً قتیبہ اجازت دے کر بہت نادم ہوا۔ اس نے مغیرہ بن عبداللہ کو اُس کے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ نیزک بھاگتا رہا اور مغیرہ اس کے تعاقب میں تھا۔ جب وہ خُلم کی گھاٹیوں میں پہنچ گیا (خُلم، بلخ کے نواح میں ایک قصبہ تھا) تو مغیرہ واپس آ گیا۔ اس کے بعد نیزک نے کھلم کھلا بغاوت و سرکشی کی، چنانچہ بلخ کے اصبھذ، مروالروز کے بادشاہ باذان، طالقان کے بادشاہ، فاریاب کے بادشاہ اور شاہِ جوز جان کو مختلف خطوط اس مضمون کے لکھے کہ وہ قتیبہ سے تعلقات منقطع کرلیں اور اُس کی اطاعت نہ کریں۔ تمام بادشاہوں نے قبول کرلیا چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ موسم بہار میں جمع ہو کر قتیبہ کے خلاف فوج کشی کی جائے۔ اس کے بعد نیزک نے کابُل شاہ کو لکھا کہ آپ ہماری مدد کیجیے اور اپنا تمام مال و اسباب اسی کے پاس بھیج دیا اور اس سے یہ بھی پوچھا کہ اگر مجھے ضرورت ہوئی تو آپ مجھ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟ اُس نے اجازت دے دی۔

جبغویہ، طخارستان کا بادشاہ نہایت ضعیف اور ناتواں تھا۔ نیزک نے اُس کو گرفتار کرلیا اور اس کے پیر میں سونے کی بیڑیاں پہنا دیں تا کہ وہ کسی قسم کی مخالفت نہ کر سکے۔ جبغویہ اصل بادشاہ تھا اور نیزک اس کا غلام تھا۔ نیزک جب اس سے مطمئن ہو گیا تو جبغویہ کی مملکت سے قتیبہ کے تمام عمال کو نکال

Marfat.com

دیا۔قتیبہ کو نیزک کی بغاوت کی خبر موسم سرما سے قبل ہی ملی جس میں تمام فوجیں منتشر ہو چکی تھیں پھر بھی اس نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن مسلم کو (۱۲) بارہ ہزار فوج کے ساتھ بروقان کی طرف روانہ کیا اور کہا کہ وہیں جا کر خاموش ہو کر مقیم رہو۔جب موسم سرما گذر جائے تو طخارستان کا رخ کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ آتا ہوں۔عبدالرحمٰن روانہ ہوا۔ جب موسم سرما ختم ہونے لگا تو قتیبہ نے نیشاپور اور دوسرے شہروں سے فوجیں بلائیں اور فوجیں اپنے وقت سے پہلے وہاں پہنچ گئیں۔پھر قتیبہ، طالقان کی طرف چلا۔یہاں کے بادشاہ نے بھی نیزک کی متابعت میں بغاوت کردی تھی۔قتیبہ نے طالقان میں خوب لڑائی کی اور اُن کو شکست دے دی۔ چار فرسخ کے فاصلے تک دو صفوں میں مرتب کر کے وہاں کے قیدیوں کو پھانسی دی گئی تھی۔ یہ سال نیزک کی جنگ سے قبل ختم ہو گیا۔ان شاء اللہ آیندہ سال ۹۱ھ میں اس کا مفصل تذکرہ ہوگا۔

یزید بن مہلب اور اس کے بھائیوں کا حجاج کی قید سے فرار

اس سال یزید بن مہلب اور اس کے دوسرے بھائی حجاج کے قید خانے سے بھاگ گئے۔یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ اس وقت حجاج فوج بھیجنے کے لیے استقاباذ گیا ہوا تھا کیونکہ کردوں نے فارس پر قبضہ کر لیا تھا۔اس کے ساتھ یزید بن مہلب اور اس کے بھائی عبدالملک اور مفضل بھی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے۔جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو ایک خندق میں خیمہ نصب کر کے ان تینوں بھائیوں کو قید کر دیا گیا اور ان کا خیمہ اپنے سے قریب رکھا۔حجاج نے ان پر شامی سپاہیوں کا پہرہ رکھا اور وہ یزید اور اُس کے بھائیوں سے چھ لاکھ کا مطالبہ کرتا تھا کہ اگر یہ دے دو تو میں تم کو رہا کر دوں گا اور اسی غرض سے اُن کو مختلف قسم کی سزائیں دیتا۔لیکن یزید نہایت خاموشی کے ساتھ ان تمام تکالیف کو برداشت کر لیتا۔حجاج کو اس کی خاموشی اور غضب ناک کرتی تھی۔ایک دن حجاج سے کہا گیا کہ یزید کی پنڈلی میں ایک تیر لگ گیا تھا جس کا پھل اندر ہی رہ گیا ہے۔جب اس کو کوئی چھوتا ہے تو یزید کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور وہ اس درد کی وجہ سے چلاتا ہے۔حجاج نے حکم دیا کہ اس کی پنڈلی خوب دُکھائی جائے۔ جب لوگ اس کو دُکھاتے تو یزید زور زور سے چیختا تھا۔یزید کی بہن ہند بنت مہلب جو حجاج کی بیوی تھی۔ اُس کی دردناک آواز سن کر رونے دھونے لگی۔حجاج نے اس کو طلاق دے دی۔اس کے بعد حجاج نے

Marfat.com

یہ سزا بند کردی اور روپیے کا تقاضا جاری رکھا۔ وہ لوگ بھی نجات حاصل کرنے کے لیے بڑی کوشش کرتے رہے چنانچہ انھوں نے اپنے بھائی مروان بن مہلب کو جو بصرے میں تھا پیغام بھیجا کہ ہمارے لیے چند گھوڑے کھلا پلا کر تیار کرواور لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ تم اسے بیچنا چاہتے ہو۔ اُس نے ایسا ہی کیا اُن کا بھائی حبیب بھی بصرے میں اسی عذاب میں مبتلا تھا۔ ایک دن یزید نے پہرہ داروں کے لیے خوب بہترین کھانا تیار کرایا اور شراب کا انتظام کیا۔ اُن سب نے خوب مشغول ہو کر کھایا اور شرابیں پی کر مست ہو گئے۔ یزید نے فوراً باورچی کا لباس پہن لیا اور ایک سفید داڑھی لگا لی پھر روانہ ہوا جب چلنے لگا تو بعض سپاہیوں نے کہا کہ یہ تو یزید کی رفتار ہے۔ چند سپاہی لپک کر دیکھنے لگے لیکن سفید داڑھی کی وجہ سے پہچان نہ سکے اور رات کا وقت بھی تھا اس لیے چھوڑ کر چلے آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مفضل اور عبدالملک بھی نکل گئے تو بھی ان کو خبر نہ ہوئی۔ یہ سب ایک کشتی پر سوار ہوئے اور رات بھر سفر کرتے رہے جب صبح ہوئی تو پہرے داروں کو خبر ہوئی کہ یزید اور اُس کے دونوں بھائی فرار ہو چکے ہیں۔ حجاج کو اطلاع دی گئی تو وہ اس سے بہت ڈرا کہ کہیں یہ سب خراسان میں جا کر شرارت نہ کریں۔ فوراً قتیبہ کو ہوشیار رہنے کی تاکید کی۔

جب یزید بطائح کے قریب پہنچا تو اس کے لیے گھوڑے تیار موجود تھے جن کے ساتھ بنوکلب کا ایک رہبر تھا۔ تینوں گھوڑے پر سوار ہوئے اور شام کی طرف چلے گئے اور سماوہ کا راستہ اختیار کیا۔ دو دن بعد جب حجاج آیا تو اس سے کہا گیا کہ یہ لوگ شام کی طرف گئے ہیں۔ اس نے فوراً ولید کو خبر دی کہ یزید بھاگ کر شام جا رہا ہے، یزید ادھر سے ہوتا ہوا فلسطین میں آیا اور وہیب بن عبدالرحمٰن ازدی کے یہاں ٹھہرا، وہیب، سلیمان بن عبدالملک سے بہت زیادہ دوستانہ رکھتا تھا۔ اُس نے سلیمان کو یزید اور اُس کے بھائیوں کے حالات سے اطلاع دی اور کہا کہ یہ لوگ حجاج کے ظلم سے بھاگ کر آئے ہیں۔ سلیمان نے کہا کہ اُن کو میرے پاس لے لاؤ میں اپنے پاس مامون رکھوں گا اور جب تک زندہ رہوں گا کوئی اُن کو ضرر نہیں پہنچا سکتا چنانچہ وہیب ان سب کو لے کر سلیمان کے پاس گیا اور وہاں اطمینان کے ساتھ یہ رہنے لگے۔ حجاج نے ولید کو پھر خط لکھا کہ آلِ مہلب نے امانتِ خداوندی میں خیانت کی تھی اور جب اُن کو میں نے قید کر لیا تو وہ یہاں سے بھاگ کر سلیمان کے پاس چلے گئے ہیں۔ ولید بھی اس بات سے کھٹکتا تھا کہ یہ لوگ خراسان جا کر فساد نہ مچائیں لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ اُس کے بھائی سلیمان کے

Marfat.com

پاس ہیں تو کسی قدر مطمئن ہو گیا مگر جو مال یزید کے ذمے تھا اس پر بہت ناراض ہوا۔ سلیمان نے خود اپنے بھائی ولید کو لکھا کہ یزید میرے پاس ہے اور میں نے ہی اس کو امن دیا ہے اس پر صرف تین لاکھ درہم رہ گئے ہیں کیونکہ حجاج نے (۶) چھے لاکھ کا دعوی کیا تھا جس میں سے (۳) لاکھ یزید ادا کر چکا ہے اور باقی میں ادا کر دوں گا۔ ولید نے جواب دیا کہ میں اس وقت تک یزید کو امن نہیں دوں گا۔ جب تک وہ میرے پاس نہ آ جائے۔ سلیمان نے پھر لکھا کہ اگر میں آپ کے پاس بھیج دوں تو اُس کے معنی یہ ہیں کہ میں بھی اُس کے ساتھ آؤں۔ ولید نے جواب دیا کہ اگر تم آؤ گے تو میں کبھی امن نہ دوں گا۔ یزید نے سلیمان سے کہا کہ آپ مجھے بھیج دیجئے۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے آپ دونوں بھائیوں میں شکر رنجی ہو اور لوگ آپ دونوں کے متعلق مجھ کو ایک منحوس آدمی سمجھیں کہ میں نے تفرقہ ڈال دیا۔ صرف میرے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کے متعلق جتنا ہو سکے آپ لکھ دیجئے۔

سلیمان نے یزید بن مہلب کو ولید کے پاس بھیجا اور اپنے لڑکے ایوب کو بھی ساتھ کر دیا چونکہ ولید نے یہ بھی لکھا تھا کہ یزید کو مقید کر کے بھیجو، اس لیے سلیمان نے اپنے لڑکے سے کہا کہ جب ولید کے سامنے جاؤ تو دونوں زنجیروں میں بندھے ہوئے جاؤ۔ جب یہ لوگ پہنچے تو ولید نے اپنے بھتیجے کو بھی پابہ زنجیر دیکھا تو بولا کہ سلیمان کے ہم قائل ہو گئے۔ ایوب نے سلیمان کا خط نکال کر ولید کو دیا اور کہا کہ اے امیر المومنین میں آپ پر قربان ہوں۔ ہمارے والد کے عہد کو نہ توڑیے۔ آپ زیادہ مستحق ہیں کہ اس کی حفاظت کریں۔ خدارا جن بہترین توقعات کے ساتھ ایک شخص ہمارے یہاں پناہ لینے کے لیے آیا ہے۔ اُس کو خاک میں نہ ملایئے اور جو شخص عزت کا طلب گار ہو کر ہمارے پاس آیا ہے۔ اُس کی عزت برباد نہ کیجیے اور یہ سب اس وجہ سے کہ آپ ہمارے چچا ہیں۔ ولید نے سلیمان کا خط پڑھا۔ سلیمان نے لکھا تھا کہ میں یزید کے لیے رحم اور مہربانی کا طلب گار ہوں اور اس کی سفارش کرتا ہوں۔ جو کچھ اس پر قرض رہ گیا ہے۔ اُس کے ادائیگی کرنے کا ذمہ دار میں ہوں۔ ولید نے خط پڑھ کر کہا کہ ہم نے سفارش قبول کر لی۔ اس کے بعد یزید سے گفتگو کی، یزید نے اپنی معذرت ظاہر کی تو ولید نے امن دے دیا اور یزید لوٹ کر سلیمان کے پاس چلا گیا۔ ولید نے حجاج کو لکھ بھیجا کہ میں یزید اور اس کے بھائیوں کو سلیمان کے یہاں سے گرفتار نہیں کر سکتا اس لیے تم ان سے درگذر کرو، حجاج نے ان کو ستانا چھوڑ دیا۔ ابوعیینہ بن مہلب پر بھی ایک لاکھ درہم تھا اس کو بھی حجاج نے رہا کر دیا۔ حبیب بن

Marfat.com

مہلب کو بھی آزاد کر دیا، یزید، سلیمان ہی کے پاس رہا اور برابر تحفے تحائف سلیمان کے پاس بھیجتا رہا۔ اس کو مختلف قسم کے عمدہ کھانے بھیجتا رہا۔ جو ہدیہ یزید کے پاس آتا تھا اُس کو سلیمان کے پاس ضرور بھیجتا تھا سلیمان بھی کسی ہدیے کو بغیر یزید کو بھیجے ہوئے چین نہیں لیتا تھا حتیٰ کہ جو لونڈی پسند ہو جاتی تھی اس کو یزید کے پاس ضرور بھیجتا تھا۔

متفرق واقعات

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے روم میں بہت کچھ فتوحات حاصل کیں سوریہ کے پانچ قلعے فتح کیے۔

عباس بن ولید نے بھی جنگ کی اور اَرزَن تک پہنچ گیا اور پھر وہاں سے سوریہ آیا۔ اِس سال ولید بن عبدالملک نے قرۃ بن شریک کو مصر کا حاکم بنایا اور اپنے بھائی عبداللہ بن عبدالملک کو معزول کر دیا۔

رومیوں نے اس سال خالد بن کیسان صاحبِ بحر کو گرفتار کر لیا تھا اور ان کے بادشاہ نے اس کو ولید کے پاس بھیج دیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور اس سال وہ مکے مدینے اور طائف کے بھی حاکم بنا دیے گئے تھے۔ عراق اور تمام مشرقی سرزمین میں حجاج حاکم تھا۔ بصرے میں اس کا والی جراح بن عبداللہ حکمی تھا اور قاضی عبدالرحمٰن بن اُذَینہ تھے۔ خراسان پر قتیبہ بن مسلم عامل تھا۔ مصر میں قرۃ بن شریک تھا۔

وفیات

(حضرت) انسؓ بن مالک انصاری نے اسی سال وفات پائی۔ بعض ۹۲ھ اور بعض ۹۳ھ میں روایت کرتے ہیں ان کی عمر ۹۶ سال کی تھی اور بعض ۱۰۶، ۱۰۷ اور بعض ۱۰۳ بتاتے ہیں۔

اس سال شوال میں ابوالعالیہ الریاحی کا بھی انتقال ہوا۔

نصر بن عاصم لیثی نحوی نے بھی اس سال وفات پائی۔ انھوں نے نحو کا فن ابوالاسود دُؤلی سے حاصل کیا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ ان کا انتقال ۹۰ھ میں ہوا۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب ۔۱۸

۹۱ ھ کے واقعات

جنگ قتیبہ اور نیزک کے بقیہ حالات

ہم قتیبہ کی نیزک کی طرف روانگی کے متعلق لکھ چکے ہیں اور طالقان میں جو ہوا وہ ذکر کیا چکا ہے۔ جب قتیبہ نے طالقان فتح کر لیا تو اس نے اپنے بھائی عمر بن مسلم کو وہاں کا عامل بنایا۔ بعض روایت میں ہے کہ حاکم طالقان نے قتیبہ سے کوئی جنگ نہیں کی تھی۔ اس لیے قتیبہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہاں چند لٹیرے تھے جن کو اس نے قتل کر کے مصلوب کیا اور پھر فاریاب کا رخ کیا۔ وہاں کے حکمران نے بھی اطاعت قبول کر لی اور کسی قسم کی جنگ نہیں ہوئی۔ قتیبہ نے وہاں اپنے خاندان کے ایک شخص کو حاکم بنا دیا۔ حاکم جُوزجان کو جب قتیبہ کے آنے کی خبر ملی تو وہ پہاڑوں کی طرف بھاگا۔ قتیبہ جب وہاں پہنچا تو باشندگانِ شہر نے اطاعت قبول کر لی اور امان طلب کی تو قتیبہ نے اُن کی درخواست قبول کر لی اور عامر بن مالک حِمانی کو وہاں کا عامل بنایا۔ قتیبہ یہاں سے بلخ گیا صرف ایک دن ٹھہر کر اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی تلاش میں چلا جو اس وقت خُلم کی گھاٹی میں تھا۔ نیزک بغلان کی طرف چلا گیا اور گھاٹی کے راستوں کی حفاظت کے لیے ایک فوج کو متعین کر دیا اور ایک مضبوط قلعہ جو گھاٹی کے پیچھے تھا اس میں بھی ایک فوجی دستے کو چھوڑ دیا۔ قتیبہ کچھ دنوں تک اسی گھاٹی کے سامنے لڑتا رہا لیکن اندر نہ داخل ہو سکا اور نہ نیزک تک پہنچنے کا کوئی دوسرا راستہ ملتا تھا۔ ایک میدان کو طے کر کے جا سکتا تھا لیکن وہ اس قدر دشوار گزار راہ تھی کہ فوج اس کی متحمل نہ ہو سکتی تھی۔ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ ایک شخص نے اس شرط پر امان مانگی کہ وہ اس قلعے تک پہنچنے کا راستہ بتلائے گا جو خُلم گھاٹی کے اُس طرف واقع تھا۔ قتیبہ نے منظور کر لیا اور چند

Marfat.com

آدمیوں کے ساتھ اس کو قلعے کی طرف بھیج دیا۔اس شخص نے ان لوگوں کو لے کر گھاٹی کے عقب سے رات کو قلعے والوں پر حملہ کیا وہ بالکل بے خبر تھے،ان لوگوں نے پہنچ کر قتل کرنا شروع کیا اور جو بچے وہ بھاگ گئے۔اس کے بعد قتیبہ اپنی فوج کے ساتھ داخل ہوگیا اور اسی طرف سے سمنجان کی طرف چلا گیا وہاں ٹھہر کر نیزک کی طرف چلا اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو آگے روانہ کر دیا۔

نیزک کو جب خبر مل گئی تو اُس نے اپنے تمام سازوسامان کو کابل شاہ کے پاس بھیج دیا اور وہاں سے وادی فرغانہ کو طے کر کے کُرز میں آکر خود بھی مقیم ہوا۔عبدالرحمٰن برابر تعاقب میں تھا اور کرز کے سامنے ہی ٹھہرا،تھوڑے دنوں کے بعد قتیبہ بھی وہاں پہنچ گیا۔دونوں بھائیوں میں صرف دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔نیزک کُرز میں قلعہ بند ہوگیا تھا۔لیکن عبدالرحمٰن کو وہاں تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ملا۔جو راستہ تھا وہ ایسا کہ چوپائے اس کو طے نہیں کر سکتے تھے۔مجبوراً قتیبہ نے قلعے کا محاصرہ کرلیا اور دو مہینے اسی طرح گذر گئے،نیزک کے پاس رسد بہت کم تھی اس لیے اس کی فوج بہت پریشان ہوئی۔ دوسرے قلعے میں چیچک کی بیماری پھیل گئی۔جغویہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہوگیا ادھر قتیبہ بھی موسم سرما کی آمد سے پریشان ہوگیا۔اس نے سُلیم ناصح کو بلایا اور کہا کہ تم نیزک کے پاس جاؤ اور اس کو کسی حیلے سے میرے پاس لے آؤ۔اگر وہ انکار کرے تو اس کو امان کا پیغام سنا کر لاؤ اگر میں نے تم کو تنہا واپس آتے دیکھا تو یاد رکھو کہ میں تم کو پھانسی پر چڑھا دوں گا۔سُلیم نے کہا اچھا تو اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو لکھ دیجیے کہ وہ میری مخالفت نہ کرے۔قتیبہ نے ایک خط لکھا اور سُلیم،عبدالرحمٰن کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ چند آدمیوں کو اس گھاٹی کے سامنے متعین کر دو،جب میں نیزک کے ساتھ ادھر سے نکلوں گا تو تم پیچھے سے آکر گھاٹی کے درمیان حائل ہو جاؤ۔عبدالرحمٰن نے اس مقام پر ایک جماعت بھیجی اور وہ اسی مقام پر کھڑی ہوئی۔سُلیم کھانے پینے کا پورا سامان یہاں سے لے گیا اور نیزک کے پاس پہنچا اور کہا کہ تم نے قتیبہ کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا اور اُس کو سخت دھوکہ دیا۔نیزک نے کہا کہ اب کیا رائے ہے۔سُلیم نے کہا کہ میری رائے ہے کہ تم قتیبہ کے پاس چلو،کیونکہ وہ اب یہاں سے ہٹنے والا نہیں ہے۔اس نے ارادہ کرلیا ہے کہ خواہ وہ ہلاک ہو یا سلامت رہے وہ موسم سرما یہیں ختم کرے گا۔نیزک نے جواب دیا کہ میں بغیر امان کے اُس کے پاس کیونکر جا سکتا ہوں۔سُلیم نے کہا ہاں مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ تمہیں امان دے گا کیونکہ تم نے اس کو غصے سے بھر دیا ہے لیکن میری رائے یہ ہے کہ تم خفیہ طریقے پر جاؤ اور اپنا

Marfat.com

ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دے دو مجھ کو توقع ہے کہ وہ حیا کرے گا اور تم کو معاف کر دے گا۔ نیزک نے کہا کہ میرے دل کو اس پر اطمینان نہیں ہے کیونکہ جب وہ مجھ کو دیکھے گا تو قتل کر ڈالے گا۔ سُلیم نے کہا کہ میں اسی چیز کا مشورہ دینے کے لیے آیا ہوں کہ اگر تم نے اطاعت قبول کر لی تو وہ تم کو پہلے کی طرح محبوب رکھے گا لیکن اگر تم اس سے انکار کرو گے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔

اس کے بعد سُلیم نے جو کھانا ساتھ لیا تھا وہ نیزک کے سامنے رکھ دیا۔ اصحاب نیزک کے لیے اس سے بہتر کیا چیز ہو سکتی تھی انھوں نے بغیر پوچھے سب ہضم کر لیا۔ نیزک کو ان کی یہ حرکت بہت بری معلوم ہوئی۔ سُلیم نے بھی نیزک کو سمجھایا کہ میں تیری بھلائی کے لیے کہہ رہا ہوں۔ تیرے ساتھی پریشان ہو گئے ہیں اگر محاصرہ جاری رہا تو مجھے یقین ہے کہ وہ تیرا ساتھ چھوڑ دیں گے اس لیے قتیبہ کے پاس چلو، نیزک نے جواب دیا کہ مجھ کو یقین نہیں ہے کہ وہ امان دے گا اور بغیر امان کے میں جا بھی نہیں سکتا۔ میرا گمان ہے کہ امان دینے کے بعد بھی وہ بغیر قتل کیے ہوئے باز نہیں آئے گا لیکن امان دینے کے بعد میں معذور سمجھا جاؤں گا۔ سُلیم نے کہا کہ میں تم کو امان دیتا ہوں تم مجھ پر الزام نہ لگاؤ کہ میں تم کو دھوکہ دوں گا، نیزک کے اصحاب نے اس سے کہا کہ سُلیم کی بات مانو وہ سچ کہتا ہے۔ آخر کار نیزک، جغویہ، صُول طرخان، خلیفہ جغویہ، شقران، پولیس افسر جبس طرخان، نیزک کا بھتیجا یہ سب سُلیم کے ساتھ نکلے جب گھاٹی کے پاس پہنچے تو وہ جماعت جس کو ناصح پیچھے چھوڑ آیا تھا حائل ہو گئی۔ نیزک نے کہا کہ یہ پہلی بے وفائی ہے۔ سُلیم نے کہا کہ یہی تیرے لیے بہتر ہے اس کے بعد سُلیم اور نیزک سیدھے قتیبہ کے پاس پہنچے۔ قتیبہ نے سب کو گرفتار کر لیا اور حجاج سے نیزک کے قتل کے متعلق رائے دریافت کی۔ قتیبہ نے کرز کے تمام مال واسباب پر قبضہ کر لیا اور وہ سب قتیبہ کے سامنے لایا گیا لیکن ابھی حجاج کے خط کا انتظار تھا۔ چالیس دن بعد اس کا خط ملا جس میں قتل کی اجازت تھی۔ پھر قتیبہ نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ان سے مشورہ لیا۔ لوگ آپس میں اس کے مخالف تھے کہ نیزک کو قتل کیا جائے۔ ضرار بن حصین نے قتیبہ سے کہا کہ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر خدا مجھ کو نیزک پر قبضہ دے دے گا تو میں اس کو قتل کر ڈالوں گا، اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو خدا آپ کو اس پر قبضہ نہیں دے گا۔ اس کے بعد قتیبہ نے نیزک کو بلا بھیجا اور اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ صُول اور نیزک کے بھتیجے کو بھی قتل کر ڈالا اور اس کے اصحاب میں سے سات سو آدمیوں کو مار ڈالا۔

Marfat.com

بعض روایت میں ہے کہ بارہ ہزار آمیوں کو تہ تیغ کیا۔ نیزک اور اس کے بھتیجے کو سولی پر چڑھایا گیا اور نیزک کا سر حجاج کے پاس بھیج دیا گیا۔ نہار بن توسعہ نے نیزک کے قتل پر ایک شعر کہا ہے:

لعمری لنعمت غزوۃ الجند غزوۃً　　قضت نحبها من نیزکٍ وتعلت

[قسم ہے میری زندگی کی کہ لشکر نے بہترین غزوہ کیا۔ نیزک کو قتل کر کے اپنی خواہش پوری کی بلکہ خوب سیراب ہوئے۔]

زبیر مولی عباس باہلی نے نیزک کی ایک ڈبیہ جس میں ایک ہیرا تھا، لے لی۔ لیکن اس ہیرے سے بڑھ کر اس کے ملک میں اور زیادہ قیمتی مال و اسباب لوگ رکھتے تھے۔ قتیبہ نے جبغو یہ کو آزاد کر دیا اور اس پر نوازش کی۔ اس کو ولید کے پاس بھیجا وہ ولید کی موت تک شام ہی میں مقیم رہا۔ لوگ قتیبہ کے اس دھوکے کو جو اس نے نیزک کے ساتھ کیا تھا، اکثر تذکرہ کرتے تھے۔ کسی نے یہ بھی کہا ہے:

فلا تحسبن الغدر حزماً فربما　　ترقت به الاقدام یوماً فزلت

[تم غدر کو دانائی نہ سمجھو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جن قدموں نے تجھ کو ترقی کر کے آگے بڑھایا ہے وہ کسی روز پھسل بھی جاتی ہیں۔]

جب قتیبہ نے نیزک کو قتل کر دیا تو مرو کی طرف لوٹا۔ شاہِ جُوزجان نے اس سے امان طلب کی۔ قتیبہ نے منظور کر لیا لیکن اس شرط پر کہ وہ اس کے پاس آئے مگر اُس نے یرغمال مانگے اور خود بھی یرغمال دیے۔ چنانچہ قتیبہ نے حبیب بن عبداللہ بن حبیب الباہلی کو اپنے یرغمال کے طور پر بھیجا اور شاہِ جُوزجان نے اپنے خاندان کے لوگوں کو بطور یرغمال پیش کیا۔ بادشاہِ جُوزجان قتیبہ سے مل کر واپس گیا اور طالقان میں مر گیا۔ اہل جُوزجان نے کہا کہ عربوں نے اسے زہر دیا ہے اور اس شبے پر انھوں نے حبیب کو قتل کر ڈالا۔ قتیبہ نے اس کے جواب میں جُوزجان کے یرغمالیوں کو جو اُس کے پاس تھے، قتل کر ڈالا۔

غزوہ شُومان، کش اور نَسف

اسی سال قتیبہ نے شُومان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ وہاں کے بادشاہ نے قتیبہ کے عامل کو وہاں سے نکال دیا تھا۔ قتیبہ نے اس واقعے کے بعد اُس کے پاس دو قاصد

Marfat.com

بھیجے ایک عرب تھا جس کا نام عیاش تھا اور دوسرا خراسانی تھا۔ دونوں حاکم کش کے پاس اس غرض سے آئے کہ جس چیز پر مصالحت ہوئی اس کو ادا کردو۔ یہ دونوں جب شُومان پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے تیر برسائے۔ خراسانی لوٹ گیا مگر عیاش اڑا رہا اور ساٹھ زخم کھانے کے بعد مارا گیا۔ جب قتیبہ کو عیاش کے قتل کی خبر ملی تو خود روانہ ہوا جب قریب پہنچا تو اس کے بھائی صالح بن مسلم کو بھی حاکم شُومان نے انکار کردیا اور سفیر سے کہا کہ کیا تم مجھ کو قتیبہ سے ڈراتے ہو حالانکہ میں خود بہت بڑا بادشاہ ہوں۔ قتیبہ نے پھر اُس کے شہر کے چاروں طرف منجنیقیں لگادیں اور پتھر برسائے جس سے عمارتیں چۆر چۆر ہوگئیں۔ ایک آدمی جو بادشاہ کے پاس بیٹھا تھا اس کو بھی ایک پتھر لگا جس کے صدمے سے وہ مرگیا۔ اب بادشاہ کو خطرہ ہوا کہ قتیبہ غالب ہوجائے گا۔ چنانچہ اس نے اپنے تمام ساز و سامان، مال و دولت کو جمع کر کے قلعے کے کنویں میں پھینک دیا جو بے حد گہرا تھا۔ پھر قلعے کا دروازہ کھول کر لڑنے لگا آخرکار لڑتے لڑتے مارا گیا۔ قتیبہ نے قلعے پر قبضہ کرلیا، سپاہیوں کو قتل کردیا، عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا اس کے بعد کش اور نُسف کی طرف چلا گیا اور ان دونوں کو بھی فتح کرلیا۔ راستہ میں فاریاب نے مزاحمت کی تو شہر کو جلا دیا اور اس کا نام ''محترقہ'' پڑ گیا۔ کش اور نُسف ہی سے قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو صُغد کی طرف بھیجا جس کا بادشاہ طرخون تھا۔ عبدالرحمٰن نے طرخون سے خراج وصول کرلیا اور ضمانت واپس کردی اور بخارا میں قتیبہ کے پاس پہنچ گیا جو کش اور نُسف سے یہاں آچکا تھا اور یہ تمام مرو واپس آئے۔ قتیبہ جب بخارا میں تھا تو وہاں کا بادشاہ بخارخداہ کو بنادیا جو نوجوان تھا اس لیے جس کو اپنا مخالف دیکھتا تو قتل کر ڈالتا۔ بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ خود صُغد کی طرف گیا تھا۔ جب وہاں سے خراج لے کر لوٹا تو اہلِ صُغد نے طرخون سے کہا کہ تم نے ذلت کے ساتھ اطاعت قبول کرلی اور جزیہ ادا کرنے پر راضی ہوگئے اور تم ایک بہت بوڑھے آدمی ہو اب ہم کو تمہاری ضرورت نہیں ہے اس لیے انھوں نے طرخون کو گرفتار کرلیا اور غوزک کو بادشاہ بنایا بعد میں طرخون نے خودکشی کرلی۔

متفرق واقعات

بعض روایت میں ہے کہ ولید نے خالد بن عبداللہ قسری کو اس سال مکے کا حاکم بنایا چنانچہ وہ ولید کی حیات تک وہاں کا والی رہا۔ ہم اس کا تذکرہ ۸۹ھ میں بھی کرچکے ہیں جب یہ والی ہوکر مکے

Marfat.com

میں آیا تو اس نے لوگوں کے سامنے تقریر کی۔ جس میں دربار خلافت کی بڑی تعریف کی ان کو مطیع اور فرمانبردار رہنے کی سخت تاکید کی اور اثناءِ تقریر میں کہا کہ: اگر یہ وحوش وطیور جو حرم میں امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ خلیفہ کی اطاعت سے روگرانی کریں اور اپنی زبان سے اس کو ظاہر کر سکیں تو میں ان کو بھی یہاں سے نکال دوں گا۔ تم پر خلیفہ کی اطاعت فرض اور اجماع ملی واجب ہے۔ خدا کی قسم اگر تم میں سے کوئی اپنے خلیفہ کی مذمت کرے گا اور میرے سامنے لایا جائے گا تو میں اس کو اسی بیت الحرم میں پھانسی دوں گا میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ خلیفہ کے حکم کی تعمیل کروں۔ خالد نے اہلِ حرم پر سختی کے ساتھ نگرانی کی۔

ولید نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ جب مدینے میں مسجد نبوی کی عمارت کا معائنہ کرنے گیا تو مسجد سے تمام لوگ نکال دیے گئے اور سعید بن مسیبؒ کے سوا وہاں کوئی نہ رہا۔ کسی شخص کو سعید کے اٹھانے کی جرأت نہیں پڑتی تھی، کسی نے ان سے کہا تو فرمایا کہ میں اس وقت تک نہیں اٹھوں گا جب تک میرے اٹھنے کا وقت نہ آئے گا۔ پھر کسی نے کہا آپ امیرالمومنین کو سلام کیجیے تو مناسب ہوگا انھوں نے جواب دیا کہ میں ان کی تعظیم کے لیے ہرگز نہیں کھڑا ہوں گا۔ عمر بن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ میں ولید کو مسجد کے دوسرے گوشوں میں لے جاتا تھا تاکہ امیرالمومنین کی نظر اُن پر نہ پڑ سکے لیکن ولید جب قبلہ کی طرف آگے بڑھا تو اس کی نظر ان پر پڑ گئی اس نے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں، کیا سعید ہیں؟ عمر نے کہا ہاں، ان کو یہ فضائل خدا نے دیے ہیں اگر آپ کے آنے کی خبر ہوتی تو آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے اور سلام کرتے لیکن چونکہ ضعیف البصر ہیں اس لیے مجبور ہیں۔ ولید نے کہا کہ مجھ کو ان کی حالت معلوم ہوگئی اس لیے خود جاؤں گا۔ مسجد گھوم گھام کر ولید، سعید کے پاس آیا اور پوچھا کیسے ہیں۔ سعید کے جسم میں ذرہ برابر حرکت نہ ہوئی صرف یہ کہا کہ الحمداللہ بخیریت ہوں۔ امیرالمومنین کیسے ہیں اور ان کا کیا حال ہے۔ ولید وہاں سے یہ کہتے ہوئے پلٹا کہ اسلاف کی یہ آخری ہستی ہے۔

اُس وقت ولید کے حکم سے تمام مدینے میں آٹا تقسیم کیا گیا اور سونے چاندی کے ظروف اور دوسرے اموال دیے گئے ہیں۔ جمعہ کی نماز ولید نے وہیں پڑھائی۔ پہلا خطبہ بیٹھ کر اور دوسرا کھڑے ہو کر پڑھا۔ اسحاق بن یحییٰ نے بیان کیا ہے کہ: میں نے رجاء بن حیوۃ سے جو ولید کے ساتھ تھے۔ پوچھا کہ تم لوگ خطبے میں ایسا ہی کرتے ہو۔ اس نے کہا ہاں، اسی طرح (حضرت) معاویہؓ نے

Marfat.com

خطبہ دیا ہے اور یہی عادت جاری ہے۔ میں نے کہا کہ تم نے ولید کو اس سے روکا نہیں۔ رجاء نے جواب دیا کہ قبیصہ بن ذُویب نے عبدالملک کو منع کیا تھا لیکن وہ نہ رکا بلکہ اس نے کہا کہ عثمانؓ نے بھی اسی طرح خطبہ دیا ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم عثمانؓ نے ہمیشہ کھڑے ہو کر خطبہ دیا ہے۔ رجاء نے کہا کہ ان سے ایسی ہی روایت کی گئی اور ان لوگوں نے اس کی تقلید کی ہے۔ اسحاق نے کہا کہ ہم بنی امیہ میں جبر و قہر، ظلم و تعدی کے لحاظ سے ولید سے زیادہ سخت کسی کو نہیں پاتے۔

عمال حکومت وہی تھے۔ صرف مکے میں خالد بن عبداللہ کا جدید تقرر ہوا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ اُس سال مکے میں عمر بن عبدالعزیز بن مروان حاکم تھے۔ عبدالعزیز بن ولید نے اسی سال الصائفہ کا غزوہ کیا۔ فوج کا سردار مسلمہ بن عبدالملک تھا۔

ولید نے اس سال اپنے چچا محمد بن مروان کو جزیرہ اور ارمینیہ سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ پر اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو مقرر کیا۔ مسلمہ نے آذربائیجان کی طرف ترکوں سے لڑائی کی اور الباب تک پہنچ گیا۔ بہت سے شہر اور قلعے فتح کیے اور ان پر منجنیقیں نصب کرادی تھیں۔

Marfat.com

باب۔۱۹

۹۲ھ کے واقعات

مَسلمہ بن عبدالملک نے اس سال جو رومیوں سے جنگ کی تو اس میں تین قلعے فتح کیے اہل سوسنہ کو بلا روم کی طرف جلاوطن کر دیا۔

فتح اندلس

اس سال طارق بن زیاد، مولیٰ موسیٰ بن نُصیر نے بارہ ہزار فوج کے ساتھ اندلس پر حملہ کیا بادشاہ اندلس جس کا نام اذرینوق تھا اور جو اصفہان کا باشندہ تھا وہ طارق کے مقابلے کے لیے نکلا دونوں فوجیں باہم نبرد آزمائی میں مشغول ہوئیں۔ شاہ اندلس اس وقت سر پر تاج رکھے ہوئے تھا اور وہ تمام زیورات سے جس کو سلاطین اس زمانے میں پہنا کرتے تھے، مرصع اور مزین تھا۔اذرینوق آخرکار مقتول ہوا اور ۹۲ھ میں اندلس پر عربوں کا قبضہ ہوا۔

مؤرخ ابوجعفر (یعنی طبری) نے فتح اندلس پر صرف اتنا لکھا۔حالانکہ اتنے عظیم الشان ملک کی فتح کا تذکرہ اس قدر مختصر نہ کرنا چاہیے تھا۔ بہرحال میں اُس کے مفصل حالات درج کرتا ہوں جو ان اندلسی مصنفین کی تصانیف سے اخذ کیے گئے جن کو اپنی مملکت سے کافی واقفیت تھی۔[۱]

کہتے ہیں سب سے پہلے اس سرزمین میں ایک قوم آباد ہوئی جس کا نام اندلش تھا اور اسی وجہ سے اس کا نام اندلش پڑ گیا۔ پھر عرب اس کو سین سے بدل کر اندلس کہنے لگے۔نصاریٰ اندلس کو اشبانیہ کہتے ہیں کیونکہ اس نام کا آدمی وہاں صلیب پر چڑھایا گیا تھا جس کا نام اشبانس تھا۔بعض کہتے ہیں کہ اشبان وہاں کے بادشاہ کا نام تھا جس کا اصل نام اشبان بن طیطس تھا اور یہی نام بطلیموس کے نزدیک بھی صحیح تھا۔بعض کہتے ہیں کہ اس ملک میں اندلس بن یافث بن نوح سب سے پہلے ہوئے تھے انھی کے

Marfat.com

نام سے یہ ملک موسوم کر دیا گیا۔

بعض روایت میں ہے کہ طوفانِ نوحؑ کے بعد جو قوم اس جگہ آئی تھی وہ اندلس ہی تھی یہ لوگ مذہباً مجوسی تھے۔ ان کے کئی سلاطین بھی تخت نشین ہوئے تھے۔ اتفاقاً ایک سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط پڑا جس سے بہت لوگ ہلاک ہو گئے اور باقی بھاگ گئے ایک صدی تک اندلس غیر آباد پڑا رہا اس کے بعد افریقی یہاں آباد ہوئے اور یہ وہ قوم تھی جس کو بادشاہ افریقہ نے متواتر قحط کی وجہ سے جلاوطن کر دیا تھا۔ ان کو کشتیوں پر سوار کر کے ایک سردار کے ماتحت روانہ کر دیا۔ ان لوگوں نے جزیرہ قادس میں لنگر ڈالا اور اندلس کو دیکھا کہ وہ بڑا سرسبز و شاداب مقام ہے۔ چشمے اور نہریں بہ رہی ہے اس لیے وہیں آ کر آباد ہو گئے۔ اپنے بادشاہ مقرر کیے جو ان کی تمام ضروریات کا سامان بہم پہنچاتے۔ یہ لوگ بھی اپنے قبل کے لوگوں کے مذہب کے پابند تھے۔ غالباً مجوسی تھے۔ ان کا دار السلطنت طالقہ تھا جو اشبیلیہ میں واقع ہے۔ وہاں یہ خوب اچھی طرح زندگی بسر کرنے لگے، عمارتیں اور مکانات تعمیر کیے تمام ضروری سامان مہیا کر لیا۔ ڈیڑھ سو برس تک مسلسل یہ لوگ وہیں رہے ان کے گیارہ سلاطین تخت نشین ہوئے۔

اس کے بعد رومیوں کی قوم وہاں پہنچی جن کا بادشاہ اشبان بن طیطس تھا۔ اس نے ان لوگوں پر زوردار حملہ کیا اُن کی تمام جمعیت کو منتشر کر دیا بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور طالقہ کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں پر شہر اشبانیہ کا سنگ بنیاد رکھا جو پہلے اشبیلیہ سے موسوم تھا اور اس کو اپنا دارالحکومت بنا لیا۔ یہاں اشبان کی جمعیت بڑھتی گئی اور رفتہ رفتہ بہت طاقتور بادشاہ ہو گیا پھر اس نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور تمام چیزیں لوٹ لیں۔ ایک لاکھ آدمیوں کو قتل کیا اور وہاں سے سنگ مرمر اشبانیہ اور دوسرے مقامات پر لے گیا۔ حضرت سلیمان کے کھانے کی میز بھی غنیمت میں حاصل کی تھی اور اسی کو طلیطلہ سے طارق بن زیاد نے غنیمت میں لیا تھا۔ ماردہ سے جواہرت اور سونے کا گھڑا لایا تھا۔

اسی بادشاہ کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ یہ ہل جوت رہا تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام اس کے سامنے ظاہر ہوئے اور اس سے کہا کہ اے اشبان عنقریب تو ایک بہت بڑا بادشاہ ہوگا۔ جب ایلیاء (بیت المقدس) پر تم قبضہ کرنا تو انبیا کی اولاد سے اچھا برتاؤ کرنا۔ اشبان نے کہا کہ تم ہم سے مذاق کرتے ہو۔ میرا ایسا آدمی بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے تو حضرت خضر نے کہ کہا تجھ کو وہی بادشاہ بنائے گا جس نے تیری اس لکڑی کو ایسا بنایا، جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ اشبان نے اس لکڑی کو دیکھا تو اس پر پتیاں نظر

Marfat.com

آنے لگیں۔اس سے وہ بہت پریشان ہوا اور ڈرا۔اس کے بعد حضرت خضر غائب ہو گئے۔اشبان کو اُن کی بات پر پورا یقین ہو گیا جب لوگوں کے پاس گیا تو انھیں کے ساتھ رہتے رہتے ترقی کرتا رہا اور آخر میں بادشاہ ہو گیا اس کی سلطنت اندلس میں دوسو برس تک رہی اس کے بعد اشبانی خاندان سے پچپن سلاطین تخت نشین ہوئے۔

اُن لوگوں کے بعد عجمی رومیوں کی ایک دوسری قوم جو بشنولیات کہلاتی تھی اندلس میں آئی ان کا بادشاہ طویش بن نیطہ تھا، ان لوگوں نے اندلس پر قبضہ کر لیا اور مارده کو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا۔ان میں سے ستائیس بادشاہوں نے حکومت کی انھیں کی حکومت کے زمانے میں حضرت عیسیٰؑ مبعوث ہوئے۔

پھر قوم قوط داخل ہوئی اور اس نے ان پر قبضہ کر لیا۔رومیوں سے ان تمام ممالک کو چھین لیا۔ان کا ظہور ایطالیہ (اٹلی) کی طرف روانہ ہوا جو اندلس کے مشرق میں واقع ہے اور اسی طرف سے بلاد مجدونیہ پر غارت گری کی تھی۔یہ زمانہ قیصر ثالث قلیوذیوس کا تھا چنانچہ وہ اپنی فوج کو لے کر مقابلے کے لیے آیا، قوطیوں کو شکست دی اور بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔یہ قوطی اس کے بعد بالکل دب گئے لیکن قسطنطین کے زمانے میں پھر غارت گری شروع کی۔قسطنطین نے ان پر حملہ کر کے شکست دی اور پھر تیسرے قیصر کی حکومت تک یہ لوگ مفقود الخبر ہو گئے۔اس کے بعد انھوں نے پھر زور باندھا اپنا بادشاہ لذریق کو بنایا جو بتوں کی پرستش کرتا تھا۔وہ رومہ کی طرف چلا تا کہ نصاریٰ کو بت پرستی پر مجبور کرے۔اسی عرصے میں اس کی برائیاں ظاہر ہوئیں تو اُس کے ساتھیوں میں تفرقہ پڑ گیا اور وہ اس کے بھائی سے مل کر اس سے لڑائی کرنے لگے۔لذریق نے رومہ کے بادشاہ سے مدد مانگی چنانچہ اس نے ایک فوج روانہ کی، لذریق نے اس کی مدد سے اپنے بھائی کو شکست دی اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔اس کی حکومت کل تیرہ برس تک رہی۔اُس کے بعد اقریط بادشاہ ہوا اور پھر الطریق اور غدلیش یکے بعد دیگرے حاکم ہوئے۔یہ سب بت پرست تھے۔غدلیش نے ایک لاکھ فوج تیار کی اور رومیوں سے لڑنے کے لیے چلا، ملکِ روم نے اپنی زبردست طاقت کے ذریعے اُس کو شکست دی اور اسی میں غدلیش مقتول ہو گیا۔

اس کے بعد الریق بادشاہ ہوا جو بڑا بہادر اور زندیق تھا۔یہ غدلیش اور اس کے ساتھیوں کا انتقام لینے کے لیے رومہ پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔وہاں کے باشندوں پر بڑا ظلم وستم کیا۔جبراً شہر میں داخل ہوا اور ان کا تمام مال واسباب لوٹ لیا اور اس کے بعد کشتیاں تیار کر کے (سسلی) کو فتح کرنے

Marfat.com

کی غرض سے روانہ ہو گیا راستے میں یہ اور اس کے بہت سے لوگ ڈوب گئے۔

اس کے مرنے کے بعد اطلوف چھے برس تک حاکم رہا اور ایطالیہ سے نکل کر وہ شہر غالیس میں آیا۔ جو اندلس کے بعید ترین خطے میں واقع تھا۔ پھر برشلونہ کی طرف منتقل ہو گیا۔

اس کے بعد تین برس تک اس کا بھائی حاکم رہا پھر والیا ہوا اور پھر بوردزا ریش تینتیس سال حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طرشمند حکمران ہوا اور پھر اس کا بھائی لذریق ہوا جو تیرہ برس تک رہا۔ پھر اوریق سترہ برس تک بادشاہت کرتا رہا۔ پھر الریق بطلوشہ تیئس برس تک رہا۔ پھر عشلیق ہوا۔ اس کے بعد املیق دو برس تک حکمران رہا۔ بعد ازیں توذیوش سات سال تک رہا۔ پھر طود تقلیش ایک سال تین مہینے رہا۔ اس کے بعد اتلہ پانچ برس تک حکومت کرتا رہا۔ پھر اطنجہ پندرہ برس تک حکمراں رہا۔ اُس کے بعد لیوبا تین برس تک رہا اور پھر اس کا بھائی لویلد بادشاہ ہوا، اسی نے سب سے پہلے طلیطلہ کو دارالسطنت بنایا تاکہ تمام سلطنت کے وسط میں رہے اور جو سر اٹھائے اُس کو فوراً دبا سکے۔ اسی طرح اس نے تمام اندلس پر قبضہ کر لیا۔ شہر رقوبل کی تعمیر کی جس میں بہت پرفضا باغات بنوائے۔ رقوبل طلیطلہ سے بالکل قریب واقع تھا۔ اس شہر کا نام اپنے لڑکے کے نام پر رکھا۔ البشقنس کے علاقے پر حملہ کیا اور اس کو اچھی طرح فتح کر لیا۔ اس کے بعد فرانس کی شاہزادی سے اپنے لڑکے ارمنجلد کی نسبت ٹھہرائی۔ اس سے شادی ہو گئی اور ان دونوں کو اشبلیہ میں رکھا۔ اس کی بیوی نے اس کو اپنے والد کی بغاوت پر ابھارا تو اُس نے ایسا کیا۔ پھر اس کے باپ نے آ کر دونوں کا محاصرہ کیا اور اس پر سختی کی۔ اسی طرح ایک عرصہ تک محاصرے کے بعد اس کو بزور شمشیر گرفتار کر کے قید کر دیا اور وہ قید ہی میں مر گیا۔

لویلد کے بعد اس کا لڑکا رکرد بادشاہ ہوا۔ وہ بہت اچھی طبیعت کا آدمی تھا اس نے تمام اسقفوں کو بلا بھیجا اور اپنے باپ کی عادت کے خلاف تمام شہروں کو ان کے حوالہ کر دیا۔ اور یہ تمام اسقف اسی (۸۰) کی تعداد میں تھے۔ رکرد خود ایک متقی اور پرہیزگار آدمی تھا، راہبوں کی طرح زندگی بسر کرتا تھا اسی نے وزقہ کا گرجا گھر جو شہر وادی آش کے سامنے ہے، تعمیر کرایا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا لیوبا بادشاہ ہوا اس نے بھی اپنے باپ کی طرح نیک نیتی سے کام کیا مگر ایک قوطی نے جس کا نام تبریق تھا اس کو دھوکے سے قتل کر دیا اور اہل اندلس کی رضامندی کے بغیر بادشاہ بن گیا چونکہ شریر بدمعاش اور فاسق تھا اس لیے کسی ساتھی نے اس کو قتل کر دیا۔

پھر غندمار دو سال تک بادشاہ ہوا۔ پھر سیسیفوطنو سال تک حکمراں رہا۔ یہ بھی اچھی خصلت کا

Marfat.com

آدمی تھا اس کے بعد اس کا لڑکا رکرید بادشاہ ہوا۔ لیکن وہ بہت ہی چھوٹا تھا اس کی عمر صرف تین مہینے کی تھی پھر وہ مرگیا پھر شنتلہ بادشاہ ہوا۔ اُس کی حکومت آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کے وقت تھی اور خود اچھا آدمی تھا۔ اس کے بعد سشنند ہوا جو پانچ برس تک رہا۔ اس کے بعد خنتلہ چھے برس تک رہا۔ پھر خندس چار سال تک رہا۔ اس کے بعد بنبان آٹھ برس تک حکومت کرتا رہا۔

اُس کے بعد اروی سات سال تک رہا۔ اس کے زمانے میں اندلس میں ایسا سخت قحط پڑا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اندلس بالکل تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اس کے بعد ابقہ پندرہ سال تک حکمراں رہا۔ یہ بڑا ظالم بادشاہ گذرا ہے۔ اس کے بعد اس کا لڑکا غیطشہ بادشاہ ہوا۔ ۷۷ھ میں اس کی حکومت تھی۔ خوش طبع اور خوش خلق تھا اس نے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا تھا۔ جتنے اموال اس کے باپ نے غصب کیے تھے سب کو ان کے مالکوں کو واپس کر دیا۔ جب یہ مرا تو اس کے دو لڑکے تھے لیکن اہل اندلس ان دونوں کی حکومت پر رضامند نہ ہوئے بلکہ ایک تیسرے شخص کو جس کا نام رُذریق تھا [۲] بادشاہ منتخب کر لیا۔ یہ گو بہت شجاع اور بہادر تھا لیکن اس کو شاہی خاندان سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اندلس کے حکمرانوں کے ہاں یہ رسم تھی کہ امراء اپنی اولاد کو خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں طلیطلہ بھیج دیا کرتے تھے اور وہ بادشاہ کی خدمت میں رہتے تھے کوئی اور اس کی خدمت بجا نہ لاتا تھا۔ اس طرح اُن کی تربیت کی جاتی تھی۔ جب یہ بالغ ہو جاتے تھے تو پھر شادیاں کر دی جاتی تھیں اور وہاں سے رخصت ہو جاتے تھے۔ جس زمانے میں رُذریق بادشاہ تھا تو یُولیان رومی [۳] نے اپنی لڑکی اسی غرض سے رُذریق کے یہاں بھیجی۔ یولیان اس وقت جزیرۂ خضرا اور سبتہ وغیرہ کا حاکم تھا۔ یہ لڑکی بہت حسین تھی رُذریق کو یہ پسند آ گئی اور اس کے ساتھ اس نے جبراً صحبت کی۔ اُس لڑکی نے اپنے باپ کو اس ناگوار واقعے کی اطلاع دی جس سے یُولیان آگ بگولا ہو گیا اور موسیٰ بن نُصیر کو جو ولید بن عبدالملک کی طرف سے حاکمِ افریقہ تھا، لکھ بھیجا کہ ہم آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہیں اور آپ جلد ادھر آیئے چنانچہ موسیٰ وہاں گیا اور یولیان نے موسیٰ کو اپنے شہروں میں داخل کیا اور اس کو ہر قسم کا اطمینان دلایا۔ اندلس کی زرخیزی کو بیان کر کے اس کو وہاں آنے کی دعوت دی۔ یہ ۹۰ھ کے آخر کا واقعہ ہے۔ موسیٰ نے امیر المومنین ولید بن عبدالملک کو لکھ بھیجا اور تمام صورت حال سے مطلع کیا۔ ولید نے لکھا کہ چھوٹے چھوٹے فوجی دستے پہلے روانہ کر دو اور باقی مسلمانوں کو اس خوفناک سمندر میں برباد نہ کرو۔ موسیٰ نے پھر لکھا کہ وہ کوئی بڑا سمندر نہیں ہے

Marfat.com

بلکہ ایک خلیج ہے جس کا دوسرا کنارہ سامنے نظر آتا ہے۔ ولید نے پھر لکھا کہ مانا کوئی بڑا سمندر نہیں ہے جیسا کہ تم نے لکھا ہے لیکن پھر بھی پہلے تھوڑی فوج روانہ کردو تاکہ اچھی طرح اندازہ ہو جائے۔ اس کے بعد موسیٰ نے اپنے مولیٰ طریف کو چار سو آدمیوں کے ساتھ اندلس کی طرف روانہ کردیا۔ اس میں سو سوار بھی تھے۔ یہ لوگ چار کشتیوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور ایک جزیرے میں جا کر اترے جس کا نام جزیرۂ طریف پڑ گیا پھر جزیرۂ خضراء پر چھاپہ مارا جس میں بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ اُس کے بعد رمضان ۹۱ھ میں صحیح وسالم واپس آ گیا جب لوگوں نے کوئی دقت نہیں دیکھی تو ہر شخص غزوے میں جانے کے لیے مستعد ہو گیا۔ اب موسیٰ نے اپنے مولیٰ طارق بن زیاد کو جو اس کے مقدمۃ الجیش کا افسر تھا، بلا بھیجا اور سات ہزار فوج کے ساتھ اس کو روانہ کیا۔ اس فوج میں اکثر بربر اور موالی تھے اور عرب بہت کم تھے۔ طارق اپنی فوج کو لے کر روانہ ہوا۔ سمندر عبور کر کے ایک بلند پہاڑ پر جو خشکی کے متصل تھا جا کر مقیم ہوا جس کا نام جبل الطارق پڑ گیا۔ جب عبدالمومن نے ان شہروں پر قبضہ کیا تھا۔ تو اس نے اس پہاڑ پر ایک شہر تعمیر کرایا تھا جس کا نام جبل الفتح رکھا، لیکن اس کا پہلا ہی نام زیادہ مشہور ہوا۔

طارق رجب ۹۲ھ میں اس مقام پر اترا تھا۔ جب یہ کشتی پر جا رہا تھا تو اس کی آنکھ لگ گئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ سرورِ کائنات ؐ مہاجرین اور انصار کے جھرمٹ میں تلوار لٹکائے ہوئے کمان مونڈھے پر رکھے ہوئے طارق سے فرما رہے ہیں کہ اے طارق اپنے مقصد کے حصول کے لیے قدم بڑھاؤ۔ مسلمانوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو اور جو وعدہ کرو اس کو پورا کرو۔ اتنا فرما کر آپ ؐ جاں نثارانِ اسلام کی اس جماعت کے ساتھ سرزمین اندلس میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ طارق کی جب آنکھ کھلی تو وہ خوشی کے مارے پھولا نہیں سماتا تھا اس نے تمام ساتھیوں کو یہ مژدہ سنایا۔ آنحضرت ؐ کے خواب میں دیکھنے سے طارق کے دل میں بڑی زبردست قوت حاصل ہوئی بلکہ اُس کو اپنی فتح اور کامرانی کا پورا یقین ہو گیا۔

جب طارق کی فوج کی تعداد پوری ہو گئی تو وہ میدانوں میں اترا اور جزیرۂ خضراء کو حملہ کر کے فتح کر لیا۔ وہاں طارق کے پاس ایک بڑھیا آئی جس نے یہ بیان کیا کہ میرا شوہر نجومی تھا۔ وہ بیان کرتا تھا کہ اندلس میں ایک ایسا امیر آئے گا جس کا سر بڑا اور اس کے بائیں مونڈھے پر نشان ہو گا جس پر بال ہوں گے۔ طارق نے یہ سن کر اپنا کپڑا اتارا تو واقعی اس کے بائیں مونڈھے پر نشان اور اس پر بال تھے۔ اس دوسری خوش خبری سے وہ باغ باغ ہو گیا اور اس کی تمام فوج میں بھی مسرت کی لہر دوڑ

Marfat.com

گئی۔ جزیرہ خضراء فتح کر کے اس نے پہاڑ کو چھوڑ دیا اور آگے بڑھا۔

جب رُزریق کو یہ خبر ملی کہ طارق نے اس کے ملک پر حملہ کیا ہے تو اسے بہت سخت فکر ہوئی۔ وہ اس وقت کسی دوسری لڑائی میں مشغول تھا۔ جب وہاں سے لوٹا تو طارق اُس کے شہروں پر مسلط ہو چکا تھا۔ چنانچہ اُس نے ایک فوج جمع کی جس کی تعداد کہتے تھے ایک لاکھ تھی جب اس تیاری کی اطلاع طارق کو پہنچی تو اُس نے موسیٰ بن نُصیر کو یہاں کی فتوحات کی خبر دی اور لکھا کہ یہاں کے بادشاہ نے جنگ کی بڑی زبردست تیاری کی ہے جس کے مقابلے کی طاقت میں نہیں رکھتا اس لیے کچھ مدد کیجیے۔ موسیٰ نے پانچ ہزار فوج اور بھیج دی اب مسلمانوں کی کل تعداد بارہ ہزار ہوگئی۔ اس جمعیت کے ساتھ یولیان بھی تھا جس نے طارق کو شہروں کے تمام راستوں سے باخبر کر دیا اور دوسری باتوں کی برابر اطلاع دیتا رہا۔ رُذریق نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا اور لکہ ندی پر دونوں فوجیں ۲۸ رمضان ۹۲ھ میں مقابل ہوئیں اور یہ ندی مملکت شذونہ میں تھی۔ آٹھ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی، رُذریق کے میمنہ اور میسرہ پر گذشتہ بادشاہ کے دولڑکے اور دوسرے بادشاہوں کے لڑکے لڑ رہے تھے۔ ان لوگوں کو رذریق کی بے جا مداخلت سے سخت غصہ تھا اسی وجہ سے ان سب نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ہار جائیں۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو جب خوب غنیمت مل جائے گی تو وہ واپس چلے جائیں گے اور پھر سارا اندلس ہماری حکومت کے لیے خالی ہو جائے گا چنانچہ سب سے پہلے ان سب نے شکست کھائی اور پھر رُذریق نے ہزیمت اٹھائی۔ رُذریق دریا میں غرق ہو گیا۔ اب طارق نے قدم آگے بڑھایا اور استجہ کی طرف چلا۔ وہاں شکست خوردہ فوجیں اور وہاں کے باشندے مسلح ہو کر نکلے اور طارق کا خوب مقابلہ کیا لیکن شکست کھا گئے۔ مسلمانوں کو اُس کے بعد اس جنگ سے بڑی جنگ اندلس میں کسی مقام پر نہیں کرنی پڑی۔ طارق شہر استجہ سے چار میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا اور ایک چشمے کے قریب ہی ٹھہرا جس کا نام ''عین الطارق'' پڑ گیا۔

قوطیوں نے جب ان دونوں شکستوں کا حال سُنا تو خدا نے ان کے دلوں میں ایک عجیب دہشت ڈال دی اور وہ طلیطلہ بھاگ گئے۔ اُن کا خیال تھا کہ طریف کی طرح کے کام یہ طارق بھی کرے گا۔ بات یہ تھی کہ طریف جب آیا تھا تو اس نے ان تمام لوگوں کو یہ کہ کر خوف زدہ کر دیا تھا کہ ہماری فوج آدمیوں کو ذبح کر کے کھاتی ہے۔ جب یہ طلیطلہ بھاگے اور اندلس کے شہروں کو خالی کر دیا تو یولیان نے کہا کہ تم اندلس سے فارغ ہو گئے۔ اب اپنی فوج کو اِدھر اُدھر روانہ کر دو اور خود طلیطلہ چلو۔ چنانچہ طارق نے

Marfat.com

استجہ ہی سے اپنی فوجیں مختلف مقامات پر روانہ کر دیں۔ایک فوج کو قرطبہ بھیجا، دوسری غرناطہ کی طرف، تیسری مالقہ کی طرف اور چوتھی تدمیر کی طرف روانہ کر دی۔اور خود ایک بڑی فوج کو ساتھ لے کر جیان کے راستے سے طلیطلہ چلا۔جب یہ طلیطلہ پہنچا تو اس نے شہر کو سنسان دیکھا، نہ کوئی آدمی تھا نہ آدم زاد۔کیونکہ وہاں کے لوگ اس شہر سے چلے گئے تھے جو ایک پہاڑ کی پشت پر واقع تھا۔

جو فوج قرطبہ کی مہم سر کرنے گئی تھی اس کو شہر کے کسی چرواہے نے فصیلِ شہر کا ایک داخل ہونے کا رخنہ بتا دیا تھا۔اسی راستے سے وہ داخل ہوئی اور شہر پر قابض ہوگئی۔اور جو فوج تدمیر کی طرف گئی تھی۔اس سے وہاں کے بادشاہ نے لڑائی کی جس کا نام تدمیر تھا۔اسی شخص کے نام پر اس شہر کا نام تدمیر ہو گیا ورنہ اس کا اصلی نام اریُولہ تھا۔اس کے ساتھ ایک بڑی فوج تھی جس کو ساتھ لے کر اس نے خوب لڑائی کی لیکن آخر میں شکست کھا گیا اور اس کے بہت سے ساتھی کام آئے۔اس کے بعد تدمیر نے عورتوں کو خوب مسلح کیا اور مسلمانوں پر یہ ظاہر کیا کہ ابھی ہمارے پاس فوج ہے اس طرح اس نے مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔غرض کہ جہاں جہاں مسلمانوں کے قدم پہنچے وہ فتوحات اسلامی میں داخل ہوتے گئے۔

طارق نے جب طلیطلہ کو بالکل خالی پایا تو شہر کو یہودیوں کے سپرد کیا اور اپنی فوج کے چند آدمیوں کو چھوڑ دیا خود وادی حجارہ کی طرف چلا گیا۔پہاڑ کو ایک درے سے طے کیا جو دونوں پہاڑوں کے درمیان میں تھا۔اور اس درے کا نام "فجِ طارق" پڑ گیا۔وہاں سے شہر مائدہ پہنچا جو پہاڑ کے پیچھے واقع تھا۔اسی شہر میں حضرت سلیمان کا خوان ملا تھا، یہ سبز زبرجد کا تھا اس کے پایوں اور کناروں پر موتی، مونگے اور یاقوت اور دوسری قسم کے جواہر جڑے ہوئے تھے۔اس کے کل تین سو ساٹھ پائے تھے اس کے بعد طارق شہر مایہ کی طرف چلا گیا اور وہاں اس کو بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں ادھر ہی سے ۹۳ھ میں طلیطلہ واپس آیا۔

بعض روایت میں ہے کہ جلیقیہ چلا گیا تھا اور وہاں سے شہر استرقہ ہوتے ہوئے طلیطلہ پہنچا اور وہاں تمام وہ فوجیں جو استجہ سے روانہ کی گئی تھیں کامیابی حاصل کر کے طارق سے آ کر ملیں۔

موسیٰ بن نُصیر رمضان ۹۳ھ میں ایک زبردست فوج کے ساتھ سرزمینِ اندلس میں داخل ہوا۔جب اس کو طارق کے ان عظیم الشان فتوحات کی خبر ملی تو وہ رشک وحسد کی آگ سے جل اٹھا۔چنانچہ سمندر عبور کر کے جزیرۂ خضراء میں مقیم ہوا تو اس سے لوگوں نے کہا کہ طارق کے راستے سے چلیے تو اس نے انکار کر دیا۔رہبروں نے کہا ہم اس سے بہتر راستا آپ کو بتائیں گے اور ان شہروں کو لے چلیں گے جو اب تک فتح نہیں

Marfat.com

ہوئے۔یولیان رومی نے بھی موسیٰ کواور فتوحات کی توقع دلائی تو ظاہراً تو موسیٰ خوش ہوتا تھا حالانکہ وہ پریشان تھا۔

لوگ موسیٰ کے ساتھ شہرِ ابن سُلیم کی طرف گئے اور اس کو فتح کر کے موسیٰ شہر قرمونہ کی طرف چلا جو اندلس کے مضبوط ترین شہروں میں سے تھا۔اس شہر کو فتح کرنے کے لیے یولیان نے حیلہ کیا۔یولیان اور اس کے ساتھی اس شہر میں اس حال میں آئے کہ جیسے شکست کھا کر بھاگے آرہے ہیں۔کیونکہ سب کے ہاتھ میں تلواریں تھیں یہی سمجھ کر شہر والوں نے ان کو اندر داخل کرلیا۔اس کے بعد موسیٰ نے رات ہی کو ایک فوج بھیجی جس نے شہر پر قبضہ کرلیا۔اس کے بعد موسیٰ اشبیلیہ کی طرف چلا گیا جو اندلس کے عظیم الشان شہروں میں سے تھا۔وہاں جا کر کئی مہینوں تک اس کو مسلسل محاصرہ کرنا پڑا۔بالآخر شہر مفتوح ہوا۔جب وہاں کے باشندے سب بھاگ گئے تو موسیٰ نے یہودیوں کو آباد کیا اور خود ماردہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کا بھی محاصرہ کرلیا لیکن وہاں کے باشندوں نے مسلمانوں کا خوب مقابلہ کیا۔موسیٰ نے رات کو پہاڑ کے غاروں میں کمین گاہ بنائی جس کی کفار کو کوئی خبر نہ تھی۔جب صبح ہوئی تو جیسے روز لڑنے کے لیے نکلتے تھے ویسے ہی مسلمانوں کی طرف آگے بڑھے۔موقع پاکر مسلمان نکل پڑے اور شہر اور ان کے درمیان حائل ہوگئے اور اُن کو خوب اچھی طرح قتل کیا۔جو بچ گئے وہ بھاگے۔مسلمانوں نے شہر پر قبضہ کرلیا اور آگے بڑھ کر ایک دوسرا قلعہ تھا جس کا کئی مہینے تک محاصرہ کرنا پڑا۔ایک مرتبہ مسلمانوں نے دبابہ بنایا اور اس میں چند آدمی داخل ہوئے اور فصیل شہر کو توڑنے لگے۔قلعے کی فوج کو خبر ملی تو وہ باہر نکلی اور ایک برج کے قریب مسلمانوں کو خوب قتل کرنا شروع کیا اور اسی وجہ سے اس برج کا نام ''برج الشہداء'' رکھ دیا گیا۔آخر میں ۹۴ھ عید الفطر کے دن اس شرط پر مصالحت ہوگئی کہ تمام مقتولوں اور بھاگنے والوں کے اموال اور گرجوں کے جواہرات اور زیورات مسلمانوں کے لیے ہیں۔

جب موسیٰ اس کو فتح کر چکا تو آگے بڑھا۔فوراً ہی اہلِ اشبیلیہ نے نقضِ صلح کر کے وہاں کے مسلمانوں کو قتل کر دیا۔موسیٰ نے پھر اپنے لڑکے عبد العزیز کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا۔اس نے دوبارہ محاصرہ کر کے فتح کیا اور تمام لوگوں کو قتل کر دیا پھر لبلہ اور باجہ کو بھی زیر نگیں کرلیا پھر اشبیلیہ واپس آگیا۔موسیٰ شوال میں ماردہ سے طلیطلہ کی طرف روانہ ہوا۔طارق اس کے استقبال کے لیے نکلا اور موسیٰ سے ملاقات کی۔طارق نے جس وقت موسیٰ کو دیکھا تو تعظیم کے لیے فوراً کھڑا ہوگیا۔موسیٰ نے طارق کو کوڑے مارے اور اس کی نافرمانی پر خوب سرزنش کی اس کے بعد دونوں طلیطلہ آئے۔موسیٰ نے

Marfat.com

تمام غنائم اور خوان کو طارق سے طلب کیا۔ طارق نے سب حاضر کر دیا مگر خوان کا ایک پایہ اس میں سے نکال لیا۔ موسیٰ نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ طارق نے کہا کہ میں نے اس کو اسی حالت میں پایا ہے۔ موسیٰ نے اس کی جگہ پر سونے کا پایہ لگوایا۔

یہاں سے موسیٰ سرقسطہ اور دوسرے شہروں میں گیا۔ ان کو فتح کیا پھر فرانس کی مملکت میں داخل ہوا اور ایک لق ودق صحرا میں جا پہنچا جہاں بہت قدیم یادگاریں تھیں۔ اسی میدان میں ایک بت کھڑا تھا جس پر یہ عبارت کندہ کی تھی:

یا بنی اسمٰعیل الی ھاھنا منتھا کم فارجعوا، وان سألتم الیٰ ماذا ترجعون اخبرتکم انکم ترجعون الی الاختلاف فیما بینکم، حتیٰ یضرب بعضکم اعناق بعضٍ وقد فعلتم.

[اے بنی اسمٰعیل یہیں تک تمہاری آخری حد ہے اب تم لوٹ جاؤ۔ اگر تم پوچھو گے کہ ہم کس طرف لوٹ آئیں؟ تو میں یہ بتاؤں گا کہ تم اختلاف کی طرف جاؤ گے تم میں سے ایک دوسرے کی گردن مارے گا بلکہ تم اس حد تک پہنچ چکے ہو اور اس کو کر بھی چکے ہو۔]

چنانچہ موسیٰ لوٹ گیا۔ راستے میں ولید کا قاصد ملا جس نے یہ اطلاع دی کہ تم اندلس چھوڑ کر جلد واپس آ جاؤ۔ موسیٰ کو یہ بہت برا معلوم ہوا اور اس نے قاصد کو روک لیا اور پھر اس بُت کی مخالف سمت میں ممالک کو فتح کرنے میں مشغول ہو گیا۔ لوگوں کو قتل کرتا ہوا، عمارتوں اور گرجوں کو منہدم کرتا ہوا بحر اخضر کے قریب صخرہ بلائی تک پہنچا۔ یہاں اس نے بہت کچھ طاقت اور قوت حاصل کر لی تھی کہ پھر ولید کا دوسرا قاصد پہنچا، جس نے موسیٰ کے خچر کی لگام پکڑ کر روانہ ہونے کا حکم دیا۔ یہ قاصد شہرِ لک میں جو جلیقیہ کے متصل ہے، موسیٰ سے ملا چنانچہ موسیٰ اسی راستے سے روانہ ہوا جس کا "فجِ موسیٰ" نام پڑا، آگے چل کر طارق بھی اس کے ساتھ ہو گیا اور دونوں مل کر چلے۔

موسیٰ نے اندلس میں اپنے لڑکے عبدالعزیز کو حاکم بنا دیا تھا۔ جب موسیٰ سمندر عبور کر کے سبتہ پہنچا تو طنجہ اور اس کے گردونواح کے شہروں پر اپنے لڑکے عبدالملک کو حاکم بنایا اور افریقہ میں اپنے بڑے لڑکے عبداللہ کو اپنا قائم مقام بنایا اور پھر وہاں سے شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ تمام غنیمت کا مال اور زیورات وغیرہ ساتھ لیتا گیا اور اس کے ساتھ بیس ہزار شاہان قوط اور امراء کی باکرہ لڑکیاں تھیں ان کو

Marfat.com

بھی ساتھ ہی لے گیا۔ جب شام پہنچا تو ولید کا انتقال ہو چکا تھا اور سلیمان بن عبدالملک کا دورِ حکومت تھا۔ سلیمان کو موسیٰ سے نفرت تھی اس لیے تمام صوبوں سے اس نے موسیٰ کو معزول کر دیا اور پھر قید کر دیا اور جرمانہ عائد کیا پھر موسیٰ اس قدر حاجت مند ہو گیا کہ وہ عربوں سے اعانت کا خواست گار ہوا۔

بعض روایت میں ہے کہ جب موسیٰ شام پہنچا تو ولید زندہ تھا۔ موسیٰ نے پہلے ہی سے یہ چالاکی کی تھی کہ ولید کو یہ لکھ دیا تھا کہ میں نے اندلس فتح کیا ہے اور خوان حاصل کیا ہے چنانچہ جب موسیٰ اور طارق ولید سے ملے تو موسیٰ نے تمام اموال اور خوان کو حاضر کیا۔ طارق نے کہا کہ میں نے یہ چیزیں غنیمت میں حاصل کی ہیں۔ موسیٰ نے تکذیب کی تو طارق نے ولید سے کہا کہ آپ اس گم شدہ پایے کے متعلق ان سے پوچھیے۔ ولید نے جب موسیٰ سے پوچھا تو وہ اس بات سے بے خبر تھا۔ طارق نے وہ پایہ نکال کر رکھ دیا اور کہا کہ میں نے اسی غرض سے اس کو چھپا لیا تھا۔ اب ولید سمجھ گیا کہ طارق سچ کہہ رہا ہے۔ طارق نے یہ اس غرض سے کیا تھا کہ موسیٰ ولید کے سامنے کچھ نہ کہہ سکے کیونکہ موسیٰ نے قید کر کے طارق کو مارا تھا۔ جب ولید نے رہا کرنے کا حکم دیا تب چھوڑا۔

ایک روایت میں ہے کہ طارق کو قید نہیں کیا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ جب رومی اندلس میں پہنچے تو ان کی حکومت میں ایک ایسا کمرہ تھا کہ جب کوئی بادشاہ تخت نشین ہوتا تو اس میں ایک قفل لگا دیتا۔ جب قوطی اندلس میں پہنچے تو انھوں نے بھی اسی پر عمل درآمد کیا لیکن جب رُذریق اندلس کا بادشاہ ہوا تو اس نے اس کمرے کے کھولنے کا ارادہ کیا۔ شہر کے معززین نے اس کو ایسا کرنے سے روکا۔ لیکن اس نے کچھ نہیں سنا تمام قفلوں کو کھول دیا اور اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ عربوں کی صورتیں دکھائی دے رہی ہیں جن کے سر پر سرخ عمامے تھے اور جو کُمیت رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے وہاں ایک عبارت لکھی ہوئی تھی کہ جب یہ کمرہ کھول دیا جائے گا تو یہ قوم اندلس میں داخل ہو جائے گی چنانچہ اسی سال اندلس پر قبضہ ہوا۔ اندلس کے حالات میں جتنا میں نے لکھ دیا ہے وہ اندلس کی فتح کے متعلق ایک حد تک کافی ہے، باقی حالات ان شاء اللہ اپنے اپنے موقع پر بیان کیے جائیں گے۔

غزوہ جزیرہ سردانیہ

یہ جزیرہ بحرِ روم میں ہے، جزیرۂ صقلیہ اور اقریطیش کے سوا یہ بڑے جزیروں میں ہے یہاں

Marfat.com

میوہ جات بکثرت پیدا ہوتے تھے۔ جب موسیٰ نے اندلس کے شہروں پر قبضہ کرلیا تو اس نے ایک فوج ۹۲ھ میں سردانیہ کی طرف بھیجی۔ یہ فوج جب وہاں پہنچی تو نصاریٰ نے اپنے تمام سونے چاندی کے ظروف، زیورات وغیرہ کو ایک حوض میں ڈال دیا اور دوسرے اموال کو بڑے گرجے کی دو چھتی پر رکھ دیا۔ مسلمانوں نے خوب غنیمتیں حاصل کیں۔ جس کا کوئی حد و حساب نہ تھا جس میں بہت کچھ لوگوں نے ناجائز طور پر اپنے اپنے قبضے میں کرلیا۔ اتفاقاً ایک مسلمان اسی حوض میں غسل کرنے گیا تو اس کے پیر میں کوئی چیز گڑی اس نے نکال کر دیکھا تو وہ چاندی کا پیالہ تھا۔ مسلمانوں کو جب معلوم ہوا تو تمام حوض کو چھان ڈالا اور سب چیزیں نکال لیں۔ اس کے بعد پھر ایک شخص اس گرجا میں گیا وہاں ایک کبوتری بیٹھی تھی۔ اس نے اس پر تیر کا نشانہ لگایا۔ اتفاقاً نشانہ خطا کھا گیا اور وہ تیر دو چھتی میں لگا۔ جس سے اس کا ایک تختہ ٹوٹ کر گر گیا اور کچھ دینار وغیرہ بھی گر پڑے۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ اس میں بھی زر و جواہر بھرے ہیں اس لیے اس کو توڑ کر تمام اموال کو لوٹ لیا۔ غرض کہ یہاں مسلمانوں نے بے انتہا غنیمت کو دبا لیا۔ بعض آدمیوں نے تو یہ کیا کہ بلی کو ذبح کر کے اُس کے پیٹ کو صاف کر دیا اور اسی میں دینار بھر کر اوپر سے سی دیا اور راستے میں پھینک دیا جب باہر نکلتا تو اسے لے لیتا۔ بعضوں نے تلوار کے میانوں میں سونا بھر لیا تھا جب تمام لوگ کشتی پر سوار ہو کر واپس ہونے لگے تو ایک آواز آئی کہ: اے اللہ! ان کو غرق کر دے چنانچہ راستہ ہی میں سب لوگ ڈوب گئے۔ ڈوبنے والے جب پھر سطح پر آئے تو ان کی کمروں میں دینار بندھے ہوتے تھے۔

اس کے بعد ۱۳۵ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ الفہری نے اس جزیرے پر حملہ کیا اور بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ آخر میں جزیہ پر مصالحت ہوگئی اور وہ اس کو لے کر چلا گیا اس کے بعد پھر کسی نے ادھر توجہ نہیں کی۔ بلکہ رومیوں نے آباد کیا۔

۳۲۲ھ میں منصور بن قائم علوی بادشاہِ افریقہ نے مہدیہ سے ایک بیڑا روانہ کیا۔ یہ جنوہ کے پاس سے گذرا اور اس کو فتح کرلیا اس بیڑے نے اہل سردانیہ پر بھی چھاپہ مارا۔ بہتوں کو قید کیا اور بہت سے جہاز جلا کر خاک کر دیے اور جنوہ کو برباد کر دیا اور وہاں سے سب غنیمت کو لے لیا۔

۴۰۶ھ میں مجاہد عامری نے اس پر پھر دانیہ سے حملہ کیا۔ وہ دانیہ کا بادشاہ تھا اس کے پاس ایک سو بیس کشتیاں تھیں اس نے سردانیہ کو فتح کیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا باقی لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ اس کی خبر روم کے بادشاہوں کو ملی تو وہ متفق ہو کر اس کے مقابلے میں خشکی کے راستے سے آئے جن کے ساتھ

Marfat.com

ایک کثیر التعداد فوج تھی۔ دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں نے شکست کھائی اور جزیرہ سردانیہ سے وہ نکال دیے گئے ان کی بہت سے کشتیاں پکڑ لی گئیں۔ مجاہد کا بھائی اور اس کا لڑکا علی بن مجاہد گرفتار ہو گیا جو لوگ بچ گئے ان کو مجاہد ساتھ لے کر دانیہ واپس آیا۔ اور پھر کوئی حملہ نہ ہوا ہم نے سردانیہ کے تمام واقعات اس غرض سے جمع کر دیے تا کہ ان کا مطلب صحیح سمجھ میں آسکے کیونکہ یہ معلومات بہت ہی کم ہیں۔

متفرق واقعات

مَسلمہ بن عبدالملک نے بلادروم میں تین قلعے فتح کیے۔ اہل سوسنہ کو بلادروم کی طرف جلاوطن کر دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ نے اس سال بجستان پر حملہ کیا اور رتبیل کی طرف گیا۔ جب وہاں پہنچا تو رتبیل نے صلح کر لی اور عبدربہ بن عبداللہ لیثی کو قتیبہ نے عامل بنایا اور پھر واپس آ گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر ہم کر چکے۔

وفیات

مالک بن اوس بن حدثان بصری نے مدینے میں اسی سال انتقال کیا۔ یہ نصر بن معاویہ کے خاندان سے تھے، عمر ۹۴ سال کی تھی۔

حواشی و حوالہ جات:

۱۔ ابن اثیر نے اندلسی مصنفین کے حوالے سے جو معلومات فراہم کی ہیں، ان میں بہت سی باتیں دیومالائی اور ناقابل اعتبار ہیں۔

۲۔ رُذریق، اسی کو راڈرک Roderick کہتے ہیں۔

۳۔ یولیان، کو کاونٹ جولین Count Julian کہتے ہیں۔

Marfat.com

باب۔۲۰

۹۳ھ کے واقعات

صلح خُوارزم شاہ اور خام جرد کی شکست

اس سال قتیبہ نے خُوارزم شاہ سے صلح کی۔سبب یہ ہوا کہ شاہ خوارزم ایک ضعیف اور ناتواں آدمی تھا۔اس کے چھوٹے بھائی خرزاد نے اس کی مملکت پر غلبہ حاصل کرلیا لیکن ساتھ ہی رعایا پر بے حد ظلم وستم کرتا تھا۔جہاں اس کو پتہ چلتا کہ فلاں شخص کے پاس خوبصورت لونڈی ہے یا فلاں کی لڑکی بہت حسین ہے یا فلاں کی بہن بہت اچھی ہے یا فلاں کی بیوی خوب رو ہے یا مال اور جانور اچھے ہیں تو اس عورت یا مال کو اس کے گھر سے زبردستی منگا تا تھا اور کوئی اس کو اس برے کام سے روکنے کی جرأت بھی نہیں کرتا تھا۔لوگوں نے خُوارزم شاہ سے اس کی شکایت کی اس نے یہ کہ کر ٹال دیا کہ میرا اس پر کوئی زور نہیں ہے لیکن دل میں بہت غضب ناک ہوتا تھا۔جب عرصے تک خرزاد نے اسی قسم کی ظالمانہ روش رکھی تو خُوارزم شاہ نے قتیبہ کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ: اب میری حکومت کو اپنی نگرانی میں لے لیجیے اور خرزاد اور دیگر مخالفین کو میرے حوالے کر دیجیے تاکہ میں ان کے متعلق اپنا فیصلہ صادر کروں۔اس خط کو بالکل مخفی طریقے پر بھیجا۔حتیٰ کہ اپنے اصحاب کو بھی خبر نہ دی۔قتیبہ نے اس کی دعوت قبول کرلی اور لڑائی کے لیے تیار ہوا لیکن یہ ظاہر کیا کہ صُغد کی طرف جارہا ہے۔مرو سے روانہ ہوا۔خُوارزم شاہ نے معززین اور سرداروں کو بلایا اور کہا کہ قتیبہ صُغد کی طرف جارہا ہے وہ تم سے لڑنے کے لیے نہیں آرہا ہم کو اطمینان سے زندگی بسر کرنی چاہیے چنانچہ وہ لوگ مطمئن ہوکر لہو ولعب میں مصروف ہوگئے۔جب قتیبہ ہزارسب میں پہنچا تو خُوارزم کے لوگوں کو خبر ہوئی۔خوارزم شاہ نے پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہے۔انھوں

Marfat.com

نے کہا کہ ہم لڑیں گے اس نے کہا کہ میری یہ رائے نہیں ہے کیونکہ جو ہم سے زیادہ شان وشوکت کے بادشاہ تھے وہ مقابلے کی تاب نہ لا سکے پھر ہم لڑ کر کیا کریں گے اس لیے بہتر ہے کہ کچھ دے دلا کر قتیبہ کو رخصت کر دیں۔ لوگوں نے اس تجویز کو پسند کیا چنانچہ خُوارزم شاہ روانہ ہوا اور شہر فیل میں اترا جو دریا کے اس طرف واقع تھا اور اس کے مضبوط ترین شہروں میں سے تھا۔ قتیبہ نے ابھی دریا عبور نہیں کیا تھا کہ خُوارزم شاہ اس سے ملا اور دس ہزار جانور اور اسی مقدار میں نقد وجنس پر صلح کر لی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ خام جرو کے فتح کرنے میں مدد دے گا۔ قتیبہ نے منظور کر لیا۔

بعض روایت میں ہے کہ ایک لاکھ جانور پر صلح ہوئی تھی اس کے بعد قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو خام جرد کی طرف بھیجا۔ خام جرد، خُوارزم شاہ سے لڑ رہا تھا۔ عبدالرحمٰن نے اس سے لڑائی شروع کر دی اور آخر میں قتل کر ڈالا اور اس کی مملکت پر قبضہ کر لیا اور چار ہزار آدمیوں کو قید کیا۔ قتیبہ نے ان تمام کو قتل کرا دیا اور خُوارزم شاہ کے بھائی خرزاد کو اور دوسرے مخالفین کو گرفتار کر کے خُوارزم شاہ کے سپرد کر دیا۔ جس نے ان تمام کو قتل کر کے ان کے اموال کو قتیبہ کے قبضے میں دے دیا۔

فتح سمرقند

جب خُوارزم شاہ اور قتیبہ سے مصالحت ہوگئی تو مجشر بن مزاحم سلمی نے قتیبہ سے پوشیدہ طریقہ پر کہا کہ آپ صُغد کا رخ کریں تو بہتر ہے کیونکہ وہ بہت مامون ہے یہ خیال ہی نہیں ہے کہ کوئی عامل آئے گا۔ مسافت بھی کوئی زیادہ نہیں ہے صرف دس دن کی راہ ہے۔ قتیبہ نے اس سے پوچھا کہ کسی نے تجھ کو بتایا ہے اس نے کہا کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ تم نے کسی سے اس کا تذکرہ کیا ہے اس نے کہا نہیں۔ قتیبہ نے کہا کہ خبردار یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرو ورنہ میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔ دوسرے دن قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو روانگی کا حکم دیا چنانچہ وہ اپنی تمام فوج اور ساز وسامان کے ساتھ مرو کی طرف چلا گیا۔ جب شام ہوئی تو قتیبہ نے عبدالرحمٰن کو خط لکھا کہ تم تمام اسباب کو مرو روانہ کر دو اور اپنی فوج کو لے کر صُغد کی طرف جاؤ اور اس امر کو خفیہ رکھو میں بھی آتا ہوں۔ عبدالرحمٰن نے اس کی فوراً تعمیل کی۔ اس کے بعد قتیبہ نے اپنی فوج کے سامنے ایک تقریر کی جس میں یہ کہا کہ اہل صُغد اس وقت بہت کمزور اور ناتواں ہیں، اس کے ساتھ ہی انھوں نے ہمارے معاہدے کو توڑ دیا ہے اور جو کچھ انھوں نے

Marfat.com

شرارتیں کی ہیں ان سے ہر شخص واقف ہے۔ میرا خیال ہے کہ خُوارزم اور صُغد قریظہ اور بنی نضیر کی طرح ہوں گے اس کے بعد وہ وہاں سے روانہ ہوا اور عبدالرحمٰن کے تین یا چار دن بعد صُغد پہنچ گیا۔ اہلِ خُوارزم اور بخارا بھی قتیبہ کے ساتھ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر برابر ایک مہینے تک لڑائی ہوتی رہی اہل صُغد محصور کر لیے گئے جب انھوں نے محاصرے کو طویل ہوتے دیکھا تو شاش، خاقان، اور فرغانہ کے بادشاہوں سے امداد طلب کی اور لکھا کہ عرب ہم پر فتح یاب ہونا چاہتے ہیں اور ہمارے بعد تمہاری باری آئے گی۔ اس لیے مستقبل کے متعلق سوچو اور اگر تمہارے پاس کچھ ہے تو اسے خرچ کرو۔ انھوں نے غور کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ ہم پر جو مصائب آ رہے ہیں وہ ہمارے ذیلوں کی وجہ سے ہیں کیونکہ ان میں ہماری طرح حب الوطنی نہیں ہے اس لیے انھوں نے شہزادوں کو اور شرفاء، روسا اور بہادرانِ قوم کو منتخب کر کے قتیبہ کی فوج پر شب خون مارنے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ وہ اس وقت سمرقند کے محاصرے میں مشغول ہیں۔ اس فوج پر خاقان کے ایک بیٹے کو سردار بنایا گیا۔ اور وہ ان کو لے کر روانہ ہو گیا۔

ادھر قتیبہ کو خبر لگ گئی تو اس نے فوج سے چار سو یا چھ سو چیدہ شرفا اور بہادروں کو منتخب کیا اور واقعات سے ان کو باخبر کیا اور صالح بن مسلم کی سرکردگی میں اس طرف روانہ ہو جانے کا حکم دیا۔ یہ لوگ دو فرسخ کے فاصلے پر ٹھہرے اور صالح نے فوراً ہی دو کمیں گاہیں بنائیں جن میں تھوڑی تھوڑی فوج کو چھپا دیا۔ نصف شب کے گذرنے کے بعد دشمنوں کی فوج آئی اور مسلمانوں کو دیکھ کر اس نے فوراً حملہ کر دیا لڑائی شروع ہوگئی کچھ دیر توقف کے بعد کمیں گاہوں سے مسلمانوں کی فوج نکلی اور اس نے دونوں طرف سے حملہ کیا۔ لیکن اس سے سخت اور جری قوم اب تک مسلمانوں کی نظر سے نہیں گذری تھی۔ بعض نے جو اس جنگ میں شریک تھے بیان کیا ہے کہ جس وقت ہم ان لوگوں سے مقابلہ کر رہے تھے تو کہیں قتیبہ دکھائی دیا جو خفیہ طور پر وہاں آیا تھا۔ اس کے سامنے میں نے ایک سخت حملہ کیا جس سے میں خود حیرت زدہ ہو گیا۔ میں نے قتیبہ سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے کیسی ضرب لگائی ہے۔ تو اس نے کہا خاموش رہو، خدا تیرے دانت جھاڑ دے۔ لڑائی میں مشغول رہو۔ اس کے بعد خوب روز شور سے جنگ ہوئی۔ آخر کار مسلمانوں نے فتح پائی۔ کفار میں سے اسی قدر بھاگے جو بچ گئے تھے باقی قید کر لیے گئے۔ ان کے تمام مال و متاع اسلحہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا گیا۔ مقتولین کے سروں کو وہیں پڑا رہنے دیا گیا۔ ہم نے قیدیوں سے پوچھا کہ ہم کن لوگوں سے مقابلہ کر رہے تھے تو انھوں نے کہا کہ تم

Marfat.com

نے معمولی آدمیوں کو قتل نہیں کیا بلکہ شہزادوں، بہادروں وسرداران قوم کو مارا ہے جن کا ایک ایک آدمی صدہا آدمیوں کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ ہم نے ان کے نام ان کے کانوں پر لکھ دیے تھے۔ اس کے بعد اپنی قیام گاہ میں ہم لوگ واپس آئے۔ صبح کو تمام لوگ ایک جگہ جمع ہوئے۔ ہم لوگوں کی طرح قیدی، گھوڑے، سونے کے پٹکے اور ہتھیار کسی اور نے حاصل نہیں کیے تھے۔ جب میں قتیبہ کے پاس پہنچا تو اس نے میری بڑی تعظیم کی اور میرے ساتھ اور لوگوں کی بھی تعظیم اور تکریم کی۔ جس سے میں نے خیال کیا کہ غالباً ان لوگوں نے بھی میری طرح کارہائے نمایاں انجام دیے۔

اس کے بعد اہلِ صُغد کی ہمتیں پست ہوگئیں۔ قتیبہ نے منجنیقیں نصب کر کے قلعے پر گولہ باری شروع کی جس سے ایک شگاف ہوگیا۔ اُس پر ایک شخص کھڑے ہوکر قتیبہ کو گالی دینے لگا۔ مسلمانوں میں سے کسی تیرانداز نے ایک تیر مارا جس سے وہ مرگیا۔ قتیبہ نے اس تیرانداز کو دس ہزار درہم انعام دیا۔ بعض مسلمانوں نے قتیبہ کو اپنے آپ سے یہ کہتے سنا کہ اے اہل سمرقند تمہارے پیٹ میں شیطان کب تک گھونسلہ بناتا رہے گا۔ ان شاء اللہ صبح کو تمہارے گھر والوں کو بہت دور جنگلوں میں پھنکوادوں گا۔ اس نے تمام فوج میں اس کی خبر اڑادی کہ نہ نامعلوم کل کتنے آدمیوں کا خاتمہ ہوگا۔ جب صبح ہوئی تو قتیبہ نے تمام فوج کو ایک زوردار حملے کے لیے مستعد کیا اور حکم دیا کہ شہر کی فصیل کے ٹوٹے حصہ تک پہنچ جاؤ چنانچہ لوگوں نے اپنے چہروں پر ڈھالیں رکھ لیں۔ یورش کرتے ہوئے شہر کی فصیل تک پہنچ گئے۔ اہلِ صُغد نے تیر برسانے شروع کیے لیکن ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی مجبوراً انھوں نے قتیبہ کو کہلا بھیجا کہ آج لوٹ جاؤ کل ہم تم سے صلح کریں گے۔ قتیبہ نے کہا کہ ہم اس وقت تک صلح نہیں کریں گے۔ جب تک ہمارے آدمی شگاف پر قائم نہ ہوجائیں۔

بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ نے کہا کہ غلام اب خوف زدہ ہوگئے ہیں ہماری فتح یابی لکھی جاچکی ہے اب لوٹ جاؤ۔ دوسرے دن بائیس لاکھ مثقال پر صلح ہوئی جو سالانہ جزیے کے طور پر متعین کیا گیا۔ اس کے علاوہ تیس ہزار گھوڑے دیے اور یہ وعدہ کیا کہ شہر قتیبہ کے لیے خالی کردیا جائے گا اور ان کا کوئی لڑنے والا نہیں رہے گا اور قتیبہ کو مسجد بنا کر خطبہ دینے اور نماز پڑھنے کی اجازت ہوگی جب مصالحت ہوگئی تو انھوں نے شہر خالی کردیا۔ قتیبہ شہر کے اندر داخل ہوا اور مسجد بنوائی۔ چار ہزار آدمیوں کو منتخب کر کے مسجد میں لے گیا وہاں نماز پڑھی اور خطبہ دیا اور وہیں سب آدمیوں نے مل کر کھانا کھایا اور اہلِ صُغد کو کہلا بھیجا کہ تم

Marfat.com

میں سے جو اپنا مال واپس لینا چاہے وہ لے سکتا ہے کیونکہ میں ابھی یہاں سے نہیں ہٹوں گا اور تم سے انھیں چیزوں کو لوں گا جن پر مصالحت ہوئی ہے صرف یہ کہ ہماری فوج مقیم رہے گی۔

بعض روایت میں ہے کہ اس نے شرائط صلح میں یہ پیش کیا تھا کہ اہلِ صُغد ایک لاکھ گھوڑے دیں اور آتش کدے اور بتوں کے زیورات اور ان کے نذرانے قتیبہ کو دے دیں۔ اہلِ صُغد نے ان تمام شرائط کو پورا کر دیا۔ تمام بڑے بت قتیبہ کے سامنے لائے گئے اس نے ان کے تمام زیورات اتار لیے اور پھر جلانے کا حکم دیا۔ غوزک (جو اہلِ صُغد کا بادشاہ تھا) قتیبہ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ پر آپ کا شکر واجب ہے۔ ان بتوں کو نہ جلایئے کیونکہ جو ان کو جلاتا ہے وہ ہلاک و برباد ہو جاتا ہے۔ قتیبہ نے کہا اچھا تو میں خود ان کو جلاؤں گا۔ آگ منگوائی اور تکبیر کہ کر ان کو خاک سیاہ کر دیا اور پھر جو سونے کی میخیں جڑی ہوئی تھیں۔ ان سے پچاس ہزار مثقال کے برابر سونا ملا۔ وہیں ایک لڑکی غنیمت میں ملی جو یزدجرد کی اولاد سے تھی۔ قتیبہ نے اس کو حجاج کے پاس بھیج دیا اور حجاج نے ولید کے یہاں روانہ کر دیا۔ اسی لڑکی سے یزید بن ولید پیدا ہوا۔ اس نے غوزک کو روانہ ہونے کا اور شہر خالی کر دینے کا حکم دیا چنانچہ تمام لوگ روانہ ہو گئے۔

بعض روایت میں ہے کہ اہلِ سمرقند نے مسلمانوں پر اس دن جس دن مغلوب ہوئے بڑا زور دار دھاوا کیا اور قتیبہ تک رسائی حاصل کر لی اور وہ اپنی تلوار کی آڑ میں اطمینان سے بیٹھا تھا۔ جب یہ آگے بڑھے تو مسلمانوں کے دونوں بازوؤں نے دشمنوں پر حملہ کیا اور فوراً شکست دے دی اور ان کے پورے لشکر کو پیچھے ہٹا دیا پھر مسلمان شہر میں داخل ہو گئے اور ان سے مصالحت ہو گئی۔ غوزک نے خورونوش کا انتظام کیا اور قتیبہ کو دعوت دی۔ قتیبہ چند مخصوص آدمیوں کے ساتھ دعوت میں شریک ہوا۔ جب واپس ہوا تو اس نے غوزک کو حکم دیا کہ وہ چلا جائے اور سمرقند میرے حوالہ کر دے کیونکہ اس کو بغیر تعمیل حکم کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ قتیبہ نے یہ آیت تلاوت کی: وَاَنَّـــهٗٓ اَهْلَكَ عَـادَاۨ الْاُوْلٰـى ۝ وَثَمُوْدَاۡ فَمَآ اَبْقٰى ۝ [اور یہ کہ اس نے عادِ اولیٰ کو ہلاک کر دیا۔ اور ثمود کو بھی سو باقی نہ چھوڑا۔]

اس شخص نے جس کو قتیبہ نے حجاج کے پاس فتحِ سمرقند کی خوش خبری لے کر بھیجا تھا یہ بیان کیا ہے کہ مجھ کو حجاج نے ولید کے پاس بھیج دیا چنانچہ میں دمشق آیا اور طلوع فجر سے قبل پہنچا۔ مسجد میں داخل ہوا تا کہ نماز فجر پڑھوں۔ وہاں ایک شخص میرے پہلو میں بیٹھا تھا جو نابینا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو۔ میں نے کہا کہ خراسان سے اور فتحِ سمرقند کی خبر دی تو اس نے کہا: قسم اس (اللہ) کی

Marfat.com

جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ تم نے اسے بدعہدی کر کے ہی فتح کیا اور اے اہلِ خراسان تم بنی امیہ کی مملکت چھین لوگے اور دمشق کی عمارت وحکومت کا ایک ایک پتھر تم گرادو گے۔

قتیبہ نے جب سمرقند فتح کیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ یہ ایک وار میں دوشکار کرنے والا شخص ہے کیونکہ اس نے خُوارزم اور سمرقند دونوں کو ایک ہی سال میں فتح کیا اور یہ عربی کا محاورہ ہے کہ جب ایک ہی حملے میں دوشکار کیے جائیں تو کہتے ہیں۔ ''عادی عیرین'' جب یہ فتوحات حاصل ہو چکیں تو قتیبہ نے نہار بن توسعہ کو بلا بھیجا اور کہا کہ تیرے یہ شعر جو مہلب کی تعریف میں تھے وہ کہاں گئے:

الا ذهب الغزو المقرب للغنیٰ ومات الندی والجود بعد المهلب

اقاما بمرو الروذ رهن ضریحه وقد غیبا عن کل شرق و مغرب

[وہ غزوے جن سے لوگ دولت مند ہوتے تھے ختم ہو گئے اور، جود وسخا مہلب کے بعد دونوں مر گئیں۔ شجاعت اور سخاوت دونوں مرو روز میں اس کی قبر میں مدفون ہیں درحقیقت وہ دونوں مشرق اور مغرب سے معدوم ہو گئیں۔]

نہار نے کہا یہ کوئی جہاد تھا تو اس نے کہا نہیں بلکہ یہ (اس سے) بہتر ہے اور اب میں وہ ہوں جو یہ کہتا ہوں:

وما کان مذ کنا ولا کان قبلنا ولا هو فیما بعدنا کابن مسلم

اعم لاهل الشرك قتلا بسیفه واکثر فینا مقسماً بعد مقسم

[اور نہ تھا جب سے ہم ہیں اور نہ اس سے پہلے کوئی تھا اور نہ کوئی ہمارے بعد ہوگا ابن مسلم جیسا۔ اس نے اپنی تلوار سے مشرکوں کو پورے طور سے قتل کر ڈالا اور (اپنے ہاتھ سے) ہم کو بکثرت غنائم تقسیم کیے۔]

پھر بہت سے شعرا نے اس کے متعلق اشعار کہے ہیں۔ کُمیت نے اپنے قصیدے میں کہا ہے:

کانت سمر قند احقاباً یمانیة فالیوم تنسبها قیسیة مضرا

[سمرقند ایک مدت تک یمانی تھا اور آج قیس مضر سے منسوب ہو گیا۔]

کعب اشقری نے یہ کہا اور بعض نے جعفی کے کسی شخص کی طرف یہ اشعار منسوب کیے ہیں:

کل یوم یحوی قتیبة نهبا ویزید الاموال مالاً جدیدا

باهلی قد البس التاج حتیٰ شاب منه مفارق کن سودا

Marfat.com

دوخ الصغد بالکتائب حتیٰ ترك الصغد بالعراء قُعودا

فولید یبکی لفقد ابیہ واب موجع یبکی الولیدا

[ہر روز قتیبہ مال غنیمت جمع کرتا ہے اور نئے اموال کا اضافہ کرتا ہے۔ وہ باہلی قبیلے کا ایسا تاج دار ہے کہ جس کی دہشت سے دشمنوں کی سیاہ مانگیں بھی سفید ہو گئیں۔ اہلِ صُغد کو اپنی فوجوں سے ایسا روند ڈالا کہ ان کو میدانوں میں پڑا ہوا چھوڑ دیا۔ ان کا حال یہ تھا کہ بچے اپنے باپ کے مرنے پر بلک رہے ہیں اور باپ اپنے بچوں کے گم ہونے پر ماتم کر رہا ہے۔]

اس کے بعد قتیبہ مرو واپس آیا۔ اہل خراسان کہتے تھے کہ قتیبہ نے اہلِ سمرقند کو دھوکا دیا اور دھوکے ہی سے اس پر قبضہ کیا۔ قتیبہ نے خُوارزم پر اپنا فوجی عامل ایاس بن عبداللہ کو بنایا تھا جو ضعیف تھا اور خراج پر عبیداللہ بن ابی عبیداللہ مولیٰ مسلم کو نگراں بنایا تھا۔ اہلِ خُوارزم نے جب ایاس کو کمزور دیکھا تو بغاوت کے لیے تیار ہوئے۔ عبیداللہ نے قتیبہ کو اس کی اطلاع دی۔ قتیبہ نے اپنے بھائی عبداللہ بن مسلم کو عامل بنا کر بھیجا اور کہا کہ ایاس اور حیان نبطی کو سو سو کوڑے لگاؤ اور ان کے سر منڈوا دو۔ چنانچہ جب عبداللہ خُوارزم کے قریب پہنچا تو اُس نے ایاس کو خبردار کر دیا وہ تو علیحدہ ہو گیا اور عبداللہ نے آگے بڑھ کر صرف حیان کو کوڑے لگوائے اور اس کا سر منڈوا دیا پھر قتیبہ نے مغیرہ بن عبداللہ کے ماتحت ایک فوج خُوارزم کی طرف روانہ کی۔ جب مغیرہ پہنچا تو خُوارزم شاہ سے وہ لوگ جن کے والدین کو اس نے قتل کیا تھا علیحدہ ہو گئے۔ خُوارزم شاہ ترکوں کی طرف بھاگ گیا۔ مغیرہ جب پہنچ گیا تو اس نے لوگوں کو قتل کیا اور قید کیا اور پھر باقی لوگوں نے جزیے پر صلح کر لی اور وہ قتیبہ کے پاس آ گیا۔ قتیبہ نے مغیرہ کو نیشاپور کا حاکم بنایا۔

فتح طلیطلہ اندلس

ابو جعفرؒ کا بیان ہے کہ اس سال موسیٰ بن نُصیر اپنے مولیٰ طارق بن زیاد پر بہت خفا ہوا اور رجب کے مہینے میں اندلس کی طرف گیا۔ اپنے بیٹے عبداللہ بن موسیٰ کو افریقہ میں چھوڑ گیا۔ موسیٰ سمندر عبور کر کے اپنی دس ہزار فوج کے ساتھ سرزمین اندلس میں پہنچا۔ طارق نے اس سے ملاقات کی اور اپنی معذرت پیش کی۔ موسیٰ نے اس کو قبول کر لیا پھر موسیٰ نے طارق کو طلیطلہ فتح کرنے کے لیے روانہ کیا۔ طلیطلہ اندلس کے مشہور اور قدیم شہروں میں تھا، قرطبہ سے بیس دن کی مسافت پر واقع

Marfat.com

ہے۔طارق نے اس کو فتح کیا اور وہیں اس کو حضرت سلیمان کا خوان ملا اور بہت زروجواہر ملے۔ ابوجعفر[3] نے اس فتح کے متعلق اس سے زیادہ بیان نہیں کیا۔۹۲ھ کے سلسلے میں ہم نے اندلس کی فتح کے متعلق کافی حالات درج کردیے ہیں۔دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ ابوجعفر[4] نے یہ بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے طارق کو طلیطلہ فتح کرنے کے لیے بھیجا تھا اس لیے اس روایت کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا تھا۔ہم نے جو روایت کی ہے وہ اہلِ اندلس کی تاریخ سے ماخوذ ہے۔

عمر بن عبدالعزیز کی حجاز کی حکومت سے معزولی

کہتے ہیں کہ اس سال ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو حجاز اور مدینے کی حکومت سے معزول کردیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ عمر نے ولید کو حجاج کے مظالم کی داستان اور اس کی زیادتیوں کی اطلاع دی تھی، یہ خبر حجاج کو ملی کہ عمر نے میری شکایت کی ہے۔اس نے فوراً ولید کو لکھا کہ یہاں جو منافقین اور فتنہ پرور تھے ان کو میں نے جلاوطن کردیا تھا وہ مکے اور مدینے میں پناہ گزیں ہوجاتے ہیں اور یہ بڑی کمزوری کی بات ہے۔ولید نے اس سے دریافت کیا کہ آخر مدینے اور مکے کا حاکم کس کو بنایا جائے۔حجاج نے خالد بن عبداللہ قسری اور عثمان بن حیان کا نام پیش کیا۔چنانچہ ولید نے خالد کو مکے کا اور عثمان کو مدینے کا حاکم بنا کر بھیج دیا اور عمر بن عبدالعزیز کو معزول کردیا۔جب عمر مدینے سے رخصت ہونے لگے تو انھوں نے فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ میں کہیں ان لوگوں میں ہوجاؤں جن کو مدینے نے نکال باہر کیا ہے۔جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: مدینہ اپنی خباثت کو پھینک دیتا ہے یعنی جو برے لوگ ہوں گے ان کو دفع کرتا رہے گا۔

آپ شعبان کے مہینے میں معزول ہوئے۔خالد جب مکے میں حاکم ہوکر آیا تو جتنے اہلِ عراق وہاں پناہ گزیں تھے ان سب کو جبراً باہر نکال دیا اور ان لوگوں کو جو عراقیوں کو مہمان رکھتے تھے یا ان کو کرایے پر اپنے مکان دیتے تھے، بڑی سخت دھمکیاں دیں۔مدینے کے باشندوں پر بھی عثمان ظلم وستم کرنے لگا۔ان کو بھی عراقیوں کو اپنے گھر میں جگہ دینے کی سخت ممانعت کی گئی کیونکہ عمر کے زمانے میں جو شخص حجاج کے ظلم سے بھاگتا تھا وہ مکے اور مدینے میں آکر پناہ لیتا تھا۔۹۱ھ میں خالد بن عبداللہ کے متعلق تذکرہ کیا جاچکا ہے۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال عباس بن ولید نے روم میں سبسطیہ، مرزبانیین اور طرسوس کو فتح کیا۔ مروان بن ولید نے بھی روم میں جنگ کی تو خنجرہ [5] تک پہنچا۔ مسلمہ بن عبدالملک نے روم میں ماسیۃ حصن الحدید اور ملطیہ کے نواح میں غزالہ کو فتح کیا۔ افریقہ میں اس سال قحط پڑا۔ موسیٰ نے صلوۃِ استقاء پڑھی تو بارش ہوئی۔ ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو معزول کرنے سے قبل یہ لکھ بھیجا تھا کہ خُبیب بن عبداللہ بن زبیر کو کوڑے لگاؤ اور اس کے سر پر ٹھنڈا پانی انڈیلو۔ عمر نے ان کو پچاس (۵۰) کوڑے مارے اور موسم سرما میں ان کے سر پر ٹھنڈا پانی ڈلوایا اور مسجد کے دروازہ پر کھڑا رکھا۔ تو اس صدمے سے وہ اسی دن مر گئے۔ عبدالعزیز بن ولید نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے۔ صرف عثمان بن حیان مدینے کا حاکم ہوا تھا جو ۲۸ رشوال کو وہاں پہنچا۔ خالد بن عبداللہ کی امارت کے متعلق ہم نے ۸۹ھ اور ۹۱ھ میں اچھی طرح لکھ دیا ہے اور بعض روایت میں اس سال بھی ہے۔

وفیات

اس سال ابوالشعثاء بن جابر بن زید اور ابوالعالیہ البراء نے (جن کا اصلی نام زیاد بن فیروز تھا) انتقال کیا۔ یہ بنو ریاح کی ایک اعرابیہ کے مولیٰ تھے۔ یہ ابوالعالیہ ریاحی نہیں اُن کی وفات ۹۰ھ میں ہوئی تھی۔ بلال بن ابی الدرداء الانصاری نے بھی اسی سال وفات پائی۔ یہ دمشق کے قاضی تھے۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

[1] النجم: ۵۰۔ ۵۱

[2،3،4] ابوجعفر سے مراد ہے ابوجعفر ابن جریر طبری۔ جس کی تاریخ الرسل والملوک سے ابن اثیر نے کافی استفادہ کیا ہے۔

[5] خنجرہ، بلاد روم کے نواح میں ایک علاقہ تھا (معجم البلدان، جلد ۳، ص ۳۹۲)

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب ۔۲۱

۹۴ھ کے واقعات

سعید بن جبیر کا قتل

اسی سال سعید بن جبیر قتل کیے گئے ۔ان کے قتل کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کے ساتھ انھوں نے بھی بغاوت کی تھی۔اس سے قبل حجاج نے ان کو فوج کے روزینے کی تقسیم پر متعین کیا تھا۔یہ تعیناتی اس وقت کی گئی تھی جب عبدالرحمٰن کو رتبیل کے مقابلے میں بھیجا تھا۔ جب عبدالرحمٰن نے بغاوت کی تو سعید بن جبیر بھی اس کے ساتھ ہوگئے۔عبدالرحمٰن نے شکست کھائی تو سعید اصفہان بھاگ گئے۔حجاج نے وہاں کے عامل کو لکھ بھیجا کہ سعید کو گرفتار کر لے۔چنانچہ وہ اسی غرض سے نکلا لیکن پھر اس نے سعید کو باخبر کر دیا اور ان کو حکم دیا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔سعید وہاں سے آذربائیجان آئے اور ایک مدت تک وہاں رہے۔آخر کبیدہ خاطر ہو کر مکہ کی طرف چلے گئے۔وہاں ایسے اور لوگ بھی تھے جو روپوش ہو گئے تھے اور اپنے ناموں سے لوگوں کو کوئی خبر نہ دیتے تھے۔

جب خالد ابن عبداللہ مکہ میں حاکم ہو کر آیا تو لوگوں نے سعید کو مشورہ دیا کہ خالد بدطینت آدمی ہے۔آپ یہاں سے چلے جایئے تو اچھا ہے۔سعید نے جواب دیا میں برابر بھاگا بھاگا پھرا جس کی وجہ سے میں اپنے خدا سے نادم ہوں اور میری تقدیر بھی مجھ سے شرمندہ ہے۔جب خالد مکہ پہنچا تو ولید نے اس کا حکم دیا کہ اہل عراق کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دے۔خالد نے سعید بن جبیر، مجاہد، طلق بن حبیب کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا۔طلق تو راستہ ہی میں انتقال کر گئے۔مجاہد حجاج کی وفات تک قید رہے۔ان لوگوں کو خالد نے دو سپاہیوں کی حراست میں بھیجا۔راستہ میں ایک سپاہی کسی ضرورت سے باہر گیا۔دوسرے نے رات کو خواب میں کچھ دیکھا۔اس نے سعید سے کہا کہ میں تم سے بری الذمہ

Marfat.com

ہوں۔میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اے شخص تیرے لیے ہلاکت ہو۔سعید بن جبیر کو چھوڑ دے۔لہٰذا تم جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔میں تلاش بھی نہ کروں گا۔سعید نے بھاگنے سے انکار کر دیا۔اس شخص نے اسی قسم کا خواب تین مرتبہ دیکھا اور وہ سعید کو برابر بھاگنے کا مشورہ دیتا رہا لیکن سعید نہ مانے۔مجبوراً یہ لوگ انھیں کوفہ لائے اور ان کو ان ہی کے مکان میں ٹھہرایا۔

کوفہ کے قُرّاء ان سے ملنے آئے وہ برابر ہنستے ہوئے باتیں کرتے رہے۔ان کی گود میں ایک بچی تھی جب ان کے پیروں میں بیڑیاں دیکھتی تو زور زور سے رونے لگتی تھی۔

اس کے بعد حجاج کے سامنے لائے گئے۔حجاج نے کہا کہ ابن نصرانیہ (یعنی خالد) پر خدا کی لعنت ہو کیونکہ اسی نے سعید کو بھیجا تھا کیا مجھے اطلاع نہ تھی کہ سعید وہاں ہیں۔خدا کی قسم مجھے اس مکان کی بھی خبر تھی جس میں سعید تھے۔

پھر سعید سے مخاطب ہوا اور کہا کہ کیا میں نے تم کو اپنی امارت میں شامل نہیں کیا تھا۔کیا میں نے تم کو عامل نہیں بنایا تھا۔سعید نے کہا ہاں۔حجاج نے پوچھا کہ پھر بغاوت کی کیا وجہ تھی۔سعید نے کہا کہ میں ایک انسان ہوں کبھی غلطی کرتا ہوں اور کبھی سیدھے راستے پر چلتا ہوں۔حجاج اس جواب سے تھوڑا خوش ہوا۔پھر حجاج نے وہی سوال کیا تو سعید نے کہا کہ میری گردن پر بیعت کا قلاوہ پڑ گیا تھا اس وجہ سے میں نے ایسا کیا۔حجاج پھر غصہ میں آ گیا اور کہنے لگا کہ اے سعید جب میں نے مکہ میں ابن زبیر کو قتل کیا تو کیا اس کے بعد تم سے اور لوگوں سے امیر المومنین عبدالملک کے لیے بیعت نہیں لی۔سعید نے کہا ہاں۔پھر حجاج نے کہا کہ جب میں عراق میں حاکم ہو کر آیا تو کیا میں نے بیعت کی تجدید نہیں کی تھی، امیر المومنین کے لیے؟ تم سے دوبارہ بیعت نہیں لی تھی؟ سعید نے کہا ہاں۔حجاج نے کہا کہ امیر المومنین کی دو بیعتوں کو تم نے توڑ دیا اور حائک ابن حائک (جولاہے اور جولاہے کے بیٹے) کی بیعت کو پورا کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔میں تم کو ضرور قتل کر دوں گا۔سعید نے کہا اگر آپ نے مجھ کو قتل کیا تو میں واقعی سعید ہوں گا۔جیسا کہ میری والدہ نے میرا نام رکھا ہے۔

اس کے بعد حجاج نے قتل کا حکم دیا۔ان کی گردن پر جب تلوار پڑی تو سر اچھل کر گرا۔اس وقت ان کے سر پر چھوٹی سی سفید ٹوپی چپکی ہوئی تھی۔جب سر زمین پر گرا تو لا الہ الا اللہ کی آواز تین مرتبہ آئی۔ایک مرتبہ تو صاف آئی اور دو مرتبہ ذرا آہستہ سے آئی۔جب حجاج کی نظر ان کی حالت پر پڑی تو وہ

Marfat.com

بدحواس ہوگیا اور چلا چلا کے کہنے لگا کہ میری بیڑیاں میری بیڑیاں۔لوگوں نے سمجھا کہ یہ سعید کی بیڑیاں نکالنے کے لیے کہہ رہا ہے چنانچہ انھوں نے سعید کی پنڈلیاں کاٹ کر بیڑیاں نکال لیں۔اس دن کے بعد سے حجاج جب سوتا تھا تو خواب میں دیکھتا تھا کہ سعید اس کے تمام کپڑے کھینچ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں۔اے اللہ کے دشمن تو نے مجھ کو کیوں قتل کیا۔حجاج اکثر کہتا تھا کہ میرا اور سعید کا معاملہ بڑا خطرناک ہے۔

غزوہ شاش اور فرغانہ

اس سال قتیبہ نے نہر بلخ عبور کر کے اہل بخارا اور اہل کش،اہل نسف اور خوارزم والوں سے بیس ہزار فوج طلب کی۔ان لوگوں نے بیس ہزار فوج قتیبہ کے پاس بھیج دی۔اس نے ان کو تو شاش کی مہم پر بھیجا اور خود فرغانہ کی طرف گیا۔خجندہ پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے کئی بار مزاحمتیں کیں۔لیکن فتح ہمیشہ مسلمانوں کے لیے ہوتی تھی۔یہاں سے قتیبہ کاشان گیا جو فرغانہ کا شہر تھا۔اسی مقام پر وہ فوجیں آ گئیں جو شاش کو فتح کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی۔آخر کار فرغانہ بھی فتح ہوا اور بعض شہروں کو جلا بھی دیا گیا۔اس کے بعد قتیبہ مرو واپس آ گیا۔سحبان، خجندہ کی لڑائی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

فسئل الفوارس فی خُجندة ... تحت مرهفه العوالی
هل كنت اجمعهم اذا ... هُزموا واقدمُ فی القتالِ
ام كنت اضرب هامته ... السعاتی واصبرُ للعوالی
هذاوانت قريعُ قيسِ ... كلها ضخم النوال
وفضلت قيساًفی الندی ... وابوك فی الحج الخوالی
ولقد تبين عدل حكمك ... فيهم فی كل حال
تمت مروتكم ونا ... غی،عزكم غلب الجبال

[خجندہ کے ان شہسواروں سے پوچھو جو تیز نیزوں کے سایہ میں تھے۔کیا میں جب کہ وہ شکست کھا گئے تھے ان کو جمع کر رہا تھا اور لڑائی میں آگے بڑھ رہا تھا۔ہاں میں سرکشوں کی گردن اڑا رہا تھا اور نیزوں کو برداشت کر رہا تھا۔تو اور یہ بنو قیس کا سردار ہے اور قیس کے تمام

Marfat.com

لوگ بخششوں والے ہیں۔سخاوت میں تو تو قیس سے سبقت لے گیا اور تیرے باپ نے گذشتہ زمانہ میں یہ فضیلت حاصل کی۔ان کے اموال کی تقسیم میں تیرا عدل وانصاف روشن ہوگیا۔تمہارے اخلاق کی حد ہوگئی تمہاری عزت کی بلندی پہاڑوں سے بھی زیادہ بلند ہوگئی۔]

متفرق واقعات

اس سال عباس بن ولید نے انطاکیہ[3] فتح کیا اور عبدالعزیز بن ولید غزالہ تک پہنچا۔ولید بن ہشام معیطی برج حمام تک پہنچا۔یزید بن ابی کبشہ سوریہ تک پہنچ گیا۔

شام میں اس سال بہت زبردست زلزلہ آیا جو چالیس دن تک رہا۔تمام شہر برباد ہوگئے سب سے زیادہ انطاکیہ پر اس کا اثر پڑا۔قاسم بن محمد ثقفی نے ہند فتح کیا۔

وفیات

اس سال کی ابتدا میں علی بن حسینؓ نے وفات پائی۔ان کے بعد عروہ بن زبیر کا انتقال ہوا۔اس کے بعد سعید بن میسّب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے یکے بعد دیگرے وفات پائی۔

شام میں ولید نے سلیمان بن حبیب کو قاضی بنایا۔مسلمہ بن عبدالملک نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔بعض روایت میں ہے کہ عبدالعزیز بن ولید بن عبدالملک نے حج کرایا تھا۔مکہ میں خالد بن عبداللہ اور مدینہ میں عثمان بن حیان اور مصر میں قُرہ بن شریک حاکم تھے۔خراسان میں حجاج کی طرف سے قتیبہ حاکم تھا۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

[1] یہ مذہبی اکابر تھے، جو قاریٔ قرآن تھے اور شہر کی مذہبی وفکری زندگی پر چھائے ہوئے تھے۔ان میں بہت سے جاہ پسند تھے اور مذہبی پندار میں مبتلا، یہ حاکموں سے اسی وقت تعاون کرتے جب وہ ان کے ساتھ التفات خاص سے پیش آتے، ان کی مالی مدد کرتے، ان کے نقطہ نظر سے متفق ہوتے اور ان کی مذہبی برتری تسلیم کرتے۔دوسری صورت میں یہ قرّا ناراض ہوکر حاکموں کے خلاف شورش بپا

Marfat.com

کیا کرتے۔ان قرا کے بارے میں حضرت حسن بصری (م ۱۱۰ھ) کہتے ہیں ''انہوں نے قرآن کے بول تو یاد کر لیئے ہیں لیکن ان کے تقاضوں کو فراموش کر دیا ہے۔اس کے ذریعہ حاکموں سے تعلق پیدا کرتے ہیں اور اپنے ہم شہروں پر چھائے رہتے ہیں''۔یہ قرا پہلی خانہ جنگی، دوسری خانہ جنگی اور خوارج کے ظہور، ہر جگہ سرگرم نظر آئے۔خوارج میں بہت سے قرا بھی تھے۔
نگار سجاد ظہیر، مختار ثقفی، قرطاس، ۲۰۱۴، ص ۱۹

۲۔ معجم البلدان کے مطابق نُجُندہ، ماورالنہر میں دریائے سیحوں کے کنارے ایک مشہور شہر تھا۔

۳۔ انطاکیہ، شام کا مشہور سرحدی شہر تھا۔

Marfat.com

باب ۔۲۲

۹۵ ھ کے واقعات

غزوہ شاش

بعض روایت میں ہے کہ حجاج نے عراق سے قتیبہ کے پاس ایک فوج بھیجی تھی جب قتیبہ اس فوج کو لے کر روانہ ہوا اور شاش یا کشماہان میں پہنچا تو اس کو شوال میں حجاج کے انتقال کی خبر ملی۔ قتیبہ بہت رنجیدہ ہوا اور یہ شعر پڑھنے لگا:

لعمری لنعم المرء من ال جعفر　　بحور ان امسی اعلقته الحبائل

فان تحی أملل حیاتی وان تمت　　فمافی حیا بعد موتك طائل

[قسم ہے میری زندگی کی آل جعفر کا بہترین شخص حوران میں مرگیا۔ اگر تو زندہ رہتا تو میں بھی اپنی زندگی کا فائدہ اٹھاتا اور اگر تو مرگیا تو تیری موت کے بعد زندگی بیکار ہے۔]

قتیبہ مرو واپس آگیا اور فوج کو اپنی اپنی جگہ روانہ کر دیا۔ اس کے بعد ولید نے ایک خط قتیبہ کو لکھا، جس کا مضمون یہ تھا کہ امیر المومنین تمہاری محنت، تمہاری حسن خدمت، اعدائے اسلام کے مقابلہ میں تمہاری کوشش ان تمام باتوں سے خوب واقف ہیں بلکہ وہ تم کو ایسا مرتبہ دیں گے جو تمہارے لیے خوب مناسب ہوگا۔ اب تم جنگوں کے کام کو پورا کرو اور خدا کی رحمت کے متوقع رہو اپنے حالات سے مجھ کو برابر مطلع کرتے رہو تاکہ میں تمہاری کوششوں کا اندازہ لگا سکوں اور یہ معلوم ہو کہ میں تمہارے ساتھ سرحد پر موجود ہوں گا۔

حجاج بن یوسف کی وفات

بعض نے یہ روایت کی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز سے حجاج اور ولید کے دوسرے عمال

Marfat.com

حکومت کے ظلم کے متعلق کہا گیا تو انھوں نے کہا، حجاج عراق میں تھا، ولید شام میں، قرۃ مصر میں، عثمان مدینہ میں، خالد ابن عبداللہ مکہ میں ۔اے خدا یہ تمام دنیا ظلم وستم سے بھر گئی۔لوگوں کو جلد ان ظالموں سے نجات دلا تھوڑے ہی دن کے بعد حجاج اور قرہ بن شریک ایک ہی مہینے میں مر گئے اس کے بعد ولید کا خاتمہ ہوا پھر خالد اور عثمان معزول ہوئے۔غرض کہ (حضرت) عمر کی دعا پوری مقبول ہوئی۔

یہ واقعہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمر اور زیاد نے (حضرت) معاویہ کو لکھا کہ عراق کو میں نے اپنے بائیں ہاتھ سے درست کرلیا ہے اور داہنا ہاتھ خالی ہے اس لیے حجاز کی حکومت دیجیے۔یہ خبر جب (حضرت) عبداللہ بن عمر کو ملی تو انھوں نے فرمایا، اے خدا ہم کو زیاد کے داہنے ہاتھ سے بچا اور اس کے بائیں ہاتھ سے عراق کو نجات دے۔چنانچہ سب سے پہلا شخص اس بددعا کے بعد جو مرا وہ زیاد تھا۔

حجاج کی وفات شوال ۹۵ھ میں ہوئی اور بعض ۲۵ رمضان میں بتاتے ہیں اس کی عمر ۵۳ یا ۵۴ برس تھی۔عراق میں بیس برس تک حکومت کرتا رہا۔جب مرنے کا وقت آیا تو اپنے بیٹے عبداللہ بن حجاج کو نماز پڑھانے کے لیے مقرر کیا اور کوفہ اور بصرہ کے جنگی ضروریات کے لیے یزید بن ابی کبشہ کو قائم مقام بنایا اور خراج کی وصولی کے لیے یزید بن ابی مسلم کو متعین کیا۔ولید نے ان تمام عہدہ داروں کو اپنی جگہ پر رہنے دیا اور حجاج کے کسی عامل کو تبدیل نہیں کیا۔

حجاج کا نسب نامہ

حجاج بن یوسف بن حکم بن ابی عقیل بن عامر بن مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف ابو محمد ثقفی۔

قتیبہ بن مسلم نے روایت کی ہے کہ حجاج نے ایک مرتبہ تقریر کی اور اس میں قبر کا تذکرہ کیا اور کہا وہ تنہائی کا گھر ہے۔غربت کی جگہ ہے، غرض اسی طرح کہتا رہا اور اپنے آپ بھی رویا اور دوسروں کو بھی رُلایا۔اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے امیر المومنین عبدالملک کو یہ کہتے سنا ہے اور انھوں نے اپنے والد مروان سے سنا تھا کہ عثمانؓ نے اپنے خطبے میں یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ جب کسی قبر کو دیکھتے یا یاد کرتے تھے تو رونے لگتے تھے۔اسی قسم کی حدیثیں اس نے حضرت انس اور عبداللہ بن عباس سے بھی روایت کی ہیں۔

Marfat.com

ابن عوف نے یہ بیان کیا ہے کہ جب میں حجاج کو قرآن پڑھتے سنتا تھا تو میں سمجھتا تھا کہ وہ قرآن پڑھنے کا عادی ہے۔ ابوعمرو بن علاء کی روایت ہے کہ میں نے حجاج اور حسن ؒ سے بڑھ کر فصیح اللسان کسی کو نہیں دیکھا۔ لیکن حسن، حجاج سے زیادہ فصیح تھے۔ عبدالملک بن عمیر سے مروی ہے کہ حجاج نے ایک دن کہا اگر کسی نے کوئی کارنامہ کیا ہو تو وہ کھڑا ہوتا کہ میں اُس کی محنت کا انعام دوں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں نے ایک کارنامہ انجام دیا ہے۔ مجھے انعام دیجیے۔ حجاج نے پوچھا وہ کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے حسینؓ کو قتل کیا ہے۔ حجاج نے پوچھا کیسے قتل کیا۔ اس نے کہا پہلے ایک نیزہ چبھو دیا۔ پھر ایک تلوار ماری اور اس میں میرا کوئی شریک نہ تھا۔ حجاج نے کہا خدا تجھے ہلاک کرے تو اور وہ ایک جگہ جمع نہ ہوں گے (یعنی تو دوزخ میں ہوگا اور وہ جنت میں ہوں گے) دور ہو جا میرے سامنے سے اور اسے کوئی انعام نہیں دیا۔

عبدالملک نے حجاج کو اسلم بن عبدالبکری کے قتل کا حکم دیا۔ عبدالملک کو اس کی کچھ شرارت معلوم ہوئی تھی۔ حجاج نے اسلم کو بلا بھیجا وہ آیا اور اس نے کہا کہ امیرالمومنین تو غائب ہیں اور تم موجود ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَ کُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا (الحجرات:۶)

[اے مومنو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو اس پر بینہ لو اور ثبوت طلب کرو۔]

میرے متعلق جو کچھ اڑایا گیا ہے وہ غلط ہے آپ امیرالمومنین کو لکھ بھیجئے کہ میرے پاس ۲۴ عورتیں ہیں۔ جن کے نان ونفقے کا ذمہ ہمارے سر ہے، وہ سب دروازے پر کھڑی ہیں۔ حجاج نے سب کو بلا بھیجا تو کوئی اس کی ماں تھی اور کوئی اس کی بیوی تھی اور کوئی پھوپھی تھی اور کوئی بیٹی۔ گویا کہ سب اعزا اور اقربا ہی تھے۔ سب سے آخر میں ایک نابالغ لڑکی تھی جس کی عمر دس سال کی تھی۔ حجاج نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا کہ میں اس کی بیٹی ہوں اور یہ اشعار پڑھنے لگی:

احجاج لم تشهد مقام بناته — و عماته یندبنه اللیل اجمعا

احجاج لم تقبل به ان قتلته — ثماناً و عشرًا واثنتین واربعا

الحاج من هذا یقوم مقامه — علینافمهلاً ان تزد ناتضعضعا

احجاج اماان تجود بنعمةٍ — علینا واماانُ تقتلنا معا

[اے حجاج تو نے اس کی لڑکیوں اور پھوپھیوں کی حالت نہیں دیکھی جو رات بھر اس کا بین

Marfat.com

کرتی رہتی ہیں۔اے حجاج تو اس کو مت قتل کر کیونکہ اگر تو نے اس کو قتل کیا تو گویا تم نے چوبیس آدمیوں کو قتل کیا۔اے حجاج اس کی جگہ پر کون قائم مقام ہوگا؟ تو ہماری ذلت اور آبرو ریزی سے کنارہ کش ہوجا۔اے حجاج یا تو ہم پر کوئی احسان کر یا ہم سب کو ساتھ ہی قتل کردے۔]

حجاج کی آنکھوں سے ان درد انگیز اشعار کے سننے سے آنسو ٹپک پڑے اور کہنے لگے کہ واللہ میں تم پر زمانے کی مصیبت ڈھانے میں مدد نہ کروں گا اور نہ تم پر ذلت کو بڑھاؤں گا۔پھر عبدالملک کو ان تمام واقعات اور اس لڑکی کی حالت کی اطلاع دی۔عبدالملک نے لکھا کہ اگر ایسا ہے تو تم اس کو انعام دو اور اس لڑکی کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آؤ۔حجاج نے اس لڑکی کو بلا کر بہت انعام دیا۔

عاصم بن بہدلہ سے مروی ہے کہ میں نے حجاج سے سنا ہے کہ اللہ سے جس قدر ہو سکے ڈرو اور اپنے اموال کو اچھے کاموں میں صرف کرو۔اگر میں تم کو یہ حکم دوں کہ تم اس دروازے سے نکلو اور تم دوسرے دروازے سے نکلے تو تمہارا خون مجھ پر حلال ہوجائے گا۔میں کسی کو ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود کی قرأت پڑھتے نہ سنوں ورنہ اس کی گردن ماردوں گا۔اور اس کو قرآن سے بھی مٹادوں گا اگرچہ وہ ذرا سا بھی نہ ہو۔اعمش سے اس کا ذکر کیا گیا تو اس نے کہا کہ جب میں نے اس کو یہ کہتے سنا تو دل میں کہا کہ اگر تجھ کو نفرت ہے تو میں اس قرأت کو ضرور پڑھوں گا۔

امام اوزاعی کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ اگر تمام امتیں اپنے خبیثوں کو ایک جگہ جمع کریں اور ہماری قوم میں سے صرف حجاج کے مظالم پیش کیے جائیں تو ہم سب پر غالب آجائیں گے۔

منصور نے کہا کہ میں نے ابراہیم شجاعی سے حجاج کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ کیا خدا نے نہیں کہا ہے: اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (ھود:۱۸) شافعی نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک نے حجاج سے کہا کہ ہر شخص اپنے عیوب سے واقف ہوتا ہے۔تم اپنے عیوب کو بلاکم و کاست بیان کرو۔اس نے کہا کہ امیر المومنین میں جھگڑالو اور کینہ پرور ہوں۔تو عبدالملک نے کہا کہ تب تو تجھ میں اور شیطان میں کوئی قرابت ہے۔اس نے کہا کہ اگر شیطان مجھ کو دیکھتا تو مجھ سے صلح کرلیتا۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ (حضرت) علیؓ منبر پر فرما رہے تھے کہ تو نے مجھ کو اے خدا ان کا (یعنی اہلِ کوفہ کا) سردار بنایا تو انھوں نے مجھ کو ڈرایا۔جب میں نے ان کو نصیحت کی تو انھوں نے مجھ سے چال چلی اور دھوکہ دیا۔اے خدا ان پر ثقیف کے لڑکے کو مسلط کردے جو ان کے حقوق اور اموال کا

Marfat.com

فیصلہ جاہلیت کی طرح کرے۔ پھر آپ نے اس شخص کی صفت بیان کی کہ وہ بہت ہی چالاک ہوگا۔ خون کا دریا بہانے والا ہوگا۔ یہی اس کی غذا ہوگی اور یہی لباس ہوگا۔ حسنؓ نے کہا کہ یہی صفت حجاج کی تھی۔

حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا ہے کہ (حضرت) علیؓ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم اس وقت تک زندہ رہو گے جب تک ثقیف کا وہ شخص آ جائے گا اور تم اس کو دیکھ لو گے۔ اس نے پوچھا کہ ثقیف کا وہ کون آدمی ہے۔ (حضرت) علیؓ نے کہا کہ قیامت کے دن جس سے کہا جائے گا کہ ہم میں سے جہنم میں جانے کے لیے یہ شخص کافی ہے۔ بیس، تیس برس تک حکومت کرے گا اور دنیا کی کوئی معصیت اس سے نہ چھٹے گی صرف ایک باقی رہ جائے گی جس کے درمیان ایک بند دروازہ ہوگا لیکن اس کو بھی وہ کر گذرے گا۔ وہ اپنے خیر خواہوں کے ذریعہ اپنے بدخواہوں کو قتل کرے گا۔

بعض روایت میں ہے کہ حجاج کے ان مقتولین کا حساب لگایا گیا جو لڑائی کے علاوہ مارے گئے تو ایک لاکھ بیس ہزار تک تعداد پہنچ گئی۔ بعض روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حجاج، خالد بن یزید بن معاویہ کے سامنے سے متکبرانہ چال سے گذرا۔ ایک شخص نے خالد سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ اس نے کہا کہ آہ یہ عمرو بن العاص ہے۔ حجاج نے یہ سن لیا اور لوٹ گیا اور کہنے لگا کہ واللہ مجھ کو یہ پسند نہیں ہے کہ میں عاص کی طرف منسوب کیا جاؤں لیکن میں اس سے خوش ہوں کہ میں بنی ثقیف کے روسا کی اولاد سے ہوں اور قریش کے معزز خاندان سے ہوں۔ میں وہ ہوں جس نے اپنی اس تلوار سے ایک لاکھ آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا جن میں سے ہر شخص یہ گواہی دے گا کہ (اے خالد) تیرا باپ فاسق، فاجر اور شرابی تھا اور پوشیدہ کافر تھا۔ حجاج پھر خالد کا یہ جملہ ''او ہو عمرو بن العاص ہے'' کہتا ہوا لوٹ گیا۔ اپنی زندگی میں حجاج نے یہ اقرار کیا تھا کہ میں نے ایک لاکھ آدمیوں کو صرف ایک خطا پر قتل کیا ہے۔

محمد بن قاسم کا قتل

جب حجاج کا انتقال ہوا تو محمد بن قاسم ملتان میں تھا۔ اس کو حجاج کے مرنے کی خبر ملی تو وہ شہر رودار اور بغرور کی طرف واپس آیا۔ ان شہروں کو وہ فتح کر چکا تھا اور وہیں کے باشندوں کے سپرد کر چکا تھا۔ یہاں سے اُس نے بیلمان کی طرف ایک فوج روانہ کی۔ بیلمان کے باشندوں نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ سُرشت کے لوگوں نے بھی اطاعت اختیار کی۔ یہ لوگ ڈاکو تھے۔ اہل بصرہ ان کی سرکوبی کیا کرتے

Marfat.com

تھے۔اس کے بعد محمد کیرج میں آیا وہاں دوہر مقابلے کے لیے نکلا اس سے لڑائی ہوئی اور وہ شکست کھا کر بھاگا۔ بعض کہتے ہیں کہ قتل ہو گیا اور تمام اہلِ شہر نے اپنے آپ کو محمد کے سپرد کر دیا۔ محمد نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور قید کیا۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

نحن قتلنا ذاهراً ودوهرا   الخيل تردی منسراً فمنسراً

[ہم نے داہر اور دوہر دونوں کو قتل کیا اور گھوڑے یکے بعد دیگرے فوجوں کو اپنے پیروں سے کچل رہے تھے۔]

اس کے بعد ولید بن عبدالملک کا انتقال ہو گیا ۲ اور سلیمان بن عبدالملک تخت نشین ہوا اس نے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو سندھ کا حاکم بنا کر بھیجا۔ یزید نے محمد کو قید کر کے عراق بھیج دیا۔ محمد نے یہ شعر پڑھا:

أضاعونی وایُّ فتیً اضاعوا   لیوم کریهتهٖ وسدادِ ثغرا

[انھوں نے مجھ کو گنوا دیا اور انھوں نے کیسے جوان کو ضائع کیا جو لڑائی کے دن اور سرحد کی حفاظت کے لیے کارآمد تھا۔]

باشندگان سندھ محمد کے جانے پر بہت رنجیدہ ہوئے اور روئے۔ خیر جب محمد عراق پہنچا تو صالح بن عبدالرحمٰن نے اس کو شہر واسط میں قید کر دیا اور محمد نے یہ شعر کہے:

فلئن ثویت بواسطِ وبارضها   رهن الحدید مکبلا مغلولا

فلرب قینة فارسِ قد رعتها   ولرب قرنِ قدترکت قتیلاً

[اگرچہ میں واسط اور اس کی زمین پر لوہے کی بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کے ساتھ مقیم ہوں۔ لیکن بہت سے شہسواروں کو میں نے مرعوب کر دیا تھا اور بہت سے لوگوں کو مقتول چھوڑ دیتا تھا۔]

اور یہ بھی کہا: (ترجمہ)

[اگر میں جنگ کے لیے تیار ہو جاتا تو بہت سے مرد اور عورتیں جو لڑائی کے لیے تیار کی گئی تھیں روند ڈالی جاتیں۔ اور سکاسک کی فوج ہماری زمین میں نہ داخل ہوتی اور نہ کوئی بنوعک کا ہم پر سردار تھا۔ اور نہ میں غلام مزونی کا تابع ہوتا پس اے زمانہ تیرے لیے ہلاکت ہو تو شریفوں سے بھی خیانت کرتا ہے۔]

Marfat.com

صالح نے آل ابی عقیل کو محمد ابن قاسم کے ساتھ عذاب دیا اور آخر ان کو قتل کر دیا۔ حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو جو خارجی الرائے تھا قتل کیا تھا۔ محمد بن قاسم کے مرثیہ میں حمزہ بن بیض حنفی نے یہ اشعار کہے ہیں:

ان المروة والسماحة والندی　　لمحمد بن القاسم بن محمد

ساس الجیوش لسبع عشرة حجة　　یاقرب ذلك سوددا من مولد

[شجاعت، نرم دلی اور سخاوت محمد بن قاسم بن محمد ہی کے لیے تھی۔ سترہ ہی سال کی عمر میں وہ فوجوں کی سرداری کرنے لگا۔ زمانۂ ولادت سے یہ سرداری کس قدر قریب تھی۔]

ایک دوسرے شاعر نے بھی مرثیہ لکھا ہے۔

یزید بن ابی کبشہ سندھ میں اٹھارہ دن کے بعد مر گیا اور سلیمان بن عبدالملک نے پھر حبیب بن مہلب کو روانہ کیا۔ حبیب جب سندھ میں پہنچا تو تمام بادشاہ اپنی اپنی مملکت میں پہنچ چکے تھے اور جیشبہ بن داہر برہمن آباد لوٹ گیا۔ حبیب مہران کے کنارے پر اترا اور اہل رور نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ ایک قوم سے لڑائی ہوئی جس پر اس نے فتح پائی۔ اس کے بعد سلیمان کا انتقال ہو گیا اور عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو انھوں نے تمام سلاطین کو مذہب اسلام کی دعوت دی اور یہ کہ ان کی بادشاہت کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچایا جائے گا۔ ان کے تمام حقوق وہی رہیں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں چنانچہ جیشبہ اور دوسرے سلاطین دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اُن کے نام عربی ناموں کی طرح رکھ دیے گئے۔ سندھ پر عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے عمرو بن مسلم باہلی عامل تھا اس نے بعض مقامات پر جہاد کیے اور فتح کیا۔

اس کے بعد ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں جنید بن عبدالرحمٰن یہاں والی ہوئے۔ جب جنید مہران کے کنارے پر پہنچے تو جیشبہ نے دریا عبور کرنے سے روکا اور کہلا بھیجا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور مجھ کو ایک بڑے شخص نے یہاں کا والی بنا دیا ہے۔ اس لیے میں تجھ کو آنے نہیں دوں گا۔ جنید نے خراج پر اس سے ضمانت وصول کی مگر پھر جیشبہ مرتد ہو گیا اور جنید سے جنگ کی۔ بعض روایت میں ہے کہ وہ لڑا نہیں بلکہ جنید نے خود زیادتی کی اور ہند میں آ کر اس نے فوجیں مرتب کیں، کشتیاں جمع کیں اور پھر جیشبہ سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔ ایک وادی میں ان دونوں کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ جنید نے

Marfat.com

جیشبہ کوکشتی ہی پر محصور کرلیا اور پھر جب دونوں کی کشتی نزدیک ہوئی تو جنید نے جیشبہ کو قتل کرڈالا لیکن صصہ بن داہر فوراً بھاگ گیا۔صصہ کا یہ ارادہ تھا کہ وہ عراق جا کر جنید کی شکایت کرے لیکن جنید نے اس سے دوستی پیدا کی اور پھر موقع پا کر قتل کردیا۔

اس کے بعد جنید نے شہر کیرج پر حملہ کردیا کیونکہ وہاں کے باشندوں نے نقض صلح کی تھی۔ انھوں نے فصیل کی حفاظت کے لیے منجنیق اور دوسری قسم کے آلات لگائے تھے لیکن جنید نے قلعہ کو توڑ ڈالا اور شہر کے اندر داخل ہو گیا اور وہیں سے اس نے مرمذ، مندل، دھنج، بروخ وغیرہ میں اپنے عمال روانہ کیے جنید کہا کرتا تھا: ''قتل کے وقت آہ وزاری کرنے سے، صبر کرنا زیادہ بڑی بات ہے۔''

اس نے ایک فوج کو شہر ازین کی طرف بھیجا۔اس نے شہر پر حملہ کیا اور بہت سے مقامات میں آگ لگا دی۔اس کے بعد بیلمان فتح کیا اور یہاں ہزاروں کا مال غنیمت حاصل کیا اور اسی قدر اتنی ہی تعداد میں جنید کے پاس بھیجا۔بیلمان میں جنید نے تمیم بن زید قینی کو حاکم بنایا لیکن وہ حکومت نہ سنبھال سکا اور تھوڑے دن کے بعد دیبل کے قریب مر گیا۔

اسی زمانہ میں مسلمانوں نے ہند کو چھوڑ دیا اور اپنے مرکزوں سے علیحدہ ہو گئے پھر حکم بن عوام کلبی حاکم ہوا۔یہ وہ وقت تھا جب تمام اہل ہند باشندگان قصہ کے سوا مرتد ہو چکے تھے۔حکم نے اسی جگہ پر ایک شہر محفوظہ بنوایا اور اس کو مسلمانوں کا مامن قرار دیا۔حکم کے ساتھ عمرو بن محمد بن قاسم بھی تھا جو بڑے کاموں کو اپنے ذمہ لیتا تھا اس کے بعد حکم نے محفوظہ سے قدم آگے بڑھایا اور فتوحات حاصل کیے تو پھر ایک دوسرا شہر منصورہ بنایا۔[1] یہاں امرائے اسلام کی مہمان نوازی وغیرہ کی جاتی تھی۔اس نے تمام مفتوحہ مقامات کو جن پر دشمنوں نے قبضہ کرلیا تھا واپس لے لیا۔اس سے تمام لوگ خوش ہوئے۔ خالد قسری کہتا تھا کہ حیرت کی بات یہ ہے کہ میں نے جب عرب کے ایک بہترین شخص کو والی بنایا یعنی بنوتمیم کو تو لوگوں نے اس کی حکومت کو ناپسند کیا اور جب میں نے بخیل ترین شخص کو حاکم بنایا تو سب خوش ہو گئے۔اس کے بعد حکم قتل ہو گیا۔عمال دشمنوں سے برابر مقابلہ کرتے رہے۔ایک ایک مقام کو فتح کرتے اور اس پر قبضہ بھی کرتے اور جو کچھ ملتا لے لیتے لیکن اس وقت حکومت بنوامیہ کے ہاتھ پاؤں کھینچ رہے تھے۔دم نزع کی حالت تھی اس لیے کچھ نہ ہو سکا پھر دولت عباسیہ کا آغاز ہو۔انشاء اللہ سندھ کے بقیہ حالات عہد مامونی میں ہم ذکر کریں گے۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال عباس بن ولید نے روم میں ہرقلہ وغیرہ فتح کیا۔اسی سال ہند میں فتوحات ہوئیں لیکن کیرج اور مندل فتح نہ ہوسکا۔عباس بن ولید نے قنسرین فتح کیا۔وضاحی اوراس کے ہمراہ ایک ہزار افراداسی سال روم میں قتل کیئے گئے۔اسی سال منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس پیدا ہوئے۔اس سال لوگوں کو بشر بن ولید بن عبدالملک نے حج کرایا۔عمال حکومت وہی تھے جن کا تذکرہ کیا جاچکا۔

وفیات

ابوعثمان نہدی نے جن کا نام عبدالرحمٰن بن ملّ تھاوفات پائی۔ان کی عمر ایک سوتیس برس تھی۔بعض نے کچھ اورروایت کی ہے۔سعد بن ایاس ابوعمروشیبانی نے اسی سال وفات پائی،ان کی عمر ایک سوبیس برس تھی۔حجاج کے زمانہ میں سُفینہ مولی رسول اللہؐ نے وفات پائی۔سالم بن ابی الجعد نے بھی اسی سال انتقال کیا۔جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری نے بھی اسی سال قضا کی۔یہ عبداللہ بن مروان کے رضاعی بھائی تھے۔حجاج کی حکومت میں ابوالاحوص عوف بن مالک بن نھلہ الجشمی کوفی قتل کیے گئے۔ان کوخوارج نے قتل کیا تھا۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

ا۔ غالبًا یہاں حسن سے مراد حسن بصری ہیں۔

۲۔ حجاج بن یوسف اوراموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کی وفات میں چھے ماہ کا فرق تھا۔

۳۔ منصورہ اورمحفوظہ شہروں کے اب صرف کھنڈرات باقی ہیں۔یہ سمجھنا درست نہیں کہ منصورہ اور محفوظہ،عباسی خلیفہ ابوجعفر المنصور کے عہد میں آباد کیے گئے بلکہ درست یہی ہے کہ یہ دونوں شہر ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں آباد کیے گئے۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب۔۲۳

۹۶ھ کے واقعات

کاشغر کی فتح

اسی سال قتیبہ کاشغر پر چڑھائی کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔اس نے اپنے فوجیوں کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ کوچ کرنے کا حکم دیا تا کہ اُن کو سمرقند میں آباد کردے۔چنانچہ جب نہر بلخ عبور کر چکا تو وہاں پر اُس نے ایک شخص کو اس غرض سے متعین کیا کہ وہ کسی کو اس کی اجازت کے بغیر واپس جانے نہ دے اور وہ خود فرغانہ کی طرف روانہ ہوگیا۔چند آدمیوں کو اُس نے درۂ عصام کی طرف بھیجا تا کہ وہ کاشغر کے درمیان کے راستوں کو درست کردیں۔کاشغر بلاد چین کے بالکل متصل واقع ہے۔قتیبہ جب فرغانہ پہنچا تو اُس نے کبیر نامی ایک شخص کو فوجی دستوں کے ساتھ کاشغر پر حملہ کرنے کے لیے بھیج دیا۔کبیر نے فوراً جنگ شروع کردی اور شہر کو فتح کرلیا۔جس میں اس کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔بہت سے لوگ قید ہوگئے جن کی گردنوں پر اس نے مہریں لگوادیں۔اس کے بعد اپنا قدم آگے بڑھایا اور چین کی سرحد میں داخل ہوگیا۔

چین کے بادشاہ نے اس کو لکھ بھیجا کہ تم ایک معزز شخص کو سفیر بنا کر میرے پاس بھیج دو تا کہ وہ تمہارے مذہبی عقائد اور اخلاقی ومعاشرتی حالات سے مجھ کو آگاہ کرے۔کبیر نے دس آدمیوں کی ایک جماعت مرتب کی۔جس میں خوب رو بھی تھے اور فصیح اللسان بھی تھے،صاحب عقل ودانش بھی تھے اور ارباب حل وعقد بھی تھے۔غرض کہ ہر شخص کسی نہ کسی حیثیت سے ضرور ممتاز تھا۔اس نے ان لوگوں کو بہترین ساز وسامان،زریں پوشاک،زرق برق لباس سے آراستہ وپیراستہ ہوکر اچھے اور خوبصورت

Marfat.com

گھوڑوں پرسوار کر کے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ان لوگوں میں ہُبیرہ بن مشمرج بھی تھا۔کبیر نے چلتے وقت یہ تاکید کردی تھی کہ جب تم لوگ بادشاہ کے سامنے حاضر ہوتو یہ ظاہر کردینا کہ ہمارے سردار نے اس کی قسم کھائی ہے کہ اس وقت تک واپس جانے کا نام نہ لیں گے جب تک تمہاری سلطنت نیست ونابود نہ ہوجائے گی اور تمہارے ملک کے امراء ورؤساء ہماری غلامی میں نہ آجائیں گے یا تم ہمارے بادشاہ کو جزیہ نہ دوگے۔

ان ضروری ہدایات کے بعد یہ جماعت ہُبیرہ بن مشمرج کی سیادت میں روانہ ہوئی۔جب وہاں پہنچی تو بادشاہ نے اُس کو ملاقات کے لیے طلب کیا۔ان لوگوں نے پہلے زرہیں پہنیں اوراس پر سفید کپڑے پہنے۔کپڑوں میں عطر لگایا۔پاؤں میں چپل پہنے۔کاندھوں پر چادریں ڈالیں اوراسی انداز سے دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔اس وقت دربار میں رؤسا اور وزراء حکومت بھی بادشاہ کے داہنے بائیں بیٹھے تھے۔جب یہ لوگ بیٹھے تو بادشاہ نے اُن سے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کی بلکہ سکوت اختیار کیا اوراس کے مصاحبین بھی خاموش رہے۔اس عالم سکوت کو دیکھ کر تمام لوگ واپس آگئے۔ان لوگوں کے رخصت ہونے کے بعد اس نے اپنے مصاحبوں سے پوچھا کہ ان لوگوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔اُنھوں نے جواب دیا کہ جناب ہماری نظر میں تو بالکل زنانہ پن ہے۔ان کے خوشبودار عطروں سے تو ہم پریشان ہوگئے۔دوسرے دن بادشاہ نے ان لوگوں کو پھر بلا بھیجا۔اس مرتبہ انھوں نے سروں پر ریشمی عمامے باندھے،رنگ برنگ کے کپڑے زیب تن کیے اوراچھی طرح سج سجا کر حاضر ہوئے۔بادشاہ نے دیکھنے کے ساتھ ہی واپس جانے کا حکم دیا اور پھراپنے ہم نشینوں سے دریافت کیا کہ اب کیا خیال قائم ہوا ہے؟ وہ بولے کہ ہاں اس لباس میں کچھ مردانہ پن ٹپکتا ہے۔

تیسرے دن پھر طلب کیا۔آج عربوں نے ہتھیار لگائے،سروں پر خود رکھا،زرہیں پہنیں، شمشیر ونیزہ،تیروکمان ساتھ لیا اور بہادروں کی طرح گھوڑوں پرسوار ہوکر چلے۔بادشاہ نے جب ان کو آتے دیکھا تو اس کی نظر میں وہ پہاڑ کی طرح بلند دکھائی دیے۔جب وہ قریب پہنچے تو انھوں نے نیزوں کو زمین میں گاڑ دیا اور بہت مستعدی کے ساتھ دربار میں داخل ہوئے۔بادشاہ نے پھر جانے کا حکم دیا تو یہ گھوڑوں پرسوار ہوئے اور نیزوں کو ساتھ لے کر بہت جلدی سے واپس ہوگئے۔جلدی گھوڑے دوڑانے کی وجہ سے یہ معلوم ہورہا تھا کہ وہ آپس میں حملہ آور ہورہے ہیں۔بادشاہ نے پھر دریافت کیا کہ

Marfat.com

اب تم لوگوں کا کیا خیال ہے۔انھوں نے کہا کہ یہ عجیب قوم ہے۔ایسی قوم تو ہماری نظروں سے اب تک نہیں گذری۔ جب شام ہوئی تو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ تم اپنے سردار کو ہمارے پاس بھیج دو۔چنانچہ ہُبیرہ دربار میں حاضر ہوا۔بادشاہ نے اُس کو مخاطب کر کے کہا کہ تم نے ہماری حکومت کی جنگی طاقت کا پورا اندازہ کرلیا ہوگا۔اب جب تک تم ہمارے قبضے میں ہو کوئی سلطنت تم کو بچا نہیں سکتی۔میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اگر سچ سچ نہ بتاؤ گے تو میں تم قتل کر ڈالوں گا۔ہُبیرہ نے کہا تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔اس نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ تم نے پہلے، دوسرے اور تیسرے دن مختلف پوشاکیں کیوں بدلیں۔آخر اس سے تمہاری غرض کیا تھی۔اس نے جواب دیا کہ جو کپڑے ہم اول روز پہن کر آئے تھے وہ ہمارے روزمرہ کے استعمال میں رہتے ہیں اور اس کو عموماً ہم گھروں میں پہنتے ہیں اور جو لباس ہم دوسرے دن پہن کر آئے تھے وہ اس وقت استعمال کرتے ہیں جب ہم اپنے امراء یا رؤسا کے پاس جاتے ہیں۔تیسرے دن کی پوشاک دشمن کے مقابلے کے وقت پہنی جاتی ہے۔بادشاہ نے کہا کہ خوب تم نے اپنے حالات کا پورا تجربہ کیا ہے، اچھا اپنے سردار سے کہہ دو کہ وہ یہاں سے واپس جائے کیونکہ تم بہت ہی قلیل تعداد میں ہو ورنہ میں اپنی فوجوں سے تم کو پیس ڈالوں گا۔

ہُبیرہ نے کہا، کیا خوب ہم تم سے کم تعداد ہیں کیا وہ شخص بھی کمزور سمجھا جائے گا جس کی فوجوں کا سلسلہ تمہاری سرحد سے شروع ہو کر سرزمین عرب پر ختم ہوتا ہے؟ تم ہمیں قتل کی دھمکیاں کیا دیتے ہو؟ ہماری موت کا ایک دن مقرر ہے، جب وہ آجائے گا تو شہادت اس کی تعظیم کے لیے کھڑی ہوجائے گی۔ہم موت سے ڈرنے والوں میں نہیں، اس کے چاہنے والوں میں ہیں۔ہمارے سردار نے تو اس کی قسم کھائی ہے کہ وہ اس وقت تک نہ جائے گا جب تک تمہاری حکومت کو تباہ نہ کردے اور شاہزادوں اور شاہزادیوں پر غلامی کی مہر نہ لگا دے یا جزیہ نہ وصول کرلے۔بادشاہ نے کہا کہ ہم اس کی قسم کو پورا کرنے کی ایک ترکیب بتاتے ہیں۔یہاں کی مٹی بھیجتا ہوں تاکہ اس کو روند ڈالے اور شاہی خاندان کے چند لڑکوں کو بھیجتا ہوں تاکہ اُن پر مہریں لگا دے اور جزیہ کے طور پر ایک اچھی مقدار کی رقم بھیجتا ہوں۔اس طریقہ پر اس کی قسم پوری ہوجائے گی چنانچہ اس نے سردار فوج کے پاس کچھ ہدیہ بھیجا اور چار شاہزادوں کو ساتھ کیا اس کے بعد اس نے ان کی خاطر و مدارات بھی کی۔وہاں سے یہ لوگ قتیبہ کے پاس آئے قتیبہ نے جزیہ قبول کرلیا اور لڑکوں کو مختون کر کے واپس کر دیا اور مٹی کو پاؤں سے روندا۔

Marfat.com

اس واقعہ پر سوادۃ بن عبدالملک السلولی نے یہ اشعار کہے:

لا عیب فی الوفد الذین بعثتھم للصین ان سلکوا طریق المنھج
کسروالجفون علی القذی خوف الردی حاشا الکریم ھبیرہ بن مشمرج
ادی رسالتلک التی استرعیہ فاتاك من حنث الیمین المخرج

[اس وفد کے لوگوں کے لیے جن کو تم نے چین کی طرف بھیجا تھا یہ کوئی باعث شرم بات نہیں ہے کہ انھوں نے سیدھی راہ اختیار کی۔ کیا موت کے ڈر سے انھوں نے تلواریں میانوں میں کر لیں، ہرگز نہیں ہبیرہ بن مشمرج ایسا شریف شخص یہ کام نہیں کر سکتا۔ اس نے تیرے اس پیغام کو وہاں تک پہنچا دیا جس کے لیے تو نے بھیجا تھا لیکن ایفاء قسم کی تدبیر بھی لے کر واپس پھرا۔]

اس کے بعد قتیبہ نے ہبیرہ کو ولید کے پاس بھیج دیا لیکن افسوس کہ راستہ ہی میں فارس کے کسی قریے میں مرگیا، سوادہ نے مرثیہ میں یہ اشعار کہے:

للہ درھبیرۃ بن مشمرج ماذا تضمن من ندی و جمال
وبدیھتہِ یعیا بھا ابناؤ ھا عند احتفال مشاھد الاقوال
کان الربیع اذالسیوف تتا بعت واللیث عند تکعکع الابطال
فسقی بقریۃ حیث امسیٰ قبرہ غریز حن بمسبل ھطال
بکت الجیاد الصافنات لفقدہ وبکاہ کل مثقف غسال
وبکتہ شعث لم یجدن مواسیاً فی العام ذی السنوات والا محال

[ہُبیرہ بن مشمرج کی خوبیاں اللہ کے لیے ہیں اس میں کس قدر خوبصورتی اور دریا دلی بھری تھی۔ اس کی بدیہہ گوئی میدان خطابت اور شاعری میں اہل زباں ہی کے لیے تھی۔ تلواروں کی جھنکار کے وقت وہ چٹان کی طرح جما رہتا تھا اور بہادروں کی کمزوری کے وقت وہ شیر کی طرح اڑا رہتا تھا۔ جس مقام پر اُس کی قبر ہے اُس کو ایک چھوٹی نہر سیراب کرتی ہے جس پر دھیمی دھیمی بارش کا برابر چھڑکاؤ ہوتا ہے۔ بہترین گھوڑوں نے اس کا ماتم کیا اور ہر خون آشام تلوار اس کے صدمے میں رو دی۔ گرد و غبار میں لپٹے ہوئے گھوڑے اس کی ناگہانی موت پر اشک بہا رہے تھے کیونکہ قحط اور تکلیف کے زمانہ میں اُن کو اپنا کوئی مونس و غم خوار نظر نہ آتا تھا۔]

Marfat.com

اسی غزوے میں قتیبہ کو ولید کے انتقال کی خبر ملی۔قتیبہ کی یہ خاص عادت تھی کہ جب وہ کسی لڑائی سے واپس آتا تھا تو ہر سال بارہ اصیل گھوڑے اور بارہ دوسری قسم کے گھوڑے خریدتا تھا اور آیندہ سال کی لڑائی تک اُن کو محفوظ رکھتا تھا۔ جب جنگ کا زمانہ آتا تو ان کے جسموں کو سڈول بناتا اور اچھی طرح درست کرتا اور پھر مقدمتہ الجیش کے فوجیوں کو سواری کے لیے دیتا۔فوج کا جو دستہ مقدمے کے طور پر جاتا تھا ان میں صرف رؤسائے قوم اور شرفائے ملک کا انتخاب ہوتا تھا۔قتیبہ ان دستوں کا ایک عجمی شخص کو رہبر بنا کر بھیجتا تھا تاکہ موقع بہ موقع اُن کو راستے کے اونچ نیچ سے باخبر کرتا رہے اور جب اس قسم کے دستوں کو روانہ کرتا تو ایک تختی بنوا کر اس میں کچھ لکھواتا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیتا ایک اپنے پاس رکھتا اور دوسرا اُن کو دیتا، اور یہ حکم دیتا کہ اس تختی کو فلاں مقام پر نصب کر دینا۔جب فوج اس مقام سے کوچ کر جاتی تھی چند آدمیوں کو اس غرض سے روانہ کرتا تھا کہ وہ تحقیق کریں کہ آیا وہ دستہ اس مقام سے گذرا یا نہیں، بشر بن ولید موسم سرما میں معرکوں میں مشغول رہا اور اُس وقت پلٹا جب ولید کا انتقال ہو چکا تھا۔

ولید بن عبدالملک کی وفات

متفقہ طریقہ پر ثابت ہے کہ ولید نے ۱۵ جمادی الاخر ۹۶ء میں وفات پائی۔اس کی خلافت نو سال سات مہینے رہی اور بعض کے نزدیک نو سال آٹھ مہینے رہی، بعض گیارہ مہینے بھی بتاتے ہیں۔دیر مُرّان میں اُس کا انتقال ہوا اور باب الصغیر کے سامنے دفن کیا گیا۔عمر بن عبدالعزیز نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اس کی عمر ۴۲ برس چھ مہینے تھی لیکن بعض روایتوں میں ۴۵، ۴۶ اور چند مہینے اور ۴۹ برس بھی منقول ہے۔ولید نے انیس اولادیں چھوڑیں۔ولید میں ایک عیب یہ تھا کہ اس کی رفتار اور گفتار میں تکبر کی شان ٹپکتی تھی اس کی ناک سے اکثر زکام کی وجہ سے پانی بہتا تھا۔اسی پر کسی نے یہ شعر کہا ہے:

فقدت الولید وانفاً لہ   کمثل الفصیل بان یبولا

[ولید اور اُس کی بہنے والی ناک کو خدا غارت کرے جو اونٹ کے بچے کی طرح پیشاب کرتی تھی۔]

جب اس کا جنازہ جا رہا تھا تو اس کے پاؤں کے گھٹنے گردن سے جا لگے۔اس کے لڑکے نے یہ دیکھ کر کہا کیا میرا باپ زندہ ہو گیا، حضرت عمر نے کہا جو اس کے دفن کرنے والوں میں تھے تیرے باپ کے ساتھ جلدی کی گئی اور اس واقعہ سے حضرت عمر نے عبرت حاصل کی۔

Marfat.com

ولید کے بعض حالات

ولید شامیوں کی نظر میں شان دار خلفاء میں تھا۔اس نے بہت سے مسجدیں بنوائی چنانچہ مسجد دمشق، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ اسی کے حکم سے دوبارہ تعمیر کی گئیں۔مساجد کے اندر منبر بنائے گئے۔ولید نے بڑی بات یہ کی کہ کوڑھیوں کے لیے وظائف مقرر کیے، اُن کو گداگری سے روکا۔ہر لنگڑے اور لولے کے لیے ایک خادم متعین کیا اور ہر اندھے کے لیے ایک راہرو ساتھ کیا۔اس نے اپنی حکومت کے زمانے میں عظیم الشان فتوحات حاصل کیں۔مثلاً اندلس، کاشغر، ہندوستان ایسے بڑے ملکوں کو زیرنگین کیا۔

اس کی یہ عادت تھی کہ اکثر سبزی فروشوں کی دوکانوں پر چلا جاتا اور ترکاریوں کا کوئی گٹھا اٹھا کر پوچھتا کہ اس کی کیا قیمت ہے۔مثلاً دکان دار اُس کی قیمت ایک پیسہ بتاتا تو وہ کہتا کہ ایک پیسہ بھی بہت کم ہے زیادہ کرو۔

ولید نے سربفلک عمارتیں اور عالی شان مکانات تعمیر کرائے۔بہت سی نہریں کھدوائیں اسی وجہ سے اس دور میں شہر میں تعمیرات کا چرچا زیادہ ہوگیا تھا۔سلیمان کھانے پینے کی چیزوں کی زیادہ ہوس رکھتا تھا اور بہت سی بیویاں رکھتا تھا اس وجہ سے رعایا میں بھی کھانے پینے، شادی بیاہ پر مباحثہ رہتا تھا۔عمر بن عبدالعزیز کو عبادت، ریاضت، زہد اور تقویٰ میں انہماک تھا۔اس لیے عام لوگوں میں بھی انھیں چیزوں کا ذکر رہتا تھا۔اس وقت ایک دوسرے سے یہ پوچھتا کہ بھائی شب کے وقت تم کون سے وظیفہ پڑھتے ہو، قرآن کی کتنی تلاوت کرتے ہو، مہینے میں نفل کے کتنے روزے رکھتے ہو۔

ولید اپنی وفات سے کچھ قبل ایک مرتبہ بیمار ہوگیا تھا۔مرض نے جب زور پکڑا تو ایک دن اس کو غشی آگئی جب یہ حالت دیر تک باقی رہی تو لوگوں کو اس کے مرنے کا یقین ہوگیا۔عورتوں نے رونا دھونا شروع کیا اور قاصد اس کی موت کی خبر اطراف مملکت میں لے کر پہنچ گئے۔حجاج کو جب اُس کے مرنے کی خبر ملی تو مبہوت ہوگیا اور اسی عالم پریشانی میں اپنے دونوں ہاتھوں کو رسی میں باندھ کر ستون میں باندھ دیا اور دعا کرنے لگے کہ اے خدا کسی ظالم اور بے رحم انسان کو مجھ پر مسلط نہ کر۔میں نے اس سے قبل ہی تجھ کو دعا کی تھی کہ اگر ایسا واقعہ ہو تو اس سے پہلے مجھ کو دنیا سے رخصت کر دے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دوسرے قاصد نے ولید کے افاقہ پانے کی اُس کو خبر دی جس سے اُس کے جسم میں خوشی کی لہر دوڑ

Marfat.com

گئی۔ولید جب اچھا ہوا تو اس نے کہا کہ میری صحت یابی پر حجاج سے زیادہ کسی کو مسرت حاصل نہ ہوئی ہوگی۔اس کے بعد ولید حجاج کی ملاقات تک زندہ رہا۔

ولید کی آخر میں یہ خواہش تھی کہ سلیمان کو ولی عہدی سے معزول کردے اور اپنے لڑکے عبدالعزیز بن ولید کے لیے لوگوں سے بیعت لے لے مگر جب سلیمان نے اس پر ناراضی ظاہر کی تو ولید نے اپنے عمال کو عبدالعزیز کی بیعت کی دعوت دی مگر اس دعوت کو بھی حجاج اور قتیبہ کے سوا تمام عاملین نے رد کر دیا۔آخر کار ولید نے سلیمان کو بلا بھیجا۔جب اس کے آنے میں تاخیر ہوئی تو اس نے خود سلیمان کے پاس جانے کا اس نیت سے قصد کیا کہ اس کو معزول کر کے نکال دے لیکن وہاں جانے سے پیشتر ہی لقمہ اجل بن گیا۔ولید نے جب دمشق کی مسجد بنوانی چاہی تو سب سے پہلے اس نے زمین کی پیمائش کی۔ اس مقام پر ایک گرجا بھی حائل ہو گیا تھا جس کو اس نے منہدم کر کے مسجد میں داخل کر دیا۔جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ آیا تو عیسائیوں نے فریاد کی۔حضرت عمر نے جواب دیا کہ شہر سے باہر جتنی چیزیں تھیں وہ فاتحانہ حیثیت سے قبضہ میں آئی ہیں اس لحاظ سے ہم تمہارے اس گرجے کو واپس کر دیتے ہیں کیونکہ شہر کے اندر تھا لیکن اس کے بدلہ میں (شہر کے باہر) توما کے گرجے کو مسجد بنوا لیتے ہیں۔عیسائیوں نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو اس گرجے کو اپنے قبضہ ہی میں رکھیے اور توما کے گرجے کو چھوڑ دیجیے۔

ولید فن نحو سے ناواقف تھا۔اس لیے گفتگو میں غلطیاں کرتا تھا۔اس کے پاس ایک بدو آیا اور اپنے سمدھیانہ کے عزیز واقربا کا تذکرہ کرنے لگا تو ولید نے پوچھا کہ ''مَن خَتَنَكَ'' تیرا داماد کون ہے۔چونکہ ولید نے ختن کو بفتح النون ادا کیا اس لیے بدوی نے سمجھا کہ امیر المومنین یہ پوچھتے ہیں کہ تیرا ختنہ کس نے کیا۔اسی کے مطابق اس نے جواب دیا کہ میرا ختنہ طبیبوں نے کیا۔سلیمان بھی بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ امیر المومنین پوچھتے ہیں کہ ''مَن خَتَنُكَ''۔یعنی تیرا داماد کون ہے۔اب اس بدوی نے مطلب سمجھا کہ فلاں شخص۔

ولید کی اس کمزوری پر عبدالملک ہمیشہ لعن طن کرتا رہتا تھا اور کہتا تھا کہ جو شخص اہل زبان نہ ہو وہ کیونکر عرب کی بادشاہت کر سکتا ہے۔اسی خیال سے اس نے تمام نحویوں کو جمع کیا اور ولید کو ایک حجرہ میں مسلسل چھ مہینے تک اُن کے ساتھ رکھا تا کہ اس کی زبان کچھ درست ہو جائے۔لیکن اس مدت کے بعد جب وہ باہر آیا تو پہلے سے زیادہ جاہل ہو گیا عبدالملک نے کہا کہ اب یہ بالکل معذور ہے۔بعض

Marfat.com

روایت میں ہے کہ ولید جب خلیفہ ہوا تو تین دن میں ایک قرآن ختم کرتا تھا اور رمضان کے مہینے میں ایک ختم کرتا تھا۔

ایک دن خطبہ دے رہا تھا تو اثنائے خطبہ میں یہ جملہ کہا: یالیتھا کانت القاضیتہ ولید نے بولتے ہوئے ''ت'' پر پیش پڑھا یعنی کاش فیصلہ کرنے والی ہوتی تو اس پر (حضرت) عمر بن عبدالعزیز نے دل میں کہا ہاں تیرا فیصلہ کرنے والی ہو اور ہم تجھ سے چھٹکارہ پا جائیں۔

سلیمان بن عبدالملک کی بیعت خلافت

اسی سال لوگوں نے سلیمان بن عبدالملک کو خلیفہ تسلیم کر کے اس کی بیعت کر لی۔ سلیمان کی تاج پوشی کا وہی دن تھا جو ولید کے مرنے کا دن تھا۔ سلیمان اس وقت رملہ میں مقیم تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے ۲۳ رمضان کو عثمان بن حیان کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور ابوبکر بن محمد بن حزم کو وہاں کا حاکم بنایا۔ یہ ایک عجیب اتفاق تھا کہ ایک دن قبل عثمان نے ابوبکر کے لیے مختلف سزائیں مقرر کی تھیں وہ درے لگواتا۔ طرح طرح سے ذلیل کرتا لیکن اس کے فرشتے کو بھی خبر نہ تھی کہ رات کو کیا ہونے والا ہے۔ رات کے وقت سلیمان کا قاصد ابوبکر کے پاس فرمان لے کر آیا عثمان کو میں نے معزول کر دیا ہے اور تم کو اُس کی جگہ پر حاکم بنایا۔ تمہارا فرض ہے کہ تم عثمان کو گرفتار کر لو۔

سلیمان نے اسی سال یزید بن ابی مسلم کو بھی عراق کی حکومت سے علیٰحدہ کر دیا اور یزید بن مہلب وہاں کا امیر بنا کر بھیج دیا اور صالح بن عبدالرحمٰن کو خراج کی تحصیل کے لیے متعین کیا اور اس کو بنو عقیل کے قتل کرنے اور اُن کو تکلیف پہنچانے کا مشورہ دیا۔ بنو عقیل حجاج کے قبیلے کے لوگ تھے۔ ان کے ستانے اور تکلیف پہنچانے کے لیے عبدالملک بن مہلب کو مسلط کیا گیا اور یزید نے اپنے بھائی زیاد بن مہلب کو عثمان سے جنگ کرنے کے لیے تیار کیا۔

قتیبہ بن مسلم کا قتل

اسی سال قتیبہ بن مسلم باہلی خراسان میں قتل کیا گیا۔ اس قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ ولید نے جس وقت سلیمان کو معزول کرنے اور اپنے لڑکے عبدالعزیز کے لیے بیعت لینے کا ارادہ کیا تھا اس وقت قتیبہ

Marfat.com

نے ولید کے خیال کی تائید کی تھی لیکن جب ولید مر گیا اور سلیمان اس کی جگہ تخت نشین ہوا۔ تو قتیبہ کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں سلیمان مجھ کو معزول کر کے یزید بن مہلب کو خراسان کا حاکم نہ بنادے۔ اسی خیال سے اُس نے ایک خط سلیمان کو لکھا جس میں اس کی تخت نشینی پر مبارک بادی اور اپنی کارگذاریوں کو جو اس نے عبدالملک اور ولید کے زمانے میں کی تھیں یاد دلایا اور اس کا وعدہ کیا کہ اگر آپ مجھ کو معزول نہ کریں گے تو میں اسی وفاداری کے ساتھ اپنا کام انجام دیتا رہوں گا۔ اس خط کے بعد اس نے ایک دوسرا خط لکھا جس میں اس نے اپنے عظیم الشان فتوحات کا تذکرہ کیا اور اپنی فوجی طاقت سے اس کو دھمکایا۔ سلاطین عجم کے مقابلہ میں اپنے رعب وداب سے مرعوب کیا اور آخر میں آل مہلب کی مذمت کی اور لکھا کہ اگر آپ نے یزید کو خراسان کا حاکم بنایا تو میں علم بغاوت بلند کردوں گا۔ اس کے بعد تیسرا خط لکھا جس میں اُس نے صاف لکھ دیا کہ میں نے آپ کو تخت سے اتار دیا، ان تینوں خطوط کو قبیلۂ باہلہ کے کسی آدمی کی معرفت روانہ کیا اور اس کو ہدایت کی کہ پہلے، میرا پہلا خط سلیمان کے ہاتھ میں دینا اگر وہ اُس کو پڑھ کر یزید کے سپرد کردے تو دوسرا خط بھی پیش کر دینا اور اگر اُس کو بھی یزید کو دے دے تو تیسرا بھی حوالے کر دینا۔ لیکن اگر وہ میرا پہلا خط یزید کے ہاتھ میں نہ دے تو باقی دونوں خطوط کو تم محفوظ رکھ لینا۔

قاصد جب دربار میں حاضر ہوا تو بد قسمتی سے یزید بھی سلیمان کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا۔ قاصد نے پہلا خط بادشاہ کے ہاتھ میں دیا تو واقعی اس نے اُس کو پڑھنے کے بعد یزید کے سپرد کر دیا۔ قاصد نے دوسرا خط بھی حاضر کر دیا، وہ بھی یزید کے حوالے ہو گیا مجبوراً اس نے تیسرا خط بھی دے دیا۔ اس خط کے پڑھنے کے ساتھ ہی سلیمان کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور خط کو مہر لگا کر اس نے اپنے پاس رکھ لیا۔

بعض روایت میں ہے کہ تیسرے خط کا مضمون یہ تھا کہ اگر آپ مجھ کو میری حکومت پر باقی نہ رکھیں گے تو پھر میں بھی آپ کو معزول کر دوں گا اور عظیم الشان فوجوں کے ساتھ آپ پر چڑھائی کر دوں گا۔ بہر حال سلیمان نے قاصد کو مہمان سرا میں ٹھہرانے کا حکم دیا اور جب رات ہوئی تو اس سے ملاقات کی اور بہت سی اشرفیاں اس کو انعام میں دیں اور قتیبہ کو خراسان کی حکومت پر برقرار رہنے کا فرمان بھی دیا اور اپنا ایک قاصد بھی اس کے ہمراہ کر دیا۔ یہ دونوں قاصد وہاں سے روانہ ہوئے جب مقام حلوان میں پہنچے تو انھیں قتیبہ کی بغاوت کی خبر ملی۔ سلیمان کا قاصد یہ خبر سنتے ہی واپس چلا گیا اور قتیبہ کا قاصد خراسان چلا گیا۔ قتیبہ جس وقت سلیمان کے معزول کرنے کا منصوبہ بنا رہا تھا تو اس نے اپنے بھائیوں

Marfat.com

کو بلا کران سے اس معاملے میں مشورہ طلب کیا۔عبدالرحمٰن بن مسلم نے یہ رائے دی کہ آپ ایک فوج مرتب کیجیے جس میں ان لوگوں کو شامل کیجیے جن سے آپ کو کسی قسم کا خطرہ ہو کہ وہ آگے چل کر دھوکا دیں گے اور اس کو مرو بھیج دیجیے اور خود سمرقند کی راہ لیجیے۔ وہاں جا کر اپنی فوج کو یہ حکم دیجیے کہ جو شخص رہنا چاہتا ہے وہ ٹھہرے اور جو واپس جانا چاہتا ہے اس کو جانے کی اجازت ہے۔اس طریقہ پر آپ کے دشمنوں کی تعداد چھٹ جائے گی اور آپ کے پاس صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو مخلص ہیں۔

لیکن قتیبہ کے دوسرے بھائی عبداللہ بن مسلم نے اس کے خلاف رائے دی اور یہ کہا کہ ادھر اُدھر جانے کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔سلیمان کی معزولی کا یہیں اعلان کیجیے۔کوئی شخص آپ کی مخالفت کی جرأت نہیں کر سکتا۔قتیبہ نے اسی گھمنڈ میں آ کر خلیفہ کی معزولی کا اعلان کر دیا۔اپنی حکومت میں تمام لوگوں کو اس کی دعوت دی، اپنی شان و شوکت سے، جاہ و جلال سے لوگوں کو ڈرانا چاہا کہ وہ مخالفت پر آمادہ نہ ہوں۔ یزید اور اس کے قبل کے حکام کی بہت سی برائیاں بیان کیں تا کہ ان سے نفرت پیدا ہو جائے لیکن کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی اپنی ذلت کا نقشہ دیکھ کر وہ غضب ناک ہو گیا اور ایک تقریر کی جس میں کہا کہ:

''تم لوگ جس کی اعانت اور مدد کرو گے خدا ہرگز اُس کو غلبہ نہیں دے گا۔واللہ اگر تم ایک بھیڑ کے مقابلہ میں متحد ہو جاؤ تو تم اس کے سینگ بھی توڑ نہیں سکتے۔اے ذلیل انسانو! میں تم کو شرفا کے نام سے کبھی یاد نہیں کر سکتا۔اے بے مصرف لوگو! میں نے تم کو صدقے کے اونٹوں کی طرح ہر ہر گوشے سے لا کر ایک جگہ جمع کیا۔اے بنو بکر بن وائل اور اے متکبر، دروغ گو، بخیل اور کنجوس لوگو! تم کس دن کی کامیابی پر نازاں ہو۔لڑائی اور معرکہ آرائی کے دن پر یا صلح و امن کے دن پر۔اے اصحاب مسیلمہ [1] اور اے بنو ذمیم میں تم کو بنو تمیم نہیں کہوں گا،اے ظالم اور جابر لوگو تم جاہلیت کے زمانہ میں دھوکے اور بے وفائی کو اچھی چیز خیال کرتے تھے۔اے اصحاب سجاح [2] اور اے ظالم بنو عبدالقیس جب تمہاری حالت تنگی و عسرت سے گذر گئی اور تم نے کھجوروں کی زراعت کرنے کی جگہ پر گھوڑوں کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لی [3] اور اے بنو ازد تم بھی کشتیوں کی رسیاں کھینچتے کھینچتے شہسوار بن گئے۔اسی کو مذہب اسلام بدعت کہتا ہے۔اے کوفہ اور بصرہ کے بیہودہ انسانو، میں نے تم کو

Marfat.com

شیح وقیصوم کی جڑوں سے چن چن کر یہاں جمع کیا۔تم اپنی اس وقت کی حالت کو یاد کرو۔ جب تم گدھوں اور بیلوں پر سواریاں کرتے تھے اور وحشیانہ طریقے پر مارے مارے پھرتے تھے۔ جب میں نے تم کو ایک جگہ جمع کیا تو تم پوچھتے تھے کہ کہاں رہیں اور کیسے زندگی بسر کریں۔خدا کی قسم میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں اپنے بھائی کا بھائی ہوں۔سلم کے درخت کی طرح ایک ایک کو چھانٹ ڈالوں گا۔اے اہل خراسان تم اپنے حاکم کو دھوکا دو گے، میرا خیال ہے کہ یزید بن مروان تمہارا امیر ہوگا جو زبردستی تم پر غلبہ حاصل کرے گا اور تمہاری جائداد اور دوسرے مقبوضات کو جبراً قبضے میں کر لے گا۔تم کو میں اختیار دیتا ہوں کہ تم اپنے تیر دور مقامات پر پھینکو اور دیکھو کہ کب تک شامی تمہارے مقامات پر قابض رہیں گے۔ اہل خراسان تم اگر میری نسبت دیکھو تو تم مجھ کو عراق کی خو بو، عادت وخصلت، طرز معاشرت، ملت ومذہب کا انسان پاؤ گے۔تم کو فضل خداوندی سے امن وعافیت نصیب ہوئی اس نے تمہاری آسائش کے لیے دوسرے شہروں کو تمہارے قبضے میں دیا۔آمدورفت کی راہوں کو بالکل مامون ومحفوظ کر دیا حتیٰ کہ ایک عورت بھی اب مرو سے بلخ تک بے خوف خطر سفر کر سکتی ہے۔اس آرام وآسائش پر تم خدا کی تسبیح پڑھو اور اس کا شکر ادا کرو اور اس خدا سے دوسری نعمتوں کو طلب کرو۔]

ان الفاظ کے بعد قتیبہ منبر سے اُتر کر گھر چلا گیا۔گھر کے لوگ اس کے پاس آ کر کہنے لگے کہ آج کی سی بدتر حالت میں ہم نے تم کو کبھی نہیں دیکھا۔قتیبہ نے کہا کہ جب میں لوگوں سے گفتگو کر رہا تھا تو اس وقت کسی نے میری بات کا جواب نہیں دیا جس نے میری بدن میں ایک آگ لگا دی اور جب غصہ آ گیا تو مجھے نہیں معلوم کہ میری زبان سے کیا نکلا۔قتیبہ کی اس تقریر نے تمام لوگوں میں برہمی پیدا کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب سلیمان کی خلافت کے موید ہو گئے اور قتیبہ کو معزول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔اس میں قبیلۂ بنواز د پیش پیش تھے۔یہ تمام لوگ حصین بن منذر کے پاس آئے اور اس سے یہ واقعہ بیان کیا اور کہا کہ قتیبہ نے خلیفہ سے بغاوت کرنے کا منصوبہ باندھا ہے لیکن اس میں دین اور دنیا دونوں کی تباہی ہے۔اس نے آج ہم لوگوں کو بھی بہت سخت سست کہا ہے۔اب تمہارا کیا مشورہ ہے؟ حصین نے جواب دیا کہ بنومُضر خراسان میں زیادہ ہیں اور بنوتمیم تو سب سے زیادہ آباد ہیں اور وہ

Marfat.com

خراسان کی فوج میں بکثرت ہیں لیکن وہ اس کے لیے کبھی رضامند نہ ہوں گے کہ یہ مسئلہ مضر کے علاوہ کسی دوسرے قبیلے کو طے کرنے دیا جائے۔۵ لہٰذا اگر تم ان کو اس میں شریک نہ کرو گے تو وہ خواہ مخواہ قتیبہ کا ساتھ دیں گے اور اس صورت میں تم کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔تمام لوگوں نے اس کو پسند کیا اور پوچھا کہ بنوتمیم میں کون شخص اس لائق ہے کہ اس کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا جائے۔حصین نے کہا کہ وکیع کے علاوہ کوئی دوسرا اس قابل نہیں ہے اس موقع پر حیّان نبطی، جو بنی شیبان کا مولی تھا، نے کہا میں بھی وکیع کے علاوہ اور کسی کو اس کام کے لائق نہیں سمجھتا جو اس کام میں جان توڑ کوشش کرے اور فوراً جنگ کے لیے مستعد ہو جائے۔اگر کوئی دوسرا حاکم خلیفہ کی جانب سے یہاں آ گیا وکیع اس کی پروا بھی نہیں کرے گا کہ اس پاداش میں وہ گرفتار کر لیا جائے کیونکہ اس کو کبھی انجام کی فکر ہی نہیں ہوتی۔اس کے علاوہ اس کے زیر اثر بہت سے قبائل ہیں جو اس کی اطاعت کے لیے تیار رہتے ہیں۔ساتھ ہی وکیع مظلوم بھی ہے کیونکہ قتیبہ سے اس نے جائداد مانگی تھی تو قتیبہ نے ضرار بن الضبی کو دے دی۔اس کے بعد لوگ ایک دوسرے سے خفیہ مشورے کرنے لگے۔

قتیبہ کو کسی نے یہ خبر پہنچا دی کہ حیّان ہی اس کے خلاف لوگوں میں اشتعال پیدا کر رہا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی اس نے دھوکے سے قتل کرنا چاہا چنانچہ قتیبہ نے ایک آدمی کو اس پر متعین کیا کہ وہ حیّان کو بلا کر دھوکے سے قتل کر ڈالے۔لیکن حیّان حکام کے خادموں سے بہت میل جول رکھتا تھا اس لیے اس کو خبریں معلوم ہو جاتی تھیں۔اس مرتبہ بھی قتیبہ کے خادموں نے جب یہ گفتگو سنی تو انھوں نے فوراً حیّان کو باخبر کر دیا۔جب قاصد اسے بلانے گیا تو اُس نے بیماری کا عذر پیش کر دیا۔اس کے بعد تمام لوگ وکیع کے پاس آئے اور سب نے مل کر اس کے سامنے یہ عرض داشت پیش کی کہ وہ اس مہم کو سر کرے۔وکیع نے قبول کر لیا۔اس وقت خراسان میں مندرجہ ذیل قبائل کی اس قدر فوجیں تھیں۔اہل بصرہ اور عالیہ کے نو ہزار آدمی تھے اور بنوبکر کے سات ہزار تھے جن کا سردار حصین بن منذر تھا، بنوتمیم کے دس ہزار سپاہی تھے ان کا قائد ضرار بن حصین تھا، بنوعبدالقیس کے چار ہزار آدمی تھے جن کا سردار عبداللہ بن علوان تھا، بنوازد کے دس ہزار تھے اور اُن پر عبداللہ بن حوذان امیر تھا۔اہل کوفہ کے سات ہزار تھے ان کا رئیس جہم بن زحر تھا اور آزاد غلاموں کی تعداد بھی سات ہزار تھی ان پر حیّان امیر تھا۔حیّان دیلم کا باشندہ تھا لیکن بعض روایت میں ہے کہ وہ خراسانی تھا چونکہ اس کی زبان میں لکنت تھی اس لیے اس کو نبطی کہنے

Marfat.com

لگے۔حیان نے وکیع کو کہلا بھیجا کہ میں تمہاری مدد اس شرط پر کروں گا کہ تم خراسان کا مشرقی حصہ جو نہر بلخ سے شروع ہوتا ہے میرے قبضے میں دے دو اور اس کے خراج کا مطلق العنان مجھ کو مالک بنا دو اور یہ شرط اس وقت تک رہے گی جب تک میں زندہ رہوں یا جب تک تم خراسان پر حکمراں رہو۔

وکیع نے اس کو بخوشی قبول کرلیا اس کے بعد حیان نے عجمی غلاموں سے کہا یہ لوگ خلاف مذہب جنگ کرنا چاہتے ہیں تم اُن کو اسی حال میں چھوڑ دو اور وکیع کا ساتھ دو وہ اس پر رضا مند ہو گئے اور تمام عجمیوں نے وکیع پر پوشیدہ طریقہ سے بیعت کرلی۔قتیبہ کو یہ خبر مل گئی کہ لوگ چپکے چپکے وکیع سے بیعت کر رہے ہیں۔چنانچہ اس نے ضرار بن سنان ضبی کو تحقیق احوال کے لیے بھیجا،اس نے بھی وکیع سے بیعت کرلی۔قتیبہ کو جب اس سے آگاہی ہوئی تو اس نے ضرار کو بلا بھیجا۔جب قتیبہ کا قاصد ضرار کے پاس آیا تو اُس نے دیکھا کہ وہ اپنے پاؤں پر کچھ دوا لگائے ہوئے ہے اور سر پر تعویذ باندھے ہے اور دو آدمی اس کے پاؤں پر دعا پڑھ کر پھونک رہے ہیں۔قاصد سے ضرار نے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرے پاؤں کی کیا حالت ہے اب میں کس طرح جا سکتا ہوں۔قاصد واپس چلا گیا۔قتیبہ نے اُس کو پھر بھیجا اور کہلا بھیجا کہ کسی سواری پر سوار ہو کر چلے آؤ۔اس نے جواب دیا کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں آسکوں۔قتیبہ نے کوتوال شہر کو حکم دیا کہ جاؤ وکیع کو لے آؤ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اُس کی گردن اڑا دو۔اس کے ساتھ کچھ سواروں کو بھی ساتھ کیا۔

بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ نے شعبہ بن ظہیر تمیمی کو اس کام پر بھیجا تھا۔وکیع نے اس کو کہا کہ اے ابن ظہیر ذرا ٹھہرو تو فوجیں تم سے مقابلے کے لیے نکلتی ہیں چنانچہ وکیع نے مسلح ہو کر لوگوں کو آواز دی اس پر ہر طرف سے لوگ جمع ہو گئے پھر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا۔ایک آدمی اس کے سامنے آیا وکیع نے اس سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ کے آدمی ہو؟ اس نے کہا کہ میں بنو اسد سے ہوں پھر پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا کہ میرا نام ضرغامہ ہے۔پھر سوال کیا کہ تم کس کے بیٹے ہو؟ اُس نے جواب دیا کہ میں لیث کا بیٹا ہوں۔وکیع نے ان سوالات کے بعد اپنا جھنڈا اس کے سپرد کر دیا۔بعض کہتے ہیں کہ جھنڈا عقبہ بن شہاب مازنی کے پاس تھا۔اتنے میں ہر طرف سے لوگ آکر جمع ہونے لگے۔

وکیع نے ان کو ساتھ لیا اور روانہ ہوا اور راستے میں یہ شعر پڑھنے لگا:

قوم اذا حمل مکروهة　　شدالشرا سیف لهاوالحزیم

Marfat.com

[جب کسی قوم پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو تلوار اس کی کمر اور اس کے سینے کو مضبوط کر دیتی ہے۔]

ادھر قتیبہ کے خاندان کے تمام لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور اس کے مخصوص احباب بھی آ کر بیٹھے۔ انھیں لوگوں میں ایاس بن بَیہس بن عمرو بھی تھا جو قتیبہ کا ابن عم تھا۔ قتیبہ نے اُن حالات کو دیکھ کر منادی سے کہا کہ وہ لوگوں کو مدد کے لیے پکارے، منادی نے بنو عامر کو آواز دی، کہ بنو عامر کہاں ہیں، تو محفّر بن جزء العلائی نے جواب دیا کہ جہاں تم نے بنو عامر کو رکھا ہے وہاں جا کر پکارو۔ قتیبہ نے اس قبیلے پر بہت ستم ڈھایا تھا اس لیے محفّر نے اس قسم کا جواب دیا۔ قتیبہ نے پھر منادی سے کہا کہ بنو عامر سے یہ کہہ دو کہ خدا اور اپنی قرابت کو یاد دلاتا ہوں۔ محفّر نے پھر کہا کہ تم ہی نے رشتۂ محبت توڑا ہے اور ہم لوگوں سے بے تعلقی پیدا کی ہے۔ قتیبہ نے جواب دیا کہ کہہ دو کہ خدا آخرت میں تم کو اس نیک کام کا اجر عظیم دے گا۔ محفّر نے کہا کہ خدا نے ایسے وقت کے لیے کبھی وعدہ نہیں فرمایا۔ قتیبہ یہ جواب سن کر پریشان ہو گیا اور یہ شعر پڑھنے لگا:

یانفس صبراً علی ما کان من الم　　　اذلم اجد لفضول العیش اقرانا

[اے نفس جو کچھ مصیبت اور تکلیف ہے اس کو برداشت کر کیونکہ اب زندگی کے لیے کوئی ہمدم اور رفیق نہیں ہے۔]

پھر اس نے اپنا گھوڑا منگایا لیکن گھوڑے کی شرارت کی وجہ سے وہ سوار نہ ہو سکا، یہ حالت دیکھ کر وہ تخت پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اس گھوڑے کو چھوڑ دو اب میری قضا آنے والی ہے۔ اسی اثنا میں حیّان نبطی عجمیوں کے پاس گیا قتیبہ نے یہ دیکھا تو وہ دانت پیسنے لگا۔ عبداللہ، قتیبہ کے بھائی نے حیّان کو للکارا کہ تم ان دشمنوں پر حملہ کرو اس نے جواب دیا کہ یہ وقت حملہ کرنے کا نہیں ہے۔ عبداللہ نے کہا اچھا تو میری کمان دے دو۔ حیان نے جواب دیا کہ آج کمان دینے، دلانے کا دن نہیں ہے۔ حیّان نے وہاں جا کر اپنے لڑکے سے کہا کہ تم جب مجھ کو اپنی ٹوپی الٹ کر وکیع کی فوج میں جاتے دیکھو تو عجمیوں کو ساتھ لے کر مجھ سے مل جاؤ۔ چنانچہ جب حیان نے اپنی ٹوپی الٹ کر پہنی اور وکیع کی طرف گیا تو تمام عجمی فوجیں وکیع کے لشکر گاہ میں داخل ہوئیں اور تکبیر کہنے لگیں۔

قتیبہ نے فوراً اپنے بھائی صالح کو اس طرف بھیجا۔ ابھی صالح وہاں تک پہنچا بھی نہ تھا کہ

Marfat.com

لوگوں نے یہ آواز دی کہ کون ہے جو اس لقمے کو نگلتا ہے؟ بنو ضبہ میں سے کسی نے ایک تیر مارا یہ تیر صالح کے سر میں لگا اور وہ گر پڑا۔ لوگ اسی حالت میں قتیبہ کے پاس اٹھا کر لے گئے اور اس نے اس کو مصلےٰ پر لٹایا اور کچھ دیر تک بیٹھا ہوگا کہ ہر طرف سے ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ عبدالرحمٰن بن مسلم بھی اس طرف گیا لیکن بازاری شور مچانے والوں نے اس کو بھی نشانہ بنایا اور قتل کر ڈالا۔ پھر سب نے قتیبہ کے اصطبل میں آگ لگادی اس کے بعد رفتہ رفتہ قتیبہ کی طرف بڑھے۔ بنو باہلہ کے کسی شخص نے قتیبہ کی جانب سے لڑائی شروع کی۔ قتیبہ نے اس سے کہا کہ تم اپنی جان بچالو۔ اس نے کہا کہ اگر میں تم کو چھوڑ دوں تو یہ تمہارے احسانوں کا بدترین معاوضہ ہوگا۔ تم نے ہم کو میدے کی نرم روٹیاں کھلائیں اور نرم کپڑے پہنائے ہیں۔ اتنے میں تمام لوگ ٹوٹ پڑے، خیمہ کی رسیاں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں۔ اس میں قتیبہ نے بہت سے زخم کھائے۔ جہم بن زحر نے سعد سے کہا کہ اُتر کر سر کاٹ لو چنانچہ سعد خیمہ پھاڑتا ہوا اندر پہنچا اور اس کا سر کاٹ لیا۔ قتیبہ کے ساتھ اس کے بھائیوں میں سے عبدالرحمٰن، عبداللہ، صالح، حصین، عبدالکریم اور مسلم بھی مقتول ہوئے اس کا بیٹا کثیر بھی مقتول ہوا۔ بعض روایت میں ہے کہ عبدالکریم قزوین میں مارا گیا۔

قتیبہ کے خاندان کے گیارہ آدمی مارے گئے صرف عمر بن مسلم کی جان بچ گئی جو قتیبہ کا بھائی تھا، اس کے ماموں نے اس کو چھڑا لیا کیونکہ اس کی ماں غبراء بنت ضرار بن قعقاع بن معبد بن زرارہ قید تھی۔ جب قتیبہ مقتول ہوگیا تو وکیع منبر پر چڑھ کر یہ کہنے لگا کہ میری اور قتیبہ کی مثال اس قول کی طرح ہے۔ پھر کہا:

من ینلک العیر ینلک نیاکا

[قتیبہ نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا اور میں اس سے زیادہ تیغ بکف تھا۔]

اُس نے اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

[لوگوں نے مجھ کو بار بار آزمایا ہے، میری قوت اور طاقت کا خوب اندازہ کیا ہے، دور سے بھی اور قریب سے بھی لیکن جب میں بڈھا ہوگیا تو انھوں نے بھی ہم کو بڈھا سمجھا اور ہم سے علیحدہ ہوگئے اور ہٹ گئے۔]

اس نے کہا: میں ابو مطرف ہوں پھر یہ شعر پڑھنے لگا:

Marfat.com

انا ابن خندف تنمینی قبائلها بالصالحات وعمی قیس عیلانا

[میں بنو خندف کا بیٹا ہوں جو ہمیشہ اچھے کاموں کے انجام دینے کے متمنی رہتے ہیں اور میرا چچا قیس عیلان سے ہے۔]

پھر اپنی داڑھی پکڑ کر یہ شعر پڑھنے لگا:

شیخ اذا حمل مکروھة شد الشرا سیف لھاو لحزیم

[جب کسی ضعیف آدمی پر کوئی مصیبت آتی ہے تو تلوار اس کی کمر اور اس کے سینے کو مضبوط کر دیتی ہے۔]

خدا کی قسم میں ضرور قتل کر دوں گا اور یقیناً ایسا کر دوں گا اور ضرور تمہارا سردار ایسا بدمعاش تھا کہ جس نے غلہ مہنگا کر دیا تھا۔ واللہ ایک قفیز کو چار درہم میں فروخت کرو ورنہ میں سولی دوں گا۔ اے مسلمانو! اپنے نبیؐ پر درود بھیجو۔ یہ کہہ کر منبر سے اترا اور قتیبہ کا سر اور اس کی انگوٹھی طلب کی۔ لوگوں نے کہا کہ بنواز د نے ان دونوں چیزوں کو اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ یہ سنتا تھا کہ وکیع غصے میں یہ کہتا ہوا نکلا کہ خدا کی قسم میں اس وقت تک چین نہ لوں گا جب تک قتیبہ کا سر میرے سامنے نہ آ جائے یا پھر میرا سر بھی اس کے ساتھ چلا جائے، حضین جو بنواز د کا سردار تھا اُس نے کہا کہ اے ابومطرف ذرا ٹھہرو۔ وہ سر تمہارے پاس ابھی آتا ہے۔ حضین فوراً بنواز د کے پاس آیا اور سر کے سپرد کرنے کا حکم دیا۔ بنواز د نے قتیبہ کا سر واپس کر دیا وکیع نے چند آدمیوں کے ساتھ یہ سر سلیمان کے پاس بھیج دیا ان لوگوں میں کوئی تمیمی نہ تھا۔ وکیع نے حیّان سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا۔

جب قتیبہ اور اس کے بھائیوں کا سر سلیمان کے پاس پہنچا تو اس وقت سلیمان کے پاس ہذیل ابن زفر بن حارث بھی بیٹھا تھا۔ سلیمان نے ہذیل سے پوچھا کہ کیا تم کو اس سے رنج پہنچا۔ اس نے کہا کہ مجھ ہی پر کیا موقوف ہے بہت سے لوگوں کے لیے افسوس ناک واقعہ ہے۔ سلیمان نے کہا کہ ان سب کے قتل کا میں نے ارادہ نہیں کیا تھا۔ سلیمان نے یہ جملہ محض ہذیل کی خاطر کہہ دیا کیونکہ ہذیل اور قتیبہ دونوں قیس عیلان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کے بعد سلیمان نے ان سروں کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

جب قتیبہ قتل ہو گیا تو ایک خراسانی نے کہا کہ اے عربو! تم لوگوں نے قتیبہ کی یہ عزت کی کہ قتل کر دیا۔ اگر یہ شخص ہمارے ملک کا ہوتا تو ہم اس کو ایک تابوت میں محفوظ کر لیتے اور اس کے واسطے

Marfat.com

سے سیراب ہوتے اور اس کی برکت سے لڑائیوں میں فتح یاب ہوتے۔ درحقیقت قتیبہ کے سوا خراسان میں کسی نے اتنے عظیم الشان کارنامے انجام نہیں دیے تھے۔ اس کی صرف ایک غلطی تھی کہ اس نے لوگوں کو دھوکا دیا اور یہ بھی حجاج کی ہدایت سے اُس نے ایسا کیا تھا۔

اصبہذ کو جب قتیبہ کے قتل کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ تم نے قتیبہ اور یزید بن مہلب دونوں کو قتل کر ڈالا۔ حالانکہ دونوں عرب کے بڑے سرداروں میں تھے کسی نے اس سے پوچھا کہ دونوں میں تمہارے نزدیک شان وشوکت والا انسان کون تھا اس نے کہا کہ اگر قتیبہ مغربی ممالک کے کسی گوشہ میں بھی مقید ہوتا اور یزید ہم پر برسر حکومت ہوتا تو ہمارے دل میں قتیبہ کی ہیبت یزید سے کہیں زیادہ ہوتی۔

فرزدق نے قتیبہ کے قتل پر یہ شعر کہا:

اتانی ورحلی فی المدینہ وقعة لآل تمیم اقعدت کل قائم

[میری سواری جب مدینہ میں تھی تو بنوتمیم کی یہ دردناک خبر ملی جس سے ہر شخص کی ہمت ٹوٹ گئی......]

عبدالرحمٰن بن جمانہ باہلی نے یہ مرثیہ کہا:

کان ابا حفص قتیبة لم یسر بجیش الی جیش ولم یعل منبرا

ولم تخفق الرایات والجیش حوله وقوف ولم یشهد له الناس عسکرا

دعته المنایا فاستجاب لربه وراح الی الجنات عفاً مطهراً

فمارُزی الاسلام بعد محمد بمثل ابی حفص فبکیه عبهرا

[گویا ابوحفص قتیبہ نے کسی فوج سے مقابلہ نہیں کیا اور منبر پر چڑھ کر کوئی خطبہ نہیں دیا۔ اور نہ اس نے جھنڈے اڑائے اور نہ لوگ اس کی لشکرگاہ میں جمع ہوئے اور نہ فوجیں اس کے گرد کھڑی ہوئیں۔ موت نے اس کو بلایا تو اس نے خدا کی اس دعوت پر لبیک کہا اور دنیا سے پاک وصاف ہو کر جنت میں چلا گیا۔ رسول اللہؐ کے بعد ابوحفص کی موت نے اسلامی دنیا کو سخت نقصان پہنچایا اس پر عبہر ماتم کر رہی ہے۔]

عبہر قتیبہ کی ام ولد تھی۔

بنوغسان کے بعض شیوخ نے یہ بیان کیا کہ ہم عقاب کی گھاٹی سے گذر رہے تھے کہ ایک

Marfat.com

مسافر نظر پڑا جس کے ہاتھ میں ایک لاٹھی اور تھیلی تھی ہم نے پوچھا کہ بھائی تم کہاں سے آ رہے ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ خراسان سے آ رہا ہوں۔ ہم نے پوچھا کہ کوئی نئی بات تم کو معلوم ہے؟ اس نے کہا کہ کل قتیبہ قتل ہو گیا ہم یہ سن کر ہکا بکا رہ گئے جب اس نے ہمارا انکار دیکھا تو کہا کہ ''تم لوگ آج کی رات مجھ کو افریقہ کے کسی مقام پر دیکھو گے؟'' یہ کہہ کر وہ رخصت ہو گیا ہم نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بہت کچھ اس کا تعاقب کیا لیکن وہ نظروں سے تیز جا رہا تھا۔

متفرق واقعات

بعض روایت میں ہے کہ قرہ بن شریک، امیر مصر نے اسی سال ماہ صفر میں وفات پائی لیکن بعض ۹۵ھ میں بتاتے ہیں اور یہ اسی مہینہ کا واقعہ ہے کہ جس میں حجاج نے انتقال کیا تھا۔

اس سال ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا اور یہ اس وقت حاکم مدینہ تھا۔ مکہ پر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید حکمران تھا۔ عراق کی جنگ پر اور مذہبی انتظامات کی درستی کے لیے یزید بن مہلب متعین کیا گیا تھا اور خراج کی وصولی کے لیے صالح بن عبدالرحمٰن مقرر کیا گیا تھا۔

بصرہ میں یزید بن مہلب کی جانب سے سفیان بن عبداللہ کندی عامل تھے اور عبدالرحمٰن بن اذینہ وہاں کے قاضی تھے اور کوفہ کے قاضی ابوبکر بن ابی موسیٰ تھے۔ خراسان کی جنگ پر وکیع بن ابی سود مامور تھا۔

وفیات

قاضی شریح نے اسی سال وفات پائی بعض روایت میں ہے کہ ۹۷ھ میں ان کا انتقال ہوا اور اُن کی عمر اُس وقت ایک سو برس تھی۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے بھی اس سال قضا کی۔ محمود بن لبید انصاری نے بھی اسی سال وفات پائی وہ صحابی تھے۔

ولید ہی کے زمانے میں عبداللہ بن مُحیریز، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ صحابی تھے، وفات پائی۔ انہیں ''مقبری'' اس وجہ سے کہتے تھے کیونکہ وہ اکثر مقبروں میں رہا کرتے تھے۔

Marfat.com

اسی سال ابراہیم بن یزید النخعی کا انتقال ہوا۔وہ بہت بڑے فقیہ تھے۔اسی سال ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کا انتقال ہوا،اُن کی عمر پچھتر برس تھی۔ولید بن عبدالملک کی زندگی ہی میں عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کا انتقال ہوا۔محمد بن اسامہ بن زید بن حارثہ اور عباس بن سہل بن سعد الساعدی دونوں کا اسی سنہ میں انتقال ہوا۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ مراد ہے مسیلمہ کذاب، جس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا۔

۲۔ مراد ہے سجاح بن تمیمیہ، جس کا تعلق بنوتمیم سے تھا اور جس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا۔

۳۔ بنوعبدالقیس پہلے زراعت اور کھیتی باڑی سے وابستہ تھے،قتیبہ نے فوج بنائی تو یہ شہ سوار بن گئے۔

۴۔ یہ دونوں پودے ہیں۔

۵۔ قبائل ازد اور مُضر میں شدید قبائلی عصبیت تھی۔بنوتمیم کا تعلق بھی مُضر سے تھا،گویا قتیبہ کی فوج میں اکثریت مُضریوں کی تھی،وہ خود بھی مُضری تھا۔بنوازد کی تعداد کم تھی۔اس لیے ان کو یہ مشورہ دیا گیا کہ وہ خود بغاوت کرنے کے بجائے مُضریوں کے ذریعہ یہ کام کرائیں۔

۶۔ لیکن رجال کی کتابوں مثلاً اکمال فی اسماء الرجال میں ان کو تابعی لکھا گیا ہے۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب۔۲۴

۹۷ھ کے واقعات

عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کا قتل

اس کے قتل ہونے کی صورت یوں ہوئی کہ جب موسیٰ بن نصیر نے اُس کو اپنی جگہ اندلس کر حکمراں بنادیا اور وہ خود شام واپس چلا گیا، تو عبدالعزیز نے ملک کے تمام انتظامات کو درست کرلیا اور اپنی حکومت کو بیرونی حملوں سے محفوظ کرلیا۔ یہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک کو بھی جواب تک زیرنگیں نہیں ہوئے تھے، فتح کرلیا جس سے حکومت کی شان دوبالا ہوگئی۔ عبدالعزیز خود بھی بہت اچھا اور فیاض آدمی تھا۔ اس نے رزریق سابق شہنشاہ اندلس کی ملکہ سے شادی کرلی تھی، اس عورت نے اس کو اپنے حسن و جمال، ناز و انداز سے اپنا شیدائی بنالیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ امور مملکت میں بھی دخل دینے لگی۔ ایک مرتبہ اس نے عبدالعزیز کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ وہ اعیان سلطنت اور تمام رعایا کو یہ حکم دے کہ جب وہ دربار میں داخل ہوں تو بادشاہ کے سامنے سجدہ کریں جس طرح رزریق کے لیے اس کی عوام سجدہ کرتی تھی۔ عبدالعزیز نے کہا کہ سجدہ کرنا ہمارے مذہب میں قطعاً ناجائز ہے اس لیے میں کبھی مذہب کے خلاف یہ حکم نہیں دے سکتا لیکن یہ عورت اس کو برابر اکساتی رہی جس سے عبدالعزیز نے مجبور ہوکر دربار میں ایک چھوٹا سا دروازہ لگادیا، چنانچہ جب کوئی شخص آتا تھا تو لامحالہ سر کو جھکا کر حاضر ہوتا تھا۔ جس سے رکوع کی ایک صورت پیدا ہوجاتی تھی۔ اس کی بیوی اس پر راضی ہوگئی اور اسی کو سجدہ کے قائم مقام سمجھنے لگی اور عبدالعزیز سے کہنے لگی کہ ہاں اب تم میں شاہی رعب معلوم ہوتا ہے۔ صرف اتنی کسر رہ گئی ہے کہ سر پر کوئی بہترین تاج نہیں ہے میں تمہارے لیے سونے کا ایک تاج بنوادوں گی جس میں

Marfat.com

چاروں طرف موتی، زمرد، جڑوادوں گی۔عبدالعزیز نے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا،لیکن آخر اُس کو تاج پہننا پڑا۔عبدالعزیز کی جب یہ حالت عام مسلمانوں تک پہنچی تو اُن کو یہ یقین ہوگیا کہ عبدالعزیز نصرانی ہوگیا ہے۔چنانچہ وہ اُس کے قتل پر آمادہ ہوگئے اور کچھ دروازے پر آکر جمع ہوگئے اور پھر اس پر حملہ آور ہوئے اور ۹۷ھ کے آخر میں اُس کو قتل کرڈالا۔

بعض روایت میں ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے اس کے قتل کے لیے چند آدمیوں کو بھیجا تھا کیونکہ وہ اس کے والد موسیٰ بن نصیر سے اس وقت ناراض تھا،یہ جماعت اندلس پہنچی عبدالعزیز ایک دن محراب میں کھڑے ہوکر صبح کی نماز پڑھ رہا تھا۔سورۃ فاتحہ کے بعد اس نے سورۃ واقعہ شروع کی،اُن لوگوں نے ایک ہی وار میں سر کاٹ لیا اور سر سلیمان کے پاس لے کر دوڑے۔سلیمان نے موسیٰ کے پاس بھیج دیا۔موسیٰ نے اپنے بیٹے کا سر دیکھ کر بہت صبر سے کام لیا اور کہا کہ خدا اس کی شہادت کو مبارک بنائے تم لوگوں نے اس کو بے گناہ قتل کیا۔یہ بہت بڑا زاہد اور عابد تھا۔سلیمان کی غلط کارروائیوں میں سے ایک یہ بھی تھی اس روایت کے مطابق عبدالعزیز ۹۸ھ کے آخر میں مقتول ہوا۔

سلیمان نے عبدالعزیز کے بعد حرب بن عبدالرحمٰن ثقفی کو اندلس کا حاکم مقرر کیا جس کو عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت کے زمانہ میں معزول کردیا۔عبدالعزیز کے قتل کا یہ مختصر واقعہ تھا جو میں نے بیان کردیا۔اسی سال سلیمان نے عبداللہ بن موسیٰ کو بھی افریقہ کی حکومت سے برطرف کردیا اور محمد بن یزید قریشی کو وہاں کا حکمراں بنادیا۔سلیمان کی زندگی میں محمد تو وہیں رہا لیکن اس کے مرنے کے بعد جب عمر بن عبدالعزیز کا دور دورہ ہوا تو وہ بھی اپنی خدمت سے ہٹادیا گیا اور ۱۰۰ھ میں اسمٰعیل بن عبیداللہ کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔اسمٰعیل بہت ہی خوش خلق آدمی تھا۔اس کے کریمانہ اخلاق نے بربروں کو اسلام کا شیدائی بنادیا چنانچہ اسی کے زمانہ میں وہ سب اسلام لائے۔

یزید بن مہلب حاکم خراسان

سلیمان نے جب یزید کو عراق کا مطلق العنان حاکم بنادیا تو یزید نے دل میں سوچا کہ عراق تو حجاج نے بالکل تباہ کردیا ہے میں خود عراق کا باشندہ ہوں جب میں حکومت کرنے جاؤں گا اور لوگوں پر خراج کے وصول کے لیے زور دوں گا،سرکشوں کو سزائیں دوں گا تو میں بھی حجاج کی طرح ظالم

Marfat.com

اورسفاک ہوجاؤں گا۔لوگوں پرقید خانہ اوردوسری سزائیں پھرواپس آجائیں گی جس سے وہ کشیدہ خاطر ہوجائیں گے اور یہ بھی ہے کہ حجاج جتنا خراج وصول کر کے دارالخلافہ بھیجتا تھا اگر اسی قدر میں نہ بھیجوں گا تو سلیمان مجھ سے ناراض ہوجائے گا۔ان باتوں کو سوچ کر یزید، سلیمان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں ایک تجربہ کار آدمی کو خراج کے لیے پیش کرتا ہوں آپ یہ کام اس کے سپرد کردیجیے، سلیمان نے کہا کہ وہ کون ہے یزید نے صالح بن عبدالرحمٰن کا نام لیا چنانچہ سلیمان نے اس کو خراج پر مقرر کردیا اورعراق بھیج دیا۔صالح واسط جاکر مقیم ہوااور یزید بھی وہاں پہنچا،لوگ اس کے استقبال کے لیے باہر نکلے لیکن صالح اپنی جگہ سے نہ اٹھا۔جب یزید بالکل قریب پہنچا تو صالح بھی مسلح ہوکر پیش قدمی کے لیے آگے بڑھا اس وقت چارسو شامی فوجیں اس کے جلو میں تھیں۔صالح نے یزید سے ملاقات کی اور ساتھ ہولیا۔

یزید اب مطمئن ہوکر عراق میں مقیم ہوگیا کیونکہ خراج کی بلا اس کے سر سے ٹل چکی تھی لیکن صالح اپنے معاملات میں بہت سخت آدمی تھا کسی چیز کو یزید کے قبضے میں ناجائز طریقہ پر رہنے نہ دیتا تھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ یزید نے ایک ہزار خوان تیار کرائے تاکہ لوگوں کو دعوت کرسکے اور آیندہ کے لیے کارآمد ہوں تو صالح نے اس کو یزید سے لے لیا کیونکہ یزید نے ان کو بیت المال کے روپوں سے تیار کرایا تھا۔آخرکار یزید نے کہا کہ ان کی ثلث قیمت میرے نام پر لکھ دو میں اس کو ادا کردوں گا تب صالح نے ان ہزار خوانوں کو یزید کے حوالے کردیا۔اسی طرح ایک دفعہ یزید نے کچھ چیزیں خریدی تھیں اور صالح کے نام پر ایک دستاویز لکھ دی کہ اس کی قیمت تم ادا کردو۔صالح نے اس کو واپس کردیا اور کہا کہ خراج کا انتظام اس طرح ہرگز نہیں ہوسکتا۔تم جس طرح کام کرتے ہو امیرالمومنین بھی خوش نہیں ہوسکتے بلکہ ان تمام چیزوں کا مواخذہ تمہارے سر ہوگا۔یزید نے صالح کو باتوں ہی باتوں میں ہنسا دیا اور اس کا سارا غصہ فرو کردیا اور کہا کہ بھائی اس مرتبہ اس کی قیمت تم ادا کردو آیندہ سے میں خود احتیاط کروں گا۔صالح نے خزانہ شاہی سے ان کی قیمت دلادی۔

سلیمان نے اب تک خراسان کی حکومت یزید کے سپرد نہیں کی تھی لیکن یزید اس کا متمنی تھا کیونکہ وہ عراق کی حکمرانی سے صالح کی سخت گیریوں کی وجہ سے خوش نہیں تھا،اس غرض سے اُس نے عبداللہ بن اہتم کو بلا بھیجا تاکہ مشورہ طلب کرے۔عبداللہ جب آیا تو اس سے یزید نے کہا کہ میں تم کو

Marfat.com

ایک بات کی تکلیف دینا چاہتا ہوں، کیا تم اُس کو انجام دو گے عبداللہ نے وعدہ کیا کہ میں اس کام کو ضرور کروں گا یزید نے کہا کہ تم بخوبی واقف ہو کہ میں کس قدر مصیبت اور تکلیف میں پھنس گیا ہوں، صالح کا ظلم بھی بڑھتا جاتا ہے، خراسان کی حالت بھی نازک ہے کیا تم ایسی ترکیب کر سکتے ہو کہ میں خراسان کا حاکم بنادیا جاؤں۔ عبداللہ نے کہا کہ ہاں ایک صورت ہے وہ یہ ہے کہ تم مجھ کو امیرالمومنین کے پاس بھیج دو، تو میں ان کو اس پر رضامند کرلوں گا۔ یزید نے پھر عبداللہ سے کہا کہ ان باتوں کا راز کسی پر ظاہر نہ کرو۔ اس کے بعد یزید نے سلیمان کو خط لکھا۔ جس میں عراق کی حالت سے اطلاع دی اور عبداللہ بن اھتم کے اس وصف کی بڑی تعریف کی کہ وہ عراق کی حالت سے کامل واقفیت رکھتا ہے۔ اس خط کے روانہ کرنے کے بعد ہی عبداللہ کو بھی شام کو بھیج دیا۔ عبداللہ جب دربار پہنچا تو سلیمان نے اس کو بیٹھایا اور اس سے کہا کہ یزید نے تو تمہاری بڑی تعریف لکھی ہے اور یہ لکھا ہے کہ عبداللہ کو خراسان اور عراق کے اندرونی حالات سے خوب واقفیت حاصل ہے۔ عبداللہ نے کہا چونکہ میں وہیں پیدا ہوا اور وہیں میں نے پرورش پائی اس وجہ سے جو معلومات مجھ کو حاصل ہیں وہ کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتی۔ سلیمان نے کہا اچھا تو خراسان کی حکومت کے لیے کسی کا نام پیش کرو۔ عبداللہ نے کہا کہ امیرالمومنین اس معاملہ میں مجھ سے زیادہ واقف کار ہیں اگر آپ کسی کا نام تجویز فرمائیں تو البتہ میں اُس کے متعلق اپنی ناقص رائے دے دوں گا۔ سلیمان نے ایک قریشی کا نام لیا تو عبداللہ نے کہا کہ یہ خراسان کے سنبھالنے کے قابل نہیں ہے۔ پھر اس نے عبدالملک بن مہلب کا نام لیا تو عبداللہ نے کہا کہ وہ تو اس کام کے لائق ہی نہیں۔ نہ تو اس میں اپنے باپ کی چالاکی اور پھرتی ہے اور نہ اپنے بھائی کی سی شجاعت اور بہادری ہے۔ سلیمان نے اور بھی دوسرے لوگوں کے نام پیش کیے۔ عبداللہ نے سب کو ناقص ٹھہرایا آخر میں وکیع بن ابی اسود کے متعلق دریافت کیا تو اس پر عبداللہ نے کہا کہ وکیع بلاشبہ ایک بہادر اور تجربہ کار آدمی ہے ہمیشہ بڑی بڑی مہموں میں پیش پیش رہتا ہے وکیع سے بڑھ کر میرا کوئی محسن بھی نہیں ہے کیونکہ اس نے میرے دشمن سے انتقام لیا اور اس سے مجھ کو نجات دلائی اس احسان کی وجہ سے وہ بہت قابل شکریہ ہے لیکن مجھے امیرالمومنین کو صحیح حالات بتانا بھی فرض ہے اس لیے گزارش یہ ہے کہ وکیع میں سب خوبیاں ہیں لیکن عیب یہ ہے کہ جب کبھی سو آدمی اس کے پاس جمع ہوئے تو اس کے دل میں دھوکا اور دغابازی کے خیالات پیدا ہو گئے۔ وہ جماعت کے ساتھ کام کرنے میں سست رہتا ہے لیکن فتنہ پردازی میں چالاک ہے۔

Marfat.com

سلیمان، عبداللہ کے انکار سے گھبرایا اور کہنے لگا کہ تمہارا برا ہو اگر وہ ایسا شخص نہیں ہے جس سے مدد مل سکے تو پھر کون شخص اس قابل ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ ایک شخص ہے جس کا نام آپ نے نہیں لیا۔ سلیمان نے کہا کہ وہ کون ہے۔ اس نے کہا کہ اگر آپ اس کو پوشیدہ رکھیں اور اس شخص سے مجھ کو پناہ دینے کا وعدہ کریں تو میں نام بتاتا ہوں، سلیمان نے ان باتوں کا وعدہ کیا۔ عبداللہ نے کہا کہ یزید ہی اس قابل ہے کہ وہ خراسان کا حاکم بنایا جائے۔ سلیمان نے کہا کہ یزید تو عراق کی حکومت کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں وہ عراق میں رہنا نہیں چاہتا ہے اگر آپ اس کو خراسان جانے کا حکم دیں گے تو وہ کسی کو اپنا جانشین بنا کر خراسان چلا جائے گا۔

سلیمان نے اس کی رائے پسند کی اور یزید کو حاکم خراسان بنانے کا فرمان لکھا اور عبداللہ بن اھتم کے ساتھ روانہ کر دیا۔ عبداللہ جب یزید سے جا کر ملا تو اس نے فوراً خراسان چلے جانے کی رائے دی چنانچہ یزید نے اپنے لڑکے مخلد کو اسی دن خراسان بھیج دیا اور کچھ دن بعد خود بھی چلا گیا۔ عراق کے ضلعوں میں مختلف لوگوں کو اپنا قائم مقام بنا دیا۔ جراح بن عبداللہ حکمی کو شہر واسط کا حاکم بنا دیا اور عبداللہ بن ہلال کلابی کو بصرہ پر متعین کیا اور بصرہ کے دیگر کاموں کے انجام دینے کے لیے اپنے بھائی مراون بن مہلب کو مقرر کیا کیونکہ اس کے تمام بھائیوں میں مروان ہی اس کے نزدیک بہت قابل اعتماد تھا کوفہ میں چند مہینوں تک حرملہ بن عمیر اللخمی کو قائم مقام بنایا اور پھر اس کو معزول کر کے بشیر بن حیان نہدی کو وہاں کا امیر بنایا۔

بنو قیس کے جو لوگ خراسان میں آباد تھے ان کا یہ خیال تھا کہ قتیبہ نے بغاوت نہیں کی تھی اور نہ اس نے خلیفہ کو معزول کیا تھا۔ جب یزید خراسان پہنچا تو سلیمان نے اسے حکم دیا کہ وہ قتیبہ کے بارے میں معلوم کرے، اگر قیس یہ واضح بیان دیں کہ قتیبہ نے خلیفہ کے خلاف بغاوت نہیں کی تھی تو اس پر وکیع کو گرفتار کر لو۔ لیکن مخلد بن یزید نے مرو پہنچنے کے ساتھ ہی وکیع اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا، اور اُن کو جیل خانہ میں بڑی تکلیفیں دینے لگا یہ تمام واقعات یزید کے آنے سے قبل ہو چکے تھے۔ وکیع نو یا دس مہینے تک خراسان کا حاکم رہا تھا اس کے بعد یزید خراسان پہنچ گیا اس نے بھی بعض شامیوں اور خراسانیوں کو سخت تکلیفیں دینی شروع کیں۔ نہار بن توسعہ نے انھیں واقعات پر یہ اشعار کہے ہیں:

وما کنا نومل من امیر کما کنا نومل من یزید

Marfat.com

فاخطا ظننا فیه وقد ما — زھد نافی معاشرۃ الزھید

اذالم یعطنا نصفاً امیر — مشینا نحوہ مشی الاسود

فمھلاً یایزید انب الینا — ودعنا من معاشرۃ العبید

نجیء ولا نری الا صدودًا — علیٰ انا نسلم من بعید

ونرجع خائبین بلانوالٍ — فما بال التجھم والصدود

[ہم کسی امیر سے اتنی بہترین توقعات نہیں رکھتے تھے جتنا کہ یزید بن مہلب سے رکھتے تھے۔ لیکن ہمارا خیال غلط تھا، ہم نے عرصے سے بدخلق لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی چھوڑ دی۔ اگر کوئی امیر ہمارے ساتھ انصاف کا برتاؤ نہیں کرے گا تو ہم بھی سانپ کی چال چلیں گے۔ اے یزید ہم پر رحم کر اور ہماری طرف نظر عنایت کر اور غلاموں کی طرح زندگی بسر کرنے سے ہم کو نجات دے۔ ہم بلائے جاتے ہیں لیکن سوائے لاپروائی کے ہم کچھ نہیں دیکھتے اور ہم کو دور ہی سے سلام کر کے رخصت کر دیا جاتا ہے۔ اور بغیر کسی مراحم خسروانہ کے ہم محروم واپس کر دیے جاتے ہیں تو پھر ناراضی اور کشیدگی کیوں ہے۔]

متفرق واقعات

سلیمان نے اس سال قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کے لیے فوجیں روانہ کی۔ اپنے لڑکے داؤد کو غزوہ صایفہ کا امیر العسکر بنایا۔ اس نے اس سال قلعہ مراۃ فتح کیا۔ مسلمہ نے وضاحیہ کے ملک میں اس سال جنگ کی اور اس قلعہ کو فتح کر لیا جس کو بادشاہ وضاح نے فتح کیا تھا۔ عمر بن ہبیرہ نے روم میں بحری معرکے کیے اور اُس نے موسم سرما وہیں گذارا۔ سلیمان نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ داؤد بن طلحہ حضرمی کو مکہ کی حکومت سے سلیمان نے معزول کر دیا اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد کو حاکم بنایا۔ داؤد نے چھ مہینے تک وہاں حکومت کی۔ دوسرے صوبوں کے عمال وہی تھے جن کا ذکر کیا جا چکا۔

وفیات

عطاء بن یسار نے اسی سال انتقال کیا بعض روایت میں ہے کہ ۱۰۳ھ میں اُنھوں نے

Marfat.com

وفات پائی۔موسیٰ بن نصیر، فاتح اندلس نے بھی اسی سال قضا کی۔جب وہ سلیمان کے ساتھ حج کو جارہا تھا توراستہ میں قضا کی۔قیس بن ابی حازم البجلی نے اس سال وفات پائی اُن کی عمر سو سے تجاوز کرچکی تھی۔رسول اللہؐ کے پاس قبول اسلام کے لیے مدینہ آئے تھے لیکن جب وہاں پہنچے تو آپؐ کا وصال ہو چکا تھا۔عشرہ مبشرہ سے انھوں نے حدیثیں روایت کی ہیں بعض نے لکھا ہے کہ صرف عبدالرحمٰن بن عوف سے اُنھوں نے روایت نہیں کی ہے آخر میں ہذیان کی کیفیت غالب ہوگئی تھی۔

سالم بن ابی جعد مولیٰ اشجع نے بھی اسی سال وفات پائی،اَبی جعد کا اصلی نام رافع تھا۔

Marfat.com

باب۔۲۵

۹۸ھ کے واقعات

محاصرہ قسطنطنیہ

اس سال سلیمان دابق گیا اور وہاں سے اس نے ایک بڑی زبردست فوج تیار کر کے مسلمہ بن عبدالملک کی سیادت میں قسطنطنیہ کی طرف بھیجی۔ اسی زمانہ میں روم کا بادشاہ مر گیا تھا اس وجہ سے مملکت روم میں ایک عام تشویش پیدا ہوگئی تھی۔ الیون آذربائیجان سے دوڑا ہوا سلیمان کے پاس آیا اور اس کو روم کی فتح کا یقین دلایا بلکہ وعدہ کیا کہ ہم اس کو فتح کرائیں گے۔ سلیمان تو اسی ارادے میں بیٹھا تھا فوراً اس نے مسلمہ کو اس فوج کے ساتھ روانہ کر دیا۔ الیون اور مسلمہ دونوں مل کر قسطنطنیہ کی طرف چلے۔ جب شہر کے قریب پہنچے تو مسلمہ نے فوج کو حکم دیا ہر شخص اپنے گھوڑے پر دو سیر غلّہ رکھ لے اور اس کو قسطنطنیہ تک لیتا جائے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو یہ تمام غلّہ ایک جگہ جمع کیا گیا جو تھوڑی ہی دیر میں ایک پہاڑ کے مانند ہو گیا لیکن کسی کو اس میں سے کھانے کی مطلق اجازت نہیں تھی بلکہ یہ حکم تھا کہ ادھر اُدھر لوٹ مار کر کھایا کرو اور ان غلّوں سے زراعت شروع کرو۔ لوگوں نے لکڑیوں کے چھوٹے چھوٹے مکانات بنائے جس میں انھوں نے موسم سرما اور گرما دونوں گذارا۔ اس مدت میں زراعت بھی شروع ہوگئی بلکہ پیداوار بھی ہونے لگی۔ زراعت سے جو غلّہ بچ گیا وہ میدانوں میں دھرا تھا لوگ کچھ تو پیداوار سے پیٹ بھرتے تھے اور اکثر لوٹ مار سے اوقات بسر کرتے تھے۔ مسلمہ بہرحال رومیوں کے سینہ پر سوار رہا۔ امراء قوم میں سے خالد بن معدان، مجاہد بن جبر اور عبداللہ بن ابی ذکریا خزاعی وغیرہ ساتھ تھے۔

رومیوں نے ہر شخص کی طرف سے ایک دینار پر مسلمہ سے صلح کرنی چاہی لیکن اس نے انکار

Marfat.com

کر دیا۔آخر کار اُنھوں نے الیون کو ملایا اور کہا کہ تم اگر مسلمہ کو کسی طرح واپس کر دو گے تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنالیں گے،الیون نے اُس کا وعدہ کیا کہ وہ کسی حیلے سے مسلمہ کو پلٹا دے گا چنانچہ وہ مسلمہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ رومیوں کو یہ پتہ چل گیا ہے کہ تم لڑنا نہیں چاہتے۔ بلکہ جب تک کھانے کا سامان رہے گا ٹھہرے رہو گے اس لیے اگر تم اس غلّے کو جلا دو تو وہ فوراً اطاعت قبول کرلیں گے۔مسلمہ اس دھوکے میں آگیا اور اُس نے تمام غلّے کو خاک سیاہ کر دیا۔ رومی یہ دیکھتے ہی دلیر ہو گئے کیونکہ مسلمانوں کے پاس ذخیرہ نہیں رہا اور مسلمانوں کو اب پوری ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا۔اسی اثنا میں سلیمان کے انتقال کی خبر ملی۔

بعض روایت میں ہے کہ الیون نے مسلمہ کو دوسرا دھوکا دیا وہ یہ تھا کہ الیون نے مسلمہ سے کہا کہ اس قدر غلّہ رومیوں کے پاس بھیج دو جس سے وہ رات گذار سکیں اس سے اُن کے دل پر یہ اثر پڑے گا کہ وہ یہ سمجھیں گے کہ مسلمہ اور الیون کا معاملہ ایک ہے اور ساتھ ہی اُن کو قید کے خوف سے بے خوف کر دو اپنے شہروں میں آمد و رفت کی اجازت دے دو۔ مسلمہ نے یہ تمام باتیں منظور کرلیں الیون نے کشتیاں تیار کر رکھی تھیں رات ہی کو لوگ غلہ اپنے اپنے گھروں کو لے کر چلے گئے اور بہت کم غلہ باقی رہا۔ صبح ہوتے ہی الیون نے طبل جنگ بجا دیے یہ ایک زبردست دھوکا تھا الیون نے اسلامی فوجوں پر حملہ کرنا شروع کر دیا حالانکہ وہ اطمینان سے ادھر اُدھر گشت لگا رہی تھیں۔ایک دستہ دوسرے سے مل نہ سکا۔ خوف ایسا طاری ہوا کہ لشکر گاہ سے کوئی نکلنا نہیں چاہتا تھا۔کھانے کی جتنی چیزیں تھیں وہ ختم ہو گئیں مسلمانوں کو کچھ نہ ملا تو جانوروں کے چمڑے اور گوشت کھانے لگے وہ بھی ختم ہو گئے تو درخت کی پتیوں پر قناعت کرنے لگے۔

سلیمان اس وقت تک دابق ہی میں تھا وہ مسلمہ کو کسی قسم کی کوئی مدد نہیں پہنچا سکا۔سلیمان نے اس سال اپنے لڑکے ایوب کے لیے بیعت لی تھی لیکن وہ سلیمان سے قبل ہی مر گیا۔شہر صقالبہ اس سال فتح ہوا۔ برجان کے باشندوں نے بھی مسلمہ پر دھاوا کیا تھا حالانکہ اس کی حالت قلت تعداد سے پہلے ہی خراب تھی لیکن اس نے فوراً سلیمان سے مدد طلب کی۔ سلیمان نے مدد بھیجی پہلے صقالیہ کے لوگ دھوکہ دیتے رہے لیکن آخر میں شکست کھا گئے۔ولید بن ہشام اور عمرو بن قیس نے بھی اس سال جنگ کی۔ انطا کیہ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ولید نے رومیوں کی بڑی تعداد کو قتل کر ڈالا اور کچھ کو قید کرلیا۔

Marfat.com

جرجان اور طبرستان کی فتح

اس سال یزید بن مہلب جب خراسان پہنچ گیا تو اس نے جرجان اور طبرستان پر حملہ کی تیاری شروع کی اس کی صورت اصل میں یہ ہوئی کہ یزید جب شام میں سلیمان کے ساتھ رہتا تھا تو اکثر قتیبہ کی فتوحات کی خبریں سلیمان کے پاس آتی رہتی تھیں۔ سلیمان یزید سے قتیبہ کی بڑی تعریف کرتا تھا کہ دیکھو خدا کس طرح قتیبہ کو فاتح اعظم بنا رہا ہے اور کیسے بڑے بڑے شہر اس کے قبضہ میں آ رہے ہیں۔ یزید کو اس کی تعریف ناگوار خاطر ہوتی تھی اس لیے وہ کہتا تھا کہ جرجان پر کسی نے اب تک پیش قدمی نہیں کی، حالانکہ وہاں کے باشندے مسافروں کو ستاتے ہیں، قافلوں کو لوٹتے ہیں، قومس اور نیشاپور کے لوگوں کو تو بالکل تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ان ممالک کو فتح کرنا کون سی بڑی بات ہے جن کو قتیبہ نے فتح کیا ہے۔ اصل تو جرجان پر فتح کا جھنڈا نصب کرنا مردانگی اور جواں مردی کا کام ہے۔ جب یزید خود خراسان کا حاکم ہوا تو پہلے ہی سے لڑائی دل میں ٹھانے بیٹھا تھا۔ فوراً شامی، عراقی، خراسانی باشندوں کی ایک ایک لاکھ فوج تیار کر کے روانہ ہوا۔ رضا کاروں اور غلاموں کے چھوٹے چھوٹے دستے اس کے علاوہ تھے۔ جرجان کی حالت نہایت ابتر تھی مدنیت کی اس میں بو باس تک نہ تھی، نہ شہروں کی طرح آراستہ تھا بلکہ ہر طرف پہاڑ، ٹیکریاں اور اونچے اونچے ٹیلے نظر آتے تھے، شہر کے دروازے مختلف تھے ایک شخص اگر ایک دروازہ پر کھڑا ہوتا تو دوسرے کو وہاں تک پہنچنا مشکل تھا۔

یزید نے قہستان سے حملے کی ابتدا کی اور وہیں محاصرہ کر کے جم گیا۔ وہاں کے باشندے ترکی تھے وہ بار بار قلعہ سے باہر نکل کر مسلمانوں سے مقابلہ کرتے اور جب شکست کھاتے تو قلعہ میں گھس جاتے۔ روزآنہ جنگ کا یہی نقشہ رہتا۔ ایک دن دونوں جانب سے پُر زور لڑائی شروع ہوئی۔ اثنا جنگ میں محمد بن ابی بکرہ نے ایک ترکی پر حملہ کیا جو دوسرے لوگوں کو عاجز کر رہا تھا۔ دونوں نے مل کر ایک دوسرے پر وار کیا۔ ترکی کی تلوار محمد کے خود میں پھنس کر رہ گئی اور محمد کا وار کارگر ہو گیا اور اس صدمہ سے ترکی مر گیا۔ محمد کی تلوار اس کے خون سے رنگین تھی لیکن ترکی کی تلوار محمد کے خود میں پھنسی رہی اس عجیب منظر کو دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ گئے۔

ایک دفعہ یزید چار سو مسلح شہسواروں کو اس خیال سے لے کر نکلا کہ قلعہ تک پہنچے کو کوئی راستہ

Marfat.com

تلاش کریں لیکن یکایک ترکوں کی چار ہزار فوج مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی۔ دونوں طرف کی فوجوں نے دل کھول کر مقابلہ کیا۔ یزید نے فوج کی قلت کے باوجود بہت استقلال اور ہمت سے کام لیا۔ فوج کے لوگ پیاسے تھے اس لیے موقع پا کر پانی کا مقام تلاش کرنے لگے۔ ایک پانی کے مقام پر پہنچے اور سیراب ہوئے دشمن بھی اپنی فوج کے ساتھ واپس گیا۔ اس دن کے بعد سے یزید نے ان پر متواتر حملے کیے جس سے وہ بالکل کمزور ہو گئے اُن کی رسد بند ہو گئی اور ہر قسم کی تکلیف شروع ہو گئی آخر کار قہستان کے بادشاہ صول نے ان تمام مصائب سے عاجز آ کر صلح کی درخواست کی۔ یزید کو لکھا کہ میں شہر کو تمہارے حوالے کیے دیتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ تم میرے خاندان کے لوگوں کو امن دے دو اور میری ذاتی جائداد کو میرے سپرد کر دو۔ یزید نے دونوں شرطیں بخوشی قبول کر لیں اس کے بعد یزید اپنی تمام فوجوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ وہاں کے جتنے شاہی خزانے تھے ان سب کو اپنے قبضہ میں کیا، بہت سے لوگ قید ہوئے جن میں صرف چودہ ہزار قیدیوں کو جو خالص ترک تھے یزید نے قتل کرایا۔ اس فتح کی خوش خبری فوراً سلیمان بن عبدالملک کو بھیجی گئی۔

یہاں سے اس نے جرجان کا رخ کیا جرجان کے باشندوں نے اس سے قبل سعید بن عاص سے صلح کی تھی کبھی تو وہ ایک لاکھ خراج ادا کرتے تھے اور کبھی دو یا تین لاکھ دیتے تھے اور اکثر ایسا بھی ہوا کہ کچھ بھی نہیں ادا کیا۔ آخر میں خراج کے دینے سے انھوں نے صاف انکار بھی کر دیا تھا۔ سعید کے بعد جرجان پر کسی نے نظر تک نہیں کی اس لیے وہ اور دلیر ہو گئے۔ آمد و رفت کے تمام راستے بند کر دیے جو شخص آنا چاہتا تھا وہ کرمان اور فارس کے راستے سے جاتا تھا کیونکہ ادھر کے تمام راستے مسدود ہو گئے تھے۔ البتہ قتیبہ نے قومس کا راستہ کھول دیا تھا لیکن جرجان اپنی حالت پر رہا۔ یزید کے آنے کے بعد اہل جرجان نے صلح کی خواہش ظاہر کی اور خراج میں کچھ اضافہ بھی کر دیا۔ یزید نے اُس کو بھی قبول کر لیا۔ جب قُہستان اور جرجان پر فتح حاصل ہو گئی تو یزید کی نظر طبرستان پر پڑی اور اب اُس کو فتح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا چنانچہ روانگی سے پیشتر عبداللہ بن معمر یشکری کو ساسان اور قُہستان کا عامل بنایا اور اس کے ساتھ چار ہزار فوج احتیاطاً چھوڑ دی۔ اس کے بعد جرجان کے ان مقامات کو جو طبرستان کے آس پاس ہیں قبضہ کیا۔ اندوسا پر راشد بن عمرو کو چار ہزار فوج کے ساتھ متعین کیا۔ اس کے بعد طبرستان کی طرف بڑھا۔ اصبہذ نے صلح کی گفت و شنید شروع کی لیکن یزید نے صاف انکار کر دیا بلکہ جنگ کے

Marfat.com

لیے پورا مستعد ہو گیا چنانچہ ابوعُیینہ بن مہلب کو ایک راستے سے بھیجا اور خالد بن یزید کو دوسرے راستے سے روانہ کیا اور ابوجہم کلبی کو تیسرے راستے سے جانے کا حکم دیا اور تینوں کو یہ کہا کہ ان سمتوں سے ہوتے ہوئے تم لوگ ایک جگہ پر آملو اور اس وقت ابوعُیینہ تمہارا رئیس ہوگا۔ یہ تینوں فوجیں روانہ ہوئیں لیکن یزید اپنی جگہ پر رہا۔ اصبہبذ بھی یزید کے اس خشک جواب سے بگڑ گیا اور اس نے اہلِ جیلان اور دیلم کو یزید سے جنگ کرنے کے لیے ابھارا اور ان سب کو اکٹھا کر کے ابوعُیینہ سے پہاڑ کے دامن میں بھڑا لیکن مقابلے میں اس کی تمام فوجیں شکست کھا کر بھاگیں، مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ کفار نے بھاگ کر ایک درہ میں پناہ لی مسلمان بھی وہاں پہنچے، کفار نے جب اسلامی فوجوں کو آتے دیکھا تو پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ گئے، مسلمانوں نے بھی چڑھنا شروع کیا لیکن دشمنوں نے اوپر سے تیر اور پتھر برسانا شروع کیا۔ جو شخص زد میں آجاتا تھا گر جاتا تھا بہت سے تو اسی صدمہ سے مر گئے اور جو زندہ بچے وہ یزید کی لشکرگاہ تک واپس گئے۔ دشمنوں نے تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا اس وجہ سے سب خاموش ہو گئے۔

اہلِ جرجان نے اپنے سردار سے یہ مشورہ کیا کہ رات کو مسلمانوں پر چھاپہ ماریں اور سب کو قتل کر ڈالیں، یزید کی فوج کی رسد بند کر دی جائے اور بلادِ اسلامیہ کے راستوں پر قبضہ کر لیا جائے تاکہ یزید کو کوئی کمک نہ پہنچ سکے۔ یہ وہ لوگ تھے جو مسلمانوں کی فوج میں شامل تھے۔ جب انھوں نے آپس میں یہ طے کر لیا تو ایک شب کو مسلمانوں پر حملہ کیا اور ایک بڑی تعداد کو بے رحمی سے کاٹ ڈالا، عبداللہ بن معمر شہید ہوئے اور ان کی فوج میں کوئی شخص زندہ نہ بچا۔ اس کے بعد انھوں نے اصبہبذ کو اطلاع دی اور کہلا بھیجا کہ آپ فوراً راستوں اور گھاٹیوں پر قبضہ کر لیجیے۔ اس واقعہ کی اطلاع جب یزید کو ملی تو اس کی پریشانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس نے حیان نبطی کو بلا کر کہا کہ بھائی ہم میں اور تم میں ذاتی مناقشات ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہیے کہ اسلام کے ناموس پر کوئی دھبہ آئے یا اُس کی عزت خاک میں مل جائے۔ تم کو معلوم ہے کہ ہم جرجان سے یہاں کس غرض سے آئے ہیں لہٰذا اصبہبذ سے مصالحت کرا دو۔ حیان نے کہا کہ بہتر میں اصبہبذ کے پاس جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ گیا اور اُس سے کہا کہ میں تمہارے ہی قبیلہ کا ایک آدمی ہوں گو کہ مذہب نے تفرقہ ڈالا ہے لیکن تمہاری بھلائی کے لیے آیا ہوں کیونکہ تم ایک ہم وطن ہونے کی حیثیت سے یزید سے زیادہ عزیز ہو۔ تم کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ یزید نے بلادِ اسلامیہ سے مدد طلب کی ہے اور اس کی امدادی فوجیں قریب آگئی ہیں ابھی تک تو صرف ایک طرف مقابلہ ہوا ہے لیکن

Marfat.com

آیندہ مجھ کو یقین ہے کہ تم اس کی فوجوں کا پورا مقابلہ نہ کر سکو گے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ تم صلح کر لو اگر تم نے صلح کر لی اس کا سارا غصہ جرجانیوں پر اترے گا کیونکہ انھوں نے اس کے ساتھ دغا بازی اور مکاری کا برتاؤ کیا ہے۔ اصبہبذ نے حیان کے اس مشورہ کو قبول کیا اور یزید سے سات لاکھ یا پانچ لاکھ زعفران کے بوروں پر صلح کر لی یا ان کی قیمت پر مصالحت کر لی اور چار لاکھ آدمیوں میں سے ہر ایک کو ڈھال، ایک خوبصورت چادر، ایک چاندی کا پیالہ اور کچھ ریشمی کپڑے دینے کا وعدہ کیا۔ حیان اس کو طے کر کے یزید کے پاس گیا اور کہا کہ چند آدمیوں کو بھیجو جو صلح کی تمام چیزیں لے لیں۔ یزید نے پوچھا کہ یہ صلح ہماری طرف سے ہوئی یا اُن کی طرف سے ہوئی۔ حیان نے کہا کہ نہیں اُن کی طرف سے ہوئی حالانکہ یزید اس پر راضی تھا کہ اصبہبذ جس کا مطالبہ کرے اس کو پورا کر کے چھٹکارہ حاصل کر لیا جائے اور جرجان واپس چلا جائے بہر حال یزید اُس پر بہت خوش ہوا اور اپنے آدمیوں کو اُن تمام چیزوں کے لینے کے لیے بھیجا جن پر صلح کا دار و مدار تھا۔ اس کے بعد جرجان واپس گیا۔

یزید نے حیان پر دو لاکھ درہم کا جرمانہ عائد کیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب مخلد بن یزید خراسان پہنچا تو حیان نے اُس کو خط لکھا جس میں اپنا نام پہلے لکھا۔ اس کے لڑکے مقاتل بن حیان نے کہا کہ یہ کیا غضب آپ کر رہے ہیں مخلد کو خط لکھ رہے ہیں اور پھر اپنا نام پہلے لکھ رہے ہیں۔ حیان نے کہا کہ اگر وہ اس پر راضی نہ ہوا تو قتیبہ کی طرح اس کا بھی حشر ہوگا۔ مخلد نے یہ خط یزید کے پاس بھیج دیا۔ یزید نے حیان پر دو لاکھ درہم کا جرمانہ کیا۔

بعض روایت میں ہے کہ یزید کے جرجان جانے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ترکوں کا بادشاہ صول اکثر قہستان اور بحیرہ میں آکر ٹھہرتا تھا بحیرہ ایک جزیرہ ہے۔ جو قہستان سے پانچ فرسخ کے فاصلہ پر ہے اور قہستان اور بحیرہ جرجان سے اسی قدر فاصلہ پر ہیں جتنا کہ جرجان سے شہر خوارزم ہے۔ ترکوں کا یہ بادشاہ جرجان کے بادشاہ فیروز پر ہمیشہ ظلم کرتا رہتا تھا۔ اس نے اُس کی زمینوں میں سے ایک معتدبہ حصہ اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔ فیروز جب ضرورت سے زیادہ پریشان ہوا تو وہ یزید کے پاس آیا یزید نے آنے کا سبب پوچھا تو کہا کہ میں صول بادشاہ ترک کی غارت گری سے ڈر کر بھاگ آیا ہوں۔ صول کو فیروز کے چلے جانے سے اچھا موقع ہاتھ آیا اس نے فوراً جرجان پر بھی قبضہ کر لیا۔ یزید نے فیروز سے پوچھا کہ کس ذریعہ سے وہ قتل کیا جا سکتا ہے اس نے کہا کہ ہاں ایک صورت ہے کہ آپ اصبہبذ کو خط لکھیے کہ تم کسی حیلہ سے

Marfat.com

ایسا کرو کہ صول جرجان میں مقیم رہے اور آپ اس کے لیے اس کام پر انعام مقرر کیجیے کیونکہ اصبہذ آپ کا خط صول کے پاس تقرب حاصل کرنے کے لیے یقیناً بھیج دے گا جس کو دیکھ کر صول جرجان سے ہٹ کر بحیرہ میں مقیم ہو جائے گا اور اس صورت میں اگر آپ اس کو محصور کر دیں تو آپ کامیاب ہو جائیں گے۔

یزید نے یہی تدبیر کی اور اصبہذ کو خط میں لکھا کہ اگر تم نے اس کو بحیرہ جانے سے روک لیا تو پچاس ہزار دینار انعام دوں گا تا کہ میں اس کا محاصرہ جرجان میں کر سکوں۔ اصبہذ نے یزید کے خط کو فوراً صول کے پاس بھیج دیا اور صول اُس کو دیکھ کر بحیرہ پہنچ گیا تا کہ وہاں قلعہ بند ہو سکے۔ یزید کو اس کے بحیرہ پہنچنے کی خبر لگ گئی تو وہ فیروز کو ساتھ لے کر جرجان کی طرف چلا۔ خراسان میں اپنے بیٹے مخلد کو جانشین بنا دیا اور سمرقند، کش، نسف پر اپنے دوسرے لڑکے معاویہ کو حاکم بنا دیا اور طخارستان پر حاکم بن قبیصہ بن مہلب کو مقرر کر دیا اور اس انتظام کے بعد وہ روانہ ہوا۔ جب جرجان میں داخل ہوا تو کسی نے مزاحمت نہیں کی۔ وہاں سے پھر وہ بحیرہ چلا گیا اور صول کا محاصرہ کر لیا۔ صول کبھی کبھی نکل کر مقابلہ کرتا تھا لیکن اکثر شکست کھا کر قلعہ بند ہو جاتا تھا۔ یہ محاصرہ مسلسل چھ ماہ تک جاری رہا۔ محصورین کو وبائی امراض نے ہلاک کرنا شروع کیا تو مجبوراً صول نے درخواست پیش کی لیکن اس شرط پر کہ تین سو آدمیوں کی جان بخشی کی جائے اور مال اور جائدادیں واپس کر دی جائیں۔ یزید نے اس شرط کو قبول کر لیا چنانچہ صول اپنے تمام اعزا و اقربا، احباب دوستوں کو لے کر شہر سے نکل گیا اور بحیرہ یزید کے حوالے کر دیا۔

یزید جب شہر میں داخل ہوا تو اس نے قتل عام کا حکم دے دیا تقریباً چودہ ہزار ترکی مارے گئے اور باقی کو آزاد کر دیا گیا۔ یزید کی فوج نے خوراک کا مطالبہ کیا تو یزید نے ادریس بن حنظلہ اعمی کو حکم دیا کہ شہر میں جو کچھ مال دولت ہو وہ سب نکال کر شمار کر و تا کہ ہم فوج میں تقسیم کر دیں۔ ادریس شہر میں داخل ہوا لیکن اس قدر وافر خزانے تھے کہ ادریس کے اندازے سے باہر ہو گئے چنانچہ اس نے یزید کو یہی جواب دیا کہ تمام قیمتی چیزیں دیگچیوں میں رکھی ہیں اس لیے وہ میرے اندازے سے باہر ہیں، دیگچے شمار کر لیے جائیں اور یہ معلوم کر کے اس میں کیا ہے۔ فوج میں علی الحساب تقسیم کر دیے جائیں، جو کوئی شخص لے گا ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ کیا لیا؟ گیہوں، جو، چاول، تل، شہد غرض کہ ہر شخص نے بے اندازہ سامان جمع کر لیا۔ شہر بن حوشب، یزید کا خزانچی تھا لوگوں نے اس پر الزام لگایا کہ اس نے ایک تھیلی چوری کر لی ہے۔ یزید نے اس کو بلا کر پوچھا تو شہر نے حاضر کر دیا۔ یزید نے پھر شہر کو واپس

Marfat.com

کردیا۔ کسی نے اس واقعہ پر یہ شعر کہا ہے:

لقد باع شهر دينه بخريطمة　　فمن ياء من القراء بعدك ياشهر

[شہر نے اپنا مذہب صرف ایک تھیلی کے لیے بیچ دیا، شہر (تو ہی بتا) تیرے بعد کون قراء کو امانت دار سمجھے گا۔]

مُرّہ حنفی نے کہا ہے:

ياابن المهلب ماردت الى امرى　　لولاك كان كصالح القراء

[اے ابن مہلب تو نے اس شخص کے متعلق کیا خیال کیا کہ اگر تو نہ ہوتا تو وہ قراء کی جماعت میں اچھا ہوتا۔]

جرجان میں یزید کو ایک تاج ہاتھ آیا جو جواہرات سے مزین تھا۔ یزید نے پوچھا کہ تم میں سے کون وہ شخص ہے جو اس کو لینا نہیں چاہتا؟ سبھوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ایسا تو کوئی نہ ہوگا۔ یزید نے محمد بن واسع ازدی کو بلایا اور کہا کہ یہ تاج تم لے لو، انھوں نے کہا کہ مجھ کو اس کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ یزید نے کہا کہ میں نے اس کو صرف تمہارے لیے رکھ چھوڑا ہے۔ مجبوراً انھوں نے لے لیا۔ یزید نے اُن کے پیچھے ایک آدمی کو اس غرض سے روانہ کیا کہ دیکھے وہ اس تاج کو کیا کرتے ہیں۔ راستہ میں محمد کو ایک سائل ملا انھوں نے اس کو یہ تاج اٹھا کر دے دیا۔ یزید کے آدمی نے سائل کو پکڑ کر یزید کے سامنے حاضر کردیا اور واقعہ کی اطلاع دی یزید نے سائل سے تاج واپس لے لیا اور اس کے عوض میں بہت سارو پیہ دے دیا۔

جرجان کی دوبارہ فتح

ہم جرجان اور قہستان کی فتح کا تذکرہ کر چکے ہیں۔ یہ بھی لکھا جا چکا ہے کہ طبرستان کی جنگ میں جرجانیوں نے یزید کو سخت دھوکا دیا تھا چنانچہ جب یزید اور اصبہبذ میں مصالحت ہوگئی تو وہ سیدھا جرجان کی طرف بڑھا اور اس بات پر قسم کھائی کہ اگر میں کامیاب ہوا تو اس وقت تک تلوار میان میں نہ کروں گا جب تک اُن کے خون سے آٹا پسوا کر نہ کھاؤں گا۔ چنانچہ آنے کے بعد ہی جرجان کا محاصرہ کرلیا۔ وہاں کے باشندے قلعے میں چھپے رہے ان کو کھانے پینے کی کمی نہ تھی اس لیے اطمینان سے بیٹھے رہے یزید سات مہینے تک محاصرہ کیے رہا۔ جرجانی کبھی قلعے سے نکل کر لڑ لیتے تھے لیکن پھر واپس چلے جاتے تھے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ ایک خراسانی شکار کے لیے نکلا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ قبیلہ بنی طے میں سے تھا۔ اس کو ایک پہاڑی بکرا نظر آیا اس نے اُسی طرف اپنے گھوڑے کو ڈالا۔ جاتے جاتے وہ دشمنوں کے پڑاؤ میں پہنچ گیا لیکن وہ اس راستہ سے ناواقف تھا۔ جب دشمنوں کو فوج دکھائی دی تو وہ الٹے پاؤں بھاگا۔ راستے میں عبا پھاڑ کر درختوں میں باندھتا گیا تاکہ راستہ بھول نہ جائے۔ پھر یزید کو آ کر قلعے کے راستہ کی خبر دی۔ یزید نے اُس کی دیت کا ذمہ اس شرط پر لیا کہ وہ راستہ بتلادے چنانچہ یزید نے تین سو آدمیوں کو منتخب کیا اور اپنے لڑکے خالد بن یزید کو ان کا سردار مقرر کیا اس کو ہدایت کی کہ اگر تیری حیات باقی ہے تو موت ہرگز نہیں آسکتی لیکن خبردار شکست کھا کر میرے پاس مت آنا۔ جہم بن زحر کو بھی ساتھ کر دیا۔ یزید نے اس خراسانی سے پوچھا کہ تم کب پہنچو گے اس نے کہا کہ کل عصر کے وقت پہنچوں گا۔ یزید نے کہا کہ ہم ظہر کے وقت ان سے مقابلہ شروع کر دیں گے۔ یہ دستہ اس طرف روانہ ہوا۔ دوسرے دن ظہر کے وقت یزید نے لکڑیوں کا انبار لگا کر اس میں آگ لگادی جس کے شعلے آسمان تک اٹھتے تھے، دشمنوں کی نظر جب اس دہکتی ہوئی آگ پر پڑی تو وہ گھبرا کر قلعہ سے باہر نکل پڑے۔ یزید نے اپنی فوجیں آگے بڑھائیں اور جنگ شروع کر دی۔

دوسری طرف سے اسی وقت اس دستے نے ترکوں پر حملہ کر دیا۔ دشمن اس طرف سے بالکل بے خوف تھے بلکہ وہ دلجمعی سے یزید کا مقابلہ کر رہے تھے کہ یکا یک پیچھے سے تکبیروں کی آواز آئی۔ یہ دیکھ کر وہ جلدی سے قلعے میں گھس گئے لیکن اب کیا ہوسکتا تھا مسلمان قلعے کے اندر داخل ہو گئے۔ آخر کار ترکوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ یزید نے عورتوں اور بچوں کو تو قید کر لیا باقی تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ بہتوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ راستے کے دائیں اور بائیں جانب دو فرسخ تک لوگوں کو پھانسی پر چڑھایا۔ بارہ ہزار قیدی وادی جرجان میں کھڑے کیے گئے اور حکم ہوا کہ جو شخص اپنے کسی عزیز کا قصاص لینا چاہے تو وہ قتل کرے چنانچہ ایک ایک آدمی نے چار یا پانچ قیدیوں کو قتل کیا۔ اس بڑے قتل کے بعد مقتولین کے خون پر پانی بہا دیا گیا اور ایک چکی رکھی گئی اور اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے یزید نے اسی خون سے آٹا پسوایا اور روٹی پکا کر کھائی۔

بعض روایت میں ہے کہ چالیس ہزار آدمی مقتول ہوئے اس کے بعد یزید نے جرجان کی تعمیر شروع کی کیونکہ وہ بالکل غیر موزوں طریقے سے بنا ہوا تھا۔ یزید پھر جہم بن زحر جعفی کو وہاں کا حاکم

Marfat.com

بنا کر خراسان واپس آ گیا۔

بعض روایت میں ہے یزید اپنی اس فوج سے جو ترکوں کے مقابلہ میں بھیجی گئی تھی یہ کہا کہ تم وہاں پہنچ کر ذرا انتظار کرو جب صبح ہو جائے تو تکبیریں کہتے ہوئے حملہ کردو انشاء اللہ میں بھی اپنی فوج کو لے کر اسی وقت پہنچوں گا چنانچہ جب جہم بن زحر شہر کے قریب پہنچا تو اس نے اس وقت تک انتظار کیا اور پھر وقت ہوتے ہی لوگوں نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کیے۔ دشمن اس آواز کو سن کر گھبرا اٹھے، مسلمان قلعے کے اندر داخل ہو گئے اور بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ ترک ایسے پریشان ہو گئے کہ ہوش و حواش جاتے رہے۔ یزید نے جب تکبیروں کی آواز سنی تو وہ بھی دروازہ کی طرف بڑھا لیکن کوئی زیادہ مزاحمت کرنے والا نہ تھا کیونکہ سب لوگ مسلمانوں سے دوسری طرف مقابلہ میں مشغول تھے۔ یزید کو موقع اچھا ملا۔ جھٹ قلعہ میں داخل ہو گیا اور ترکوں کو نکال بھگایا۔ راستے کے دائیں بائیں جانب دو فرسخ تک قیدیوں کو پھانسی دلوائی گویا چار فرسخ تک لوگوں کو سولی دی گئی۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور خزانوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد سلیمان کو اس فتح کی خوشخبری بھیجی اور خط میں لکھا کہ صرف خمس میں چھ لاکھ آئے ہیں۔ یزید کا کاتب مغیرہ بن ابی قرہ مولیٰ بنی سدوس نے کہا کہ آپ رقم کا تعین نہ کیجیے کیونکہ تعین کی صورت میں اگر سلیمان نے اس کو زیادہ سمجھا تو خزانہ میں داخل کرنے کا حکم دے گا اور کم سمجھا تو آپ کو انعام نہیں دے گا اور آپ اس کے ذریعہ سے خلیفہ کے لیے عمدہ ہدیے مہیا کریں گے ورنہ جو چیز آپ کی طرف سے جائے گی وہ کم سمجھی جائے گی اور جس چیز کا آپ نے تعین کر دیا اور اس کا اقرار بھی کر لیا علاوہ اس کے جو کچھ آپ یہاں سے لکھ کر بھیجیں گے وہ کاغذات پر چڑھا دیے جائیں گے اور ہمیشہ آپ کے نام پر ٹکے رہیں گے جب کوئی دوسرا بادشاہ ہوا جو آپ کو پسند نہ کرے تو اس کے دوگنی رقم پر بھی راضی نہیں ہوسکتا۔ بہتر ہے کہ آپ آنے کی اجازت مانگیئے اور بالمشافہ اُس کی خبر دے دیجیے۔ یزید نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور خط روانہ کر دیا بعض روایت میں ہے کہ یہ رقم چار لاکھ تھی۔

متفرق واقعات

اسی سال ایوب بن سلیمان جو سلیمان کا ولی عہد تھا انتقال کر گیا۔ شہر صقالبہ اور دوسرے شہر بھی اس سال مفتوح ہوئے۔ داؤد بن سلیمان نے اس سال روم میں جنگ کی اور قلعہ مرأۃ کو جو ملطیہ

Marfat.com

کے قریب تھا فتح کرلیا۔اس سال دنیا میں خوفناک زلزلے آئے یہ سلسلہ چھے مہینے تک جاری رہا۔

وفیات

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود اورابوعبیدہ مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف نے اسی سال وفات پائی۔یہ مولیٰ ابن اُزھر کے نام سے معروف ہیں۔

عبدالرحمٰن بن یزید بن جاریہ انصاری نے اسی سال قضا کی۔

سعید بن مرجانہ مولیٰ قریش کا اسی سال انتقال ہوا۔مرجانہ اُن کی ماں کا نام تھا اوران کے والد کا نام عبداللہ تھا۔

عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید، امیر مکہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔عمال حکومت وہی تھے صرف بصرہ میں یزید نے سفیان بن عبداللہ کندی کو عامل بنایا تھا۔

Marfat.com

باب۔۲۶

۹۹ھ کے واقعات

سلیمان بن عبدالملک کی وفات

اس سال سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے ۲۰ صفر کو وفات پائی۔ اُن کی خلافت دو سال پانچ مہینے اور پانچ دن رہی۔ بعض روایت میں ہے کہ اُنھوں نے ۱۰ صفر کو انتقال کیا اس حساب سے اُن کی حکومت دو سال پانچ دن کم آٹھ مہینے رہی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جنازے کی نماز پڑھائی۔ جب سلیمان تخت نشین ہوا تو عام طور سے لوگ اس کے متعلق اچھے خیالات رکھتے تھے اسی وجہ سے اس کو ''مفتاح الخیر'' کے نام سے یاد کرتے تھے، آپس میں یہ تذکرہ کرتے تھے کہ حجاج تو دنیا سے رخصت ہوا لیکن سلیمان کی رحم دلی نے قیدیوں کو رہا کرادیا۔ قید خانے جواب تک مظلوموں کی آہوں کے آماج گاہ تھے خالی کردیے گئے، لوگوں کے ساتھ بدخلقی اور بدباطنی کے بجائے خوش اخلاقی اور کشادہ پیشانی سے پیش آنے لگا، سلیمان نے جو سب سے بڑی بات کی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنا جانشین حضرت عمر بن عبدالعزیز کو منتخب کیا۔ سلیمان نے دابق میں جو قنسرین میں واقع ہے وفات پائی۔

ایک دن سبز پوشاک زیب تن کی اور سبز ہی رنگ کا عمامہ باندھا پھر اپنی صورت آئینہ میں دیکھی تو کہا کہ میں کیا خوبصورت، جوان بادشاہ ہوں، پھر وہ ایک ہفتہ بھی زندہ نہ رہا، ایک لونڈی کی اُس پر نظر پڑی تو اُس نے پوچھا کہ تو کیا دیکھتی ہے وہ یہ شعر پڑھنے لگی:

انت نعم المتاع لو کنت تبقی   غیر ان لا بقاء للانسان
لیس فیما علمته فیك عیب   کان فی الناس غیر انك فان

Marfat.com

[اگر تو دنیا میں باقی رہے تو تو بہترین متاع ہے لیکن افسوس کہ انسان کے لیے بقا نہیں۔
میں نے تجھ میں کوئی ایسا عیب نہیں پایا جو دوسرے لوگوں میں ہوتا ہے سوائے اس کے کہ
تو فانی ہے۔]

بعض روایت میں ہے کہ دابق میں سلیمان نے ایک جنازے کو دیکھا کہ وہ ایک اچھی زمین میں دفن کیا جارہا ہے۔ سلیمان نے وہاں کی مٹی اٹھا کر سونگھی تو کہا کہ کیا عمدہ اور خوشبودار مٹی ہے دوسرے ہی جمعہ سلیمان بھی اسی کے قریب دفن کیا گیا۔ بعض روایت میں ہے کہ سلیمان حج کرنے گیا تھا اس کے ساتھ شعراء عرب کا ایک گروہ بھی تھا، جب واپس ہونے لگے تو راستہ میں رومیوں کے چار سو قیدی اس کے سامنے پیش کیے گئے۔ سلیمان ایک مقام پر بیٹھ گیا سلیمان کے سب سے زیادہ قریب عبداللہ بن حسن بن حسن بن علیؓ بن ابی طالب بیٹھے تھے۔ سلیمان نے ان کو مخاطب کر کے حکم دیا کہ اے عبداللہ اس (قیدی) کی گردن اڑادو چنانچہ انھوں نے ایک شخص سے تلوار لی اور ایک قیدی کو قتل کر ڈالا۔ سر جدا ہو گیا مونڈھے کٹ کر علیحدہ گر پڑے، گلے کا طوق بھی کٹ گیا باقی دوسرے قیدیوں کو سردار عرب کے سپرد کر دیا گیا۔ جریر کو بھی ایک قیدی قتل کرنے کے لیے دیا گیا۔ بنو عبس نے جریر کو ایک تیز تلوار دی جس سے اس نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ فرزدق کو بھی ایک قیدی ملا لوگوں نے اس کو بہت ہی کند تلوار دی۔ فرزدق نے کئی مرتبہ ضربیں لگائیں لیکن کوئی کارگر نہ ہوئی۔ سلیمان یہ دیکھ کر ہنس پڑا اور تمام لوگ بھی مضحکہ اڑانے لگے۔ بنو عبس جو سلیمان کے ننہالی تھے وہ فرزدق پر بہت بگڑے مجبوراً جب ہر طرف سے نفرین کی جارہی تھی تو اس نے تلوار رکھ دی اور یہ شعر پڑھنے لگا:

وان یلك سیف خـان اوقد أنـی بتـا خیـر نـفـسِ حتفها غیر شاهد
فسیف بنـی عبس وقد ضربوا به بـنـا بیـدی ورقـاء عـن راس خالد
کذالك سیوف الهند تنبو ظباتها وتـقـطـع احیـانـاً مـنـاط القلاید

[اگر کسی کی تلوار نے خیانت کی یا کسی کی موت دیر میں آئی تو محض اس وجہ سے کہ اس کی قسمت میں ذلت کی موت نہ تھی۔ لیکن بنو عبس کی تلوار جس سے انھوں نے مارا، ورقاء کے ہاتھ سے خالد کے سر پر اچٹ گئی تھی۔ اسی طرح بہترین تلواروں کی دھار کبھی مڑ جاتی ہے اور کبھی گردنوں کو صاف کر دیتی ہے۔]

Marfat.com

ورقاء سے مراد ورقاء بن زہیر بن جزیمہ عبسی ہے جس نے خالد بن جعفر بن کلاب کو مارا تھا کیونکہ ایک دفعہ خالد نے ورقاء کے باپ زہیر کو زمین پر دے مارا اور سینہ پر سوار ہو گیا اور تلوار سے کچلتا رہا۔ ورقاء نے جب اپنے باپ کو اس حال میں دیکھا تو دوڑتا ہوا آیا اور خالد کو تلوار ماری۔ کئی وار کیے لیکن کچھ اثر نہ ہوا مجبوراً ورقاء یہ اشعار پڑھنے لگا:

رایت زهیر تحت کلکل خالد فاقبلت اسعی کالعجول ابادر

فشلت یمینی یوم اضرب خالدً ویمنعه منی الحدید المظاهر

[جب میں نے زہیر کو خالد کے نیچے دبا ہوا دیکھا تو جلد بازوں کی طرح دوڑتا ہوا پہنچا۔ لیکن میرا ہاتھ خالد کو مارتے مارتے شل ہو گیا اور میری کاری ضربوں کو اس کی دوہری زرہ نے روک لیا۔]

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت

عمر بن عبدالعزیز اسی سال تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ صورت یوں درپیش ہوئی کہ سلیمان جب دابق میں مقیم تھا اور وہیں اس کے مرض نے روز پکڑا تو اس نے اپنی اولاد میں سے کسی نابالغ لڑکے کے نام ولی عہدی کا فرمان لکھا۔ اس پر رجاء بن حیوۃ نے کہا کہ اے امیرالمومنین آپ کیا کر رہے ہیں اگر آپ کسی اچھے شخص کو اپنا جانشین بنائیں گے تو آپ کے مرنے کے بعد بھی آپ کی یاد لوگوں کے دلوں میں تازہ رہے گی۔ سلیمان نے کہا کہ میں اس معاملہ میں اپنے خدا سے استخارہ کرتا ہوں ابھی تک میں نے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ ایک یا دو دن سلیمان خاموش رہا پھر وصیت نامے کو پھاڑ دیا۔ رجاء کو بُلا کر پوچھا کہ میرے لڑکے داؤد کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ رجاء نے کہا کہ وہ تو اس وقت موجود ہی نہیں ہے۔ وہ قسطنطنیہ کی طرف غائب ہو گیا ہے بلکہ آپ کو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ زندہ ہے یا راہ عدم کو چلا گیا۔ پھر خلافت کا کام کس طرح سپرد کیا جاسکتا ہے۔ سلیمان نے پوچھا کہ تمہاری کس کے متعلق رائے ہے۔ رجاء نے جواب دیا جو آپ رائے دیں گے وہی میری رائے ہوگی۔ سلیمان نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کے متعلق کیا خیال ہے اس نے جواب دیا کہ میں اُن کو خوب جانتا ہوں وہ بہت لائق اور اچھے آدمی ہیں، سلامت روی اُن کی مشہور ہے۔ اس پر سلیمان نے کہا کہ

Marfat.com

اگر ان خوبیوں کے خیال سے میں اُن کو جانشین بنادوں اور دوسرے کو ان کے سوانہ بناؤں تو ایک فتنہ برپا ہوگا، جب تک اُن کے بعد کسی دوسرے شخص کا انتخاب نہ کیا جائے لوگ اُن کو چین سے حکومت کا کام کرنے نہیں دیں گے۔ عبدالملک کی یہ وصیت تھی کہ ولید اور سلیمان کے بعد یزید کو ولی عہد بنانا اس لیے سلیمان نے عمر بن عبدالعزیز کے بعد یزید کو منتخب کیا۔ یزید وہاں پر موجود بھی نہ تھا۔ رجاء نے کہا کہ جو آپ کی رائے ہوگی وہی صائب ہوگی اُن مکالمات کے بعد یہ فرمان لکھا گیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم. ھذا کتاب من عبداللہ سلیمان امیر المومنین لعمر بن عبدالعزیز، انی قد ولیتک الخلافۃ بعدی و من بعدک یزید بن عبدالملک، فاسمعوا له و اطیعوا، واتقو اللہ ولا تختلفوا فیطمع فیکم.

[یہ فرمان خدا کے بندے سلیمان کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کے نام ہے میں اپنے بعد تم کو خلیفہ بناتا ہوں اور تمہارے بعد یزید بن عبدالملک کو، اس لیے تمام لوگوں کو چاہیے کہ ان کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈرتے رہیں آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ تم کو دوسری قوم تباہ کردے گی۔]

اس کے بعد فرمان پر مہر لگا دی گئی۔ کعب بن جابر عبسی کو جو صاحبِ شرطہ (پولیس افسر) تھا سلیمان نے کہلا بھیجا کہ میرے خاندان کے تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کرلو چنانچہ کعب نے سب کو جمع کرلیا۔ سلیمان نے رجاء کو حکم دیا کہ یہ فرمان ان لوگوں کے پاس جا کر سنا دو یہ کہہ دو کہ ان پر فرض ہے کہ اس شخص کے ہاتھ پر وہ بیعت کرلیں جس کو میں نے خلیفہ بنایا ہے۔ رجاء ان لوگوں کے سامنے گیا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کیا ہم امیر المومنین کو سلام کر سکتے ہیں۔ رجاء نے کہا ہاں۔ تمام لوگ سلیمان کے پاس آئے۔ سلیمان نے اُن سے کہا کہ یہ خط جو رجاء کے ہاتھ میں ہے یہ میرا فرمان ہے تم کو اس کی تعمیل کرنی ضروری ہے اور جس شخص کو میں نے اپنا جانشین بنایا ہے اس کی فرماں برداری کرنی چاہیے۔ لوگوں نے رجاء کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور چلے گئے۔

رجاء کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میرے پاس عمر بن عبدالعزیز آئے اور کہنے لگے کہ مجھ کو یہ خطرہ ہے کہ کہیں یہ چیز میرے گلے نہ پڑ جائے۔ میں تم کو اپنی محبت اور عزت کے واسطہ سے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب کبھی ایسا واقعہ ہو تو مجھ کو باخبر کر دینا تا کہ میں اس حالت کے پیش آنے سے قبل ہی خود

Marfat.com

برأت کا اظہار کردوں۔ میں نے یہ جواب دیا کہ میں تم کو خبر ہی نہیں دوں گا۔ اس پر عمر خفا ہو کر چلے گئے۔

پھر ہشام بن عبدالملک سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا" بھائی ہم سے تم سے قدیم مراسم اور تعلقات ہیں اس لیے تم ہم کو ان معاملات سے مطلع کرتے رہو۔ خدانخواستہ اگر خلافت کسی دوسرے شخص کے سپرد کردی جائے گی تو میں اس معاملہ میں لڑوں گا۔ واللہ تم جو کہو گے میں کسی سے ظاہر نہ کروں گا" میں نے ہشام کو خبر دینے سے صاف انکار کر دیا جس پر وہ کہتا ہوا واپس چلا گیا" پھر میرے سوا کون ہے جس سے یہ باتیں کہو گے کیا خلافت عبدالملک کے خاندان سے باہر چلی جائے گی۔"

اس کے بعد میں سلیمان کے پاس آیا اس وقت اُس کی حالت بہت نازک تھی۔ میں نے جب عالم سکرات کو دیکھا کہ اس پر طاری ہو رہا ہے تو اُس کا چہرہ قبلہ رخ کر دیا۔ سلیمان کو جب اس سے افاقہ ہوتا تو وہ کہتا کہ ابھی وقت نہیں آیا ہے میں نے کئی مرتبہ اس کا چہرہ قبلہ کے رخ پر کیا۔ تیسری بار اس نے پوچھا کہ اے رجاء یہ کون سا وقت ہے جس میں تم کچھ کرنا چاہتے تھے۔ پھر کلمہ شہادت پڑھنے لگا میں نے اب اس کا چہرہ سیدھا کیا تو روح پرواز کر چکی تھی۔ میں نے فوراً اس کی آنکھیں بند کر دیں اور اس کے جسم پر کپڑا ڈال دیا اور ہر طرف سے ڈھانک دیا اور باہر سے دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ سلیمان کی بیوی نے مجھ سے کہلا بھیجا کہ امیرالمومنین کیسے ہیں۔ میں نے خادم سے کہہ دیا کہ اوڑھ لپیٹ کر سو گئے ہیں۔ خادم یہ دیکھ کر واپس گیا۔ اُس کی بیوی کو یہ یقین ہو گیا تو وہ سمجھی کہ اچھے ہیں۔ میں نے دروازے پر ایک معتبر شخص بٹھا دیا اور اُس کو تاکید کی کہ کسی کو بھی اندر نہ جانے دے۔ وہاں سے میں نکلا اور کعب بن جابر کو بلا بھیجا۔ اس سے سلیمان کے خاندان والوں کو ایک جگہ مسجد دابق میں جمع کیا۔ میں نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگ بیعت کرلو۔ لوگوں نے کہا ہم ایک مرتبہ بیعت کر چکے ہیں دوبارہ کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا کہ امیرالمومنین کا یہ حکم ہے کہ دوبارہ بیعت لے لو۔ لوگوں نے پھر بیعت کرلی جب میں نے دیکھا کہ خلافت کا معاملہ بالکل طے پا چکا تو میں نے یہ اعلان کیا کہ امیرالمومنین کا انتقال ہو چکا۔ سب نے یک آواز ہو کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ اس کے بعد میں نے امیرالمومنین کا فرمان پڑھا۔ جب عمر بن عبدالعزیز کا نام آیا تو ہشام نے کہا کہ واللہ ہم کبھی بیعت نہیں کریں گے۔ میں نے کہا کہ خبردار بیعت کرلو ورنہ گردن اڑا دوں گا، آخر کار ہشام پیر گھسیٹتے ہوئے آیا۔ میں نے عمر بن عبدالعزیز کے دونوں مونڈھے پکڑ کر زبردستی منبر پر چڑھایا۔ وہ تو اس سے رنجیدہ خاطر تھے لیکن ہشام نشانہ کے خطا

Marfat.com

کرنے پر غمگین تھا سب لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز سے بیعت کر لی، اس کے بعد یہاں سے فراغت پا کر سلیمان کی تجہیز و تکفین کی گئی۔ عمر نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور پھر جنازہ دفن کر دیا گیا۔ جب اس سے فرصت ہوئی تو عمر کے سامنے شاہی اصطبل کے گھوڑے لائے گئے تو دیکھا کہ ہر جانور کے لیے ایک سائیں مقرر ہے۔ انھوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ بتایا گیا کہ شاہی اصطبل کے گھوڑے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ میرا گھوڑا میرے لیے زیادہ بہتر ہے، سب گھوڑے واپس کر دیے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھے۔ لوگوں نے کہا کہ شاہی محل میں چلیے تو بولے کہ اس میں ابوایوب سلیمان کے خاندان کے لوگ ہیں میرے لیے اپنا خیمہ کافی ہے، جب تک یہ لوگ خالی نہ کریں میں یہیں رہوں گا۔ چنانچہ وہ اُن کے قیام تک وہیں مقیم رہے۔ رجاء نے بیان کیا کہ مجھ کو ان دونوں واقعات پر جو انھوں نے گھوڑوں اور محل سلیمان کے متعلق کہا غیر معمولی حیرت ہوئی۔ پھر عمر نے کاتب کو بلا بھیجا اور فرمان لکھوایا اور اُس کی نقل تمام شہروں میں بھجوادی۔

عبدالعزیز بن ولید کو سلیمان کے انتقال کی خبر ملی تو اس نے اپنی خلافت کا نشان بلند کیا کیونکہ اس کو یہ نہ معلوم تھا کہ لوگوں نے عمر پر بیعت کر لی ہے چنانچہ وہ عمر کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے تم نے اپنی بیعت لینے کا ارادہ کیا تھا اور دمشق پر قبضہ کرنے کی نیت کی تھی۔ عبدالعزیز نے کہا ہاں میرا یہ ضرور خیال تھا کہ ایسا کروں کیونکہ مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ سلیمان مر گیا ہے اور اس نے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا، تو میرے دل میں یہ خطرہ ہوا کہ کہیں لوگ سلطنت کو نہ لوٹ لیں۔ عمر نے کہا کہ اگر تم بیعت لیتے اور خلیفہ ہو جاتے تو میں کسی قسم کا جھگڑا نہیں کرتا بلکہ گھر میں بیٹھ رہتا۔ عبدالعزیز نے کہا میرے خیال میں آپ سے زیادہ کوئی مستحق ہی نہ تھا۔ اس کے بعد عبداللہ نے عمر سے بیعت کر لی اور یہ کہنے لگا کہ سلیمان کے لیے بہتری کی امید کی جاتی تھی کیونکہ اُس نے عمر بن عبدالعزیز کو اپنا جانشین بنایا اور اپنے بیٹے کو چھوڑ دیا۔ جب عمر کی خلافت کو ہر فرد بشر نے تسلیم کر لیا تو اُنھوں نے اپنی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک سے کہا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو تمام مال اور زیورات اور جواہر بیت المال میں جمع کرادو کیونکہ یہ مسلمانوں کی چیزیں ہیں اور میں اس وقت تک تم سے نہیں مل سکتا جب تک اُن کو واپس نہ کروں گی چنانچہ فاطمہ نے تمام چیزیں بیت المال میں داخل کر دیں۔ جب عمر کا وصال ہو گیا اور یزید بن عبدالملک تخت پر بیٹھا تو اس نے تمام چیزیں خزانے سے نکال کر فاطمہ کے پاس بھیج دیں اور کہلا بھیجا کہ

Marfat.com

میں جانتا ہوں کہ عمر نے تجھ پر ظلم کیا ہے۔ فاطمہ نے کہا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ جس شخص کی زندگی میں، میں ہمیشہ اطاعت کرتی رہی اس کے مرنے کے بعد اس کے حکم کی نافرمانی کروں۔ اس نے وہ تمام چیزیں واپس کر دیں۔ یزید نے ان زیورات کو اپنے گھر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام پر تبرا کرنے کی ممانعت

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت سے پہلے تمام سلاطین بنوامیہ امیر المومنین علی بن ابی طالب، علیہ السلام کے نام پر تبرا کرتے تھے لیکن عمر بن عبدالعزیز نے اس کو روکا اور تمام عمال کو لکھا کہ وہ اسے ترک کر دیں۔

عمر کی علی بن ابی طالب سے محبت پیدا ہونے کی صورت یہ ہوئی جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں علم کی تحصیل کر رہا تھا اور اُس زمانہ میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے درس حاصل کر رہا تھا اُن کو میرے متعلق یہ معلوم ہوا کہ میں علی کو برے الفاظ کے ساتھ یاد کرتا ہوں، ایک دن میں اُن کی خدمت میں، ایسے وقت حاضر ہوا جب وہ نماز میں مشغول تھے میں انتظار کرنے لگا جب وہ فارغ ہوئے تو مجھ سے کہنے لگے ''تم کو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اصحاب بدر اور اصحاب بیعت رضوان سے خوش ہونے کے بعد اُن پر غضب ناک ہوا۔'' میں نے کہا کہ میں نے یہ کسی سے نہیں سنا۔ تو وہ فرمانے لگے کہ پھر مجھے کیوں یہ معلوم ہوئی کہ تم علی کو برا سمجھتے ہو۔ میں نے کہا اب میں خدا سے اُس کی معذرت چاہتا ہوں پھر آپ سے بھی عفو کا خواست گار ہوں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ آج سے ایسا کبھی نہ ہوگا۔ بات یہ تھی کہ میرے والد[۳] جب خطبہ دیتے تھے علی کے نام کے ساتھ کچھ توہین کے الفاظ ذکر کرنا چاہتے تو اُن کی زبان لٹ پٹا جاتی تو میں نے پوچھا کہ آپ خطبے میں بے تکلف کہتے چلے جاتے ہیں لیکن جب علی کا ذکر آتا ہے تو مجھے آپ کی تقریر میں نقص معلوم ہوتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ کیا تم اس کو سمجھ گئے؟ میں نے کہا ہاں! میرے والد نے کہا: ''بیٹا جو لوگ ہمارے گرد بیٹھے ہیں اگر ان کو اتنا معلوم ہو جائے جتنا ہم علی کے متعلق جانتے ہیں تو یہ لوگ ہم کو چھوڑ کر علیؑ کی اولاد کے پاس جمع ہو جائیں گے۔'' جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو ان کے دل میں دنیا کی کسی چیز سے الفت باقی نہ رہی تھی اس لیے اُنھوں نے اس انتہائی برے فعل کو یک سر چھوڑ دیا اور لوگوں کو اس کے چھوڑنے کا حکم

Marfat.com

دیا۔علیؓ پر بدگوئی کرنے کے بجائے خطبے میں اس آیت کی تلاوت کرتے تھے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِی ذِی الْقُرْبٰی

[اللہ عدل، احسان اور اقربا کی اعانت کرنے کا حکم دیتا۔]

عمر کا یہ فعل بڑی وقعت کی نظر سے دیکھا گیا اور سب نے ان کی بڑی تعریف کی کُثَیِّر عَزَّۃ نے یہ اشعار کہے:

ولیت فلم تشتم علیاً ولم تخف — بریاً ولم تبتع مقالة مجرم

تکلمت بالحق المبین وانما — تبین آیات الهدٰی بالتکلم

وصدقت معروف الذی قلت بالذی — فعلت فاضحی راضیاً کل مسلم

الا انما یکفی الفتیٰ بعد زیغه — من الا ودالبادی ثقاف المقوم

[اے عمر جب تم والی ہوئے تو تم نے علیؓ کو برا بھلا نہیں کہا اور نہ تم نے کسی بے گناہ کو ڈرایا اور نہ کسی مجرم کے قول کی اتباع کی۔تم ہمیشہ کہی ہوئی حق بات کہتے ہو اور درحقیقت ہدایت کی نشانیاں حق گوئی ہی سے رونما ہوتی ہیں۔تم نے جس اچھے کام کے متعلق حکم دیا اُس کو پہلے کر کے دکھا دیا جس سے ہر مسلم کا دل تم سے خوش ہے۔بے شک انسان کی کھلی کج روی اور گمراہی کے بعد یہ کافی ہے کہ اس کو ایک اصلاح کرنے والا درست کر سکتا ہے۔]

جب عمر نے یہ اشعار سنے تو بولے کہ اب ہم فلاح پا چکے۔

متفرق واقعات

عمر بن عبدالعزیز نے اس سال مسلمہ کو روم سے فوجیں لے آنے کا حکم دیا اور اس سے قبل اُنھوں نے امدادی فوجیں روانہ کی تھیں اور لوگوں کو مدد دینے کے لیے مستعد کیا تھا۔

ترکوں نے اس سال آذر بائیجان پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا جس پر (حضرت) عمر نے عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان باہلی کو مقابلہ کے لیے بھیجا۔حاتم نے مسلمانوں کا خوب بدلہ لیا۔ ترکوں میں سے صرف قیدی زندہ رہ گئے تھے جن میں سے پچاس کی تعداد میں حضرت عمر کے سامنے پیش کیے گئے۔

Marfat.com

یزید بن مہلب کو اس سال عراق کی حکومت سے معزول کر دیا گیا اس کی جگہ بصرہ میں عدی بن ارطاۃ الفزادی حاکم بنا کر بھیجا گیا اور کوفہ میں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب العدوی القریشی حاکم بنائے گئے۔ اُن کے ساتھ ابوالزناد بھی کر دیے گئے جو عبدالحمید کے کاتب بھی تھے۔ عدی نے یزید بن مہلب کے تعاقب میں موسیٰ بن وجیہ حمیری کو روانہ کیا۔

اس سال امیر حج ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حازم، عامل مدینہ تھے۔ مکہ میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد حاکم تھے۔ کوفہ کے حاکم عبدالحمید تھے اور وہاں کے قاضی عامر شعبی تھے۔ بصرہ میں عدی بن ارطاۃ تھے وہاں کے قاضی حسن بن ابی الحسن بصری تھے لیکن بعد میں انھوں نے عدی کے پاس استعفاء بھیج دیا اس نے اُس کو منظور کر لیا اور ایاس بن معاویہ کو اُن کی جگہ پر قاضی بنا دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ عدی کے پاس حسن کی شکایت پہنچی تو اُس نے ان کو برطرف کر کے ایاس کو مقرر کر دیا۔ (حضرت) عمر نے خراسان پر جراح بن عبداللہ حکمی کو حاکم بنایا۔

وفیات

نافع بن جبیر بن عدی نے اس سال مدینہ میں وفات پائی۔

محمود بن ربیع نے جو آنحضرتؐ کے سامنے پیدا ہوئے تھے، اسی سال انتقال کیا۔

ابوظبیان حصین بن جندب الجنبی کا جو قابوس کے والد تھے، اسی سال انتقال ہوا۔

ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن علیؓ بن ابی طالب نے بھی اسی سال وفات پائی جن کو شام سے مراجعت کرتے وقت زہر پلایا گیا تھا۔ سلیمان نے ایک شخص کو اس کام پر متعین کیا تھا۔ جب ابو ہاشم کو زہر کا احساس ہوا تو وہ محمد بن علی بن عبداللہ کے پاس آئے جو اس وقت مقام حمیمہ میں تھے۔ محمد سے مل کر اپنا حال کہا اور کہا کہ خلافت تمہاری اولاد میں آنے والی ہے اور صورت بتائی کہ ایسا کیوں کر ہوگا۔ پھر ابو ہاشم نے ان کے پاس ہی وفات پائی۔

سلیمان ہی کے زمانہ میں عبیداللہ بن شریح جو مشہور گویا تھا، مرا اور عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک ابوالخطاب نے بھی اس کے دور میں انتقال کیا۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات:

۱ جریر (م ۱۱۰ھ/ ۷۲۸ء)، ابو حرزہ جریر بن عطیہ کا تعلق بنو تمیم کی شاخ بنو کلیب بن یربوع سے تھا۔ وہ یمامہ کے علاقے میں پیدا ہوا اور صحرائی ماحول میں نشو ونما پائی جس کے اثر سے اس کے اندر زبان و بیان کی فصاحت پیدا ہوئی۔ جس وقت اس نے بصرہ میں اقامت کا فیصلہ کیا وہ بطور شاعر اپنے قبیلے میں مشہور ہو چکا تھا۔ بصرہ میں سوقِ مربد میں آنے جانے لگا اور فرزدق سے ہجوگوئی کا مقابلہ کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ جریر حجاج بن یوسف کی نظروں میں آ گیا جس نے اس کی سرپرستی کی اور حجاج کی مدح میں جریر نے متعدد نظمیں کہیں۔ بعد میں اسے عبدالملک کے پاس دمشق بھیج دیا۔ یوں وہ اموی خلفاء کی سرپرستی حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔

۲ فرزدق (م ۱۱۰ھ/ ۷۲۷ء)، اموی دور کے تین اکابر شعرا میں فخر کے موضوع پر فرزدق سب سے بڑا شاعر سمجھا جاتا ہے۔ اس کا نام ہمام، کنیت ابو فراس اور تعلق بنو تمیم کی شاخ بنو دارم سے تھا۔ وہ ۶۴۰ء میں حضرت عمر کے دور خلافت میں بصرہ میں پیدا ہوا۔ تاسیس بصرہ کے دن سے ہی اس میں اس کے آباء واجداد اور قبیلے کے فصیح اور بادیہ عرب کی خالص زبان بولنے والے لوگ بس گئے تھے۔ اس کا دادا صعصعہ عرب کا بڑا نامور آدمی ہو گزرا تھا اور ''محی المووَدات'' (زندہ دفن کی جانے والی بچیوں کو زندگی دینے والا) کے لقب سے مشہور تھا، کیونکہ عرب جاہلیہ میں کوئی عرب اپنی نومولود بچی کو زندہ درگور کرنے کا ارادہ کرتا تو صعصعہ اس بچی کو خرید کر اس کی پرورش کرتا تھا۔ فرزدق کا باپ غالب بھی بڑا معزز سردار تھا۔ فرزدق اپنے خاندان کے اس اونچے رتبے کی وجہ سے اپنی شاعری میں فخر کا اظہار کرتا تھا اور اس میدان میں اس نے اپنے زمانے کے سب شعراء پر فوقیت حاصل کر لی۔ فرزدق کا اصل جوہر شاعری میں اس وقت چمکا جب اس کی اس کے معاصر شاعر جریر کے ساتھ ہجوگوئی کا سلسلہ شروع ہوا۔

۳ یعنی عبدالعزیز بن مروان

۴ کثیر عزہ اموی دور کا مشہور شاعر تھا۔ اس کا رجحان علویوں کی طرف تھا۔

Marfat.com

باب۔۲۷

۱۰۰ھ کے واقعات

شوذب خارجی کی بغاوت

اس سال شوذب نے جس کا اصلی نام بسطام تھا اسی (۸۰) آدمیوں کے ساتھ مقام جوخیٰ میں علم بغاوت بلند کیا۔شوذب بنی یشکر کے خاندان سے تھا جو مقام جوخیٰ میں آباد تھا۔ان واقعات کی اطلاع جب عمر بن عبدالعزیز کو ملی تو انھوں نے عبدالحمید، حاکم کوفہ کو لکھا کہ جب تک وہ خود ہنگامہ شروع نہ کریں اس وقت تک تم کسی قسم کی پیش قدمی نہ کرو لیکن جب وہ ایسا کرنا شروع کریں تو تم ایک تجربہ کار شخص کی سیادت میں ایک فوجی دستہ روانہ کرو۔چنانچہ اس حکم کے پہنچنے کے بعد عبدالحمید نے محمد بن جریر بن عبداللہ بجلی کو دو ہزار فوج کے ساتھ اس طرف بھیج دیا اور اس کو خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرنے کی تاکید کی۔اسی اثنا میں (حضرت) عمر نے بسطام کو خط لکھا جس میں یہ اس سے دریافت کیا کہ تمہارے خروج کی غرض و غایت کیا ہے۔قاصد اور محمد بن جریر ساتھ ساتھ پہنچے وہ اپنی فوج کو لے کر ایک جگہ پر خاموش کھڑا رہا۔(حضرت) عمر کے خط میں یہ لکھا تھا کہ معلوم ہوا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے لیے یہ کام کر رہے ہو لیکن اگر حقیقتاً یہ کام اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے تو میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کہ اس کام کو انجام دوں اس لیے تم اس مسئلہ کے تصفیہ کے لیے میرے پاس آؤ اگر حق ہمارے ساتھ ہوا تو تمہیں ہمارے ساتھ ہو جانا چاہیے اور اگر میں تمہارے ساتھ ہوا تو میں تمہارے معاملہ پر غور کروں گا۔بسطام نے اس کے جواب میں لکھا کہ آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا اسی غرض سے میں دو آدمیوں کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ مسئلہ کو اچھی طرح آپ کے ذہین نشین کر دیں۔چنانچہ بسطام نے بنی شیبان کے ایک حبشی غلام کو جس کو نام عاصم تھا اور

Marfat.com

ایک بنی یشکر کے آدمی کو (حضرت) عمر کے پاس روانہ کیا۔ یہ دونوں مقام خناصرہ میں آکر اُن سے ملے۔ (حضرت) عمر نے اُن سے پوچھا کہ تم کو کس چیز نے بغاوت پر آمادہ کیا اور کون سی چیز تمہاری نظروں میں بری معلوم ہوئی۔ عاصم نے جواب دیا کہ ہم کو آپ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ آپ بلاشبہ ایک عادل اور منصف بادشاہ ہیں لیکن ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ نے خلافت خود زبردستی حاصل کی ہے یا عامۃ مسلمین کی رضامندی اور مشورے سے یہ خدمت آپ کے سپرد کی گئی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا کہ میں نے امارت اور حکومت کی ہرگز خواہش نہیں کی اور نہ میں نے اس پر ناجائز قبضہ کیا۔ بلکہ مجھ سے قبل جو شخص اس خدمت کو انجام دیتا تھا اس نے میرا انتخاب کیا اور جب میں نے اس کی ذمہ داری اپنے سر لی تو اس وقت کسی نے ناراضی کا اظہار نہیں کیا بلکہ تمہارے سوا تمام لوگوں نے میری خلافت کو تسلیم کیا۔ تمہارا یہ اصول ہے کہ جو شخص عدل وانصاف کے ساتھ کام کرتا ہے اس سے خوش رہتے ہو اگر میں حق وصداقت کے خلاف کوئی کام کروں یا اس سے ذرہ برابر بھی اعراض کروں تو تم کو اختیار ہوگا کہ تم میری اطاعت سے باز آجاؤ۔

ان دونوں سفیروں نے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان صرف ایک بات قابل بحث رہ گئی ہے۔ عمر نے پوچھا کہ وہ کون سی بات ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم آپ کو خاندان کے خلاف روش اختیار کرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور آپ نے اس کا نام مظالم رکھا ہے۔ اگر واقعی آپ سیدھے راستے پر ہیں اور وہ برسر گمراہی تھے تو آپ ان تمام لوگوں پر جنھوں نے لوگوں پر ظلم کیا ہے۔ لعنت بھیجئے اور ان سے برأت کا اظہار حاصل کیجئے۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اس گفتگو سے مجھ کو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تم دنیا کی طلب کے لیے ایسا کرنا نہیں چاہتے بلکہ تمہارا مقصود حصول آخرت ہے لیکن تم نے راستہ اختیار کرنے میں غلطی کی۔ تم کو معلوم ہے کہ خدائے عزوجل نے آنحضرتؐ کو ''لعان'' (لعنت کرنے والا) بنا کر نہیں بھیجا۔ حضرت ابراہیم نے خدا سے کہا: فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ج وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ '' (ابراہیم:۳۶) [یعنی جس نے میری اتباع کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے نافرمانی کی اے خدا تو غفور رحیم ہے۔] اور خدا فرماتا ہے: اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:۹۰) [یعنی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی۔ پس اُن کی ہدایت پر تم بھی چلو۔]

میں نے اپنے خاندان کے لوگوں کو ظالم کہا تو کیا یہ ان کی بُرائی کے لیے کافی نہیں ہے۔

Marfat.com

خطا کاروں پر لعنت کرنا بھی فرض نہیں ہے۔ اگر یہ تمہارے نزدیک کوئی ضروری کام ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ تم نے فرعون پر کس وقت لعنت بھیجی ہے۔ عاصم نے کہا کہ مجھ کو نہیں یاد کہ میں نے کبھی اس پر لعنت کی ہے۔ (حضرت) عمر نے کہا کہ پھر تمہارے نزدیک یہ مناسب ہے کہ تم فرعون جیسے خبیث اور بدمعاش آدمی پر لعنت نہ بھیجو اور میں اپنے اہل خاندان پر لعنت کروں باوجودیکہ وہ صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ عاصم نے کہا کہ کیا وہ اپنے مظالم کی وجہ سے کافر نہیں ہوتے۔ (حضرت) عمر نے کہا کہ نہیں کیونکہ رسول اللہؐ نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی، جو آپ پر ایمان لایا اور جس نے آپ کی شریعت کو تسلیم کیا اس کا اسلام آپ نے قبول فرمایا۔ اُس کے بعد اگر اُس نے کوئی جرم کیا تو آپ نے اس کی سزا دی۔ خارجیوں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے تو لوگوں کو توحید الٰہی اور وحی قرآنی پر ایمان لانے کی دعوت دی تھی۔ (حضرت) عمر نے کہا انھوں نے یہ کب کہا کہ ہم سنت نبوی کی تعمیل نہ کریں گے بلکہ اُنھوں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ افعالِ مذہب میں ناجائز ہیں ایسا کرنے پر مجبور ہوئے۔

خارجیوں نے کہا اچھا تب تم اپنے ان کاموں سے برأت ظاہر کرو جس میں تم نے ان کے خلاف عمل کیا ہے اور ان کے احکام کو رد کرو۔ عمر نے پوچھا کہ تم بتاؤ کہ کیا اہل ردہ کے معاملے میں ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں حق پر نہ تھے؟ انھوں نے کہا کہ بے شک دونوں حق پر تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ کیا تم کو نہیں معلوم کہ ابوبکرؓ نے مرتدین سے جنگ کی ان کا خون بہایا اور اُن کی اولاد کو غلام بنالیا، مالِ غنیمت حاصل کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہاں معلوم ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ عمر نے اپنی خلافت کے زمانے میں ان قیدیوں کو فدیہ پر رہا کر دیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ ہاں جانتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ تم ہی بتاؤ کیا عمرؓ نے ابوبکر صدیقؓ سے برأت کی تھی۔ خارجیوں نے کہا کہ نہیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ تم ان میں سے ایک سے بھی برأت حاصل کر سکتے ہو؟ خارجیوں نے انکار کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے یہ پوچھا کہ اچھا نہروان والوں کے متعلق بتاؤ وہ تو تمہارے اسلاف میں سے تھے۔ تم کو معلوم ہے کہ اہل کوفہ نے جب خروج کیا تو اُنھوں نے کسی کا خون نہیں بہایا اور کسی کا مال ضبط نہیں کیا لیکن اس کے مقابلے میں اہل بصرہ نے کیا کیا۔ عبداللہ بن خبّاب اور ان کی لونڈی جو حاملہ تھی، قتل کر ڈالا اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں۔ دونوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی۔ عمر بن عبدالعزیز نے پھر پوچھا کہ جن لوگوں نے قتل نہیں کیا اور اس میں شریک نہیں تھے کیا اُنھوں نے قاتلین

Marfat.com

سے برأت حاصل کی۔ خارجیوں نے کہا کہ نہیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ تم لوگ کسی ایک جماعت سے برأت حاصل کر سکتے ہو۔ اُنھوں نے کہا کہ نہیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا تو یہ کیا بات ہوئی کہ تمہارے لیے تو یہ بات روا ہو کہ تم ابوبکرؓ و عمرؓ میں سے کسی ایک سے برأت ظاہر نہ کرو، یا اہل کوفہ و اہل بصرہ میں سے کسی ایک سے برأت ظاہر نہ کرو۔ اور میں اپنے خاندان سے بغیر برأت حاصل کیے پاک ہی نہیں ہو سکتا حالانکہ ہمارا اور ان کا مذہب ایک ہے۔ اے لوگو خدا سے ڈرو تم جاہل ہو کیونکہ تم لوگوں کو وہ اخلاق پسند ہیں جن کو آنحضرتؐ نے ناپسند فرمایا اور ان باتوں سے نفرت کرتے ہو جن کو جناب رسول اللہؐ نے پسندیدہ نظر سے دیکھا۔ وہ شخص تمہارے یہاں مامون ہوتا ہے جو آنحضرتؐ کے پاس غیر مامون ہے اور تم سے وہ شخص خائف رہتا ہے جو آنحضرتؐ کی پناہ میں تھا۔ تم ان لوگوں کو خوف و ہراس میں رکھتے ہو جنھوں نے صاف دل سے کلمۂ شہادت پڑھا اور یہی لوگ رسول اللہؐ کے نزدیک سب سے زیادہ امن میں تھے ان کی جان و مال بے خطر تھے اور تم اُن کو قتل کرتے ہو اور تمہارے پاس وہ لوگ پناہ گزیں ہوتے ہیں جو دوسرے مذہب کے پیرو ہوتے ہیں تم اُن کی عزت کو اپنی عزت سمجھتے ہو۔

اُس کے بعد یشکری نے کہا:

''کیا آپ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد قوم کے معاملات میں پورے عدل و انصاف سے کام لیا لیکن اپنے بعد خلافت کی خدمت ایک ایسے شخص کے سپرد کرتا ہے جو کسی طرح اس کا حق دار نہیں ہے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے اپنا فرض انجام دیا اور اپنے ذمہ سے بری ہو گیا؟''

عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ نہیں۔ یشکری نے کہا کہ آپ خلافت اپنے بعد یزید کے سپرد کریں گے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ صحیح طریقہ پر اس کام کو انجام نہیں دے سکتا۔ عمر نے جواب دیا کہ اُس کو دوسرے شخص نے ولی عہد بنایا ہے اور میرے بعد مسلمان زیادہ حقدار ہیں کہ وہ اس معاملے کا تصفیہ کریں۔ یشکری نے کہا کہ جس شخص نے اس کا انتخاب کیا ہے۔ وہ خود حق پر تھا یا نہیں۔ عمر رونے لگے اور کہا کہ تم مجھ کو تین دن کی مہلت دو۔ دونوں وہاں سے رخصت ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر آئے، عاصم نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں۔ عمر نے یشکری سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو اس نے کہا کہ آپ نے جو کچھ کہا وہ ٹھیک تھا لیکن میں مسلمانوں (یعنی خارجیوں) کے لیے اس کے

Marfat.com

متعلق کوئی حکم نہ دوں گا جو آپ نے کہا ہے اس کو اُن کے سامنے پیش کر دوں گا اور اُن کی دلیل بھی معلوم کرلوں گا۔''

عاصم تو عمر ہی کے پاس رہ گئے۔عمر نے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا لیکن صرف پندرہ دن کے بعد اُن کا انتقال ہو گیا۔عمر بن عبدالعزیز کہتے تھے کہ یزید کے معاملے نے مجھ کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔میں نے اس کے لیے مخاصمت کی اس لیے خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔

ان واقعات کے ظاہر ہونے کے بعد بنوامیہ کو یہ خطرہ ہوا کہ سلطنت اُن کے ہاتھوں سے چلی جائے گی اور یزید ولی عہدی سے معزول ہو جائے گا اس لیے اُنھوں نے ایک شخص کو اُس پر آمادہ کر لیا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کو زہر دے دے چنانچہ اس نے زہر دے دیا۔اس واقعہ کے بعد تین دن تک بستر مرض پر رہے پھر قضا کر گئے۔محمد بن جریر جو خوارج کے مقابلے کے لیے بھیجا گیا تھا وہ بغیر تعرض کے مقیم رہا اور خوارج بھی خاموش رہے دونوں قاصد کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے اسی اثنا میں عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا۔

یزید بن مہلب کی گرفتاری اور جراح کا خراسان پر تقرر

اس سال عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو خط لکھا کہ تم یزید بن مہلب کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو اور اس سے پیشتر اُنھوں نے خود یزید کو لکھا تھا کہ تم اپنا جانشین بنا کر میرے پاس چلے آؤ چنانچہ یزید نے اپنے لڑکے مخلد کو خراسان کا حاکم بنا دیا اور خود وہاں سے رخصت ہو گیا۔راستہ میں واسط میں اُترا اور پھر وہاں سے کشتیوں پر سوار ہو کر بصرہ جانے کا ارادہ کر رہا تھا۔اس اثنا میں عدی بن ارطاۃ نے موسیٰ بن وجیہ حمیری کو یزید کے تعاقب میں بھیجا۔موسیٰ اور یزید سے نہر معقل میں پل کے قریب ملاقات ہوئی۔موسیٰ نے یزید بن مہلّب کو اسی حال میں گرفتار کر لیا اور عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا۔(حضرت) عمر نے اس کو دربار میں طلب کیا۔ان کو یزید اور اس کے خاندان سے بغض تھا وہ اُن لوگوں کو جبابرہ کہتے تھے اور طرہ یہ تھا کہ یزید بھی عمر بن عبدالعزیز سے کینہ رکھتا تھا اور اُن کو ریا کار سمجھتا تھا لیکن جب وہ خلیفہ بنا دیے گئے تو یزید کو یقین ہو گیا کہ یہ ریا اور مکر سے کوسوں دور ہیں۔یزید جب دربار میں حاضر ہوا تو (حضرت) عمر نے اس مال غنیمت کے متعلق دریافت کیا جس کے متعلق اس

Marfat.com

نے سلیمان کو لکھا تھا۔ یزید نے اس کا یہ جواب دیا کہ سلیمان کے دل میں جو میری وقعت اور عزت تھی اس سے آپ بخوبی واقف ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میں نے اس غرض سے لکھا تھا کہ وہ لوگوں کو مطلع کر دے۔ لیکن یہ یقین تھا کہ سلیمان مجھ سے اس کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ (حضرت) عمر نے کہا کہ میں تمہارے متعلق اس کے سوا کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا کہ تم کو قید خانہ بھیج دیا جائے۔ اللہ کے عذاب سے ڈرو جوتم پر باقی ہے اس کوادا کرو کیونکہ یہ عام مسلمانوں کے حقوق میں ان کے معاف کرنے کا مجھ کو حق نہیں ہے۔ اس کے بعد اس کو قلعہ حلب میں قید کر دیا اور جراح بن عبداللہ حکمی کو خراسان کا حاکم بنادیا۔ یہ خبر جب مخلد کو ملی کہ باپ قید ہو گیا اور جراح خراسان کا حاکم مقرر ہو کر آرہا ہے تو وہ وہاں سے روانہ ہوا۔ راستہ میں بہت سارو پیہ تقسیم کرتا ہوا عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے امیر المومنین خدا نے آپ کی حکومت کے ذریعے سے اس امت کو ہلاکت میں ڈال دیا اور اب ہماری آزمائش کی گھڑی ہے۔ خدا نہ کرے کہ صرف ہم ہی لوگ آپ کے زمانے میں سب سے زیادہ بدبخت ہوں۔ آپ نے اس ضعیف آدمی کو کس جرم میں قید کیا ہے اُن پر جو واجب ہو بتایئے تا کہ میں اس کو ادا کردوں اور صلح کر لیجیے۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ جب تک تمام مال ادا نہ کردو گے مصالحت کیونکر ہوسکتی ہے۔ مخلد نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ کے پاس کوئی اس کا ثبوت ہوتو تمام مال لے لیجیے ورنہ یزید کی بات کو سچ مانتے ہوئے اس پر اس سے حلف لیجیے اگر وہ حلف نہ اٹھائے تو کسی مناسب رقم پر صلح کر لیجیے۔ عمر نے یہی کہا کہ مجھ کو جب تک مال نہ دے دو گے صلح ہرگز نہیں ہوسکتی۔ مجبوراً مخلد وہاں سے رخصت ہو گیا۔ عمر بن عبدالعزیز اس کے جانے کے بعد بولے کہ یہ اپنے باپ سے اچھا ہے۔ اس کے چند ہی دنوں کے بعد مخلد کا انتقال ہو گیا۔ عمر نے اس کے جنازے کی نماز پڑھائی اور یہ کہہ کر آج عرب کا ایک جوان صالح دنیا سے رخصت ہو گیا۔ یہ شعر پڑھا:

بکوا حذیفه لم یبکوا مثله حتیٰ تبید خلایق لم تخلق

[حذیفہ پر خوب روئے اتنا روئے کہ اس سے قبل لوگ نہ روئے، حتیٰ کہ ایسی مخلوق ہلاک ہو جائے جواب تک عالم وجود میں نہیں آئی ہے۔]

جب یزید نے مال ادا کرنے سے انکار کر دیا تو عمر نے اُس کی تشہیر کا حکم دیا چنانچہ ایک اون کا جبہ پہنایا اور ایک اونٹ پر سوار کر کے کہا اس کو دھلک کے پاس لے جاؤ۔ یزید جب اُس حال میں

Marfat.com

لوگوں کے سامنے سے گزرا تو کہنے لگا کہ کیا میرے قبیلے میں کوئی میرا معاون اور مددگار نہیں رہا۔ میں دھلک فاسق کے پاس بھیجا جا رہا ہوں۔ سلامہ بن نعیم خولانی عمر کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ اے امیرالمومنین یزید کو قید خانہ میں واپس بلا لیجیے اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو خطرہ ہے کہ اس کے قبیلے کے لوگ اس کو چھین لیں گے کیونکہ وہ اس غرض سے متحد ہو رہے ہیں۔ یزید قید خانہ میں واپس بلا لیا گیا چند دنوں کے بعد یزید کو عمر کی علالت کی خبر ملی۔

جراح بن عبداللہ حکمی کا خراسان سے معزول ہونا

عمر بن عبدالعزیز نے اس سال جراح بن عبداللہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا اور عبدالرحمٰن بن نعیم قشیری کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔

جراح رمضان کے مہینہ میں معزول کیا گیا۔ اُس کی صورت یہ ہوئی کہ یزید جب خراسان کی حکومت سے علیٰحدہ کر دیا گیا تو عراق کے حاکم نے جرجان میں ایک شخص کو عامل بنا کر بھیجا۔ جہم بن زحر الجعفی جو اس وقت یزید کی طرف سے جرجان کا حاکم تھا اُس نے اس نئے عامل کو اُس کے معاونین کے ساتھ گرفتار کر لیا اور خود جراح کے پاس چلا گیا۔ جرجان والوں نے اُس کی غیر موجودگی میں اپنے نئے حاکم کو رہا کر دیا۔ جہم جب جراح کے پاس گیا تو اس نے جہم سے کہا تم اگر میرے ابن عم نہ ہوتے تو میں تمہاری اس حرکت کو ناجائز قرار دیتا۔ جہم نے کہا اگر تم بھی میرے ابن عم نہ ہوتے تو میں تمہاری اس حرکت کو ناجائز قرار دیتا۔

جہم، جراح کا ہم زلف بھی تھا کیونکہ دونوں نے حصین بن حارث کی لڑکیوں سے شادی کی تھی اور جہم کا باپ زحر الجعفی اور جرّاح کا باپ عبداللہ حکمی دونوں سعد قشیری کے بیٹے تھے اس لحاظ سے دونوں ابن عم ہوئے۔

جراح نے جہم کو سمجھایا کہ دیکھو تم نے اپنے امام کی مخالفت کی ہے اس لیے تم کو چاہیے کہ جہاد کر کے فتوحات حاصل کر لو تاکہ خلیفہ تم سے خوش ہو جائے چنانچہ اس نے جہم کو ختّل کی طرف روانہ کر دیا۔ وہاں پہنچ کر اُس نے بہت سے غنیمتیں حاصل کیں اور واپس آیا۔ جراح نے اسی زمانے میں تین آدمیوں کا وفد عمر کے پاس بھیجا جس میں دو عرب تھے اور ایک موالی میں سے تھا۔ اُس کی کنیت ابوالصید تھی۔ یہ وفد جب دربار میں حاضر ہوا تو دونوں عربوں نے گفتگو شروع کی لیکن یہ مولیٰ بالکل خاموش

Marfat.com

رہا۔ عمر نے جب اُس کو خاموش دیکھا تو پوچھا کہ کیا تم وفد میں نہیں ہو، اُس نے کہا کہ میں بھی وفد میں ہوں۔ عمر نے پوچھا پھر گفتگو کرنے سے تم کو کیا چیز مانع ہے؟ اس نے کہا کہ امیر المومنین بیس ہزار موالی بغیر کسی عطیے اور وظیفے کے جہاد میں شریک رہتے ہیں وہ اب اسلام لا چکے ہیں مگر اس کے باوجود اُن سے بھی خراج وصول کیا جاتا ہے۔ ہمارے حاکم میں سخت تعصب بھرا ہے۔ وہ ہمارے ممبر پر کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں پوشیدہ طریقہ پر تمہارے پاس آتا ہوں۔ اب میں بھی تعصب رکھوں گا۔ قسم ہے میری قوم کا ایک شخص بھی دوسروں کے سینکڑوں انسانوں سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ ہمارا امیر حجاج کی سفاک تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ جس نے ہم پر ظلم وتعدی سے کام لیا۔ عمر نے اُس کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ بے شک تمہارا سا شخص اس قابل ہے کہ وفد میں شریک کیا جائے۔

اس کے بعد عمر نے جراح کو لکھا جو شخص تمہارے سامنے نماز پڑھتا ہو اس کا جزیہ معاف کر دو۔ جس وقت سے جراح نے اس حکم کی تعمیل شروع کی اُس وقت سے لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ کسی نے جراح کو بہکایا کہ لوگ جزیہ کے ڈر سے اسلام قبول کر رہے ہیں۔ اس لیے ختنہ کر کے ان کی آزمائش کیجیے۔ جراح نے عمر کو لکھا۔ عمر نے جواب دیا کہ خدا نے رسول اللہ ﷺ کو داعی اسلام بنا کر بھیجا تھا نہ لوگوں کو مختون بنانے کے لیے۔ تم ایک ثقہ آدمی کو میرے پاس بھیج دو تا کہ اس سے میں خراسان کی حالت دریافت کر سکوں۔ کسی نے عمر کو یہ مشورہ دیا کہ ابومجلز کو بلوا لیجیے۔ چنانچہ اُنھوں نے پھر جراح کو لکھ بھیجا کہ خراسان کی جنگ پر عبدالرحمٰن بن نعیم عامری کو متعین کر دو اور خود ابومجلز کو ساتھ لے کر چلے آؤ۔ جراح نے یہ خط پڑھا اور تقریر کی کہ: اے اہل! خراسان میں انہی کپڑوں کے ساتھ میں تمہارے پاس آیا تھا جو اس وقت میرے جسم میں ہیں اور میرا گھوڑا بھی اسی لباس میں تھا جواب ہے۔ تمہارے خزانہ سے میں نے صرف تلوار کی میان بنائی ہے۔ سواری میں درحقیقت اس کے پاس ایک گھوڑا اور ایک خچر کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس کے بعد وہ خراسان سے روانہ ہوا اور عمر کے پاس پہنچا۔ اُنھوں نے پوچھا کہ تم کب وہاں سے چلے، اس نے کہا کہ رمضان کے مہینہ میں چلا۔ عمر نے کہا کہ جس شخص نے تم کو ظالم کہا وہ سچا ہے۔ تم سے اتنا نہ ہوا کہ تم ماہ رمضان کو ختم کر کے وہاں سے چلتے۔

جراح نے عمر کو لکھا تھا کہ میں نے خراسان میں ایک ایسی قوم کو دیکھا جس کو فتنہ وفساد نے خراب کر رکھا ہے۔ اس کا محبوب ترین کام یہ ہے کہ جو اللہ نے اُس پر فرض کیا ہے (یعنی خراج، جزیہ)

Marfat.com

اُس کی ادائیگی سے باز رہیں۔اس وقت سب سے زیادہ ضروری کام یہ ہے کہ اُن کو سیدھے راستے پرلایا جائے اوراللہ کے حقوق کے تعمیل کرنے کی تاکید کی جائے لیکن وہ تلوار اور کوڑے کے سوا کسی دوسری چیز سے سیدھے نہیں ہوسکتے۔میں نے بغیر آپ کی اجازت کے پیش قدمی کرنا مناسب نہ سمجھا۔اس لیے اجازت کا طلب گار ہوں۔عمر نے جواب میں لکھا کہ اے جراح تم فتنے کو بہت زیادہ پسند کرتے ہو۔کسی مسلمان یا ذمی کو تم اس وقت تک ایک کوڑا بھی نہیں لگا سکتے جب تک وہ کوئی جرم نہ کرے۔اے جراح قصاص سے ڈرو۔تم کو ایک ایسی ذات کے سامنے حاضر ہونا ہے جو تمام معانی ومطالب کو خوب سمجھتا ہے۔نظروں کو خوب پہنچانتا ہے۔تمہارے سینوں کے مخفی ارادوں سے خوب واقف ہے اور ہم ایک ایسی کتاب پڑھیں گے جس میں چھوٹے بڑے سب گناہ شمار کرلیے جاتے ہیں۔

جب جراح اور ابومجلز عمر کے پاس آئے تو اُنھوں نے ابومجلز سے پوچھا،عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی حالت بتاؤ۔ابومجلز نے کہا کہ وہ اپنے مثلوں سے مقابلہ کرتا ہے۔دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ ایک ایسا سردار ہے جو اپنی رائے کے سوا کسی دوسری رائے پر عمل نہیں کرتا۔جنگ کے موقع پر اگر لوگ اس کی مدد پہنچائیں تو اپنے قدم آگے بڑھاتا ہے۔اس کے بعد عمر نے عبدالرحمٰن بن نُعیم کی حالت دریافت کی۔ابومجلز نے کہا کہ وہ آرام طلب ہے۔کام میں سست ہے لیکن میں اُس کو اس کام کے لیے زیادہ پسند کرتا ہوں۔چنانچہ عمر نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو مذہبی کاموں کے انجام دینے کے لیے اور جنگ کا انتظام کرنے کے لیے متعین کیا اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ کو خراج کے وصول کرنے کے لیے مقرر کیا اور اہل خراسان کو اس کی اطلاع دی کہ ہم نے دونوں عبدالرحمٰن کو جنگ اور خراج پر حاکم بنایا اور ان دونوں کو لکھا کہ لوگوں کے ساتھ تم اخلاق سے پیش آؤ۔معاملات میں عدل وانصاف سے کام لو۔

عبدالرحمٰن بن نعیم اس وقت تک برسرِ حکومت رہا جب تک عمر بن عبدالعزیز زندہ رہے اور یزید بن مہلب کے قتل تک باقی رہا لیکن پھر مسلمہ بن عبدالملک نے حارث بن حکم کو اس کی جگہ پر حاکم بنایا اس کی حکومت ڈیڑھ سال رہی۔

دولت عباسیہ کی دعوت کا آغاز

اس سال محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے مختلف ممالک میں اپنے داعی روانہ کیے۔اس

Marfat.com

کی صورت یہ ہوئی کہ محمد اکثر شام کے شہر بلقاء کے علاقے شراۃ آتے تھے۔ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ شام میں سلیمان کے پاس ملنے گئے۔راہ میں محمد بن علی بھی اُن سے ملے اور اس وقت ایک اچھی صحبت ہوگئی۔ابو ہاشم نے سلیمان سے ملاقات کی سلیمان نے ان کی بڑی عزت کی۔اُن کی ہر قسم کے ضروریات کو پورا کیا لیکن ان کی علمی قابلیت،ادبی لیاقت،اُن کے کلام کی فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر ڈرا کہ کہیں حکومت کے اندر بغاوت نہ پیدا کریں۔چنانچہ اس نے ایک شخص کو زہر دینے کے لیے مستعد کیا جو اُن کے راستے سے واقف بھی تھا۔جب وہ واپس ہوئے تو اس نے دودھ میں زہر ملا کر پلا دیا۔ جب ہاشم کو زہر کا احساس ہوا تو انہوں نے فوراً حمیمہ (جو شراۃ میں تھا) کا رخ کیا کیونکہ محمد بن علی وہیں تھے۔جب وہاں پہنچے تو ان سے کہا کہ خلافت کی باگ ڈور تمہارے بیٹے کے ہاتھ میں آئے گی اور اس کو بتایا کہ وہ کس طرح کام کو انجام دے۔ابو ہاشم نے اپنے فرقہ کے لوگوں کو جو اہل خراسان اور عراق سے آیا کرتے تھے یہ بتادیا تھا کہ خلافت محمد بن علی کی اولاد میں منتقل ہوگی اس لیے اُن کو اس بات کی تاکید کی کہ تم میرے بعد اسی کے پاس جایا کرو۔

چنانچہ جب ابو ہاشم کا انتقال ہوگیا تو لوگوں نے محمد کا رخ کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے واپس آئے اور دوسرے لوگوں کو اس کی ترغیب دی جن میں بہت سے لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا۔اطراف جانب میں جو لوگ داعی کے طور پر روانہ کیے گئے تھے۔اُن کی تعداد کافی تھی چنانچہ میسرہ کو عراق کی طرف بھیجا گیا اور محمد بن خنیس اور ابو عکرمہ سراج جس کا دوسرا نام ابو محمد صادق تھا اور حیان عطا کو جو ابراہیم بن سلمہ کا ماموں تھا،ان تمام لوگوں کو خراسان کی طرف بھیجا گیا اور اس وقت خراسان میں جراح برسرِ حکومت تھا۔ان داعیوں کو محمد نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ اس کی اور اس کی اولاد کی خلافت کی دعوت دیں۔دعاۃ نے جن جن لوگوں سے ملاقاتیں کیں ان کو اس طرف بلایا اور جنھوں نے اس دعوت کو قبول کیا۔اُنھوں نے محمد بن علی کے نام خطوط لکھ کر دیے۔تمام دعاۃ نے یہ خطوط میسرہ کو دیے اور میسرہ نے محمد بن علی کے پاس بھیج دیے۔ابو عکرمہ سراج نے محمد بن علی کے لیے بارہ نقباء مقرر کیے جن میں سلیمان بن کثیر الخزاعی،لاھز بن قریظ تمیمی،قحطبہ بن شبیب الطائی،موسیٰ بن کعب تمیمی،خالد بن ابراہیم ابوداؤد جو بنی شعبان بن ذھل سے تھے۔قاسم بن مجاشع تمیمی،عمران بن اسمٰعیل،ابوالنجم مولیٰ آل ابی معیط،مالک بن ہیثم خزاعی،طلحہ بن زریق الخزاعی۔عمرو بن اعین ابوحمزہ مولیٰ خزاعہ،شبل بن طہمان ابوعلی الھروی

Marfat.com

مولی بنی حنیفہ، عیسی بن اعین مولی خزاعہ۔ اُن کے علاوہ اور دوسرے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا جن کو محمد بن علی نے ایک خط لکھا اور اس کی تاکید کی کہ وہ خود کو اسلامی اخلاق و عادات کا نمونہ بنائیں۔

متفرق واقعات

اس سال عمر بن عبدالعزیز نے باشندگان طُرندہ کو ملطیہ میں آباد ہونے کا حکم دیا۔ یہ شہر ممالک روم میں شامل ہے اور ملطیہ سے تین منزل کی مسافت پر واقع ہے۔ عبداللہ بن عبدالملک نے ۸۲ھ میں جب اُس کو فتح کیا تو وہاں مسلمانوں کو آباد کرایا اور چونکہ اس وقت ملطیہ کی حالت ابتر ہو رہی تھی اس لیے تمام لوگ طرندہ میں آ کر اقامت گزیں ہو گئے۔ طرندہ میں اکثر جزیرہ کی فوجیں آ کر ٹھہرتی تھیں اور برفانی موسم کے وقت تک اپنی اپنی جگہوں پر چلی جاتی تھیں۔ جب عمر تخت نشین ہوئے تو انھوں نے فوراً مسلمانوں کو ملطیہ میں واپس آنے کا حکم دیا اور دشمنوں کے خیال سے طرندہ کو بالکل خالی کر دیا حتیٰ کہ وہ ویران ہو گیا اور جعونہ بن حارث کو ملطیہ کا عامل بنایا۔ جعونہ، عامر بن صعصعہ کے خاندان سے تھا۔

اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے شاہان ہند کے نام خطوط روانہ کیے جس میں اُن کو دعوت اسلام دی اور یہ لکھا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے تو تمہارے ملک تمہارے ہی قبضے میں رہیں گے اور تم کو وہی حقوق دیے جائیں گے جو عام مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز کی دیانت، راست بازی، عدل و انصاف، خوش خلقی کا ڈنکا تمام عالم میں تو بج ہی رہا تھا ان خطوط نے تیر بہدف کا کام دیا۔ جیشبہ بن داہر نے اس دعوت پر لبیک کہا اور فوراً مشرف بہ اسلام ہوا۔ سندھ کے دوسرے بادشاہوں نے بھی اس دعوت کو خوشی سے قبول کیا جن کا نام عربی ناموں کی طرح رکھا گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے ممالک سندھ پر عمرو بن مسلم کو جو قتیبہ بن مسلم کا بھائی تھا، حاکم بنایا۔ اُس نے بعض شہروں کو فتح کیا اور باقی کو نومسلم بادشاہوں کے قبضے میں رہنے دیا۔ یہ لوگ عمر بن عبدالعزیز اور یزید بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں تو اسلام پر باقی رہے لیکن ہشام بن عبدالملک کی بدعنوانیوں سے تنگ آ کر مرتد ہو گئے۔ اُن کے مرتد ہونے کے اور بھی اسباب تھے جن کا آیندہ ہم ذکر کریں گے۔

اس سال عمر نے ولید بن ہشام معیطی اور عمرو بن قیس کندی کو غزوۂ صائفہ میں شریک ہونے کا حکم دیا اور عمرو بن ہبیرہ فزاری کو جزیرہ کا حاکم بنایا اور ابوبکر بن محمد بن عمرو نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

Marfat.com

عمال حکومت وہی تھے صرف خراسان میں کچھ تبدیلی واقع ہوئی تھی چنانچہ جیسا کہ پہلے لکھا گیا جنگی ضروریات کے لیے عبدالرحمٰن بن نعیم مقرر کیے گئے اور ملکی انتظامات اور خراج کی وصولی کے لیے عبدالرحمٰن بن عبداللہ کا تعین کیا گیا لیکن یہ کاروائیاں اس سال کے آخر میں ہوئیں۔

عمر بن عبدالعزیز نے اسمٰعیل بن عبداللہ، مولیٰ بنی مخزوم کو افریقہ کا، سمح بن مالک خولائی کو اندلس کا حاکم بنایا۔ اُنھوں نے سمح کی دیانت داری اور ایمان داری کا تجربہ اُسی وقت کر لیا تھا جب سمح ولید بن عبدالملک کی حکومت میں مہمات انجام دے رہا تھا۔

وفیات

ابوالطفیل عامر بن واثلہ نے اسی سال مکہ میں وفات پائی اور یہ ان نفوس قدسیہ کے آخری چراغ تھے جن کو ہم صحابہ رضوان الیہ علیہم اجمعین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ شہر بن حوشب نے بھی اسی سال انتقال کیا بعض روایت میں ہے کہ ۱۱۲ھ میں انتقال ہوا۔ قاسم بن مخیمرہ ہمدانی نے بھی اسی سال قضا کی۔ مسلم بن یسار الفقیہ نے اسی سال وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ ابوامامہ اسعد بن سہیل بن حنیف نے بھی اس سال قضا کی۔ اُن کی پیدائش سرور کائناتؐ کی حیات ہی میں ہوئی تھی۔ چنانچہ جناب نے ان کی کنیت اور نام اُن کے نانا ابوامامہ اسعد بن زُرارہ کے نام اور کنیت پر رکھا۔ ابوامامہ غزوہ بدر سے قبل انتقال کر گئے تھے۔ بُسر بن سعید مولیٰ الحضرمیین نے بھی اسی سال وفات پائی۔ عیسیٰ بن طلحہ بن عبداللہ تیمی، محمد بن جبیر بن مطعم اور ربعی بن حراش الکوفی ان تینوں نے اسی سال انتقال کیا۔ صرف ربعی کے متعلق خیال ہے کہ ۱۰۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ حنش بن عبداللہ صغانی کی وفات اسی سال ہوئی یہ (حضرت) علی کے اصحاب میں تھے اُن کی شہادت کے بعد یہ مصر میں آ کر مقیم ہو گئے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے جامع مسجد سرقسطہ کا نقشہ کھینچا جو اندلس میں واقع ہے۔

Marfat.com

باب ۔۲۸

۱۰۱ھ کے واقعات

یزید بن مہلب کا فرار

ہم یزید کی گرفتاری کا حال لکھ چکے ہیں۔اب تک وہ قید خانہ میں پڑا رہا لیکن جب عمر بن عبدالعزیز کی علالت نے نازک صورت اختیار کرلی تو یزید بن مہلب نے بھاگنے کا قصد کیا۔وہ یزید بن عبدالملک کی (آنے والی) حکومت سے بہت زیادہ خائف تھا کیونکہ اس نے بنو عقیل کو جو یزید بن عبدالملک سے سسرالی رشتہ رکھتے تھے اس سے قبل بہت ستایا تھا۔بنو عقیل، یزید بن عبدالملک کے سسرالی رشتے دار اس طرح ہوتے تھے کہ اُم حجاج نے جو محمد بن یوسف کی بیٹی تھی۔حجاج کے باپ یوسف کے مرنے کے بعد یزید بن عبدالملک سے نکاح کرلیا تھا۔یہ رشتے میں حجاج کی بھتیجی بھی ہوتی تھی۔جب سلیمان بن عبدالملک تخت نشین ہوا تو اس نے بنو عقیل کو گرفتار کرکے یزید بن مہلب کے پاس بھیج دیا تا کہ وہ اُن کے اموال چھین لے اور ان کو پوری سزا دے۔یزید بن مہلب نے مقام بلقا میں جو نواح دمشق میں واقع ہے چند آدمیوں کو اس غرض سے بھیجا کہ وہ حجاج کے خزانوں کو اور اُن کے اہل و عیال کو جو وہاں مقیم تھے پکڑ کرلے آئیں۔چنانچہ وہ سب گرفتار کرکے یزید کے پاس لائے گئے۔ان قیدیوں میں اُم حجاج بھی تھی جو اس وقت یزید بن عبدالملک کے نکاح میں آچکی تھی (بعض روایت میں ہے کہ اُم حجاج کی بہن تھی جس کو سزا دی گئی)۔یزید بن عبدالملک کو جب یہ خبر ملی تو وہ دوڑا ہوا یزید ابن مہلب کے پاس آیا اور اس کی سفارش کی کہ اُم حجاج کو چھوڑ دو۔یزید بن مہلب نے اس پر توجہ نہیں کی تب یزید بن عبدالملک نے کہا کہ اُس پر جو تاوان مقرر کرو میں اس کے دینے کا ذمہ دار ہوں۔ابن مہلب نے اس کو بھی منظور نہیں

Marfat.com

کیا۔ چاروناچار یزید بن عبدالملک نے کہا کہ اے یزید اگر میں برسرِ حکومت ہوا تو یادرکھو کہ میں تمہاری بوٹی بوٹی کاٹ ڈالوں گا۔ یزید بن مہلب نے کہا کہ اگر ایسا ہوا تو میں تلواروں سے تجھ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ اس نوک جھوک کے بعد یزید بن مہلب راضی ہو گیا اور یزید بن عبدالملک نے جرمانہ ادا کر کے اُم حجاج کو چھڑالیا۔ غالباً ایک لاکھ دینار اُس نے دیا بعض کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ دیا۔

جب عمر بن عبدالعزیز کی علالت نے زور پکڑا تو ابن مہلب، یزید بن عبدالملک سے ڈرا کہ اگر یہ کہیں برسرِ حکومت ہو گیا تو میرا نام ونشان تک باقی نہ رکھے گا۔ اسی خیال سے اس نے اپنے بھائیوں کو اطلاع دی انھوں نے سواریاں تیار کرلیں اور ایک ایسا مقام متعین کرلیا جہاں وہ آجائے اور پھر وہاں سے روانہ ہوجائے۔ اب یزید بن مہلب نے حاکم حلب اور قید خانہ کے چوکیداروں کو رشوت دے کر راضی کرلیا اور ان سے کہا کہ امیر المومنین کی زندگی کی کوئی توقع نہیں ہے اور اگر یزید بن عبدالملک کو خلافت ملی تو وہ میرا خون بہا دے گا۔ چوکیداروں نے اُس کو بھاگ جانے کا موقع دیا اور وہ اسی مقام پر پہنچ گیا جہاں اس کے بھائی منتظر تھے۔ وہاں سے بصرہ کی طرف چلا گیا اور عمر بن عبدالعزیز کے نام ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

> ''اگر مجھ کو یہ یقین ہوتا کہ آپ ابھی زندہ رہیں گے تو میں قید خانے سے کبھی باہر نہ نکلتا لیکن مجھ کو ڈر ہے کہ آپ کے بعد یزید مجھ کو بری طرح قتل کر ڈالے گا۔''

یہ خط اس وقت پہنچا جب عمر بن عبدالعزیز کی حالت بہت نازک تھی آپ نے اس وقت یہ الفاظ فرمائے کہ اے خدا اگر یزید مسلمانوں کے ساتھ کوئی بُرا برتاؤ کرنا چاہتا ہو تو یہ برائی بھی اسی کے سر ڈال، چونکہ اس نے مجھ کو بہت دق کیا اس لیے اس کا بدلہ لے۔ راستے میں یزید سے اور ہذیل بن زفر بن حارث سے مڈبھیڑ ہوئی اگرچہ یزید اس سے بہت خائف تھا لیکن ہذیل نے اب تک اُس کو نہیں پہچانا۔ جب یزید اس کے گھر میں داخل ہو گیا اور دودھ مانگا اور پی گیا تو ھذیل نے اس کو پہچان لیا اور اپنی ندامت کا اظہار کیا بلکہ اُس کو اپنی سواری اور دوسری چیزیں تحفۃً دیں لیکن یزید نے اس کے لینے سے انکار کیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ابن مہلب، یزید بن عبدالملک سے کسی دوسری وجہ کی بنا پر خائف تھا جس کا ذکر انشاء اللہ بعد میں ہوگا۔

عمر بن عبدالعزیز کی وفات

عمر بن عبدالعزیز نے اس سال رجب کے مہینے میں وفات پائی اور تقریباً بیس دن تک بستر

Marfat.com

پر پڑے رہے، جب وہ بیمار ہوئے تو لوگوں نے اُن کو علاج کا مشورہ دیا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ اگر میں یہ جانوں کہ اس مرض کی دوا صرف یہ ہے کہ اپنے کان کو چھولوں تو میں ہرگز ایسا نہ کروں۔ سب سے اچھا انسان وہ ہے جو خدا کی طرف چلا جانے والا ہو۔ عمر بن عبدالعزیز نے دیر سمعان میں انتقال کیا اور بعض کے نزدیک مقام خناصرہ میں وفات پائی اور دیر سمعان میں دفن کیے گئے۔ اُن کی مدت خلافت کل دو سال پانچ مہینہ رہی۔ آپ کی عمر ۳۹ برس اور چند مہینہ تھی۔ بعض کے نزدیک آپ کی عمر چالیس سے زیادہ تھی۔ آپ کی کنیت ابوحفص تھی۔ لوگ آپ کو ''اشج بنوامیہ'' کے لقب سے یاد کرتے تھے کیونکہ بچپن میں آپ کے والد کے گھوڑوں میں سے کسی جانور نے ایک مرتبہ آپ کی پیشانی کو زخمی کر دیا تھا جس سے خون کا فوارہ بہنے لگا۔ یہ جب اس حال میں اپنی والدہ کے پاس آئے تو انھوں نے دیکھتے ہی سینے سے لگا لیا اور اپنے شوہر کو ملامت کرنے لگیں کہ بچے کے ساتھ کسی شخص کو کیوں نہیں کر دیا۔ عبدالعزیز جو آپ کے والد تھے جب گھر آئے تو اُنھوں نے کہا کہ اے اُم عاصم تو چپ رہ۔ تیرے لیے یہ خوشخبری ہے کہ تیرا بیٹا ''اشج بنو امیہ'' ہوگا۔ (اشج کے معنی زخمی اور مجروح کے ہیں)۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز یہ کہتے تھے کہ جب میں نے ولید بن عبدالملک کو قبر میں رکھا اور اُس کی صورت پر نظر ڈالی تو وہ سیاہ رو ہو گیا تھا۔ جب میں مر جاؤں اور دفن کیا جاؤں تو اس وقت تم میرے چہرے کو کھول کر دیکھ لینا۔ چنانچہ جب وہ مر گئے تو میں نے اُن کا چہرہ کھول کر دیکھا تو وہ پہلے سے زیادہ روشن اور منور تھا۔

عمر فرماتے تھے کہ کاش میں یہ جانتا کہ عمر کی اولاد میں وہ کون شخص ہے جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

عمر بن عبدالعزیز کی والدہ اُم عاصم، عاصم بن عمر بن الخطاب کی بیٹی تھیں اور اُن کے والد کا نسب نامہ یہ تھا۔ عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ۔ اُن کی وفات پر بہت سے نامور شعرا نے مرثیہ کہا ہے۔ منجملہ اُن کے کُثیّر عزّہ نے یہ اشعار کہے ہیں:

اقول لما اتانی ثم مهلكةً　　لا تبعدن قوام الحق والدين

قد غادروا فی ضريح اللحد منجدلا　　بدير سمعان قسطاس الموازين

[میں اس شخص کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے پاس ہلاکت کی خبر لے کر آیا صداقت

Marfat.com

اور مذہب وملت کے استحکام کو دور نہ کر۔لوگوں نے عدل وانصاف کی ترازو کو مقام دیر سمعان کی ایک تاریک قبر میں تنہا دفن کردیا۔]

عمر بن عبدالعزیز کی زندگی کے بعض حالات

جب وہ تخت نشین ہوئے تو اُنھوں نے یزید بن مہلب کو جو اس وقت خراسان کا حاکم تھا ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔

''امابعد! اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھا اللہ نے اُس کو نعمت دی تھی پھر اس کو دنیا سے اٹھالیا۔سلیمان نے مرتے وقت مجھ کو اپنا جانشین بنایا اور میرے بعد یزید بن عبدالملک کو بنایا۔دراصل زندہ وہ ہے جس نے یہ کام میرے سپرد کیا ہے وہ درحقیقت ذات خداوندی ہے لیکن ساتھ ہی اس کام کا انجام دینا کچھ سہل بھی نہیں ہے۔اگر میری خواہش بیویوں کی رکھنے کی اور کثرت مال جمع کرنے کی ہوتی تو میں اس ذات سے کرتا جس نے مجھ کو یہ کام دیا ہے اور واقعہ تو یہ ہے کہ جو کچھ خدائے عزوجل نے مجھ کو عطا فرمایا ہے وہ اس شخص سے کہیں زیادہ ہے جس نے خلافت کی وجہ سے کچھ حاصل کیا ہے بلکہ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ اس کام کی وجہ سے جو میرے سر پر ڈالا گیا ہے۔میرا محاسبہ سخت نہ ہو جائے اور مجھ سے شدت کے ساتھ جواب نہ طلب کیا جائے لیکن جن خطاؤں کو وہ غفار معاف کردے۔ان سے تو بچ جاؤں گا۔جو لوگ یہاں ہیں ان سب نے بیعت کرلی ہے اور جو لوگ تمہارے پاس ہیں اُن سے تم بیعت لے لو۔''

یزید بن مہلب نے جب یہ خط اپنے مصاحبین کو سنایا تو انھوں نے کہا کہ تم عمر بن عبدالعزیز کے عمال میں سے نہیں ہوگے۔کیونکہ اُن کی باتیں گزشتہ خلفاء کی طرح نہیں ہیں۔اس کے بعد یزید نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور سب سے بیعت لے لی۔

مقاتل بن حیان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عبدالرحمٰن بن نُعَیم حاکم خراسان کو بھی ایک خط لکھا تھا جس کا مضمون یہ تھا:

''امابعد! تم اس شخص کی طرح عمل کرو جس کو اس بات پر ایمان کامل ہو کہ خدا

Marfat.com

مفسدین کے کاموں کو فروغ نہیں دیتا۔"

طیفل بن مرواس کہتے ہیں کہ عمر نے سلیمان بن ابی السری کو لکھا کہ:

"تم مسافر خانہ بنواؤ۔ جو مسلمان ادھر سے گزرے اس کو ایک دن اور ایک رات ٹھہراؤ۔ اُن کی سواریوں کا بھی انتظام رکھو اور جو لوگ معذور ہوں اُن کو دو دن اور دو رات ٹھہراؤ اگر وہ تنہا ہوں تو ان کو اُن کے وطن تک پہنچاؤ۔"

جب یہ خط پہنچا اور سمرقند والوں نے اس قسم کے خط آنے کی خبر سنی تو وہ چلا اٹھے کہ واللہ قتیبہ نے ہم پر ظلم کیا اور ہمارے ساتھ دغا کی ہمارے شہروں پر اس نے جبراً قبضہ کر لیا۔ حالانکہ عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس لیے وہ سلیمان کے پاس آئے کہ تم اس بات کی اجازت دو کہ ہم اپنا وفد امیر المومنین کی خدمت میں بھیج سکیں۔ سلیمان نے اُن کو اجازت دے دی چنانچہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں فریاد لے کر حاضر ہوئے انھوں نے سلیمان کو لکھا کہ اہل سمرقند قتیبہ کے جور و ظلم کی شکایت کرتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو اپنے وطن سے نکال دیا ہے۔ پس جس وقت میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تم قاضی کو مقرر کر دو کہ وہ ان کے معاملات پر غور خوص کرے۔ اگر وہ اُن کے حق میں فیصلہ کرے تو عربوں کو اپنی جگہ واپس چلا جانا چاہیے جہاں وہ قتیبہ کے آنے سے پہلے تھے۔ (راوی کہتے ہیں) سلیمان نے ان کے معاملہ پر جُمَیع بن حاضر کو قاضی بنایا۔ قاضی نے یہ فیصلہ سنایا کہ عرب فوج سمرقند سے نکل جائے اور دونوں کو مساوی حیثیت سے پھر جنگ کرنا چاہیے تاکہ جدید صلح نامہ مرتب ہو جائے یا نئی فتح ہو جائے۔ اہل سمرقند اس فیصلہ پر رضامند نہیں ہوئے بلکہ کہنے لگے کہ ہم دوبارہ جنگ کے لیے تیار نہیں ہیں اور اسی حالت میں خوش ہیں۔

داؤد بن سلیمان جُعفی سے روایت ہے کہ عمر نے عبدالحمید کو اس مضمون کا خط لکھا:

"اہل کوفہ کو گزشتہ زمانے میں شدید مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اُن کے بدترین حکام نے اُن پر ستم ڈھانے کے غیر مناسب طریقے ایجاد کیے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے سراسر خلاف تھے۔ مذہب و ملت کا قیام صرف عدل و انصاف پر موقوف ہے اس لیے اس سے زیادہ تمہارے دل میں کسی چیز کا خیال نہ رہنا چاہیے۔ دیکھو باشندگان کوفہ پر کسی قسم کی سختی روا، نہ رکھی جائے۔ کسی آباد مقام کو ہرگز برباد نہ کیا جائے۔ ان میں جتنی

Marfat.com

استطاعت ہو اسی لحاظ سے خراج یا عشر وصول کرو اور ایسی مصالحت رکھو کہ وہ اطمینان سے زندگی بسر کر سکیں۔ خراج کے علاوہ کوئی دوسرا ٹیکس اُن پر نہ لگاؤ اور یہ بھی نہایت نرمی اور مہربانی سے وصول کرو۔ جو لوگ جفت کھلانے کے لیے نر پالتے ہیں اُن سے کسی قسم کی اجرت نہ لو۔ نوروز اور مہرجان کے ہدیوں کو قبول نہ کرو۔ ا مصاحف کی قیمتوں سے پرہیز کرو، مکانات اور پانی کا کرایہ نہ لیا کرو اور نہ نکاح کے درہم کو قبول کرو۔ جو لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اُن سے خراج نہ لیا کرو۔ میری ان ہدایات کی پوری طرح پیروی کرو کیونکہ جس چیز کو خدا نے میرے سپرد کیا تھا اُس کو اب تمہارے سپرد کرتا ہوں کسی مسئلہ کے تصفیہ میں عجلت سے کام نہ لیا کرو بلکہ مجھ سے مشورہ کر کے طے کیا کرو۔ دیکھو جو شخص حج کرنا چاہتا ہو اس کو فوری سو درہم دے دو تا کہ وہ اچھی طرح حج کر سکے۔ والسلام۔"

عثمان بن عبدالحمید کی روایت ہے کہ میرے باپ یہ کہتے تھے کہ فاطمہ رحمہا اللہ ۲ بنت عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز کی بیوی مجھ سے کہتی تھیں کہ جب عمر بیمار ہوئے اور ایک شب اُن کو تکلیف زیادہ ہوگئی تو گھر کی عورتیں سو نہ سکیں اور ہم سب جاگتے رہے، جب صبح ہوئی تو میں نے اُن کے غلام مرثد سے کہا کہ تم مریض کے پاس رہو اگر کوئی ضرورت ہوئی تو میں قریب ہوں، اس کے بعد ہم لوگ سو گئے۔ جب دن زیادہ ہوا تو ہم لوگ جاگے، میں اس طرف گئی تو دیکھا کہ مرثد باہر بیٹھا ہے میں نے پوچھا کہ باہر کیوں چلا آیا ہے۔ اس نے کہا کہ انہوں نے مجھ کو باہر جانے کا حکم دیا اور مجھ سے کہا کہ میں ایک ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو نہ جن ہے اور نہ انسان ہے۔ میں باہر چلا آیا۔ چلتے وقت میں نے یہ انہیں پڑھتے ہوئے سنا:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۳

[آخرت کے اس گھر کو ہم نے اُن لوگوں کے لیے رکھا ہے جو دنیا میں کوئی مرتبہ نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں، آخرت پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے۔]

اُن کی بیوی کا بیان ہے کہ جب میں اندر گئی تو انھوں نے اپنا چہرہ قبلہ کے رخ کر لیا اور روح پرواز کر گئی۔

Marfat.com

مسلمہ بن عبدالملک یہ کہتا تھا کہ جب میں عمر کی عیادت کے لیے گیا تو اُن کے جسم پر ایک میلی قمیض دیکھی، میں نے اُن کی بیوی فاطمہ سے جو میری بہن بھی تھی کہا امیرالمومنین کے کپڑوں کو دھو ڈالو۔ اس نے کہا کہ اچھا ہم دھوڈالیں گے۔ اس کے بعد جب میں دوبارہ گیا قمیض ویسی ہی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے تم کو قمیض دھونے کا نہیں کہا تھا۔ اُس نے کہا کہ خدا کی قسم ان کے پاس اس کے سوا کوئی کپڑا ہی نہیں۔ بعض روایت میں ہے کہ ان کا روز آنہ صرفہ کل دو درہم تھا۔

کہتے ہیں جب عبدالعزیز نے عمر کو مدینہ میں تحصیل علم اور تربیت کے لیے بھیجا تو صالح بن کیسان کو لکھا کہ آپ اُن پر پوری نگرانی رکھیے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ عمر نماز میں تاخیر سے آئے۔ صالح نے پوچھا کہ دیر کیوں کی؟ عمر بولے کہ کنگھی سے میرے بالوں کو سنوارا جارہا تھا اس وجہ سے دیر ہوئی۔ صالح نے عبدالعزیز کو اُس کی شکایت لکھ بھیجی۔ انھوں نے فوراً ایک قاصد کو بھیج کر حکم دیا کہ سر کے تمام بال منڈا دیے جائیں۔

محمد بن علی باقر کہتے ہیں کہ:

"ہر قوم کے لیے ایک نجیب ہوتا ہے۔ بنوامیہ کے نجیب عمر بن عبدالعزیز ہیں ۔
قیامت کے دن یہ بھی ایک امت کی طرح اٹھائے جائیں گے۔"

مجاہد کا بیان ہے کہ ہم عمر کے پاس اس غرض سے جاتے تھے تاکہ وہ ہم سے کچھ حاصل کریں لیکن وہ خود ایسی باتیں بتاتے تھے کہ جو ہم کو معلوم نہ ہوتی تھیں۔

میمون نے کہا کہ علما عمر کے نزدیک شاگردوں کی طرح معلوم ہوتے تھے۔ عمر سے کسی نے پوچھا کہ تمہاری درستگی اور اصلاح کی وجہ کیا ہے؟ اُنھوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے غلام کو مارنے کا ارادہ کیا تو اس نے بے ساختہ کہا کہ کبھی قیامت کی صبح کو بھی یاد کرلیا کرو اور میں نے اس وقت سے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا۔ جب سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ جھوٹ خود اپنے اور اپنے گھر والوں کے لیے نقصان دہ ہے۔

ریاح بن عبیدہ سے مروی ہے کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز راستہ میں جارہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک ضعیف بزرگ ان کے ہاتھوں پر ٹیک لگا کر جارہے تھے۔ جب وہ گھر میں تشریف لے گئے تو میں نے کہا کہ خدا امیر کا بھلا کرے۔ یہ کون صاحب آپ کے ہاتھ کے سہارے چل رہے تھے۔ عمر نے کہا کہ کیا تم نے اُن کو دیکھ لیا؟ وہ خضر علیہ السلام تھے مجھ کو خبر دے رہے تھے کہ میں اس قوم

Marfat.com

پر حکومت کروں گا اور عدل وانصاف کو تمام دنیا میں پھیلا دوں گا۔

ریاح یہ بھی کہتے تھے کہ جب عمر مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو خلافت کی سواریوں کے لیے چارہ طلب کیا گیا۔انھوں نے ان تمام کو بیچ ڈالنے کا حکم دیا اور اس کی قیمت بیت المال میں داخل کرادی اور فرمایا کہ میرے لیے یہ خچر کافی ہے۔جب عمر،سلیمان بن عبدالملک کی تجہیز وتکفین سے واپس ہوئے تو راستہ میں سلیمان کے ایک غلام نے ان کو بہت ہی افسردہ دیکھا۔اس نے اُن کی خیریت پوچھی تو کہنے لگے کہ امت محمدیہؐ میں کوئی ہستی خواہ مشرق میں ہو یا مغرب میں،میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کا میں حق برابر ادا کردوں خواہ وہ اس کا مطالبہ کرے یا نہ کرے،جب خلیفہ ہو گئے تو اپنی بیوی اور لونڈیوں کو بلا کر کہا کہ میں اُس کام کی وجہ سے جس کا انتظام میرے سر پڑ گیا ہے۔تم لوگوں میں دلچسپی نہیں لے سکتا لہٰذا تم کو میں نے اس مسئلہ میں خود مختار کردیا،دل میں آئے تو میرے ساتھ رہو ورنہ علیٰحدہ ہو جاؤ۔تمام عورتیں رونے لگیں اور سب نے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔

جب اُن سے لوگوں نے بیعت کرلی تو وہ منبر پر چڑھ گئے اور حمد وثنا کے بعد ایک پُر زور خطبہ دیا جو غالباً اس نوعیت کا پہلا خطبہ تھا:

''اے لوگو!تم میں سے جو میرا ساتھ دے اُس کو چاہیے کہ پانچ باتیں اختیار کرلے ورنہ ہمارے پاس نہ آئے جو شخص میرے سامنے اپنی حاجت کو پیش نہیں کرسکتا ہے اُس کی حاجت کو ہم تک پہنچا دے۔اچھے کاموں میں اپنی پوری قوت سے ہماری مدد کرے۔ہم جس طریقے پر چلیں اس کی بھلائی اور برائی سے ہم کو باخبر کرے۔کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے اور جس چیز میں کچھ امداد نہ کرسکتا ہو اس میں دخل نہ دیا کرے۔''

آخر کار شعراء اور خطباء اُن کے دربار سے چھٹ گئے اور زہاد اور فقہاء کا دور دورہ ہو گیا۔لوگوں نے کہا کہ ہمارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس شخص کو ہم چھوڑ دیں جب تک اس کے قول وفعل میں تضاد نہ ہو۔جب خلفیہ ہوئے تو انھوں نے روسا قریش اور دوسرے معززین کو طلب کیا اور اُن کو مخاطب کرکے کہا کہ باغ فدک رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے قبضہ میں تھا اور وہ اس کو اسی طرح مصرف میں لاتے تھے جس طرح خدا ان کو بتاتا تھا۔اُن کے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے اور پھر عمرؓ ہوئے۔ان دونوں بزرگوں نے رسول اللہؐ کی پوری پیروی کی لیکن مروان نے اُس کو دوسرے طریقہ سے علیٰحدہ کرلیا اور اب نسلاً بعد نسلٍ

Marfat.com

مجھ تک پہنچی ہے۔ میری تمام جائیدادوں میں سے زیادہ مستقل جائیداد یہی ہے اور اب میں تمہارے سامنے یہ کہتا ہوں کہ باغ فدک کو میں نے واپس کر دیا اور اسی حالت میں لوٹا دیا جس حالت میں رسول اللہؐ کی زندگی میں تھا۔ لوگ خوش خوش واپس ہوئے اور یہ سمجھے کہ اب ظلم و عدوان کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے اپنے مولیٰ مزاحم کو بلایا اور کہا کہ میرے گھر کے لوگوں نے مجھ کو ایسی جائیداد دی جس کا نہ مجھے لینا جائز ہے اور نہ اُنھیں اس کا دینا۔ لیکن اب تو میں نے اُس کے حق داروں کے پاس لوٹانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ مزاحم نے کہا کہ تو آپ اپنے بیٹے کے لیے کیا کریں گے۔ یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے اور کہنے لگے کہ اُن کے لیے اللہ پر توکل کرتا ہوں۔ وہ اپنے لڑکے کے نام پر اسی طرح رنجیدہ ہوئے جیسے عام طور سے لوگ ہوتے ہیں۔ مزاحم یہ سن کر وہاں سے رخصت ہوا اور ان کے بیٹے عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ امیرالمومنین نے اس قسم کا تہیہ کر لیا ہے جو تمہارے لیے سراسر نقصان دہ ہے۔ حالانکہ میں نے اُن کو اس سے روکا لیکن وہ نہ مانے۔ عبدالملک نے جب یہ سنا تو اُنھوں نے مزاحم سے کہا کہ تم خلیفہ کے بدترین وزراء میں ہو۔ اس کے بعد عبدالملک اپنے والد کے پاس آئے اور اُن سے یہ بیان کیا کہ مزاحم نے مجھ کو اس قسم کی خبر دی ہے کیا یہ صحیح ہے۔ عمر بن عبدالعزیز بولے کہ ہاں میرا ارادہ ہے کہ آج شام تک میں اس کا تصفیہ کر دوں۔ عبدالملک نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو پھر جلدی کیجیے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی واقعہ پیش آ جائے یا آپ کے دل میں کوئی دوسری بات جم جائے۔ عمر بیٹے کی یہ باتیں سن کر پھڑک اٹھے اور ہاتھ اٹھا کر کہا۔ کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ کو ایسی اولاد دی جو مجھ کو میرے کاموں میں مدد دیتی ہے۔ اس کے بعد وہ کھڑے ہوئے اور اسی وقت یہ اعلان کیا کہ باغ فدک میری ملکیت سے خارج ہے۔

خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی گھر کی عورتوں سے انھوں نے تمام زیورات لے لیے۔ اس کو مظالم سے تعبیر کیا۔ بنوامیہ اس واقعہ سے بہت خوف زدہ تھے۔ وہ اپنی پھوپھی فاطمہ بنت مروان کے پاس آئے اور اُن کو عمر بن عبدالعزیز کے پاس اپنا وکیل بنا کر بھیجا۔ انھوں نے عمر سے پوچھا کہ آپ کا اس معاملے میں کیا خیال ہے۔ انھوں نے کہا کہ اللہ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا نہ کہ عذاب اور آنحضرتؐ کے لیے اس چیز کو پسند فرمایا جو اُن کے پاس ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنے بعد ایک نہر چھوڑی جس سے تمام لوگ برابر سے سیراب ہوتے رہے۔ اُن کی وفات کے بعد ابوبکرؓ جانشین

Marfat.com

ہوئے اُنھوں نے اس نہر کو اسی حالت میں باقی رکھا۔ عمرؓ نے بھی اُسی طرح چھوڑا اس کے بعد اس نہر سے یزید، مروان، عبدالملک اور اُس کے بیٹے عبدولید اور سلیمان نے لوگوں کے حق مار کر خود کو سیراب کیا۔ جب معاملہ میرے ہاتھ میں پہنچا تو اس مدت میں وہ سب سے بڑی نہر خشک ہوگئی اس لیے لوگوں نے یہ مناسب سمجھا کہ اس کو اپنی اصلی حالت پر کردیا جائے۔ فاطمہ بنت مروان بولی کہ اس قدر کافی ہے میں تمہارا مقصد سمجھ گئی۔ اگر ان بزرگان سلف کی تقلید کررہے ہو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتی اور وہاں سے آکر تمام لوگوں کو اس واقعہ سے مطلع کردیا۔

بعض روایت میں ہے کہ فاطمہ نے یہ آکر کہا کہ بنوامیہ تم کو ایسا ایسا کہتے ہیں۔ جب عمر بن عبدالعزیز نے یہ تمام باتیں اس کو سمجھا دیں تو وہ بولی کہ وہ تم کو دھمکاتے ہیں کہ کسی نہ کسی دن ہم اس کا بدلہ لیں گے۔ یہ سن کر عمر کو غصہ آگیا اور کہنے لگے میں قیامت کے دن کے سوا کسی دن سے ڈروں تو مجھے امن نصیب نہ ہو۔ فاطمہ نے یہ سب باتیں بنوامیہ سے جاکر کہہ دیں اور کہا کہ تم نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری کہ عبدالعزیز کی شادی عمر ابن الخطاب کے خاندان میں کی جس کا یہ نتیجہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز اپنے نانا کے مشابہ ہوا۔ یہ سن کر سب خاموش رہے۔

سفیان ثوری اکثر کہا کرتے تھے کہ خلفاء راشدین پانچ ہوئے۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور عمر بن عبدالعزیز۔

امام شافعیؒ نے بھی یہی رائے قائم کی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز جب کوئی فرمان اپنے عمال حکومت کے پاس بھیجتے تھے تو اس میں تین میں سے کوئی ایک بات ضرور ہوتی یا تو کسی سنت کا احیا ہوتا یا کسی بدعت کی ممانعت ہوتی یا غربا پر مراحم خسروانہ ہوتا یا مظالم کی بندش ہوتی۔

فاطمہ بنت حسین بن علی ہمیشہ عمر بن عبدالعزیز کی ثناخواں رہتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگر عمر بن عبدالعزیز دنیا میں زندہ رہتے تو ہم کسی کے محتاج نہ ہوتے۔ عمر بن عبدالعزیز کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک بیان کرتی تھیں کہ میں ایک مرتبہ عمر کے پاس گئی تو اس وقت وہ نماز میں مشغول تھے اور آنسو ٹپ ٹپ کرریش مبارک پر گر رہے تھے۔ نماز پڑھ چکے تو میں نے پوچھا کہ واقعہ کیا ہوا تو بولے کہ میں نے امت محمدیہ کی پوری خدمت اپنے سر لے لی ہے اس لیے فقراء، مریض، غرباء، مظلومین اور ستم رسیدہ، قیدی اور وہ ضعفاء قوم جو بکثرت اہل وعیال والے یا قلیل البضاعت ہیں انھی کے متعلق غور وخوض

Marfat.com

کرر ہا تھا۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ میرا رب قیامت کے دن مجھ سے پوچھے گا اوران لوگوں کے وکیل میرے مقابلہ میں سرورکائنات ؐ کی ذات اقدس ہوگی۔ اس لیے میں ڈرا کہ میری حجت اور دلیل یہ سب مخاصمت میں بیکار ہوجائے گی۔ اُنھیں باتوں کو خیال کر کے میں رونے لگا۔

جب عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز بیمار ہوئے جو عمر کے عدل وانصاف میں دست و بازو کا کام دیتے تھے تو عمر بن عبدالعزیز ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور پوچھا کہ اے میرے بیٹے تم اپنے کو کس حالت میں پاتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ میں اپنے کو حق اور صداقت پر قائم پاتا ہوں۔ عمر نے پھر کہا کہ تو اے لخت جگر قیامت کے دن میرے اعمال تمہارے ساتھ تولے جائیں گے تو زیادہ بہتر ہوگا بہ نسبت اُس کے تمہارے اعمال میرے ساتھ وزن کیے جائیں۔ عبدالملک نے کہا کہ اے بزرگوار جس چیز کو آپ زیادہ پسند فرماتے ہیں کہ وہ ہوجائے میں بھی اُس کو اپنی پسندیدہ چیز سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ عبدالملک نے اسی مرض میں وفات پائی اُن کی عمر کل ۱۷ برس کی تھی۔

بعض روایت میں ہے کہ عبدالملک نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اے امیرالمومنین آپ جب اپنے خدا کے پاس اس حالت میں حاضر ہوں گے جب آپ نے کسی حق کی حمایت نہ کی ہو یا کسی باطل کو رد نہ کیا ہو تو پھر کیا جواب دیں گے۔ عمر نے جواب دیا کہ تمہارے آباؤ اجداد نے لوگوں کو حق کے خلاف دعوت دی تھی۔ یہاں تک یہ خبر پہنچی کہ شر دنیا پر غالب ہوگیا اور خیر کا پتہ نہ چلا اور اسی حالت میں مسلمانوں کی خدمت میرے سپرد ہوئی تو تم ہی بتاؤ کہ کیا یہ بہترین کام نہ ہوگا کہ روز طلوع آفتاب سے قبل ایک حق کو زندہ کردوں اور اُس کو بلند کردوں یا ایک باطل کو صفحہ ہستی سے مٹادوں اور اسی حالت میں موت کا فرشتہ آجائے۔ عبدالملک نے کہا کہ اے امیرالمومنین اللہ کے تمام کاموں کی جانچ پڑتال کیجیے اگرچہ میرے اور آپ کے متعلق لوگوں میں اختلافی جوش کی ہانڈیاں اُبل پڑیں۔ عمر نے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو اگر میں اس میں جلدی کروں تو لوگ مجھ کو آمادہ جنگ ہونے پر مجبور کریں گے اور وہ کوئی بہتر کام نہ ہوگا جو بغیر تلوار اٹھائے ہوئے انجام نہ پاسکے۔ انھیں الفاظ کو انھوں نے کئی مرتبہ دُہرایا۔ عمر بن عبدالعزیز نے تمام عمال کے نام اس مضمون کا فرمان لکھا تھا:

''امابعد! خدا نے اپنے کرم سے مسلمانوں کو معزز اور باوقار بنایا اور ذلت اور رسوائی دشمنان دین کو دی۔ مسلمانوں کو بہترین امت میں داخل کیا جو تمام دنیا کی ہدایت کے لیے

Marfat.com

آئی۔لہٰذا مسلمانوں کے کسی کام کو ذمی یا کافر کے سپرد نہ کرو۔ورنہ ان کے ہاتھ اور اُن کی زبان مسلمانوں پر دراز ہو جائے گی اور خدا کے معزز کرنے کے بعد تم اُن کو ذلیل وخوار کر دو گے اور اُن کو مکر وفریب کا نشانہ بناؤ گے۔اس کے لیے تم کو اُن کی دغابازی سے مطمئن نہیں رہنا چاہیے کیونکہ خدا نے صاف فرمادیا ہے:

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ

[یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔]

اس قدر بیان عمر کی فضیلت اور اُن کی عادلانہ حکومت کے لیے کافی ہے۔بعض کے نزدیک اسی سال محمد بن مروان اور ابوصالح بن ذکوان نے وفات پائی۔

یزید بن عبدالملک کی خلافت

اسی سال یزید بن عبدالملک بن مروان خلیفہ بنایا گیا۔اس کی کنیت ابوخالد تھی۔سلیمان نے اپنی زندگی ہی میں اُس کو عمر بن عبدالعزیز کا جانشین بنادیا تھا۔جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے اُن سے کہا کہ یزید کو فرمان لکھئے اور قوم کے لیے اس کو کچھ وصیت کر دیجیے۔عمر نے فرمایا کہ میں اس کے لیے کیا وصیت کروں وہ عبدالملک کے خاندان سے ہے میری بات کیوں سنے گا مگر آخر میں انھوں نے یزید کو یہ لکھا:

''امابعد! اے یزید تم اپنے کو اس آفت سے محفوظ رکھو جو تمہاری غفلت سے تمہارے سر پر آنے والی ہو کیونکہ اس کے آنے کے بعد تم اس لغزش سے نہ بچ سکو گے اور نہ پھر پلٹ سکو گے جو شخص تمہاری مدح وستائش نہ کرے اس کو تم چھوڑ دو اور جو تم کو معذور نہ سمجھے اس کے پاس جایا کرو۔والسلام۔''

یزید نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی محمد بن عمرو بن حزم کو مدینہ سے معزول کر دیا اور عبدالرحمٰن بن ضحاک بن قیس فہری کو وہاں کا عامل بنادیا اور عبدالرحمٰن سلمہ بن عبداللہ بن الاسد المخزومی کو قاضی بنایا۔ابن ضحاک نے ابن حزم کو اپنے دام میں لانے کی کوشش کی۔لیکن ایسا کوئی موقع ہاتھ نہ آیا یکا یک عثمان بن حیان نے یزید بن عبدالملک کے پاس شکایت بھیجی کہ ابن حزم نے مجھ کو بلاقصور دو دفعہ حد جاری کی تھی۔اُس کی

Marfat.com

سزا میں آپ اُس کو قید کر دیجیے۔ یزید نے عبدالرحمٰن بن ضحاک کو خط لکھا۔ جس کا مضمون یہ تھا:

''اما بعد! ابن حزم نے ابن حیان کو کیوں مارا ہے؟ اس کو دریافت کرو۔ اگر اس نے دو جرموں کی بنا پر ایسا کیا ہو یا کسی ایک سنگین جرم پر جس میں اختلاف کو بھی دخل ہو حیان کو مارا ہے تو تم ابن حزم کو چھوڑ دو۔''

عبدالرحمٰن بن ضحاک تو موقع ڈھونڈتا ہی تھا۔ اس نے فوراً ابن حزم کو بلا کر کسی استفسار کے ایک ہی جگہ پر دو حدیں لگوائیں۔ یزید نے اپنی حکومت میں ان تمام امور کو جن کو عمر بن عبدالعزیز نے ازِ سرنو انجام دیا تھا، طبعیت کی ناموافقت اور خواہش کے خلاف ہونے کی وجہ سے یکے بعد دیگرے ان کو تہ و بالا کرنا شروع کیا۔ اس میں نہ تو اُس نے لوگوں کی ملامت کا خیال کیا اور نہ خدا کا خوف کیا۔ ان امور میں سے ایک یہ بھی تھا کہ محمد بن یوسف، حجاج کا بھائی یمن کا عامل تھا اُس نے یمنیوں پر جدید ٹیکس لگا کر وصول کرنا شروع کیا۔ عمر نے اپنے زمانہ میں یمن کے حاکم کو لکھا کہ ''اس ٹیکس کو کم کر دو۔ عشر یا نصف عشر وصول کرو۔ محمد بن یوسف کی تمام زیادتیوں کو موقوف کر دو'' اور لکھا کہ مجھ کو یہ پسند ہے۔ کہ یمن سے آدھا حبہ مجھے مل جائے بہ نسبت اس کے کہ میں اس ٹیکس کو قائم رکھوں۔ یزید نے اس کے برعکس کیا اس نے اپنے عامل کو لکھا کہ وہ تمام باتیں جن کو محمد بن یوسف نے زیادہ کیا تھا وہ اب بھی زیادہ کیے جائیں۔ لوگ اگرچہ تباہ ہو جائیں تمام ٹیکس وصول کر کے بھیجو۔''

شوذب خارجی کا قتل

شوذب کی بغاوت اور اس سے عمر بن عبدالعزیز کی خط و کتابت کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ جب عمر کا انتقال ہو گیا تو عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب امیر کوفہ نے یہ نیت کی کہ یزید کے یہاں کسی اہم کام کو انجام دے کر اپنا رسوخ بڑھائے۔ چنانچہ اس نے محمد بن جریر کو لکھا کہ شوذب سے جس کا نام بسطام تھا جنگ شروع کریں لیکن اب تک شوذب کے وہ دونوں قاصد جو عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیجے گئے تھے واپس نہیں آئے تھے، ساتھ ہی شوذب کو خبر نہ تھی کہ عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا ہے اور دوسرا خلیفہ تخت نشین ہوا ہے۔ خوارج نے جب محمد بن جریر کو آمادہ جنگ دیکھا تو شوذب نے ایک آدمی بھیج کر یہ دریافت کیا کہ آخر اتنی عجلت کیوں ہے؟ ابھی تک صلح کی مدت بھی تو ختم نہیں ہوئی ہے۔ علاوہ

Marfat.com

برایں ہمارا اور تمہارا تو یہ وعدہ تھا کہ جب تک قاصد دربار خلافت سے واپس نہ آجائیں ہم جنگ نہ کریں گے۔ محمد نے کہلا بھیجا کہ اس وقت تم کو چھوڑنا غیر مناسب ہے۔ شوذب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ معلوم یہ ہوتا ہے ان کا خلیفہ جو درحقیقت بہت ہی پاک نفس اور پاک طینت تھا دنیا سے رخصت ہوگیا کیونکہ اس کی موجودگی میں اُن کو اتنی جرأت نہ تھی کہ بلا تصیفہ جنگ کرتے۔ آخرکار دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ کچھ خوارج مارے گئے لیکن اہل کوفہ بہت بڑی تعداد میں قتل کیے گئے اور شکست کھا کر بھاگے۔ محمد بن جریر بھی بہت سخت زخمی ہوا اور وہ بھی بھاگ کر کوفہ میں داخل ہوگیا۔ خوارج نے تعاقب کیا لیکن پھر وہ واپس ہوگئے ابھی تک شوذب اپنے قاصدوں کی آمد کا منتظر تھا اسی اثنا میں وہ آگئے اور یہ معلوم ہوگیا کہ عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہوگیا۔

اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے تمیم بن حباب کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ شوذب سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔ تمیم بن حباب جب میدان میں پہنچا تو اس نے شوذب کو مطلع کیا کہ یزید ان شرائط پر تم کو نہیں چھوڑ سکتا جن پر عمر بن عبدالعزیز نے صلح کر لی تھی۔ خوارج کے دلوں پر یہ جملے تیر کی طرح لگے اور یزید اور تمیم پر لعنت بھیجنے لگے پھر دونوں طرف صفیں بنیں اور جنگ شروع ہوئی۔ خوارج نے تمیم کو اور اس کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی جو تھے جس میں سے بعض کوفہ بھاگے اور بعض نے یزید کے پاس پناہ لی۔ یزید نے نجدہ بن حکم الازدی کو ایک دوسری فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے بھیجا۔ خوارج نے اُس کو بھی قتل کیا اور اُس کی فوج کو بھگا دیا۔ یزید نے تیسری بار شحاج ابن دواع کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا، یہ بھی مارا گیا اور فوج نے شکست کھائی۔ خوارج کی جماعت میں سے بھی کچھ لوگ مارے گئے۔ ھُد بہ جو شوذب کا ابن عم تھا، مارا گیا۔ ایوب بن خولیٰ نے اُس پر مرثیہ کہا ہے:

تر کنا تمیماً فی الغبار ملحبا	تبکی علیہ عرسہ وقرائبہ
وقد اسلمت قیس تمیماً ومالکا	کما اسلم الشحاج امس اقاربہ
واقبل من حران یحمل رایة	یغالب امر اللہ واللہ غالبہ
فیا ھُدب للھیجا ویا ھدب للندی	ویا ھدب للخصم الا لدیحاربہ
ویا ھدب کم من ملجم قد أحبیتہ'	وقد اسلمتہ للریاح جوالبہ
وکان ابوشیبان خیر مقاتلٍ	یرجی ویخشی حربہ بن یحاربہ

Marfat.com

ففاز ولا فی اللہ فی خیر کُلّہ ۔۔۔ وخذمہ بالسیف فی اللہ ضاربہٗ
تزود من دنیا درعاً ومغفراً ۔۔۔ وغضباً حساماً لم تخنہ مضا ربہ
واجرد محبوك السّراة کانّہٗ ۔۔۔ اذا انقض وافی الریش حجن مخالبہ

[ہم نے تمیم کو گردوغبار میں لپٹا ہوا چھوڑ دیا جب کہ اس کی بیوی اور اس کے اعزہ واقربا اس پر ماتم کر رہے تھے۔ بنو قیس نے تمیم اور مالک کو اس حالت میں چھوڑا جیسا کہ کل شحاج کو اس کے رشتہ داروں نے چھوڑ دیا تھا۔ جس نے حران کی طرف سے اللہ کے حکم پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے جھنڈا بلند کیا اور آگے بڑھا لیکن اللہ سب سے زیادہ غالب ہے۔
اے ھُدب میری ذات لڑائی اور سخاوت کے لیے تھی اور اے ھُدب تم اس سخت دشمن کے لیے تھے جو تم سے لڑتا تھا۔ اے ھُذب کتنے بہادروں کو تو نے جواب دیا اور جن کو اُن کو مقابل نے ہوا کے جھونکوں کے لیے چھوڑ دیا۔ ابوشیبان بہترین جنگجو انسانوں میں تھا، بڑے بڑے جنگجو اُس کی جنگ سے امید وبیم میں تھے۔ وہ کامیاب ہو گیا اور اُس کے تمام بہترین کاموں میں سے اس کو خدا ملا اور اللہ کی راہ میں تلوار کھینچنے نے اُس کو شہادت تک پہنچایا۔
اُس نے دنیائے توشہ میں ایک زرہ اور ایک خود لیا اور ایسی عمدہ تیز تلوار حاصل کی جو مارنے والے سے خیانت نہیں کرتی۔ اور ایک کم بال والا گھوڑا جو سڈول جسم کا تھا جب وہ چلتا تھا تو اس کی جھول کھروں کی نوک سے مل جاتی تھی۔]

خوارج اپنی جگہ پر جمے ہوئے تھے کہ اس کے بعد مسلمہ بن عبدالملک کوفہ میں داخل ہوا۔ اہل کوفہ نے شوذب کے مظالم کی فریاد کی اور اُس کو بھی خوف زدہ کر دیا۔ مسلمہ نے سعید بن عمرو حرشی کو دس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جب وہ میدان جنگ میں پہنچا تو اس عظیم الشان فوج کو دیکھ کر خوارج ڈرے۔ شوذب نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ جو شخص شہادت کا طالب ہے وہ میدان میں آ جائے کیونکہ اس کا وقت آ گیا ہے اور جو دنیا کی نعمتیں چاہتا ہے اُس کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ اس کا وقت گزر گیا۔ یہ الفاظ گو بہت کم تھے لیکن جوش دلانے والے تھے۔ خوارج نے تلواریں میانوں سے نکال لیں اور بہت ہی زور و شور سے حملہ آور ہوئے۔ بار بار سعید اور اس کی فوج پیچھے ہٹی۔ سعید نے جب اپنی ذلت اور رسوائی کا نقشہ دیکھا تو اس نے لوگوں کو للکار کر کہا۔ اے نابکارو۔ ایسی چھوٹی جماعت سے تم

Marfat.com

بھاگتے ہو۔اے شام کے بہادر سپاہیو! تمہارے کارناموں کا آج یہی ایک دن ہے۔سعید کی فوجیں آگے بڑھیں اور خوارج کو پیس ڈالا۔حتیٰ کہ شوذب بھی مارا گیا۔

محمد بن مروان کی وفات

محمد بن مروان جو عبدالملک کا بھائی تھا اس نے اس سال وفات پائی۔عبدالملک نے اُس کو جزیرہ آرمینیہ، آذربائیجان کا عامل بنایا تھا۔اس نے رومیوں سے لڑائیاں کیں۔آرمینیوں سے مقابلہ کیا اور بہت سے مقامات فتح کیے۔خود بھی بہت زبردست طاقت کا آدمی تھا۔عبدالملک اسی وجہ سے اس سے حسد کرتا تھا۔جب عبدالملک کے لیے امر خلافت طے پا گیا تو اس نے اپنی عداوت کا اظہار اس طریقہ پر کیا کہ اُس کو آرمینیا میں جنگ کرنے کا حکم دیا۔جب محمد، عبدالملک سے رخصت ہونے لگا تو اس نے پوچھا کہ آخر آپ مجھ کو کیوں بھیج رہے ہیں اس کے بعد اس نے یہ دو شعر پڑھے:

وانلٹ لا تـری طـر دالـحـر　　　کـالـصـاق بـہ بـعض الھوان

فـلـو کـنـا بـمـنـزلۃِ جـمـعیاً　　　جریت وانت مضطرب العنان

[بے شک تو ایک آزاد شخص کو دور کرنے کو، اُس کے ساتھ رابطہ واتحاد قائم کرنے کی بہ نسبت ذلیل کام نہیں سمجھتا۔اگر ہم سب کے سب متحد ہو جاتے تو میں تجھ پر غالب آجاتا اور تو پریشان حال ہو جاتا۔]

عبدالملک نے کہا کہ واللہ میں تجھ کو یہیں رکھوں گا اور آئندہ سے تم کوئی ایسی بات نہ دیکھو گے جو تمھاری طبیعت کے خلاف ہوگی۔اس طرح دونوں بھائیوں میں مصالحت ہوگئی۔جب ولید نے محمد بن مروان کو اپنی حکومت میں معزول کرنا چاہا تو وہ اس کی جگہ کسی شخص کو تلاش کرنے لگا لیکن کسی شخص نے اس کی جرأت نہیں کی کہ اپنا نام پیش کرے صرف مسلمہ بن عبدالملک نے قدم بڑھایا۔

یزید بن مہلب کا بصرہ میں داخلہ اور یزید بن عبدالملک کی معزولی

اسی سال یزید بن مہلب، عمر بن عبدالعزیز کے قید خانہ سے فرار ہو گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔جب عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا اور اُن کی جگہ پر یزید بن عبدالملک تخت نشین ہوا تو اُس

Marfat.com

نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن (حاکمِ کوفہ) اورعدی بن ارطاۃ (حاکمِ بصرہ) کولکھا کہ تم دونوں یزید بن مہلب کی چالوں سے بچتے رہوکیونکہ وہ قیدخانہ سے بھاگ گیا ہے۔عدی کو یہ بھی لکھا کہ بصرہ میں جوآلِ مہلب ہوں اُن کوگرفتارکرلوچنانچہ عدی نے خاندانِ مہلب کوگرفتار کر کے قید کر دیا۔ان میں مفضل بن مہلب، حبیب بن مہلب، مروان بن مہلب بھی تھے۔یزیدگشت لگاتا ہواقطقطانہ پہنچا۔عبدالحمید والی کوفہ نے بھی اس طرف ایک فوج ہشام بن مساحق العامری کی سرکردگی میں روانہ کی۔جومقام عذیب میں جا کرٹھہری۔یزید اُن کے قریب سے گزر گیااور بصرہ کی طرف چلا گیا لیکن وہ اس پر حملہ آور نہ ہوسکے۔عدی کو جب یہ پتہ چلاتو تمام لوگوں کو اُس نے جمع کر کے خندق کھودلی اور بصرہ کی فوج پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل ثقفی کوسردار بنایا۔یزید اپنے ساتھیوں کے ساتھ بصرہ کے قریب پہنچااوروہاں محمد بن مہلب اپنے تمام خاندان کے لوگوں کے ساتھ جاملا۔عدی نے بصرہ کے پانچ بڑے قبائلی گروہوں کے پاس اپنے قاصد بھیجے چنانچہ بنوازد کے پاس مغیرہ بن عمرو العتکی کو، بنوتمیم کے پاس محرز بن حمران سعدی کواور بنوبکر کے پاس مفرّج بن شیبان بن مالک بن مسمع کواور بنوعبدالقیس کے پاس مالک بن منذر بن جارود کواوراہل عالیہ کے پاس عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کوبھیجا اوراہل عالیہ میں قریش کنانہ، بجیلہ، ازد، خثعم، قیس عیلان یہ سب داخل ہیں (بنومزینہ اوراہل عالیہ وکوفہ تقریباً چوتھائی شہر میں آباد تھے)۔

اب جس طرف سے یزید داخل ہونا چاہتا کوئی نہ کوئی قبیلہ اُس کی مزاحمت کرتا اورراستہ بندکر دیتا۔مجبور ہوکر وہ اپنے مکان میں اترا۔لوگوں نے وہاں بھی مشکل پیدا کی۔یزید نے عدی کو کہلا بھیجا کہ تم میرے بھائیوں کواوردوسرے اقربا کورہا کردو میں بصرہ تمھارے لیے خالی کر دیتا ہوں اوراس وقت تک صلح رہے گی جب تک یزید سے اس چیز کی اجازت لے لوں گا جس کو میں چاہتا ہوں۔عدی نے اس کوقبول کرنے سے انکار کیا۔حمید بن عبدالملک بن مہلب یہ سن کرفوراً یزید بن عبدالملک کے پاس چلا گیا اوراس سے یزید کے لیے امان طلب کی۔یزید نے خالدالقسری اورعمرو بن یزید حکمی کوحمید کے ساتھ کیا اوراُن کو یزید بن مہلب اوراس کے خاندان کے لیے امن دے کرروانہ کیا۔

ادھر یزید بن مہلب نے بصرہ کے باشندوں کوروپیہ پیسہ سے رام کرنا شروع کیا۔جواس کے پاس آتا تھا وہ مالا مال ہوکر جاتا تھا اس کانتیجہ یہ ہوا کہ باشندگان بصرہ اس کی طرف مائل ہوگئے

Marfat.com

کیونکہ عدی کسی کو دو درہم سے زیادہ نہیں دیتا تھا اور یہ عذر پیش کرتا تھا کہ مجھ کو یہ حق نہیں ہے کہ خلیفہ کی اجازت کے بغیر میں ایک حبہ بھی صرف کروں۔ لوگ اسی پر قناعت کرتے تھے۔ اسی مضمون کے متعلق فرزدق نے دو شعر کہے ہیں:

اظن رجال الدرهمين تقودهم　　الى الموت آجال لهم ومصارع

واكيسهم من قرفي قعريتهٔ　　ايقن ان الموت لابد واقع

[میں خیال کرتا ہوں کہ دو درہم والے آدمیوں کو ان کا پیمانۂ حیات اور موت کا مقام موت کی طرف کھینچ رہا ہے۔ اور سب سے عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے گھر کے گڑھے میں بیٹھے اور اس کا یقین رکھے کہ موت ضرور آنے والی ہے۔]

بنو عمرو بن تمیم جو عدی کی فوج میں تھے مربدہ میں آ کر مقیم ہوئے۔ یزید بن مہلب نے اپنے مولی ارس کو مقابلہ میں بھیجا۔ اُس نے حملہ کیا اور شکست دی۔ جب یزید نے لوگوں کا اجتماع عظیم دیکھا تو وہ باہر بنی یشکر کے محلّے میں ٹھہرا جو قصر کے ٹھیک وسط میں پڑتا تھا۔ بنو قیس، بنو تمیم اور اہل شام اس سے معرکہ آرا ہوئے اور تھوڑی دیر لڑتے رہے۔ یزید کی فوج نے جذبۂ انتقام کے ساتھ اُن پر شدت سے حملہ کیا اور پیچھے ہٹا دیا۔ جب وہ بھاگنے لگے تو یزید نے ان کا تعاقب کیا اور قصر تک ان کا پیچھا کیا۔ عدی یہ تماشہ دیکھ رہا تھا وہ بھی قصر سے باہر نکل کر جنگ میں شریک ہو گیا۔ عدی کی فوج میں سے موسیٰ بن وجیہ حمیری اور حارث بن مصرف الاودی جو حجاج کے بہترین سپہ سالاروں میں تھے اور معززین شام میں تھے، اس جنگ میں مارے گئے۔ آخر کار عدی کی فوج نے شکست کھائی۔ یزید بن مہلب کے وہ بھائی جو عدی کی قید میں تھے اور قصر میں بند تھے انھوں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ شور وشغب بہت قریب ہوتا جا رہا ہے اور قصر پر تیر بھی آ آ کر گر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یزید کی فوج بالکل قریب آ گئی ہے۔ عبدالملک بن مہلب نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا یزید نے تو غلبہ حاصل کر لیا ہے لیکن اب ہم کو دوسرا خطرہ یہ ہے کہ عدی کی فوج میں سے جو شخص پلٹے گا وہ ہم کو یزید کے داخلہ سے قبل قتل کر ڈالے گا۔ اس لیے دروازہ بند کر دو اور کسی شخص کو اس پر نگہبان بنا دو۔ چنانچہ سب کے مشورہ سے دروازہ بند کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد عبداللہ بن دینار مولیٰ بنی عامر جو عدی کا پہرے دار تھا دوڑا ہوا آیا۔ اُس نے بہت سختی کے ساتھ دروازہ کھولنا چاہا لیکن نہ کھل سکا۔ یزید کی فوج اتنی دیر میں آ گئی۔ جو لوگ دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہے تھے وہ

Marfat.com

بھاگ گئے۔ یزید، سلمان بن زیاد کے گھر میں اترا جو قصر کے قریب واقع تھا اور اس کے بعد قصر میں زینے لگا کہ اندر داخل ہوئے اور دروازہ کھولا گیا۔ عدی بن ارطاۃ والی بصرہ گرفتار ہو کر یزید بن مہلب کے پاس لایا گیا۔ یزید نے اُس کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم نے میرے بھائیوں کو گرفتار نہ کیا ہوتا تو میں تم کو چھوڑ دیتا۔ یزید کا بصرہ میں جب اچھی طرح غلبہ ہو گیا تو اہل بصرہ کے وہ سرداران قبائل جو بنو تمیم، بنو قیس، بنو مالک بن منذر سے تھے ادھر اُدھر یزید کے خوف سے بھاگ گئے۔ بعض کوفہ گئے اور بعض شام پہنچے چنانچہ مغیرہ بن زیاد بن عمرو عتکی نے شام کی راہ لی۔ راستے میں خالد قسری اور عمرو بن یزید حکمی ملے۔ ان دونوں کے ساتھ حمید بن عبدالملک بن مہلب بھی تھا۔ یہ لوگ یزید بن مہلب اور اس کے خاندان کے لیے خلیفہ کی طرف سے آمان کا پیغام لے کے آ رہے تھے۔

خالد قسری نے مغیرہ سے بصرہ کی حالت دریافت کی تو اس نے حمید سے پوشیدہ ہو کر پہلے یہ پوچھا کہ تم دونوں کہاں جا رہے ہو انھوں نے بتایا کہ ہم یزید بن مہلب کو خلیفہ کی جانب سے امن کا پیغام سنانے جا رہے ہیں۔ مغیرہ نے کہا کہ یزید تو اس وقت بصرہ پر قابض ہو گیا ہے۔ سینکڑوں آدمیوں کو اس نے قتل کر ڈالا۔ عدی کو قید خانہ میں ڈال دیا ہے ایسے آدمی کو امن دینے سے کیا فائدہ؟ لہٰذا میری رائے ہے کہ تم دونوں واپس جاؤ چنانچہ یہ دونوں پلٹ جانے کے لیے مستعد ہوئے اور حمید کو بھی ساتھ واپس لے چلنے کی نیت کی۔ حمید نے کہا کہ میں قسم دلاتا ہوں کہ جس کام کے لیے بھیجے گئے ہو اس کے خلاف نہ کرو کیونکہ ابن مہلب تم سے امن قبول کرے گا۔ مغیرہ اور اس کے خاندان والے تو ہمارے پرانے دشمن ہیں تم اُس کی باتوں پر کیوں اعتماد کرتے ہو ان دونوں کو اس کے کہنے کا کچھ اثر نہ ہوا اور اُس کو ساتھ لے کر واپس گئے۔

کوفہ میں آل مہلب میں سے جو باقی تھے اُن کو عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے قید کر لیا۔ جن میں خالد بن یزید بن مہلب اور جمال بن زحر بھی تھے حالانکہ دونوں ان قصوں میں شریک نہ تھے۔ عبدالحمید نے ان دونوں کو قید کر کے شام بھیج دیا۔ یزید بن عبدالملک نے اُن کو قید خانہ میں ڈال دیا اور وہ وہیں ہلاک ہو گئے۔ یزید بن عبدالملک نے کوفہ کے لوگوں کے پاس کچھ مال بھیجا اور آئندہ اور زیادہ بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور اپنے بھتیجے عباس بن ولید بن عبدالملک کو (۷۰) ستر ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا جن میں شامی اور جزیرہ کے باشندے تھے۔ یہ سب کے سب یزید بن مہلب کے مقابلے کے لیے چلے اور بعض روایت میں ہے کہ (۸۰) اسی ہزار فوج تھی جو عراق کو

Marfat.com

روانہ ہوئی۔ مسلمہ اور عباس میں تھوڑی سی چشمک تھی۔ مسلمہ اکثر اس کی برائی اور مذمت کرتا تھا جس کی وجہ سے دونوں میں ناچاقی ہوگئی۔ عباس نے یہ اشعار لکھے اور مسلمہ کے پاس بھیج دیے۔ (صرف پہلا اور آخری شعر نقل کیا جارہا ہے):

الا نفسی فداك ابا سعید　　وتقصر عن ملاحاتی وعذلی

کقول المرء عمرو فی القوافی　　ارید حیاته ویرید قتلی

[اے ابوسعید تو اپنی گالی کو محفوظ نہیں رکھتا اور مجھے دشنام دینے اور نصیحت کرنے میں کمی نہیں کرتا۔ جیسا کہ عمرو نامی ایک شخص نے کہا ہے کہ میں اُس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میری موت کا طالب ہے۔]

بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار کسی اور کے تھے عباس نے اس کو مثالاً استعمال کیا ہے۔ یزید بن عبدالملک کو جب خبر ملی کہ چچا، بھتیجے میں شکر رنجی ہوگئی ہے تو اس نے ایک خط کے ذریعہ سے دونوں میں مصالحت کرادی۔ مسلمہ اور عباس کوفہ میں آکر نخیلہ میں مقیم ہوئے۔ یزید بن مہلب کی فوج کو جب مسلمہ کے آنے کی خبر ملی تو وہ گھبرا گئی۔ یزید نے فوراً اُن کو سنبھالا اور اُس نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے لوگ اس فوج کی کثرت سے بے طرح خوف زدہ ہوگئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل شام اور مسلمہ آگیا۔ اہل شام کی طاقت اور قوت کیا ہے وہ تو صرف نو تلواروں کے ہیں سات تو صرف میری ہوں گی اور دوسرے اوپر پڑیں گی۔ مسلمہ کی حیثیت تو ایک زرد ٹڈی کی سی ہے جو بربری، جرجی، نبطی اور مخلوط النسل اوباشوں کے ساتھ مقابلے کے لیے آگیا ہے۔ کیا وہ لوگ آدمی نہیں ہیں جس طرح تم تکلیف اور مصیبت اٹھاتے ہو اس طرح وہ بھی برداشت کرتے ہیں۔ تم جو اللہ سے امید رکھتے ہو وہ نہیں رکھتے۔ تم اپنے دست بازو کو مجھے عاریۃً دے دو جن سے تم اُن کو پلٹا سکتے ہو اور اُن کو بھگا سکتے ہو۔

اہل بصرہ استحکام کے ساتھ یزید بن مہلب کی فوج میں شریک ہوگئے۔ یزید نے اپنے عمال، اہواز، فارس، کرمان وغیرہ روانہ کر دیے اور مدرک بن مہلب کو خراسان کی طرف بھیجا جہاں عبدالرحمٰن بن نعیم برسر حکومت تھا۔ عبدالرحمٰن کو جب مدرک کے آنے کی خبر ملی تو اُس نے خراسان کے باشندوں سے کہا کہ دیکھو مدرک صرف اس لیے آرہا ہے کہ تم کو خواہ مخواہ جنگ میں شریک کرے حالانکہ تم امن وعافیت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہو۔ بنو تمیم اُس کو روکنے کے لیے آگے بڑھے لیکن جب

Marfat.com

بنواز دکو مدرک کے آنے کی اطلاع ملی تو دو ہزار کی تعداد میں مدرک سے ایک میدان میں آملے اور اس سے کہا کہ تم ہمارے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو اس وقت تمھارے بھائی نے بغاوت کی ہے اگر وہ غالب آ گیا تو در حقیقت ہمارا غلبہ ہے اور ہم سب سے پہلے تم سے آملیں گے کیونکہ وہ اس کا مستحق ہے لیکن اگر شکست کھا گیا تو تم ہی بتاؤ کہ تمھارا اس میں کیا نفع ہے کہ ہم مصیبت اور آفت میں پھنس جائیں۔ مدرک بن مہلب اُن کو جواب نہ دے سکا اور واپس آ گیا۔

جب اہل بصرہ یزید کے پاس جمع ہوئے تو اُس نے اُن کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم تم کو کتاب اللہ اور رسول اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ شامیوں سے جہاد کرنا ترکوں اور دیلموں سے زیادہ باعثِ ثواب و برکت ہے۔ (حضرت) حسن بصری یہ الفاظ سُن رہے تھے ان سے ضبط نہ ہو سکا اور چلا کر کہا کہ ہم نے تم کو حاکمانہ حیثیت سے بھی دیکھا اور محکومانہ حالت میں بھی دیکھا اس قسم کے الفاظ جو سراسر بے بنیاد ہوں نہ کہنا چاہیے۔ یزید کے اصحاب میں سے کوئی لپک کر آیا اور اس نے ان کا منہ بند کر کے بٹھا دیا۔ جب لوگ مسجد سے باہر نکلے تو نضر بن انس بن مالک مسجد کے دروازے پر کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ "اے اللہ کے بندو! تم سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تم نے کتاب اللہ اور سنت نبوی کی دعوت پر لبیک کہا تھا لیکن اس پر عمل کتنا کیا۔ خدا کی قسم یہ بنوامیہ جب سے حاکم ہوئے ہیں اُنھوں نے ان دونوں چیزوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے صرف عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں اس کی دعوت دی گئی تھی۔" حسن بصری نے فرمایا کہ دیکھو نضر بن انس نے بھی گواہی دے دی۔

اس کے بعد سب لوگ مسجد سے باہر نکل کر میدان میں آئے اور جھنڈے نصب کرنے لگے۔

جب اس سے فارغ ہوئے تو یزید کے انتظار میں کھڑے رہے۔ آپس میں یہ کہنے لگے کہ دیکھو یزید سنت عمرین کی دعوت دیتا ہے۔ تو حضرت حسن پھر بولے کہ کل یہی یزید ہماری گردنیں کاٹ کر بنی مروان کی خوشنودی کے لیے ہمارا سر بھیجتا تھا، جب وہ ناراض ہو گئے تو میدان میں لکڑیاں گاڑ کر اور اُس پر چادر ڈال کر یہ کہتا ہے کہ ہم اُن کے مخالف ہیں تم بھی اُن کی مخالفت کرو اور اُس پر طرہ کہ اعلان یہ کرتا ہے کہ سنت عمرین کی طرف میں دعوت دیتا ہوں حالانکہ سنت عمریں تو یہ تھی کہ خاموشی سے بیڑی پہن کر جیل خانے میں چلا جاتا۔

حسن کے جو مخاطبین تھے اُنھوں نے کہا کہ شاید آپ اہل شام سے بہت زیادہ خوش ہیں۔

Marfat.com

حسن نے فرمایا' توبہ میں اور اہل شام سے خوش ہوں گا۔ اللہ ان بدمعاشوں کو ہلاک کرے، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے حرم رسول میں قتل خون کیا، ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ بیت الحرام کو حلال کیا۔ نبطیوں اور قبطیوں نے شریف زادیوں پر حملے کیے۔ حتیٰ کہ اُن کی عصمت دری سے بھی باز نہ آئے۔ بیت اللہ کے اموال کو نکال لیا۔ خانہ کعبہ کو منہدم کیا، اس کے پتھروں کے درمیان آگ سلگائی، پردوں کو جلایا۔ غرض کہ انھوں نے سب وحشیانہ حرکات کیں اللہ اُن پر اپنا غضب نازل فرمائے۔

یزید اُس کے بعد اپنی تمام فوج کے ساتھ بصرہ سے روانہ ہو گیا اور بصرہ میں مروان بن مہلب کو اپنا جانشین بنایا اور خود واسط پہنچا۔ وہاں سے روانگی کے وقت لوگوں سے مشورہ طلب کیا۔ اُس کے بھائی خبیب بن مہلب وغیرہ نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ ہم سب لوگ فارس کی طرف نکل چلیں اور وہاں کی گھاٹیوں پر قابض ہو جائیں اور اس طرح خراسان کے بھی قریب ہو جائیں گے تاکہ شامی فوجیں سفر کے گوناگوں مصائب میں پھنس جائیں۔ اُس وقت پہاڑی قبائل ہمارے ساتھ ہوں گے قلعے ہمارے قبضے میں ہوں گے اور جب موقع ملے گا اچھی طرح لڑ سکیں گے۔ یزید نے کہا کہ تمھاری یہ رائے ہم کو پسند نہیں آئی تم ہم کو پہاڑ کی چوٹی کی چڑیا بنا دو گے۔ خبیب نے کہا کہ جو رائے ہم نے اس سے قبل دی تھی اس کا وقت تو آپ نے گنوا دیا، جس وقت آپ نے بصرہ فتح کیا تھا میں نے کہہ دیا تھا کہ فوج میں سے کچھ لوگوں کو کوفہ بھیج دیجیے وہاں کا حاکم عبدالحمید ہے جو آپ سے شکست کھا چکا ہے آپ کی فوج کے پہنچتے ہی وہ گھبرا کر بھاگ جاتا لیکن اب تو شامیوں نے اور دوسرے لوگوں نے سبقت کر لی۔ کوفہ کے لوگ بھی آپ کی تاک میں بیٹھے ہیں۔

اُن کے نزدیک تمھارا حاکم ہونا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ کوئی شامی امیران پر حاکم ہو مگر آپ نے اس وقت بھی ہماری رائے پر عمل نہیں کیا۔ اب میں ایک دوسری تدبیر بتاتا ہوں ایک جماعت کو جس میں ہمارے خاندان کے لوگ بھی ہوں جزیرہ کی طرف بھیج دیجیے۔ شامی فوجیں بھی اس طرف آئیں گی اور کسی قلعہ میں اتریں گی۔ آپ بھی ایک فوج کے ساتھ اُن کے تعاقب میں رہیے۔ جب وہ آپ کی طرف بڑھیں گی تو جزیرہ کی فوج اُن کو محاصرہ میں لے لے گی اور آپ اُن کی زد سے محفوظ ہو جائیں گے۔ اس درمیان میں موصل سے امدادی فوجیں بھی آجائیں گی اور اہل عراق بھی کچھ آجائیں گے، اس وقت ایک ایسی زمین پر جنگ کرو جہاں غلے سستے ہوں اور پورا عراق تمھارے پیچھے

Marfat.com

مدد پر ہوگا اگر ہاتھ سے گیا بھی تو افسوس نہ ہوگا۔ یزید نے کہا کہ میں اپنی فوج کو منتشر نہیں کرنا چاہتا۔ جب واسط میں اترا تو چند دن مقیم رہا اور یہ سوال وہیں ختم ہوگیا۔

متفرق واقعات

اس سال عبدالرحمٰن بن ضحاک بن قیس، حاکم مدینہ نے لوگوں کے ساتھ فریضہ حج ادا کیا۔ مکہ کا حاکم عبدالعزیز بن خالد بن اسید تھا۔ کوفہ میں عبدالحمید عامل تھا۔ امام شعبی وہاں کے قاضی تھے۔ بصرہ کو یزید بن مہلب نے اپنے قبضے میں کرلیا۔ عبدالرحمٰن بن نعیم خراسان کا حاکم تھا۔ اسی سال اسمٰعیل بن عبیداللہ کو افریقہ کی حکومت سے معزول کردیا گیا اور اُس کی جگہ پر یزید بن ابی مسلم کاتب حجاج کا تقرر کیا گیا یہ شخص اس وقت تک وہاں کا حاکم رہا جب تک زندہ رہا لیکن تھوڑے ہی زمانے کے بعد مارا گیا۔ اس کے قتل کا واقعہ پھر کسی موقع پر ہم بیان کریں گے۔

وفیات

اس سال مجاہد بن جبر نے وفات پائی بعض روایت میں ہے کہ ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ یا ۱۰۵ھ میں انتقال کیا۔ ان کی عمر ۸۳ برس تھی۔ عمار بن جبر کا بھی اسی سال انتقال ہوا بعض روایت میں ہے کہ ابوصالح ذکوان نے اسی سال قضا کی۔ عامر بن اُکیمۃ لیثی اور ابوصالح السمانؒ دونوں نے اسی سال وفات پائی۔ بعض ابوصالح کو زیات بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ روغن زیتون اور گھی دونوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ ابوعمرو سعید بن ایاس شیبانی نے جن کی ۱۲۷ برس کی عمر تھی اسی سال انتقال کیا لیکن صحابی نہ تھے۔ عمر بن عبدالعزیز کی حیات ہی میں عبیدہ بن ابی لبابہ ابوالقاسم العامری نے انتقال کیا۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ یہ دونوں فارسیوں کے عید کے دن ہیں۔

۲۔ فاطمہ بنت عبدالملک بنوامیہ کی ایسی شاندار خاتون تھیں کہ چھ خلفائے بنوامیہ سے ان کا نسبتی تعلق

Marfat.com

تھا یعنی عبدالملک بن مروان ان کے والد، عمر بن عبدالعزیز ان کے شوہر، ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، یزید بن عبدالملک اور ہشام بن عبدالملک ان کے بھائی تھے۔

۳ القصص:۸۳

۴ المائدہ:۵۱

۵ سُوقِ مربد بصرہ کا ایک مستقل بازار تھا۔ بعض تذکرہ نگاروں کے بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی میلہ تھا جو مخصوص دنوں میں لگا کرتا تھا۔ یہ تاثر درست نہیں ہے، یہ مستقل منڈی تھی جو بصرہ کے مغربی حصے میں مرکزی شاہراہ پر واقع تھی۔ یہاں ایک وسیع و عریض میدان قافلوں کے ٹھہرنے کی جگہ تھی۔ مربد کا یہ بازار جو سال کے بارہ مہینے خرید وفروخت کے اعتبار سے بیرونی تاجروں اور گاہکوں کی آمد ورفت کے اعتبار سے ایک بہت پر رونق جگہ تھی، اموی دور میں اپنے عروج کو پہنچ چکا تھا۔

اموی دور میں یہ ایک ایسا مقام بن چکا تھا جہاں خرید وفروخت کے ساتھ ساتھ محفلیں بھی منعقد ہوتی تھیں، شعراء اور رجز گو اپنے اپنے حامیوں کے ساتھ ان محفلوں میں شریک ہوتے تھے۔ اس بازار نے محافل شعر، مجالس مفاخرہ اور مجامع ہجو گوئی کے ذریعہ آپس کی دشمنیوں اور کینہ پروری کو دوبارہ سے زندہ کیا جسے اسلام نے ختم کر دیا تھا۔ یہ بازار لوگوں کی زندگیوں میں اس طرح داخل ہو گیا تھا کہ عوام تو عوام، امراء اور اشرافِ قبیلہ بھی جوق در جوق یہاں آتے تھے۔ ان کا ارادہ خرید وفروخت سے زیادہ مختلف حلقوں میں شرکت اور مختلف علمی و ادبی شخصیات سے ملاقات ہوتی تھی، جو روزآنہ کی بنیاد پر یہاں آتے اور اپنی مجلسیں لگاتے تھے۔

Marfat.com

باب ۔۲۹

۱۰۲ھ کے واقعات

یزید بن مہلب کا قتل

یزید واسط میں کچھ دن ٹھہرنے کے بعد وہاں سے واپس ہوا اور اپنے بیٹے معاویہ بن یزید کو اپنا جانشین بنایا۔ بیت المال اور تمام دوسرے خزانے اس کے سپرد کر دیے۔ قیدیوں کو اُس کی نگرانی میں رہنے دیا اور خود دریائے نیل کی طرف سے ہوتا ہوا ایک کنارہ پر جا کر ٹھہرا اور عبدالملک بن مہلب کو کوفہ کی طرف بھیج دیا۔ عباس بن ولید سورا میں آ کر اس سے ملا۔ عبدالملک نے یہ دیکھ کر اپنے اصحاب کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ اُنھوں نے بہت زور و شور سے حملہ کیا۔ جس پر عباس کی فوج میں جو بنی تمیم اور بنی قیس تھے، اُنھوں نے شامیوں کو مدد کے لیے پکارا۔ اے شامیو! خدارا ہم کو نجات دلاؤ۔ عبدالملک کی فوج نے شامیوں کو نہر تک پیچھے ہٹا دیا تھا۔ شامیوں نے جواب دیا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے پہلے حملے میں ہمیشہ سرعت اور تیزی ہوتی ہے اور سبھوں نے مل کر دوبارہ حملہ کیا۔ اس مرتبہ عبدالملک کے ساتھیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور شکست کھا کر یزید بن مہلب کی طرف بھاگے۔

مسلمہ اپنی فوج کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے کنارے انبار تک پہنچا اور وہاں سے پل عبور کر کے یزید بن مہلب کی طرف آ پہنچا۔ ابن مہلب کے پاس کوفہ اور گرد و نواح کے لوگ آئے تو اس نے عبداللہ بن سفیان بن یزید مغفل اُزدی کو کوفہ کے قبائل کا سردار بنایا اور مذحج اور اسد کے قبیلوں کے لیے نعمان بن ابراہیم بن الاشتر کو اور بنو کندہ اور بنو ربیعہ کے لیے محمد بن اسحٰق بن اشعث کو اور بنو تمیم اور ہمدان کے لیے حنظلہ بن عتاب بن ورقاء تمیمی کو اور ان سب پر مفضل بن مہلب کو امیر العسکر بنایا۔ ابن مہلب کی تمام

Marfat.com

فوج کا جب اندازہ لگایا تو ایک لاکھ بیس ہزار ہوئی اس پر یزید بن مہلب نے کہا کاش ان کے عوض میری قوم کے وہ لوگ ہوتے جو خراسان میں ہیں اس کے بعد اس نے سب لوگوں کو جنگ کے لیے مستعد کیا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نخیلہ میں فوج لیے ہوئے پڑا تھا کہ کوفہ والے ابن مہلب کے پاس نہ جا سکیں اور اس پر اُس نے یہ کام کیا کہ سبرہ بن عبدالرحمٰن کو ایک فوج کے ساتھ مسلمہ کی مدد کے لیے روانہ کر دیا۔ مسلمہ عبدالحمید کی اس ناعاقبت اندیشانہ حرکت سے بہت ناراض ہوا اور فوراً اُس کو معزول کر کے محمد بن عمرو بن سعد بن عقبہ کو کوفہ کا حاکم بنایا جو ''ذوالشامہ'' کے لقب سے معروف مشہور تھا۔

یزید نے اپنے تمام سرداران قبائل کو جمع کیا اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں بارہ ہزار فوج محمد بن مہلب کی سرداری میں مسلمہ کے مقابلہ کے لیے بھیج دوں تاکہ وہ رات کو موقع پا کر اس پر حملہ کر دے۔ یہاں سے پھٹے پرانے کپڑے، گھوڑوں کی لید، ہڈیاں اور اسی قسم کا کوڑا کرکٹ ساتھ کر دیے جائیں تاکہ وہ صندوق کو اس سے بھر دیں اور پھر اطمینان سے رات بھر لڑتے رہیں جب صبح ہوگی تو میں بھی اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے آ جاؤں گا اور بھرپور مقابلہ ہوگا۔ اس وقت خدا سے امید ہے کہ ہم کو کامیابی ہوگی سمیدع نے کہا کہ ہم نے تمام لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت نبوی کی طرف بلایا ہے اور اسی کی دعوت کی وجہ سے انھوں نے اس کو قبول کیا ہے پس یہ ہمارے شایان شان نہیں کہ ہم لوگوں کو دھوکہ دیں جب تک اُن کی طرف سے حملہ نہ ہو ہم کو ہرگز پیش قدمی نہ کرنی چاہیے۔ ابورؤبہ جو گروہ مرجیہ کا سردار تھا اس نے بھی اس کی تائید کی۔

یزید نے جواب میں کہا ''تم پر افسوس ہے کیا بنو امیہ کتاب اللہ اور سنت پر عامل ہیں؟ واللہ انھوں نے جب سے حکومت کی ان دونوں چیزوں سے بے توجہی برتی اگر اس وقت کچھ نہیں کیا تو وہ سبقت لے جائیں گے۔ میں بنو مروان کے تمام لوگوں سے خوب واقف ہوں لیکن یہ مسلمہ ان میں سب سے زیادہ مکار اور دغاباز ہے۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے۔'' یزید کی اس طویل بات کا جواب سب نے وہی دیا کہ جب تک وہ لوگ حملہ نہ کریں گے ہم کچھ نہ کریں گے تاکہ اُن کو یہ خیال بھی نہ ہو کہ انھوں نے ہم سے مقابلہ کیا۔

مروان بن مہلب جس کو یزید نے بصرہ میں چھوڑ دیا تھا، بصریوں کو شامیوں سے لڑنے کے لیے ترغیب دے رہا تھا لیکن (حضرت) حسن بصری لوگوں کو سمجھا رہے تھے۔ اس کی خبر مروان کو ملی تو اس

Marfat.com

نے لوگوں کو جمع کر کے جہاد کے لیے تیار کیا اور اسی اثنا کلام میں اس نے کہا کہ مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ مکار بڈھا لوگوں کو اس سے روکتا ہے۔ خدا کی قسم یہ ایسا بخیل ہے کہ اگر کوئی پڑوسی اس کے گھر سے ایک لکڑی کسی کام کے لیے لے تو اس کی ناک سے خون تک بہنے لگے گا، اس کو چاہیے کہ ہمارے معاملات سے علیحدہ ہو جائے اور لوگوں کو اپنی طرف ملانے اور مائل کرنے سے ڈرے کہ کہیں مارا جائے۔

اس تقریر کی اطلاع حسن بصری کو ملی وہ سُن کر کہنے لگے کہ اس کی توہین سے اللہ نے مجھ کو اور عزت دے دی۔ کسی نے کہا اگر آپ فرمائیں تو اس کو اس قسم کی باتوں سے روک دیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ہم نے تم لوگوں کو روکا کب۔ ہم تو صرف تمھارے خیال کی مخالفت کرتے ہیں اور اب بھی یہی کہتے ہیں کہ ایک دوسرے کو غیر کے ساتھ ہو کر مت قتل کیا کرو جب میں یہ کہتا ہوں تو یہ کیوں جائز رکھوں گا کہ میرے لیے تم آپس میں لڑو۔

مروان بن مہلب کو اس گفتگو کی خبر پہنچی تو اُس نے ان تمام لوگوں کو بلا بھیجا جو وہاں پر موجود تھے لیکن اس وقت تک لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ مروان نے پھر (حضرت) حسن سے کوئی تعارض نہیں کیا۔

یزید بن مہلب اور مسلمہ بن عبدالملک دونوں آٹھ دن تک اپنی فوجیں جمع کرتے رہے، جب جمعہ کا دن آیا اور صفر کی ۱۴/ تاریخ ہوئی تو حملے کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ مسلمہ نے دضاح کو کہلا بھیجا کہ کشتیاں ہٹا کر پل میں آگ لگا دو۔ چنانچہ اس نے موقع سے پل میں آگ لگا دی اس کے بعد مسلمہ نے اپنی فوج کو مرتب کیا اور ابن مہلب کے مقابل میں صف آراء ہوا۔ میمنہ پر جبلہ بن مخر کندی کو مقرر کیا اور میسرہ پر ہذیل بن زفر بن حارث کلابی کو متعین کیا۔ عباس بن ولید نے اپنے میمنہ پر سیف بن ہانی الھمدانی کو میسرہ پر سوید بن قعقاع تمیمی کو کھڑا کیا۔ اور مسلمہ نے ان سب کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔

یزید بن مہلب نے بھی فوجوں کو مرتب کر لیا میمنہ پر حبیب بن مہلب کو اور میسرہ پر مفضل بن مہلب کو متعین کیا۔ اتنے میں شامیوں میں سے کسی نے میدان میں آ کر للکارا اور مقابلے کے لیے بلایا۔ محمد بن مہلب اس کے مقابلے میں گیا محمد نے پہلا وار کیا تو اُس نے اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ کیونکہ اس کے ہاتھ پر ایک لوہے کا دستانہ بھی تھا۔ دوسرے وار میں وہ لوہا کٹ گیا اور تلوار اس کے ہاتھ پر پڑ گئی آخر میں شکست کھا کر بھاگا۔

Marfat.com

وضاح جب پل کے قریب پہنچا تو اس نے آگ لگادی دھواں اس قدر اٹھا کہ آسمان پر چھا گیا ابھی جنگ کی بالکل ابتدا تھی کہ یکا یک لوگوں کی نظر دھوئیں پر پڑی اور یہ معلوم ہوا کہ پل جلا دیا گیا یہ سنتے ہی لوگوں کے ہوش وحواس جاتے رہے اور شکست کھا کر بھاگے۔ یزید سے کسی نے آکر کہا کہ فوج نے شکست کھائی۔ اُس نے کہا کہ ابھی کون اتنی بڑی زوردار جنگ ہوئی کہ لوگ شکست کھا کر بھاگے؟ تب اُس کو بتایا گیا کہ پل جلا دیا گیا اور اس خبر کے سنتے ہی کوئی میدان میں نہ ٹھہر سکا۔ یزید نے کہا اللہ ان کا بُرا کرے کیا وہ مچھر تھے کہ دھواں دیکھ کر اڑ گئے۔ اس کے بعد یزید اپنے باقی اصحاب کو لے کر آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ ذرا ان شکست خوردہ لوگوں کو دیکھیں کس حال میں ہیں اور اُن کو سزا دیں مگر اُن کی جماعت اس قدر بکثرت تھی کہ یزید اُن سے پریشان ہو گیا اور آخر میں اُس نے یہ کہا کہ اُن کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔ اب یہ توقع نہیں ہے کہ یہ مجھ سے ملیں اور میرے ساتھ رہیں، چند بکریاں ہیں جن کے گرد اگر بھیڑیے ہیں اور اللہ اُن پہ رحم کرے، یزید کے دل میں اب تک بھاگنے کا خیال نہیں پیدا ہوا تھا۔ اسی اثناء میں یزید بن حکم بن ابی العاص ثقفی جو عثمان بن ابی العاص کے بھتیجے تھے۔ یزید بن مہلب کے پاس آئے (عثمان بن ابی العاص اور حکم بن ابی العاص مروان کے والد کے درمیان کوئی قرابت نہیں تھی) اور اس سے یہ کہنے لگے کہ بنو مروان کی حکومت تو اب برباد ہو جائے گی۔ اگر تم کو نہیں معلوم ہے تو اب جان جاؤ۔ یزید نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ ابن الحکم نے یہ شعر پڑھا:

فعش ملکاً اومت کریماً فان تمت　　　وسیفلك مشهورِ بکفّك تعذرِ

[اگر زندہ رہنا چاہتا ہے تو بادشاہ بن کر رہ، ورنہ شرافت کی موت مرجا اگر تو ایسی حالت میں جبکہ تیری تلوار میرے ہاتھ میں کھنچی ہوئی ہو تو مر جائے تو معذور سمجھا جائے گا۔]

یزید نے اُس کے جواب میں کہا کہ یہی تو ہونے والا ہے۔ اس کے بعد اس نے سمیدع کو بلایا اور کہا اب بتاؤ کہ میری رائے ٹھیک تھی یا تمھاری رائے ٹھیک تھی۔ میں نے تم کو اُن کے مکر وفریب سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ کیا سمیدع نے اقرار کیا۔ سمیدع اور یزید باقی لوگوں کے ساتھ میدان میں اتر آئے اسی اثناء میں کسی نے حبیب کے قتل کی خبر دی اس کے سنتے ہی یزید پر ایک مجنونانہ کیفیت طاری ہوئی اور کہنے لگا کہ اس کے مرنے کے بعد میری زندگی میں کیا لطف ہے۔ شکست کے بعد کی زندگی تو یوں بھی ذلیل وخوار ہو جاتی ہے۔ جب اُس کے ساتھیوں کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ واقعی لڑنا چاہتا ہے تو جو

Marfat.com

لوگ لڑنے سے جی چراتے تھے وہ علیحدہ ہوگئے باقی جو مستقل طور پر ساتھ تھے وہ جمے رہے۔ یزید جس جماعت کا رخ کرتا اُس کو پیچھے ہٹادیتا، شامی صورت دیکھ کر منہ موڑ لیتے تھے، یزید سب کو چھوڑ کر خاص مسلمہ کی طرف بڑھا اور اس کے قریب ہوگیا۔ مسلمہ نے جب یہ دیکھا تو اُس نے سواری منگائی۔ شامیوں نے فوراً دوڑ کر یزید کا محاصرہ کرلیا اور سمیدع، یزید اور محمد بن مہلب کو قتل کر ڈالا۔

بنوکلب کا ایک شخص قحل بن عیاش نامی تھا جس نے یزید کو دیکھتے ہی یہ کہا کہ واللہ یا تو میں اُس کو قتل کروں گا یا یہ مجھ کو قتل کرے گا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کیا تو کچھ دیر خوب لڑائی ہوئی اور دونوں فوجیں اس وقت جدا ہوئیں جب کہ یزید مقتول پڑا تھا اور قحل بن عیاش دم توڑ رہا تھا۔ اس نے اشارہ سے بتایا کہ یزید نے مجھ کو قتل کیا ہے اور میں نے اس کو قتل کیا ہے۔

بنومرہ کے ایک غلام نے یزید کا سر کاٹ لیا۔ لوگوں نے پوچھا کیا تم نے یزید کو قتل کیا اس نے کہا نہیں، جب یہ سر مسلمہ کے پاس لایا گیا تو اس نے یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور خالد بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بھی ساتھ روانہ کردیا۔ بعض روایت میں ہے کہ یزید کا قاتل ہذیل بن زفر بن حارث کلابی تھا لیکن اُس نے تکبراً اُس کا سر نہیں اٹھایا۔

جس وقت یزید قتل کیا گیا اس وقت میسرہ پر مفضل بن مہلب شامیوں سے خوب لڑ رہا تھا لیکن اس کو نہ شکست کی خبر تھی اور نہ یزید کے قتل کی۔ چنانچہ وہ حملہ کرتا تو شامی پیچھے بھاگتے تھے جب وہ یک جا ہوجاتے تو پھر حملہ کرتا۔ مفضل کے ساتھ عامر بن عمیثل ازدی بھی لڑ رہا تھا، تلوار چلا رہا تھا اور یہ شعر پڑھ رہا تھا:

قد علمت ام الصبی المولود انی بنصل السیف غیر رعدید

[شیر خوار بچہ کی ماں بھی اس سے واقف ہے کہ میرا ہاتھ تلوار کی دھار سے لرزاں نہیں ہوتا۔]

لڑائی خوب ہوتی رہی بنوربیعہ نے اتفاقاً ایک مرتبہ شکست کھائی اور بھاگے۔ مفضل پیچھے پیچھے للکارتا جا رہا تھا "اے بنوربیعہ حملہ کرو حملہ کرو۔ تم تو شکست کھانے والوں میں نہیں تھے اور نہ تمھاری اس قسم کی عادت تھی۔ اہل عراق تمھارا مقابلہ نہیں کرسکتے میں تم پر فدا ہوجاؤں۔ ذرا واپس تو آؤ" بنوربیعہ واپس ہوئے۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ یزید، حبیب، محمد تینوں مقتول ہوگئے اور باقی لوگ اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ اس خبر کے سنتے ہی مفضل کی فوج میں بھی انتشار ہوگیا اور وہ خود واسطہ چلا آیا۔ عربوں میں مفضل کے ایسے بہادر اور جنگجو بہت کم تھے اس میں خاص بات یہ تھی کہ وہ فوجوں کا انتظام اچھی طرح

Marfat.com

کرتا تھا اور لڑتا بھی خوب تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ اس کا بھائی عبدالملک بن مہلب اس کے پاس آیا اور اُس نے مصلحتاً یزید کے قتل ہونے کی خبر مفضل کو نہیں دی تا کہ اُس کی جنگ میں کوئی رخنہ نہ پڑے لیکن پھر کسی موقع سے اُس نے یہ کہہ دیا کہ یزید واسط چلا گیا ہے۔ مفضل یہ سنتے ہی اپنے تمام اصحاب کے ساتھ واسط چلا آیا۔ وہاں اس کو معلوم ہوا کہ یزید قتل کیا گیا اور اس کے تمام لوگ شکست کھا کر بھاگے۔ مفضل نے عبدالملک بن مہلب کی اس حرکت پر قسم کھائی کہ اب میں تاحیات اس سے نہ بولوں گا چنانچہ عمر بھر دونوں بھائیوں میں بات چیت نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ قندابیل میں مارا گیا۔ مفضل کی آنکھ زخمی ہوگئی تھی اسی وجہ سے وہ کہتا تھا کہ عبدالملک نے ہم کو ذلیل کیا۔ لوگ مجھ کو دیکھ کر انگلیاں اٹھاتے ہیں کہ دیکھو اسی کانے بڈھے نے شکست کھائی اگر عبدالملک مجھ کو صحیح واقعہ بتا دیتا تو میں لڑ کر شہید ہو جاتا اور تمام بدنامی کا دھبہ میرے دامن سے صاف ہو جاتا اور یہ شعر پڑھنے لگا:

ولاخیر فی طعن الصادید بالقنا ولا فی لقاء الحرب بعد یزید

[یزید کے بعد نہ تو بہادروں سے نیزہ بازی کرنے میں کوئی مزہ ہے اور نہ جنگوں کی شرکت میں کوئی لطف ہے۔]

جب مفضل جنگ ختم کر کے روانہ ہوا تو شامی فوجیں یزید کے لشکر گاہ کی طرف بڑھیں۔ ابو رؤبہ جو طائفہ مرجیہ کا سردار تھا اس نے کچھ دیران کا مقابلہ کیا لیکن پھر شکست کھا گیا۔ مسلمہ نے تین سو آدمیوں کو قید کر کے کوفہ بھیج دیا۔ قیدی جب کوفہ پہنچے تو یزید بن عبدالملک نے محمد بن عمرو بن ولید کو حکم دیا کہ تمام قیدیوں کو قتل کرا دو۔ اس نے پولس افسر عُریان بن ھیثم کو حکم دیا کہ بیس بیس اور تیس تیس قیدیوں کو نکالو اور باری باری قتل کر دو۔ بیس آدمی کھڑے ہوئے اور یہ کہنے لگے کہ ہم نے شکست کھائی ہے۔ ہم کو سب سے پہلے قتل کرو۔ عُریان نے ان کو باہر کیا اور یکے بعد دیگرے قتل کرنے لگا اور اُن میں کا ہر شخص یہی کہتا کہ ہماری شکست کھانے کا یہ بدلہ ہے۔ عُریاں ان لوگوں کے قتل کے بعد دوسروں کو قید خانہ سے نکالنے کو جا رہا تھا کہ مسلمہ کا قاصد آ گیا اور اُس نے قیدیوں کو قتل کرنے سے روک دیا۔ مسلمہ اس جنگ سے فارغ ہو کر حیرہ چلا آیا۔

یزید کے قتل کی خبر جب واسط پہنچی تو اُس کے بیٹے معاویہ نے ان تمام قیدیوں کو جو اُس کی حفاظت میں تھے، قتل کر ڈالا۔ ان میں عدی بن ارطاۃ، محمد بن عدی بن ارطاۃ، مالک بن مسمع، عبدالملک

Marfat.com

بن مسمع وغیرہ تھے۔ پھر معاویہ اپنے تمام خزانہ کے ساتھ بصرہ چلا آیا اور مفضل بن مہلب بھی بصرہ پہنچا اور خاندانِ مہلب میں سے کچھ اور لوگ جو باقی تھے، وہیں جمع ہوئے۔ سب نے کشتیاں تیار کیں اور سفر کا ارادہ کیا۔ یزید بن مہلب نے وداع بن حمید ازدی کو قندابیل کا حاکم بنایا تھا۔ اس کو یہ سمجھا دیا تھا کہ دیکھو ہم دشمن کے مقابلہ میں جا رہے ہیں اُن سے جنگ کرنے میں اگر میں کامیاب ہو گیا تو تم کو کوئی بڑا مرتبہ دوں گا اور اگر خدانخواستہ شکست کھا گیا تو تم قندابیل ہی میں رہو تاوقتیکہ ہمارے خاندان کے لوگ تمھارے پاس نہ آجائیں اور اُن کو امن وعافیت سے مقیم نہ کر دو۔ میں نے صرف تم کو اپنی قوم اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے۔ اس لیے تم میرے حسن ظن کے مطابق میرے بعد بھی یہ خدمت انجام دو۔ چلتے وقت اس سے عہد و پیمان لے لیا کہ اگر خاندانِ مہلب واپس اس کے پاس آیا تو اُن کو آرام سے رکھے گا چنانچہ بنو مہلب نے اس خیال سے کشتیاں مقرر کیں اور گھر کے تمام لوگوں کو اور مال واسباب کو لاد کر روانہ ہو گئے۔ دریا عبور کر کے کرمان کی طرف چلے اور اسی وادی کرمان کے ساحل پر اترے اور تمام اہل وعیال اور ساز وسامان کو سواریوں پر رکھا اور پھر پورا قافلہ روانہ ہوا۔ مفضل بن مہلب آگے آگے تھا راستے میں بہت سی ٹولیاں ملیں جو مفضل کے ساتھ ہو گئیں۔ مسلمہ بن عبدالملک کو جب اُن کی روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے مدرک بن ضب الکلبی کو تعاقب میں روانہ کیا۔ مدرک نے ایک گھاٹی میں ان لوگوں کو پکڑا۔ مفضل کے ساتھیوں نے اس پر حملہ کیا مدرک نے بھی جواب دیا لیکن مفضل کے اصحاب میں سے بہت بڑے بڑے لوگ مارے گئے مثلاً نعمان بن ابراہیم بن اشتر نخعی، محمد بن اسحٰق بن محمد بن اشعث وغیرہ اور ابن صول، قُہستان کا بادشاہ بھی گرفتار ہو گیا۔ عثمان بن اسحٰق بن محمد بن اشعث مجروح ہو کر بھاگ گیا اور حلوان پہنچا۔ وہاں کسی کو خبر لگ گئی تو اُس نے موقع پا کر قتل کر ڈالا اور مسلمہ جو صبرہ میں مقیم تھا اُس کے پاس اُس کا سر بھیج دیا۔ ابن مہلب کے ساتھیوں میں سے بہت سے لوگوں نے مدرک سے امان حاصل کر لی اور اس کی طرف ہو گئے۔ ان میں سے مالک بن ابراہیم بن اشتر، ورد بن عبداللہ بن حبیب السعدی تمیمی وغیرہ تھے۔

باقی جو لوگ رہ گئے۔ وہ مفضل کے ساتھ قندابیل چلے گئے۔ مسلمہ نے مدرک کے پاس ایک فوج بھیجی تو مدرک نے بے ضرورت سمجھ کر اُس کو واپس کر دیا اور صرف ہلال بن احوز تمیمی کو مفضل کے تعاقب میں لگا دیا وہ اُن کے ساتھ قندابیل تک چلا آیا۔ جب مفضل قندابیل میں داخل ہونے لگا تو وداع بن حُمید

Marfat.com

نے اندر آنے سے روکا۔ ان لوگوں نے نہ مانا تو فوجوں کے وہ دستے مقابلے میں آ گئے۔ میمنہ پر خود وداع تھا اور میسرہ پر عبداللہ بن ہلال تھا۔ یہ دونوں بنوازد کے خاندان سے تھے۔ ہلال بن ماحوز نے ان کو اپنے امن کی علامت دکھلائی۔ تو اُنھوں نے اُس کو علیحدہ کرلیا اب ابن مہلب کے ساتھیوں میں ایک انتشار شروع ہوا۔ مروان بن مہلّب نے جب یہ صورت دیکھی تو اُس نے یہ ارادہ کیا کہ پلٹ کر اپنی تمام عورتوں کو قتل کر ڈالیں تاکہ وہ کسی کی لونڈی نہ بن سکیں لیکن مفضل نے روکا اور کہنے لگا کہ ان لوگوں سے اس قدر خطرہ نہیں ہے کہ عورتوں کے ساتھ بھی برا سلوک کریں گے اس لیے ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اس کے بعد سب نے تلواریں کھینچ لیں اور میدان میں کود پڑے۔ یکے بعد دیگرے سب کے سب مقتول ہوئے۔ مہلّب کے بیٹوں میں سے مفضل، عبدالملک، زیاد، اور مروان اور معاویہ بن یزید بن مہلب اور منھال بن ابی عُیینہ بن مہلب، عمرو اور مغیرہ بن قبیصہ بن مہلب سب کے سب قتل ہو گئے۔ مقتولین کے سر کاٹ لیے گئے اور ہر ایک کے کان میں اس کے نام کا کاغذ لکھ کر لگا دیا گیا۔ ابی عُیینہ بن مہلب اور عمر بن یزید بن مہلب اور عثمان بن مفضل بن مہلب یہ لوگ رُتبیل کے پاس چلے گئے۔

اس کے بعد ہلال بن احوز نے ان تمام عورتوں اور بچوں کو قید کر کے مقتولین کے سروں کے ساتھ مسلمہ بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور مسلمہ نے یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور اس نے پھر عباس بن ولید جو حلب میں تھا اُس کے پاس روانہ کر دیا۔ عباس نے ان سروں کو عبرت کے لیے مختلف مقامات پر لٹکا دیا۔ مسلمہ نے یزید کی ذریات کو بیچنا چاہا۔ جراح بن عبداللہ حکمی نے اِن سب کو ایک لاکھ درہم میں خریدا اور بعد میں رہا کر دیا۔ مسلمہ نے جراح سے اُس کی قیمت بھی وصول نہ کی۔

یزید بن عبدالملک کو یزید بن مہلب کے قتل کی جب خبر ملی تو وہ بہت مسرور ہوا اور اب اس کی وہ دلی آرزو جو خلافت کے قبل تھی پوری ہوگئی۔ ان دونوں میں عداوت پیدا ہونے کی وجہ بعض یہ بتاتے ہیں کہ ایک دن سلیمان کے زمانے میں یزید بن مہلب حمام سے نکلا اور اُس کا جسم عطر سے بسا تھا۔ یزید بن عبدالملک بھی بیٹھا تھا اور عمر بن عبدالعزیز بھی تھے۔ یزید ابن مہلب کو اس شان سے آتے دیکھ کر یہ بولا کہ اللہ دنیا کا برا کرے۔ میری یہ تمنا ہے کہ ایک مثقال غالیہ (خوشبو) زیادہ سے زیادہ ایک ہزار دینار کا ہوگا بجز شریف شخص کے اس کو کوئی استعمال نہیں کر سکے۔ ابن مہلب نے کہا کہ میری یہ تمنا ہے اگر غالیہ شیر کی پیشانی میں بھی ہو تو میرے ایسے جری اور بہادر شخص کے سوا کوئی اسے حاصل نہ کر

Marfat.com

سکے۔ یزید بن عبدالملک کو اس جملے سے اور غصہ آیا اور اس نے کہا کہ اگر ایک دن کے لیے بھی میں خلیفہ ہوا تو میں تجھ کو قتل کر ڈالوں گا۔ اس پر ابن مہلب نے کہا کہ اگر تم خلیفہ ہوئے اور میں زندہ رہا تو میں بھی پچاس ہزار تلواروں سے تیرے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ یہی ابتداء، عداوت اور بغض کی تھی، بعض نے کچھ اور بیان کیا ہے۔ بقیہ قیدی کل تیرہ تھے جو یزید بن عبدالملک کے سامنے لائے گئے۔ اس وقت دربار میں کثیر عزّہ بھی موجود تھا اس نے امیر کو مخاطب کر کے یہ شعر کہا:

حلیم" اذا مانال عاقب مجملاً — اشد العقاب او عفالم یثرب

فعفوا امیر المومنین حسبة — فماتاته من صالح لك یکتب

اساؤو افان تصفح فانك قادرُ' — وافضل حلم حسبة حلم مغضب

[وہ بُردبار شخص جو کسی تکلیف رسانی کے بعد سخت سزا کے بدلے معمولی سزا دے یا معاف کر دے قابل ملامت نہیں ہوتا۔ اے امیر المومنین آپ معاف کر دیں اور اجر حاصل کریں اور جو کوئی نیک کام آپ کریں گے آپ کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ انھوں نے برا کیا پس اگر آپ معاف کر دیں جیسا کہ خدا نے آپ کو اُس کی قدرت دی ہے تو اجر کے لحاظ سے انسان کے لیے سب سے بڑی بردباری یہ ہے کہ غصّہ کو پی جائے۔]

یزید بن عبدالملک نے اس کے جواب میں کہا کہ: اے ابوصخر رحم کو تم اپنے پاس رکھ چھوڑو افسوس کہ یہاں رحم کا موقع نہیں ہے۔ خدا نے اُن کے بدترین اعمال کی وجہ سے انہیں ہمارے قبضہ میں دیا۔ بہر حال پھر اس نے قتل کا حکم دے دیا اور سب مارے گئے صرف ایک لڑکا رہ گیا تھا جس نے خود کہا کہ مجھ کو بھی قتل کر دو میں چھوٹا نہیں ہوں۔ یزید نے کہا دیکھو اس کے ناف کے بال نکل آئے ہیں یا نہیں۔ لڑکے نے کہا کہ میں اپنی حالت سے زیادہ واقف ہوں، میں بالغ ہو چکا ہوں اور اکثر عورتوں سے ہم صحبت بھی ہوا ہوں۔ آخرکار یزید نے اُس کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔ مقتولین کے نام یہ ہیں: معارک، عبداللہ، مغیرہ، مفضل منجاب، یزید بن مہلب کی اولاد میں سے اور درید، حجاج، غسان، شبیب اور فضل یہ سب مفضل کی اولاد میں سے قتل کیے گئے۔ ثابت قطنہ نے یزید بن مہلب کا مرثیہ کہا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

[اے اس رات کی درازی تجھ کو چاہیے کہ ختم ہو جائے۔ غم نے تیرے بیتاب دل کو مضطر اور پریشان کر دیا۔ میں بیدار رہا لیکن میرے ساتھ ام خالد بیدار نہ رہی اور میری آنکھیں

Marfat.com

توسال بھر سے عالم بیداری میں ہیں۔ قبیلے کے سردار کی ہلاکت اوراس کی گم شدگی پر۔ موت نے اس کودعوت دی اور اس نے لبیک کہہ کراپنے کواس کے سپرد کردیا۔ بہت سی زمینوں کے بادشاہ پرافسوس کہ اس کی فوجیں بزدل اور پست ہوگئیں اور موت کامعین وقت آگیا۔ وہ اس وقت مارا گیا جب میں نہ تھا اگر میں موجود ہوتا تو زندوں کواُس پر ماتم کرنے سے روک دیتا۔ ایام جنگ کے علاوہ اے ہندہ توباخبر رہ کہ انتقام لینے والے کے لیے مہلت ہے اگراس نے انتظار کیا۔ پس اگر زمانے کی آب وہوا میرے موافق ہوئی تو ابن ابی ذبان کوشرمندہ ہونا پڑے گا۔ کیا تواس وقت بچ سکتا ہے جب ہمارے نیزے تجھ پر پڑرہے ہوں۔ ہم تجھ کواُن کے ذریعے سے کالے سانپوں کے زہراگلنے کا مزہ چکھائیں گے۔ اگر عباس پرزمانے میں کوئی مصیبت آئے توہم اس گذشتہ دن کے بدلے کے لیے یہ کافی سمجھیں گے۔ ازروئے قصاص کے اورہم اس چیز کوجو ہم پرگذرگئی ہے باربار نہیں دہراتے، اگرچہ ابن مروان جوروستم کرے۔ عنقریب تجھ کواس وقت اطلاع ہوجائے گی جب تیرا قدم پھسلے گا اور بہت سی قومیں اپنی پوشیدہ عداوتوں کوظاہر کریں گی۔ اس ظالم انسان سے جس نے اپنے گھروالوں کوستایا ہو جب کہ واقعات سخت اور پیچیدہ حالات کانقشہ پیش کریں گے۔ ہم حلم وبُردباری کا اس وقت برتاؤ کرتے ہیں جب جہل کوکمینے کی زیادتی سے معزز پاتے ہیں۔ اوراس فوجی چھاؤنی پرحملہ آور ہوتے ہیں جہاں دیکھتے ہیں کہ عظیم الشان لشکروں کے سواکوئی دوسرا باشندہ نہیں ہے۔ ہم پڑوسیوں کے حقوق اوراُن کی ذمہ داریوں کی اس وقت حفاظت کرتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے اپنے محترم پڑوسیوں کی حفاظت سے غفلت برتی۔ ہم مہمانوں کی تازہ کھجوروں سے ضیافت کرتے ہیں جب مہمانوں کی کثرت ہوجاتی ہے۔]

اس نے یزید کی موت پرمختلف طریقہ پرمرثیہ لکھا ہے۔ ابوعیینہ بن مہلب کے لیے ہند بنت مہلب [1] نے یزید بن عبدالملک سے امان لے لی۔ یزید نے اُس کوقبول کرلیا۔ عمرو اورعثمان باقی رہے۔ جب اسعد بن عبداللہ قسری خراسان کا حاکم ہوا تواُس نے یزید سے ان کے لیے امان حاصل کر لی۔ (قُطنہ کا اصلی نام ثابت بن کعب بن جابر العتکی الازدی ہے چونکہ خراسان کی ایک لڑائی میں اس کی

Marfat.com

آنکھ پر ضرب آ گئی تھی۔اس نے روئی کا پھاہا رکھا تھا اور اسی وجہ سے قطنہ کے لقب سے ملقب ہو گیا۔ ثابت بن قطبہ اور قُطنہ میں اکثر تشابہ ہو جاتا ہے لیکن وہ خزاعی اور یہ عتکی ہے۔)

مسلمہ عراق اور خراسان کا حاکم

جب مسلمہ بن عبدالملک یزید بن مہلب کی جنگ سے فراغت پا چکا تو یزید بن عبدالملک نے بصرہ، کوفہ، خراسان کی حکومت اُس کے سپرد کر دی۔ چنانچہ مسلمہ نے محمد بن عمرو ابن ولید کو کوفہ کا عامل بنایا اور بصرہ میں یزید بن مہلب کے بعد شبیب بن حارث حاکم تھا، مسلمہ نے اُس کو معزول کر کے عبدالرحمٰن بن سلیمان کلبی کو مقرر کیا اور اس کے اندرونی انتظامات کے لیے عمرو بن یزید تمیمی کو مقرر کیا۔ جب عبدالرحمٰن بصرہ پہنچا تو اس نے یہ چاہا کہ جو لوگ یزید کے ساتھ تھے اُن کو چھیڑ کر مار ڈالا جائے۔ عمرو بن یزید نے اس سے روکا اور کچھ دن کے لیے مہلت طلب کی۔ عمرو نے مسلمہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ مسلمہ نے فوراً عبدالرحمٰن کو معزول کر دیا اور اُس کی جگہ عبدالملک بن بشر بن مروان کو منتخب کر کے روانہ کیا اور عمرو بن یزید کو اپنی جگہ پر باقی رکھا۔

مسلمہ کا سعید خُذینہ کو خراسان میں عامل بنانا

مسلمہ نے اس سال سعید بن عزیز بن حارث بن حکم بن ابی العاص بن امیہ کو خراسان میں عامل بنا کر بھیجا۔ یہ ''سعید خُذَینة'' کے لقب سے زیادہ مشہور تھا۔ خُذَینة لقب ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ نرم اور عیش پسند آدمی تھا۔ ایک مرتبہ ملک اَبْغر کا بادشاہ آیا تو اُس نے سعید کو رنگین لباس میں دیکھا اور اس کے مصاحبین بھی اسی قسم کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ جب وہ واپس آیا تو اس کی قوم کے لوگوں نے پوچھا کہ امیر کو کس قسم کا پایا اس نے جواب دیا کہ خُذینہ ہے۔ اس کے بعد سے اس لقب سے مشہور ہو گیا۔ خُذینہ گھر کی اس عورت کو کہتے ہیں جو مالکہ ہو، سعید نے چونکہ مسلمہ کی بیٹی سے شادی کر لی تھی اس لیے اُس نے اُس کو خراسان کی حکومت دے دی۔

سعید جب خراسان پہنچا تو اُس نے شُعبہ بن ظہیر نہشلی کو سمرقند کا حاکم بنا دیا۔ شُعبہ جب سمرقند کی طرف گیا تو اُس کو یہ پتہ چلا کہ اہل صغد عبدالرحمٰن بن نعیم کے زمانہ میں باغی ہو گئے تھے مگر بعد

Marfat.com

میں انھوں نے صلح کرلی۔ شعبہ جب پہنچا تو اُس نے لوگوں کو جمع کیا اوران کے سامنے تقریر کی۔ عربوں پر بہت سخت حملے کیے اُن میں سے بعض باتیں یہ تھیں کہ تم لوگ بالکل نامرد ہو گئے ہو آج میں تم میں سے کسی کو بھی زخمی یا مجروح نہیں پاتا۔ تمام عربوں نے معذرت چاہی اور یہ کہا کہ ہمارے سردار علباء بن حبیب عبدی نے ہم کو بزدل بنادیا ہے۔

سعید خُذینہ نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ، سابق حاکم خراسان کے ان عمال کو جو عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں مقرر ہوئے تھے گرفتار کرلیا اور بعد میں اُن کو رہا کردیا پھر کسی نے سعید سے جا کر کہا کہ جہم بن زحر جعفی، عبدالعزیز بن عمرو بن الحجاج الزّبیدی اور منتجع بن عبدالرحمٰن الازدی یہ تینوں یزید بن مہلب کے عامل ہیں۔ اُن کے پاس خزانہ ہے جس کو چھپا رکھا ہے۔ چنانچہ سعید نے ان سب کو پھر گرفتار کرلیا جن کی کل تعداد آٹھ تھی اور قُہندز میں مقید رکھا اور پھر جہم بن زحر کو گدھے پر سوار کر کے ان سب کی تشہیر کرائی گئی۔ دو دو سو دُرّے مارے گئے باقی تمام لوگوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا گیا۔ سعید خُذینہ نے اُن کو ورقاء بن نصر باہلی کو دیا کہ وہ ان کو قتل کر ڈالے اُس نے انکار کیا اور معافی چاہی پھر ان سب کو عبدالحمید بن دثار اور عبدالملک بن دثار کے سپرد کیا گیا اور زبیر بن نشیط مولیٰ باہلہ بھی مسلط کیا گیا۔ ان لوگوں نے جہم بن زحر، عبدالعزیز اور منتجع کو قتل کر ڈالا۔ قعقاع اور دوسرے لوگوں کو طرح طرح ستایا مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا کیا اور قید خانہ میں بند رکھا۔ جب ترکوں کی لڑائی کا زمانہ آیا تو سعید نے رہا کردینے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ اللہ زبیر کا برا کرے کہ اس نے جہم کو قتل کر ڈالا۔

ہشام اور ولید کی ولی عہدی کی بیعت

جس زمانے میں یزید بن عبدالملک، یزید بن مہلب کے مقابلے میں فوجیں روانہ کر رہا تھا اور اپنے بھائی مسلمہ اور عباس بن ولید کو بھی سردار بنا کر بھیج رہا تھا، اس وقت مصاحبین نے اس سے آ کر یہ کہا کہ اہل عراق مکار اور دغاباز ہیں ممکن ہے کہ ہم لڑائی میں مصروف رہیں اور دھوکا دے کر یہ نہ کہہ دیں کہ امیرالمومنین کا انتقال ہو گیا۔ تو اُس وقت ہماری ہمت پست ہو جائے گی اس لیے اگر عبدالعزیز بن ولید کو اپنا ولی عہد بنا دیجیے تو ٹھیک ہوگا۔ مسلمہ کو جب اُس کی خبر ملی تو وہ یزید کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہ اے امیرالمومنین بھائی اور بھتیجے میں آپ کیا فرق کرتے ہیں اور ان میں سے کون

Marfat.com

زیادہ محبوب ہے۔ یزید نے جواب دیا کہ بھائی زیادہ محبوب ہے۔ اس پر مسلمہ نے کہا کہ تو بھائی ہی ولی عہد ہونے کا زیادہ مستحق ہے۔ یزید نے کہا کہ اگر میری اولاد نہ ہو تو البتہ بھائی بھتیجے سے افضل ہے۔ مسلمہ نے کہا آپ کا بیٹا تو ابھی نابالغ ہے اس لیے پہلے ہشام بن عبدالملک کے لیے بیعت لیجیے اور اس کے بعد اپنے بیٹے ولید بن یزید کے لیے لیجیے۔ ولید کی عمر اس وقت کل گیارہ برس تھی۔ بہرحال یزید نے ان دونوں کی بیعت لینے کا تمام عمال کو حکم دے دیا۔ ولید کے جوان ہونے تک یزید زندہ رہا اس وجہ سے جب وہ اُس کو دیکھتا تھا تو یہ کہہ بیٹھتا تھا کہ اللہ میرے اور اس شخص کے درمیان میں حکم ہے جس نے ہشام کو اے ولید میرے اور تیرے درمیان میں ڈال دیا۔

غزوۂ ترک

سعید خُذ ینہ خراسان کا جب حاکم ہوا تو چونکہ قدرتاً وہ نیک مزاج اور نرم دل تھا اس وجہ سے لوگ اُس کے مخالف ہو گئے۔ اس سے قبل سعید کی جانب سے شُعبہ سمرقند کا حاکم تھا لیکن وہ معزول کر دیا گیا اس کے بعد ترکوں میں پھر جنگ آزمائی کا جذبہ پیدا ہوا اور خاقان نے اُن کو جمع کر کے اہل صغد پر حملہ کیا۔ ترکوں کی فوج کا موجودہ سردار کورصول تھا۔ جب یہ فوجیں قصر باہلی کے قریب پہنچیں تو وہیں مقیم ہوئیں۔ دہقانیوں کے ایک سردار نے یہ ارادہ کیا تھا کہ باہلہ کی ایک حسین عورت سے شادی کر لے جو قصر میں مقیم ہے لیکن اس نے خودداری کے ساتھ انکار کر دیا جس کی وجہ سے اُن میں غصہ زیادہ بڑھ گیا اور عداوت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ سب نے یہ طے کیا کہ قصر کے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالیں اسی خیال سے کورصول نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ قصر میں تقریباً سو خاندان آباد تھے جو مع اہل عیال وہاں رہتے تھے۔ سمرقند میں سعید خُذ ینہ کی طرف سے عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن شخیر حاکم تھا۔ صغد کے باشندوں نے مدد طلب کی اور چونکہ امداد پہنچنے میں تاخیر تھی اس وجہ سے اُنھوں نے ترکوں سے چالیس ہزار درہم پر صلح کر لی اور اپنے سترہ آدمیوں کو ضمانت کے طور پر اُن کے سپرد کیا۔ عثمان کو جب یہ خبر لگی کہ ترکوں نے صغد کا محاصرہ کر لیا ہے تو اُس نے لوگوں کو جمع کیا۔ میتب بن بشر ریاحی چار ہزار آدمیوں کے ساتھ آیا اور بھی مختلف قبائل کے لوگ اس میں موجود تھے۔ شُعبہ بن ظہیر اور ثابت قطنہ بھی تھے۔ میتب نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگ ترکوں سے مقابلے کے لیے جا رہے ہو جن کا سردار

Marfat.com

خاقان ہے، اگر تم نے اُن کے مقابلے میں تکالیف اور مصائب کو برداشت کیا تو تمھارے لیے جنت رکھی ہے اور اگر میدان جنگ سے بھاگے تو بڑا سخت عذاب ہوگا۔ اس لیے جو شخص لڑنا چاہتا ہے اور تکلیف کو برداشت کرنے پر قادر ہے وہ چلے ورنہ ساتھ نہ رہے۔ میتب کے ایسا کہنے سے ایک ہزار آدمی واپس ہو گئے۔ ایک فرسخ آگے بڑھنے کے بعد میتب نے اپنا جملہ پھر دہرایا اور ایک ہزار دوسرے آدمی لوٹ گئے۔ دوسرے فرسخ پر پہنچنے کے بعد اُس نے پھر یہ کہا کہ جو چلنا چاہتا ہو وہ چلے ورنہ واپس ہو جائے۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی ایک ہزار آدمی واپس چلے گئے۔ اب جو لوگ باقی رہ گئے تھے۔ وہ ساتھ رہے اور ترکوں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر مقیم ہوئے۔ ترک خاقان میتب کے پاس آیا اور اُس نے کہا دہقانی رئیسوں نے ترکوں سے صلح کر لی ہے میرے ساتھ تین سو ۳۰۰ آدمی ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں مجھ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل صغد نے سترہ آدمیوں کو بطور ضمانت کے ان کے سپرد کیا ہے۔ جب تک صلح رہے گی وہ اُنھیں کے پاس رہیں گے لیکن ترکوں کو جب تمھارے آنے کی خبر معلوم ہو گی تو وہ اُن کو قتل کر ڈالیں گے۔ صلح کی میعاد کل ہی تک ہے وہ کل لڑ کر قصر فتح کریں گے۔

میتب نے رات ہی کو ایک عربی اور ایک عجمی آدمی کو تحقیقات حال کے لیے بھیجا۔ ترکوں نے قصر کے چاروں طرف پانی جمع کر دیا تھا تا کہ کوئی اُن کے قریب تک نہ آ سکے۔ یہ دونوں آدمی جب نزدیک ہوئے تو محافظوں کی جماعت نے شور مچایا۔ اُن دونوں نے آہستہ سے بلا کر کہا کہ عبدالملک بن دِثار کو بھیج دو چنانچہ انھوں نے عبدالملک ابن دِثار کو بھیج دیا۔ جب عبدالملک اُن کے پاس آیا تو انھوں نے اُس کو یہ خبر دی کہ میتب اپنی فوج کے ساتھ تمھاری مدد کے لیے آ گیا ہے اور پوچھا کل کے دن تمھاری حفاظت کس صورت میں ہو گی؟ اس نے کہا کہ ہم نے یہ طے کیا کہ کل اپنی تمام عورتوں کو آگے بڑھا دیں گے اور اس کے بعد خود بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ دونوں میتب کے پاس سے واپس گئے اور اس کو ان حالات سے باخبر کیا۔ میتب نے سنتے ہی کوچ کرنے کا حکم دے دیا اور سب سے موت پر بیعت لے لی۔ صبح تک تیاری کرتے رہے، اس کے بعد روانہ ہو گئے۔ جب ترکوں کی فوجیں صرف نصف فرسخ کے فاصلہ پر تھیں تو میتب نے وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا، دن بھر وہیں مقیم رہے اور میتب نے اُن کو رات کے وقت حملہ آور ہونے کے لیے مستعد کیا۔ چنانچہ شام ہوتے ہی تیاری کا حکم ہوا اور یہ منادی کرا دی گئی کہ اپنا شعار ''یا محمدؐ'' رکھو اور یہ کہ ترک اگر شکست کھا جائیں تو کوئی ان کا تعاقب نہ کرے اور صبر و

Marfat.com

استقلال کے ساتھ جنگ کرو۔ سب سے پہلے تم کو سواریوں کے دست و پا کاٹ کر بیکار کر دینا چاہیے کیونکہ یہ اُن کے لیے بہت زیادہ نقصان دہ ہوگا اور تمھارے پاس کچھ کمی نہیں ہے۔ تمھاری تعداد سات سو ۷۰۰ ہے اگر بڑی سے بڑی فوج تمھارے مقابل میں ہوگی تو وہ پسپا ہو جائے گی۔ اس کے بعد میّب نے فوج کی ترتیب اس طریقے پر کی کہ میمنہ پر کثیر دبوسی اور میسرہ پر ثابت قطنہ کو متعین کیا۔ جس کا تعلق بنواز د سے تھا۔ جب یہ لوگ تکبیریں کہتے ہوئے قصر کے قریب پہنچے تو ترک گھبرا گئے اور جلدی سے مستعد ہو گئے مسلمانوں نے سب سے پہلے اُن کی سواریوں کو بیکار کر دیا اور پھر حملہ آور ہوئے۔ میّب چند آدمیوں کو لے کر دوسری طرف بڑھ گیا۔ اس کے بعد دونوں طرف سے مقابلہ ہوا۔ بختری مرائی کا اس جنگ میں داہنا ہاتھ کٹ گیا تو اُس نے بائیں ہاتھ سے مقابلہ کرنا شروع کیا، وہ بھی کٹ گیا تو دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں سے مدافعت کر رہا تھا۔ آخر کار مارا گیا۔ ثابت قطنہ نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کر ڈالا جس کی وجہ سے ترکوں کی ہمت پست ہوگئی اور وہ بھاگے میّب نے پھر اعلان کیا دیکھو شکست خوردہ آدمیوں کا تعاقب مت کرو۔ قصر کا رخ کرو، پانی کے سوا کوئی چیز ساتھ نہ لے جاؤ، جو شخص صحیح وتندرست نہ ہو اور چلنے پر قادر نہ ہو اُس کو ساتھ نہ لے چلو۔ جو کوئی کسی عورت یا بچہ یا بڈھے کو خالصۃً للہ لے جائے گا اُس کا اجر خدا اُس کو دے گا اور اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے گا اُس کے لیے میری طرف سے چالیس درہم انعام ہے۔ قصر میں اگر کوئی تمھارا معاہدہ ہو تو ساتھ لے لو چنانچہ قصر کے تمام آدمیوں کو ساتھ لے لیا اس کے بعد ترک خاقان کے پاس آئے اور اس نے اُن کو اپنے قصر میں ٹھہرایا اور ان کے خورد نوش کا انتظام کیا اس نے فراغت پا کر تمام لوگ سمرقند روانہ ہو گئے دوسرے دن ترک جب واپس آئے تو انھوں نے قصر کو بالکل خالی پایا۔ صرف اپنے مقتولین کو ادھر اُدھر پڑا دیکھا تو وہ بولے کہ یہ لوگ انسانوں میں سے تو نہیں معلوم ہوتے ہیں بلکہ جن ہیں۔ ثابت قطنہ نے اس معرکہ میں چند اشعار کہے ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے:

[میرا دل بنو تمیم کے شہسواروں پر فدا ہو گیا۔ صبح کی سخت اور گھمسان کی لڑائی کے وقت۔ میرا دل ان شہسواروں پر بھی فدا ہو گیا جنھوں نے دشمنوں کے مقابلہ میں اس وقت میری مدد کی جب جنگ کا گرد و غبار چھایا ہوا تھا۔ وہ جگہ قصر باہلی کی ہے اُنھوں نے مجھ کو اس وقت مدافعت کرتے ہوئے دیکھا جب کہ مدافعین زور شور سے لڑ رہے تھے۔ میں نیزے کے

Marfat.com

ٹوٹنے کے بعد اپنی تلوار سے کام لے رہا ہوں اور دشمنوں کو تیز دھار کی بڑی تلواروں سے میدان سے ہٹا رہا ہوں۔ تحموم نے اُن پر حملے کیے جیسے شراب کے پیالے سے بار بار سیراب ہوا جاتا ہے۔ میں اس پر مصائب کے وقت سوار ہو کر حملہ کرتا ہوں یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹل جاتے ہیں اور میرا میدان صاف ہو جاتا ہے۔ اگر اللہ جس کا کوئی شریک نہیں ہے، مدد نہ کرتا اور میرا وار سردار بزرگ کے خود پر نہ پڑا ہوتا۔ تب بنو دِثار کی عورتیں ترکوں کے سامنے اس طرح بھاگتیں کہ اُن کی پازیب دکھائی دیتی۔ بنو تمیم میں میںیّب کی طرح کون ایسا شخص ہے جو موت کی طرف پیش قدمی کرنے والا ہو۔]

اس جنگ میں معاویہ بن حجاج طائی کی آنکھیں ضائع ہو گئی تھیں اور ہاتھ شل ہو گئے تھے۔ سعید خُذ ینہ کی طرف سے وہ کسی جگہ کا والی تھا لیکن حسابات کی غلطی کی بنا پر اس نے شداد بن خلید باہلی کے سپرد کر دیا تا کہ وہ اس سے بقیہ روپیوں کو وصول کر لے۔ شداد نے اس پر سختی شروع کی تو معاویہ نے بنو قیس کو مخاطب کر کے کہا کہ میں قصر باہلی کی جنگ میں شریک تھا۔ میرے ہاتھ پیر مضبوط تھے آنکھیں تیز تھیں لیکن اس جنگ میں ضائع ہو گئیں، ہاتھ بیکار ہوئے مگر باوجود اس کے اتنے زور شور سے میں نے مدافعت کی کہ اُن کو قتل و غارت سے قید بند سے بچا دیا۔ اس پر یہ شداد میرے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے۔ لوگوں نے شداد سے کہا کہ اس کو چھوڑ دو چنانچہ وہ آزاد کر دیا گیا بعض کا بیان ہے جو جنگ میں شریک تھے کہ یہ جنگ ہماری نظر میں تو قیامت معلوم ہوتی تھی کیونکہ انسانوں کی چیخ و پکار گھوڑوں کا شور و شغب تلواروں کی جھنکار نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا۔

غزوۂ صُغد

اس سال سعید خُذ ینہ نے نہر بلخ کو عبور کیا اور اہل صغد پر حملہ آور ہوا کیونکہ اہل صغد نے اپنا معاہدۂ صلح پھر توڑ دیا تھا بلکہ مسلمانوں کے خلاف ترکوں کو مدد دی تھی۔ صائب الرائے لوگوں نے سعید سے آ کر کہا کہ جب سے تم نے جنگوں کا سلسلہ بند کر دیا ہے اس وقت سے ترکوں کی ہمت بڑھ گئی ہے اور اہل صُغد بھی اُن کی ہاں میں ہاں ملانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ لوگوں کے مشورہ سے اس نے فوجیں تیار کیں اور پھر صُغد کی طرف روانہ ہو گیا۔ نہر عبور کر کے آگے بڑھا تھا کہ راستے میں اہلِ صُغد اور

Marfat.com

ترکوں کی فوجیں بھڑ گئیں ۔دونوں طرف سے خوب معرکہ آرائی ہوئی لیکن آخر میں مسلمانوں نے اُن کو شکست فاش دی۔جب وہ بھاگنے لگے تو سعید نے اپنی فوج کو تعاقب سے روکا اور کہا کہ صُغد امیر المومنین کا ایک باغ ہے اُن کے لیے یہ کافی ہے کہ اُن کو شکست دے کر تم نے بھگا دیا۔کیا اب تمھارا یہ ارادہ ہے کہ اُن کو بالکل ہلاک کردو۔اے اہلِ عراق تم نے بھی خلفاء کے مقابلہ میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تھا لیکن انھوں نے تم کو نیست ونابود نہیں کیا۔حیان نبطی تعاقب میں تھا،سورۃ بن حر نے پکارا کہ اے حیان تم واپس آجاؤ حیان نے کہا کہ اللہ کا شکار ہے۔اُس کو میں ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔سورۃ ابن حر نے پھر کہا کہ اے نبطی واپس آجا حیان نے کہا کہ اللہ تجھ کو نبطی بنا لے۔

اس کے بعد مسلمانوں کی فوج ایک ایسے مقام سے گذری جس کے درمیان ایک وادی حائل تھی وادی کے اس طرف چراگاہ واقع تھی مسلمانوں کی فوج میں سے کچھ لوگ عبور کر چکے تھے کہ ترک ایک کمیں گاہ سے برآمد ہوئے اور اُنھوں نے مسلمانوں پر حملہ کردیا۔مسلمانوں نے ان کا پورا مقابلہ کیا اور لڑتے ہوئے ہی وادی کو طے کیا آخرکار مسلمانوں نے شکست کھائی اور بھاگے۔بعض روایت میں ہے کہ شکست کھانے والی جماعت وہ تھی جو مسلمانوں کے آگے آگے تھی اُن کو اس کی مطلق خبر نہ تھی کہ ترک جو جھاڑی میں چھپے ہیں حملہ کریں گے۔اس دستے کا سردار شُعبہ بن ظہیر تھا۔ترکوں نے گھوڑے پر بھی سوار ہونے کا موقع نہیں دیا کہ حملہ کردیا۔شُعبہ نے ان کا مقابلہ کیا لیکن وہ اور اُس کے ساتھ کے پچاس آدمی مارے گئے اور باقی تمام لوگوں نے شکست کھائی۔مسلمانوں کی شکست کی خبر جب مسلمانوں کی دوسری فوجوں کو ملی تو خلیل بن اوس عبشمی نے لوگوں کو للکارا اے بنوتمیم میں خلیل ہوں دیکھو مسلمانوں نے شکست کھائی،اب لڑائی کے لیے مستعد ہوجاؤ چنانچہ ایک دستہ اس کے ساتھ ہوگیا اور وہ اُن کو لے کر دشمنوں پر حملہ آور ہوا۔ترکوں سے جنگ ہو ہی رہی تھی کہ مسلمانوں کی دوسری فوجیں بھی آگئیں پھر کیا تھا دشمنوں نے شکست کھائی۔خلیل بن اوس بنوتمیم کا اس وقت تک سردار رہا جب تک سعید خذینہ خراسان کا حاکم رہا۔اس کے بعد نصر بن سیار کے زمانہ میں حکم بن اوس بنوتمیم کا سردار ہوا۔

جب دوسرا سال آیا تو بنوتمیم وزغیش کی طرف روانہ کیے گئے۔انھوں نے کہا کاش دشمنوں کا مقابلہ ہوتا تو ہم اُن کو بتاتے۔سعید خُذینہ جب کسی مقام پر سریہ بھیجتا تھا اور وہ غنیمت لے کر واپس آتا تھا اور اُن کے پاس قیدی ہوتے تو سعید قیدیوں کو واپس کردیتا اور سریہ کے آدمیوں پر بہت بگڑتا۔

Marfat.com

ہجری نے اسی مضمون کو ادا کیا:

سریت الی الاعداء تلهو بلعبةٍ　　وایرك مسلولٌ وسیفك مغمد

وانت لمن عادیت عرس خفیةً　　وانت علینا کالحسام المهنّد

[دشمنوں کے مقابلہ میں تو تو سر بہ بھیجتا ہے اور خود کھیلتا رہتا ہے تیرا عضو تناسل بڑھ گیا ہے اور تلوار میان میں پڑی رہتی ہے۔ تو اس شخص کی مدد کرتا ہے جو رات کو اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستر ہوتا ہے اور ہم جو رات دن لڑتے ہیں ان پر تو تیز تلوار کی طرح گرتا ہے۔]

سعید، لوگوں کی نظر سے بالکل گر گیا اور لوگ اُس کو بہت ہی کمزور اور ضعیف سمجھنے لگے۔ بنو اسد کے قبیلے کا ایک شخص اسمٰعیل نامی تھا جو مروان بن محمد کے خاندان سے محبت رکھتا تھا۔ اسمٰعیل نے خذینہ کے سامنے بنو مروان سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔ خُذینہ نے کہا کہ اے زبان دراز تو کیا کہتا ہے۔ اسمٰعیل نے جو اشعار پڑھے ان کا ترجمہ یہ ہے:

[خُذینہ نے مجھ کو ایک مداح سمجھ رکھا ہے خذینہ کے آئینہ اور اُس کی کنگھی کے لیے۔ انگیٹھی اور سرمہ دانی کے لیے سارنگی اور اس کے سامنے کے نشانوں کے لیے۔ یا تو یہ ہے یا چوڑی زرہوں کی تعریف کے لیے اور ایسی تلوار کے لیے جو تیزی سے کاٹنے والی ہے۔ جس کا لوہا پرانا ہے اور جس کی دھار پر اعتماد کلی ہے اور جس کو نرمی اور آواز نے مس تک نہیں کیا ہے۔]

اس کے علاوہ اور بھی اشعار تھے۔

حیان نبطی کی وفات

حیان نبطی کے مختلف حالات کا تذکرہ قتیبہ کی حکومت کے زمانہ میں اچھی طرح کیا جا چکا ہے۔ قتیبہ کے قتل کے بعد اُس کو سرداری ملی اور وہ خراسان واپس آ گیا۔ جب سورہ نے حیان کو اے نبطی کہہ کر پکارا جس کا اُس نے یہ جواب دیا کہ اللہ تجھ کو نبطی بنائے۔ تو سورہ کے دل میں حیان کی طرف سے عداوت کی چنگاری سلگ گئی۔ چنانچہ سورہ نے سعید خُذینہ کے کان میں یہ پھونک دیا کہ حیان حاکم اور عربوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس نے قتیبہ کے وقت خراسان کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اور اب وہ تجھ پر حملہ آور ہوگا تاکہ اہل خراسان کو تم سے برگشتہ کر دے اور پھر قلعہ میں چھپ جائے۔ سعید خُذینہ نے سورہ سے

Marfat.com

کہا کہ اس بات کو مشتہر نہ کرو۔ چنانچہ سعید نے ایک مجلس میں دودھ مانگا اور پہلے ہی سے یہ کہہ دیا تھا کہ حیان کے دودھ میں سونے کا برادہ ملا دو۔ حیان کو اس کی خبر تک نہ تھی جب دودھ کا پیالہ سامنے آیا تو وہ فوراً پی گیا۔ سعید اور دوسرے لوگ اس کی حالت کو متغیر دیکھ کر چار میل تک گھوڑے پر سوار ہو کر باہر چلے گئے حیان چار دن تک زندہ رہا اور پھر مر گیا بعض کہتے ہیں کہ آئندہ سال میں اس کا انتقال ہوا۔

مسلمہ کی معزولی

خراسان اور عراق سے مسلمہ کے معزول ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ جب سے وہ عراق کا حاکم ہوا اس نے دارالخلافت میں خراج بھیجنا بالکل بند کر دیا تھا۔ اسی وجہ سے یزید بن عبدالملک اس سے ناراض تھا اور اُس کو علیحدہ کرنا چاہتا تھا لیکن چونکہ وہ بھائی تھا اس وجہ سے ایسا کرتے ہوئے بھی شرماتا تھا۔ اس خیال سے اس نے مسلمہ کو لکھ بھیجا کہ تم اپنی جگہ پر کسی کو قائم مقام بنا کر میرے پاس چلے آؤ۔ مسلمہ، عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان کے پاس گیا اور اس مسئلہ میں اس سے مشورہ طلب کیا کہ آیا وہ یزید کے پاس جائے یا نہ جائے۔ عبدالعزیز نے کہا کہ کیا تم اپنی خواہش سے جا رہے ہو یا اس کی خواہش سے، مسلمہ نے طلبی کا تذکرہ کیا تو وہ بولا کہ تمھاری حکومت کا زمانہ قریب الختم ہے۔ مسلمہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہونے والا ہے۔ عبدالعزیز نے کہا تو پھر جب تک کوئی دوسرا حاکم نہ آئے تم مت جاؤ۔ اس کے بعد مسلمہ رخصت ہوا، راستے میں ابن ہبیرہ فزاری ملا جو عراق سے ایک سرکاری ہرکارے کے ساتھ آ رہا تھا۔ مسلمہ نے ابن ہبیرہ سے پوچھا کہ کیسے آئے؟ اس نے کہا کہ امیر المومنین نے آل مہلب کے تمام اموال کو جمع کرنے کا حکم دیا ہے۔ مسلمہ یہ سنتے ہی عبدالعزیز کے پاس گیا اور اس کو ابن ہبیرہ کے آنے کی خبر سنائی۔ عبدالعزیز نے کہا میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا۔ مسلمہ نے کہا لیکن ابن ہبیرہ تو صرف یہ کہہ رہا تھا کہ آل مہلب کے مال جمع کرنے کے لیے آیا ہوں۔ عبدالعزیز نے کہا کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ ابن ہبیرہ کو جزیرہ کی امارت سے معزول کر کے صرف آل مہلب کے خزانے جمع کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اس کے متعلق کوئی فرمان بھی تو تمہارے پاس نہیں آیا ہے۔ مسلمہ نے کہا کہ نہیں۔ چند ہی دنوں کے بعد اُس کو یہ خبر ملی کہ ابن ہبیرہ نے مسلمہ کے عمال کو معزول کر دیا اور اُن پر سختی شروع کر دی ہے فرزوق نے یہ اشعار کہے ہیں:

Marfat.com

راحت بمسلمة البغال عَشيّةً — فارعی فزارة لاهنالك المرتعُ

عزل ابن بشر وابن عمرو قبله — واخوهراة لمثلها يتوقعُ

[شام کو مسلمہ کے خچر چر رہے تھے لیکن اس کے بعد فزارہ نے اپنے جانور چرائے (اور کہا دوسروں سے) کہ یہ چراگاہ نہیں ہے۔اور اس نے ابن بشر اور ابن عمرو کو پہلے ہی سے معزول کر دیا اور عامل ہرات بھی اسی توقع میں ہے۔]

ابن بشر سے مراد عبدالملک بن بشر بن مروان جو بصرہ کا حاکم تھا اور ابن عمرو سے مراد ذوالشامہ جو کوفہ کا عامل تھا۔صاحب ہرات سے سعید خُذ ینہ مراد ہیں۔

ابن ہبیرہ کی ابتدائی زندگی ان واقعات سے شروع ہوتی ہے اوّل اوّل وہ بدویانہ زندگی سے باہر آیا اور سپہ سالاروں کے ساتھ رہنے لگا۔اسی زمانہ میں تعلّی کے طریقہ پر کہتا تھا کہ میں آئندہ چل کر عراق کا بادشاہ بنوں گا۔ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ابن ہبیرہ ،عمرو بن معاویہ عقیلی کے ساتھ روم کی جنگ پر گیا۔وہاں غنیمت میں ایک بہت ہی خوبصورت اور قیمتی گھوڑا ہاتھ آیا۔وہ عمرو کے سامنے لایا گیا لیکن وہ اس قدر شریر تھا کہ اپنی پیٹھ پر کسی کو ہاتھ رکھنے نہیں دیتا تھا۔عمرو نے کہا کہ جو اس گھوڑے پر سوار ہو جائے وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔عمرو بن ہبیرہ یہ سُن رہا تھا کہ یکا یک کچھ دور جا کر وہاں سے جھپٹا جیسے نیزہ باز دور ہی سے جھپٹتے ہیں اور دم کے دم میں گھوڑے کی پیٹھ پر پہنچ گیا اور بیٹھتے ہی گھوڑے کو اپنے قابو میں کر لیا۔

حجاج نے جب مطرف بن مغیرہ بن شُعبہ کو معزول کر دیا تو عمرو بن ہبیرہ اس فوج میں شریک تھا۔جوری سے مطرف سے لڑنے کے لیے بھیجی گئی تھی۔جب دونوں فوجیں باہم معرکہ آرا ہوئیں تو اس وقت ابن ہبیرہ،مطرف کی طرف ہو گیا صرف یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ میں مطرف کے ساتھیوں میں ہوں لیکن جب فوج میں انتشار پیدا ہو گیا تو وہ مطرف کے قاتلین میں تھا اور اسی نے اس کا سر کاٹا۔بعض یہ کہتے ہیں کہ قاتل دوسرا تھا صرف اس نے سرتن سے جدا کیا اور اس کو لے کر عدی کے پاس آیا۔عدی نے انعام میں بہت کچھ دیا اور سر سمیت حجاج کے پاس بھیج دیا۔حجاج نے اُس کو سر کے ساتھ عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔عبدالملک نے دمشق کے ایک گاؤں کو جس کا نام برزہ تھا،اس کے نام لکھ دیا۔اس کے بعد وہ حجاج کے پاس واپس آیا۔حجاج نے اس کو کردم بن مرثد فزاری کے مال لوٹ لینے کے لیے مستعد کیا۔چنانچہ اُس نے اِس کا تمام مال چھین لیا اور پھر عبدالملک کے پاس بھاگ گیا۔

Marfat.com

عبدالملک سے آ کر اس نے کہا کہ میں اللہ اور اس کے بعد امیرالمومنین سے حجاج کے ظلم سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ اس کے اشارہ سے میں نے اس کے چچازاد بھائی مطرف بن مغیرہ کو قتل کیا اور اس کا سر لے کر امیرالمومنین کے پاس حاضر ہوا۔ جب میں یہاں سے واپس گیا تو حجاج نے میرے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا اور اب مجھ کو خطرہ ہے کہ وہ کوئی ایسی بات میری طرف منسوب نہ کرے جس میں میری ہلاکت ہو۔ عبدالملک نے کہا کہ اچھا تم میری امان میں رہو، چنانچہ ابن ہبیرہ وہیں رہا۔ چند دنوں کے بعد حجاج نے عبدالملک کو لکھا کہ ابن ہبیرہ نے دوسرے لوگوں کا مال غصب کر لیا ہے اور بھاگ گیا ہے اُس کو بھیج دیجیے۔ عبدالملک نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اور اپنے ہاتھ کو روکو۔

عبدالملک کے لڑکوں میں سے کسی نے حجاج کی بیٹی سے شادی کر لی۔ ابن ہبیرہ نے اس کے پاس مختلف اوقات میں ہدیہ اور تحفہ بھیجنا شروع کیا۔ اس کے ضروریات میں آسانی پیدا کرنے لگا تا کہ وہ اس کا طرف دار ہو جائے۔ اسی بنا پر اس نے حجاج کو ابن ہبیرہ کی بڑی تعریف لکھ بھیجی۔ حجاج نے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ وہ اپنی ضرورتوں کو اس کے سامنے پیش کرے اور اس طرح اُس کی عزت شام میں بڑھتی گئی۔ جب (حضرت) عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اُس کو جزیرہ کا حاکم بنا دیا۔ ان کے بعد یزید بن عبدالملک تخت نشین ہوا تو اُس نے دیکھا کہ اُس کی بیوی حبابہ، یزید پر پوری طرح حکومت کرتی ہے۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے حبابہ اور یزید کے پاس متواتر تحفہ و تحائف بھیجے، اس لیے یزید نے اُس کو عراق کا حاکم بنا دیا۔

ابن ہبیرہ اور قعقاع بن خلید عبسی میں چشمک تھی تو قعقاع نے کہا کہ ابن ہبیرہ کا کون مقابلہ کر سکتا ہے رات کو حبابہ اور دن کو ہدایہ۔ جب حبابہ مر گئی تو قعقاع نے یہ شعر کہا:

هَلم فقد ماتت حبابة سامني بنفسك يقد ملك الذرى والكواهل

اغـرّك ان كـانـت حبابة مرّةً تميحك فانظر كيف ماانت فاعل

[اے ابن ہبیرہ یہاں آ ؤ حبابہ تو مر گئی اس لیے اب مجھ سے اور اپنے نفس سے تبادلہ کر لو تا کہ تم بلند رتبہ ہو جاؤ۔ اگر حبابہ تجھ پر کبھی بخشش کرتی تو یہ بات تجھ کو معزز بنا دیتی لیکن اب دیکھ کہ تو اب کیا کر سکتا ہے۔]

ایسے اشعار اور بھی ہیں۔ ایک مرتبہ ابن ہبیرہ اور قعقاع میں نوک جھوک ہوگئی۔ قعقاع نے

Marfat.com

کہا کہ اے ابن لخناء (لونڈی بچہ) تجھ کو کس نے آگے بڑھایا اور کیونکر اس مرتبے پر پہنچا۔ ابن ہبیرہ نے اس کے جواب میں کہا تجھ کو اور تیرے خاندان والوں کو خوبصورت عورتوں نے بڑھایا اور مجھ کو نیزوں نے ترقی دی۔ قعقاع عبسی اس دوٹوک بات پر چپکا ہو رہا۔ ابن ہبیرہ کی اس بات کا مطلب یہ تھا کہ جب عبدالملک بن مروان نے قعقاع کے خاندانِ عبسی میں شادی کی تب قعقاع کی عزت و وقعت بھی بڑھی۔ یاد رہے ولید اور سلیمان کی ماں کا تعلق قبیلۂ عبس سے تھا۔

دولت عباسیہ کے دُعاۃ

اس سال میسرہ نے اپنے دُعاۃ کو خراسان بھیجا۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے اور اپنے مقاصد کی اشاعت کرنے لگے تو ان کا راز کھل گیا اور عمرو بن بجیر بن ورقاء سعدی نے سعید خذینہ سے آکر کہا کہ خراسان میں ایک ایسی جماعت آئی ہوئی ہے جو لوگوں کے عقائد خراب کر رہی ہے۔ آپ اُن کے صحیح حالات کا جلد پتہ لگائیے۔ سعید نے اُن لوگوں کو بلا بھیجا؟ اور اُن سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو انھوں نے کہا کہ ہم تاجر پیشہ لوگ ہیں پھر اُن سے سوال کیا کہ یہ تمھارے متعلق کیا روایتیں اڑ رہی ہیں۔

اُنھوں نے کہا کہ ہم کو مطلق خبر تک نہیں۔ سعید نے پوچھا کہ تم کسی کی طرف سے داعی بن کر آئے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم اپنے جھگڑوں اور تجارتی قصوں سے کہاں فرصت پاتے ہیں کہ اس قسم کا کام اپنے سر لیں۔ سعید نے دوسرے لوگوں سے دریافت کیا کہ ان لوگوں کے چال چلن سے کون واقف ہے تو خراسان کے چند معزز باشندوں نے جو اکثر بنو ربیعہ اور اہل یمن سے تھے۔ اُن کی تصدیق کی اور ضمانت دی کہ اگر کوئی غیر مناسب بات ان سے سرزد ہوگی تو ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ اسی شرط پر سعید نے ان کو رہا کر دیا۔

یزید بن ابی مسلم کا قتل

۱۰۱ھ میں یزید بن عبدالملک نے یزید بن ابی مسلم کو افریقہ کا حاکم بنایا۔ بعض روایت میں ہے کہ یہ تقرر اسی سال ہوا۔ اس کے قتل کا واقعہ اس طریقہ پر ہوا کہ اس نے حجاج کی طرح ان مسلمانوں پر ستم ڈھانے کا ارادہ کر لیا جو اس وقت شہروں میں آباد تھے۔ جن کے آبا و اجداد اہل ذمہ میں سے تھے

Marfat.com

لیکن بعد میں مسلمان ہوگئے تھے۔ یزید نے ان کو دیہاتوں میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا اوراُن پر جزیہ دوبارا عائد کردیا۔ اس قسم کی خبر جب رعایا میں پھیلی تو تمام لوگ مجتمع ہوئے اوراُنھوں نے یہ طے کیا کہ یزید کوقتل کردیا جائے۔ چنانچہ اُنھوں نے موقع پاکرقتل کرڈالا اوراُس کی جگہ پر محمد بن یزید سابق حاکم افریقہ کواپنا حاکم بنالیااوراس کی اطلاع اُنھوں نے یزید بن عبدالملک کودی اورلکھا کہ ہم نے خلیفہ کی اطاعت سے روگردانی یادست کشی نہیں کی ہے لیکن یزید بن ابی مسلم نے ہم پراس قدر سختیاں شروع کردی تھیں کہ جس سے خدااور مسلمان ہرگز خوش نہیں ہوسکتے تھے۔ اس وجہ سے ہم نے اس کوقتل کردیا اور محمد بن یزید کوحاکم تسلیم کرلیا ہے۔ یزید بن عبدالملک نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں یزید بن ابی مسلم کے ان افعال سے خوش نہیں ہوں اوراب میں نے محمد بن یزید کوتمھارا مستقل حاکم بنادیا۔

متفرق واقعات

اس سال ابن ہبیرہ آرمینیا کی جانب سے رومیوں پرحملہ آور ہوالیکن وہ اس وقت تک جزیرہ کا حاکم تھا عراق کی حکومت اس کے سپرد نہیں ہوئی تھی۔ اس جنگ میں وہ کامیاب ہوااس نے بہت سے آدمیوں کوقید کیااور بہت سے قیدیوں کوقتل کیا جن کی تعداد سات سوتھی۔ عباس بن ولید نے بھی روم میں لڑائی کی اور وہ مقام دلسہ پرقابض ہوگیا۔ عبدالرحمٰن بن ضحاک عامل مدینہ نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ اس وقت مکہ کا حاکم عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد تھااور کوفہ میں محمد بن عمرو ذوالشامہ تھااور وہاں کے عہدۂ قضاپر قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود مامور تھےاور بصرہ کا حاکم عبداللہ بن بشر بن مروان تھا۔ جس کوابن ہبیرہ نے بعد معزول کردیا۔ خراسان میں سعید خذینہ تھااور مصر میں اسامہ بن زید تھے۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ یزید بن مہلب کی بہن ہند بنت مہلب، یزید بن عبدالملک کی بیوی تھی۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب۔۳۰

۱۰۳ھ کے واقعات

سعید حرشی حاکمِ خراسان

اس سال ابن ہبیرہ نے سعید خُذ ینہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مُجشّر بن مزاحم السّلمی اور عبداللہ بن عمیر اللّیثی ابن ہیرہ کے پاس آئے اور انھوں نے سعید خُذ ینہ کی شکایت کی چنانچہ ابن ہیرہ نے سعید خُذ ینہ کو معزول کر کے سعید بن عمرو بن حرشی کو خراسان کا حاکم بنا دیا۔ وہ بنی حریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا۔ سعید خُذ ینہ کو سمرقند میں اپنی معزولی کی خبر ملی تو اُس نے ایک ہزار آدمیوں کو وہیں چھوڑ دیا اور خود چلا آیا۔

بعض روایت میں ہے کہ عمر بن ہبیرہ نے یزید بن عبدالملک کے پاس ان لوگوں کے نام لکھ کر بھیجے جنھوں نے عقر کی لڑائی میں جو یزید بن مہلب سے ہوئی تھی بہادری اور جوانمردی سے کام لیا تھا لیکن کسی وجہ سے اُس نے سعید حرشی کا نام نہیں لکھا تھا۔ یزید نے ابن ہیرہ سے دریافت کیا کہ اس کا نام تم نے کیوں نہیں لکھا۔ بہر حال اس کو خراسان کا حاکم بنا دیا۔ جب سعید حرشی خراسان پہنچا تو مجشر بن مزاحم السّلمی اس کے پاس آیا اور نہار بن توسعہ نے اس کی تہنیت میں دو شعر پڑھے:

فھل من مبلغ فتیان قومی — بان النبل ریشت کل ریش

وان اللہ ابدل من سعید — سعیدٌ الا المخنث من قریش

[میری قوم کے نوجوانوں کو یہ خبر کون سناتا ہے کہ تیروں کے نئے پر لگ گئے اور درست ہو گئے۔ اور یہ کہ اللہ نے سعید کا سعید سے مبادلہ کر دیا لیکن وہ قریش کا مخنث نہیں ہے (یعنی

Marfat.com

بزدل نہیں ہے)۔]

سعید حرشی جب خراسان پہنچا تو اس نے خذینہ کے عمال سے کسی قسم کا تعارض نہیں کیا۔مجلس میں ایک شخص نے جب سعید حرشی کا فرمان پڑھنا شروع کیا تو اس میں سے کچھ غلطیاں ہوگئیں ۔سعید کے تیور بدل گئے اور اس نے ڈانٹ کر کہا کہ خاموش ہوجا اس کے بعد سامعین سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ تم نے جو کچھ سنا اس میں کاتب کی غلطی ہے۔امیر اس سے بالکل بری الذمہ ہے۔

سعید نے جس وقت خراسان میں قدم رکھا۔اس وقت اسلامی فوجیں ترکوں سے جنگ میں مصروف تھیں۔امارت کی تبدیلی کی وجہ سے وہ کچھ سست پڑگئی تھی مگر سعید نے آنے کے بعد ہی ان کو للکارا اور جنگ کے لیے آمادہ کردیا اس وقت سعید کے الفاظ یہ تھے: اے مسلمانو تم کثرت تعداد کی وجہ سے نہیں لڑتے اور نہ اس کے ذریعہ سے فتح یاب ہوتے ہو، بلکہ صرف اللہ کی مدد شامل حال ہے اور اسلام کی عزت اور ناموس کو بچانے کے لیے لڑتے ہو اور کہو لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اس کے بعد وجد میں آکر یہ رجزیہ اشعار پڑھے:

فلست لعامرٍ ان لم ترونی　　امام الخیل أطعُن بالعوالی

واضرب هامة الجبّار منهم　　بعضب الحدحودث بالصقال

فماانافی الحروب بمستکین　　ولا اخشیٰ معاولة الرجال

ابیٰ لی والدی من کل ذمٍّ　　وخالی فی الحوادث خیر خال

[میں بنی عامر کے قبیلہ سے نہ ہوں گا اگر تم نے فوج کے سامنے ہم کو نیزہ بازی کرتے ہوئے نہ دیکھا۔اور ظالم اور جابر انسانوں کی کھوپڑیوں کو اپنی اس تیز تلوار سے کچلتے ہوئے نہ دیکھا جو بار بار صیقل کی گئی ہے۔میں نہ تو لڑائیوں میں آرام پسند ہوں اور نہ بہادروں کے حملے سے خائف ہوتا ہوں۔میرے والد نے میرے تمام عیوب سے انکار کردیا اور میرے ماموں مصائب کے برداشت کرنے میں پورے اترے ہیں۔]

باشندگانِ صغد کو جب سعید حرشی کے آنے کی خبر ملی تو وہ بہت خائف ہوئے کیونکہ اُنھوں نے سعید خُذینہ کے زمانے میں ترکوں کی مسلمانوں کے خلاف مدد کی تھی۔اسی مسئلہ کے طے کرنے کے لیے تمام سرداران ملک جمع ہوئے، وہ بھاگنے پر آمادہ تھے۔اُن کے بادشاہ نے کہا کہ ایسا مت کرو تم

Marfat.com

ٹھہر واور گذشتہ خراج جوتم پر باقی ہے اس کوادا کر دواور آئندہ کے لیے زمین کی آبادی کا قسط بہ قسط خراج ادا کرنے کا پورا وعدہ کرلواور امیر سے اپنی خطاؤں کی معافی چاہو بلکہ بطور ضمانت کچھ دے دو۔لوگوں نے کہا کہ وہ ہرگز اس پر راضی نہ ہوگا اس لیے ہم کو خجندہ کی طرف بھاگ جانا چاہیےاور وہاں کے بادشاہ سے امان لے کر وہیں رہنا چاہیے۔ پھر ہم وہاں سے امیر خراسان کے پاس قاصد روانہ کریں گے اور ان سے درخواست کریں گے کہ ہماری خطاؤں کو معاف کردیں اور ہم آئندہ کے لیے وعدہ کرتے ہیں کہ پھر بغاوت اور سرکشی نہ کریں گے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تو تم ہی میں سے ہوں جو کچھ کہتا ہوں وہ تمھاری بھلائی کے لیے کہہ رہا ہوں اس سے اچھا مشورہ میں نہیں دے سکتا۔مگر ان لوگوں نے کچھ نہیں سنا اور خجندہ چلے ہی گئے۔

ملک فرغانہ سے درخواست کی کہ وہ اپنے شہر میں ٹھہرنے کی اجازت دے اور ہماری حفاظت کرے وہ ایسا کرنا چاہتا تھا کہ اس کی ماں جوان تمام معاملات سے خوب واقف تھی اس نے آکر کہا کہ بیٹا یہ لوگ شیاطین ہیں ان کو شہر میں گھسنے مت دو بلکہ کوئی گاؤں خالی کرادو جس میں وہ رہیں، اُن کو کہلا بھیجو کہ تم لوگ کسی جگہ پر ٹھہرو جب تک ہم کوئی جگہ تمھارے ٹھہرنے کے لیے خالی کروادیتے ہیں کم سے کم انتظام کے لیے چالیس دن کی مدت دو۔بعض روایت میں ہے کہ بیس دن کی مہلت کی۔ان لوگوں نے درۃ عصام بن عبداللہ باہلی میں قیام کیا جس میں قتیبہ نے ان کو محصور کردیا تھا۔ملک فرغانہ نے یہ بھی کہلا بھیجا کہ اس وقت میری کوئی ذمہ داری نہیں ہے جب تک تم کو میں اس درّہ میں رہنے کی اجازت نہ دے دوں اور اگر اس میں داخل ہونے سے قبل دشمنوں نے محاصرہ کرلیا تو اس وقت بھی میں تمھارا محافظ نہیں ہوں گا۔اہلِ صغد ان شرائط پر راضی ہوگئے اور اُس نے یہ درّہ خالی کردیا۔

متفرق واقعات

اس سال ترکوں نے ان پر غارت گری کی۔عباس بن ولید نے رومیوں سے جنگ کر کے دلسہ فتح کرلیا۔اس سال مکّہ اور مدینہ دونوں کی حکومت عبدالرحمٰن بن ضحاک کے سپرد کردی گئی۔ عبدالواحد بن عبداللہ نضری طایف کا حاکم بنایا گیا اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد طایف اور مکّہ کی حکومت سے معزول کردیا گیا۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن ضحاک مکہ اور مدینہ کا عامل تھا اور اسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

عراق میں عمر بن ہبیرہ اور خراسان میں سعید حرشی تھا۔کوفہ کے قاضی قاسم بن عبدالرحمٰن تھے اور بصرہ کے عبدالملک بن یعلیٰ تھے۔

وفیات

امام شعبی نے اسی سال انتقال کیا۔بعض روایتوں میں ہے کہ وہ ۱۰۴ھ یا ۱۰۵ھ یا ۱۰۷ھ میں فوت ہوئے۔اُن کی عمر ۷۷ برس کی تھی۔

یزید بن اصم نے جو حضرت ام المومنین میمونہؓ کے بھانجے تھے۔اسی سال وفات پائی بعض نے ۱۰۴ھ میں روایت کی ہے۔اُن کی عمر ۷۳ برس کی تھی۔

ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔اور یزید بن حصین بن نمیر سکونی، عطاء بن یسار جو سلیمان کے بھائی تھے اُنھوں نے بھی اسی سال وفات پائی۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ انصاریہ نے بھی اسی سال وفات پائی،اُن کی عمر بھی ۷۷ سال کی تھی۔

مصعب بن سعد بن ابی وقاص، یحییٰ بن وثاب الاسدی المنقری اور عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان باھلی نے اسی سال وفات پائی۔عبدالعزیز،عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے جزیرہ کا حاکم تھا۔

Marfat.com

باب-۳۱

۱۰۴ھ کے واقعات

سعید حرشی اور اہلِ صغد کی جنگ

بعض کہتے ہیں کہ اس سال سعید حرشی صغدیوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ نہر بلخ عبور کر کے قصر ریح میں ٹھہرا جو بوسیہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے لیکن قبل اس کے کہ اس کی تمام فوجیں جمع ہو جائیں اس نے کوچ کرنے کا حکم دیا، ہلال بن علیم حنظلی نے کہا کہ اے امیر تیری وزارت تیری امارت سے زیادہ بہتر ہے ابھی تمام فوجیں پہنچی بھی نہیں ہیں اور آپ نے روانگی کا حکم دے دیا۔ سعید اپنی اس عجلت پر نادم ہوا اور لوگوں کو روک لیا۔ ابھی وہ قصر ہی میں تھا کہ ملک فرغانہ کا چچازاد بھائی آیا اور اِس نے آکر خبر دی کہ اہل صغد خجندہ میں مقیم ہیں، ان کی حالت اس وقت بدتر ہوگئی ہے اس لیے درّہ عصام میں داخل ہونے سے قبل تم کو پہنچ جانا چاہیے اور ہم پر اس وقت تک کوئی ذمہ داری نہیں ہے جب تک وہ درہ سے باہر ہیں۔ سعید نے موقع کو غنیمت سمجھا اور عبدالرحمٰن قشیری اور زیاد بن عبدالرحمٰن کو ایک دستے کے ساتھ اسی طرف روانہ کر دیا۔ جب یہ لوگ جا چکے تو وہ بہت نادم ہوا کہ ایک کافر کی خبر پر ہم نے مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دیا واللہ اعلم اس نے سچ کہا یا غلط بیان کیا۔ اسی خیال میں وہ خود بھی روانہ ہوگیا اور اشروسنہ میں ٹھہرا۔ وہاں کے باشندوں سے فوراً صلح کر لی۔ رات کے وقت جب وہ کھانا کھا رہا تھا تو کسی کے منہ سے یہ نکلا کہ عطاء دبوسی آگیا ہے جو عبدالرحمٰن قشیری کے ساتھ گیا تھا۔ سعید حرشی کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا اور اُس نے فوراً عطاء کو بلایا اور پوچھا کہ کیا کوئی جنگ چھڑی، اس نے کہا کہ نہیں۔ سعید نے کہا ''اللہ کا شکر ہے'' اور اطمینان کے ساتھ کھانے میں مشغول ہوگیا۔ عطاء نے آہستہ آہستہ تمام

Marfat.com

خبروں کی اطلاع دی اس کے بعد سعید نے اپنی فوج کو روانہ ہونے کا حکم دیا اور جلدی سے قشیری سے جا ملا۔ جب خجندہ پہنچا تو لوگوں سے مشورہ لیا کہ اب کیا کرنا چاہیے کسی نے تو کہا کہ جلد حملہ کر دینا چاہیے۔ اس نے کہا کہ نہیں اگر کوئی مجروح ہو گیا تو کہاں رکھا جائے گا، مقتول ہوا تو کس کے پاس لے جایا جائے گا۔ اس لیے اطمینان سے کہیں مقیم ہو جانا چاہیے اور پھر جنگ کی تیاری کرنی چاہیے۔ چنانچہ وہ مقیم ہو گیا اور سامان جنگ مرتب کرنے لگا لیکن دشمن کا کوئی شخص باہر نہیں نکلا۔ اس پر سعید کو لوگوں نے بزدل بتایا آپس میں لوگ کہنے لگے کہ اس سے قبل تو وہ دیانت اور شجاعت میں مشہور تھا اور عراق سے آنے کے بعد بالکل احمق ہو گیا۔ مسلمانوں سے ضبط نہ ہو سکا آخر کار ایک شخص نے خجندہ کے دروازے کو گرزوں سے مار کر توڑ ڈالا۔ اہل صغد نے فصیل کے اندر بیرونی دروازے کے پیچھے ایک بڑی خندق کھودی تھی اور اُس کو لکڑیوں سے بھر کر اوپر سے مٹی ڈال دی تھی تاکہ جب جنگ ہو تو وہ اپنے متعینہ راستے سے بھاگ جائیں اور مسلمان حیران اور پریشان ہو کر خندق میں گر پڑیں لیکن تقدیر نے تدبیر کا ساتھ نہ دیا۔ جب بھاگنے لگے تو اپنا راستہ بھول گئے اور خود دھپا دھپ خندق میں گر پڑے، چاہ کندہ را چاہ درپیش، مسلمانوں نے اُن میں سے چالیس آدمیوں کو نکالا اور باقی کا محاصرہ کر لیا۔ ہر طرف منجنیقیں لگا دیں۔ اہل صغد نے جب یہ بدترین نقشہ دیکھا تو ملک فرغانہ سے کہلا بھیجا کہ ہم نے بڑا دھوکہ دیا۔ اب تو خدا کے لیے ہماری مدد کرو۔ اس نے جواب دیا کہ تمھارے دشمن اس مدت سے قبل ہی پہنچ گئے جو ہمارے تمھارے درمیان میں طے ہوئی تھی اس لیے اب ہم تمھاری حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ جب اہل صغد بالکل لاچار ہو گئے تو اُنھوں نے سعید حرشی سے صلح کر لی اور امان حاصل کر لی۔ اس کے ساتھ یہ وعدہ کیا کہ اب ہم فوراً صغد واپس چلے جائیں گے اور عرب کے جتنے قیدی ہمارے پاس ہیں ہم اُن کو تمھارے سپرد کر دیں گے۔ اور گذشتہ زمانہ سے جتنا خراج باقی ہے سب کو ادا کر دیں گے اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہم دغابازی نہیں کریں گے اگر پھر اس قسم کی بدعنوانی ہوئی تو ہمارا خون مسلمانوں کے لیے حلال ہوگا۔

اس مصالحت کے بعد صُغد کے رؤسا اور تجار وہاں سے نکل آئے اور اہل خجندہ کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔ رؤسا صغد میں سے بعض اسلامی فوجیوں کے پاس آ کر مقیم ہوئے جن سے پہلے سے کچھ تعارف تھا۔ چنانچہ کارزنج، ایوب بن ابی حسان کے پاس ٹھہرا اور دوسرے مختلف لوگوں کے پاس مہمان ہوئے۔ سعید کو یہ خبر ملی کہ ایک مسلمان عورت جو قید میں تھی ثابت نے اُس کو قتل کر کے دفن کر دیا۔ سعید

Marfat.com

نے ثابت سے دریافت کیا تو اس نے صاف انکار کر دیا لیکن واقعہ صحیح تھا اس لیے سعید نے ثابت کو بلا کر قتل کر ڈالا۔ جب کارزنج کو اُس کی اطلاع ملی تو وہ ڈرا کہ کہیں میں بھی نہ قتل کیا جاؤں۔ اسی خیال سے اُس نے اپنے بھتیجے سے پائجامہ مانگ بھیجا اور اُس کو پہلے ہی سے کہہ دیا تھا کہ جب میں اپنا پائجامہ طلب کروں تو تم سمجھ لینا کہ میں قتل کر ڈالا جاؤں گا۔ اس کے بھتیجے نے ادھر پاجامہ روانہ کیا اور دوسری طرف مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے میدان میں نکل آیا اور اسلامی فوج پر حملہ آور ہوا لوگ چونکہ بے خبر تھے اس وجہ سے بہت سے مارے گئے لیکن تمام اسلامی لشکر میں ایک کھلبلی مچ گئی اور جنگ کے لیے مستعد ہو گئے۔ یہ شخص جب ثابت بن عثمان بن مسعود کی طرف بڑھا تو اُس نے موقع پا کر رئیس صُغد کے بھتیجے کو قتل کر ڈالا۔ اہلِ صُغد نے مسلمانوں کے ۱۵۰ قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔ سعید حرشی کو جب اُس کی خبر ملی تو اُس نے پہلے اچھی طرح دریافت کر لیا پھر قتل عام کا حکم دے دیا صرف تجار اس حکم سے مستثنیٰ کر دیے گئے۔ اہل صغد کے پاس ہتھیار نہ رہے تو اُنھوں نے لکڑیوں سے لڑنا شروع کیا۔ آخر کار سب کے سب مارے گئے۔ مقتولین کی تعداد تین ہزار تھی اور بعض کے نزدیک ۷ ہزار تھی۔ سعید نے اُن کی اولاد کو قید کر لیا اور تمام مال چھین لیا اور اس کی اولاد اور مال میں سے جو پسند آیا اس کو اپنے پاس رکھ لیا۔ باقی کو تقسیم کر دیا۔ سعید نے مسلم بن بدیل عدوی کو مال غنیمت کی تقسیم کے لیے مقرر کیا اس نے جواب دے دیا کہ تمھارے عمال نے رات بھر جو چاہا وہ کیا اور جس طرح دل میں آیا تقسیم کیا۔ اس لیے اب کسی دوسرے کا انتخاب کیجیے۔ چنانچہ سعید نے دوسرے کے سپرد کیا اس کے بعد اس نے یزید بن عبدالملک کو ان تمام واقعات سے مطلع کیا لیکن ابن ہبیرہ کو اس کی مطلق خبر نہ دی۔ ابن ہبیرہ سے اسی وجہ سے کشیدگی ہو گئی۔ ثابت قطنہ نے اہلِ صُغد کے سرداروں کے مصائب کا ان شعروں میں ذکر کیا ہے:

اقرّ العین مصرع کارزنج — وکشکیر وما لاقی یُبَادُ

ودیوشتی وما لاقی خلنج — بحصن خُجندِ ازدمرّ وافبادوا

[آنکھیں کارزنج کی قتل گاہ پر ٹھنڈی ہوئیں اور کشکیر پر اور اس کی تباہی و بربادی پر۔ دیوشتی اور خلنج کے مصائب اور آفات پر خجندہ کے قلعہ میں جبکہ یہ لوگ برباد ہو رہے تھے اور پھر ہلاک ہو گئے۔]

دیوشتی سمرقند کا ایک زمیندار (دھقان) تھا جس کا اصلی نام دیواشنج تھا لوگوں نے اُس کو

Marfat.com

معرب کر کے دیوشتی کہنا شروع کیا۔

خجندہ کے مقبوضات پر بعض روایتوں کے لحاظ سے علیاء بن احمر یشکری مختار بنایا گیا تھا۔ ایک شخص نے ایک عطردان دو درہم میں خریدا لیکن اس میں سونے کے پترے جڑے تھے۔اس لیے مشتری نے اس کو اس طرح واپس کر دیا کہ وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا گویا آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ اس نے عطردان واپس کر کے دو درہم لے لیے اس کے بعد اس شخص کی تلاش کی گئی لیکن وہ نہ ملا۔

اس کے بعد سعید نے سلیمان بن ابی السری کو ایک ایسے قلعہ میں بھیجا جس کو صغد کی وادیاں تین طرف سے گھیرے ہوئے تھیں صرف ایک طرف سے اس کا راستہ تھا۔سعید نے سلیمان کے ساتھ خوارزم شاہ، صاحب آخردن اور شومان کو بھی ساتھ کر دیا۔سلیمان نے اپنے مقدمہ پر میتب بن بشر ریاحی کو روانہ کر دیا ابھی وہ ایک فرسخ بھی نہ گئے ہوں گے کہ اہل صُغد ٹوٹ پڑے۔میتّب نے اُن کو شکست دے کر پیچھے ہٹانا شروع کیا اور آخر کار قلعہ کے اندر پہنچا دیا اور پھر چاروں طرف سے محصور کر لیا۔دیوشتی نے کہلا بھیجا کہ ہم حرشی کے حکم سے قلعہ دے دیں گے۔ چنانچہ وہ حرشی کے پاس گیا اُس نے اس کی تعظیم وتکریم کی اور اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ قلعہ والوں کی عورتوں اور اولادوں کو محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ دیوشتی نے قلعہ سپرد کر دیا۔حرشی سے سلیمان نے امینوں کو طلب کیا تا کہ وہ غنیمت کے اموال کو اپنے قبضے میں کر لیں۔ چنانچہ سعید نے ایسے آدمیوں کو منتخب کر کے بھیج دیا۔انھوں نے اموال کو فروخت کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

اس کے بعد حرشی کش کی طرف گیا۔ان سے دس ہزار جانوروں پر اور بعض کے نزدیک چھے ہزار پر صلح کر لی،اس کے بعد وہ زرنج میں پہنچا وہیں اس کو ابن ہبیرہ کا خط ملا جس میں یہ حکم تھا کہ دیوشج کو رہا کر دو۔سعید نے اس کے برخلاف اس کو قتل کر ڈالا اور سولی پر لٹکا دیا۔سعید نے نصر بن سیار کو کش میں چھوڑ دیا تا کہ وہ تمام اموال غنیمت پر اور دوسری صلح کی چیزوں پر قبضہ کر لے اور سلیمان بن ابی السری کو کش کے داخلی اور خارجی انتظامات سپرد کر کے چل دیا۔ مجشر نے سعید حرشی سے کہا کہ میں ایک ایسے شخص کا تم کو نام بتاتا ہوں جو بغیر کسی جنگ وجدال کے تمام محفوظ خزانوں کو تمھارے حوالے کروا دے۔ سعید نے کہا ضرور بتاؤ اس نے مسربل بن خریت بن راشد ناجی کا نام لیا۔سعید نے اُس کو بلا بھیجا اور اس مقام کے بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔جس کا نام سُبُقری تھا۔مسربل سے اور اس سے قبل کی دوستی تھی

Marfat.com

اس نے سُبُقری کو خجندہ کے تمام واقعات سے آگاہ کیا اور اس نے کہا کہ بڑا خطرہ یہ ہے کہ سعید کہیں تم پر نہ حملہ کر دے۔ سُبُقری نے پوچھا کہ پھر اس کی ترکیب کیا ہے۔اس نے کہا کہ تم اس سے امان لے لو سُبُقری نے کہا تو پھر ان لوگوں کا کیا کروں جو ہماری زندگی سے وابستہ ہیں۔ مسربل نے کہا کہ ان کے لیے بھی امان حاصل کرلو۔ چنانچہ اس نے سعید سے مصالحت کرلی اور سعید نے اس کے تمام خاندان والوں کو امن دے دیا۔ سُبُقری بھی حرشی کے ساتھ ہوگیا ایک مقام پر اس نے سُبُقری کو دھوکہ سے مار ڈالا اور اس کی تمام چیزوں پر قبضہ کرلیا۔

خزریوں کی مسلمانوں پر فتح

اس سال مسلمانوں کی فوج بلادخزر میں ارمینہ کی طرف سے داخل ہوئی۔ان کی فوج کا سردار ثبیت نہرانی تھا۔خزریوں نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے بہت بڑی تیاری کی تھی۔ قفچاق اور دوسرے ترکی رئیسوں نے بھی اُن کی امداد کی تھی۔ یہ عظیم الشان فوج مرج الحجارۃ میں مسلمانوں سے آکر بھڑی۔ دونوں فوجوں نے اپنے حریف کو زیر کرنا چاہا لیکن مسلمان اپنے بہت سے مقتولین کو میدان جنگ میں چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ شکست خوردہ لوگ شام پہنچے۔ یزید بن عبدالملک نے بہت ناراضگی کا اظہار کیا اور ثبیت پر بہت بگڑا۔ ثبیت نے کہا اے امیر المومنین ہم نے کسی قسم کی بزدلی نہیں کی دشمنوں سے ہرگز نہیں گھبرائے بلکہ خوب جم کر لڑے گھوڑوں کو اُن کے گھوڑوں سے ٹکرایا۔ آدمی آدمی سے بھڑائے اس قدر نیزہ بازی کی گئی کہ سب کے سب ٹوٹ ٹوٹ گئے اس قدر تلواریں چلیں کہ سب کند ہو کر رہ گئیں۔ پھر کیا کر سکتے تھے اصل بات یہ ہے کہ خدا جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

جراح کا آرمینیا میں حاکم ہونا اور قلعہ بلنجر مفتوح ہونا

جب مسلمانوں نے خزریوں کے مقابلہ میں سخت ہزیمت اٹھائی تو خزریوں کے حوصلے بلند ہوگئے اور اُنھوں نے دوسرے اسلامی شہروں پر قبضہ کرنے کے لیے دوبارہ فوجیں مرتب کیں۔ یزید بن عبدالملک اس شکست سے نادم ہوا اور اس نے جراح بن عبداللہ حکمی کو ارمینہ کا عامل بنایا اور ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ اُس کو روانہ کیا تو خزریوں کو کانوں کان خبر لگ گئی کہ جراح ہم میں سے لڑنے کے

Marfat.com

لیے آرہا ہے چنانچہ اُنھوں نے پہلے ہی سے باب ابواب میں آکر اقامت کرلی اور مورچہ بندی شروع کردی۔ جراح جلدی جلدی برذعہ پہنچا اور وہیں دم لینے کے لیے ذرا ٹھہر گیا پھر روانہ ہوا اور نہر کو عبور کر کے آگے بڑھا کہ اُس کو یہ پتہ چل گیا کہ ہماری فوج میں کوئی ایسا جاسوس بھی ہے جو خزریوں کے بادشاہ سے خط و کتابت کرتا ہے اور اُس کو یہاں کی تمام خبروں سے آگاہ کرتا ہے۔ اسی خیال سے جراح نے یہ منادی کرائی کہ امیر ابھی کچھ دن اسی مقام پر ٹھہریں گے لہٰذا کھانے کی چیزیں جمع کرلو اس جاسوس نے ملک خزر کو یہ اطلاع دے دی کہ جراح ابھی مقیم رہے گا اس لیے بہتر ہے کہ تم بھی خاموش رہو ورنہ مسلمانوں میں ایک جوش پیدا ہو جائے گا۔ جب رات ہوئی تو جراح نے روانگی کا حکم دیا اور اپنی فوج کو لے کر بہت ہی سرعت کے ساتھ باب ابواب تک پہنچ گیا وہاں کے باشندوں کو پتہ بھی نہ چلا اور یہ شہر میں داخل ہو گئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد جراح نے فوج کے چھوٹے چھوٹے دستوں کو اردگرد کے دیہات اور قصبات میں لوٹ وغارت گری کرنے کے لیے روانہ کیا وہ صبح تک بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوئے۔ دوسرے دن خزریوں کی فوج میدان میں آئی اس وقت ان کا سردار فوج ان کا شاہزادہ تھا۔ نہران کے قریب دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں اور جنگ شروع ہوئی۔ دونوں طرف سے پوری کوشش کی جارہی تھی مگر جراح نے اپنی فوج کی اسپرٹ کو چند جملوں سے اور بڑھا دیا جس سے وہ اور زور شور سے لڑنے لگے، خزریوں نے ان کے اس جوش وخروش کا مقابلہ نہ کیا اور شکست کھا کر بھاگے۔ مسلمانوں نے اُن کا تعاقب جاری رکھا راستہ میں جو ملا اُس کو مار ڈالا۔ اس طرح خزریوں کی بڑی جماعت ہلاک ہوگئی۔ مسلمانوں کو بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا اس کے بعد جراح اپنی فوج کے ساتھ قلعہ حصین کی طرف بڑھا وہاں کے لوگوں نے خراج دینے کا وعدہ کیا اور امن کے طلب گار ہوئے۔ جراح نے امن دے دیا اور اُن کو وہاں سے منتقل ہونے کا حکم دے دیا۔

اس کے بعد شہر یرغوا میں پہنچا وہاں چھے دن تک مقیم رہا۔ جراح ان سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا لیکن اُنھوں نے خود ہی امن کے لیے دست سوال بڑھایا اور قلعہ حوالہ کر دیا۔ جراح نے اُن کو بھی وہاں سے علیحدہ ہو جانے کا حکم دیا۔

پھر اُس نے بلنجر کی راہ لی یہاں پر خزریوں کا بہت ہی مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا جراح جب بلنجر پہنچ گیا تو اس نے اپنی فوج کو قیام کرنے کے لیے کہا قلعہ والوں نے اپنی حفاظت کا پیشتر ہی سے

Marfat.com

سامان کر رکھا تھا اُنھوں نے سو ۱۰۰ چرخیاں جمع کی تھیں جن کو ایک دوسرے سے باندھ کر قلعہ کے چاروں طرف نصب کر دیا تھا تا کہ مسلمان یہاں تک نہ پہنچ سکیں گویا ایک حد مقرر کرلی تھی جس سے آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ درحقیقت یہی چرخیاں مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے مانع آئیں بلکہ اُن کو اس کی وجہ سے سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ مسلمانوں نے اپنے نقصان عظیم کو دیکھ کر یہ طے کیا کہ کسی طرح وہاں تک پہنچ جانا چاہیے۔ چنانچہ تیس ۳۰ آدمیوں کی ایک جماعت اس کے لیے تیار ہوئی اور اس نے معاہدہ کرلیا کہ خواہ زخمی ہوں یا مارے جائیں مگر بغیر منزل مقصود تک پہنچے ہوئے واپس نہ آئیں گے۔ تلواریں میانوں سے نکال کر شیروں کی طرح آگے بڑھے سب نے ایک ساتھ ہو کر ایک سخت یورش کی اور اسی ہلّہ میں چرخیوں تک پہنچ گئے۔ کافروں نے بھی پورا مقابلہ کیا اور اس قدر تیروں کی بوچھاڑ کی کہ اگر وہ تیر سورج کو لگتے تو وہ بھی چھلنی ہو جاتا لیکن ان چند نفوس کے پائے استقلال میں کوئی فرق نہ آیا بلکہ بہت لاپروائی کے ساتھ اپنے کام میں مشغول رہے۔ سب نے مل کر اِن رسیوں کو جن سے چرخیاں بندھی تھیں کاٹ ڈالا اور اس کے بعد زور لگا کر کھینچا تو سب کی سب مسلمانوں ہی کی طرف گریں۔ اب جنگ کے لیے میدان بالکل صاف تھا دونوں طرف سے سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ جانبین سے لوگ اس قدر مارے گئے اور اس قدر زخمی ہوئے کہ اس کو بیان کرتے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ایک ہنگامہ برپا تھا آخر کار خزریوں نے شکست کھائی اور مسلمانوں نے قلعہ پر قبضہ کرلیا تمام ساز و سامان غنیمت میں سے لیا۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ تھا ہر شہسوار کو تین سو ۳۰۰ دینار غنیمت میں ملے اور کل تیس ہزار سے زیادہ تھے۔

جراح نے بلنجر کے فرماں روا کی اولاد کو گرفتار کرلیا لیکن بعد کو جب اس سے مصالحت ہوگئی تو اُس نے اس کی تمام چیزوں کو واپس کر دیا حتیٰ کہ قلعہ بھی اس کے سپرد کر دیا اور اس کو مسلمانوں کا جاسوس بنایا تا کہ کفار کے حالات سے وہ اُن کو آگاہ کرتا رہے۔

اس کے بعد وہ روانہ ہوا اور قلعہ الوبندر کی طرف گیا جہاں ترکوں کے چالیس ہزار مکانات تھے۔ پہلے تو اُنھوں نے جراح سے کچھ مال پر مصالحت کرلی لیکن بعد میں راستوں پر قابض ہوگئے اور مسلمانوں کو جانے سے روک دیا۔ صاحب بلنجر نے فوراً اس کی اطلاع جراح کو دی جراح یہ سنتے ہی ایک گاؤں میں پہنچا جس کا نام رملیٰ تھا وہاں پہنچنے کے بعد ہی موسم سرما شروع ہوگیا اس لیے مسلمان وہیں مقیم ہوگئے۔ جراح نے یزید بن عبدالملک کو خط لکھا کہ ہم نے خدا کے فضل سے عظیم الشان فتوحات

Marfat.com

حاصل کی ہیں لیکن اس وقت ترکوں نے راستے پر قبضہ کر رکھا اور ہم کو محصور کر لیا ہے لہٰذا جلد سے جلد امدادی فوجیں روانہ فرمایئے۔ یزید نے کمک بھیجنے کا وعدہ کیا لیکن اس سے قبل کہ وہ اس وعدہ کو پورا کرے موت کا لقمہ بن گیا۔ پھر ہشام بن عبدالملک نے جراح کو اپنے کام کو جاری رکھنے کا حکم دیا اور مدد پہنچانے کا وعدہ کیا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک کی مدینہ اور مکّہ کی امارت سے معزولی

اس سال یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمٰن بن ضحاک کو مدینہ اور مکّہ کی حکومت سے معزول کر دیا۔ عبدالرحمٰن تقریباً تین سال تک وہاں کا حاکم رہا۔ یزید نے اُس کی جگہ پر عبدالواحد نضری کو مقرر کیا۔ اس کے معزول کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ عبدالرحمٰن نے فاطمہ بنت حسین بن علی سے نکاح کرنے کی خواہش کی لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں ان بچوں کی تربیت کے لیے تاحیات بیٹھ گئی ہوں۔ مگر عبدالرحمٰن نے جبر کرنا چاہا اور کہلا بھیجا کہ اگر تم ایسا نہ کرو گی تو میں تمھارے بڑے بیٹے عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی کو شراب پینے کا جرم لگا کر کوڑے لگواؤں گا۔ مدینہ کی کچہری میں ابن ہرمز شامی ایک شخص کام کرتا تھا جب وہ یزید بن عبدالملک سے ملنے کو جا رہا تھا تو (حضرت) فاطمہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں خلیفہ کے پاس جاتا ہوں۔ اُنھوں نے کہا کہ میری طرف سے امیرالمومنین کو ابن ضحاک کی حرکتوں سے باخبر کر دو میں انھیں باتوں کی اطلاع کے لیے ان کے پاس ایک قاصد بھیج چکی ہوں۔ ابن ہرمز جب دربار میں پہنچا تو یزید بن عبدالملک نے پوچھا کہ مدینہ کی کوئی نئی خبر بتاؤ۔ ابن ہرمز، (حضرت) فاطمہ کا پیام کہنا بھول گیا اسی اثناء میں دربان نے آ کر کہا کہ فاطمہ بنت حسین کا قاصد آیا ہے اس وقت ہرمز نے کہا ہاں اُنھوں نے مجھ سے کچھ کہنے کو کہا تھا اور تمام قصہ اس نے یزید کو سنا دیا۔ یزید سنتے ہی بستر سے اتر گیا اور غصہ میں کہنے لگا کہ اے ہرمز تیری ماں ہلاک ہو تو اس واقعہ کو جانتا تھا اور پھر تو نے خبر نہ دی۔ اس نے بہت ہی عاجزی کے ساتھ معذرت چاہی۔ اس کے بعد قاصد حاضر ہوا اور اُس نے (حضرت) فاطمہ کا خط پیش کیا۔ امیرالمومنین نے خط پڑھا، اس وقت اُن کے ہاتھ میں بید کی ایک چھڑی تھی اُس کو غصے سے فرش پر مارتے اور کہتے کہ ابن ضحاک کی یہ جرأت ہوگئی وہ کون شخص ہے جو اس کو پوری سزا دے اور اس کی کراہتی ہوئی آواز میرے کانوں تک پہنچائے۔ لوگوں نے

Marfat.com

عبدالواحد نضری کا نام بتایا چنانچہ فوراً اپنے ہاتھ سے اُس کے نام فرمان لکھا کہ میں نے تم کو مدینہ کا حاکم بنایا تم وہاں جاؤ اور ابن ضحاک کو معزول کر دو اور اس سے تم فوراً ۴۰ ہزار دینار وصول کرو اور اس کو پوری سزا دو، میرے کانوں تک اس کے کراہنے کی آواز پہنچے۔ قاصد یہ فرمان لے کر مدینہ گیا۔ قاصد مدینہ پہنچ کر ابن ضحاک کے پاس تو نہیں گیا لیکن اُس کو خبر لگ گئی۔ چنانچہ وہ دوڑا ہوا قاصد کے پاس آیا اور ایک ہزار دینار دے کر اُس سے خبر معلوم کر لی اور پھر وہاں سے بھاگ کر مسلمہ بن عبدالملک کے پاس پہنچا۔ مسلمہ نے اُس کو پناہ دی اس کے بعد مسلمہ یزید کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اس وقت ایک سخت ضرورت درپیش ہے۔ آپ اس کو پوری کر دیجیے۔ یزید نے کہا کہ تمھاری سب ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں لیکن ابن ضحاک نہیں چھوڑا جا سکتا۔ مسلمہ نے کہا میں اسی کے متعلق تو عرض کر رہا تھا۔ یزید نے کہا خدا کی قسم میں اس کو ہرگز معاف نہ کروں گا۔ اس نے اس کو عبدالواحد کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ عبدالواحد نے اسے سزا دی ابن ضحاک کی حالت اس کے بعد ناگفتہ بہ ہو گئی۔ صوف کا جبّہ پہن کر بھیک مانگا کرتا تھا۔ عبدالواحد نضری ۱۰۴ھ کے ماہ شوال میں مدینہ پہنچا ابن ضحاک نے انصار کو بہت ستایا تھا اسی وجہ سے شعراء برابر اس کی ہجو کرتے تھے۔ بزرگ اس کے شاکی تھے نضری چونکہ طبیعت اور مزاج کا اچھا آدمی تھا اس وجہ سے لوگ اس سے خوش ہو گئے۔ ہر کام میں معززین شہر سے مشورہ لیتا تھا اور جو کرنا چاہتا تھا اس میں قاسم بن محمد [1] اور سالم بن عبداللہ بن عمر [2] سے مشورہ لیتا تھا۔

ابوالعباس سفاح کی ولادت

بعض کہتے ہیں اس سال ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن محمد بن علی ربیع الآخر کے مہینہ میں پیدا ہوئے، وہی سفاح تھا۔ اس کے والد محمد بن علی کے پاس ابومحمد صادق خراسان سے چند آدمیوں کے ساتھ ملنے آئے انھوں نے ابوالعباس کو دیکھنا چاہا تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر وہ باہر لائے اس وقت وہ ۱۵ دن کا تھا جب لوگ دیکھ چکے تو محمد بن علی نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کے ہاتھوں تمھارا کام انجام تک پہنچے گا۔ لوگوں نے اس کے ہاتھ اور پیر تعظیماً چومے اُس کے بعد محمد بن علی نے کہا اللہ اس کام کو ضرور اختتام تک پہنچائے گا اور تم اپنے دشمنوں سے پورا بدلہ لو گے۔

Marfat.com

سعید حرشی کی خراسان سے معزولی

اس سال عمر بن ہبیرہ نے سعید حرشی کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ پر مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو وہاں کا حاکم بنایا۔ اس کے معزول کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ابن ہبیرہ نے سعید کو لکھا تھا کہ تم دیوشتی کو رہا کر دو لیکن اس نے اس حکم کے باوجود اس کو قتل کر ڈالا۔ علاوہ اس کے یہ بھی تھا کہ سعید، ابن ہبیرہ کو ذلیل سمجھتا تھا اور اُس کو ابوشنیٰ کی کنیت سے یاد کرتا تھا۔ تذکرہ میں ہمیشہ یہ کہتا تھا کہ یہ کام ابوشنیٰ نے کیا، یہ بات ابوشنیٰ نے کہی، ابن ہبیرہ کو اس کی بدکلامی کی خبر لگ گئی۔ چنانچہ اس نے جمیل بن عمران کو حرشی کے حالات دریافت کرنے کے لیے خراسان بھیجا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ دفاتر کے معائنہ کے لیے جا رہا ہے۔ جب جمیل، حرشی کے پاس پہنچا تو اُس نے اس سے پہلی بات پوچھی کہ ابوشنیٰ کیسا ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے حرشی سے کہا کہ جمیل صرف تمھاری حالت کو دیکھنے آیا ہے۔ حرشی کو جب یہ پتہ چلا تو اس نے ایک خربوزہ میں کچھ زہر ملا کر جمیل کے پاس بھیج دیا۔ جمیل اُس کو کھا گیا لیکن کھاتے ہی وہ سخت بیمار ہو گیا۔ اس کے سر کے بال ایک ایک کر کے جھڑ گئے جمیل اسی حال میں ابن ہبیرہ کے پاس واپس گیا۔ ابن ہبیرہ نے جمیل کا علاج کرنا شروع کیا جب وہ شفایاب ہو گیا تو اُس نے تمام واقعہ سے اطلاع دی اور یہ کہا بڑی بات یہ ہے کہ حرشی تم ہی کو اپنا محکوم سمجھتا ہے۔ ابن ہبیرہ کو سخت غصہ آیا اور اس نے فوراً حرشی کی معزولی کا حکم لکھا اور اُس کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا۔ اس وقت تک سخت سزائیں دیتا رہا جب تک اُس نے مال نہ ادا کر دیا۔

ایک شب کو ابن ہبیرہ نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا کہ بنوقیس کا سردار کون ہے؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ آپ ہیں۔ ابن ہبیرہ نے کہا اس کو چھوڑو قیس کا سردار تو کوثر ابن زفر ہے۔ اگر وہ کسی رات کو مدد کے لیے پکارے تو بیس ہزار آدمی اس کے اردگرد ہو جائیں گے اور یہ نہ دریافت کریں گے کہ کیوں بلایا۔ ان کا سردار یہ گدھا ہے جو قید خانہ میں پڑا ہے جس کے قتل کا میں حکم دے چکا ہوں لیکن بنوقیس کے ساتھ بھلائی کرنے والا شاید میں ہوں۔ بنوفزارہ کے ایک بدوی نے کہا کہ اگر تم سردار ہوتے تو کبھی قیس کے اس سردار کے قتل کا حکم نہ دیتے۔ ابن ہبیرہ یہ سن کر نادم ہوا۔ اُس نے فوراً معقل بن عروہ کے پاس کہلا بھیجا کہ حرشی کو مت قتل کرو۔ ابن ہبیرہ نے مسلم بن سعید کو خراسان کا حاکم بنایا تو اُس کو یہ حکم

Marfat.com

دیا کہ حرشی کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اُس نے دارالامارہ کے دروازہ کو بند پایا۔ حرشی کو خبر دی گئی کہ مسلم آیا ہے اس نے پوچھا کہ امیر بن کر آئے ہو یا صرف ملاقات کی غرض سے آئے ہو۔ مسلم نے جواب دیا کہ میرا ایسا شخص نہ ملنے کے لیے آ سکتا ہے اور نہ کسی کا وزیر بن کر آ سکتا ہے۔ مجبوراً حرشی نے دروازہ کھلوا دیا، جب حرشی مسلم کے پاس آیا تو مسلم اس پر بہت بگڑا اور اُس کو قید خانہ میں ڈال دیا اور داروغہ جیل کو حکم دیا کہ اس کے پیر میں بیڑیاں بھی ڈال دو۔ جب حرشی کو اس حکم کی خبر ملی تو اس نے اپنے کاتب کو کہا کہ یہ لکھو آپ کے داروغہ جیل نے یہ حکم سنایا ہے کہ میرے پیر میں بیڑیاں بھی لی جائیں اگر کسی افسر بالادست کا حکم ہے تو میں اس کی اطاعت کے لیے تیار ہوں اگر صرف آپ کی رائے ہے تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی روش گھوڑے کی چوکڑی کی طرح خطرہ سے خالی نہیں۔ خط میں یہ دو شعر بھی لکھوائے:

فاما تثقفونی فاقتلونی　　　ومن یثقف فلیس لہ خلود

ھم الاعداءُ ان شھد واوغابوا　　　اولوا الا حقادوالاکبادُ سود

[اگر تم مجھ سے دشمنی کرتے ہو تو اس سے بہتر ہے کہ قتل کر ڈالو کیونکہ جس سے دشمنی کی جاتی ہے اس کو دوام نہیں ہے۔ وہی کینہ پرور دشمن ہیں خواہ حاضر ہوں یا غائب ہوں اُن کے دل سیاہ فام ہو گئے ہیں۔]

جب ابن ہبیرہ عراق سے بھاگا تو خالد قسری نے اُس کی تلاش میں حرشی کو روانہ کیا۔ فرات کے قریب حرشی سے اور اس سے ملاقات ہوئی۔ ابن ہبیرہ نے حرشی سے پوچھا کہ تمھارا میرے متعلق کیا خیال ہے۔ اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم اپنے قبیلے کے آدمی کو قیس کے قبیلے کے کسی شخص کے پاس نہ چھوڑو گے۔ خالد نے کہ ہاں ایسا ہی ہوگا۔

متفرق واقعات

عبدالواحد نضری، حاکم مدینہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عراق اور مشرقی ممالک پر عمر بن ہبیرہ حاکم تھا۔ کوفہ کے قاضی حسین بن حسن کندی تھے اور بصرہ کے عبدالملک بن یعلی تھے۔

Marfat.com

وفیات

ابوقلابہ جرمی نے اسی سال وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ ۱۰۷ھ میں اُنھوں نے وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت انصاری نے بھی اسی سال انتقال کیا۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب بن ابی بلتعہ نے بھی اسی سال قضا کیا۔

عامر بن سعد بن اُبی وقاص کی وفات اسی سال ہوئی۔

موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ، عمیر مولیٰ ابن عباس، جن کی کنیت ابوعبداللہ تھی، خالد بن معدان بن ابی کرب الکلاعی ان سب نے اسی سال انتقال کیا۔ موخر الذکر شام کے باشندے تھے۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے تھے، مدینہ کے جیّد علماء میں شمار کیئے جاتے تھے۔

۲۔ سالم، حضرت عمرؓ کے پوتے تھے اور مدینہ کے چیدہ اہل علم میں ان کا شمار تھا۔

Marfat.com

باب۔۳۲

۱۰۵ھ کے واقعات

عقفان کی بغاوت

یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں ایک حروری (یعنی خارجی) نے علم بغاوت بلند کیا جس کا نام عُقفان تھا۔اس کے ساتھ کل (۸۰) آدمی تھے۔یزید نے اس کے مقابلہ کے لیے فوج تیار کی لیکن لوگوں نے کہا کہ اگران سے جنگ کی گئی تو خوارج اُس مقام کو دارِ ہجرت بنالیں گے اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہر شخص کے پاس اُس کے قبیلے کا ایک شخص بھیجا جائے تا کہ وہ ان کو منا کر اس خیال سے روک دے۔یزید نے کہا کہ اچھا جا کر راضی کرلو ورنہ ایسا نہ ہو کہ میں تم ہی سے مواخذہ کروں۔لوگ اپنے اپنے قبیلے کے آدمی کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ ہمیں خطرہ ہے کہ ہم سے نہ مواخذہ کیا جائے۔لوگوں نے امن قبول کرلیا صرف عُقفان رہ گیا۔یزید نے اُس کے پاس اپنے بھائی کو بھیجا اُس نے عُقفان کو بھی راضی کرلیا۔جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اُس نے عُقفان کو باغیوں کی درستگی کے لیے مقرر کیا۔ایک مرتبہ عُقفان کا بیٹا خراسان سے اسی بغاوت کا خیال لے کر آیا۔عُقفان نے اُس کو باندھ کر ہشام کے پاس بھیج دیا ہشام نے عُقفان کی طرف سے رہا کردیا اور کہنے لگا کہ اگر عُقفان خائن ہوتا تو وہ اپنے بیٹے کے معاملہ کو ضرور چھپاتا اس کے بعد ہشام نے اس کو صدقہ کے وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہشام کی زندگی تک وہ یہ کام کرتا رہا۔

مسعود عبدی کی بغاوت

(ایک اور خارجی) مسعود بن ابی زینب عبدی نے اشعث بن عبداللہ بن جارود پر بغاوت کی

Marfat.com

لیکن اشعث بحرین سے باہر چلا گیا اور مسعود یمامہ کی طرف آیا۔ وہاں کا حاکم سفیان بن عمرو عُقیلی تھا جس کو ابن ہبیرہ نے مقرر کیا تھا۔ سفیان مقابلے کے لیے نکلا خضرمہ میں دونوں سے لڑائی شروع ہوئی مسعود تو تھوڑے ہی دیر کے بعد قتل ہو گیا اس کے بعد خوارج کا سردار بلال بن مدلج بنا۔ دن بھر دونوں فوجیں لڑتی رہیں خارجیوں کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مسعود کی بہن زینب بھی ماری گئی جب شام ہوئی تو ہلال کے ساتھی کچھ منتشر ہو گئے اور کچھ ہمراہ رہے۔ ہلال نے جب حالت نازک دیکھی تو ایک قصر میں جا کر پناہ لی لیکن ادھر کی فوج نے تعاقب کیا قصر میں زینے لگا کر داخل ہو گئے اور ہلال کو قتل کر ڈالا باقی لوگوں نے امان کی درخواست کی تو وہ مامون کر دیے گئے۔ فرزوق نے اس لڑائی کے متعلق چند اشعار کہے تھے جن کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں:

لعمری لقد سلّت حنیفة سلّة　　سیوفاً ابت یوم الوغیٰ ان تغیّرا

ترکن لمسعود وزینب اخته　　رداءً وسربالاً من الموت احمرا

ارین الحروریّس یوم لقائهم　　ببرقان یوماً یجعل الموت اشقرا

[قسم ہے اپنی جان کی کہ بنو حنیفہ نے ایسی تلواریں کھینچیں جو لڑائی کے دن برابر یکساں کام دیتی رہیں ان میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا۔ ان تلواروں نے مسعود اور اس کی بہن زینب کے لیے صرف موت کی سرخ قمیص اور چادر چھوڑ دی۔ حروریوں کو اُن کی لڑائی کے دن مقامِ برقان میں جس دن موت بہت شدید ہو گئی تھی۔]

بعض روایت میں ہے کہ مسعود نے بحرین اور یمامہ پر ۱۱۹ھ میں قبضہ کر لیا تھا یہاں تک کہ سفیان بن عمرو عقیلی نے اس کو قتل کر ڈالا۔

مصعب بن محمد الوالبی

مصعب خوارج کا سردار تھا۔ عمر بن ہبیرہ نے اس کو اور مالک بن صعب اور جابر بن سعد کو جنگ کی دعوت دی تھی چنانچہ یہ سب مل کر خورنق میں جمع ہوئے اور اپنا سردار مصعب کو بنایا۔ مصعب کے ساتھ اُس کی بہن آمنہ بھی تھی۔ یہ سب خورنق سے باہر چلے۔ جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس نے خالد قسری کو عراق کا حاکم بنایا۔ خالد نے اُن کے مقابلے کے لیے ایک فوج بھیجی یہ لوگ

Marfat.com

اس وقت مقام حرہ میں تھے جو موصل کے متعلقات میں واقع تھا۔ یہ فوج جب وہاں پہنچی تو دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ خوارج نے شکست کھائی اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ بعض روایت میں ہے کہ وہ یزید ہی کے زمانے میں مارے گئے خوارج کے بعض شعرا نے موجودہ حالت پر یہ کچھ کہا ہے:

فتية تعرف التخشع فيهم — كلهم احكم القرآن اماما

قد برى لحمه التهجد حتى — عاد جلدًا مصفرا وعظاما

غادروهم بقاع حزة صرعى — فسقى الغيث ارضهم ياأماما

[بہت سے نوجوان جن کے چہرہ سے تقویٰ اور ایمان کا نور ٹپکتا ہے اور جنھوں نے قرآن کو مستحکم طریقہ پر اپنا امام بنایا ہے۔ تہجد نے ان کے جسم کو گھلا ڈالا ہے حتیٰ کہ زرد کھال اور ہڈی رہ گئی ہے۔ لوگوں نے ان کو حزہ کے چٹیل میدان میں پچھڑا ہوا چھوڑ دیا اب بارش نے ان کی زمین کو سیراب کیا ہے۔]

یزید بن عبدالملک کی وفات

یزید بن عبدالملک کا اسی سال ۲۵ شعبان میں انتقال ہوا۔ اس کی عمر ۴۰ برس تھی۔ بعض روایت میں ہے کہ وہ ۳۵ سال کا تھا بعض اور کچھ کہتے ہیں اس کی حکومت کا زمانہ چار برس ایک مہینہ چند دن رہا۔ اس کی کنیت ابوخالد تھی۔ مرض سل میں مبتلا ہو کر مرا۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے مرنے کی وجہ دوسری تھی وہ یہ کہ جب اُس کی بیوی حبابہ مرگئی تو اس سے اس کے دل پر گہرا اثر ہوا اور اسی صدمے میں جان دی۔ اس کا مفصل تذکرہ ہم آگے بیان کریں گے۔ حبابہ کا جب جنازہ نکلا تو وہ بھی آہستہ آہستہ پیچھے آرہا تھا۔ اس کا بھائی مسلمہ ساتھ تھا جو اس کو تسلی دے رہا تھا اور صبر و سکون کی تلقین کر رہا تھا لیکن یزید بالکل بت کی طرح تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یزید اس صدمہ کی وجہ سے اس قدر لاغر، نحیف اور کمزور ہو گیا تھا کہ جنازہ کے ساتھ نہ جا سکا اس لیے اس نے مسلمہ کو نماز پڑھانے کا حکم دے دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ مسلمہ نے خود ہی اُس کو جنازے کے ساتھ جانے سے روک دیا تا کہ لوگ اس کی بُری حالت سے برا اثر نہ لیں۔ حبابہ کے مدفون ہونے کے بعد یزید کل پندرہ دن تک زندہ رہا اس کے بعد وہ بھی مرگیا اور اس کے پہلو میں دفن کیا گیا بعض روایت میں ہے کہ چالیس دن زندہ رہا لیکن اس

Marfat.com

عرصہ میں کوئی اس کی عیادت کے لیے نہ آسکا۔صرف ایک مرتبہ لوگوں کو اس کا موقع ملا۔ جب انتقال ہوگیا تو اُس کے بھائی مسلمہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بیٹے ولید نے نماز پڑھائی۔ ہشام بن عبدالملک اس وقت حمص میں تھا۔

یزید بن عبدالملک کی زندگی کے حالات

یزید بنوامیہ کے نوجوانوں میں تھا۔ ایک دن جب اس کے پاس حبابہ اور سلامتہ القس بیٹھی تو وہ جوش میں آکر غنغنارہا تھا اور بیٹھے بیٹھے یہ کہنے لگا تم لوگ مجھ کو چھوڑ دو میں مرجاتا ہوں۔ حبابہ نے کہا کہ امیرالمومنین قوم وملک کو کس کے سپرد کر کے جاتے ہیں؟ یزید نے کہا کہ تیرے سپرد کرتا ہوں۔ ایک دن حبابہ وجد میں آکر یہ شعر گا کر پڑھ رہی تھی:

وبین التّراقی واللھاۃ حرارۃ ما تطمئن و ماتسوغ فتبردا

[حلق اور سینے کے درمیان ایک ایسی سوزش ہے جو گھونٹ گھونٹ پانی پینے سے بھی فرو نہیں ہوتی۔]

یزید پھر مست ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں اُڑ جاؤں گا۔حبابہ نے کہا کہ ایک ضرورت ہماری باقی ہے اس کو پوری کردو۔ اس کے جواب میں بھی اُس نے کہا کہ نہیں میں ضرور اڑوں گا۔حبابہ نے کہا کہ آخر ملک اور قوم کو کس کے سر چھوڑو گے۔ یزید نے کہا کہ تجھ پر اور پھر حبابہ کا ہاتھ اٹھا کر چومنے لگا۔ کچھ حذّام اس کی طرف سے گذرے تو اس وقت یزید یہ کہہ رہا تھا ''تیری آنکھیں دھنس گئی ہیں آخر تو اس قدر لاغر کیوں ہوگئی ہے۔''

اس کے بعد اُس کو لے کر ہزاردن کے کنارے ٹہلنے لگا۔ وہاں انگور کی بیلیں لگی تھیں یزید نے ایک انگور کا دانہ حبابہ پر کھیل سے پھینکا۔اتفاق سے وہ حبابہ کے حلق میں چلا گیا اور اُس کی خراش کی وجہ سے حلق میں زخم ہوگیا۔اسی عارضہ میں وہ مرگئی۔تین دن تک یزید نے اُس کے جنازے کو دفن نہیں ہونے دیا، جب کہ اُس کو چومتا، اُس کے بدن کو سونگھتا اور اس کی صورت دیکھ دیکھ کر خوب دل بھر کے روتا۔جب حبابہ کا جسم سڑنے لگا تو مجبوراً اُس نے دفن کی اجازت دی۔ مدفن سے بہت ہی کبیدہ خاطر، پریشان حال، افسردہ دل ہوکر واپس ہوا۔اس کی لونڈی کو جب حالت معلوم ہوئی تو اُس نے یہ شعر پڑھا:

Marfat.com

کفی حزناً بالھائم الصّبّ ان یری　　منازل من یھوی معطلة قفرا

[ایک سرگردان عاشق کے لیے اتنا غم کافی ہے کہ وہ معشوق کے ان مقاموں کو ڈھونڈ واکر ویران کردے۔]

یہ شعر سن کر بہت رویا۔ حبابہ کی موت کے بعد سات دن تک وہ مکان سے باہر نہیں نکلا۔ مسلمہ نے اُس کو مشورہ دیا تھا کہ اگر آپ اس طرح کریں گے تو لوگ بے وقوف سمجھیں گے۔

یزید اپنے بھائی سلیمان کے زمانے میں حج کرنے گیا تو اُس نے حبابہ کو چار ہزار دینار میں خریدا۔ اس کا نام اس وقت عالیہ تھا۔ سلیمان نے کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ یزید کے مصارف پر نگرانی کروں۔ اس لیے یزید نے اس کو واپس کر دیا اور ایک مصری شخص نے اس کو خرید لیا۔ جب سلیمان کے بعد یزید خلیفہ ہوا تو اُس کی بیوی سُعدہ نے کہا کہ دنیا میں کوئی ایسی چیز رہ گئی ہے جس کی تمنا تمھارے دل میں باقی ہے۔ یزید نے کہ ہاں حبابہ کو دیکھنے کی تمنا ہے۔ سُعدہ نے حبابہ کو خرید لیا اور اُس کو زیورات سے سجا کر پردہ میں رکھا اور یزید سے پوچھا کہ اے امیر المومنین آپ کے دل میں کوئی تمنا باقی رہ گئی ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو کہہ چکا ہوں کہ حبابہ کی تمنا ہے۔ سُعدہ نے فوراً پردہ اٹھا کر کہا کہ لو یہ حبابہ کھڑی ہے اور خود بھاگ گئی۔ یزید کے دل میں سُعدہ کی اس دوراندیشی سے منزلت بڑھ گئی۔ سُعدہ عبداللہ بن عمر بن عثمان کی بیٹی تھی۔ جب یزید مرگیا تو اس کے مرنے کی خبر سے کوئی واقف نہ تھا۔ جب سلامتہ القس نے ماتم کرنا شروع کیا تو محل میں شور مچا کہ امیر المومنین کا انتقال ہوگیا ہے۔ سلامہ ان اشعار کو پڑھتی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی:

لا تلمنا ان خشعنا　　او ھممنا بخشوع

قد لعمری بت لیلی　　کاخی الداء الوجیع

ثم بات الھم منی　　درن من لی بضجیع

للذی حل بنا الیوم　　من الامر الفظیع

کلما ابصرت ربعاً　　خالیاً فاضت دموعی

قد خلا من سید کان　　لنا غیر مضیع

[تم ہم پر ملامت نہ کرو اگر ہم آہ رازی کریں یا گریہ وزاری کا ارادہ کریں۔ اپنی زندگی کی

Marfat.com

قسم کھاتی ہوں کہ میں نے رات اس طرح گذاری جیسے سخت درد والا انسان تلملاتا ہے۔ پھر غم والم نے میرے ساتھ رات بسر کی اس شخص کے قائم مقام ہوکر میرے پہلو میں سوتا تھا۔
جس شخص کی وجہ سے آج کا دن ہمارے لیے مصیبت انگیز اور خوفناک ہے۔ جب میں اُس کی قیام گاہ کو خالی دیکھتی ہوں تو آنکھوں سے آنسو کے دریا بہتے ہیں۔ جو ایک سردار کے نہ ہونے کی وجہ سے خالی پڑی ہے جو ہم کو ضائع کرنے والا نہ تھا۔]

اس کے بعد اس نے چلا کر کہا ہائے ہمارے امیر المومنین۔ اس دردناک آواز نے لوگوں کو یہ سنا دیا کہ یزید کا انتقال ہو گیا ہے یہ اشعار کسی انصاری کے ہیں۔

یزید سلامہ اور حبابہ کے واقعات بہت زیادہ ہیں جن کے تذکرہ کا موقع نہیں ہے صرف سلامہ کے حالات کچھ لکھ دیے جاتے ہیں۔ لوگ سلامہ کو سلامتہ القس کے نام سے یاد کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی عمار جو بنوجشم بن معاویہ بن بکیر کے قبیلہ سے تھے، ایک بڑے فقیہ ،زاہد اور عابد آدمی تھے۔ اُن کو کثرت عبادت کی وجہ سے لوگ ''القس'' کہا کرتے تھے۔ ایک دن وہ سلامہ کے مولیٰ (مالک) کے مکان سے گذرے، اتفاق سے اس وقت سلامہ گا رہی تھی آواز چونکہ بہت اچھی تھی اس لیے وہ گانا سننے کے لیے ٹھہر گئے۔ اس کے مولیٰ نے دیکھا تو کہا کہ تم سلامہ کو دیکھنا چاہتے ہو اور گانا سننا چاہتے ہو؟ اُنھوں نے انکار کر دیا اس کے مالک نے کہا کہ میں اس کو ایسی جگہ بٹھاؤں گا جہاں سے وہ دکھائی نہ دے گی اور تم اُس کا گانا بھی سن لوگے۔ اُس کے مولیٰ نے اُن کو مکان کے اندر بلالیا اور ایک پوشیدہ مقام پر بٹھایا۔ سلامہ نے گانا شروع کیا اور یہ سنتے رہے آواز سے بالکل مبہوت ہوگئے تھے۔ سلامہ کے مولیٰ نے گانا ختم کرنے کے بعد اس کو سامنے بلایا جب وہ سامنے آئی تو دونوں کی نظریں چار ہوتے ہی محبت کی لہر دوڑ گئی چونکہ یہ بزرگ بھی خوبصورت اور شکیل تھے اس لیے سلامہ کے بھی محبوب نظر ہوگئے۔ اکثر ملاقاتیں ہو جاتی تھیں۔ ایک دن دونوں کو تنہائی مل گئی تو سلامہ نے کہا کہ میں تم کو بہت چاہتی ہوں۔ اُنھوں نے بھی کہا کہ خدا کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ سلامہ نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو پیار کروں اُنھوں نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ سلامہ نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنا پیٹ آپ کے پیٹ پر رکھ دوں اور لپٹ کر سو جاؤں اُنھوں نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں پھر اُس نے پوچھا کہ آخر اب کونسی چیز تم کو روک رہی ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کا قول ہے: ا

Marfat.com

لَاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۔(الزخرف:۶۷)[اس دن دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے لیکن صرف وہ لوگ جو متقی اور پرہیز گار ہیں۔] اس لیے میں نہیں چاہتا کہ ہماری تمھاری محبت قیامت کے دن عداوت پیدا کر دے۔اس کے بعد وہ دامن جھاڑ کر کھڑے ہو گئے اور فوراً خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔اس کے عشق میں چند اشعار بھی انھوں نے کہے تھے۔

ہشام بن عبدالملک کی خلافت

اسی سال ہشام بن عبدالملک شعبان کی آخری تاریخوں میں مسند خلافت پر متمکن ہوا۔اس وقت اس کی عمر ۳۴ سال کی تھی اور کچھ مہینے زیادہ تھے۔ہشام، مصعب بن زبیر کی شہادت کے سال ۷۲ھ میں پیدا ہوئے۔عبدالملک نے اس کا نام منصور رکھا تھا لیکن اس کی ماں نے اپنے باپ کے نام پر ہشام رکھا۔اُس کا باپ ہشام بن اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن مغیرہ مخزومی تھا۔عبدالملک نے اس نام سے کوئی نفرت نہیں ظاہر کی۔ہشام کی ماں عائشہ بنت ہشام تھی چونکہ وہ ذرا احمق تھی اس لیے عبدالملک نے بعد میں طلاق دے دی تھی ہشام کی کنیت ابوالولید تھی۔ہشام جب رصافہ میں تھا تو قاصد مہر اور تلوار لے کر پہنچے اور اس کے سپرد کر دیا وہاں سے ہشام دمشق آیا۔

حاکمِ عراق خالد قسری

ہشام بن عبدالملک نے عمر بن ہبیرہ کو عراق کی حکومت سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ القسری کو وہاں کا حاکم بنایا۔یہ شوال کا مہینہ تھا۔

عمر بن یزید بن عمیر الاسیدی کا بیان ہے کہ میں ہشام سے ملنے گیا اس وقت وہاں خالد قسری بیٹھا ہوا تھا جو اہل یمن کی اطاعت اور فرماں برداری کا نغمہ گا رہا تھا۔میں نے یہ سن کر کہا کہ خدا کی قسم ایسی غلط اور بیہودہ بات میں نے نہیں دیکھی اور واقعہ بھی اس کے خلاف ہے اسلام میں کوئی ایسا فتنہ نہ اٹھا جو اہل یمن کے ذریعہ کامیاب نہ ہوا ہو۔مثلاً (حضرت) عثمانؓ کے قتل کے واقعہ میں یہی شریک تھے۔عبدالملک سے انھوں نے بغاوت کی اور زندہ مثال یہ ہے کہ ہماری تلواریں اب تک آل مہلب کے خون سے رنگین ہیں۔یہ باتیں کہہ کر جب میں وہاں سے رخصت ہوا تو ایک بنو مروان کا آدمی

Marfat.com

میرے پیچھے پیچھے آیا اور کہنے لگا اے بنوتمیم تم نے میری موقع پر مدد کی میں نے تمھاری گفتگو کو اچھی طرح سُنا۔ امیر المومنین نے خالد قسری کو عراق کا حاکم بنا دیا ہے اور اے بنوتمیم عراق اب تمھارا گھر نہ رہا اور خالد اسی روز روانہ ہو گیا یاد رکھو کہ وہاں اب تمھاری گذر نہیں ہو سکتی ہے۔

بنی عباس کے دعاۃ

اس سال بکیر بن ماہان سندھ سے واپس آیا۔ وہ جنید بن عبدالرحمٰن کے ساتھ وہاں گیا تھا جب جنید معزول کر دیا گیا تو بکیر بھی واپس چلا آیا۔ وہ کوفہ پہنچا اس کے ساتھ چار اینٹیں چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی تھی۔ بکیر نے ابوعکرمہ صادق میسرہ، محمد بن خنیس، سالم اعین ابویحییٰ مولیٰ بنی سلمہ وغیرہ سے ملاقات کی۔ انھوں نے بنوہاشم کی دعوت کا اس سے تذکرہ کیا۔ بکیر یہ سن کر خود بھی اس فرقہ میں شریک ہو گیا اور جو کچھ مال تھا اُس کو ان لوگوں پر صرف کر دیا۔ کوفہ سے وہ محمد بن علی کے پاس ملنے گیا۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں میسرہ کا جو داعیوں کا افسر تھا، انتقال ہو گیا۔ محمد بن علی نے بکیر کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیا۔

متفرق واقعات

جراح نے اس سال لان میں جنگ کی اور وہاں سے بلنجر کے ان قلعوں اور شہروں کی طرف پہنچا جن میں سے بعض کو فتح کیا اور بعض کو چھوڑ دیا۔ بے شمار اموال غنیمت حاصل ہوئے۔ سعید بن عبدالملک نے روم میں جنگ کی کسی مقام پر اُس نے ایک سریہ جو ایک ہزار آدمیوں کا تھا، روانہ کیا لیکن سب کے سب کام آ گئے۔ مسلم بن سعید کلابی امیر خراسان اور ماوراءالنہر کے قریب ترکوں سے جنگ آزما ہوا لیکن بغیر کسی کامیابی کے لوٹ گیا۔ ترکوں نے ان کا تعاقب کیا اور جب مسلمان نہر جیحوں کو عبور کر رہے تھے تو یہ پیچھے سے آ کر حملہ آور ہوئے۔ فوج کے آخری دستے پر عبیداللہ بن زہیر بن حیان تھا جو بنوتمیم کے سواروں کے دستہ پر تھا اُس نے ترکوں کی پوری مدافعت کی تو تمام لوگ آسانی سے نہر عبور کر گئے۔

مسلم بن سعید جب آگے بڑھا تو اُس نے افشین میں جنگ کی۔ وہاں کے باشندوں نے چھ ہزار جانوروں پر صلح کر لی اور قلعہ اس کے سپرد کر دیا۔ یہ واقعات ۱۰۵ھ کے آخر میں ہوئے جب یزید کا انتقال ہو چکا تھا۔ مروان بن محمد نے غزوہ صائفہ میں شرکت کی۔ قونیہ اور کمخ جوارض روم میں واقع

Marfat.com

ہے اُن کو زیر نگیں کیا۔اس سال ابراہیم بن ہشام نے لوگوں کے ساتھ حج کیا، جو ہشام بن عبدالملک کا ماموں تھا۔ابرہیم نے عطاء سے پوچھوایا کہ میں کس وقت خطبہ دوں اُنھوں نے کہا کہ یوم الترویہ سے ایک دن قبل اور ظہر کے بعد خطبہ دو لیکن ابراہیم نے ظہر سے قبل ہی خطبہ دے دیا اور ظاہر کیا کہ عطاء نے کہلا بھیجا تھا لیکن عطاء نے برسرِ مجلس یہ کہہ دیا کہ میں نے تو ظہر کے بعد کہا تھا۔ابراہیم نے ندامت سے سر جھکا لیا۔مدینہ، مکہ اور طائف کا حاکم عبدالواحد نضری تھا۔عراق اور خراسان پر عمر بن ہبیرہ تھا۔کوفہ کے قاضی حسین بن حسن کندی تھے اور بصرہ کے قاضی موسیٰ بن انس تھے۔

وفیات

کثیر عزہ نے جو ایک مشہور شاعر تھا اسی سال وفات پائی۔عکرمہ مولیٰ ابن عباس نے بھی اس سال انتقال کیا۔عکرمہ نے ام سعید بنت جبیر سے شادی کر لی تھی۔حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اسی سال انتقال کیا۔بعض کا بیان ہے کہ ۹۵ھ میں ہوا۔اُن کی عمر ۷۳ سال کی تھی۔ضحاک بن مزاحم، عبید بن حُنین نے اسی سال انتقال کیا۔عبید کی عمر ۷۵ سال کی تھی۔ابورجاء عطاردی اور ابوعبدالرحمٰن السلمی نے بھی وفات پائی ان کی عمر ۹۰ برس کی تھی اور ابوعبدالرحمٰن کا نام عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ تھا۔عبداللہ بن عبداللہ بن عمر نے بھی اسی سال قضا کی اُن کی ماں کا نام صفیہ تھا جو مختار کی بہن تھیں، عبداللہ بن عمر نے انھیں سے اپنے لڑکوں کے متعلق وصیت کی تھی۔اور ان کے بھائی عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر الخطاب نے اسی سال وفات پائی۔یہ سالم بن عبداللہ کے علاتی بھائی تھے ان دونوں کی ماں ام ولد تھیں۔یزید بن عبدالملک کی زندگی ہی میں ابان بن عثمان بن عفان کا انتقال ہوا جنھوں نے مفلوج ہونے کے بعد وفات پائی۔عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری جن کی عمر ۷۵ سال کی تھی اُنھوں نے بھی وفات پائی۔یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں مغیرہ بن عبدالرحمٰن ابن حارث بن ہشام مخزومی نے قضا کی۔

عطاء بن یزید جندعی لیثی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔ان کی پیدائش ۲۵ھ میں ہوئی تھی اور شام کے باشندے تھے۔عراک بن مالک غفاری کا جو خثیم بن عراک اور مورق عجلی کے والد تھے، انتقال اسی سال ہوا۔

Marfat.com

باب۔۳۴

۱۰۶ھ کے واقعات

مضری اور یمنی قبائل کے درمیان خراسان میں جنگ

بعض کہتے ہیں کہ اس سال مضری اور یمنی قبائل کے درمیان بروقان میں جنگ ہوئی تھی بروقان بلخ کی سرزمین میں واقع ہے مسلم بن سعید بن اسلم حاکم خراسان نے ترکوں کے ساتھ جنگ کرنے کی غرض سے تیاری شروع کی۔ لوگوں نے جنگ کی شرکت میں پس وپیش کیا اور بختری بن درہم اس میں پیش پیش تھا۔ مسلم نے نصر بن سیار، بلغاء بن مجاہد وغیرہ کو بلخ روانہ کیا اور اُن کو حکم دیا کہ لوگوں کو میدان جنگ میں لے آؤ۔ نصر بن سیار نے پہنچ کر بختری اور زیاد بن طریف باہلی کے دروازوں میں آگ لگادی۔ جب یہ لوگ بلخ پہنچے تو عمرو بن مسلم نے جو وہاں کا حاکم اور قتیبہ کا بھائی تھا شہر میں داخل ہونے سے روکا۔ مسلم بن سعید نہر عبور کر کے آگے بڑھا اور نصر بن سیار کو جب داخلے کی اجازت نہ ملی تو بروقان میں آ کر ٹھہرا۔ اہل صغانیان، مسلمہ تمیمی، حسان بن خالد اسدی وغیرہ نصر کے پاس آئے اور بنو ربیعہ اور بنو ازد نصر سے نصف فرسخ کے فاصلے پر جمع ہوئے۔ بنو مضر نصر کی طرف ہو گئے اور باقی عمرو بن مسلم کے ساتھ رہے۔ بنو تغلب نے عمرو بن مسلم کو کہلا بھیجا کہ ہم اور تم ایک ہی سلسلہ میں ہیں اس لیے ساتھ ہو جانا چاہیے اُنھوں نے ایک شعر بھی لکھ بھیجا جس کو کسی باہلی نے بنو تغلب کے بارے میں کہا تھا کیونکہ قتیبہ اصل میں باہلی تھا لیکن عمرو بن مسلم نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔

ضحاک بن مزاحم اور یزید مفضل حدانی نے دونوں میں مصالحت کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ اس کے بعد عمرو بن مسلم اور بختری کے ساتھیوں نے نصر پر حملہ کیا۔ نصر نے بھی جواب دیا اس

Marfat.com

میں جو سب سے پہلے شخص مقتول ہوا وہ قبیلہ باہلہ کا آدمی تھا اور عمرو کے ساتھیوں میں تھا اور اس کے ساتھ اٹھارہ آدمی تھے۔ آخر میں عمرو بن مسلم نے شکست کھائی اور نصر بن سیار سے امن کا طالب ہوا۔ نصر نے اُس کو مامون کر دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ عمرو بن مسلم نے جب شکست کھائی تو ایک چکی میں اس نے اپنے آپ کو باندھ دیا لوگوں نے وہیں سے پکڑ کر نصر کے سامنے حاضر کر دیا۔ عمرو کی گردن میں رسی پڑی تھی۔ نصر نے اس کو رہا کر دیا صرف بختری اور زیاد بن طریف کو سو سو کوڑے لگوائے اُن کے سر اور ڈاڑھی کے بال منڈوا کر اُن کی تشہیر کرائی۔

بعض روایت میں ہے کہ اول اول نصر ہی نے شکست کھائی لیکن اثنائے جنگ میں عمرو بن مسلم نے بنو تمیم کے ایک آدمی کو جو اُس کے ساتھ تھا کہا کہ اے شخص تیری قوم کی.........کیسی ہے۔ یہ محض عار دلانے کے لیے اس نے کہا تھا اس کے بعد بنو تمیم نے زور شور سے یورش کی جس میں عمرو بن مسلم نے شکست کھائی۔ اس کے بعد اس نے عمرو کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو میری قوم کی.......ایسی ہے۔ بعض عمرو بن مسلم کے شکست کھانے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ بنو ربیعہ جو عمرو کے ساتھ تھے پہلے بہت کچھ مارے گئے جب اُنھوں نے ایسی صورت دیکھی تو بولے ہم اپنے ہی بھائیوں سے اور امیر سے کیوں لڑیں۔ ہم نے عمرو سے اپنے کو نسب کیا تو اُس نے انکار کر دیا پھر ہم کیوں ساتھ دیں اس کے بعد وہ علیحدہ علیحدہ ہو گئے اور باقی لوگوں نے شکست کھائی۔ نصر نے تمام گرفتار شدہ لوگوں کو رہا کر دیا اور اُن کو مسلم بن سعید کے ساتھ ملنے کا حکم دیا۔

مسلم بن سعید اور ترکوں کی جنگ

مسلم نے جب نہر بلخ عبور کیا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہونے کو باقی رہ گئے تھے وہ مل گئے تو وہ اُن کے ساتھ بخارا کی طرف گیا۔ وہاں پہنچ کر خالد قسری کا خط ملا جس میں اس کے عراق میں حاکم ہونے کی خبر درج تھی اور اُس کو اس کی ہدایت تھی کہ لڑائیوں کا سلسلہ جلد ختم کرو۔ مسلم اسی طرف سے فرغانہ چلا گیا وہاں پہنچ کر اس کو یہ معلوم ہوا کہ خاقان اپنی فوجوں کے ساتھ مقابلے کے لیے آ رہا ہے اس لیے مسلم نے اپنی فوج کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور ایک دن میں تین تین منزلیں طے کرتا ہوا پہنچ گیا۔ خاقان بھی بڑھتا آ رہا تھا کہ یکا یک مسلمانوں کی بے خبری کی حالت میں ان کے ایک دستے پر آ پہنچا

Marfat.com

اور مسلم کے سواری کے جانوروں کو لے لیا اور ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ میتب بن بشر الریاحی اور براء جو مہلب کے مشہور سپہ سالاروں میں تھے، مقتول ہوئے۔ غوزک کا بھائی بھی قتل کیا گیا اس کے بعد مسلمانوں نے ان پر حملہ کر کے اپنے کو لشکر کے درمیان سے نکال لیا اور مسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوچ کر گیا اور آٹھ دن تک چلتا رہا۔ دشمن اُن کے آس پاس گھوم رہے تھے آخر کار نویں دن سب تھک گئے اور یہ مشورہ کیا کہ اب مقیم ہونا چاہیے اور یہ صورت طے پائی کہ کل صبح ہم لوگ اس نہر سے پانی لینے جائیں گے جو ہم سے کوئی زیادہ دور نہیں ہے۔ اُنھوں نے لشکر میں کوئی خیمہ وغیرہ نصب نہیں کیا بلکہ آسانی کے خیال سے جتنا ساز و سامان تھا ان سب کو جلا دیا تا کہ عبور کرنے میں سہولت ہو۔ ان سب نے ایک لاکھ کی مالیت پر پانی پھیر دیا جب صبح ہوئی تو نہر کی طرف چلے اہل فرغانہ اور شاش سامنے کھڑے تھے۔ مسلم نے کہا کہ ہر شخص تلواریں میان سے نکال لے۔ چنانچہ سب نے ایسا ہی کیا اور سارا میدان تلواروں سے بھر گیا انھوں نے پانی چھوڑ کر نہر عبور کیا۔

ایک دن ٹھہرے دوسرے دن خاقان کے ایک بیٹے نے تعاقب کیا۔ حمید بن عبداللہ جو آخری دستے کا افسر تھا اُس نے مسلم کو کہلا بھیجا کہ ترکوں کی فوج قریب پہنچ گئی ہے مقابلہ کیے بغیر چارا نہیں ہے تم ذرا ٹھہر جاؤ اس سے فراغت ہو جائے تو پھر چلنا چاہیے۔ مسلم ٹھہر گیا، حمید پہلے ہی زخمی بھی تھا لیکن ترکوں کے مقابلہ کے لیے تیار ہو گیا۔ چنانچہ اس مقابلے میں ترکوں نے شکست کھائی۔ اہل صغد اور ترکوں کے ساتھ بڑے بڑے افسر گرفتار ہو گئے باقی بھاگ گئے۔ اس کے بعد حمید تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ کسی نے تیر مارا اسی صدمہ سے وہ مر گیا۔

آگے چل کر مسلمانوں کو بڑی سخت پیاس لگی عبدالرحمٰن عامری نے بیس مشکیزے پانی بھر کر اپنے اونٹ پر لاد لئے تھے اسی نے ایک ایک گھونٹ پانی لوگوں میں تقسیم کیا۔ مسلم بن سعید کو بھی پیاس لگی اور اس نے پانی مانگا کسی نے ایک برتن میں تھوڑا سا پانی دیا۔ اس کو بھی جابر یا حارثہ بن کثیر یعنی سلیمان بن کثیر کے بھائی نے مسلم کے منہ سے چھین لیا۔ مسلم نے کہا کہ چھوڑ دو اگر میرے پانی کے لیے کسی نے جھگڑا کیا تو وہ پیاسا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی فوج خجندہ پہنچی وہاں سب کو بھوک لگی مگر کھانے کو کچھ بھی نہ تھا اس وجہ سے لوگ غذا کی تلاش میں ادھر اُدھر نکل گئے۔ اس اثنا میں دو سوار عبدالرحمٰن بن نعیم کو تلاش کرتے ہوئے پہنچے جب وہ ملا تو اُنھوں نے اسد بن عبداللہ، خالد قسری کے

Marfat.com

بھائی کے متعلق یہ خبر دی کہ وہ خراسان کا حاکم ہو گیا ہے اور اس نے تم کو یہ خط دیا ہے جس کا مضمون یہ تھا کہ تم فوج کے سردار بنائے گئے۔ عبدالرحمٰن نے مسلم کو یہ فرمان دکھایا مسلم نے کہا کہ مجھ کو قبول ہے۔ عبدالرحمٰن پہلا شخص تھا جس نے آمل کے میدانوں میں خیمے نصب کر لیے۔ خزرج تغلبی نے جنگ کی حالت یوں بیان کی کہ ترکوں نے ہمیں اس طریقہ پر گھیر لیا تھا کہ ہم کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تھا لیکن حوثرہ بن یزید بن حر بن حنیف نے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ ترکوں پر حملہ کیا اور کچھ دیر لڑ کر پھر واپس آ گیا اور فوراً ہی نصر بن سیار نے بھی تیس سواروں کے ساتھ یورش کی۔ ترکوں کے پیر ڈگمگانے لگے اس کے بعد مسلمانوں نے مل کر حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر فرار ہو گئے۔ حوثرہ، رقبہ بن حر کا بھتیجا تھا۔

بعض روایت میں ہے کہ عمر بن ہبیرہ نے مسلم بن سعید کو جب خراسان کا حاکم بنایا تو اُس کو نصیحت کی کہ اپنا حاجب موالی میں سے ایسے شخص کو بنانا جو سب سے بہتر ہو کیونکہ وہی تمھاری زبان کی قائم مقامی کرے گا اور تمارے خیالات کی نمائندگی کرنے والا ہوگا۔ اپنے عمال حکومت کے انتخاب میں تم اپنے کو معذور ظاہر کرو۔ اس نے پوچھا وہ کیسے؟ ابن ہبیرہ نے کہا کہ ہر شہر کے باشندوں کو خود مختار کرو اگر انھوں نے کچھ اچھا کیا تو وہ تمھارے لیے ہوگا اور اگر برا کیا تو اُن کے سر پڑے گی تم معذور سمجھے جاؤ گے۔ مسلم بن سعید کی مہرداری کی خدمت پر توبہ بن ابن سعید مامور تھا۔ اسد بن عبداللہ جب والی ہو کر آیا تو اُس نے بھی اُن کو اس عہدے پر بحال رکھا۔

ہشام بن عبدالملک کا حج

اس سال فریضہ حج کی ادائیگی میں خود ہشام بن عبدالملک شریک تھا۔ ابوالزناد نے حج کی سنتوں (طریقہ) کو لکھ کر ہشام کے پاس بھیجا تھا۔ ابوالزناد سے روایت ہے کہ راستے میں ہشام سے ملا جب کہ وہ جلوس میں تھا اسی وقت سعید بن عبداللہ بن ولید بن عثمان بن عفان نے ہشام سے آ کر ملاقات کی اور خفیہ طریقہ پر اس سے یہ کہنے لگا کہ اے امیر المومنین خدا ہمیشہ آپ کے خاندان پر اپنی رحمت نازل کرتا رہے اور اپنے مظلوم خلیفہ کی اسی طریقہ پر مدد کرتا رہے۔ ہشام کو یہ بات ناگوار ہوئی اُس نے جواب میں کہا کہ ہم کسی کو گالی دینے اور لعنت بھیجنے کے لیے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم حج کے لیے آئے ہیں اس کے بعد ہشام نے منہ پھیر لیا اور مجھ سے مخاطب ہوا، حج کے متعلق چند باتیں دریافت

Marfat.com

کیں میں نے جولکھ کر بھیجا تھا وہی دہرا دیا۔سعید کو یہ بات بہت شاق گذری کہ میں نے بھی ان دونوں کی گفتگو سن لی ہے اس وجہ سے جب وہ مجھ کو دیکھتا تھا تو نگاہیں نیچی کر لیتا تھا۔

حاکم خراسان اسد بن عبداللہ

بعض روایت میں ہے کہ اس سال خالد قسری نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا حاکم بنا دیا۔ جب وہ وہاں جا رہا تھا تو مسلم بن سعید فرغانہ میں تھا۔اس کے نہر عبور کرتے وقت اشہب بن عبید تمیمی نے روکا۔اشہب آمل میں کشتیوں کا محافظ تھا اس لیے اس نے روک دیا اور کہا کہ مجھ کو اس کی ممانعت کی گئی ہے۔اسد نے اُس سے نرمی سے گفتگو کی اور کچھ دیا لیکن وہ راضی نہ ہوا۔جب اسد نے کہا کہ میں امیر ہوں تو اُس نے اجازت دے دی۔ اسد نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اس شخص کو پہچان لو تاکہ موقع بموقع ہم اس کی امانت کی تعریف کریں اور اس کو انعام دیں۔

اسد صغد پہنچا اور پھر مرج میں آ کر مقیم ہوا۔سمرقند میں ھانی بن ھانی عامل تھا وہ سمرقند کے معززین کو ساتھ لے کر اسد سے ملنے گیا۔اسد اس وقت پتھر پر بیٹھا تھا۔لوگوں نے یہ دیکھ کر بدفال لی اور بولے اسد اور پتھر پر ہو۔اسد مرج سے سمرقند گیا اور وہاں سے دو آدمیوں کو عبدالرحمٰن بن نعیم کے نام اپنا فرمان دے کر بھیجا اس میں یہ تھا کہ اب فوج کے سردار تم بنائے گئے ہو۔یہ دونوں عبدالرحمٰن کو تلاش کرتے ہوئے فرغانہ تک پہنچے جب وہ ملا تو یہ فرمان اس کے حوالے کر دیا۔عبدالرحمٰن نے یہ حکم نامہ مسلم بن سعید کو دکھایا مسلم نے کہا کہ میں خوشی سے اس کو تسلیم کرتا ہوں چنانچہ عبدالرحمٰن تمام آدمیوں کو ساتھ لے کر مسلم کو بھی ہمراہ لے کر سمرقند پہنچا۔وہاں اسد سے ملاقات کی اسد نے سمرقند سے ہانی بن ہانی کو معزول کر دیا اور حسن بن ابی العمرطۃ کندی کو وہاں کو عامل بنایا۔حسن کے بارے میں کسی نے کہا کہ ترک سات ہزار فوج کے ساتھ تم پر حملہ آور ہوئے۔تو اُس نے کہا کہ یہ غلط ہے ہم نے اُن پر حملہ کیا اور غلبہ حاصل کیا اور غلام بنا لیا اب بھی میں تم سے ان کا مقابلہ کراتا ہوں اور تمھارے سرداروں کو ان سے بھڑاتا ہوں۔ان سب پر شتم کیا اور بددعائیں کیں پھر ترکوں کے مقابلہ کے لیے دیر سے نکلا حتی کہ ترک لوٹ مار کر کے صحیح و سالم واپس گئے اور سمرقند میں ثابت قطنہ کر اپنا جانشین بنایا۔ وہاں سے وہ غارت گری کر کے صحیح و سالم واپس آ گیا۔ثابت قطنہ اپنی قائم مقامی کے زمانے میں ایک مرتبہ خطبہ

Marfat.com

دینے کھڑا ہوا لیکن مرعوب ہو گیا اور صرف ''من یطع اللہ ورسولہ'' غلط پڑھا اور پھر خاموش ہو گیا اور کچھ نہ بول سکا جب منبر پر سے اترا تو یہ شعر پڑھنے لگا:

ان لم اکن فیکم خطیباً فاننی بسیفی اذاجد الوغی لخطیب

[اگر میں تم لوگوں کے درمیان بہت بڑا خطیب نہیں ہوں تو لڑائی کے وقت اپنی تلوار سے خطبہ دیتا ہوں۔]

لوگوں نے کہا کہ اگر اسی شعر کو تم نے منبر پر پڑھا ہوتا تو ہمارے نزدیک بڑے خطیبوں میں تمھارا شمار ہوتا۔ صاحب الفیل الیشکری نے طنزاً یہ اشعار سنائے۔ ترجمہ:

[اے ابوالعلاء تجھ کو تقریر کرنے کے دن درد گھٹنے کی وجہ سے سخت مشکل پیش آئی۔ جب تو بولنا چاہتا تھا تو زبان کو بہت حرکت دیتا تھا جیسے بلند پہاڑی سے کوئی چٹان پھسل کر گرتی ہے۔ جب لوگوں کی گھورتی ہوئی نظریں تجھ پر پڑیں اور جب تو منہ میں لعاب دہن لے کے کھڑا ہوا تو سہم گیا۔ تجھے قرآن کی کسی آیت سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا نہ توفیق الٰہی تیرے شامل حال ہوتی ہے۔]

حر کا شہر موصل میں حاکم ہونا

اس سال ہشام نے حر بن یوسف بن یحییٰ بن حکم ابن ابی العاص بن اُمیہ کو موصل کا حاکم بنایا۔ حر نے اپنے بیٹے کے لیے ایک محل بنوایا جس کا نام دار منقوشہ ہوا۔ اس کو منقوشہ اس وجہ سے کہتے تھے کہ وہ، ساج، مرمر، سیرہ اور دوسرے منقوض پتھروں سے سجایا گیا تھا۔ یہ محل قتابین، شعاریں اور اربعاء کے بازاروں کے قریب واقع تھا لیکن آج کل اس کی حالت بہت ابتر ہو گئی ہے اور سوق اربعاء اس کے متصل ہیں۔ حر نے سب سے بڑا کام یہ انجام دیا کہ موصل میں اس نے ایک نہر بنوادی۔ ایک مرتبہ اس نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ پانی کا گھڑا لئے جارہی ہے لیکن تھوڑی دیر جا کر اُس کو اتار کر رکھ دیتی ہے اور پھر دم لے کر اس کو اٹھاتی ہے۔ چونکہ پانی بہت ہی دور تھا اس وجہ سے وہ لاتے لاتے تھک گئی تھی۔ وہ یہ حالت دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور ہشام کو یہاں نہر بنوانے کا مشورہ دیا۔ ہشام نے اس کی اجازت دے دی چنانچہ اس کے انتظام پر یہ نہر بنی جس سے شہر کے لوگ برابر فائدہ

Marfat.com

اٹھاتے رہے اور یہیں پر وہ مشہور راستہ ہے جو شارع النہر کے نام سے معروف ہے۔ حُر وہاں چند سال تک حاکم رہا اور ۱۱۳ھ میں انتقال کر گیا۔

متفرق واقعات

اس سال ہشام جب مقام حجر میں تھا تو ابراہیم بن طلحہ نے اس سے مناظرہ کیا۔ ابراہیم کا پہلا سوال یہ تھا کہ اے ہشام میں تجھ کو خدا کی قسم دے کر اور اس بیت الحرام کی عظمت کو یاد دلا کر جس کا تو طواف کر رہا ہے، پوچھتا ہوں کہ جو چیز ظلم سے لے گئی وہ واپس کر دے۔ ہشام نے پوچھا کہ کونسی چیز؟ اس نے کہا کہ میرا مکان۔ ہشام نے کہا کہ تو عبدالملک کے زمانہ میں کہاں تھا۔ ابراہیم نے کہا اس نے بھی مجھ پر ظلم کیا۔ پھر پوچھا کہ ولید اور سلیمان کے زمانہ میں کہاں تھا۔ ابراہیم نے کہا کہ ان دونوں نے بھی مجھ پر ظلم کیا۔ ہشام نے پوچھا کہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں کہاں تھا۔ ابراہیم نے کہا کہ اللہ ان پر اپنا رحم کرے اُنھوں نے میرا گھر واپس کر دیا تھا۔ ہشام نے پوچھا کہ یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں کہاں تھا۔ اس نے کہا کہ اس نے تو میرا گھر چھین لیا حالانکہ میں اس پر قابض تھا اب وہ مکان تمھارے قبضہ میں ہے۔ ہشام نے کہا اگر تو اس سے قبل سزایاب ہوتا تو میں ضرور مارتا۔ ابراہیم نے کہا واللہ مجھ میں کوڑے اور تلوار دونوں کی مار کی نشانی ہے۔ ہشام چلا گیا اس نے کسی سے پوچھا کہ اس شخص کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا بہت عمدہ۔ ہشام نے کہا کہ وہ بہترین گفتگو کرتا ہے خود قریشی ہے اور اس کی زبان بھی قریشی ہے لوگوں میں باقیات الصالحات رہتے ہیں لیکن اس کے مثل میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

ہشام نے اس سال عبدالواحد النضری کو مکہ، مدینہ، طائف کی حکومت سے معزول کر کے اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام مخزومی کو حاکم بنایا چنانچہ وہ جمادی الآخر کے آخری ایام میں مدینہ پہنچا۔ النضری کی حکومت ایک سال آٹھ مہینہ رہی۔

سعید بن عبدالملک نے غزوہ صائفہ میں شرکت کی اور جراح بن عبداللہ نے ان پر حملہ کیا لیکن وہاں کے لوگوں نے صلح کر لی اور جزیہ ادا کر دیا۔

عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ماہ رجب میں پیدا ہوئے۔

Marfat.com

ابراہیم بن ہشام نے مدینہ کا قاضی محمد بن صفوان جُمحی کو بنایا اور پھر اس کو معزول کر کے الصلت کندی کو بنایا۔

مکہ، مدینہ اور طائف کے عامل ابراہیم بن ہشام المخزومی تھے، عراق اور خراسان کا حاکم خالد بن عبداللہ قسری تھا۔ بصرہ میں خالد کی جانب سے امور مذہبی کے لیے عقبہ بن عبدالاعلی تھا اور پولیس افسر مالک بن منذر بن جارود تھا اور وہاں کی قضا ثمامہ بن عبداللہ بن انس کے سپرد تھی۔ حج میں خود ہشام بن عبدالملک شریک تھا۔

وفیات

اس سال حضرمیین کے مولی یوسف بن مالک نے انتقال کیا۔ بکر بن عبداللہ المزنی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

Marfat.com

باب ۔۳۴

۱۰۷ھ کے واقعات

جنید کا سندھ کے بعض شہروں پر قبضہ

خالد نے جنید بن عبدالرحمٰن کو سندھ کا حاکم بنایا۔ جب جنید دریائے مہران کے کنارے پر پہنچا تو جیشبہ بن داہر نے نہر عبور کرنے سے ممانعت کی اور کہلا بھیجا کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور ایک بہترین شخص عمر بن عبدالعزیز نے ہم کو ان تمام ممالک کا حاکم بنادیا ہے۔ تم سے خطرہ ہے کہ کہیں لڑائی نہ کرو۔ جنید نے اُس کی تسلی کے لیے بعض چیزیں رہن کے لیے بھجوادیں اور جیشبہ سے بھی اس بات کی ضمانت لی کہ وہ اپنے تمام مقبوضات کا خراج ادا کرے لیکن پھر دونوں نے اپنی اپنی ضمانتیں واپس لے لیں اور جیشبہ نے اپنے مرتد ہونے کا اعلان کردیا اور جنید سے جنگ کے لیے تیار ہوگیا۔

بعض کہتے ہیں کہ جنید نے خود پیش قدمی کی بہرحال جیشبہ نے ہند سے بہت سی کشتیاں منگائیں اور جنید سے مقابلے کے لیے پہنچا۔ جنید بھی کشتیوں پر سوار ہو کر اُس کے مقابلے میں آیا اتفاق سے دونوں کی کشتیاں ٹکرا گئیں اور جنید نے جیشبہ کو گرفتار کرلیا اور پھر قتل کرڈالا۔ اس کا بھائی صصہ عراق کی طرف بھاگا تاکہ جنید کے مظالم کی شکایت کرے لیکن جنید نے دم دلاسا دے کر بلایا اور موقع سے مروا ڈالا۔ پھر جنید نے کرج پر حملہ کیا وہاں کے باشندوں نے معاہدہ توڑ دیا تھا اس لیے ان سے لڑائی کی گئی۔ جنید نے اسی سال ازیں اور مالیہ کو فتح کرلیا چند دوسرے مقامات بھی قبضہ میں آئے۔

عنبسہ حاکم اندلس کی فرانس پر چڑھائی

اس سال عنبسہ بن شحیم کلبی حاکم اندلس نے فرانسیسی مقامات پر ایک زبردست جنگ کی

Marfat.com

اورقرقسونہ کا محاصرہ کرلیا۔ ان لوگوں نے جو وہاں آباد تھے ان شرائط پر تنگ آکر صلح کرلی۔(۱) نصف مواضعات تمھارے قبضہ میں رہیں گے۔(۲) مسلمانوں کے تمام قیدی ہم واپس کردیں گے۔(۳) جزیہ پورا ادا کریں گے۔(۴) ذمیوں کے اصول کی پابندی کریں گے۔(۵) مسلمانوں پر جب کوئی قوم حملہ آور ہوگی تو ہم مسلمانوں کی مدد کریں گے اور جس سے وہ صلح کریں گے ہم بھی صلح رکھیں گے۔ اس کے بعد عنبسہ وہاں سے لوٹ آیا اور شعبان ۱۰۷ھ میں انتقال کرگیا۔ اس کی حکومت چار سال چار مہینہ رہی اس کے مرنے کے بعد بشر بن صفوان نے یحییٰ بن سلمہ کلبی کو ذی قعدہ میں اندلس کا حاکم بنا کر بھیجا۔

دولت عباسیہ کے داعیوں کا تذکرہ

اس سال بکیر بن ماہان نے ابوعکرمہ ابومحمد صادق، محمد بن خنیس، عمار عبادی اور زیاد جو ولید ازرق کا ماموں تھا، ان سب کو مختلف جماعتوں میں خراسان کی طرف بھیجا۔ بنو کندہ کے کسی آدمی نے اسد بن عبداللہ کو اُن کے آنے کی خبر دے دی۔ اسد نے ان سب کو بلا بھیجا اور ان کے ہاتھ کٹوا دیے بعد میں پھانسی پر لٹکا دیا صرف عمار عبادی بچ گیا۔ اس نے بکیر کو اس واقعہ کی خبر دی بکیر نے محمد بن علی کو لکھا انھوں نے اس کے جواب میں لکھا کہ اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے تمھاری دعوت کی تصدیق کی اور تمھارے قول کی تائید کی۔ میرا قتل باقی ہے میں بھی قتل کیا جاؤں گا۔

اس سال مسلم بن سعید، خالد قسری سے ملنے آیا چونکہ اسد، مسلم کی عزت کرتا تھا اس لیے خالد نے بھی خاطر داری کی۔ اس وقت ابن ہبیرہ بھاگنا چاہتا تھا مسلم نے اُس کو روکا اور کہا کہ ہم میں ایک ایسی جماعت ہے جو ہماری قوم کی دوسری جماعتوں سے بہترین رائے رکھتی ہے۔ اسد نے جبال نمرون پر حملہ کیا جو جبال طالقان کے متصل واقع ہے۔ نمرون نے جو غرشستان کا بادشاہ تھا، صلح کرلی اور مسلمان ہوگیا اور وہ اپنے کو موالی نمر خیال کرتے ہیں۔

غزوۂ غور

اسد نے غُوریوں پر چڑھائی کی۔ شہر غُور جبال ہرات کے درمیان میں واقع ہے اور وہاں کے باشندوں نے اُس کے پوشیدہ خزانوں کے محفوظ رکھنے کے لیے اس کو غاروں میں آباد کیا ہے تاکہ

Marfat.com

وہاں تک کوئی نہ پہنچ سکے۔ اسد نے لوگوں کو تابوت بنوانے کا حکم دیا اور اس میں آدمیوں کو بٹھا کر زنجیروں کے ذریعہ سے ان کو لٹکایا۔ ان کو جتنا مال مل سکا وہ لے لیا۔

متفرق واقعات

اس سال ہشام نے جراع بن عبداللہ حکمی کو آرمینیہ سے معزول کر دیا اور اُس کی جگہ پر مسلمہ بن عبدالملک کو حاکم بنایا۔ مسلمہ نے اپنی طرف سے وہاں حرث بن عمرو الطائی کو عامل بنا کر بھیجا اس نے بلاد ترک کی منڈی قبضہ میں کر لی اور وہاں بہت اچھا اثر قائم کیا۔

اسد نے اس سال لوگوں کو بروقان سے بلخ میں آباد ہونے کا حکم دیا جس شخص کے پاس جتنی زمین اور جتنے مکان تھے اسی حساب سے دیا اور جس کے پاس کچھ نہ تھا اُس کو رہنے کے لیے صرف مکان دیا۔ اُس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ پانچ پانچ آدمیوں کو ساتھ آباد کرے لیکن کسی نے کہا کہ اگر وہ تعصب کریں گے تو آپس میں متحد ہو جائیں گے۔ برمک ابو خالد بن برمک کو شہر بلخ کی تعمیر کے لیے متعین کیا۔ بروقان اور بلخ کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔

ابراہیم بن ہشام نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ عمال شہر وہی تھے جن کا ذکر آ چکا ہے۔

وفیات

سلیمان بن یسار نے جن کی عمر ۷۳ سال کی تھی اسی سال وفات پائی اور عطاء بن یزید لیثی نے جن کی عمر ۹۸ برس کی تھی اسی سال انتقال کیا۔ اُن کی وفات کا تذکرہ ۱۰۵ھ میں آ چکا ہے۔

Marfat.com

باب۔۳۵

۱۰۸ھ کے واقعات

غزوہ ختل اور غور

اس سال اسد نے جنگ کی غرض سے نہر بلخ کو عبور کیا۔ خاقان اس سے ملنے کی غرض سے آیا اور اس وقت ان دونوں میں جنگ نہ تھی بلکہ مصالحت تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ختل سے شکست کھا کر بھاگا تھا۔ اسد سے جب ملاقات ہوئی تو اسد نے کہا کہ ہم سرخ درہ میں موسم سرما بسر کریں گے اسی غرض سے فوجیں جا رہی ہیں۔ اس کے بعد اُس نے فوجوں کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ جب رات کی تاریکی زیادہ ہوئی تو وہ سرخ درہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں مسلمانوں نے تکبیر کہنی شروع کی۔ خاقان نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ جب ہم لوگ واپس ہوتے ہیں تو یہ ہماری علامت ہوتی ہے۔ اس وقت اسد نے اعلان کروایا کہ امیر غُور کی طرف جانا چاہتا ہے چنانچہ سب فوجیں اسی سمت روانہ ہوگئیں۔ غُور پہنچ کر ایک دن خوب لڑیں اور پھر دم لینے کے لیے مقیم ہوگئیں۔ دوسرے دن مشرکین کی جماعت سے نکل کر ایک شخص میدان میں آیا۔ سالم بن احوز نے نصر بن سیار سے کہا کہ میں اس کافر پر حملہ کرتا ہوں کاش یہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائے تو اسد راضی ہو جائے گا۔ سالم نے جھپٹ کر اُس کو قتل کر ڈالا اور فوراً ہی واپس آیا تھوڑی دیر کے بعد اس نے دوبارہ حملہ کیا اور ایک دوسرے آدمی کو قتل کر ڈالا لیکن اس مرتبہ مجروح ہوگیا۔ نصر نے کہا کہ اب میں حملہ کرتا ہوں چنانچہ اس نے اس قدر زور شور سے حملہ کیا کہ دشمنوں کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ کئی آدمیوں کو تہ تیغ کیا مگر خود بھی مجروح ہو کر واپس آیا۔ نصر نے سالم سے کہا کہ ہم نے صرف اللہ کو خوش کرنے کے لیے کیا ہے۔ اسد کی

Marfat.com

رضامندی نہ بھی ہوتو ہمیں پروانہیں ہے۔ اتنے میں اسد کا قاصد ان کے پاس پہنچا اور یہ خبر دی کہ امیر فرماتے ہیں کہ ہم نے تمھاری سستی خوب دیکھی مسلمانوں سے بے توجہی کو بھی دیکھا خدا تم دونوں پر لعنت بھیجے۔ اس نے زور سے آمین کہا اور کہا اگر ہم ایسا ہی کریں (یعنی اگر ہم ست اور مسلمانوں کے احوال سے بے خبر ہیں تو خدا کی ہم پر لعنت)۔

دوسرے دن کی لڑائی میں مشرکین نے شکست کھائی مسلمانوں نے اُن کی فوج کو محصور کرلیا اور شہر پر قبضہ کرلیا بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں، قیدی ہاتھ آئے۔ مقام ختل میں مسلمانوں کو بہت فاقے کرنے پڑے۔ اسد نے اپنے غلام کی معرفت دو مینڈھے بیچنے کے لیے بھیجے اور کہا کہ پانچ سو درہم میں فروخت کرنا اور اس سے یہ کہہ دیا کہ ابن شخیرؓ کے سوا دوسرا نہیں خریدے گا یہ غلام اُن کو لے کر بازار میں آیا۔ ابن شخیرؓ نے ان دونوں کو فروخت ہوتے دیکھا تو پانچ سو درہم میں خرید لیا۔ ایک کو اپنے لیے ذبح کیا اور ایک اپنے بھائیوں کے حوالے کر دیا۔ اسد کے غلام نے اس کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو اسد نے ایک ہزار درہم ابن شخیرؓ کے پاس بھیج دیے۔ یہ عثمان بن عبداللہ بن شخیر ہیں جن کی کنیت ابو مطرف ہے۔

متفرق واقعات

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے روم کے ان مقامات پر جنگ کی جو جزیرہ کے متصل واقع ہے۔ اسی جنگ میں قیساریہ جو روم کا مشہور شہر تھا، فتح ہوا۔ ابراہیم بن ہشام نے بھی روم میں جنگ کی اور ایک قلعہ فتح کیا۔

بکیر بن ہامان نے عباسی داعیوں کی ایک جماعت کو خراسان روانہ کیا جس میں عمار عبادی بھی تھا۔ اسد بن عبداللہ، حاکم خراسان کو ان لوگوں کے آنے کی کسی نے خبر پہنچا دی۔ اسد نے عمار اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ، پیر کٹوا دیے جو لوگ بچ گئے وہ بکیر کے پاس پہنچے۔ بکیر نے محمد بن علی کو لکھا اُس نے جواب دیا کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے تمھارے گروہ کو نجات دلائی اس واقعہ کا ذکر ۱۰۷ھ میں کیا جا چکا ہے لیکن اس میں یہ روایت تھی کہ عمار صحیح وسالم بچ گیا اور اس میں ہے کہ عمار کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے گئے۔ اختلاف روایت کی وجہ سے ہم نے دوبارہ نقل کر دیا۔ واللہ اعلم۔

اسی سال وابق میں آگ لگ گئی تھی جس سے چراگاہ، جانور اور آدمی جل گئے تھے۔

Marfat.com

ابن خاقان نے آذربائیجان کے چند شہروں کا محاصرہ کرلیا۔حارث بن عمرو طائی اس کے مقابلے میں گیا اور اُس نے اس کو شکست دے دی اور ترک بھاگ گئے۔ حارث نے تعاقب جاری رکھا۔راستے میں نہر ارس حائل ہوئی اُس کو عبور کرنے لگا خاقان نے جب مسلمانوں کو نہر عبور کرتے دیکھا تو پلٹ پڑا اور پھر جنگ کے لیے مستعد ہوگیا لیکن مسلمانوں نے دوبارہ شکست دے دی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

عباد الرُّعیینی نے یمن میں تین سو آدمیوں کے ساتھ بغاوت کی تھی لیکن یوسف بن عمر نے ان کو قتل کر ڈالا۔

معاویہ بن ہشام بن عبدالملک اور میمون بن مہران نے مل کر شام میں جنگ کی۔ بحر شام کو قبرص کی طرف سے عبور کیا۔ مسلمہ بن عبدالملک بن مروان نے بڑی جنگ لڑی۔اس سال سخت طاعون پھوٹا۔

اس سال حج ابراہیم بن ہشام نے کرایا جو مدینہ، مکہ اور طائف پر عامل تھا۔عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

وفیات

محمد بن کعب قرظی نے اسی سال وفات پائی بعض روایت میں ہے کہ ۱۱۷ھ میں انتقال ہوا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں پیدا ہو چکے تھے۔

موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ جو عیسیٰ کے والد تھے، روم میں وفات پائی۔ ان کی عمر ۷۷ سال کی تھی۔

قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق نے اسی سال قضا کی ان کی عمر ۷۰ سال کی تھی اور بعض ۷۲ سال بتاتے ہیں آخر عمر میں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی بعض روایت میں ہے کہ ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔

ابو متوکل علی بن داؤد الناجی، ابو صدیق ناجی، جن کا نام بکر بن قیس تھا اور ابو نضرہ المنذر بن مالک بن قُطعہ النضری، محارب بن دِثار الکوفی، قاضی کوفہ۔ان تمام بزرگان قوم نے اس سال وفات پائی۔

Marfat.com

باب۔۳۶

۱۰۹ھ کے واقعات

خالد اور اُس کے بھائی اسد بن عبداللہ کا خراسان سے معزول ہونا

اس سال ہشام بن عبدالملک نے خالد اور اسد کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اسد نے رعایا پر سخت مظالم کرنا شروع کر دیا تھا۔ جس سے عام مسلمانوں کی حالت خراب ہوگئی۔ نصر بن سیار اور اس کے ساتھ معززین کی ایک جماعت کو کوڑوں سے پٹوایا۔ عبدالرحمٰن بن نعیم، سورہ بن حُر، بختری بن ابی درہم، عامر بن مالک حمانی کو بھی درے لگوائے۔ ان کے سر کے بال منڈوا کر اپنے بھائی خالد کے پاس بھیج دیا کہ یہ لوگ مجھ پر حملہ کرنا چاہتے تھے اس وجہ سے ہم نے یہ سزا دی۔ خالد کے پاس جب یہ لوگ پہنچے تو اُس نے اسد کو بہت برا بھلا کہا اور بولا کہ ان کے سر کاٹ کر میرے پاس کیوں نہیں بھیج دیے۔ نصر بن سیار نے اس کے سامنے یہ اشعار پڑھے:

[اگر چہ ہم ان کے سامنے زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہیں اس حالت میں کہ غم والم رنج ومحن اور لاغری میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہلاکت کے پنجہ میں گرفتار ہیں لیکن اس سے زیادہ مصیبت کوئی نہیں ہے کہ شرفاء قوم رذیلوں کے سامنے قید ہوکر آئے ہیں۔ بنو قسر کے ان مدعیین کو پہنچا دو جو قسر قسر رٹا کرتے ہیں کہ کیا نیزے کی لکڑیاں بھی عیب دار ہوتی ہیں۔ کیا بے ایمانی اور دغابازی تمہاری گھٹی میں پلا دی گئی ہے یا اس تاجر کی طرح ہو جو ہمیشہ غلہ کو گرانی کے وقت بیچتا ہے۔]

فرزدق اس بارے میں کہتا ہے: (ترجمہ)

Marfat.com

[اے خالد خدا کی مشیت نہ ہوتی تو تیری اطاعت کوئی نہ کرتا اگر بنی مروان کی مرضی نہ ہوتی تو لوگ نصر کو ہرگز نہیں گرفتار کرتے۔ ورنہ تم جب اس کی مشکیں کستے اے بنی عرب تو تم دیکھتے کہ جنگ سے چھٹکارہ نہیں، کسی طرح ٹلتی نہیں ہے۔]

اسد نے پھر ایک دن لوگوں کو جمع کر کے تقریر کی جس میں کہا کہ اللہ ان بدمعاشوں کو ہلاک کرے جو منافق، باغی اور سرکش ہیں۔ اے اللہ تو مجھ کو ان سے جدا کردے اور اپنے گھر پہنچا دے ان تمام واقعات کی خبر جب ہشام بن عبدالملک کو ملی تو اس نے خالد کو لکھا کہ اپنے بھائی کو معزول کر دو۔ خالد نے اسد کو معزول ہونے کی خبر بھیج دی اسد وہاں سے عراق چلا آیا یہ رمضان ۱۰۹ھ کا واقعہ ہے۔ اسد نے خراسان میں اپنا جانشین حکم بن عوانہ کلبی کو بنایا۔ حکم موسم گرما میں وہیں رہا لیکن کسی قسم کی جنگ نہ کی اس کے بعد ہشام نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو خراسان کا حاکم بنایا اور اس کو حکم دیا کہ وہ خالد قسری سے اپنے معاملات میں مشورہ لیتا رہے۔ اشرس ایک لائق وفائق آدمی تھا۔ لوگ اُس کو ''کامل'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ جب وہ خراسان پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے بڑی خوشیاں منائیں اس نے ابومنازل کندی کو وہاں کا قاضی بنایا لیکن پھر اس کو معزول کر کے محمد بن زید کو قاضی بنایا۔

دولت عباسیہ کے داعیوں کا تذکرہ

بعض روایت میں ہے کہ خراسان میں جو سب سے پہلے داعی اسد کے زمانہ میں آیا وہ زیاد ابومحمد مولی ہمدان تھا۔ محمد بن علی نے اس کو خراسان بھیجا تھا اور یمن میں قیام کرنے کا مشورہ دیا تھا اور بنو مضر سے اخلاق کے ساتھ پیش آنے کی ہدایت کی تھی۔ نیشاپور کے ایک شخص سے جس کا نام غالب تھا ملنے کی ممانعت کی تھی کیونکہ وہ (بنی فاطمہ) اہل بیت سے محبت کرتا تھا۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ خراسان میں اول داعی۔ حرب بن عثمان مولی بنی قیس بنی ثعلبہ بلخی تھا لیکن زیاد ہی نے لوگوں کو بنو عباس کی دعوت دی۔ بنو امیہ کے مظالم اور ان کی سفاکیوں کا ذکر کیا۔ ایک دن اُس نے اپنے مدعوین کو دسترخوان پر بلایا اتفاق سے غالب نیشاپوری بھی دعوت میں شریک ہو گیا۔ اُس نے زیاد سے آل علی اور آل عباس کی فضیلت پر بحث کرنا شروع کی اس کے بعد دونوں جدا ہو گئے۔ زیاد نے موسم سرما مرو میں گذارا۔ زیاد کے خاندان کے کچھ لوگ اس کے مخالف بن گئے اور یحییٰ بن عقیل خزاعی نے اسد کو اس کی خبر کر دی۔

Marfat.com

اسد نے اُس کو بلا بھیجا اور پوچھا تمھارے متعلق یہ کیا خبریں اڑ رہی ہیں۔ زیاد نے کہا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ یہاں صرف تجارت کے لیے آیا ہوں اپنا مال لوگوں میں تقسیم کر چکا ہوں جب اُن کی قیمت وصول ہو جائے گی تو چلا جاؤں گا۔ اسد نے کہا کہ تم میرے شہر سے جلد نکل جاؤ۔ زیاد واپس آیا اور اُس نے اپنا دعوتی کام پھر شروع کر دیا اسد کے پاس پھر کسی نے خبر رسانی کی اور اس کو بہت ڈرایا اسد نے اُس کو بلا کر قتل کر ڈالا اور اس کے ساتھ کوفہ کے دس آدمیوں کو مار ڈالا صرف دو لڑکے بچ گئے جن کو اسد نے چھوٹا سمجھ کر چھوڑ دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب زیاد پر تلوار لگائی گئی تو تلوار اُچٹ کر رہ گئی، لوگوں نے جب یہ عجیب واقعہ دیکھا تو تکبیریں کہنے لگے اسد نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگوں نے کہا کہ تلوار کا پہلا وار خالی گیا۔ دوسرا بھی خالی گیا، تیسرے نے سر تن سے جدا کر دیا۔ اسد نے بقیہ لوگوں سے کہا کہ وہ اپنے کام سے بری ہونے کا وعدہ کریں لیکن آٹھ آدمیوں نے برأت قبول نہیں کی صرف دو نے اس کو قبول کیا اس کے بعد وہ آٹھ بھی قتل کیے گئے۔ دوسرے دن ان دونوں میں سے ایک نے آکر کہا کہ مجھ کو بھی میرے اصحاب کے پاس پہنچا دو، وہ بھی قتل کیا گیا۔ یہ عید اضحیٰ سے چار دن قبل کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد اہل کوفہ میں سے ایک شخص کثیر نامی ابوالنجم کے پاس ٹھہرا۔ وہاں زیاد کے معتقدین آتے جاتے تھے۔ کثیر دو سال تک وہاں مقیم رہا لیکن جاہل محض ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کر سکا۔ اس کے بعد خداش آیا اس کا نام عمارہ تھا، وہ ان تمام سے کام کے لحاظ سے فوقیت لے گیا۔

متفرق واقعات

اس سال عبداللہ بن عقبہ الفہری نے سمندری جنگ کی اور معاویہ بن ہشام نے روم میں لڑائی کی اور قلعہ طیبہ کو فتح کیا۔ اس جنگ میں انطاکیہ کے مسلمانوں کی ایک معتدبہ جماعت کام آئی۔

عمر بن یزید اسیدی کو مالک بن منذر بن جارود نے قتل کر ڈالا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عمر بن یزید نے یزید بن مہلب کے مقابلے میں بہت شجاعت اور بہادری سے جنگ کی تھی۔ یزید بن عبدالملک نے اس کی تعریف میں کہا کہ اصل میں یہ عراق کا بہادر ہے۔ خالد قسری کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ مالک بن منذر کو جو بصرہ کا پولس افسر تھا خالد نے کہا کہ عمر بن یزید کی تعظیم کرو اور اس کی اطاعت کرو اور پوشیدہ پوشیدہ اس کے قتل کا موقع تلاش کرو۔ ایک دن مالک بن منذر نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر

Marfat.com

کا تذکرہ کیا اور اس کو بُرا بھلا کہا۔ عمر بن یزید نے کہا کہ عبداعلیٰ پر بہتان نہ لگاؤ۔ مالک کو بہت غصہ آیا اُس نے عمر بن یزید کو گالیاں دیں اور کوڑوں سے اس قدر مارا کہ اُس کی جان نکل گئی۔

مسلمہ بن عبدالملک نے ترکوں سے آذربائیجان کے قریب جنگ کی اور فتح یاب ہو کر واپس آیا۔

اس سال حج کی ادائیگی ابراہیم بن ہشام کی نگرانی میں ہوئی۔ اس نے خطبہ دیتے وقت کہا کہ ہم سے تم لوگ فقہی مسئلہ پوچھو کیونکہ مجھ سے بڑھ کر کوئی شخص تم کو نہیں ملے گا۔ کسی عراقی نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ قربانی واجب ہے یا سنت ہے۔ اس سوال کے بعد وہ ہکا بکا رہ گیا اور خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

بصرہ اور کوفہ میں خالد قسری عامل تھا۔ خالد نے بصرہ کے مذہبی امور کے لیے اُبان بن ضبارہ الیزبی کو مقرر کیا اور پولیس کے لیے بلال بن ابی بردہ کو متعین کیا۔ وہاں کا قاضی ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو بنایا۔ خراسان کا حاکم اُشرس تھا۔

وفیات

ابومجلز لاحق بن حُمید بصری نے اسی سال انتقال کیا۔

بشر بن صفوان عامل افریقہ نے جزیرہ صقلیہ میں جنگ کی اور وہاں بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ بشر وہاں سے قیروان آیا اور اسی سال وہیں انتقال کر گیا۔ ہشام نے اُس کے بعد عبیدہ بن عبدالرحمٰن بن ابی الاغر سلمی کو وہاں کا حاکم بنایا۔ عبیدہ یحییٰ بن سلمہ کلبی کو اندلس کی حکومت سے معزول کر کے حذیفہ بن احوص اشجعی کو مقرر کیا چنانچہ وہ ربیع الاول ۱۱۰ھ میں اندلس پہنچا۔ چھ مہینہ تک وہاں حاکم رہا۔ عبیدہ نے اُس کو معزول کر دیا اور عثمان بن ابی نسعۃ خثعمی کو متعین کیا۔

Marfat.com

باب۔۴۷

۱۱۰ھ کے واقعات

اشرس (حاکم خراسان) اوراہل سمرقند کے مختلف واقعات

اس سال اشرس نے سمرقند اور ماوراء النہر کے باشندوں کے پاس چند منتخب حضرات کو اشاعت اسلام کے لیے بھیجا اوران سے یہ وعدہ لیا کہ جو مسلمان ہوگا اس کا جزیہ معاف کردیا جائے گا چنانچہ اس اہم کام کے لیے ابوالصید اء صالح بن طریف مولیٰ بنی ضبہ، ربیع بن عمران تمیمی وغیرہ کا انتخاب ہوا۔ابوالصید اء نے اشرس سے یہ شرط منظور کرالی تھی کہ جو دائرہ اسلام میں داخل ہوگا اس کا جزیہ معاف کردیا جائے گا اشرس نے اس شرط کو تسلیم کرلیا۔ابوالصید اء نے اپنے ساتھیوں کو بلا کر کہا کہ اب ہم تو روانہ ہوتے ہیں اگر عمال حکومت نے اپنے اس وعدہ کو پورا نہیں کیا تو تم کو ایسے وقت پر ہماری مدد کرنی چاہیے۔لوگوں نے موقع پر مدد کرنے کا حتمی وعدہ کرلیا۔اس کے بعد ابوالصید اء سمرقند پہنچا جہاں حسن بن اُبی عمرطۃ الکندی حاکم تھا وہاں اس نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور کہا کہ جو شخص مسلمان ہو جائے گا اس کا جزیہ معاف کردیا جائے گا۔لوگ یہ مژدہ سن کر جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔غوزک نے اشرس کو لکھا کیا خراج (یعنی جزیہ) اب وصول نہ کیا جائے گا؟ اشرس نے حسن بن عمرطۃ کو لکھا خراج (جزیہ) سے مسلمانوں کی قوت ہے اس کو مت بند کرو مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ باشندگان صُغد خوشی سے اسلام نہیں لا رہے ہیں بلکہ جزیہ کی معافی کے لالچ میں ایسا کربیٹھے ہیں اس لیے تم دیکھو کہ لوگوں نے ختنہ کرایا یا نہیں،فرائض کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں،قرآن کی تلاوت کرتے ہیں یا نہیں اگر وہ ان تمام باتوں پر عمل پیرا ہوں تو جزیہ معاف کردو۔

Marfat.com

اس کے بعد اشرس نے حسن سے خراج کی تحصیل کا کام واپس لے لیا اور ہانی بن ہانی کو مقرر کیا۔ ابوالصید اء نے ان لوگوں کو جزیہ ادا کرنے سے روک دیا جو مسلمانوں ہو گئے تھے۔ ہانی نے اشرس کو لکھ بھیجا کہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں انھوں نے مسجدیں بنوالیں ہیں اس میں پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔ اشرس نے اس کے جواب میں اس کو اور تمام دیگر عمال کو لکھ بھیجا کہ جن لوگوں سے تم خراج (یعنی جزیہ) وصول کرتے تھے ان سے وصول کرو چنانچہ نومسلموں پر پھر جزیہ کی ادائیگی واجب کردی گئی۔ ان لوگوں نے جزیہ دینے سے صاف انکار کر دیا اور لڑنے کے لیے مستعد ہو گئے۔ سات ہزار کی ایک جماعت سمرقند سے چند فرسخ کے فاصلے پر جمع ہوئی۔ ابوالصید اء، ربیع بن عمران تمیمی، ہیثم شیبانی، ابوفاطمہ ازدی، عامر بن قشیراء، بحیر الخجندی، عنبری کے دونوں بیٹے ۔ اسمعیل بن عقبہ یہ تمام لوگ نومسلموں کی جماعت سے مل گئے اور اُن کی مدد اور حمایت کے لیے تیار ہو گئے۔ اشرس کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے حسن بن اُبی عمرطۃ الکندی کو سمرقند سے بالکل معزول کر دیا اور اُس کی جگہ پر مجشّر بن مزاحم سلمی کو متعین کیا اور عمیرہ بن سعد شیبانی کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔

جب مجشّر سمرقند پہنچا تو اُس نے ابوالصید اء کو ملاقات کے لیے بلوایا چنانچہ ثابت قطنہ اور ابوالصید اء ملنے آئے۔ مجشر نے ان کو گرفتار کر لیا۔ ابوالصید اء نے کہا کہ تم نے دھوکا دیا جس چیز کا وعدہ کیا اس سے پھر گئے۔ ہانی نے جواب میں کہا کہ جس بات میں بیکار خون ریزی ہو اور فساد برپا ہو اس کو روکنا دھوکا اور دغابازی سے موسوم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بعد ابوالصید اء اشرس کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس کے جانے کے بعد تمام مسلمانوں نے مجتمع ہو کر ابوفاطمہ کو اپنا سردار بنایا اور جنگ کے لیے مستعد ہو گئے۔ ہانی نے کہا کہ ذرا تم لوگ ٹھہرو تا کہ اس معاملے میں اشرس سے خط و کتابت کرلوں۔ اس نے اشرس کو لکھا، اشرس نے لکھا کہ اُس پر خراج قائم کردو۔ ابوالصید اء کے اصحاب اس کے بعد لوٹ آئے اور ان کا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ سردارانِ قوم میں جو لوگ تھے وہ گرفتار کر کے مرو بھیج دیے گئے، صرف ثابت قطنہ گرفتار ہوا۔ ہانی نے جب میدان صاف دیکھا تو پھر خراج وصول کرنا شروع کیا۔ رؤسائے عجم اور امرا کی بے عزتی کرنے لگا، ان کو کھڑا کر کے ان کے کپڑوں کی دھجیاں اڑا دی گئیں ان کے ٹپکے ان کے گلے میں ڈالے گئے اور جبراً ان سے جزیہ وصول کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بخارا اور صُغد کے نومسلم مرتد ہو گئے اور اُنھوں نے ترکوں کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے ابھارا۔ ثابت قطنہ مجشر ہی کے

Marfat.com

پاس گرفتار رہا۔اسی اثناء میں نصر بن سیار سمرقند کا حاکم ہو کر آیا۔اس نے ثابت قطنہ کو اشرس کے پاس بھیج دیا۔اشرس نے اُن کو پھر گرفتار کرلیا۔نصر نے ثابت کے ساتھ قید خانہ میں بہت اچھا سلوک کیا اسی وجہ سے اُس نے نصر کی مدح میں یہ اشعار کہے تھے:(ترجمہ)

[تیری محبت کھجوروں کی گٹھلی اور پتھر کی چٹانوں سے نہیں بڑھی اور نہ ان قدیم کھنڈروں سے جن کو بارش نے مٹادیا ہے۔میرا یہ گمان نصر کے متعلق ہمیشہ سچا رہا اس نے میرے مشکل اور سخت وقت پر تدبیر سے کام لیا۔وہ لشکر کو کبھی محروم واپس نہیں کرتا تاوقتیکہ اس کے ذریعہ سے بہت بڑی غارت گری اور ظالم بادشاہ کے ملک پر قبضہ نہ کرلیتا۔میں اگرچہ اس اصل سے ہوں جس کی شاخیں تروتازہ ہیں ساتھ ہی میں خود بھی ایک کامیاب زندگی رکھنے والا انسان ہوں۔تاہم تیرے اس احسان کو برابر یاد کرتا رہوں گا جس کی وجہ سے تو اگلوں سے بازی لے گیا۔تو نے شرفا کی طرح ہمارے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کیا جس کے کرنے سے میرے ہم قوم اصحاب اور احباب قاصر رہے۔اور ہر وہ دوست جس سے میں بھلائی کی توقع رکھتا تھا میرا جانی دشمن ہوگیا اور میری ہمسائیگی کا رشتہ ٹوٹ گیا۔جو کچھ انھوں نے میرے ساتھ کیا اس کا میں مرتکب نہ ہوا اور نہ میں نے اپنے دامن پر داغ آنے دیا۔اور نہ میں نے کسی سردار کی نافرمانی کی جس کی اطاعت مجھ پر واجب تھی اور نہ میں نے ننگ و عار کو گوارا کیا۔]

اس سال اشرس جنگ کی نیت سے نکلا اور آمل میں آکر مقیم ہوا۔وہاں مسلسل تین مہینے تک ٹھہرا۔اس کے بعد قطن بن قتیبہ بن مسلم نے دس ہزار آدمیوں کے ساتھ نہر عبور کی۔اہلِ صُغد اور بخارا حملے کی نیت سے آگے بڑھے اُن کے ساتھ ترک خاقان بھی تھے۔اُنھوں نے آگے بڑھ کر قطن کا جو خندق میں تھا، محاصرہ کرلیا۔خاقان نے چند آدمیوں کو اردگرد میں لوٹ وغارت گری کرنے کے لیے بھیج دیا۔اشرس نے ثابت قطنہ کو عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو کی ضمانت پر رہا کردیا اور اُس کو ایک فوج کے ساتھ ترکوں کے مقابلہ پر بھیج دیا۔اس نے ترکوں سے آمل میں جنگ شروع کی حتی کہ جو کچھ اُن کے پاس تھا اُس کو چھین لیا اور ترک بھاگ گئے۔

اشرس نہر عبور کر کے قطن کے پاس پہنچا اور وہاں سے مسعود نامی ایک شخص کو بنوحیان کے

Marfat.com

قبیلہ سے تھا ایک دوسری فوج کے ساتھ دشمنوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ترکوں نے ان سے مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو شکست دی۔ مسعود اشرس کے پاس بھاگ کر چلا گیا اور اس کے پیچھے پیچھے دشمن بھی سیلاب کی طرح بڑھتے چلے آرہے تھے آخر کار اشرس کی فوجوں سے مقابلہ ہوا مسلمانوں نے بہت کوشش کی جس میں ان کے بہت سے آدمی ضائع ہوئے لیکن آخر میں بڑی سخت جانفشانی کے بعد دشمنوں کو شکست ہوئی۔ اشرس وہاں سے ہٹ کر بیکند میں مقیم ہوا۔ دشمنوں نے پانی پر چارطرف سے قبضہ کرلیا۔ مسلمان ایک دن اور ایک رات پیاسے رہے دوسرے دن شہر کے اس طرف گئے جہاں سے دشمنوں نے پانی کا راستہ بند کردیا تھا۔ آگے آگے قطن بن قتیبہ کا لشکر تھا دشمنوں نے فوراً حملہ کردیا لیکن مسلمان شدت تشنگی سے بیتاب ہورہے تھے چنانچہ سات سو آدمیوں نے پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر جان دے دی اور لڑائی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ حارث بن سُریج نے آگے بڑھ کر للکارا کہ اے مسلمانوں تلوار سے کٹ کر مرنا پیاسے مرنے سے دنیا میں زیادہ باعث عزت اور آخرت میں زیادہ باعث رحمت ہے۔ حارث اور قطن چند آدمیوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھے اور اس قدر لڑے کہ ترکوں کو پانی کے اس مقام سے ہٹا دیا جہاں وہ جمے ہوئے تھے۔ پانی کا راستہ جب کھل گیا تو لوگ دل کھول کر سیراب ہوئے۔

ثابت بن قطنہ نے عبدالملک بن دثار باہلی سے کہا کہ چلو جہاد کریں۔ عبدالملک نے کہا کہ ذرا ٹھہرو میں غسل کرلوں اور خوشبو وغیرہ لگالوں پھر دونوں روانہ ہوئے۔ ثابت نے اپنی فوج سے کہا کہ میں ان لوگوں کی جنگی قوت سے تم سے زیادہ باخبر ہوں۔ وہاں پہنچ کر دشمنوں پر حملہ آور ہوئے۔ جب جنگ نے زور پکڑا تو ثابت قطنہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا اور کہا ''اے اللہ میں رات ابنِ بسطام کا مہمان تھا۔ آج رات تو مجھ کو اپنا مہمان بنالے، مجھ کو بنوامیہ زنجیروں میں جکڑا ہوا نہ دیکھیں۔'' اُس کے بعد اُس نے شدت کے ساتھ حملہ کیا اُس کے ساتھی تو واپس آگئے لیکن وہ تنہا دشمنوں کے نرغہ میں رہ گیا۔ کسی نے اُس کے گھوڑے کو تیر مارا جس سے وہ زخمی ہوگیا ثابت نے گھوڑا کو آگے بڑھانے کی ہزار کوشش کی لیکن وہ چل نہ سکا۔ اسی اثنا میں ایک تیر ثابت کو بھی لگا جس سے وہ بھی مجروح ہوکر گر پڑا۔ گرتے وقت یہ کہنے لگا ''اے اللہ! آج صبح میں بِسطام کا مہمان تھا اور اب شام تیرا مہمان ہوں اس لیے تو جنت سے میری ضیافت کر۔'' اس کے بعد دشمنوں نے قتل کر ڈالا۔ صخر بن مسلم بن نعمان عبدی، عبدالملک بن دثار باہلی وغیرہ بھی مقتول ہوئے۔ مسلمانوں کی اس حالت کو جب قطن اور اسحٰق بن محمد بن

Marfat.com

حبّان نے دیکھا تو اُنھوں نے چند ایسے آدمیوں کو تیار کیا جن سے موت پر بیعت لے لی۔اس کے بعد دشمنوں پر بجلی کی طرح گرے اور آن کی آن میں مطلع صاف کر دیا۔رات آ گئی اور دشمن بھاگتے نظر آئے اس کے بعد اشرس نے بخارا پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا۔

کمرجہ کا واقعہ

خاقان نے کمرجہ کا محاصرہ کرلیا یہ خراسان کے بڑے شہروں میں تھا۔یہاں مسلمان آ کر مجتمع ہو گئے تھے۔خاقان کے ساتھ فرغانہ،افشینہ اور نسف کے باشندے اور بخارا کی مختلف جماعتیں بھی تھیں۔ مسلمانوں نے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا اور خندق کے پل کو توڑ ڈالا۔ابن خسرو بن یزدگرد مسلمانوں کے پاس آیا اور اُس نے کہا...... کہ اے اہل عرب تم کیوں اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہو۔ہم لوگ جو خاقان کے ہمراہ آئے ہیں صرف اس غرض سے آئے ہیں کہ تم ہماری حکومت ہمارے ہاتھ میں دیدو اور یہ یقین رکھو کہ ہم تم کو امن دیدیں گے۔مسلمانوں نے اس کو دور ہو کہہ کر نکال دیا۔اس کے بعد بازغری دوسو آدمیوں کے ساتھ آیا وہ بہت ہی چالاک آدمی تھا،خاقان اس کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔وہ مسلمانوں سے امان لے کر اُن کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ کوئی ایسا شخص ہمارے پاس بھیجو جس سے مصالحت کی ہم گفتگو کرسکیں اور خاقان جس غرض سے آیا ہے وہ بتادیں۔مسلمانوں نے یزید بن سعید باہلی کو اس غرض سے بھیجا کیونکہ وہ تھوڑی بہت ترکی زبان سے واقف تھا۔بازغری نے اس سے کہا کہ خاقان نے مجھے بھیجا ہے۔وہ یہ کہتا ہے کہ تمہارے جن فوجیوں کو بھاری وظیفہ ملتا ہے ان کا وظیفہ دوچند کر دیا جائے گا۔شاید تمہیں یہ پیشکش پسند آئے۔اس پر یزید نے جواب دیا عرب بھیڑیئے کے مانند ہیں اور ترک بکری کی طرح ہیں پھر دونوں میں مصالحت کیسے ہوسکتی،بازغری یہ سُن کر بہت بگڑا اس کے ساتھ دوتر کی تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ حکم دیجیے کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں۔بازغری نے کہا کہ میں مار ڈالتا لیکن چونکہ امان دے کر بلایا ہے اس لیے ایسا نہیں کرسکتا۔یزید اُن کی گفتگو کو سمجھ کر خوف زدہ ہو گیا۔ (اور اپنی جان بچانے کے لیے) کہنے لگا کہ ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ تم ہمارے تقسیم کردہ نصف آدمیوں کو اموال اور دوسری چیزوں کی حفاظت کے لیے رکھو اور نصف کو تم اپنے ساتھ لے لو۔اگر تم نے کسی موقع پر فتح حاصل کی تو ہم بھی اس میں شریک رہیں گے اور اگر ناکامیاب ہوئے تو اسی طرح رہیں

Marfat.com

گے جس طرح اہل صغد ہیں۔ بازغری نے یہ صورت منظور کر لی۔ یزید نے کہا کہ میں جا کر تمام لوگوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش کرتا ہوں اگر وہ منظور کریں گے تو میں خبر دیدوں گا۔

یزید جب فصیل کی دیوار پر پہنچا تو اس نے لوگوں کو پکار کر کہا اے اہل کمرجہ یہ ایک ایسی قوم آئی ہے جو تم کو ایمان کے بعد کفر کی طرف لے جانا چاہتی ہے بولو اب تمھاری کیا رائے ہے۔ لوگوں نے ایک آواز ہو کر کہا کہ ہم لوگ ہرگز راضی نہیں ہیں۔ اس نے کہا کہ تم کو مقابلے میں مسلمانوں کے ساتھ لڑنا پڑے گا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم اس سے قبل ہی اپنی جانیں خدا کی راہ میں دے دیں گے۔ یزید نے بازغری کو بے نیلِ مرام وہاں سے واپس کر دیا۔ خاقان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ خندق عبور کر جاؤ چنانچہ انھوں نے گیلی لکڑیوں سے خندق کو بھرنا شروع کیا۔ جب خندق بھر گئی تو مسلمانوں نے اس میں آگ لگا دی۔ اتفاقاً وقت ہوا کی رفتار تیز ہوگئی اس نے آگ بھڑکا دی اور دم کے دم میں سب کو خاک سیاہ کر دیا۔ لوگوں نے ایک ہفتہ میں اپنی محنت سے اس کو بھرا تھا اور ایک گھنٹے کے اندر سارا صاف ہو گیا۔ خاقان نے خندق کو بھرنے کی دوسری ترکیب لگائی وہ یہ کہ بکریاں بہت سی تقسیم کیں اور کہا کہ ان کا گوشت کھالو اور کھال میں مٹی بھر کر خندق میں رکھتے جاؤ۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا لیکن خدا کی قدرت کہ ایک دن بڑی سخت بارش ہوگئی سیلاب ان تمام کھالوں کو جس میں مٹی بھری گئی تھی بہالے گیا اور اس نے بڑی نہر میں ان کو ڈال دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے قلعے پر سے تیراندازی کرنا شروع کی جس سے بہت آدمی زخمی ہوئے۔ ایک تیر بازغری کے پیٹ میں پیوست ہو گیا اور اسی صدمے سے وہ مر گیا۔ اس کے مرنے سے ترکوں میں سخت کمزوری آگئی۔ صبح ہوتے ہی اُنھوں نے مسلمان قیدیوں کو جو اُن کے قبضے میں تھے قتل کر ڈالا اور ان کی تعداد ایک سو تھی۔ مقتولین میں ابوالعوء جاءعتکی، حجاج بن حمید نضری شامل تھے ترکوں نے حجاج کا سر کاٹ کر قلعہ کے اندر پھینک دیا۔ مسلمانوں کو اس سے بہت سخت غصہ آیا اور انھوں نے مشرکوں کے ان بچوں کو جن کی تعداد دو سو تھی اور جو بطور ضمانت اُن کے پاس رکھے گئے تھے سب کو قتل کر ڈالا اور پھر سخت لڑائی ہوگئی۔

اہل کمرجہ اس مصیبت میں اس وقت تک گرفتار رہے جب تک عربوں کی فوجیں فرغانہ پہنچ گئیں۔ خاقان کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے اپنے آدمیوں کو سخت سست کہا اور کہا کہ کیا تم لوگوں کو یہ خیال تھا کہ قلعے میں صرف پچاس ہی گدھے ہیں اور ہم پانچ دن میں اس کو فتح کر لیں گے، حالانکہ پانچ

Marfat.com

دن سے دو مہینہ ہو گئے اب ہم کو یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیے۔اس کے اصحاب نے کہا کہ ہم اپنی کوشش کو نہ چھوڑیں گے کل آؤ تو پھر دیکھو کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ دوسرے دن خاقان تو ٹھہرا رہا اور ملک الطار بند جنگ کے لیے آگے بڑھا، اس نے مسلمانوں پر حملہ کیا جس میں آٹھ آدمی مارے گئے، لڑتے لڑتے وہ ایک مقام پر پہنچا جہاں ایک مکان تھا اور اُس کی دیوار میں ایک سوراخ تھا اس مکان میں بنو تمیم کا ایک آدمی مریض تھا۔ تمیمی نے جب اس کو دیکھا تو ایک سنسی پھینک کر ماری جو ذرہ میں پھنس گئی، عورتوں اور بچوں نے اس کو گھسیٹ لیا۔ وہ منہ کے بل گرا۔ پہلے تو ایک شخص نے اس کے کان پر پتھر مارا جس سے اس کا کان زخمی ہو گیا اور پھر کسی نے قتل کر ڈالا۔ ترکوں کو اس کے قتل سے بھی بڑی شدید تکلیف پہنچی۔

خاقان نے مسلمانوں کو کہلا بھیجا کہ ہم اس شہر سے واپس جانا نہیں چاہتے جس کا ہم اتنے دن سے محاصرہ کیے بیٹھے ہیں اس لیے تم لوگ شہر کو خالی کر دو اور چلے جاؤ۔ مسلمانوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے مذہب میں یہ نہیں ہے کہ قتل ہونے سے پہلے اپنے آپ کو سپرد کر دیں۔ اس لیے تمھارے جو جی میں آئے کرو۔ اس کے بعد ترکوں نے اس شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا کہ خاقان اپنے وطن واپس جائے گا اور تم لوگ سمرقند یا دبوسیہ چلے جاؤ۔ اہل کمرجہ جو اس محاصرے سے تنگ آ گئے تھے اس صورت پر راضی ہو گئے۔ ترکوں نے ضمانت کے طور پر کچھ مسلمان آدمیوں کو طلب کیا۔ مسلمانوں نے بھی ضمانت میں لوگوں کو مانگا اور کہا کہ کورصول ترکی اُن کے ساتھ رہے گا تاکہ دبوسیہ تک اُن کی حفاظت کرے۔ اس مصالحت کے بعد خاقان واپس چلا گیا اور مسلمان بھی وہاں سے روانہ ہو گئے۔ کورصول کے ساتھ جو ترکی تھے انھوں نے کہا کہ دبوسیہ میں مسلمانوں کی دس ہزار فوج ہے۔ خطرہ ہے کہ وہ ہم کو قتل نہ کر ڈالیں۔ مسلمانوں نے اطمینان دلایا کہ اگر وہ تم سے لڑیں گے تو ہم تمھارا ساتھ دیں گے جب دبوسیہ صرف ایک فرسخ باقی رہ گیا تھا تو وہاں کے باشندوں نے اس فوج کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہ کمرجہ کو خاقان نے فتح کر لیا اور دبوسیہ کو فتح کرنا چاہتا ہے۔ لیکن کمرجہ کے مسلمانوں نے چند آدمیوں کو بھیج کر اطمینان دلایا چنانچہ وہاں کے لوگ اُن کے استقبال کے لیے نکلے اور جو چلنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اُن کو سواری پر لے گئے جب سب لوگ دبوسیہ پہنچ گئے تو مسلمانوں نے اس شخص کو حکم دیا جس کے پاس ترکوں کے آدمی ضمانتاً رکھے تھے کہ اُن کو آزاد کر دو۔ عرب ایک ترکی کو آزاد کرتے تھے اور ترک ایک مسلمان کو آزاد کرتے تھے۔ اس طریقہ پر سب رہائی پا گئے لیکن ایک ترک مسلمانوں کے پاس رہ گیا

Marfat.com

اور سباع بن نعمان ترکوں کے پاس باقی بچ گیا۔ ہر فریق دوسرے سے خطرہ میں تھا کہ کہیں آخری وقت میں دھوکہ نہ دے دے۔ سباع نے مسلمانوں سے کہا کہ ترکوں کی اس آخری اعانت کو بھی چھوڑ دو۔ مسلمانوں نے اس کے کہنے پر چھوڑ دیا۔ اب صرف سباع ترکوں کے پاس رہ گیا کورصول نے اس سے پوچھا کہ آخر تم نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا کہ مجھ کو تم پر اعتماد تھا تمھاری شان سے یہ بعید تھا کہ تم مجھ کو دھوکہ دیتے۔ آخر میں کورصول نے اس کو بھی ایک گھوڑا اور اُس کے ہتھیار سے اُس کو آراستہ کر کے رہا کر دیا۔ کمرجہ کا محاصرہ (۵۸) دن باقی رہا ۳۵ دن تک اونٹوں نے پانی نہیں پیا تھا۔

اہل کُردر کا ارتداد

اس سال کُردر کے باشندے مرتد ہو گئے۔ اشرس نے اُن کی درستی کے لیے ایک فوج روانہ کی جو وہاں سے کامیاب واپس ہوئی عرفجہ نے فخریہ طور پر یہ شعر کہا:

ونحن کفینا اھل مرو غیرھم ونحن نفیناالترك من اھل کُردر

فان جعلو اماقد غنمنالغیرنا فقد یظلم المرء الکریم فیصبر

[ہم اہل مرو اور دوسرے لوگوں کے لیے کافی ہوئے ہم نے کُردر سے ترکوں کو ہمیشہ کے لیے مٹا دیا۔ اگر تم نے ان غنیموں کو جو ہم نے حاصل کی ہیں دوسروں کے لیے رکھا ہے تو شریف انسان پر جب ظلم کیا جاتا ہے تو وہ صبر ہی کرتا ہے۔]

متفرق واقعات

اس سال خالد قسری نے ہلال بن ابی بردہ کو بصرہ کا مستقل حاکم بنادیا۔ حتیٰ کہ قضاء کوتوالی، شہر کا انتظام اور دوسرے امور عامہ بھی اسی کے سپرد کر دیے گئے۔ ثمامہ قضاء کے عہدے سے سبک دوش کر دیے گئے۔ بصرہ میں بلال بن ابی بُردہ متعین رہے۔

مسلمہ نے باب لان پر جنگ کی، خاقان اپنی جرار فوج لے کر مقابلے کے لیے آیا۔ ایک مہینہ تک دونوں فوجیں جنگ آزما رہیں۔ ایک دن موسلا دھار بارش ہو گئی۔ جس کی وجہ سے خاقان اپنی فوج لے کر بھاگ گیا۔ مسلمہ ذی القرنین کے راستہ سے ہو کر واپس چلا گیا۔

Marfat.com

معاویہ بن ہشام نے روم میں لڑائی کی اور شہر صملہ کو فتح کیا۔عبداللہ بن عقبہ فہری غزوۂ الصائفہ میں شریک تھا۔ بحر شام کی طرف جو فوجیں تھیں ان کا امیر عبدالرحمٰن بن معاویہ بن حدیج تھا۔

ابراہیم بن اسمٰعیل نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔عمال حکومت وہی تھے جن کا تذکرہ گذشتہ سال کیا جا چکا۔

وفیات

حضرت حسن بصریؒ نے اسی سال وفات پائی ان کی عمر ۸۷ سال تھی۔

محمد بن سیرین جو بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے اُن کا بھی اسی انتقال ہوا۔اُن کی عمر ۸۱ برس کی تھی اور اسی سال عرب کا شاعر فرزدق انتقال کر گیا۔اس کا سنہ ۹۱ سال کا تھا اور عرب کے دوسرے شاعر جریر خطفی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ جزیہ اور خراج کے الفاظ ''جزیہ'' کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔اس زمانے میں ''علی الارض'' اور ''علی الراس'' کے لاحقوں سے جزیہ اور خراج میں فرق کیا جاتا تھا۔یعنی ''جزیہ علی الارض'' کا مطلب ''خراج'' (Land Tax) ہے اور ''جزیہ علی الراس'' کا مطلب ''جزیہ'' (Poll Tax) ہے۔مزید تفصیل کے لیے دیکھئے قاسم بن سلام کی کتاب الاموال۔

۲۔ الکامل میں ''بنان العنبری'' لکھا ہے،جس کا ترجمہ ''عنبری کے دونوں بیٹے'' کر دیا گیا،لیکن طبری نے یہاں ''بیان العنبری'' لکھا ہے (جلد ۷،ص ۵۵)

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب ۔۴۸

۱۱۱ھ کے واقعات

اشرس کی خراسان سے معزولی اور جنید کا حاکم ہونا

ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ کو خراسان سے معزول کر دیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شداد بن خلید باہلی نے ہشام کے پاس اس کی شکایت لکھی تھی۔ اسی پر وہ معزول کر دیا گیا۔ اور جنید بن عبدالرحمٰن کو خراسان کا حاکم بنادیا۔ جنید کا نسب نامہ یہ ہے: جنید بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن حارث بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثۃ المرّی۔ اس کے حاکم ہونے کی خاص وجہ یہ تھی کہ اُس نے ایک مرتبہ ہشام کی بیوی ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم کو جواہرات کا ایک خوبصورت ہار تحفۃً بھیجا تھا جو ہشام کو بہت پسند آیا۔ جنید نے اسی قسم کا دوسرا ہار صرف ہشام کے لیے بھیج دیا۔ ہشام بہت خوش ہوا اور اس صلے میں اس نے خراسان کی حکومت اس کے سپرد کر دی۔ جنید خراسان کی طرف روانہ ہوا اور اس کی سواری کے لیے ڈاک کے آٹھ جانور متعین ہوئے۔ جب ماوراء النہر کے قریب پہنچا تو اس کے ساتھ خطاب بن محرز سلمی بھی ہو گیا۔ اشرس کا وہاں قائم مقام تھا ان دونوں نے نہر کو ساتھ مل کر عبور کیا۔

جنید نے اشرس کو کہلا بھیجا کہ ایک دستہ میری مدد کے لیے بھیج دو۔ اشرس اس وقت بخارا اور اہل صُغد سے برسر پیکار تھا چونکہ جنید کو ترکوں کے حملے سے خطرہ تھا اس لیے اشرس نے عامر بن مالک بن حمانی کو ایک دستے کے ساتھ روانہ کر دیا۔ ابھی عامر راستہ میں ہی تھا کہ ترکوں نے آ کر گھیر لیا۔ عامر ایک محفوظ قلعے میں گھس گیا اور ایک بلند مقام پر اس نے ترکوں سے لڑنا شروع کیا۔ ورد بن زیاد بن ادہم بن کلثوم (یہ اُسود بن کلثوم کا بھتیجا تھا) اور واصل بن عمرو القیسی بھی عامر کے ہمراہ تھے یہ سب جمع ہو کر

Marfat.com

اس ندی کے کنارے پر پہنچے جو ان کے پیچھے بہہ رہی تھی اور لکڑیوں اور تختوں پر بیٹھ کر عبور کر گئے۔ خاقان کو اس کی خبر اس وقت ہوئی جب یہ لوگ تکبیریں کہتے ہوئے پیچھے سے حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں نے ترکوں کے ایک بہت بڑے سردار کو قتل کر ڈالا جس سے اُن کی ہمت پست ہوگئی اور بھاگ گئے۔ عامر وہاں سے نجات پا کر جنید سے آملا اور پھر سب ساتھ مل کر روانہ ہوئے۔ جنید کے مقدمہ پر عمارہ بن حریم تھا۔ جب بیکند پہنچنے میں صرف دو فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تھا تو ترکوں نے بڑے زور شور سے حملہ کیا۔ جنید کی فوج قریب تھا کہ پسپا ہو جائے لیکن خدا نے غلبہ دے دیا پیچھے سے جنید بھی اپنی فوج لیے ہوئے پہنچ گیا اور میدان جیت لیا۔ اس کے بعد خاقان اپنی جماعت کو لیے ہوئے رزمان میں جو سمرقند کا ایک شہر تھا جنید سے آکر بھڑا۔ قطن بن قتیبہ، جنید کے آخری دستے پر تھا اس نے اس حملے میں خاقان کے بھتیجے کو گرفتار کر لیا اور اُس کو ہشام کے پاس بھیج دیا۔

جنید نے ان جنگوں کے لیے اور مرو کے لیے مجشر بن مزاحم السلمی کو اپنا جانشین بنایا اور سورہ بن حر تمیمی کو بلخ کو حاکم بنایا اس کے بعد ہشام کے پاس ان تمام حالات کی خبر پہنچانے کے لیے ایک وفد روانہ کیا اور خود کامیابی کے ساتھ مرو واپس آ گیا۔ خاقان نے پے در پے شکست کھانے کے بعد کہا کہ ایک معذور آدمی نے مجھ کو اس سال شکست دی ہے آئندہ سال ہم اس کا پورا بدلہ لیں گے۔

اس کے بعد جنید نے مختلف شہروں میں اپنے عمال روانہ کیے اور اکثر بنو مضر میں سے ان کا انتخاب کیا چنانچہ قطن بن قتیبہ کو بخارا کا حاکم بنایا۔ ولید بن قعقاع عبسی کو ہرات کا حاکم بنایا اور حبیب بن مرہ العبسی کو کوتوال بنایا اور مسلم بن عبدالرحمٰن باہلی کو بلخ کی حکومت سپرد کی۔ وہاں اس وقت نصر بن سیار حاکم تھا۔ نصر سے اور بنو باہلہ سے جو بروقان میں جنگ ہوئی تھی اسی زمانہ سے مسلم سے ناچاقی تھی۔ جب مسلم حاکم بن کر آیا تو اُس نے چند آدمیوں کو نصر کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ یہ لوگ اُس وقت پہنچے جب وہ سو رہا تھا۔ اسی حالت میں اُس کو اٹھا لے آئے۔ جنید کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے مسلم کو معزول کر دیا کیونکہ نصر صرف قمیص پہنے ہوئے تھا کوئی تہبند یا پائجامہ تک نہیں پہن سکا تھا۔ جنید نے کہا کہ بنو مضر کے ایک شیخ کو تم لوگوں نے ایسی حالت میں گرفتار کر لیا۔ جنید نے یحییٰ بن ضبعیہ کو سمرقند کا حاکم بنایا اور وہاں کے خراج کے لیے شداد بن خلید باہلی کو مقرر کیا۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے صائفہ یسری میں جنگ کی اور سعید بن ہشام نے صائفہ یمنی میں شرکت کی اور وہ قیساریہ تک پہنچا۔ بحر شام کی لڑائیوں میں عبداللہ بن ابی مریم کو مقرر کیا۔

ہشام نے شام کے مختلف شہروں اور مصر پر حکم بن قیس بن مخرمہ بن عبدالمطلب بن عبدمناف کو حاکم مقرر کیا۔

ترکوں نے آذربائجان پر حملے کی تیاری کی۔ حارث بن عمروان کے مقابلہ کے لیے گیا اور اُن کو شکست دے کر بھگا دیا۔

ہشام نے اس سال پھر جراح بن عبداللہ حکمی کو آرمینیہ اور آذربائجان کا حاکم بنایا اور اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو معزول کر دیا۔ جراح، تفلیس کی طرف سے بلاد خزر میں داخل ہوا اور اُس نے شہر بیضاء کو فتح کیا اور وہاں سے صحیح وسالم واپس آیا۔ خزریوں نے جب جراح کے آنے کی خبر سنی تو اُنھوں نے ایک بہت بڑی فوج تیار کی تاکہ اسلامی شہروں پر قبضہ کریں اور اس بڑی جنگ میں جراح مارا گیا جس کا تذکرہ آیندہ ہوگا۔

عبیدہ بن عبدالرحمٰن عامل افریقہ نے عثمان بن نسعہ کو اندلس کی حکومت سے معزول کر دیا اور ھیثم بن عبید الکنانی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ وہ ۱۱۱ھ کے ماہ محرم میں اندلس پہنچا اور اسی سال ذوالحجہ میں مر گیا۔ کل دس مہینے اس نے اندلس پر حکومت کی۔

ابراہیم بن ہشام مخزومی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

عمال حکومت وہی تھے صرف خراسان میں نئے سرے سے جنید کا تقرر ہوا تھا اور آرمینیہ میں جراح بن عبداللہ حکمی کا تعین ہوا تھا۔

Marfat.com

باب۔۳۹

۱۱۲ھ کے واقعات

جراح حکمی کا قتل

اس سال جّراح بن عبداللہ حکمی خزریوں کے ہاتھوں مارا گیا۔اس کا سبب یہ ہوا کہ جس وقت جراح بلادخزر میں داخل ہوااور خزریوں کواس نے شکست فاش دی تو تمام خزریوں میں ایک آگ سی لگ گئی اور وہ جلدی جلدی لان کے قریب مجتمع ہونے لگے۔ چند ہی دنوں میں ترکوں اور خزریوں کی ایک زبردست فوج تیار ہوگئی۔جراح،شامی فوجوں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا دونوں فوجیں مرتب ہوئیں اور دونوں جانب سے حملے شروع ہوئے۔ترکوں نے بہت ہی شاندار دھاوا کیا جس کے ذریعہ سے وہ مسلمانوں پر غالب آ گئے۔اُنھوں نے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا جراح بھی اپنے ساتھیوں سمیت اردبیل کے چٹیل میدانوں میں شہید ہوا۔اس نے آرمینیہ میں اپنا جانشین حجاج بن عبداللہ کو بنایا تھا۔

جب جّراح مقتول ہوگیا تو ترکوں کے حوصلے بڑھے اور اُنھوں نے ارادہ کیا کہ تمام اسلامی بلاد کو اپنے قبضے میں کرلیں چنانچہ اسی خیال میں وہ موصل تک پہنچ گئے۔وہاں کے مسلمانوں پر بہت سخت مظالم کیے اور اُن کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں۔

جّراح عمر بن عبدالعزیز کے بہترین عمال حکومت میں تھا اس کی شہادت پر بڑے بڑے شعرا نے مرثیے لکھے۔

بعض روایت میں ہے کہ اُس نے بلنجر میں شہادت پائی۔جب یہ خبر ہشام کو ملی کہ جّراح مارا گیا ہے تو اس نے سعید حرشی کو بلا بھیجا اور کہا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ جّراح نے دشمنوں کے مقابلے میں

Marfat.com

شکست کھائی۔ سعید نے کہا کہ اے امیرالمومنین ایسا نہیں ہوسکتا اللہ جانتا ہے کہ اس نے شکست نہیں کھائی بلکہ مارا گیا ہے۔ ہشام نے کہا اچھا تو اب کیا رائے ہے۔ سعید نے کہا کہ مجھ کو چالیس ڈاک کی سواریوں کے ساتھ روانہ کیجیے اور روزآنہ چالیس آدمیوں کی ایک جماعت میرے پاس بھیجا کیجیے۔ اسلامی فوج کے ان سرداروں کو حکم دیجیے جو ادھر اُدھر ہیں کہ وہ مجھ سے آکر ملیں اور اس کام میں میری مدد کریں۔ ہشام نے اس مشورہ کو پسند کیا اور سعید کو فوراً روانہ ہونے کا حکم دیا۔ سعید روانہ ہوا راستے میں جس شہر سے اس کا گذر ہوتا وہاں کے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کرتا اور ساتھ لے لیتا۔ اسی طریقہ پر وہ ارزن پہنچا جہاں اُس کو جراح کی بقیہ فوج نہایت ابتر حالت میں ملی۔ انہوں نے بہت کچھ آہ واویلا مچایا۔ سعید بھی اُن کے گوناگوں مصائب کو سن کر رو پڑا اور ان کو تسلی دی کھانے پینے کی چیزیں دیں اور پھر ان کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ جو شخص راستے میں ملتا اُس کو ساتھ لے لیتا اسی طرح شہر خلاط میں پہنچا، اُس کا محاصرہ کر کے اُس کو فتح کیا اور اموال غنیمت تقسیم کر کے دوسرے قلعوں اور مقامات کو فتح کرتا ہوا برذعہ میں جا کر مقیم ہوا۔ ابن خاقان، آذربائیجان کے گردونواح میں قتل وغارت جنگ وجدال کا بازار گرم کیے ہوئے تھے۔ شہر ورثان کو محصور کر لیا تھا۔ حرشی کو جب اس کی خبر ملی تو وہ ڈرا کہ کہیں خاقان اس پر اپنی فتح کا جھنڈا نصب نہ کر دے اس خیال سے اس نے چند آدمیوں کو پوشیدہ طور پر باشندگان ورثان کے پاس بھیجا تا کہ وہ اُن کو اطمینان دلا دیں اور تھوڑی دیر صبر سے کام لینے کو کہیں ہم جب تک مدد کے لیے پہنچتے ہیں۔ قاصد کو خزریوں نے گرفتار کر لیا اور اس سے تمام باتیں معلوم کر لیں تو اُنھوں نے کہا کہ اگر تم نے ہمارے حکم کی تعمیل کی تو ہم تم کو رہا کر دیں گے ورنہ قتل کر ڈالیں گے۔ قاصد نے پوچھا کہ آخر تم کیا چاہتے ہو اُنھوں نے کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم اہل ورثان سے کہہ دو کہ تمھاری کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا شخص ہے جو تم کو اس مصیبت سے نجات دلائے اس لیے شہر کو تم خاقان کے سپرد کر دو۔ قاصد نے اُن کی یہ شرط منظور کر لی۔ جب وہ شہر کے قریب پہنچا تو جو لوگ سامنے تھے ان سے اس نے دریافت کیا کہ تم لوگ مجھ کو جانتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہاں تم فلاں بن فلاں ہو۔ قاصد نے کہا کہ حرشی نے ہم کو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ہم فلاں جگہ پر پہنچ چکے ہیں اور عنقریب تمھاری مدد کے لیے پہنچ جائیں گے۔ تم اپنے شہر کی حفاظت کرو اور صبر سے کام لو۔ ورثان کے مسلمان اس خوش خبری کو سنتے ہی اچھل پڑے اور زور زور تکبیریں کہنے لگے۔ خزریوں کو پتہ چل گیا انھوں نے قاصد کو قتل کر ڈالا اور وثان

Marfat.com

محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جب حرشی اپنی فوج کے ساتھ وہاں پہنچا تو کسی کا پتہ نہ پایا۔ اردبیل کی طرف بڑھا تو وہاں سے بھی خزری فرار ہو گئے حرشی تھک کر باجروان میں مقیم ہو گیا۔ وہاں ایک سوار سفید گھوڑے پر سوار آیا اور اُس نے سلام کر کے کہا کہ اے امیر کیا آپ جہاد کرنا اور غنیمت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حرشی نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کیا چیز ہوگی۔ اس نے کہا کہ خزریوں کی یہ دس ہزار فوج پڑی ہے جس میں پانچ ہزار مسلمان قیدی ہیں وہ یہاں سے صرف چار فرسخ کے فاصلہ پر ہیں۔ حرشی نے اپنی فوج کو فوراً تیار ہونے کا حکم دیا۔ اور رات ہی کو روانہ ہو گیا دشمن بے خبر سو رہے تھے کہ حرشی نے وہاں پہنچ کر اپنی فوج کو چار سمتوں میں منقسم کر دیا اور یکا یک صبح کے وقت حملہ آور ہوئے۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ ترک میٹھی نیند لے رہے تھے۔ مسلمانوں نے تلواریں میان سے نکال لیں اور ایک طرف سے کاٹنا شروع کیا چنانچہ طلوع آفتاب تک ایک رومی کے سوا جو کسی طرح بچ گیا تھا سب کے سب مارے گئے۔ وہ مسلمان جو اُن کے پاس قید میں تھے ان سب کو آزاد کرا لیا اور باجروان میں آ کر مقیم ہوئے ابھی چین سے بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ وہی شخص پھر آیا اور کہنے لگا کہ یہاں سے قریب ہی خزریوں کی اور بھی فوج ہے جس کے پاس مسلمانوں کے اموال اور جراح کی اولاد اور اُس کے خاندان کے لوگ قید ہیں۔ حرشی پھر مستعد ہو کر روانہ ہوا اور اس مقام پر پہنچا جہاں پر خزری پڑاؤ ڈالے تھے۔ پہنچنے کے ساتھ ہی مسلمانوں نے ان پر یورش کی اور چن چن کر سب کو قتل کر ڈالا اور وہ مسلمان مرد اور عورتیں جو اُن کے قید میں پھنسی تھیں اُن کو رہا کر لیا اور بہت سے اموال غنیمت کو قبضہ میں کیا۔ سعید حرشی، جرّاح کی اولاد کے ساتھ بہت خوش خلقی کے ساتھ پیش آیا اور اُن تمام کو باجروان میں بھیج دیا۔

سعید حرشی کے مقابلے میں خزریوں کی پے درپے شکست کی خبر جب اُن کے بادشاہ کو ملی تو اس نے اپنی فوج کو دھمکایا اور ان کی مذمت اور برائی ان کے منہ پر کرنے لگا جس سے تمام خزریوں کے دل میں ایک جوش پیدا ہوا اور سب کے سب دوبارہ جنگ کے لیے مستعد ہو گئے۔ اس نے آذر بائجان کے گرد و نواح سے لوگوں کو جمع کیا اور ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ حرشی کے مقابلے میں آیا۔ حرشی نے بھی اپنی منتشر فوج کو یک جا کیا اور دونوں مقام برزند میں معرکہ آراء ہوئے دونوں نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے مسلمان آخر میں کچھ بھاگتے نظر آئے لیکن حرشی نے فوراً للکارا اور میدان میں جمے رہنے کی تاکید کی مسلمانوں نے پھر حملہ کیا۔ اسی اثناء میں وہ مسلمان جو ترکوں کے پاس قید تھے چلا اٹھے اور فریاد

Marfat.com

کرنے لگے تکبیر، تہلیل اور دعا کرنے لگے۔ کوئی شخص نہ تھا جو اُن کی مصیبت سن کر رونہ دیا ہو اس فریاد نے مسلمانوں کے جوش کو پھر تازہ کر دیا اور وہ اس شان سے جھپٹے کہ دشمنوں کو بھاگتے ہی بنی۔ مسلمانوں نے پھر ان کا تعاقب شروع کیا اور اسی طرح نہر ارس تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد وہاں سے پھرے تو بہت سے قیدی اور اموال غنیمت ہاتھ آئے قیدیوں کو رہا کر دیا باقی تمام کو لے کر باجروان پہنچے۔

شاہِ خزر نے باقی ماندہ آدمیوں کو پھر جمع کیا اور حرشی سے مقابلے کے لیے نکلا۔ نہر بیلقان میں آکر ٹھہرا۔ حرشی کو جب اطلاع ملی تو وہ اپنی فوج کو لے کر اُسی طرف روانہ ہوا اور اس مقام پر پہنچا جہاں خزریوں کی فوجیں مجتمع تھیں۔ حرشی نے اپنی فوج کو جوش دلانے والے الفاظ سے غضب ناک کر دیا اور وہ اس طرح ٹوٹے کہ دم کے دم میں مخالفین کی صفوں کو نیست و نابود کر دیا اور مطلع صاف ہو گیا۔ دشمنوں کے بہت سے آدمی ڈوب کر مر گئے بلکہ زیادہ تعداد انھی کی تھی۔ حرشی نے مال غنیمت جمع کیا اور اُس کو تقسیم کر کے باجروان لوٹ آیا اور تمام کا خمس ہشام کے پاس بھیج دیا اور اُس کو مسلمانوں کی عظیم الشان فتوحات سے باخبر کیا جو اس وقت تک حاصل ہوئے تھے۔ ہشام نے اُس کو شکریہ کا خط لکھا۔ حرشی باجروان میں مقیم تھا کہ ہشام نے اُس کو اپنے پاس بلا لیا اس کے بعد مسلمہ بن عبدالملک کو آرمینیہ اور آذربائجان کا حاکم بنایا۔ مسلمہ شدید موسم سرما میں ترکوں کا تعاقب کرتا ہوا مقام باب تک پہنچا۔

جنید کا طخارستان پر حملہ

اس سال جنید نے طخارستان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا چنانچہ اس نے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ طخارستان کی طرف روانہ کیا اور ابراہیم بن بسطام لیثی کو بھی دس ہزار فوج کے ساتھ دوسری طرف روانہ کیا جب یہ خبر ترکوں کو ملی تو وہ ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ سمرقند پہنچے جہاں اس وقت سورہ بن حر حاکم تھا۔ سورہ نے جنید کو لکھا کہ ترک جذبۂ انتقام میں بھرے ہوئے ہیں اور سمرقند پر حملہ کرنا چاہتے ہیں میں اُن کی مدافعت کے لیے نکلا ہوں لیکن اتنی طاقت نہیں کہ سمرقند کو محفوظ رکھ سکوں اس لیے مدد کی ضرورت ہے۔ جنید نے اپنی فوج کو نہر عبور کرنے کا حکم دیا مجشر بن مزاحم اور ابن بسطام وغیرہ نے کہا کہ ترک دوسری قوموں کی طرح نہیں ہیں کہ مختلف مقامات پر تم سے جنگ کریں وہ تو ایک ہی جگہ پر جم کر لڑتے ہیں لیکن تم نے اپنی فوجوں کو منتشر کر دیا عبدالرحمٰن کو بیرو ز بھیجا۔ بختری کو ہرات کی طرف روانہ کیا۔

Marfat.com

عمارہ بن حریم کو طخارستان بھیجا لیکن خود حاکم خراسان کو پچاس ہزار سے کم فوج کے ساتھ نہر ہرگز عبور نہیں کرنا چاہیے اس لیے بہتر ہے کہ اپنی روانگی سے قبل عمارہ کو لکھیے کہ وہ آپ کے پاس آجائے اور اتنی دیر انتظار کیجیے۔ جنید نے کہا کہ سورہ اور دوسرے مسلمانوں کا اتنی دیر میں کیا حال ہو جائے گا اگر میرے ہمراہ صرف بنو مرہ یا شامی فوجیں ہوتیں تو بھی نہر عبور کرتا اس کے بعد اُس نے یہ شعر پڑھے:

الیس اُحق الناس ان یشهد الوغی — وان یقتل الابطال ضخما علی ضخم

ماعلتی ماعلتی ماعلتی — ان لم اقتلهم فجروا المتی

[لوگو! کیا میں زیادہ مستحق نہیں ہوں کہ لڑائیوں میں شریک ہوں اور یکے دیگرے بڑے بڑے بہادروں کو قتل کروں۔ میری بیماری اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں لڑوں اگر میں اُن سے نہ لڑوں تو تم میری زلف کے بال پکڑ کر گھسیٹنا۔]

اس کے بعد جنید نہر عبور کر کے کِش میں مقیم ہوا پھر وہاں سے آگے بڑھنے کے لیے تیاری شروع کی جب ترکوں کو اس کے آنے کی خبر ملی تو اُنھوں نے کِش کے راستہ کے کنوؤں کو بھر دیا۔ جنید نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ سمرقند کی طرف جانے کا سہل ترین راستہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ راستہ جو متحرقہ کے نام سے موسوم ہے۔ مجشر نے کہا تلوار سے کٹ کر مرنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم لوگ آگ میں جلیں۔ اس راستے میں بڑے بڑے درخت اور بڑی بڑی گھانسیں ہیں تمام خاردار جنگل ہے دو سال سے اس طرف زراعت بھی نہیں ہوئی اس وجہ سے بہت دشوار گزار ہے اگر خاقان نے ان درختوں میں آگ لگا دی تو ہم لوگ آگ میں جل کر خاک سیاہ ہو جائیں گے اس لیے بہتر یہ ہے کہ گھاٹیوں کا راستہ اختیار کیجیے کیونکہ اس میں جو دشواریاں ہیں وہ ہمارے لیے اور دشمنوں کے لیے برابر ہیں۔ جنید نے یہ رائے پسند کی اور اسی طرف پہاڑوں پر چڑھتے ہوئے روانہ ہوا۔ مجشر نے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑی اور جنید کو مخاطب کر کے بولا کہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بنو قیس کے ایک متکبر شخص کے ساتھ خراسان کی فوج ہلاک ہو جائے گی مجھ کو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے جب تم ایسے مدبر اور تجربہ کار شخص ہمارے ساتھ ہو تو ایسا واقعہ نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں نے اس کوہستانی علاقے میں کچھ رات بسر کی اور پھر روانہ ہوئے۔ جب سمرقند کو صرف چار فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تو یہ لوگ ایک درہ میں جا گھسے صبح ہوتے ہی خاقان ایک جم غفیر لے کر اس درہ پر پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ صغد، فرغانہ، شاش کے

Marfat.com

باشندے اور ترکوں کی مختلف جماعتیں تھیں۔خاقان نے مسلمانوں کے پہلے دستے پر جس کا سردار عثمان بن عبداللہ بن الشخیر تھا، حملہ کیا یہ دستہ شکست کھا کر اپنے لشکرگاہ کی طرف بھاگا۔ترکوں نے تعاقب کیا اور وہاں پہنچ کر ہر طرف سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔جنید نے بنوتمیم اور بنواز دکو میمنہ پر رکھا اور بنو ربیعہ کو جو پہاڑوں کے متصل کھڑے تھے میسرہ پر رکھا بنوتمیم کی ایک جماعت پر عبیداللہ بن زہیر بن حیان کو مقرر کیا اور اُن کے پیادوں پر عمرو بن جرقاش المنقری اور بنوتمیم کی ایک جماعت پر عامر بن مالک الحمانی کو مقرر کیا اور بنواز د کی ایک جماعت پر عبداللہ بسطام بن مسعود بن عمرو کو اور دوسرے دستوں پر فضیل بن ہناد اور عبداللہ بن حوذان کو متعین کیا۔

دشمنوں نے سب سے پہلا حملہ میمنہ پر کیا کیونکہ میسرہ تنگ مقام پر تھا۔حسان بن عبیداللہ بن زہیر پا پیادہ لڑنا چاہتا تھا اُن کے والد نے اُن کو روکا اور سوار ہونے کا حکم دیا۔دشمنوں نے میمنہ کو ہر طرف سے گھیر لیا۔جنید نے نصر بن سیار کو مدد کے لیے بھیجا اس نے بہت زور لگایا اور اس ہلہ میں بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔عبیداللہ بن زہیر، ابن جرقاش، فضیل بن ہناد یہ سب اسی میں مقتول ہوئے۔میمنہ پر ایک عجیب ہنگامہ تھا جنید قلب کی طرف پہنچا اور بنواز د کے جھنڈے کے نیچے آ کر کھڑا ہوا۔اس نے بنواز دکو کچھ تکلیف دی تھی اس لیے صاحب اللواء نے اس سے مخاطب ہوکر کہا کہ ابھی ہم ہلاک نہیں ہوئے ہیں کہ تم ہماری مدح وستائش کرنے کے لیے آئے ہو چونکہ تم کو معلوم ہوگیا کہ دشمن تم تک نہیں پہنچ سکتے اس لیے ادھر چلے آئے۔ہماری ایک جماعت آگے بڑھ چکی ہے اگر ہم نے کامیابی حاصل کی تو وہ تمھارے لیے ہوگی اور اگر ہلاک ہوئے تو ہم پر تم ماتم کرنے والے اور مرثیہ پڑھنے والے بھی نہ ہوگے (یعنی تم بھی نہ بچوگے)۔اس کے بعد وہ آگے بڑھا اور شہید ہوگیا۔ابن مجاعہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی شہید ہوگیا۔اس طرح اٹھارہ آدمیوں نے یکے بعد دیگرے علم اٹھائے اور مارے گئے صرف بنواز د کے ۸۰ آدمی مقتول ہوئے۔

لوگ لڑتے لڑتے تھک گئے حتی کہ تلواریں بالکل کند ہوگئیں۔غلاموں نے لکڑیاں کاٹ کر دیں تو ان سے لڑنے لگے یہاں تک دونوں فوجیں علیحدہ ہوکر پھر ٹکرا گئیں۔بنواز د میں سے عبداللہ بن بسطام، محمد بن عبداللہ بن حوذان، حسن بن شیخ، فضیل جو سواروں کے افسر تھے۔یزید بن فضل الحدانی یہ سب کے سب مارے گئے۔یزید بن فضیل نے اس سال حج میں ایک لاکھ اسی ہزار درہم خرچ کیے۔

Marfat.com

اپنی والدہ سے رخصت ہوتے وقت کہا کہ آپ دعا فرمائے کہ اللہ مجھ کو شہادت نصیب کرائے اُنھوں نے دعا کی اور اُن پر غشی طاری ہوگئی۔ حج سے واپسی کے تیرہ دن کے بعد شہید ہوئے۔ نصر بن راشد عبیدی بھی شہید ہوئے جب جنگ ہو رہی تھی تو یہ اپنی بیوی کے پاس گئے اور پوچھا کہ اُس وقت تمھارے دل کی کیا حالت ہوگی جب مجھے تم خون میں ڈوبا ہوا زمین پر پڑا ہوا دیکھو گی۔ اس نے اپنا گریبان چاک کیا اور اپنے لیے دعا کی۔ نصر نے کہا کہ بس کرو اگر تمام عورتیں مجھ پر نوحہ کریں تب بھی میں اُن کی طرف التفات نہیں کروں گا اس کے بعد وہ پلٹ گئے اور شہید ہو گئے۔ تمام لوگ اس پریشان کن حالت میں تھے کہ شہہ سواروں کی ایک جماعت نظر آئی۔ جنید نے منادی کرادی کہ پیدل چلو چنانچہ سب پا پیادہ ہو گئے اور اس کے بعد حکم دیا کہ ہر سپہ سالار ایک خندق کھودوائے چنانچہ سب نے خندقیں کھود ڈالیں۔ بنوازد میں سے اس دن ایک سو نوے آدمی مارے گئے۔ یہ لڑائی جمعہ کے دن ہوئی تھی۔ سنیچر کے دن خاقان نے پھر حملے کا ارادہ کیا لیکن بنوبکر بن وائل کے مقام سے زیادہ قریب کوئی مقام نظر نہ آیا اس نے اُسی طرف سے ابتدا کی بنوبکر نے جن کا سردار زیاد بن حارث تھا اُن کے حملے کا دنداں شکن جواب دیا اور اُن کو بہت دور تک پیچھے ہٹا لے گئے۔ جنید یہ دیکھ کر سجدہ میں گر پڑا اور اس نے خدا کا شکر ادا کیا اس کے بعد لڑائی نے زیادہ زور پکڑا۔

سورۃ بن حر کا قتل

جب جنگ خوفناک حد تک پھیل گئی اور جنید نے نازک حالت کا معائنہ کیا تو فوراً لوگوں کو مشورے کے لیے بلایا۔ عبیداللہ بن حبیب نے کہا کہ دو باتوں میں سے ایک بات کریں یا تو آپ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیے اور یا پھر سورۃ کو ہلاکت میں ڈالیے۔ جنید نے کہا کہ سورۃ کا ہلاک ہونا مجھ پر زیادہ آسان ہے۔ عبیداللہ نے کہا کہ اچھا تو پھر اسی کو لکھیے کہ وہ سمرقندیوں کو ساتھ لے کر آپ کے پاس چلا آئے اس لیے کہ جب یہ ترکوں کے سامنے آجائے گا تو ترک اپنی فوج کا رخ ادھر کر دیں گے اور ہم چھوٹ جائیں گے۔ جنید نے سورۃ بن حر کو طلبی کا خط لکھا۔ جب یہ قاصد وہاں پہنچا تو سورۃ نے حلیس بن غالب شیبانی سے مشورہ لیا اُس نے کہا کہ ترک جنید اور تمھارے درمیان میں حائل ہیں اگر تم اس طرف گئے تو وہ اپنا زور تم پر لگا دیں گے اور تم کو نوچ کر کھالیں گے اس لیے جانا غیر مناسب ہے آخر کار سورۃ نے

Marfat.com

جنید کولکھا کہ میں آنے سے مجبور ہوں۔ یہ جواب سن کر جنید بہت خفا ہوا اور اس کولکھ بھیجا اے بدمعاش تجھ کو آنا ہے تو جلد آ ورنہ تیرے جانی دشمن شداد بن خلید کو تیرے سر پر مسلط کردوں گا خیریت اسی میں ہے کہ تم وہاں سے جلد روانہ ہو جاؤ اور نہر کا راستہ اختیار کرو۔ سورۃ نے چاروناچار جانے پر آمادگی ظاہر کی اور اس نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ میں نہر کی طرف سے جاؤں گا تو دو دن سے کم میں نہیں پہنچوں گا اور دوسرے راستہ سے صرف رات بھر کی مسافت ہے اگر یہ شخص (یعنی جنید) قید نہ لگاتا تو میں اسی دوسرے راستے سے جاتا۔

ترکوں کے جاسوس وہاں بھی گھسے تھے اُنھوں نے سورۃ کی گفتگو فوج میں پہنچادی اس کے بعد سورۃ بارہ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا اور سمرقند میں موسیٰ بن اسود حنظلی کو اپنا قائم مقام بنایا۔ سورۃ جب صبح کے وقت پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو ترک اپنی فوج کے ساتھ آدھمکے اب جنید اور سورۃ کے درمیان صرف ایک فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تھا ترکوں نے جنگ شروع کردی۔ غوزک نے خاقان سے کہا کہ آج گرمی بہت ہے اس لیے تم اس وقت تک ٹھہرو جب تک یہ تمام اسلحے گرم ہو جائیں۔ اس نے یہ رائے پسند کی اس کے بعد ترکوں نے نہر کے درمیان کی گھانس وغیرہ کو آگ لگادی اور سورۃ کے لشکر اور پانی کے درمیان حائل ہوگئے۔ سورۃ نے عبادہ سے کہا کہ اے ابوسلیم کیا رائے ہے اس نے کہا کہ میرا خیال تو یہ ہے کہ ترک غنیمت لوٹنا چاہتے ہیں اس لیے تم اپنی سواریوں کو بے کار کردو اور اپنی تمام چیزوں کا آگ لگا دو۔ تلوار میان سے نکال کر آگے بڑھو اس وقت یہ راستہ دے دیں گے اور اگر اس پر بھی راستہ نہ دیں تو ہم کو اپنے بھالے کھینچے ہوئے آگے بڑھنا چاہیے۔ صرف ایک ہی فرسخ فوج تک پہنچنے کو رہ گیا ہے تاکہ اپنی فوج سے مل جائیں۔ سورۃ نے کہا کہ ہم اس قدر نقصان برداشت نہیں کرسکتے میں تو تمام فوجوں کو جمع کرتا ہوں اور اُن کولڑائی کے لیے تیار کرتا ہوں خواہ وہ ہلاک ہو جائیں یا صحیح سالم رہیں۔ سورۃ نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ترکوں کو شکست دی۔ جنگ میں گردوغبار اس قدر اٹھا کہ زمین و آسمان تمام پر چھا گیا لوگوں کو کچھ دکھائی تک نہیں دیتا تھا۔ مسلمان جو آگے بڑھے تو سب کے سب اور خود دشمن بھی اس دہکتی ہوئی آگ میں جو ترکوں کے پیچھے تھی گر پڑے۔ سورۃ بھی اسی میں گرا اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ مسلمانوں کی جماعت منتشر ہوگئی تو ترکوں نے پلٹ کر پھر حملہ کیا اور دو ہزار قتل کر ڈالے۔

بعض روایت میں ہے کہ ایک ہزار کو قتل کر ڈالا صرف عاصم بن عمیر سمرقندی بچ گیا۔ حلیس

Marfat.com

بن غالب شیبانی بھی شہید ہوا۔ مہلب بن زیاد عجلی سات سو آدمیوں کے ساتھ بھاگا اور ایک گاؤں جس کو فرعاب کہتے تھے وہاں کے ایک قصر میں جا چھپا۔ اسکند ملک نسف اور غوزک اُن کے پاس آئے اور اُن کو امان دینے کا وعدہ کیا۔ قریش بن عبداللہ عبدی نے کہا کہ ان کافروں پر ہرگز بھروسہ نہ کرو، رات کے وقت ہم خود نکل کر بھاگ جائیں گے اور سمرقند چلے جائیں گے لیکن کسی نے اس کی رائے پر توجہ نہیں کی۔ غوزک ان سب کو خاقان کے پاس لے گیا۔ خاقان نے ان سے کہا کہ میں غوزک کے وعدہ کو اور اس کے امان کو قطعاً ناجائز قرار دیتا ہوں۔ اس کے اس جملے نے مسلمانوں کو برانگیختہ کر دیا اور سب کے سب لڑنے کے لیے مستعد ہو گئے۔ جنگ میں سب مارے گئے اور صرف سترہ آدمی بچے اور بعد میں ان میں سے بھی چودہ آدمی مار ڈالے گئے اور صرف تین آدمی بچ گئے۔

سورۃ اسی آگ میں گر کر مارا گیا جب جنید کو سورۃ کے قتل کی خبر ملی تو وہ درہ سے نکل کر سمرقند کی طرف جانے لگا۔ خالد بن عبیداللہ نے کہا کہ جلدی روانہ ہو جاؤ۔ مجشر نے سواری کی لگام پکڑ کر کہا اتر جاؤ سب لوگ اتر گئے ابھی اچھی طرح مطمئن نہیں ہوئے تھے کہ ترک پھر نمودار ہوئے۔ مجشر نے کہا کہ اگر ہم راستے میں ہوتے تو وہ ہم کو ہلاک و برباد کر دیتے۔ جب صبح ہوئی تو مسلمانوں نے حملے کا ارادہ کیا۔ جنید نے ان کو روکا کہ اس طرف آگ ہے مت جاؤ جنید نے اپنی فوج میں یہ اعلان کیا کہ جو غلام کوئی کارنامہ انجام دے وہ آزاد کر دیا جائے گا۔ غلاموں نے مل کر ایک بڑا سخت حملہ کیا جس نے دشمنوں کے چھکے چھڑا دیے اور وہ بھاگ گئے۔ موسیٰ بن تعراء نے کہا کہ آج غلاموں نے وہ کارنامہ کیا ہے جو اُروز بان میں لوگوں نے کیا تھا جس کی وجہ سے تم لوگ بے حد خوش ہو۔ دشمنوں کا بادل چھٹ گیا اور جنید نہایت اطمینان کے ساتھ سمرقند واپس آ گیا۔

سورۃ کے بال بچوں کو مرو بھجوا دیا اور اُس کے بعد خود صغد میں چار مہینے تک مقیم رہا۔ خراسان کے جنگی امور میں مجشر بن مزاحم سلمی، عبدالرحمٰن بن صبح خرقی، عبیداللہ بن حبیب ہجری یہ تینوں بڑے تجربہ کار اور مدبر تھے۔ مجشر بن مزاحم میں خاص کمال یہ تھا کہ فوج کو اُن کے جھنڈے کے نیچے اتارتا تھا اور فوج کے ہتھیار اچھی طرح رکھتا تھا۔ عبدالرحمٰن بن صبح میں یہ بات تھی کہ جب جنگ میں کوئی اہم یا ہولناک واقعہ ہو جاتا تو اس وقت کی مناسبت سے بہترین رائے دیتا۔ عبیداللہ فوج کی ترتیب اور جنگی انتظام میں خاص ملکہ رکھتا تھا۔ بعض موالی بھی ایسے تھے جو اُن کی طرح صائب الرائے اور مدبر تھے۔

Marfat.com

جنگ کی تمام اُونچ نیچ سے واقف تھے۔ ان میں فضل بن بسام، مولی لیث، عبداللہ بن ابی عبداللہ، مولیٰ سلیم بختری بن مجاہد مولی شیبان وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

جب ترکوں کی جنگ سے جنید کو فراغت ملی تو اُس نے نہار بن توسعہ جس کا تعلق بنی تیم اللات سے تھا اور زبل بن سوید الحرّی کو ہشام کے پاس بھیج دیا۔ ہشام کو لکھا کہ سورۃ نے میرے حکم کی نافرمانی کی اس وجہ سے مارا گیا۔ میں نے اُس کو کہا تھا کہ نہر کے راستے سے آؤ لیکن وہ نہ مانا اُس کی فوجیں متفرق ہوگئیں کچھ تو لوگ ہمارے پاس آئے اور باقی لوگ نسف اور سمرقند بھاگ گئے اور سورۃ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی مارے گئے۔ ہشام نے نہار بن توسعہ سے صحیح خبر دریافت کی تو اُس نے سچا سچا واقعہ بیان کر دیا۔ ہشام نے جنید کو لکھا کہ میں نے دس ہزار کوفہ سے اور دس ہزار بصرہ سے فوجیں روانہ کیں۔ تیس ہزار نیزے اور اس قدر ڈھال بھیجے گئے اُن میں سے زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار ضائع جاتے باقی پندرہ ہزار کہاں ہیں۔

ہشام کو جب سورۃ کے قتل کی خبر ملی تو اُس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ سورۃ کا قتل خراسان میں اور جراح کو قتل باب ابواب میں عجیب حیرت انگیز اور افسوسناک واقعات ہیں۔

اس جنگ میں نصر بن سیار نے بڑی جواں مردی اور بہادری سے دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ جنید جب درہ میں تھا تو اس نے ایک آدمی سے کہا کہ لوگوں کا حال دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ وہ ادھر اُدھر گشت لگا کر واپس آیا اور اُس نے کہا کہ ہم نے لوگوں کو بہت ہی خوش و خرم پایا بعض تو بزم مشاعرہ منعقد کر رہے تھے بعض درود، وظائف اور تلاوت قرآن میں مشغول تھے۔

عبید بن حاتم بن نعمان نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان خیموں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ قریب جا کر پوچھا کہ یہ کس کے خیمے ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ عبداللہ بن بسطام اور ان کے اصحاب کے خیمے، کل کے دن یہ سب شہید ہو گئے۔ ایک دوسرے شخص کا بیان ہے کہ میں بہت زمانہ کے بعد اس طرف سے گذرا تو مجھ کو مشک اور عنبر کی خوشبو ملی۔

جنید کچھ دن سمرقند میں ٹھہرا اور خاقان نے بخارا کی راہ لی جہاں قطن بن قتیبہ بن مسلم بطور حاکم کے تھا۔ جنید کو یہ خطرہ ہوا کہ خاقان قطن کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔ اس خیال سے اس نے لوگوں سے مشورہ لیا ایک جماعت نے کہا کہ ہم سمرقند ہی میں رہیں اور اُس کی حفاظت کریں۔ دوسری نے کہا

Marfat.com

کہ ہم جانے کے لیے تیار ہیں پہلے زبخن کی طرف جائیں اور پھر کش اور نسف ہوتے ہوئے زم کے اطراف سے گذرتے ہوئے نہر عبور کریں اور آمل میں اتر جائیں اور خاقان کا راستہ روک لیں۔

جنید نے عبداللہ بن ابی عبداللہ مولیٰ بن سُلیم سے اس کے متعلق مشورہ لیا اور ان لوگوں کے ان خیالات کو اس کے سامنے ظاہر کیا۔ عبداللہ نے کہا کہ میں جانے کے لیے تیار ہوں لیکن اس شرط پر کہ وہ ہمارے مشورے کی پوری طرح تعمیل کرکے جہاں میں ٹھہرنے کا حکم دوں وہاں وہ ٹھہرے، جہاں سے کوچ کرنے کا حکم دوں وہاں سے فوراً کوچ کر جائے، جہاں لڑنے کا اشارہ کروں وہاں جان توڑ کر لڑیں۔ جنید نے کہا کہ یہ سب منظور ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ میں تم سے چند باتوں کا خواہشمند ہوں کہ جب کہیں ٹھہرو تو سب سے پہلا کام یہ کرو کہ خندق کھودلو اور پانی کے اہتمام سے غافل نہ ہو خواہ نہروں ہی کے کنارے پر کیوں نہ ہو۔ یہ بھی کہتا ہوں کہ تم قیام و سفر میں میری رائے پر چلا کرو۔ جنید نے اس کا بھی وعدہ کرلیا اُس کے بعد عبداللہ نے کہا کہ جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ تم سمرقند ہی میں رہو تا کہ مدد کا انتظار کرو اور مدد کے آنے میں تاخیر ہوگئی اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کش، نسف کے راستہ سے جائیں گے تو اس کے متعلق میرا یہ خیال ہے کہ اگر تم دوسرے راستہ سے جاؤ گے تو تم کو اس قدر دقتیں برداشت کرنی پڑیں گی جس سے لوگوں کے اعضاء چور چور ہو جائیں گے اور وہ دشمنوں کے مقابلے سے عاجز ہو جائیں گے خاقان تم پر بہت جری ہو گیا ہے وہ بخارا کو فتح کرنا چاہتا ہے لیکن اہل بخارا موقع نہیں دیتے اور اگر کوئی اور راستہ اختیار کیا تو تمھارے حرکات و سکنات کی خبر اہل بخارا کو ہوتی رہے گی اور پھر وہ اپنے دشمن کے مطیع ہو جائیں گے اور اگر تم نے مشہور راستہ اختیار کیا تو دشمن تم سے خوف زدہ رہیں گے۔ میرا خیال ہے کہ تم ان لوگوں کے اہل و عیال کو جو سورۃ کے ساتھ مقتول ہوئے ہر قبیلہ میں تقسیم کر دو اور اپنے ساتھ لے لو ہم کو خدا سے امید رکھنی چاہیے کہ وہ ان مظلوموں کی وجہ سے ہم کو فتح دے گا اور ہر اس شخص کو جو سمرقند میں مقیم رہنا چاہے اُس کو ایک گھوڑا اور ایک ہزار درہم دے دو۔ جنید نے اس کی تمام باتوں پر عمل کیا۔ سمرقند میں عثمان بن عبداللہ بن شخیر کو چار سو شہسواروں کے ساتھ اور چار سو پیادہ فوج کے ساتھ چھوڑ دیا اور اُس کے بعد روانہ ہوا جو لوگ جنگ میں جانا نہیں چاہتے تھے انھوں نے عبداللہ کے اس مشورہ کو بڑی ناپسندیدگی سے دیکھا بلکہ آپس میں چہ می گوئیاں کرنے لگے کہ دیکھو اس نے ہلاکت و بربادی کا پورا سامان کرلیا۔ جنید نے اپنی روانگی سے قبل اشجب بن عبید حنظلی کو دس آدمیوں کے ساتھ روانہ

Marfat.com

کیااور اس سے کہا کہ ہر منزل پر جب تم پہنچو تو ایک شخص کو میرے پاس تمام حالات کی آگاہی کے لیے بھیج دو۔اس کے بعد جنید بڑی سرعت کے ساتھ روانہ ہوا۔عطاء دبوسی نے کہا کہ اے جنید تم کو ضعیف اور کمزور آدمیوں کا بھی خیال کرنا چاہیے ایک سب سے زیادہ بڈھے کو اور ہتھیاروں سے پورا مسلح کر دو تلوار، نیزہ ڈھال، ترکش یہ سب چیزیں اُن کو دو اور اُن کی طاقت کے مطابق ہلکی رفتار رکھنی چاہیے کیونکہ ہم ایسے کمزور لوگ اس قدر تیزی کے ساتھ نہیں چل سکتے اور نہ اتنی عجلت کے ساتھ جنگ کر سکتے ہیں۔جنید نے اس کے مشورہ کو پسند کیا اس کے بعد فوجیں نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ ان پر خطر مقامات سے گذر گئیں جہاں دشمنوں کے حملے کا ڈر تھا اور اسی طرح طواویس تک پہنچ گئیں۔خاقان نے کرمینیہ سے اسی طرف رخ کیا اور سامنے آپہنچا یہ رمضان المبارک کا پہلا دن تھا کہ دونوں فوجیں صف آراء ہوئیں اور باہم نبرد آزمائی کرنے لگیں۔اسی اثناء میں عبداللہ بن ابی عبداللہ ہنستا ہوا جنید کے پاس آیا۔جنید نے کہا کہ یہ ہنسنے کا وقت نہیں ہے۔عبداللہ نے کہا کہ الحمداللہ یہ لوگ اس وقت تو پہنچے نہیں جب ہم لوگ پہاڑوں سے گذر رہے تھے جہاں نہ کہیں پانی کا پتہ تھا نہ کھانے کا اور نہ کہیں سایہ تھا۔خدا کا شکر ہے کہ یہ اس وقت آئے جب کہ تم شام تک خندق کھودوالو گے اور تمھارے پاس رسد بھی کافی موجود ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خاقان تھوڑی سی جنگ کے بعد واپس گیا۔عبداللہ نے جنید کو مشورہ دیا کہ تم فوراً یہاں سے کوچ کر جاؤ کیونکہ خاقان نے یہ سمجھا کہ تم یہیں پر مقیم رہو گے، اس لیے جب دل میں آئے گا تو پھر ہم پر حملہ بھی کر سکتے ہیں۔فوج روانہ ہوئی عبداللہ فوج کے آخری دستے پر تھا۔جب شام ہوگئی تو سب ایک جگہ پر ٹھہر گئے اور وہیں رات گذاری۔رات بھر کھا پی کر اچھی طرح آسودہ ہوگئے صبح کو پھر روانہ ہوئے۔عبداللہ نے جنید سے کہا کہ ہم کو خطرہ ہے کہ کہیں خاقان پیچھے سے آخری دستے پر حملہ نہ کر دے اس لیے پہلے ہی کیل کانٹے درست کر دینا چاہیے۔جنید نے آخری دستے پر اور دوسرے مضبوط آدمیوں کو بھیجا اور اس کو اچھی طرح مستحکم کر دیا۔واقعتہً ایسا ہوا کہ کچھ دور جانے کے بعد ترکوں نے آخری دستے پر حملہ کر ہی دیا۔عبداللہ نے بھی اپنا زور صرف کر دیا۔مسلم بن احوز نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کر دیا جس کے مرنے سے اُنھوں نے بدفالی لی اور طواویس واپس چلے گئے۔مسلمانوں کی فوجیں قدم بڑھاتی چلی گئیں اور مہرجان کے دن بخارا میں داخل ہوگئیں۔اہل بخارا بخاری درہم لے آئے تقریباً دس دس ہزار درہم ہر مجاہد کو ملے۔

Marfat.com

عبدالمومن بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو اُس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ لوگوں میں میری یوم الشعب والی رائے مشہور کر دو۔

جنید، خالد بن عبداللہ کا جب ذکر کرتا تھا تو ان الفاظ سے یاد کرتا تھا بہتر ہے اور بہتر کی اولاد سے ہے۔ اکلوتا ہے اور اکلوتے کی اولاد سے ہے۔ بے مثل اور دلیر ہے اور ایسے ہی شخص کا لڑکا ہے۔

اس کے تھوڑے دنوں کے بعد کوفہ سے بھی امدادی فوجیں آ گئیں لیکن چونکہ وہ اب بے ضرورت تھیں اس لیے اُن کو واپس کر دیا گیا اور حوثرہ بن زید عنبری بھی ان کے ساتھ کر دیا گیا۔ اور جو لوگ اُس کے ساتھ جانا چاہتے تھے اُن کو واپس کر دیا گیا۔

بعض روایت میں ہے کہ درہ کی جنگ (یوم الشعب) کا واقعہ ۱۱۳ھ میں ہوا۔ نصر بن سیار جو اس واقعہ میں شریک تھا اس نے یہ اشعار کہے تھے: (ترجمہ)

[میں جب سے دنیا میں آیا میرے حاسد بکثرت ہو گئے اے صاحب مراتب تو ان کی تعداد میں کمی نہ کر۔ اگر تم مجھ سے اس بات کے لیے حسد کرو کہ کسی دن تم بہترین کام انجام دو تو میرے ایسا کارنامہ مجھ کو بھی تمھارا حاسد بنا دے گا۔ وہ خدا اس سے انکار کرتا ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے مجھ کو تم پر شرف بخشا اور تم سے زیادہ مراتب عطا کیے۔ میں دشمنوں سے ان گھوڑوں پر سوار ہو کر تیر اندازی کرتا ہوں جو زخموں سے چور ہیں حتیٰ کہ میں ان کے حاسدین پر غالب ہو گیا۔ تم میں سے وہ کون شخص ہے جس نے درّے میں داخل ہوتے وقت اس عظیم الشان جنگ کی ضرورتوں کا سردار مجھ کو نہیں بنایا تھا۔ کیا تم نے میری اس مدافعت کو جو میں تمھاری فوجوں کے لیے کر رہا تھا نہیں دیکھا جب کہ نیزے برس رہے تھے اور جنگ کا شعلہ بھڑک چکا تھا۔]

ابن عرس نے نصر بن سیار کی مدح میں چند اشعار لکھے ہیں: (ترجمہ)

[اے نصر تو تمام بنو نزار کا سپوت ہے تیرے ہی لیے اخلاق و بہترین افعال ہیں۔ تو نے تمام قبائل کی اس تکلیف کو دفع کر دیا جو اس درے میں اُن کو پہنچی تھی جب کہ وہ زیر و زبر ہو رہے تھے اور ذلیل و خوار ہو رہے تھے۔ جنید کی لڑائی کے دن جب نیزے ہل رہے تھے اور خون کا دریا بہہ رہا تھا اور تلواروں کی کثرت سے ہر چہار طرف آسمان چمک رہا تھا۔ تو اپنے

Marfat.com

نفس نفیس سے اُن پر حملے کرتا رہا یہاں تک کہ دشمنوں کی جماعت منتشر ہوگئی اور وہ متفرق ہوگئے۔ پس تمام لوگ اس واقعہ کے بعد تمھارے آزاد کردہ غلام ہیں اور تم ہی کو ساری عزتیں اور مرتبے حاصل ہیں۔]

متفرق واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے صائفہ کی جنگ کی اور خرشنہ کو فتح کیا۔

اس سال حج ابرہیم بن ہشام مخزومی نے کرایا جبکہ بعض روایت میں ہے کہ حج سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے کرایا۔ باشندگان اندلس نے ھیثم کے انتقال کے بعد محمد بن مالک اشجعی کو وہاں کا حاکم بنایا اور وہ صرف دو مہینہ تک وہاں کا حاکم رہا اس کے بعد عبدالرحمٰن بن عبداللہ غافقی کا تقرر عمل میں آیا۔ باقی عمال حکومت وہی تھے جن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

وفیات

اس سال رجاء بن حیوۃ نے قُسّین میں انتقال کیا۔ مکحول ابوعبداللہ الشامی الفقیہ اور عبدالجبار بن وائل بن حجر حضرمی نے اس سال وفات پائی۔ جب عبدالجبار کے والد کا انتقال ہوا تو وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے اس لیے ان کی جتنی روایتیں لوگوں نے اُن کے والد سے کی ہیں وہ سب منقطع ہیں۔

Marfat.com

باب-۴۰

۱۱۳ھ کے واقعات

عبدالوہاب کا قتل

اس سال عبدالوہاب بن بُخت قتل کیا گیا وہ عبداللہ البطال کے ساتھ روم میں جنگ کرنے کے لیے گیا تھا۔ جب عبداللہ بطال کے اصحاب نے شکست کھائی اور بھاگنے لگے تو اس پر عبدالوہاب نے حملہ شروع کیا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ اے گھوڑے میں نے تم سے بڑھ کر بزدل کوئی نہیں دیکھا۔ اللہ میرا خون بہا دے اگر میں تیرا خون نہ بہاؤں۔ اپنے خود کو اتار کر اس نے لوگوں کو للکارا کہ دیکھو میں عبدالوہاب بن بُخت ہوں کیا تم لوگ جنت سے بھاگے جاتے ہو۔ اس کے بعد دشمنوں سے مقابلہ میں آیا ایک شخص نے کہا اف پیاس لگی ہے۔ عبدالوہاب نے اس سے کہا کہ آگے بڑھو سیرابی تو تمھارے سامنے ہے۔ لوگ لڑنے لگے اور اسی میں عبدالوہاب بھی مارا گیا اور اس کا گھوڑا بھی مارا گیا۔

مسلمہ کی ترکوں سے جنگ اور واپسی

اس سال مسلمہ نے اپنی فوجوں کو خاقان کی مملکت میں مختلف مقامات پر منقسم کر دیا تھا جس نے مختلف شہر فتح کیے بہت سے ترکوں کو تہ تیغ کیا اور بہت سوں کو قید کیا اور ایک بڑی تعداد کو جلا دیا غرض کہ مختلف سزائیں دی گئیں اس کے بعد بلنجر کے پہاڑوں کے پاس تمام لوگ مطیع ہو گئے وہاں ابن خاقان کو قتل کر ڈالا۔ اس کے قتل نے تمام خزریوں اور ترکوں کو مشتعل کر دیا اور وہ ایک بڑی تعداد میں جمع ہوئے جن کا کوئی حساب نہ تھا۔ مسلمہ بلنجر سے آگے بڑھ گیا تھا کہ اُن ترکوں کی تیاری کی خبر ملی اس نے

Marfat.com

اپنی فوج کو حکم دیا کہ بہت سی آگ روشن کر دو چنانچہ انھوں نے بہت سے لکڑیاں جمع کیں اور اس میں آگ لگا دی خیموں اور بھاری ساز و سامان کو وہیں چھوڑ دیا اس کے بعد اس نے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جوانوں کو فوج کے آخری دستے پر رکھا اور بڈھوں کو آگے بڑھایا اور جلدی جلدی منزلیں طے کرتا ہوا باب الابواب پہنچ گیا۔

عبدالرحمٰن امیر اندلس کا قتل اور عبدالملک بن قطن کا حاکم ہونا

۱۱۳ھ میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ غافقی نے عبیدہ بن عبدالرحمٰن السلمی کی آمد کے بعد ایک جنگ کی تھی اور یہ اسی کے اشارہ سے تھی۔ عبیدہ ۱۱۰ھ میں افریقہ اور اندلس کا حاکم بنایا گیا جب عبیدہ افریقہ پہنچا تو اس نے مستنیر بن حارث حُرَیشی کو صقلیہ میں مشغول بہ جنگ پایا۔ مستنیر لڑ بھڑ کر وہیں مقیم رہا اور موسم سرما گذار کر وہاں سے واپس آیا۔ اس کے ساتھی ڈوب گئے اور مستنیر اپنے جہاز میں بچ گیا۔ عبیدہ نے اس کو گرفتار کر کے سزا دی اور قیروان بھجوا دیا۔

عبیدہ نے اندلس میں عبدالرحمٰن کو حاکم بنایا۔ عبدالرحمٰن نے فرانس پر حملہ کیا اس کے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ ایک شخص نے غنایم میں ایک مرد کی مورت پائی جس میں موتی یاقوت، جواہر، زمرد سب جڑے ہوئے تھے۔ عبدالرحمٰن نے اُس کو توڑ کر تمام لوگوں میں تقسیم کر دیا جب اس کی خبر عبیدہ کو لگی تو اس نے عبدالرحمٰن سے باز پرس کی۔ عبدالرحمٰن چونکہ بہت ہی سلیم الطبع اور پرہیز گار آدمی تھا اس لیے اُس نے یہ جواب دیا کہ اگر زمین اور آسمان دونوں ملے ہوئے ہوتے اور راستہ بند ہو جاتا تو بھی خدا اپنی قدرت سے متقی اور پرہیز گاروں کے لیے راستہ نکال دے گا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن فرانس کے دوسرے شہروں کو فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ بعض روایت میں ہے کہ عبدالرحمٰن نے یہ فتوحات ۱۱۴ھ میں حاصل کیں۔ انھیں جنگوں میں عبدالرحمٰن اور اس کے ساتھی مارے گئے اس کے بعد عبیدہ افریقہ سے شام چلا آیا اور اس نے ہشام کے پاس بہت سے لونڈیاں اور بہت سے غلام اور دوسری قسم کے تحائف بھیجے اور اس سے درخواست کی کہ مجھ کو اس خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے۔ ہشام نے اُس کو معزول کر دیا اور اندلس میں عبیدہ نے عبدالرحمٰن کی جگہ پر عبدالملک بن قطن کو مقرر کیا۔

اس کے بعد ہشام نے افریقہ میں عبیدہ کی جگہ عبیداللہ بن حبحاب کو مقرر کیا۔ جو اس سے پہلے

Marfat.com

مصر کا حاکم تھا۔ ۱۱۶ھ میں عبیداللہ افریقہ پہنچا اس نے جانے کے بعد فوراً مستنیر کو قید خانہ سے نکالا اور تونس کا حاکم بنایا اور حبیب بن ابی عبیدہ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ سوڈان کی طرف بھیجا وہاں مسلمانوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی اس سے قبل ایسی شاندار کامیابی کم ہوئی ہوگی۔ بحری لڑائی کے بعد پھر وہ واپس آ گیا۔

وفیات

عدی بن ثابت انصاری اور معاویہ بن قرہ بن ایاس مزنی جو قاضی ایاس کے والد تھے ان دونوں نے اسی سال وفات پائی۔ قاضی ایاس اپنی ذہانت اور ذکاوت میں مشہور ہیں۔ حرام بن سعد محیصہ ابوسعید نے بھی اسی سال وفات پائی ان کی عمر ۷۰ سال کی تھی۔ طلحہ بن مُصَرف الایامی اور عبداللہ بن عبیداللہ بن عمیر لیثی، عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخذری جن کی کنیت ابوجعفر تھی ان سب نے اسی سال وفات پائی۔ موخر الذکر کی عمر ۷۷ سال کی تھی۔

وہب بن منبہ الصنعانی نے جن کا سب سے چھوٹا بھائی ہمام تھا، اسی سال انتقال کیا۔ یہ پانچ بھائی تھے۔ ہمام، وہب، غیلان، عقیل، معقل بعض روایت میں ہے کہ وہب نے ۱۱۰ھ میں انتقال کیا۔

حر بن یوسف امیر موصل نے اس سال ذی الحجہ میں انتقال کیا اور موصل ہی میں قریش کے قبرستان میں جو محل منقوشہ کے سامنے تھا، دفن کیا گیا۔ ہشام نے حر کی جگہ ولید بن تلید عبسی کو موصل کا حاکم بنایا اور اس کو حکم دیا کہ وہ نہر کی تکمیل کرے۔ ولید نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اُس کو تیار کرایا۔

متفرق واقعات

معاویہ بن ہشام نے اس سال بھی روم میں جنگ کی اور مرعش کی طرف سے حملہ آور ہوا پھر وہاں سے واپس آ گیا۔ اس سال بھی بنوعباس کے داعیوں کی جماعت خراسان پہنچی ان میں سے ایک شخص کو جنید نے قتل کر ڈالا اور کہا کہ میں جس کو قتل کرتا ہوں اُس کا خون میرے لیے معاف ہے۔ اس سال حج سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے کرایا لیکن بعض روایت میں ہے کہ ابراہیم بن ہشام مخزومی امیرِ حج تھا۔ عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

Marfat.com

باب ۔۴۱

۱۱۴ھ کے واقعات

حاکم آرمینیہ اور آذربائیجان مروان بن محمد

اس سال ہشام نے اپنے ابن عم مروان بن محمد بن مروان کو جزیرہ آرمینیہ اور آذربائیجان کا حاکم بنایا۔ اس کی صورت یوں ہوئی کہ محمد بن مروان، مسلمہ کی اس فوج میں شامل تھا جو آرمینیہ کے قریب خزریوں سے مقابلہ کے لیے گئی تھی۔ جب مسلمہ وہاں سے لوٹا تو مروان، ہشام کے پاس آیا لیکن بے شان وگمان پہنچا۔ ہشام نے آنے کی وجہ دریافت کی تو مروان نے کہا کہ میں جو بات کہنا چاہتا ہوں اُس کی قدرت نہیں رکھتا لیکن یہ بھی دیکھتا ہوں کہ میرے سوا کوئی اس کو انجام نہیں دے سکتا۔ ہشام نے پوچھا آخر کیا بات ہے؟ مروان نے کہا خزریوں نے بلاد اسلامیہ پر پورا قبضہ کر لیا تھا۔ جرّاح بھی قتل کیا جا چکا تھا مسلمانوں پر ہر طرف سے ضعف آ چکا تھا اس کے بعد امیر المومنین کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے مناسب سمجھا کہ اپنے بھائی مسلمہ کو ان کی طرف روانہ کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ترکوں کے مقبوضات میں سے چند معمولی مقامات ہی قبضے میں آئے ہیں اور مسلمہ نے جب دیکھا کہ اس کے لشکر کی تعداد بڑھ رہی ہے تو وہ بہت مغرور ہوا اور اُس نے خزریوں کو اعلان جنگ دیا اور پھر تین مہینہ تک مقیم رہا۔ اس عرصہ میں دشمن تیار ہو گیا اور متحد ہو کر جب شہروں میں داخل ہوا تو کسی قسم کی غیر معمولی جنگ نہ کرنی پڑی۔ قصہ مختصر یہ کہ وہ ہمیشہ جنگوں سے بچتا رہا اور برابر اسی کی کوشش میں مصروف رہا۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں آپ سے اجازت لے کر مسلمانوں کے دامن سے یہ بدنما دھبہ مٹا دوں اور دشمنوں سے پورا بدلہ لے لوں۔

Marfat.com

ہشام نے کہا کہ میں نے تم کو اس کی اجازت دے دی کہ بلاد خزر میں خوب لڑو۔ مروان نے کہا کیا آپ ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے ہماری امداد کریں گے تو ہشام نے کہا ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے تمھاری مدد کروں گا۔ اس پر مروان نے کہا کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہ فرمائے گا۔ ہشام نے کہا ہاں اور جاؤ میں نے تم کو آرمینیہ کا حاکم بنا دیا۔ مروان خوشی خوشی آرمینیہ کی طرف روانہ ہوا۔ ادھر ہشام عراق، شام اور جزیرہ وغیرہ سے فوجیں بھیجنے لگا چنانچہ تمام فوج رضا کاروں کی جماعت کو محسوب کر کے ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ مروان نے پہلے تو یہ ظاہر کیا کہ وہ ان کی طرف جا رہا ہے۔ بلاد خزر کے قریب پہنچ کر ملک خزر کو لکھا کہ ہم تم سے صلح کرنا چاہتے ہیں اس نے اس دعوت کو منظور کر لیا اور ان معاملات کو طے کرنے کے لیے اپنا ایک آدمی اس کے پاس بھیجا۔ مروان نے اس قاصد کو روک لیا اور اس اثنا میں اپنی فوج کو تیار ہو جانے کا حکم دیا۔ مروان باتوں ہی باتوں میں قاصد پر بگڑ گیا اور اُس کے سامنے اعلان جنگ کر دیا۔ اس کے بعد قاصد کو ایک ایسے شخص کی معرفت واپس کیا جس کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ وہ طویل راستے سے اسے پہنچائے۔ جب قاصد چلا گیا تو خود اپنی فوج کے ساتھ ایک قریبی راستے سے روانہ ہوا چنانچہ قاصد کے پہنچنے سے قبل ہی مروان وہاں پہنچ گیا۔ ملک خزر کو جب یہ معلوم ہوا کہ مروان فوجیں جمع کر کے جنگ پر آمادہ ہے تو اُس نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا انھوں نے کہا کہ اس نے تم کو سخت دھوکہ دیا اگر تم فوج جمع کرو گے تو اس کے لیے ایک مدت درکار ہے اس عرصہ میں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا اور اگر اسی حالت میں جنگ چھیڑ دی تو شکست یقینی ہے اس لیے مناسب صورت یہ ہے کہ اپنی حکومت کے کسی دور دراز علاقے میں چلے جاؤ اور اس عرصہ میں جو جی میں آئے اس کو کرنے دو۔ ملک خزر نے اس رائے کو پسند کیا اور اپنے اہل و عیال کو لے کر روانہ ہوا۔

مروان نے راستہ صاف پایا اس لیے اس نے ان شہروں میں داخلہ شروع کر دیا اور لوگوں کو قید کرتا قتل و غارت کرتا ہوا آخر تک پہنچ گیا۔ کسی مقام پر کچھ دن مقیم رہا اور تھوڑے ہی دنوں میں وہاں کے باشندوں کو اپنا مطیع کر لیا اور اُن سے اپنا بدلہ لیا۔ اس کے بعد ملک سریر کی حکومت میں داخل ہوا اور ان کے قلعے اور مکانات کو چھین لیا۔ وہاں کے بادشاہ نے مجبور ہو کر ایک ہزار جانوروں پر اور پانچ سو غلاموں پر اور اسی طرح پانچ سو کالے بال والی لونڈیوں پر اور ایک لاکھ مُدی[1] اناج باب تک پہنچانے جانے پر صلح کر لی پھر وہ زری کران میں داخل ہوا اور وہاں کے بادشاہ سے صلح کر لی اس کے بعد مروان

Marfat.com

تومان پہنچا وہاں کے لوگوں سے بھی ایک سو غلاموں پر اور بیس ہزار اناج پر صلح کر لی اس کے بعد حمزین کی طرف ان کا محاصرہ کر لیا اور چند ہی دنوں میں ان کے سب کے سب قلعوں کو چھین لیا۔ سُعد ان کے لوگوں سے بھی صلح کر لی اور طبر شانشاہ پر دس ہزار سالانہ مُدی اناج بطور خراج کے مقرر کیا اور یہ شرط لگائی کہ باب تک پہنچایا جائے پھر قلعہ لکز پر حملہ آور ہوا۔ صاحب قلعہ نے خراج دینے سے انکار کر دیا وہ ملک خزر سے ملنے جا رہا تھا کہ راستہ میں کسی چرواہے نے تیر مار دیا جس کے صدمے سے وہ مر گیا۔ وہاں کے باشندوں نے پھر مروان سے صلح کر لی اس نے اپنا عامل مقرر کر دیا اور قلعہ نہروان کی راہ لی یہ قلعہ دریا کے کنارے پر واقع ہے اس کو فتح کر کے دودانیہ کی طرف گیا اور اُن سے جنگ کی پھر وہ واپس آ گیا۔

متفرق واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے صائف یسری میں جنگ کی۔ عبداللہ البطال التقی اور قسطنطین میں جنگ ہوئی جس میں عبداللہ نے اس کو شکست دی اور پھر گرفتار کر لیا۔

سلیمان بن ہشام نے صائفہ یمنی میں جنگ کی اور قیساریہ تک دھاوا کرتا ہوا پہنچ گیا۔

ہشام نے اس سال ابراہیم بن ہشام مخزومی کو مدینہ کی حکومت سے معزول کر دیا اور خالد بن عبدالملک بن حارث بن حکم کو وہاں کا حاکم بنایا۔ یہ واقعہ ربیع الاول کے مہینہ کا تھا۔ ابراہیم نے آٹھ سال تک حکومت کی۔

ابراہیم کو مکہ اور طائف کی حکومت سے بھی معزول کر دیا گیا اور مکہ اور طائف میں محمد بن ہشام مخزومی کا تقرر عمل میں آیا۔ بعض روایت میں ہے کہ محمد بن ہشام ۱۱۳ھ میں مکہ اور طائف کا حاکم بنا دیا گیا اور ابراہیم کے بعد وہ مستقل حاکم بنا دیا گیا۔

واسط؂ میں اس سال بہت سخت طاعون آیا۔

خاقان کے شکست کھانے کے بعد مسلمہ بن عبدالملک واپس آ گیا لیکن جو کچھ اس نے فتح کیا تھا اُن کو مستحکم کر دیا۔ شہر باب کی تعمیر کرائی۔

اس سال خالد بن عبدالملک بن حارث نے حج کرایا لیکن بعض روایت میں ہے کہ محمد بن ہشام نے حج کرایا۔

Marfat.com

عمال حکومت وہی تھے صرف مدینہ میں خالد بن عبدالملک کا نیا تقرر ہوا تھا، مکہ اور طائف میں محمد ہشام کا تقرر ہوا تھا۔ آرمینیہ اور آذربائیجان میں مروان بن محمد حاکم بنایا گیا تھا۔

وفیات

عطاء بن ابی رباح کا اسی سال انتقال ہوا۔ بعض ۱۱۵ھ میں بتاتے ہیں ان کی عمر تقریباً ۸۸ برس کی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ اُن کی عمر سو برس کی تھی۔ محمد بن علی بن حسین الباقر نے بھی اسی سال وفات پائی ان کے متعلق بھی بعض ۱۱۵ھ میں وفات لکھتے ہیں۔ عمر ۷۳ سال یا ۵۸ سال کی تھی۔

حکم بن عتیبہ بن نہاس ابومحمد نے اسی سال انتقال کیا۔ یہ بنوکندہ کی کسی عورت کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اُن کی پیدائش ۵۰ھ کی ہے۔ عبداللہ بن بریدہ بن حصیب اسلمی، قاضی مرو، نے اسی سال انتقال کیا۔ اُن کی پیدائش عمر بن خطاب کی خلافت کے تیسرے سال میں ہوئی۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ مُدی ایک پیمانہ ہوتا تھا۔ شام اور مصر میں استعمال ہوتا تھا۔ ایک مُدی میں سولہ صاع ہوتے تھے۔

۲۔ واسط، کوفہ اور بصرہ کے درمیان آباد کی جانے والی فوجی چھاؤنی تھی جو حجاج بن یوسف نے اپنے دورِ امارت میں قائم کی تھی، اور یہاں شامی فوجوں کے دستے مستقل قیام رکھتے تھے۔ حجاج نے یہ انتظام اہل عراق کی مسلسل بغاوتوں اور شورشوں کے پیشِ نظر کیا تھا۔

Marfat.com

باب ۔۴۲

۱۱۵ھ کے واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے رومیوں سے جنگ کی۔ شام میں اس سال سخت طاعون آیا۔ خراسان میں شدید قحط پڑا۔ جنید نے کورصول کو لکھا کہ کھانے پینے کی چیزیں مرو روانہ کرو۔ جنید نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک درہم میں ایک روٹی خریدی اور یہ درہم جنید ہی نے اُس کو دیا تھا اس لیے اس نے کہا کہ تم لوگ بھوک کی شکایت کرتے ہو اور ایک درہم میں ایک روٹی خریدتے ہو۔ میں نے ہند میں دیکھا کہ اناج کا ایک دانہ ایک درہم میں بکتا تھا۔

اس سال محمد بن ہشام مخزومی نے لوگوں کو حج کرایا۔ خراسان کا حاکم جنید تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ اس سال جنید کا انتقال ہو گیا اور اپنی جگہ پر عمارہ بن المرّی کو جانشین بنایا بعض کے نزدیک ۱۱۶ھ میں وفات پائی۔ اس سال عبدالملک بن قطن عامل اندلس نے بشکنس میں جنگ کی اور پھر اندلس میں صحیح و سالم واپس آ گیا۔

Marfat.com

باب۔۴۳

۱۱۶ھ کے واقعات

اس سال معاویہ بن عبدالملک نے صائفہ میں شرکت کی۔عراق اور شام کے تمام مقامات میں طاعون کا بہت زور تھا اور خصوصاً شہر واسط جو کوفہ کے قریب تھا اس میں اس کا اثر بہت زیادہ تھا۔

جنید کی خراسان سے معزولی اور عاصم کا حاکم ہونا

اس سال ہشام بن عبدالملک نے جنید بن عبدالرحمٰن المرُّی کو خراسان سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ عاصم بن عبداللہ بن یزید الہلالی کو متعین کیا۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جنید نے فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے شادی کر لی تھی۔یہ بات ہشام کو بہت ناگوار خاطر ہوئی اور اسی غصہ میں اس نے اُس کو معزول کر دیا۔جنید کو استسقاء کا عارضہ ہو گیا تھا۔ہشام نے عاصم سے کہا کہ اگر تو اس میں ذرا بھی دم پائے تو گلا گھونٹ دے۔عاصم اس وقت خراسان پہنچا جب جنید کا انتقال ہو چکا تھا۔جنید اور عاصم میں مدت سے عداوت چلی آتی تھی چنانچہ اس نے آنے کے ساتھ ہی عمارہ بن حریم کو جو جنید کے چچا کا بیٹا اور اس کا جانشین تھا گرفتار کر لیا اور قید میں ڈال دیا اور ان تمام عمال کے درپے ہو گیا جو جنید کی طرف سے مختلف شہروں میں متعین تھے۔عمارہ، اَبوالھیذ ام کا دادا تھا جس کو شام میں بڑا مقام حاصل تھا۔اس کا تذکرہ ہم پھر کسی موقع پر کریں گے۔جنید نے مرو ہی میں وفات پائی اس شخص کی سخاوت بھی مشہور تھی لیکن لڑائیوں میں نامور نہ تھا۔

حارث بن سُریج کی خراسان میں بغاوت

اس سال حارث بن سُریج نے خراسان میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اور سب سے پہلے

Marfat.com

فاریاب کی طرف آیا۔عاصم بن عبداللہ نے چند تجربہ کار اور ہوشیار آدمیوں کو قاصد بنا کر اس کے پاس بھیجا جن میں مقاتل بن حیان نبطی اور خطاب بن محرز السُّلَمی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ان دونوں نے یہ مشورہ کیا کہ ہم حارث سے پہلے امان حاصل کرلیں اور پھر اس کے پاس جائیں۔مقاتل کے جو اور اصحاب تھے اُنھوں نے اس رائے سے اختلاف کیا۔جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو حارث نے سب کو قید کرلیا اور ایک شخص کو اُن کی حفاظت کے لیے متعین کردیا۔انھوں نے اُس نگران شخص کو باندھ دیا اور قید خانہ سے نکل کر یہ لوگ عاصم کے پاس واپس آئے تو انھوں نے اس کے سامنے اس کے حکم سے حارث کی بڑی مذمت کی۔اس کی بد باطنی اور مکاری کا قصہ بیان کیا۔حارث نے سیاہ لباس پہن کر تمام لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف دعوت دی تھی اور اس کا محرک تھا کہ ہر شخص کی رضامندی سے خلیفہ کا انتخاب ہو۔حارث مقابلے کے لیے نکلا اور فاریاب سے بلخ آیا جہاں نصر بن سیّار تمیمی حاکم تھا۔نصر دس ہزار فوج کے ساتھ حارث کے مقابلے کے لیے نکلا۔اور حارث کے پاس کل چار ہزار آدمی تھے لیکن قلت تعداد کے باوجود حارث نے اہل بلخ کو شکست دی اور لوگوں کو پیچھے ہٹاتا ہوا شہر میں داخل ہوگیا۔نصر بن سیار وہاں سے بھاگا لیکن حارث نے اُس کا تعاقب نہیں کیا۔اس کے بعد حارث نے جب شہر بلخ پر قبضہ کرلیا تو عبداللہ بن خازم کے لڑکوں میں سے ایک کو وہاں کا حاکم بنادیا اور خود اپنی فوج کے ساتھ جوز جان آیا اور اُس کو فتح کر کے طالقان اور مرو الرّوز پہنچا۔

جب وہ جوز جان میں تھا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اب کس شہر پر دھاوا کیا جائے۔اُنھوں نے کہا کہ مرو تو خراسان کا پایۂ تخت ہے اور وہاں فوجوں کی بڑی بڑی چھاؤنیاں ہیں اگر تم نے ان پر حملہ کیا اور وہ صرف غلاموں کی فوج کو تمھارے مقابلہ میں کھڑا کردیں تو تم سے اچھی طرح بدلہ لے لیں گے،اس لیے بہتر ہے کہ تم یہیں مقیم رہو اگر وہ یہاں مقابلے کے لیے آئیں گے تو ہم اس کا جواب دیں گے اگر نہ آئے تو رسد کے بند کرنے کی کوشش کریں گے۔حارث نے اس رائے پر رضامندی ظاہر نہیں کی بلکہ وہ مرو ہی کی طرف روانہ ہوا۔وہاں کے اہل الرائے لوگوں کو خط لکھا کہ عاصم اگر نیشاپور میں مجھ سے ملا تو وہ ہماری جمعیت کو منتشر کردے گا اور اگر یہاں آیا تو نامراد واپس جائے گا۔

عاصم کو یہ خبر ملی کہ اہلِ مرو حارث سے خط و کتابت کر رہے ہیں تو اس نے اہلِ مرو کو لکھا کہ اے اہلِ مرو تم نے حارث کو لکھا ہے کہ اگر وہ تمھارے شہر میں آجائے تو تم شہر خالی کردو گے۔ میں

Marfat.com

نیشاپور کے قریب ہوں۔امیرالمومنین سے خط وکتابت کررہاہوں عنقریب وہ دس ہزار فوج ہمارے پاس روانہ کردیں گے۔جشر بن مزاحم نے کہا کہ اگر وہ طلاق اورعناق کی قسم کھا کر تمھاری اطاعت پر بیعت کرلیں اور جنگ میں ساتھ دینے کا وعدہ کرلیں تو تم اُن کو اپنے سے علیحدہ مت کرو۔

حارث ۶۰ ہزار فوج کے ساتھ مرو کی طرف روانہ ہوا۔اسی میں بنواز د اور بنوتمیم کے بہادر تھے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: محمد بن مثنی، حماد بن عامر جمانی، داؤد الاعسر، بشر بن انیف ریاحی، عطاء دبوسی اور روساء ترک میں سے جوزجان، فاریاب، ملک طالقان، مرورود کا دہقان ساتھ تھا۔عاصم بھی باشندگان مرو اور دوسرے جرار سپاہیوں کے ساتھ میدان میں نکلا اوراس نے ایک مقام پرمورچہ بندی کردی اوران پلوں کو توڑ ڈالا جو لوگوں کی آمدورفت کے لیے تھے۔اصحاب حارث نے پھر پل کو مرتب کرلیا اس کے بعد محمد بن مثنی فراہیدی ازدی دوہزار فوج کے ساتھ عاصم کے مقابلہ میں آیا اورحماد بن عامر جمانی آگے بڑھا تو بنوتمیم اس کے مقابلہ میں آئے۔حارث کے میمنہ پر وابض بن عبداللہ بن زرارہ تغلبی تھا۔اس کے بعد جانبین سے جنگ چھڑی جس میں اصحاب حارث نے شکست کھائی اور بہت سے آدمی نہروں میں ڈوب کر مرگئے وہ روسا ترک جو حارث کے ہم رکاب تھے واپس آگئے۔خازم بن عبداللہ بن خازم بھی ڈوب کر مرگیا اور بہت سے آدمی مارے گئے۔حارث ہراساں ہوا اور وادی مرو سے آگے بڑھ کر اُس نے اس مقام پر خیمہ نصب کیا جہاں اکثر راہب ٹھہرا کرتے تھے۔عاصم نے حارث کا تعاقب نہیں کیا اس کے بعد حارث کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہوگئے جو جنگ سے ادھر اُدھر بھاگ گئے تھے۔

متفرق واقعات

اس سال ہشام بن عبدالملک نے عبیداللہ بن حبحاب موصلی کو مصر کی حکومت سے معزول کرکے افریقہ کا حاکم بنایا۔وہ اسی سال افریقہ روانہ ہوگیا وہاں پہنچ کر اس نے ایک فوج کو صقلیہ کی طرف روانہ کیا۔وہاں رومیوں سے سخت جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے اُن کو شکست دی۔رومیوں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو گرفتار کرلیا جس میں عبدالرحمٰن بن زیاد تھا جو ۱۲۱ھ تک قید میں رہا۔

عبیداللہ بن حبحاب نے ایک دوسری فوج سوس اور سودان کی طرف روانہ کی جس نے

Marfat.com

بیش بہا غنائم حاصل کیے اور کامیاب واپس ہوئی۔ابن حبحاب نے عطیہ بن حجاج قیسی کو اندلس کا حاکم بنایا اور عبدالرحمٰن بن قطن کو وہاں سے معزول کردیا۔عطیہ شوال کے مہینہ میں اندلس پہنچا۔ عبدالملک بن قطن نے اپنی حکومت کے زمانہ میں ہر سال ایک جنگ کی جن کے ذریعہ سے جلیقہ، التبہ وغیرہ فتح کیے۔

بعض روایت میں ہے کہ ابن حبحاب ۱۱۷ھ میں افریقہ کا حاکم ہوا اس کے دیگر حالات کا تذکرہ آیندہ سال کے سلسلے میں ہوگا لیکن صحیح روایت یہی ہے کہ وہ اسی سال حاکم بنایا گیا۔

ولید بن یزید بن عبدالملک نے جو اس وقت ولی عہد تھا اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر کیا گیا صرف خراسان پر عاصم بن عبداللہ کا تقرر کیا گیا۔

Marfat.com

باب۔۴۴

۱۱۷ھ کے واقعات

معاویہ بن ہشام نے موسم سرما میں رومیوں سے جنگ کی اور سلیمان بن ہشام نے جزیرہ کی طرف جنگ کی۔ اپنی فوج کے چھوٹے دستوں کو اطراف واجوانب میں روانہ کردیا۔ مروان بن محمد نے اس سال آرمینیہ سے دومرتبہ فوجیں بھیجیں۔ پہلی مرتبہ تو اس نے شہرلان کے تین قلعوں کو فتح کیا اور دوسری مرتبہ اس نے تومانشاہ پر چڑھائی کی لیکن وہاں کے لوگوں نے مصالحت کرلی۔

عاصم کی خراسان سے معزولی

اس سال ہشام بن عبدالملک نے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کردیا اور خالد بن عبداللہ قسری کو اُس کی جگہ پر دوبارہ مقرر کردیا۔ خالد نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو وہاں کا حاکم بنادیا۔ عاصم کی معزولی کی وجہ یہ ہوئی کہ اُس نے ہشام کو اس مضمون کا خط لکھا تھا:

"امابعد! گھر کا بچہ اپنے گھر والوں سے جھوٹ نہیں کہتا۔ خراسان کی حالت اس وقت تک درست نہیں ہوسکتی جب تک اس کو عراق کی حکومت سے ملانہ دیا جائے کیونکہ اس وقت سازوسامان اور دوسرے امدادی وسائل امیرالمومنین سے بہت قریب ہوجائیں گے۔"

ہشام نے خالد بن عبداللہ جو عراق کا حاکم تھا خراسان کو بھی اس کے سپرد کردیا اور اس کو لکھا کہ تم اپنے بھائی اسد کو وہاں بھیج دو تاکہ وہ وہاں کی حالت کو درست کردے۔ مفاسد اور خرابیوں کو دفع کردے اور اگر یہی وجہ ہوگی جس کو عاصم نے لکھا ہے تو وہ بھی رفع دفع ہوجائے گی۔ چنانچہ خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان بھیج دیا۔ جب عاصم کو اسد کے آنے کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے محمد بن

Marfat.com

مالک ہمدانی کو پہلے ہی روانہ کر دیا ہے تو اس نے حارث بن سُریج سے مصالحت کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ دونوں میں اس قسم کا معاہدہ ہوا کہ حارث خراسان کے جس شہر میں چاہے رہ سکتا ہے اور یہ تمام باتیں ہشام کو لکھی جائیں اور اُس کو کتاب اللہ اور سنت نبویؐ پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کی جائے اگر وہ ان پر عمل درآمد سے انکار کرے تو ہم دونوں متحد ہو کر کام کریں گے۔ اس عہد نامہ پر بعض روسا شہر نے بھی دستخط کیے لیکن یحییٰ بن حصین بن منذر نے اس سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ تو امیر المومنین سے بغاوت ہے اور اُن کو معزول کرنے کی ترکیب ہے۔

یحییٰ نے سارا بھانڈا پھوڑ دیا۔ جب عاصم مرو کے ایک گاؤں میں تھا تو حارث اس سے لڑنے کے لیے آمادہ ہوا۔ دونوں اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوئے اور خوب سختی کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے لیکن حارث نے شکست کھائی اور اس کے بہت سے آدمی گرفتار کر لیے گئے جن میں عبداللہ بن عمرو مازنی بھی تھا جو مرورود کے باشندوں کا سردار تھا۔ عاصم نے ایک طرف سے تمام قیدیوں کو قتل کر ڈالا حارث کے گھوڑے کو بھی ایک تیر لگ گیا جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ اس نے تیر نکال کر پھینک دیا اور اُس کو تیز چلنے پر مجبور کیا۔ ایک شامی نے حارث کا تعاقب کیا جب وہ قریب پہنچا تو حارث اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور شامی کا برابر تعاقب کرتا رہا جب نزدیک پہنچ گیا تو شامی نے چلا کر کہا کہ اسلام کی عزت اور حرمت کی قسم دیتا ہوں کہ تم میرے قتل سے باز آ جاؤ حارث نے کہا کہ تم اپنے گھوڑے سے اتر جاؤ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور حارث اس پر سوار ہو کر چلا گیا۔ عبدالقیس کے ایک شاعر نے کہا ہے:

تولت قریش لذة العیش اتقت | بنا کل فج من خراسان اغبرا

فلیت قریشاً أصبحوا ذات لیلة | یعومون فی لج من البحر اخضرا

[قریش عیش و آرام کی لذت کے دلدادہ ہیں لیکن بہادری کا یہ عالم ہے کہ وہ ہم سے خراسان کے ہر گرد آلود راستہ میں بچتے رہتے ہیں۔ کاش قریش کسی دن بحر اخضر کی موجوں میں تیرتے نظر آتے۔]

اہل شام نے یحییٰ بن حصین کے اس فعل کی بہت تعظیم کی۔ اس کے متعلق اُنھوں نے ایک خط لکھا تھا جس میں حارث اور محمد بن مسلم العنبری کی شکست کی خبر دی تھی۔ راستہ میں یہ قاصد اسد سے

Marfat.com

مقام رے یا بیہق میں ملا۔ اسد نے اپنے بھائی کو لکھ بھیجا کہ ہم نے حارث کو شکست دے دی اور یحییٰ کی دانشمندی کی تعریف کی۔ خالد قسری نے یحییٰ کو دس ہزار دینار اور ایک سو گھوڑے انعام میں دیئے۔ عاصم کی حکومت کل ایک سال رہی۔ اسد نے عاصم کو گرفتار کر لیا اور سلطنت کے حسابات کا معائنہ کیا تو اس میں ایک لاکھ درہم کا غبن نکلا اسد نے اس سے اس کا مطالبہ کیا اور اُس نے عمارہ بن حریم اور جنید کے دوسرے عمال جو قید میں تھے اُن سب کو رہا کر دیا۔

اسد جب خراسان پہنچا تو عاصم کے قبضے میں مرو اور نیشا پور کے سوا کچھ نہ تھا اور حارث مرورود میں مقیم تھا اور خالد بن عبداللہ ہجری جو حارث کا معین و مددگار تھا مقام آمل میں تھا۔ اسد کو یہ خطرہ ہوا کہ اگر میں حارث کا رخ کرتا ہوں تو ہجری آمل کی طرف سے حارث کی مدد کے لیے آ جائے گا۔ اس خیال سے اُس نے عبدالرحمٰن بن نُعیم کو کوفہ اور شام کی فوجوں کے ساتھ حارث کے مقابلہ میں روانہ کیا اور خود آمل کی طرف چلا۔ جب وہاں پہنچا تو فوجیں لڑنے کو تیار تھیں۔ ان کا سردار زیاد قرشی تھا جو حیان نبطی کا مولیٰ تھا۔ اسد نے ان سے جنگ کی اور اُن کو شکست دے دی اور وہ لوگ شہر کی طرف بھاگے۔ اسد نے آگے بڑھ کر شہر کا محاصرہ کر لیا اور ہر چہار طرف سے منجنیقیں لگا دیں۔ ہجری نے مجبور ہو کر اسد سے امان طلب کی۔ اسد نے امن دے دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک شخص کو ان کے پاس اس لیے بھیجا تا کہ وہ دریافت کرے کہ آخر وہ کیا چاہتے ہیں اور اُن کا مطالبہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی حقیقی تعمیل کے سوا کچھ نہیں چاہتے ہیں اور آپ سے اس کی استدعا کرتے ہیں کہ ہماری وجہ سے شہر کے اور باشندوں کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اسد نے ان دونوں شرطوں کو منظور کر لیا اور یحییٰ بن نُعیم بن ھبیرہ شیبانی کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔

اس کے بعد اسد بلخ کی طرف روانہ ہوا کیونکہ اُس کو یہ معلوم ہوا تھا کہ بلخیوں نے سلیمان بن عبداللہ بن خازم پر بیعت کر لی۔ وہاں پہنچ کر کشتیاں تیار کرائیں اور پھر اُن پر سوار ہو کر ترمذ کی طرف چلا گیا۔ وہاں حارث کو دیکھا کہ وہ ترمذ کا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔ اور سنان اعرابی بھی اس کے ساتھ ہے۔ اسد نہر ہی کے قریب مقیم ہو گیا کیونکہ اس کو نہر عبور کرنے کی ہمت نہ پڑی اور نہ اہلِ ترمذ کی مدد کر سکا۔ اہلِ ترمذ نے حارث سے پورا مقابلہ کیا۔ حارث نے یہ چالا کی کی کہ وہ ظاہراً تو شکست کھا کر پیچھے ہٹ آیا لیکن جب اُنھوں نے تعاقب کیا تو فوجیں کمیں گاہوں سے نکل پڑیں اور اہلِ ترمذ کو شکست کھانی

Marfat.com

پڑی۔ نصر بن سیار، اسد کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے اس وقت جب کہ حارث کی فوجیں پیچھے ہٹ رہی تھیں سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا کیونکہ وہ سمجھ رہا تھا کہ حارث ان کو دھوکا دینا چاہتا ہے مگر اسد کو یہ گمان ہوا کہ حارث شکست پر کبیدہ خاطر ہوا ہے۔ اس خیال سے اس نے یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ نصر کو اس کی سزا دیں گے لیکن یکا یک کمیں گاہ کے لوگ اہل ترمذ پر ٹوٹ پڑے اور وہ بھاگ گئے۔

اسد وہاں سے بلخ واپس آیا۔ اہل ترمذ نے حارث پر حملہ شروع کیا اور ان کی ایک جماعت کو ہلاک و برباد کر دیا جس میں اکثر بڑے سردارانِ قوم تھے مثلاً عکرمہ، ابو فاطمہ وغیرہ۔ اسد بلخ سے سمرقند چلا آیا لیکن زم کے راستہ سے روانہ ہوا۔ جب زم پہنچا تو اس نے ھیثم شیبانی کو کہلا بھیجا کہ تم لوگوں نے کج خلقی اور بدکاری سے پرہیز کرنے کا حلف اٹھایا حالانکہ اس شہر میں جس قدر مشرکین کا غلبہ اور فسق و فجور ہے، دوسرے شہروں میں کم ہوگا۔ لیکن تم اس کی اصلاح کی فکر نہیں کرتے۔ میں اس وقت سمرقند جا رہا ہوں اور تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری جانب سے تم کو کسی قسم کی تکلیف یا اذیت نہیں پہنچے گی بلکہ ہر وقت تمھاری ہمدردی اور غم خواری کروں گا تم کو اور تمھارے اصحاب کو امان دوں گا لیکن اگر تم نے مصالحت سے انکار کر دیا تو یاد رکھو کہ میں تم کو تیروں کا نشانہ بناؤں گا اور پھر کبھی امن نہ دوں گا۔ ھیثم شیبانی نے موقع کو غنیمت جانا اور اس سے صلح کر لی بلکہ اس کے ساتھ ہی سمرقند چلا گیا پھر ورغسر سے ہوتا ہوا بلخ واپس آیا بعض روایت میں ہے کہ یہ واقعہ ۱۱۸ھ میں ہوا تھا۔

دولت عباسیہ کے دعاۃ

اسد بن عبداللہ نے بنو عباس کے داعیوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا جن میں سے بعض قتل کیے گئے بعض کا مثلہ کیا گیا اور بعض کو قید میں رکھا گیا۔ گرفتار شدگان میں مشاہیر یہ تھے: سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، موسیٰ بن کعب، لاھز بن قریظ، خالد بن ابراہیم، طلحہ بن زریق یہ سب اسد کے سامنے حاضر کیے گئے۔ اسد نے ان سے پوچھا کہ اے فاسقو اور فاجرو کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا ہے:

عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ (المائدہ:۹۵)[اللہ گذشتہ خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔ اور اگر کوئی پھر اس کا اعادہ کرتا ہے تو اس سے مواخدہ کرتا ہے۔] سلیمان بن کثیر نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم تمھارے ہی قوم کے لوگ ہیں اس وقت ہماری قسمت کا فیصلہ تمھارے ہاتھ میں ہے

Marfat.com

اورواقعہ یہ ہے کہ بنومضر نے یہ غلط خبر تم تک پہنچائی کیونکہ ہم قتیبہ بن مسلم پراس زمانہ میں بہت سخت تھے آج انھوں نے اسی کا بدلہ لیا ہے۔اسد نے تمام لوگوں کو قید خانہ میں داخل کر دیا۔اس کے بعد اسد نے عبدالرحمٰن بن نعیم سے مشورہ لیا کہ کیا رائے ہے اُس نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ ان قبائل پر احسان کیجیے۔ اسد نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا۔اس کے بعد عبدالرحمٰن نے ان تمام لوگوں کو جو یمنی قبائل سے تھے (کیونکہ وہ خود یمنیوں میں تھا) اور بنو ربیعہ کو جو اُن کے حلیف تھے رہا کر دیا اور جو بنومضر سے تھے اُن کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا۔چنانچہ موسیٰ بن کعب کو قید خانہ سے نکالا اور اس کے منہ میں گدھے کی لگام ڈال کر کھینچ لی تو اُس کے دانت ٹوٹ کر گر پڑے اور اُس کی ناک اور منہ زخمی ہو گئے پھر لاھز بن قریظ کو بلایا اس نے اسد کو مخاطب کر کے کہا یہ کیا انصاف ہے کہ یمنی قبائل کو اور بنو ربیعہ کو چھوڑ دیا جائے اور صرف ہمارے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔اسد نے تین سو کوڑے لگوائے لیکن حسن بن زید ازدی نے اُن کی برأت کی شہادت دی اور وہ چھوڑ دیے گئے۔

عبیداللہ بن حبحاب کا افریقہ اور اندلس میں حاکم ہونا

اس سال ہشام بن عبدالملک نے عبیداللہ بن حبحاب کو اندلس اور افریقہ کا حاکم بنایا اور اُس کو وہاں روانہ ہونے کا حکم دیا۔عبیداللہ اس سے قبل مصر کا حاکم تھا جب افریقہ جانے لگا تو اُس نے اپنے بیٹے کو مصر میں جانشین بنایا اور خود افریقہ چلا گیا۔ جب وہاں پہنچا تو اندلس میں عقبہ بن الحجاج کو حاکم بنایا۔طنجہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو عامل بنایا اور حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع کو مغربی مما لک کے فتح کرنے کے لیے روانہ کیا چنانچہ وہ عظیم الشان فوجوں کے ساتھ مختلف شہروں کو فتح کرتا ہوا سوس کے آخری حصہ تک اور سوڈان پہنچا اور جس طرف رخ کیا وہیں فتح یابی کا جھنڈا نصب کیا۔ بہت سے غنائم اور قیدی حاصل کیے۔اس کی فتوحات نے اہلِ مغرب پر زبردست رعب بٹھا دیا۔ قیدیوں میں دو ایسی بربری لڑکیاں تھیں جن کی چھاتیوں پر صرف ایک پستان تھا۔حبیب سوڈان سے واپس آ گیا اور اس کے بعد اسی نے ۱۱۷ھ میں ایک فوج جزیرہ سردانیہ کے فتح کرنے کے لیے بھیجی۔ اس فوج نے بڑی جواں مردی اور دلیری سے جزیرہ کو فتح کیا۔

ابن حبحاب نے ۱۲۲ھ میں حبیب کو شہر صقلیہ کی طرف روانہ کیا۔اس کے ساتھ اُس کا

Marfat.com

لڑکا عبدالرحمٰن بن حبیب بھی تھا جب حبیب صقلیہ پہنچا تو اُس نے عبدالرحمٰن کو گرد اگرد کے مقامات فتح کرنے کے لیے بھیج دیا چنانچہ عبدالرحمٰن نواحی صقلیہ کو فتح کرتا ہوا سرقوسہ پہنچا جو اس کا مشہور شہر تھا۔ سرقوسہ کے باشندوں نے پہلے تو جنگ کی لیکن جب اُنھوں نے شکست کھائی تو جزیہ کی ادائی پر صلح کر لی۔ عبدالرحمٰن ان عظیم الشان فتوحات کے ساتھ اپنے باپ کے پاس لوٹ آیا۔ حبیب کا یہ ارادہ تھا کہ صقلیہ میں اس وقت تک مقیم رہوں گا جب تک ان تمام باشندوں کو جو مشرکین کے قبضہ میں ہیں، فتح نہ کرلوں لیکن اُس کی مراد بر نہ آئی کیونکہ اسی درمیان میں عبیداللہ بن حبحاب نے اس کو افریقہ بلا لیا۔

اس کی صورت یوں آئی کہ ابن حبحاب نے طنجہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو حاکم بنایا اور اس کے ساتھ عمر بن عبداللہ المرادی کو مشیر کار کے طور پر رکھا لیکن یہ شخص ایسا بد خصلت تھا کہ اُس نے لوگوں پر بے حد مظالم کرنا شروع کیے۔ بربری مسلمانوں سے خمس وصول کرنے کی نیت کی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ لوگ مسلمانوں کے لیے مال غنیمت ہیں، جتنا دل میں آئے لوٹ کر کھاؤ لیکن یہ ایک ایسی نئی بات تھی کہ جس کو کسی نے نہیں کیا تھا۔ جب بربریوں کو یہ معلوم ہوا کہ حبیب اپنی فوجوں کے ساتھ صقلیہ جا رہا ہے تو اُنھوں نے ابن حبحاب کے معاہدہ کو توڑ ڈالا اور باغی ہو گئے اور تمام مسلمان اور کافر سب مقابلے کے لیے مجتمع ہو گئے اور معاملہ بڑھ گیا۔ طنجہ کے بربریوں نے میسرۃ السقاء المدغوری کو جو کہ خارجی المذہب تھا، اپنا سردار بنالیا اور طنجہ پر حملہ آور ہوئے چنانچہ اس میں مسلم اور غیر مسلم ہر دو قومیں تیار ہو گئیں اور عمر بن عبداللہ سے مقابلہ ہوا اس کو قتل کر کے انھوں نے طنجہ پر قبضہ کرلیا اور میسرہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرلی اس کے نام پر مساجد میں خطبہ پڑھنے لگے۔ بربریوں کی طاقت اب بالکل مستحکم ہو گئی اور اطراف طنجہ میں اُن کی فوجیں پھیل گئیں۔

دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ ایک جماعت افریقہ میں اس قسم کی نمودار ہوئی جو خوارج کی طرح تھی۔ ان مختلف اسباب کی بنا پر ابن حبحاب نے حبیب کو بلا لیا۔ اس سے قبل اس نے خالد بن حبیب کو میسرہ کے مقابلے میں بھیج دیا تھا۔ جب حبیب افریقہ پہنچا تو ابن حبحاب نے فوراً اسے طنجہ کی طرف روانہ کر دیا۔ خالد اور میسرہ سے اطراف طنجہ میں جنگ ہوئی میسرہ شکست کھا کر طنجہ واپس چلا آیا جس سے تمام بربریوں میں ایک نفرت پیدا ہو گئی اور اسی غصہ میں اُنھوں نے میسرہ کو قتل کر ڈالا اور اُس کی جگہ خالد بن حمید الزناتی کو اپنا خلیفہ بنایا۔ خالد بن حمید اپنی فوجوں کو لے کر خالد بن حبیب کے مقابلے

Marfat.com

میں آیا۔ خالد بن حبیب کے ساتھ عرب اور شام کی فوجیں بھی تھیں۔ ان دونوں میں خوب زوردار جنگ ہوئی۔ عربوں نے بہت کچھ ہزیمتیں اٹھائیں لیکن میدان میں جمے رہے۔ بربریوں نے ایک کمیں گاہ سے دوسرا حملہ کر دیا جس نے اُن کو بالکل پست کر دیا لیکن خالد بن حبیب نے میدان میں شکست کھا کر جانے کو غیر مناسب سمجھا اس لیے وہ ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ اس کے ٹھہرنے کی وجہ سے بڑے بڑے سرداران قوم اور بہادران عرب مارے گئے۔ اسی سبب سے اس جنگ کا نام ''غزوۂ الاشراف'' رکھا گیا۔

طنجہ کے باشندوں کی دیکھا دیکھی اطراف وجوانب کے تمام شہروں میں مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی حتیٰ کہ اُس کی لو اندلس میں بھی پہنچ گئی۔ وہاں کے لوگوں نے بھی اپنے حاکم عقبہ بن ابی الحجاج کو معزول کر کے عبدالملک بن قطن کو حاکم بنالیا۔ ان باتوں نے ابن حبحاب کو سخت پریشان کر دیا۔ ہشام کو جب اُن واقعات کی خبر ملی تو وہ بہت بگڑا اور یہ کہنے لگا میں ان کو اچھی طرح سبق سکھاؤں گا۔ میں بھی ایک زبردست فوج بھیجتا ہوں جس کا پہلا حصہ وہاں ہوگا تو آخری دستہ میرے پاس ہوگا۔ ہشام نے ابن حبحاب کو لکھا کہ تم چلے آؤ چنانچہ ۱۲۳ھ میں جمادی الاول کے مہینہ میں وہ شام پہنچ گیا۔ ہشام نے اس کی جگہ پر کلثوم بن عیاض قشیری کو منتخب کیا اور اس کو ایک بڑے زبردست لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور ان تمام شہروں کے عمال کو جو کلثوم کے راستہ میں پڑے تھے یہ حکم دیا گیا کہ اس کے ساتھ فوجیں روانہ کریں۔ کلثوم جس وقت افریقہ کے قریب پہنچا تو اُس کا مقدمہ الجیش جو بلج بن بشر کے سپرد تھا وہ قیروان پہنچا۔ اس نے وہاں کے باشندوں پر سخت ظلم اور تکبر سے کام لیا اور اس نے ارادہ کیا کہ اپنی فوج کو وہیں اتار دے۔ وہاں کے باشندوں نے حبیب بن ابی عبیدہ کو لکھا جو مقام تلمسان میں بربریوں کو روکے ہوئے تھا کہ بلج اور کلثوم ہم پر مظالم ڈھا رہے ہیں۔ حبیب نے کلثوم کو لکھا کہ بلج اس قسم کی نازیبا حرکتیں کر رہا ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ تم قیروان سے کوچ کر جاؤ ورنہ عظیم الشان فوجوں کو تمھارے مقابلہ میں کھڑا کر دوں گا۔ کلثوم نے معذرت چاہی اور پھر بلج کو ساتھ لے کر حبیب کے پاس چلا آیا۔ کچھ دن تو دونوں میں چشمک رہی لیکن پھر مصالحت ہوگئی اور دونوں مل کر بربریوں سے جنگ کے لیے مستعد ہو گئے۔

طنجہ سے بربریوں کی زبردست فوج کلثوم کے مقابلہ میں آئی۔ حبیب نے کلثوم کو یہ مشورہ دیا کہ پیدل فوج کو پیدل کے مقابلے میں رکھو اور سواروں کو سواروں کے مقابلے میں کھڑا کرو لیکن اور

Marfat.com

لوگوں نے اُس کی رائے پسند نہیں کیا بلکہ کلثوم نے پہلے سواروں کا دستہ آگے بڑھایا، بربریوں کی پیدل فوج نے اُن کو شکست دے دی اور کلثوم شکست کھا کر لوٹا جس سے لوگوں کی ہمتیں پست ہو گئیں لیکن لڑائی جاری رہی۔ بربریوں کے رسالے بھی بیکار ثابت ہوئے کیونکہ وہ میدان میں نہ ٹھہر سکے صرف پیدل فوج بڑی ثبات قدمی سے مقابلہ کرتی رہی بلکہ اس نے جب اپنا قدم آگے بڑھایا تو کلثوم اور حبیب بن ابی عبیدہ اور دوسرے سردارانِ عرب کو قتل کر ڈالا۔ باقی عربوں نے شکست کھائی اور اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ شامی فوجیں اندلس کی طرف گئیں۔ اُن کے ساتھ عبدالرحمٰن بن حبیب اور بلج بن بشر بھی تھے اور کچھ لوگ قیروان میں بھی آئے۔

جب عربوں کو اِس جنگ میں شکست فاش حاصل ہو گئی تو ایک شخص شہر قابس میں عکاشہ بن ایوب فزاری کے نام سے نمودار ہوا۔ یہ خوارج صفریہ کے متبعین میں سے تھا۔ اس کے مقابلے کے لیے قیروان سے فوجیں روانہ کی گئیں۔ عکاشہ نے بہت دلیری کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور شکست دی لیکن جب پھر فوج روانہ کی گئی اس میں عکاشہ ہی نے شکست کھائی لیکن عربوں نے بڑی جاں کاہیوں سے یہ فتح حاصل کی۔ عکاشہ کے بہت سے ساتھی مارے گئے اور وہ خود بلادرمل کی طرف بھاگ گیا۔

جب ہشام کو کلثوم کے قتل کی خبر ملی تو اس نے حنظلہ بن صفوان کلبی کو افریقہ کا حاکم مقرر کیا۔ حنظلہ ۱۲۴ھ ربیع الاول کی آخری تاریخوں میں افریقہ پہنچا۔ قیروان میں تھوڑے ہی دن ٹھہرا ہو گا کہ بربروں نے اس پر حملہ کر دیا۔ جب وہ شکست کھاتے تو عکاشہ خارجی پھر اُن کو جنگ کے لیے مستعد کرتا۔ عکاشہ کی مدد عبدالواحد بن یزید الھواری مدغی نے کی تھی، وہ بھی صفری خارجی تھا۔ عکاشہ اور عبدالواحد قیروان دو مختلف راستے سے روانہ ہوئے۔ عکاشہ پہلے پہنچ گیا اور اُس نے جنگ شروع کر دی۔ حنظلہ بھی اس کے مقابلے کے لیے نکلا دونوں میں خوب لڑائیاں رہیں لیکن آخر میں عکاشہ ہی نے شکست کھائی اور بہت سے بربری قتل کیے گئے۔ اس کے بعد حنظلہ قیروان واپس آیا کیونکہ اس کو خطرہ تھا کہ عبدالواحد نہ حملہ کر دے۔ حنظلہ نے قیروان پہنچنے کے بعد ہی چالیس ہزار فوج تیار کیں اور اس کو عبدالواحد کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ یہ فوج عبدالواحد کے مقابلہ میں گئی تو اس کے پاس جانوروں کے کھلانے کے لیے چارہ تک نہ تھا۔ جُو کی بجائے گیہوں کھلانے لگے۔ دوسرے دن جنگ ہوئی جس میں عبدالواحد نے ان کو شکست دی۔ جب لوگ قیروان واپس آئے تو ان کے جانور گیہوں کھانے سے

Marfat.com

ہلاک ہوگئے۔ جب قیروان پہنچے تو دیکھا کہ بیس ہزار گھوڑے مر چکے ہیں۔

عبدالواحد کو جب فتح حاصل ہوئی تو اس نے قیروان سے تین میل کے فاصلے پر ایک مقام پر جس کا نام اصنام تھا اقامت کر لی اور اس وقت تین ہزار آدمی اس کے پاس جمع ہوگئے۔ حنظلہ کو اس شکست سے بہت تقویت ملی تو اس نے تمام قیروان کے باشندوں کو جمع کیا اور ان میں ہتھیار اور رقوم تقسیم کرائے جس کے بعد ایک بڑی جماعت مقابلے کے لیے تیار ہوگئی۔ جب عبدالواحد خوارج کے ساتھ قیروان کے قریب پہنچا تو حنظلہ بھی اپنی فوج کے ساتھ مقابلے میں آیا۔ اپنی فوج کو اس نے صفوں میں مرتب کر لیا۔ علمائے اسلام نے اہل قیروان کو جہاد کے لیے اُبھارا۔ خوارج کے قتل کا ان میں جذبہ پیدا کیا۔ ان کو بتایا کہ یہ لوگ عورتوں کو لونڈیاں بنا لیتے ہیں، لڑکوں کو غلام بنا لیتے ہیں آدمیوں کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ ان جملوں سے لوگوں میں ایک زبردست جوش پیدا ہوگیا اور سب نے تلواریں کھینچ لیں اور مقابلہ میں آ گئے۔ عورتیں بھی آگے بڑھیں اور مردوں کو جوش دلانے لگیں۔ خوارج نے بھی کم جوش سے مقابلہ نہیں کیا لیکن یہ اپنے سر ہتھیلیوں پر لیے ہوئے لڑتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں نے فتح پائی اور خوارج کو شکست نصیب ہوئی۔ عربوں نے جلولا تک ان کا تعاقب کیا لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ عبدالواحد بھی مارا گیا یا نہیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کا سر حنظلہ کے سامنے کسی نے پیش کیا۔ لوگ یہ فتح دیکھتے ہی سجدۂ شکر بجالائے۔

بعض روایت میں ہے کہ مغربی ممالک میں اس سے زیادہ خوں ریز معرکہ کبھی نہیں ہوا۔ حنظلہ نے مقتولین کے شمار کرنے کا حکم دیا تو لوگ عاجز ہوگئے پھر اُنھوں نے شمار کر کے ایک لاکھ ۸۰ ہزار کی تعداد بتائی۔ کچھ دنوں کے بعد عکاشہ بھی ایک گروہ کے ساتھ گرفتار ہوگیا۔ حنظلہ نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کے بعد اس نے ہشام کو لکھ بھیجا کہ یہ فتوحات حاصل ہوئیں اور یہ دونوں سردار مارے گئے۔ لیث کا بیان ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد اصنام سے زیادہ شدید جنگ عربوں میں کوئی نہیں ہوئی۔

متفرق واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے صائفہ یسری میں جنگ کی اور سلمان بن ہشام نے صائفہ یمنی میں لڑائی کی۔ اس نے اپنی فوج کو چھوٹے چھوٹے حصّوں میں مختلف مقامات پر بھیج دیا۔

Marfat.com

اس سال خالد بن عبدالملک نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ مکہ طائف اور مدینہ میں محمد بن ہشام بن اسماعیل مخزومی تھا۔ آرمینیہ اور آذربائیجان میں مروان بن محمد حاکم تھا۔

فاطمہؓ بنت حسینؓ بن علی بن ابی طالب اور سکینہ بنت الحسینؓ نے اسی سال وفات پائی۔

اسی سال عبدالرحمٰن بن ھرمز نے اسکندریہ میں انتقال کیا۔

ابن ابی ملیکہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا جس کا اصلی نام عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ تھا۔

ابورجاء عطاردی اور ابوشاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے اس سال قضا کی۔

میمون بن مہران فقیہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ بعض ۱۱۸ھ میں روایت کرتے ہیں نافع مولیٰ بن عمر نے اسی سال وفات پائی بعض ۱۲۰ھ میں بتاتے ہیں۔

ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم نے بھی اسی سال قضا کی بعض ۱۲۰ھ اور بعض ۱۲۶ھ اور بعض ۱۳۰ھ میں بتاتے ہیں۔

عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص، سعید بن یسار، قتادہ بن دعامہ بصری ان سب نے اسی سال انتقال کیا۔ قتادہ بن دعامہ کی آنکھ کی روشنی جاتی رہی تھی ان کی پیدائش ۶۰ھ کی ہے۔

Marfat.com

باب ۔۴۵

۱۱۸ھ کے واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام اور سلمان بن ہشام بن عبدالملک نے روم میں مختلف لڑائیاں کیں۔

دولت عباسیہ کے دعاۃ

اس سال بکیر بن ماہان نے عمار بن یزید کو خراسان میں بنوعباس کے معتقدین کا سردار بنا کر بھیجا۔ وہ مرو پہنچا اور وہاں اُس نے اپنا نام بدل دیا اور خداش رکھا۔ مرو میں اسی نام سے مشہور ہوا۔ جب اُس نے محمد بن علی کی طرف لوگوں کو دعوت دی تو لوگ جوق در جوق اس کے حلقہ میں شریک ہونے لگے اس گروہ عظیم کو دیکھ کر اس کے دل میں خیالات اور وساوس پیدا ہونے لگے۔ چنانچہ اس نے لوگوں میں ایک نیا مذہب پھیلانا چاہا جو دہریوں کے مشابہ تھا۔ مسلمان عورتوں کو دوسرے کے لیے حلال سمجھتا تھا معتقدین کو اس نے یہ کہا کہ اجی میاں یہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کچھ نہیں ہے، روزہ کے معنی یہ ہیں کہ اس دن اپنے امام کا نام نہ لیا جائے۔ نماز کے معنی صرف اس کے لیے دعا کرنے کے ہیں حج کے معنی اس کی طرف مصمم ارادہ کرنے کے ہیں اس سے بڑھ کر اس نے یہ صورت اختیار کی کہ کلام پاک کی آیت کی تاویل کرنے لگا۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (المائدہ:۹۳)

[ان لوگوں پر جو ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں ان چیزوں میں جن کو انھوں نے کھایا ہے کوئی حرج نہیں ہے جب کہ وہ متقی ہوں مومن ہوں اور اچھے کام کرتے ہیں۔]

Marfat.com

خداش اصلاً نصرانی تھا۔کوفہ میں اس نے اسلام قبول کیااور پھر خراسان آیا اس کے معتقدین میں مالک بن ہیثم اور حریش بن سلیم الاعجمی وغیرہ تھے۔خراسان میں یہ بات پھیلنے لگی کہ محمد بن علی نے اس قسم کی تبلیغ کا حکم دیا ہے۔ یہ خبر اسد بن عبداللہ کے کانوں میں جب پڑی تو اس نے خداش کو گرفتار کرلیا۔ خداش نے اسد سے سخت کلامی کی۔ اسد کو سخت غصہ آیا اور اُس نے اُس کی زبان کٹوا ڈالی۔اس کی آنکھوں میں لوہے کی سلائیاں چبھودیں۔اس کے بعد اسد نے کہا کہ اس خدا کے لیے حمد ہے جس نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی طرف سے تجھ سے بدلہ لے لیا اور پھر اُس نے یحییٰ بن نعیم شیبانی کوقتل کرنے کا حکم دیا چنانچہ خداش مار ڈالا گیا اس کے بعد اسد کے سامنے بجزور رمولی مہاجر بن دارۃ الضّبی لایا گیااوراس کے حکم سے اُس کی گردن نہر کے کنارے پر اڑادی گئی۔

حارث اوراُس کے ساتھیوں کے حالات

اس سال اسد پھر بلخ پہنچا اور جدیع کرمانی کواس قلعہ کی طرف روانہ کیا جس میں حارث اوراس کے خاندان کے لوگ تھے۔اس قلعہ کا نام ''بتو شکان'' تھا جوطخارستان کے ایک بلند مقام پر واقع تھا۔اسی قلعہ میں بنو برزی بھی تھے جوتغلبی تھے اور حارث کے سسرالی رشتہ داروں میں تھے۔کرمانی نے اس کا محاصرہ کرلیا اور بنو برزی کوقتل کرڈالا اس کے خاندان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر کے ان لوگوں کے ہمراہ کردیا جوسوق بلخ میں تجارت کی غرض سے جارہے تھے۔حارث کے ساتھیوں میں سے چارسو پچاس آدمی اس کے مخالف ہو بیٹھے جن کا سردار جریر بن میمون قاضی تھا۔حارث نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگرتم مجھ سے مفارقت چاہتے ہوتو تم ان سے امان لےلو۔جس وقت تک میں یہاں ہوں وہ تمہاری درخواست قبول کرلیں گے لیکن میرے جانے کے بعد وہ کبھی امن نہ دیں گے۔اس کے اصحاب نے کہا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ہم اپنی بھگت لیں گے۔حارث چل دیا۔اسد کو یہ معلوم ہوا کہ اُن لوگوں کے پاس خوردونوش کا کوئی انتظام نہیں ہے تواس نے جدیع کرمانی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جدیع نے ان کا محاصرہ کرلیا۔قلعہ والے جب سخت بھوکے پیاسے ہوئے تو وہ امن کے طالب ہوئے۔جدیع نے اُن کی عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا اور باقی لوگوں کوامن دے دیا۔اسد نے کرمانی کو لکھا کہ ان میں سے پچاس سرداروں کو میرے پاس بھیج دو جس میں مہاجر بن میمون بھی ہو۔کرمانی نے

Marfat.com

ان سب کو اسد کے پاس جب بھیجا تو وہ قتل کر ڈالے گئے۔اس نے پھر کرمانی کو لکھا کہ جو تمھارے پاس قیدی ہوں ان کے تین حصے کرو، ایک کو قتل کر ڈالو، ایک کے پیر کاٹ ڈالو، ایک کے صرف ہاتھ کاٹ ڈالو۔کرمانی نے اس پر پورا عمل درآمد کیا اور بہت سے اموال کو چھین کر فروخت کر دیا۔اسد نے اس سال بلخ کو دارالحکومت بنایا جس میں اس نے تمام دفاتر سرکاری کو بھجوا دیا اس کے بعد اس نے طخارستان اور جبغویہ میں لڑائی کی اور فتح حاصل کی۔

متفرق واقعات

اس سال ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبدالملک بن حارث بن الحکم کو مدینہ سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ پر اپنے ماموں محمد بن ہشام بن اسمعیل کو حاکم بنایا۔

مروان بن محمد ارمینیہ سے جنگ کے لیے روانہ ہوا اور ورتنیس کی حکومت میں داخل ہوا۔اس نے تین سمتوں سے اپنی فوجیں داخل کیں۔ ورتنیس وہاں سے ملک خزر کے پاس چلا گیا اور اس کے قلعہ میں پناہ گزیں ہوا۔ مروان نے اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور ہر چہار طرف منجنیق لگا دیں۔ورتنیس کو کسی شخص نے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر مروان کے پاس بھیج دیا اس نے اہلِ قلعہ کو دکھلانے کے لیے وہ سر ایک بلند مقام پر نصب کر دیا قلعہ والوں نے مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیے۔مروان نے سپاہیوں کو تو قتل کر ڈالا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔

وفیات

علی بن عبداللہ بن عباس کا اسی سال حمیمہ میں انتقال ہو گیا۔حمیمہ شام میں واقع ہے ان کی عمر ستتر سال اور بعض کے نزدیک اٹھاسی سال تھی۔ بعض یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ جس دن پیدا ہوئے۔اسی دن علی کرم اللہ وجہہ قتل کیے گئے اس لیے ان کے والد نے ان کا نام علی رکھا اور کہا کہ میں نے اپنے محبوب ترین انسان کے نام پر تمھارا نام رکھا ہے اور ابوالحسن اُن کی کنیت رکھی۔ایک دن یہ عبدالملک بن مروان کے پاس آئے۔اس نے ان کی بڑی تعظیم وتکریم کی پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے اور کنیت کیا ہے اُنھوں نے کہا کہ میرا نام علی اور کنیت ابوالحسن ہے۔عبدالملک نے یہ سن کر کہا کہ یہ کنیت

Marfat.com

اور یہ نام دونوں میرے لشکر میں سے ایک کے لیے جمع نہیں ہو سکتے۔ پھر پوچھا کہ تمھارے لڑکے کا نام کیا ہے اُنھوں نے کہا کہ محمد ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ تو ابو محمد کنیت ہوتی تو بہتر ہے۔

محمد بن ہشام بن اسمعیل نے اس سال حج کیا جو مدینہ کا امیر تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ اس سال خالد بن عبدالملک ہی حاکم مدینہ تھا۔ عراق اور مشرق کے تمام ممالک پر خالد قسری حکمراں تھا۔ خراسان میں اس کا بھائی اسد تھا اور بصرہ میں بلال بن ابی بردہ تھا اور آرمینیہ میں مروان بن محمد تھا۔

عبادہ بن نُسی جو اردن کے قاضی تھے، اسی سال انتقال کر گئے۔ عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العباس نے اسی سال انتقال کیا۔ طائف میں ابوصفرہ جامع بن شداد اور ابوعشانہ المعافری اور عبدالرحمٰن بن سلیط ان تینوں اصحاب کا اسی سال انتقال ہوا۔

Marfat.com

باب۔۴۶

۱۱۹ھ کے واقعات

خاقان کا قتل

جب اسد ختل میں داخل ہوا تو ابن السایجی نے خاقان کو اسد کے داخلے کی اطلاع دی اور یہ لکھا کہ اس نے اپنی تمام فوجیں اُدھر ادھر پھیلا دی ہیں تا کہ ختل کے تمام باشندوں کو ہلاک کر دے۔ جب یہ خط خاقان کو ملا تو اُس نے اپنی فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا اور ختل کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابن السایجی کو جب خاقان کی آمد کی خبر ملی تو اس نے اسد کو ایک قاصد کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ تم ختل سے بھاگ جاؤ خاقان اپنی فوج کے ساتھ بہت قریب پہنچ گیا ہے۔ اسد قاصد پر بہت خفا ہوا اور اس نے اس خبر کو بالکل جھوٹا سمجھا لیکن ابن السایجی نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ میں نے تم کو جھوٹی خبر نہیں دی ہے میں ہی نے تمھارے آنے کی اطلاع خاقان کو دی ہے اور اُس کو مدد کے لیے بلایا ہے اگر اس کا اور تمھارا مقابلہ ہو گیا تو یہ یقین ہے کہ وہ فتح یاب ہو جائے گا اور پھر میں جب زندہ رہوں گا عرب ہم سے بغض و عداوت رکھیں گے۔ یہ یاد رکھو کہ خاقان کی قوت اور طاقت اس قدر زیادہ ہے کہ وہ عربوں کو ان شہروں سے نکال دے گا اور یہ ممالک تم سے چھین لیے جائیں گے۔ اب اسد کو معلوم ہو گیا کہ ابن السایجی نے صحیح خبر دی اس لیے اس نے اسباب اور ساز و سامان کو آگے بڑھانے کا حکم دیا اور ابراہیم بن عاصم عقیلی کو اُن پر نگران بنایا جو لوگ کمزور تھے اور بچے تھے اُن کو بھی بار برداری کے ساتھ روانہ کر دیا۔ اہل صغانیاں اور صغان خذاہ بھی ساتھ ہوئے۔ اس کے بعد اسد جبل ملح کی طرف سے نہر عبور کرنے کے لیے ساحل پر آیا۔ ابراہیم بن عاصم اس وقت تک نہر عبور کر چکا تھا۔ اسد نے نہر کے کنارے ایک دن قیام کیا اور

Marfat.com

دوسرے دن عبور کرنے کے لیے چلا۔ یہ لوگ ابھی کچھ اس کنارہ پر تھے اور کچھ پار ہو چکے تھے کہ خاقان اپنی فوج کے ساتھ آ پہنچا۔ جو لوگ ابھی لبِ ساحل تھے وہ پھنس گئے بنواز داور بنوتمیم نے ان کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھا کر بھاگے۔ جو مسلمان نہر کو عبور کر چکے تھے وہ اب یہ سمجھے کہ خاقان اس طرف نہیں آئے گا لیکن صورت اس کے برخلاف ہوئی۔ خاقان نے اپنی فوج کو نہر عبور کرنے کا حکم دیا۔ وہاں پہنچ کر جو کچھ ان کے ہاتھ میں آیا اُس کو لوٹ لیا اور چونکہ مسلمان اپنی چھاؤنی میں پہنچ چکے تھے اس لیے ترکوں نے ادھر اُدھر کے آدمیوں کو مار ڈالا۔ اسد کی لشکر گاہ سے غلاموں کا ایک گروہ نکلا جس نے ترکوں کو خوب پیٹا اور میدان سے ان کو بھاگا دیا۔ رات بھر اسد اور دوسرے مسلمانوں نے آرام کیا جب صبح ہوئی تو خاقان دکھائی نہ دیا۔ اسد نے اہل الرائے لوگوں کو مشورے کے لیے بلایا اُنھوں نے کہا کہ خدا کی دی ہوئی راحت کو قبول کر لیجیے۔

اسد نے کہا کہ یہ وقت مصیبت اور تکلیف کا وقت ہے یا آرام ہو آسائش کا۔ خاقان نے کل جو کچھ غارت گری کی وہ تم کو معلوم ہے۔ آج وہ اس طرف اس وجہ سے نہیں آیا کہ اس کو مسلمان قیدیوں میں سے کسی نے یہ بتا دیا ہے کہ ساز و سامان کا قافلہ آگے جا چکا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اموال کے ضائع جانے سے آرام کو ترجیح دینی چاہیے کیونکہ ان کے نقصان ہو جانے سے ہمارا اور اہل خراسان کا نفع ہے کہ قتل وغارت سے بچ جائیں گے۔ نصر بن سیار خاموش تھا۔ اسد نے پوچھا کہ تم کیوں خاموش ہو؟ نصر نے کہا کہ اے امیر اس وقت صرف دو تدبیریں کارگر ہو سکتی ہیں جو آپ کے لیے مفید ہیں اگر آپ روانہ ہو جائیں تو ان لوگوں کو جو ساز و سامان کے ساتھ ہیں، ان کو چھڑا سکتے ہیں اور وقت پر اُن کی مدد کر سکتے ہیں اور اگر ایسے وقت پر پہنچے جب وہ ہلاک ہو گئے تو ایک بلا سر سے ٹل جائے گی جس کا آنا ضروری تھا۔ اسد نے اس رائے کو پسند کیا اور فوراً روانہ ہونے کا حکم دیا اور سعید صغیر مولیٰ باھلہ کو بلا بھیجا۔ یہ ختل کے بہترین شہسواروں میں تھا اور اس کو ایک خط دیا کہ ابراہیم کو جا کر دے آئے۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ خاقان تمھاری طرف جا رہا ہے تم مستعد ہو جاؤ۔ اسد نے سعید کو تیز جانے کی ہدایت کی۔ سعید نے ایک تیز رفتار گھوڑا جس کا نام ذنوب تھا مانگا۔ اسد نے کہا کہ اگر اسے میں اپنے پاس رکھوں اور تجھ سے بخالت کروں تو میں کمینہ ہوں گا۔ اسد نے اپنا گھوڑا سعید کے حوالے کر دیا۔ سعید نے اس کو گھوڑے کے ساتھ کوتل رکھا اور پھر روانہ ہو گیا۔

Marfat.com

جب ترکوں کے قریب پہنچے تو وہ مال واسباب کی طرف جا رہے تھے۔ جاسوسوں نے اس کو پکڑنا چاہا تو وہ ذبوب پر سوار ہو کر جلدی سے ابراہیم کے پاس خط لے کر پہنچ گیا۔ ترک اس گھوڑے تک نہ پہنچ سکے ابراہیم کو جب اُس کی اطلاع ملی تو اس نے فوراً ایک خندق کھود لی۔ ترک اس مقام پر اس وقت پہنچے جب یہ لوگ خندق تیار کر کے کھڑے تھے۔ خاقان نے اہل صغد کو آگے بڑھانے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ان کو ایک ہی حملے میں شکست دے دی۔ خاقان ایک ٹیلے پر چڑھ کر یہ دیکھنے لگا کہ کوئی ایسا مقام ملے جس میں چھپ کر ان پر حملہ کر سکیں۔ اس نے دیکھا کہ اس لشکر کے پیچھے ایک جزیرہ ہے جس کے سامنے ایک نہر جاری ہے۔ اس نے اپنی فوج کے سرداروں کو بلا کر کہا کہ اس لشکر گاہ کے باہر تم جاؤ اور اس جزیرہ پر پہنچ کر وہاں سے پلٹو اور پلٹ کر ان پر حملہ کر دو اور سب سے پہلے عجمیوں اور صغانیوں سے لڑو۔ اگر مسلمانوں کی فوج تم پر دھاوا کرے گی تو ہم ادھر سے حملہ کر دیں گے۔ ترکوں نے اس حکم پر عمل کیا۔ چنانچہ جس مقام پر عجمی قومیں اتری تھیں اسی طرف سے انھوں نے جنگ کی ابتدا کی۔ صغان خذاہ والوں کو قتل کرنا شروع کیا اور اُن کے تمام اسباب کو چھین لیا اور پھر ابراہیم کی طرف پہنچے اور جو کچھ اُن کو مل سکا وہ سب لے لیا۔ مسلمانوں نے تعاقب بھی نہیں کیا بلکہ ایک جگہ پر مجتمع ہو گئے اور سوچنے لگے کہ ہلاکت سے کیونکر بچا جائے۔ یکا یک گرد و غبار کی آندھی اٹھی جو زمین سے آسمان تک چھا گئی لوگوں کی نظریں اس پر پڑیں تو معلوم ہوا کہ اسد اپنی فوج کے ساتھ آ گیا۔ ترک اُن کو چھوڑ کر فوراً اس مقام پر پہنچے جہاں خاقان تھا۔ ابراہیم اس پر متعجب تھا کہ فتح یابی اور قتل و غارت کے باوجود ترک کیوں چلے گئے۔ خاقان اسد سے لڑنا بھڑنا نہیں چاہتا تھا بلکہ اُس کی اصلی غرض یہ تھی کہ تمام مال و متاع لوٹ لیا جائے چونکہ اس میں وہ کامیاب ہو گیا تھا اس لیے وہ وہاں سے چل دیا۔ اسد جب پہنچا تو سیدھا اس ٹیلے پر پہنچا جہاں خاقان اپنی فوج لیے تھا لیکن خاقان اتر کر ایک پہاڑ کے دامن میں چھپ گیا مسلمانوں میں سے جو لوگ بچ گئے تھے وہ آہ و زاری کرتے ہوئے اسد کے پاس آئے لیکن ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی ماری جا چکی تھی۔

خاقان قیدیوں اور قیمتی ساز و سامان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ خاقان نے ایک ایسے شخص سے جو حارث بن سُریج کا ساتھی تھا یہ کہا کہ اسد کو پکار کر کہہ دو کہ نہر کے اس طرف تم کو جنگ کرنے کا موقع تھا تم بڑے حریص اور لالچی ہو یہ بالکل غیر ممکن بات تھی کہ ختل تمھارے قبضہ میں ہوتا کیونکہ یہ تو ہمارے

Marfat.com

آباواجداد کی زمین ہے۔ اسد نے اس کا یہ جواب دیا کہ اس کا بدلہ اللہ ہی لے گا۔

اسد وہاں سے بلخ کی طرف چلا آیا اور وہاں کے میدان میں اپنی فوج مرتب کرنے لگا اسی زمانے میں موسم سرما آ گیا تو اُس نے تمام لوگوں کو اپنے اپنے گھر جانے کی اجازت دے دی اور خود شہر میں داخل ہو گیا۔ حارث بن سریج طخارستان کے کسی مقام پر تھا وہ خاقان سے مل گیا تھا چنانچہ خاقان اسی موسم سرما میں طخارستان پہنچا۔ پھر جبغونہ میں اور پھر جوزجان میں مقیم ہوا۔ وہاں سے اس نے اپنی فوج کو مختلف مقامات میں غارت گری اور لوٹ مار کرنے کے لیے بھیج دیا۔

خاقان کے آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ حارث نے اس کو یہ پٹی پڑھادی کہ اسد میں اب دم باقی نہیں ہے کیونکہ اس کے پاس فوج ہی نہیں ہے۔ خاقان اسی لالچ میں چلا آیا جوزجان سے وہ جب جزہ میں آیا تو اسد کو اس کے آنے کی خبر مل گئی۔ اس نے شہر میں آگ جلانے کا حکم دیا آگ جلتے ہی تمام لوگ ہر طرف سے جمع ہونے لگے۔ صبح کے وقت اسد نے سب کے ساتھ مل کر عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھی اور اس مضمون کا خطبہ دیا:

''اللہ کے دشمن حارث نے ظالموں کو دعوت دی ہے تاکہ صفحۂ عالم سے اللہ کا نور بجھا دیا جائے اور اس کے دین کو مٹا دیا جائے لیکن اللہ ہی انشاء اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔ تمہارے دشمن نے تمہارے عزیز بھائیوں کو گرفتار کر لیا ہے لیکن اگر خدا کی مدد شامل حال رہی تو تمہاری قلت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور نہ اُن کی کثرت اُن کو فائدہ پہنچا سکتی۔ اے مسلمانو اللہ ہی سے مدد کے طالب ہو۔ سب سے قریب تر بندہ وہ ہے جو اپنے رب کے آگے اپنی جبین نیاز زمین پر رکھ دے۔ اس لیے میں اپنے خالق حقیقی کے سامنے اپنی پیشانی رکھتا ہوں تم لوگ بھی سجدہ کرو اور صدق دل سے دعائیں مانگو۔''

تمام مسلمانوں نے نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنا سر اپنے مالک کے سامنے رکھ کر دعائیں کیں۔ جس وقت سب نے سجدہ سے سر اٹھایا تو اسی وقت ان کو فتح کا یقین ہو گیا۔ یہ وہ الہام خداوندی تھا جو ان کے دل میں اس وقت ڈال دیا گیا تھا۔ نماز سے فراغت پا کر لوگوں نے قربانیاں کیں۔ اسد نے اس کے بعد پھر لوگوں سے مشورہ لیا تو ایک جماعت نے کہا کہ آپ بلخ کی حفاظت کیجیے۔ خالد اور خلیفہ سے مدد طلب کیجیے دوسرے نے کہا کہ زم کے راستہ سے مرو پہنچ جائے تاکہ خاقان اس پر قبضہ

Marfat.com

نہ کر سکے۔ تیسرے نے کہا کہ نہیں خاقان کے مقابلہ میں چلنا چاہیے۔ اسد نے اس آخری جماعت کا ساتھ دیا اور سات ہزار فوج کے ساتھ خاقان کے مقابلہ کے لیے نکلا جس میں خراسان اور شام دونوں کی فوجیں شامل تھیں۔ اس نے کرمانی بن علی کو بلخ پر اپنا نائب مقرر کیا۔ چلتے وقت اسد بلخ کے کسی دروازے پر آیا اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی اور لوگوں کو دعائیں مانگنے کے لیے کہا۔ سب نے مل کر دربار الٰہی میں اسلام کی فتح کے لیے دعا مانگی۔ اسد جب دعا سے فارغ ہوا تو بولا کہ خدا کی قسم اللہ تمھاری مدد کرے گا انشاء اللہ۔ اس کے بعد روانہ ہو گیا جب عطاء کے پل سے پار ہوا تو ذرا لوگوں کی آمد کا انتظار کرنے لگا مگر معلوم نہیں پھر کیا سوچ کر آگے بڑھا اور یہ کہنے لگا کہ ہم کو پیچھے رہنے والے آدمیوں کی ضرورت نہیں ہے۔

مقدمۃ الجیش پر سالم بن منصور بجلی تھا اس سے اور ترکوں کے ایک دستے سے ایک مقام پر جنگ چھڑ گئی۔ دونوں حریفوں کی تعداد ایک ہی تھی۔ سالم نے ایک سپہ سالار کو اور دوسرے سات معززین فوج کو گرفتار کر لیا اور باقی بھاگ گئے۔ یہ سپہ سالار جب اسد کے پاس لایا گیا تو وہ رونے لگا۔ اسد نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے اُس نے کہا کہ میں اپنے لیے نہیں روتا بلکہ خاقان کی تباہی پر افسوس کر رہا ہوں کیونکہ اس نے اپنی فوج کو مرو کے اطراف منتشر کر دیا۔ اسد اس کے بعد جوز جان تک پہنچ گیا اور خاقان سے دو فرسخ کے فاصلہ پر مقیم ہوا۔ خاقان نے تو یہ سمجھا تھا کہ اب اس پر میرا ہی قبضہ رہے گا جب صبح ہوئی اور اس نے فوجیں اتری ہوئی دیکھیں تو گھبرا اُٹھا اور حارث سے کہا کہ تم نے مجھ کو یہ کہا تھا کہ اسد میں اب دم باقی نہیں ہے حالانکہ یہ فوجیں آ گئی ہیں آخر یہ کون ہے؟ حارث نے کہا کہ یہ محمد بن مثنیٰ ہے۔ خاقان کو حارث کی بات پر یقین نہ آیا اس نے اپنے آدمیوں کو بھیجا اور کہا کہ یہ دیکھو کہ اس کے اونٹ پر تخت یا کرسی ہے یا نہیں؟ لوگوں نے آ کر خبر دی کہ ''ہے''۔ خاقان نے کہا تو بلاشبہ وہ اسد ہے۔ اسد ابھی تھوڑی دور چلا تھا کہ سالم بن جناح ملا اور اُس نے یہ خوش خبری دی کہ خاقان کے پاس کل چار ہزار فوج ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ تم فتح یاب ہو گے اور خاقان مجروح ہو گا۔ اسد جب وہاں پہنچا تو اس نے اپنی فوجوں کو مرتب کرنا شروع کیا۔ خاقان نے بھی ترتیب دے لی جب دونوں فوجیں ٹکرائیں تو حارث اہل صغد کے جو خاقان کے میمنہ پر تھے اور اسد کے ساتھ میسرہ پر تھا حملہ آور ہوا۔ حارث نے میسرہ کو تو شکست دے دی لیکن صرف اسد کے خیمہ کو دیکھتے ہی یہ لوگ پیچھے ہٹے۔ اسد

Marfat.com

کے میمنہ نے جس میں بنواز داور تمیم تھے ترکوں پر بڑے زور سے حملہ کیا۔ حارث اور اس کے ساتھی اس حملے کی تاب نہ لا سکے اور بھاگے۔ ترکوں نے بھی شکست کھائی مسلمان ایک مرتبہ اور جھپٹے تو ترکوں کا شیرازہ بالکل منتشر ہو گیا۔ مسلمانوں نے تین فرسخ تک ان کا تعاقب کیا جس کو پایا قتل کیا اور اُن کی لشکر گاہ سے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ جانوروں کو اور دوسری چیزوں کو حاصل کیا۔

خاقان پہاڑی راستوں سے بھاگنے لگا اور حارث اس کی حفاظت کرتا جا رہا تھا لیکن دونوں شکستہ حال تھے۔ جوزجانی نے عثمان بن عبداللہ بن الشخر سے کہا کہ میں اس طرف کے راستوں سے خوب واقف ہوں خاقان کا تعاقب کریں اور اُس کو ہلاک کر دیں تا کہ ہمیشہ کے جھگڑے سے نجات مل جائے۔ عثمان نے کہا کہ تم بہت ٹھیک کہتے ہو دونوں ساتھ ہو کر ایک راستے سے روانہ ہوئے۔ کچھ اور آدمی بھی اُن کے ہمراہ ہو گئے۔ تھوڑی ہی دور کے بعد اس مقام پر پہنچے جہاں خاقان مقیم ہو گیا تھا۔ پہنچنے کے ساتھ ہی اس پر حملہ آور ہوئے خاقان نے شکست کھائی اور وہاں سے بھی بھاگا۔ مسلمانوں نے ترکوں کی تمام چیزوں پر قبضہ کر لیا۔ عرب عورتیں جو اُن کی قید میں تھیں اُن کو چھین لیا اور اُن کی عورتوں کو قید کر لیا۔ خاقان جب بھاگنے لگا تو اُس کا گھوڑا کیچڑ میں دھنس گیا لیکن حارث نے اُس کو بچا لیا۔ لوگوں کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہی خاقان ہے (یعنی وہ خاقان کو پہچانتے نہ تھے) اسی وجہ سے کسی نے حملہ بھی نہیں کیا حارث بن سُریج نے اس کو اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔ خاقان کے پاس ایک خصی غلام تھا۔ اس نے یہ ارادہ کیا کہ جلدی سے خاقان کی بیوی کو اٹھا کر لے جائے لیکن لوگ جب اُس کی طرف جھپٹے تو اُس نے اُس کی بیوی کو خود قتل کر ڈالا۔ خاقان کے ساتھ جو مسلمان قیدی تھے وہ آزاد ہو گئے۔ اسد نے اس کے بعد ترکوں کی ان فوجوں کا تعاقب کیا جو مرو کے اطراف میں پھیلی ہوئی تھیں۔ جو سامنے آئے وہ قتل کیے گئے لہٰذا بہت کم ترکی صحیح وسالم واپس گئے ہوں گے۔ اسد بلخ واپس آیا۔ بشر کرمانی جو فوجی دستوں میں تھا اس نے بھی دو چار اور اس سے زیادہ ترکوں کو قتل کیا۔

خاقان بھاگتا ہوا طخارستان پہنچا اور جبغویہ خزلجی کے پاس ٹھہرا۔ وہاں سے اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا جب اشروسنہ پہنچا تو اس سے خانا جزہ کا باپ حرابغرہ جو کاوس ابی افشین کا دادا تھا وہ ملا اور اس کو تحفہ وتحائف دیے۔ اس سے قبل دونوں میں کوئی رابطہ اتحاد نہ تھا لیکن اس نے سوچا کہ اس طرح خاقان پر ایک احسان کرے گا۔ خاقان کسی نہ کسی طرح اپنے ملک میں پہنچ گیا اور پھر اس نے جنگ اور

Marfat.com

محاصرۂ سمرقند کی تیاری شروع کی۔حارث اور اُس کے اصحاب نے پانچ ہزار بار برداری کے لیے اونٹ مہیا کیے۔اسی اثناء میں ایک دن خاقان کورصول سے شطرنج کھیل رہا تھا۔کھیل ہی کھیل میں دونوں میں ناچاقی ہوگئی۔کورصول نے غصہ میں آ کر خاقان کا ہاتھ پکڑ کر توڑ ڈالا اور اس کے بعد وہ خاقان کو چھوڑ کر چلا گیا اور ایک فوج جمع کر لی۔اس کو جب یہ معلوم ہوا کہ خاقان نے اس بات کی قسم کھائی ہے کہ وہ کورصول کا ہاتھ بھی توڑے گا تو کورصول نے ایک دن موقع پا کر رات کے وقت خاقان کو قتل کر ڈالا۔خاقان کا قتل ہونا تھا کہ ترکوں کی جماعت میں انتشار پیدا ہوگیا۔ترکوں کی جماعت نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور دوسرے ترک ادھر اُدھر غارت گری میں مصروف ہوگئے اہل صغد نے اس طرح لوٹنے کا ارادہ کیا۔

اسد نے ہشام کے پاس اس فتح کی خوش خبری اور خاقان کے قتل کیے جانے کی خبر بھیجی لیکن ہشام کو اس خبر کی تصدیق میں تامل ہوا۔اُس نے اپنے حاجب ربیع سے کہا کہ میں اس خبر کو سچا نہیں سمجھتا تم اُس قاصد کو لے جاؤ اُس کو وعدہ دے کر حال دریافت کرو۔اُس نے حکم کی تعمیل کی اور جو کچھ اس نے خبر دی اس کی اطلاع ہشام کو دے دی۔اسد نے پھر دوسرا قاصد خوش خبری لکھ کر بھیجا۔قاصد نے دروازۂ شاہی پر پہنچ کر بڑے زور سے تکبیر کہی۔ہشام نے بھی تکبیر کے ساتھ جواب دیا جب وہ خلیفہ کے پاس گیا قاصد نے فتح کی مسرت بخش خبر سنائی۔بنوقیس اسد سے جلنے لگے اور حسد کرنے لگے اُنھوں نے ہشام سے کہا کہ آپ اسد کو لکھیے کہ مقاتل بن حیان کو میرے پاس بھیج دو۔ہشام نے اسد کو اسی قسم کا خط لکھا اسد نے ہشام کے پاس مقاتل کو بھیج دیا مقاتل جب دربار میں حاضر ہوا اور اُس نے سب حال کہہ سنایا تو ہشام نے پوچھا کہ تم کو کیا ضرورت ہے۔اس نے کہا کہ یزید بن مہلب نے میرے والد سے ایک لاکھ درہم ناواجب طریقہ پر لیا تھا۔ہشام نے مقاتل سے اس پر حلف اٹھوایا اس کے بعد اسد کو اس نے لکھ بھیجا کہ ایک لاکھ درہم اس کے ادا کر دو۔اسد نے ادا کر دیا۔مقاتل نے اس کو حیان کے ورثاء میں کتاب اللہ کے موافق تقسیم کر دیا۔ابوالہندی ان واقعات کا تذکرہ ان اشعار میں کرتا ہے۔

ترجمہ:

[اے ابومنذر تم نے بڑے بڑے امور کا خوب تجربہ اور اندازہ کر لیا ہے۔تم نے ان کو اسی طرح معلوم کیا ہے جیسے ایک لالچی گاہک مختلف دوکانوں پر پھرتا ہے۔جن سے تو رائے لیتا ہے وہ تیری رائے زنی کے مقابلہ میں حیوانات کا مرتبہ رکھتے ہیں۔اے ابومنذر اگر تو نہ

Marfat.com

آتا تو نہ عراق پہنچ سکتا تھا اور نہ عجمی سلاطین زیر نگیں ہوتے۔ خطرات کی بنا پر نہ تو کوئی سواری پر حج کرنے جاسکتا تھا اور نہ موسم حج کے بعد پھر عمرہ کرسکتا تھا۔ بہت سے مقتولین ہیں جوشان وحزہ کے درمیان پڑے ہیں۔ جن کے ہاتھ پیر ٹوٹے ہوئے ہیں اور وہ بڑے جاہ وجلال والے سلاطین میں سے ہیں۔ تم نے ان کو جوزجان کے میدان میں اس لیے چھوڑ دیا ہے کہ درندے اور شکاری پرندے اس پر گریں اور گوشت نوچ کر کھائیں۔ ان میں جو صاحب ملکیت ہیں دو تلواروں سے زخمی ہیں ان کا دم گھٹ رہا ہے اور پیاسی چڑیاں اس پر منڈلا رہی ہیں۔ جو ہم سے بھاگتے ہیں اور جو قریب ہوتے ہیں وہ قید کے مصائب کو خوب برداشت کرتے ہیں۔ بنو تمیم اور عامر کے لوگ تجھ پر فدا ہوئے اور بنومضر الحمراء مصائب کے وقت تجھ پر۔ انھوں نے خاقان کو ہمارے بارے میں لالچ دلایا چنانچہ اس کی فوجیں اس حالت میں ہوگئی تھیں کہ اسباب سے خود پیچھا چھڑا رہی تھیں۔]

ابن السایجی جس نے اسد کو خاقان کے آنے کی خبر دی تھی، ملک سبل نے اُس کو اپنا جانشین بنایا تھا اور مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ تم اہل ختل پر میری طرح سختی سے نہ پیش آنا کیونکہ میں بادشاہ تھا اور تم انھیں میں سے ایک آدمی ہو۔ دوسری بات یہ کہ حُنیش کو طلب کرو اور اس کو تمام ملک سپرد کردو کیونکہ وہ میرے بعد بادشاہ ہوتا۔ حُنیش چین کی طرف بھاگ گیا تھا۔ تیسری بات یہ کہ عربوں سے کبھی جنگ نہ کرنا بلکہ حیلہ کرکے ٹال دینا۔ ابن السایجی نے کہا کہ ہم دو پہلی باتیں تسلیم کرتے ہیں لیکن تمھاری یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ میں عربوں سے جنگ نہ کروں۔ آخر یہ کیوں کر ہوسکتا ہے؟ تم نے خود اُن کے بڑے بڑے امراء سے جنگ کی ہے۔ سبل نے کہا کہ میں نے اپنی اور تمھاری قوت وطاقت کا خوب اندازہ کرلیا ہے۔ تم میرے قایم مقام ہوکر نہیں کھڑے ہوسکتے۔ میں جب بھی عربوں سے لڑا ہوں تو بڑی مشکلوں سے نجات حاصل کی ہے اور اگر تم ان سے لڑو گے تو ہلاک ہوجاؤ گے۔ اس وجہ سے ابن السایجی عربوں سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔

مغیرہ بن سعید اور بیان کا قتل

اس سال مغیرہ بن سعید اور بیان چھ آدمیوں کے ساتھ بغاوت کے لیے تیار ہوئے۔ انھوں

Marfat.com

نے اپنی جماعت کا نام ''وصفاء'' رکھا۔ مغیرہ ایک جادوگر تھا اس وجہ سے اکثر کہا کرتا تھا کہ اگر میں اس بات کا ارادہ کروں کہ عاد اور ثمود اور اس کے درمیان دوسری قدیم قوموں کو زندہ کر دوں تو میں یقیناً ایسا کر سکتا ہوں۔ یہ خبر خالد قسری کو ملی کہ اس قسم کے لوگوں نے بغاوت کی ہے لیکن اس وقت ملی جب وہ خطبہ دے رہا تھا اثناء خطبہ ہی میں اس نے پانی پینے کو مانگا۔ یحییٰ بن نوفل اس پر ہجو یہ اشعار کہے۔[1]

اس کے بعد خالد نے چند آدمیوں کو ان لوگوں کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا۔ جب وہ پابہ زنجیر ہو کر آ گئے تو اس نے جامع مسجد سے اپنا تخت منگوایا اور اس پر بیٹھا۔ لکڑیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا اور جلانے کا روغن منگوایا۔ جتنے قیدی آئے تھے ان سب کو جلا دیا۔ مالک بن اعین جرمی بھی گرفتار ہو کر آیا۔ خالد نے اس سے چند سوالات کیے مالک نے تمام باتوں کی تصدیق کی اور صحیح جواب دیے خالد نے اس کو رہا کر دیا۔

مغیرہ کا یہ عقیدہ تھا کہ خدا آدمی کی صورت میں ہے۔ اس کے سر پر ایک تاج ہے اس کے تمام اعضاء حروف ہجاء کی تعداد میں ہیں اور ایسی لغو باتیں خدا کے متعلق کہتا تھا جو اب تک کسی نے اپنی زبان سے نہ کہیں ہوں گی۔ کہتا تھا کہ خدا نے تخلیق عالم کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے اسم اعظم سے گفتگو کی وہ اڑ کر اُس کے تاج پر پہنچا پھر خدا نے اپنی انگلی سے اپنی ہتھیلی پر اپنے بندوں کے اچھے اور برے اعمال لکھے۔ معاصی کی جب کثرت دیکھی تو اس کے بدن سے پسینہ آنے لگا۔ اسی پسینے سے دو دریا جاری ہوئے ایک کھاری اور تاریک، دوسرا میٹھا اور روشن۔ جب دریا کو دیکھنے لگا تو خدا نے اس میں اپنے سایہ کو دیکھا اور اُس کو پکڑنے کے لیے دوڑا۔ جب اُس نے اُس کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اس کی آنکھوں سے سایہ ہٹ گیا تو اُس نے آنکھوں سے آفتاب پیدا کیا اور آسمان کا دوسرا طبق پیدا کیا اور کھاری دریا سے کفار کو اور دریائے شیریں سے مومنین کو پیدا کیا۔ وہ علیؓ کی الوہیت کا بھی قائل تھا۔ باقی تمام صحابہ کو کافر سمجھتا تھا، لیکن صرف ان لوگوں کو ایسا نہیں سمجھتا تھا جنھوں نے حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ یہ بھی کہتا تھا کہ انبیاء نے شریعتوں میں اختلاف نہیں رکھا ہے۔ دریائے فرات کے پانی کو اور اس کنویں یا چشمہ یا نہر کو جس میں کبھی کوئی نجاست گر گئی ہو حرام کہتا تھا۔ جب وہ مقابر میں جاتا تھا اور مُردوں سے باتیں کرتا تھا تو ٹڈیوں کا مُر ہجوم قبر پر ہو جاتا تھا۔ مغیرہ، امام محمد باقر کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ تم اس بات کا اقرار کرو کہ میں علم غیب جانتا ہوں تو میں تم کو عراق کی مال گزاری دے دوں گا۔ اُنھوں نے اُس کو

Marfat.com

اپنے گھر سے نکلوا دیا پھر یہ جعفر بن محمد صادق کے پاس آیا اور ان سے بھی اسی قسم کی باتیں کرنے لگا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ نعوذ باللہ یہ تو کیا بکتا ہے۔ امام شعبی مغیرہ سے پوچھا کرتے تھے کہ امام نے تم کو کیا جواب دیا؟ تو وہ کہتا کہ کیا تم امام کا مذاق اڑانا چاہتے ہو؟ شعبی کہتے "امام کا نہیں بلکہ تیرا"۔

بیان بھی علیؓ کی الوہیت کا قائل تھا اور حسینؓ اور حسنؓ کو بھی دو خدا مانتا تھا اور پھر محمد بن حنفیہ اور ابو ہاشم بن محمد کو بھی تناسخ کی صورت سے خدا جانتا تھا۔ یہ بھی کہتا تھا کہ خدا کی سب چیزیں سوائے اس کے چہرہ کے فانی ہیں۔ اس کے استدلال میں کلام پاک کی یہ آیت پیش کرتا تھا وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. [2] حالانکہ خدا کی ذات ان شیاطین کے اقوال سے کہیں اعلیٰ وارفع ہے آخر میں اُس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا تھا اور دلیل میں هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ. [3] کی آیت پیش کرتا تھا۔

خوارج کے حالات

اس سال بہلول بن بشر جس کا لقب "کثارہ" تھا، نے بغاوت کی ابتداء کی۔ یہ بنو شیبان کے قبیلے سے تھا اور موصل کا باشندہ تھا۔ اس سال یہ حج کی نیت سے نکلا۔ راستہ میں کسی گاؤں میں ٹھہرا اور اپنے غلام کو بھیجا کہ ایک درہم کا سرکہ خرید کر لے آؤ۔ دوکان دار نے سرکہ کی جگہ پر شراب دے دی۔ بہلول نے شراب واپس کرنے اور درہم لے لینے کا حکم دیا۔ جب یہ دوکان دار کے پاس گیا تو اُس نے کوئی جواب نہیں دیا بہلول اس جگہ کے حاکم کے پاس آیا اور اس سے شکایت کی۔ حاکم نے جواب دیا کہ شراب تجھ سے اور تیرے قول سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کے بعد بہلول حج کے لیے چلا گیا لیکن بغاوت کا ارادہ اسی وقت اس کے دل میں پیدا ہو گیا تھا۔ مکہ میں اس کے ہم خیال لوگ مل گئے اور حج سے واپسی کے وقت یہ سب ساتھ آئے اور موصل کے کسی گاؤں میں ٹھہرے، اس وقت اُن کی کل تعداد چالیس تھی۔ وہاں پہنچ کر اُنھوں نے اپنی سرداری کے لیے بہلول ہی کو منتخب کیا اور اس معاملہ کو پوشیدہ رکھا۔ وہاں سے جس مقام پر سے گذرتے اُس کے عامل سے یہ کہتے کہ امیر المومنین ہشام نے ہم کو چند ضروری امور کے طے کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ اس وقت ہم کو سواریوں کی ضرورت ہے۔ اس طرح ڈاک کی سواریاں وصول کر لیتے۔ جب اُس گاؤں میں پہنچے جہاں سے بہلول کے غلام نے شراب خریدی تھی تو بہلول نے کہا کہ سب سے پہلے ہم یہاں کے حاکم کو قتل کریں گے۔ اس کے ساتھیوں نے کی اس

Marfat.com

رائے سے اختلاف کیااور بولے کہ ہم کوتو خالد (گورنر عراق) کا قتل مقصود ہے۔ اگر ہم اس گاؤں کے حاکم کے قتل سے ابتداء کریں گےتو ہمارا راز فاش ہوجائے گا اور خالد بچ جائے گا۔ہم تم کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ ہیں کہ اس کو نہ مارو ورنہ خالد ہم سے چھٹکارا پا جائے گا اور وہ خالد جو مساجد کو منہدم کرتا ہے، گرجوں کی تعمیر کرتا ہے، غیر مسلم قوموں کو مسلمانوں پر حکمراں بناتا ہے، مسلمان خواتین کو ذمیوں کے سپرد کردیتا ہے، اس لیے ہم کو سب سے پہلے اسی کا خاتمہ کرنا چاہیے۔ بہلول نے کہا کہ اس وقت کے کام کو ہم کل پر نہیں چھوڑ سکتے۔ اس وقت یہ انجام دے لیں پھر اس طرف توجہ کریں گے۔ بہرحال بہلول نے اس عامل کو قتل کرڈالا۔ پھر کیا تھا ہر طرف یہ مشہور ہوگیا کہ یہ لوگ خارجی ہیں۔لوگوں میں اس خبر سے انتشار پیدا ہوگیا۔خالد کے پاس ہرکارے دوڑائے گئے۔اس کو مطلع کیا گیا کہ خوارج نے پھر بغاوت شروع کردی ہے مگر ان کے سردار کا پتہ نہیں چلا۔

خالد یہ خبر سنتے ہی واسط سے حیرہ چلا آیا۔ حیرہ میں شامیوں کی ایک فوج تھی جو ہند کے حاکم کی مدد کے لیے جارہی تھی۔ خالد نے اُن کو خوارج کی جنگ کے لیے مستعد کردیا۔اُن سے کہا کہ جو ایک خارجی کو قتل کرے گا میں اُس کو اس انعام سے علاوہ ایک انعام دوں گا جو بادشاہ کے یہاں اس کو ملے گا اور ہند کے پر تکلیف سفر سے نجات دلا دوں گا۔شامی خوش ہوگئے اور لڑنے کو تیار ہوگئے۔ان کا پہلا دستہ بنوقین کا تھا جس میں چھ سو آدمی تھے۔خالد نے دو سو اور دوسرے سپاہیوں کو جو کوفہ کے باشندے تھے، ان کے ہمراہ کردیا۔سب کے سب بہلول کی تلاش میں چلے۔ بہلول کا فرات کے قریب پتہ چلا۔ بنوقین نے ان رنگروٹوں سے کہا کہ تم لوگ ہمارے ساتھ مت چلو ہماری فتح یابی میں تم کو شریک ہونے کا کوئی حق نہیں حاصل ہے۔ بہلول جب مقابلہ میں نکلا تو اُس نے سب سے پہلے بنوقین کے سردار پر حملہ کیا اور اُس کو نیزوں سے زخمی کردیا۔ اس کا مجروح ہونا تھا کہ تمام شامیوں اور کوفیوں نے میدان سے بھاگنا شروع کردیا۔بہلول ان کے تعاقب میں رہا اور اس طرح وہ کوفہ کے قریب پہنچ گیا۔شامی چونکہ تیز رفتار گھوڑوں پر سوار تھے اس لیے وہ نکل بھاگے لیکن کوفہ کے سپاہی پھنس گئے۔انھوں نے بہلول کے سامنے فریاد کرنی شروع کی اللہ سے ڈرو ہم زبردستی بھیجے گئے ہیں۔تم ہم پر رحم کرو لیکن بہلول کے اصحاب نے کچھ شنوائی نہیں کی اور نیزوں سے اُن کے سروں کو چھلنی کردیا۔

خالد کو جب شکست کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حریفوں میں بہلول نے سخت ظالمانہ برتاؤ

Marfat.com

کیا ہے تو اُس نے بنوشیبان کے ایک سردار کو جو بنی حوشب بن یزید بن رویم سے تھا، اُس کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ وہ بہلول سے موصل اور کوفہ کے درمیان ملا لیکن اہل کوفہ پھر شکست کھا کر بھاگے اور خالد کے پاس واپس آئے۔ بہلول اس جنگ سے فارغ ہونے کے بعد موصل کی طرف چلا گیا۔ موصل کے حاکم نے ہشام بن عبدالملک کو اُس کی اطلاع دی اور مدد کے لیے فوج مانگی۔ ہشام نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم کثارہ بن بشر کو اس کے مقابلہ میں بھیجو۔ کیونکہ ہشام بہلول کو اس کے لقب ہی سے جانتا تھا۔ (یعنی ہشام یہ سمجھتا تھا کہ بہلول کوئی اور شخص ہے اور کثارہ بن بشر کوئی اور) عامل نے لکھا کہ کثارہ ہی نے تو بغاوت کی ہے۔ بہلول نے اب اپنے ارادے میں پھر تبدیلی پیدا کی۔ اپنے ساتھیوں سے اس نے کہا کہ ہم نصرانیہ کے بیٹے خالد کو ہلاک کر کے کیا کریں گے ہم کو تو اس شخص کو ہلاک و برباد کر دینا چاہیے جس نے اس کو حاکم بنایا ہے۔ اسی خیال سے وہ شام کی طرف روانہ ہوا۔ عمال حکومت نے خیال کیا کہ اگر ہم اس کو آگے بڑھنے دیتے ہیں تو پھر یہ دوسرے شہروں پر بھی قابض ہو جائے گا۔ اسی درمیان میں خالد نے ایک دوسری فوج عراق سے روانہ کی۔ عامل جزیرہ نے بھی ایک فوج روانہ کی اور خود ہشام نے بھی ایک فوج بھیجی اور یہ تینوں فوجیں جزیرہ اور موصل کے درمیان ایک مقام میں اتریں۔ بہلول بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ادھر آیا۔

بعض روایت میں ہے کہ یہ اجتماع کُحیل میں ہوا، جو موصل سے قریب واقع ہے اور بہلول دیر میں مقیم تھا اس وقت اس کے ساتھ کل ستر آدمی تھے اور اس کے مخالفین کی تعداد ۲۰ ہزار تھی۔ دونوں نے مقابلے کی تیاریاں شروع کیں۔ بہلول نے پیش قدمی کی جس میں کچھ لوگ تو مارے گئے لیکن دن بھر مقابلہ کرتے رہے۔ جانبین سے لوگ مقتول اور مجروح ہوتے گئے۔ بہلول اور اُس کے اصحاب نے سواریوں کے پیر کاٹ ڈالے اور پیدل ہو کر لڑنا شروع کیا اور پھر خوب مقابلہ رہا لیکن بہت سے ساتھی کام آگئے خود بہلول بھی مجروح ہو گیا بقیہ اصحاب نے کہا کہ تم ہمارے سردار کا انتخاب کرو۔ بہلول نے کہا کہ میں اگر مر جاؤں تو دِعامہ شیبانی تمھارا امیر المومنین ہوگا اور اس کے بعد یشکری کو اپنا امیر بنا لینا۔ بہلول اسی رات کو مر گیا صبح ہوتے ہی دعامہ بھاگ گیا اور اُن کو اسی حالت میں چھوڑ دیا۔ ضحاک بن قیس نے بہلول کا مرثیہ لکھا ہے:

بُدلت بعد ابی بشرٍ وصحبته　　　قوماً علی مع الاحزاب اعوانا

Marfat.com

کانّھم لم یکونو امن صحابتنا ولم یکونوالنابالامس خلّانا
یاعین اذری دموعاً منك تھتانا وابکی لناصحبة بانواواخوانا
خلّوا لنا ظاھر الدنیا وباطنھا واصبحو افی جنان الخلد جیرانا

[ابو بشر اور اُس کے اصحاب کے بعد مجھے ان لوگوں سے سابقہ پڑا جو میرے مقابلہ میں دشمنوں کی مدد کرتے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھی ہی نہیں تھے اور نہ کل وہ ہمارے دوستوں میں سے تھے۔اے آنکھ تو آنسوؤں کے دریا بہا اوران دوستوں اور عزیزوں پر گریہ وزاری کر جو ہم سے جدا ہوگئے۔اُنھوں نے ہمارے لیے صرف دنیا کا ظاہر اور باطن چھوڑا ہے اور خود جنت کے باغوں کے پڑوسی بن گئے ہیں۔]

جب بہلول مارا جاچکا تو عمرو یشکری بقیہ لوگوں کے ساتھ نکلا تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ بھی مارا گیا اور خوارج کی جماعت منتشر ہوگئی۔اس کے چند دن کے بعد بختری نے بغاوت پھیلائی شروع بختری ''صاحب الاشھب '' کے نام سے جانا جاتا تھا۔اس کے ساتھ بھی تقریباً ۶۰ آدمی تھے۔خالد نے سمط بن مسلم بجلی کو چار ہزار آدمیوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں بھیجا۔یہ دونوں دریائے فرات کے ساحل پر مجتمع ہوئے اور جنگ چھڑگئی۔خوارج نے شکست کھائی اور میدان جنگ سے بھاگے۔ راستے میں کوفہ کے چند بازاری لوگ اور غلام جا رہے تھے اُنھوں نے جب اُن کو بھاگتے دیکھا تو اُن پر پتھر برسانے شروع کیے اور قتل کر ڈالا۔

اس کے بعد وزیر سختیانی نے حیرہ میں خالد کی مخالفت شروع کی۔اس کے ہمراہی بھی پیدا ہوگئے۔ وہ جس قصبے یا دیہات سے گزرتا اُس میں آگ لگا دیتا۔لوگوں کو قتل کردیتا،خزانہ اور اسباب وغیرہ لوٹ لیتا۔خالد نے اس کے مقابلے میں بھی فوج روانہ کی۔ وزیر کے اصحاب بڑی دلیری سے لڑتے رہے لیکن آخر میں شکست کھا کر بھاگے اور وزیر گرفتار ہوگیا اور خالد کے پاس لایا گیا۔وزیر نے خالد کے سامنے تقریر کی جس سے اس کے دل پر بہت اثر پڑا اور اُس کو قتل کرنے کے بجائے قید خانے میں ڈال دیا۔ جب رات ہوتی تھی تو اپنے پاس بلا لیتا اور اس کی باتوں سے اپنے دل کو خوش کرتا۔اس کی شکایت ہشام تک پہنچی۔

بعض روایت میں ہے کہ ایک حروری کو خالد نے گرفتار کرایا تھا جس نے بہت سے مقامات

Marfat.com

کو جلایا تھا اور بہت سے آدمیوں کو مارا تھا۔ خالد نے اُس کو قید میں رکھا رات کو روزانہ اس سے گپ بازی کرتا تھا۔ ہشام اُس کی اس حرکت پر بہت خفا ہوا اور اُس کو قتل کرنے کا حکم دیا لیکن خالد کو اس کا مارنا پسند نہ تھا اس وجہ سے وہ تساہل برتتا تھا۔ ہشام نے پھر غصہ میں خط لکھا اس کی بڑی مذمت کی اور پھر قتل کرنے کا اور جلانے کا حکم دیا مجبوراً خالد نے اِس کو اور اس کے اصحاب کو قتل کر ڈالا اور پھر جلا دیا۔ وہ خارجی آخری دم تک یہ آیت پڑھتا رہا: قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ. یعنی کہہ دو کہ جہنم کی آگ میں سخت گرمی ہوگی کاش اُس کو وہ سمجھتے۔

صحاری بن شبیب کی بغاوت

اس سال صحاری بن شبیب بن یزید نے جبل کے قریب بغاوت کی۔ وہ اسی سال خالد کے پاس آیا اور اُس نے دریافت کیا کہ مسلمانوں کے فرائض کیا ہیں۔ خالد نے طنزاً یہ جواب دیا کہ صحاری بن شبیب فرائض جان کر کیا کرے گا۔ صحاری بگڑ کر چلا گیا خالد بعد کو نادم ہوا اور ڈرا کہ یہ بغاوت نہ کر دے اس لیے پھر بلا بھیجا مگر صحاری نہیں آیا بلکہ جبل کی طرف چلا گیا۔ وہاں بنو تیم اللات بن ثعلبہ نے اس سے پوچھا تو اُس نے واقعہ کی اطلاع دی۔ اُنھوں نے کہا کہ تم ابن النصرانیہ سے اور کیا توقع رکھتے تھے تم کو تلوار ہی لے کر جانا چاہیے تھا تا کہ اُس کو مار ڈالتے۔ صحاری نے کہا خدا کی قسم میرا مقصد فرائض دریافت کرنا نہیں تھا بلکہ صرف اس غرض سے ملنے گیا تھا کہ وہ مجھ کو پہچان لے اور پھر میں اُس کو فلاں شخص کے عوض میں قتل کر دوں۔ جو خوارج کا سردار تھا اور خالد ہی نے اس کو قتل کیا تھا۔ لوگوں کو اُس نے اس کی دعوت دی۔ تیس آدمیوں کے ساتھ وہ لڑنے کے لیے نکلا۔ خالد کو جب یہ خبر ملی تو اس نے کہا کہ میں نے تو یہ سمجھ لیا تھا اس کے بعد اس نے ایک فوج روانہ کی جو مناذر کے قریب اس سے آ کر ملی اس لڑائی میں کچھ دیر تک خوارج قایم رہے لیکن پھر سب کے سب مارے گئے حتیٰ کہ صحاری بھی مارا گیا۔

اسد کا ختل پر حملہ

اس سال اسد نے پھر ختل پر چڑھائی کی چنانچہ اس خیال سے اس نے مصعب بن عمرو خزاعی کو وہاں پہلے بھیج دیا۔ مصعب بدر طرخان کے قریب مقیم ہوا۔ بدر طرخان نے مصعب سے امان

Marfat.com

حاصل کی اور اسد سے ملنے کی اجازت چاہی۔ مصعب نے اس کو جانے کی اجازت دے دی۔ بدرطرخان جب اسد سے ملا تو اس نے یہ گزارش کی کہ ہم سے لاکھ درہم لے لو لیکن ہمارے ملک کو چھوڑ دو۔ اسد نے اس کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ تو نے اس حالت میں حکومت حاصل کی جب کہ تو اہل بامیان سے بھی زیادہ غریب تھا لہٰذا اب تم ختّل سے نکل جاؤ۔ بدرطرخان نے اس کے جواب میں کہا کہ تم خراسان میں صرف دس اونٹوں کے ساتھ آئے تھے اور جب لوٹو گے تو پانچ سو اونٹوں پر بھی تمھارا سازوسامان نہ آئے گا۔ میں ختّل کا عالم جوانی میں بادشاہ ہوا تھا اب بڈھا ہو گیا ہوں اگر تم میری جوانی لوٹا دو تو میں نے جتنی چیزیں حاصل کی ہیں اس کو تمھارے سپرد کر دیتا ہوں۔ اسد بہت خفا ہوا اور اس نے اس کو قلعہ میں داخل ہونے کے لیے کہہ دیا۔ مصعب کو لکھ دیا کہ اس کو قلعہ میں داخل کر دو۔ بدرطرخان اسد کے غلام کے ساتھ مصعب کے پاس چلا گیا۔ مسلمہ بن عبداللہ جو اسد کا مولیٰ تھا اُس نے اُس کو گرفتار کر لیا اور کہنے لگا کہ اس کے چھوٹ جانے پر امیر بہت نادم ہوں گے۔

اسد پھر اپنی تمام فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ راستے میں اس نے مجشر بن مزاحم سے پوچھا کہ تم کیسے ہو۔ اُس نے کہا کہ میں کل کے دن بہت اچھی حالت میں تھا بہ نسبت آج کے جس دن بدر طرخان ہمارے ہاتھ میں تھا کیونکہ اس نے اس وقت گزارش کی تھی نہ تو آپ نے اس کو قبول اور نہ قید کیا بلکہ اس کو اپنے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ اسد کو بڑی ندامت حاصل ہوئی اور اس نے فوراً مصعب سے پوچھ بھیجا کہ بدرطرخان اپنے قلعہ میں داخل ہوا یا نہیں۔ قاصد جب آیا تو اس نے بدر طرخان کو سلمہ کے قبضہ میں دیکھا۔ اسد جب وہاں پہنچ گیا تو اُس نے بدرطرخان کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا اس کے بعد پھر اس نے پوچھا ابوفدیک کے خاندان کا کوئی شخص ہے جس کو بدرطرخان نے قتل کر ڈالا تھا؟ اس سوال پر ایک شخص جو بنوازد میں سے تھا اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں ابوفدیک کے خاندان سے ہوں۔ اسد نے اُس کو حکم دیا کہ تم بدرطرخان کو قتل کر ڈالو چنانچہ اس نے بدرطرخان کو قتل کر ڈالا۔ اسد نے ختّل کے بڑے قلعہ کو فتح کر لیا اور چھوٹے قلعہ کو جس میں بدرطرخان کے خاندان کے لوگ تھے چھوڑ دیا بلکہ اُس نے ختّل کی وادیوں میں اپنی فوج کو چھوٹے چھوٹے دستوں میں روانہ کر دیا اُنھوں نے بہت سے غنائم حاصل کیے۔ اطراف وجوانب کے باشندے چین کی طرف بھاگ گئے۔

Marfat.com

متفرق واقعات

اس سال ولید بن قعقاع نے روم میں لڑائی کی۔

اس سال لوگوں کو حج ابوشاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے کرایا۔ اس کے ساتھ ابن شہاب (الزہری) بھی تھے۔ مکہ، مدینہ، طائف یہ سب محمد بن ہشام مخزومی کے سپرد تھے۔ عراق اور مشرقی ممالک خالد قسری کے ماتحت تھے۔ خراسان میں اس کا بھائی اسد تھا۔ مروان بن محمد نے آرمینیہ میں جنگ کی۔ الان فتح کر کے بلاد خزر میں داخل ہوا۔ بلنجر اور سمندر ہوتا ہوا خاقان کے دارالسلطنت میں داخل ہوا۔ خاقان ڈر کر بھاگ گیا۔

وفیات

بعض روایت میں ہے کہ اسد نے اس سال انتقال کیا اور اس نے اپنا جانشین جعفر بن حنظلہ البھرانی کو بنایا لیکن بعض کہتے ہیں کہ وہ ۱۲۰ھ میں مرا۔

حبیب بن ابی ثابت اور عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع مخزومی، قیس بن سعد مکی، سلیمان بن موسیٰ الاشدق اور ایاس بن مسلمہ بن الاکوع ان سب نے اسی سال انتقال کیا۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ یہ اشعار ہجو یہ ہی نہیں، فحش بھی ہیں، لہٰذا قلمزد کیے جارہے ہیں، اس سے نفسِ مضمون پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ عراق کے عوام اپنے گورنروں پر بہت جری تھے۔

۲۔ الرحمٰن: ۲۷

۳۔ آل عمران: ۱۳۸

۴۔ التوبہ: ۸۱

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب۔۴۷

۱۲۰ھ کے واقعات

اسد بن عبداللہ قسری کی وفات

اس سال ربیع الاول کے مہینہ میں اسد بن عبداللہ قسری نے مقام بلخ میں وفات پائی۔اس کے مرنے کا سبب یہ ہوا کہ کچھ دن قبل اس کے جسم میں ایک پھوڑا نکلا تھا جس کا منہ اندر تھا جو چند دنوں کے بعد مرجھا گیا تھا (لیکن پورا اثر زائل نہ ہونے کی وجہ سے مواد موجود تھا) ایک دن جب اسد اپنی مجلس میں بیٹھا تو سب سے پہلے کسی نے تحفتہً اس کے پاس امرود بھیجے۔اس نے ان کو ایک ایک کر کے لوگوں پر تقسیم کر دیا اور ایک امرود کو خراسان نامی رئیس ہرات پر پھینک کر مارا۔پھینکنے میں جب ہاتھ پر زیادہ زور پڑا تو پھوڑا پھوٹ گیا اور اسی صدمہ سے وہ مر گیا۔مرتے وقت جعفر بن حنظلہ البھرانی کو اپنا جانشین بنایا۔چار مہینہ تک وہ اس خدمت کو انجام دیتا رہا لیکن ماہ رجب میں نصر بن سیار کا خراسان کی حکومت پر تقرر کر دیا گیا۔

خراسان شہر ہرات کا ایک رئیس تھا۔اسد سے اس کو خاص الفت تھی۔ایک مرتبہ مہرجان (مجوسیوں کے عید کا دن ہے) کے دن اس نے اسد کے پاس اس قدر تحفہ وتحائف بھیجے کہ جس کا کوئی حدوحساب نہ تھا۔اس سے قبل کسی نے اس قدر کثیر اور قیمتی تحائف اسد کے پاس نہیں بھیجے تھے۔ان سب کی قیمت لاکھوں سے متجاوز تھی۔خراسان نے اسد سے کہا کہ ہم عجمیوں نے بڑی دانشمندی اور فراست کے ساتھ عزت اور وقار کے ساتھ چار سو برس تک شان دار طریقے پر حکمرانی کی ہے اور نہایت آرام وآسائش کے ساتھ زندگی بسر کی ہے۔ہم میں تین قسم کے اوصاف کے آدمی سردار ہوتے تھے

Marfat.com

یا تو وہ بہترین مدبر ہوتے تھے کہ جب کوئی آتا تو سلام کرتے اور مرحبا کہہ کر استقبال کرتے تھے یا وہ بہت ہی سخی اور دریا دل ہوتے تھے جو لوگوں کو دیتے دلاتے رہتے تھے لیکن خدا نے یہ تینوں صفتیں تم میں جمع کر دی ہیں اہل خاندان اور اپنے خدم و حشم پر پورا قبضہ رکھتے ہو اُن میں کسی کی یہ مجال نہیں ہے کہ کسی بڑے یا چھوٹے پر ظلم کر سکے تمھاری حسن تدبیر کا یہ بہترین نمونہ ہے کہ تم نے میدانوں اور جنگلوں میں بڑے بڑے قصر و ایوان تعمیر کرائے ہیں۔

تمھاری ہی شجاعت اور بہادری کی یہ برکت ہے کہ تم نے خاقان کے اس جرار لشکر پر جو لاکھوں کی تعداد میں تھا فتحیابی حاصل کی ہے جب کہ حارث بن سُریج بھی اپنی فوجیں لیے ہوئے اس کی مدد کر رہا تھا لیکن تم نے اس کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور اس کی فوج کو منتشر کر دیا۔ رہی تمھاری سخاوت اور دریا دلی تو اس کے متعلق صرف یہ کہوں گا کہ مجھ کو اب تک یہ نہ معلوم ہو سکا کہ تم کو کون سا مال زیادہ محبوب ہے۔ آیا وہ جو خزانہ میں داخل ہوتا ہے یا وہ جو خزانہ سے باہر جاتا ہے لیکن میرا یہ خیال ہے کہ جو مال باہر جاتا ہے اس سے تمھاری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اسد کو اس کی اس بات پر ہنسی آ گئی اور بولا کہ تم ہمارے بہترین روسا میں سے ہو۔ اسد نے ان تمام تحائف کو لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ جب وہ مر گیا تو ابن عرس عبدی نے مرثیہ میں یہ شعر لکھے:

نعی اسد بن عبداللہ ناعٍ	فریع القلب للملك المطاع
ببلخ وافق المقدار یسری	وما لقضاء ربك من دفاعٍ
فجودی عین بالعبرات سحا	الم یحزنك تفریق الجماع

[اسد بن عبداللہ کے موت کی خبر ایک مخبر نے دی جو اپنے رعایا پرور بادشاہ کی وفات پر دل خراش تھی۔ بلخ میں تقدیر کا لکھا ہوتا ہے تیرے خدا کے فیصلہ کا کوئی مٹانے والا نہیں ہو سکتا۔

اے آنکھ تو آنسوؤں کے دریا بہا کیا جماعتوں کی تفریق نے تجھ کو غمگین نہیں بنایا۔]

اس کے علاوہ اور بھی دوسرے اشعار ہیں لیکن طوالت کے خیال سے ترک کیے جاتے ہیں

ابو شاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے خالد قسری کے پاس یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

اراح من خالدٍ فاھلکه	ربُّ اراح العباد من اسد
اما ابوه فکان مؤتشباً	عبداً لئیماً لِاَعبُد فقد

Marfat.com

یری الزنی والصلیب والخمر	والخنز یر حِلاً والغی کالرشد
وامـــه هـــمهـــا وبـغیتهـــا	هـمّ الا مـاء العواهر الشرد
کــافــرة بـالنبـی مـومنة	بـقسهـا والصـلیـب والعمد

[وہی خدا خالد سے ہم کونجات دے اُس کو ہلاک کرے جس نے بندوں کواسد سے نجات دلائی۔اس کا باپ تواوباش تھا اور کمینہ خصلت تھا فقط غلام ہی نہ تھا غلاموں کا غلام تھا۔زنا، صلیب، شراب اور خزیر کو حلال سمجھتا تھا اور گمراہی کو ہدایت خیال کرتا تھا۔اس کی ماں کے ارادے اور خواہشات ان فاحشہ اور بدکار لونڈیوں کی طرح ہیں جوکسی ایک کے قبضے میں نہیں رہتیں۔نبی کی نبوت سے انکار کرنے والی تھی لیکن اپنے پادری،صلیب اور بپتسمہ پر ایمان رکھتی تھی۔]

خالد کو جب یہ رقعہ ملا تو اُس نے اپنے احباب سے کہا کہ آج تک کسی نے بھی کسی کے بھائی کے مرنے پر ایسا تعزیت نامہ نہ لکھا ہوگا۔مسلمہ اور خالد میں کشیدگی تھی جس کا سبب یہ تھا کہ ہشام نے مسلمہ ہی کو خلافت کے کاموں کے لیے تیار کیا تھا،کمیت نے اس پر یہ شعر کہا:

ان الـخـلافة کـائـن اوتـادهـا	بـعـد الـولـیـد الی ابن ام حکیم

[خلافت کے ارکان ولید کے بعد ام حکیم کے بیٹے کی طرف ہوں گے۔]

یعنی ابوشاکر،مسلمہ بن ہشام،جس کی ماں کا نام ام حکیم تھا۔جب یہ شعر خالد کے کانوں تک پہنچا تو اس نے کہا کہ میں ہر اس خلیفہ کی مخالفت کروں گا جس کی کنیت ابوشاکر ہوگی۔مسلمہ کو یہ خبر لگ گئی کہ خالد نے یہ کہا ہے چنانچہ اسی دن سے موقع کی تاک میں تھا۔

حامیانِ بنو عباس خراسان میں

دعوت عباسیہ کے جو اصحاب خراسان میں مقیم تھے انھوں نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس سلیمان بن کثیر کو یہاں کے حالات کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ محمد بن علی نے خداش کے واقعہ کے بعد خراسان والوں سے خط و کتابت بالکل بند کر دی تھی اور قاصدوں کی آمد و رفت کو بھی روک دیا تھا کیونکہ اُنھوں نے خداش کی اطاعت قبول کر لی تھی اور وہ اس کی جھوٹی باتوں پر یقین لے

Marfat.com

آئے تھے۔ جب خط وکتابت کا سلسلہ ایک زمانے تک بند رہا تو انھوں نے سلیمان بن کثیر کو وہاں بھیجا۔ محمد بن علی کو سلیمان کا آنا ناگوار معلوم ہوا اور اُس نے فوراً اُس کو واپس ہو جانے کا حکم دیا، صرف ایک خط کو مہر کر کے دے دیا یہ خط جب خراسان میں چاک کیا گیا تو اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے سوا کچھ نہ تھا۔ گو یہ بات اُن پر شاق گذری لیکن یہ سمجھ گئے کہ محمد بن علی خداش کی مخالفت چاہتا ہے۔ سلیمان کے واپس آنے کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو ایک خط کے ساتھ بھیجا۔ جس میں اُس نے اُن کو خداش کی غلط بیانی سے مطلع کیا۔ لوگوں نے بکیر کی تصدیق نہیں کی بلکہ ایک حد تک توہین کی۔ اس لیے بکیر واپس آ گیا۔ محمد نے پھر بکیر کو چند چھڑیاں دیں جن میں سے بعض کے قبضے لوہے کے تھے اور بعض تانبے کے تھے تا کہ ان کو لوگوں میں تقسیم کر دے۔ بکیر دوبارہ خراسان آیا اور اس نے تحریک کے نقباء اور دیگر لوگوں کو جمع کیا اور ان میں ایک ایک چھڑی تقسیم کر دی۔ اس کے بعد وہ اچھی طرح سمجھ گئے کہ ہم محمد بن علی کی طبیعت کے خلاف چل رہے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے توبہ کی اور اپنے باغیانہ خیالات سے رجوع کر لیا۔

خالد بن عبداللہ قسری کا معزول ہونا

اس سال ہشام بن عبدالملک نے خالد قسری کو تمام اضلاع اور اقطاع کی حکومت سے معزول کر دیا۔ لوگ اس کے مختلف اسباب بیان کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ فروخ ابوالمثنیٰ جو نہر رُمان کے قریب کی اس جائداد کا نگراں تھا، جو ہشام کی خاص ملکیت میں تھی ۔ خالد کو اس کا وہاں رہنا بار معلوم ہوا۔ چنانچہ اس نے اسی خیال سے حیان نبطی سے کہا کہ تم ہشام کے پاس جاؤ اور فروخ پر کوئی الزام قایم کر دو تا کہ اس سے یہ خدمت چھین لی جائے، حیان نے ایسا ہی کیا (اور ہشام سے کہہ کر فروخ کو معزول کرا دیا) اس کے بعد حیان ہی وہاں کا نگراں کار بنایا گیا۔ چند دنوں کے بعد خالد کو حیان کا بھی اس جگہ پر رہنا فروخ کے رہنے سے زیادہ ناگوار معلوم ہوا بلکہ اس کو ستانے لگا۔ حیان نے کہا کہ تم مجھ کو کیوں تکلیف پہنچاتے ہو جب کہ میں تمھارا ہی زیر بار احسان ہوں لیکن خالد اس سے باز نہ آیا۔ حیان جب عاجز آ گیا تو اس نے نہر کی بندش جو کھیت کی طرف تھی توڑ دی جس سے پانی سیلاب کی طرح تمام کھیتوں میں گھس آیا اور خود ہی پھر ہشام کے پاس چلا گیا اور جا کر یہ شکایت کی کہ خالد نے نہر رُمان کی وہ بندش جو آپ کے کھیتوں کے متصل تھی توڑ ڈالی، ہشام نے یہ سُن کر ایک آدمی کو اس مقام کو دیکھنے

Marfat.com

کے لیے بھیجا۔ دوسری طرف حیان نے ہشام کے خدام میں سے ایک خادم سے یہ کہا کہ میں تم کو ایک ہزار دینار اس شرط پر دوں گا کہ تم ہشام کی موجودگی میں یہ بات کہنے کا مجھ سے وعدہ کرو جس کو وہ اچھی طرح سن لے۔ اس نے اس کو قبول کر لیا اور انعام طلب کیا۔ حیان نے ایک ہزار دینار اس کے ہاتھ میں دیئے اور کہا کہ ہشام کے لڑکوں میں سے کسی ایک کو رُلا دو۔ جب وہ رونے لگے تو تم یہ کہہ دو کہ اجی میاں تم روتے کیوں ہو؟ واللہ تم خالد قسری کے بیٹے معلوم ہوتے ہو جس نے ایک کروڑ تیس لاکھ من غلہ جمع کیا ہے۔ خادم نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ بات ہشام کے کان میں پڑی تو اس نے فوراً حیان کو بلا کر پوچھا کہ خالد کے پاس کتنا غلہ ہے۔ حیان نے کہا کہ ایک کروڑ تیس لاکھ من غلہ موجود ہے۔ یہ بات ہشام کے دل میں پتھر کی لکیر کی طرح جم گئی۔

بعض روایت میں ہے کہ خالد کے غلہ کی مقدار کل ۲۰ ہزار من تھی۔ خالد نے اپنی حکومت کے زمانے میں بہت سی نہریں کھدوائی تھیں۔ مثلاً نہر خالد، نہر باجری، نہر تارمانا، نہر مبارک، نہر جامع، نہر کورۂ سابور، نہر صلح وغیرہ۔ خالد اکثر اپنے احباب سے کہا کرتا تھا میں بہت ہی مظلوم ہوں جو کچھ میرے قدموں کے نیچے ہے وہ سب اگر ہماری ملک میں ہو بشرطیکہ عمر وفا کرے تو سواد کا چوتھائی حصہ قبیلۂ بجیلہ کے قبضہ میں ہو۔

عُریان بن ہیثم اور بلال بن ابی بردہ نے خالد کو یہ مشورہ دیا کہ تم اپنی تمام مملوکہ چیزوں کو ہشام کے سامنے پیش کر دو۔ اس میں سے جس کو وہ پسند کرے اس کو لینے دو اور ہم دونوں رضامندی کے ضامن ہیں۔ لیکن خالد نے ان کے مشورہ پر عمل نہیں کیا بلکہ اُن کو اُس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ہشام سے کسی نے یہ بھی کہہ دیا کہ خالد نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ تم مسلمہ بن ہشام سے کم رتبہ نہیں ہو۔

ایک دفعہ عمرو بن سعید بن عاص کے خاندان کا کوئی شخص خالد کے پاس آیا۔ خالد نے اُس کے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا۔ اس نے فوراً ہشام بن عبدالملک کو شکایت لکھ بھیجی۔ ہشام نے خالد کو ایک خط لکھا جس میں اُس کی بڑی مذمت اور توبیخ کی اور اُس کو حکم دیا کہ تم پاپیادہ چل کر اس اموی کے گھر جاؤ اور اس سے معافی مانگو، میں نے تمھاری معزولی و بحالی اُس کے سپرد کر دی ہے۔

خالد جب بھی ہشام کا تذکرہ کرتا تھا تو ''ابن الحمقا'' کے نام سے یاد کرتا تھا اپنے خطبہ میں وہ کہتا تھا کہ اے لوگو تم کو یہ خیال ہے کہ میں نے تمھارے اجناس کے نرخ کو گراں کر دیا۔ جو شخص ایسا

Marfat.com

کرتا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ ہشام نے اُس کو لکھ بھیجا تھا کہ غلوں میں سب سے پہلے امیر المومنین کا غلہ فروخت کراؤ۔ چنانچہ اس کا ایک پیمانہ چند درہموں میں بکا۔ خالد نے اپنے لڑکے سے کہا کہ دیکھو امیر المومنین بھی تمھارے محتاج ہوں گے۔ یہ تمام باتیں ہشام کے کانوں تک پہنچتی رہیں جس سے اُس کے دل میں خالد کی جانب سے نفرت پیدا ہوگئی۔ ہشام کو یہ بھی خبر لگی کہ خالد عراق میں اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے چنانچہ اس نے خالد کو اس مضمون کا خط لکھا:

''اے اُم خالد کے بچے مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے عراق کی حکومت میرے لیے کوئی باعث شرف نہیں ہے۔ اے کمینی عورت کے بچے کیونکر عراق کی حکومت تیرے لیے باعثِ افتخار نہیں ہے حالانکہ تو قبیلہ بجیلہ سے ہے جو ذلیل اور چھوٹا ہے۔ واللہ میرا یہ خیال ہے کہ قریش کے خاندان کا جو بچہ تجھ پر مسلط کیا جائے وہ تیری چوکڑی بُھلا دے گا۔''

ہشام نے اس کے بعد خالد کو معزول کر دینے کا تہیہ کر لیا اور یوسف بن عمر کو جو یمن میں تھا خفیہ حکم دیا کہ میں نے تم کو عراق کا حاکم بنایا ہے، ۲۰ آدمیوں کے ساتھ تم عراق روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ یوسف کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور قریب پہنچ کر ایک مقام پر ٹھہرا۔ طارق جو خالد کی جانب سے کوفہ میں حکومت کا کام انجام دے رہا تھا۔ اس نے اپنے لڑکے کا ختنہ کیا تھا اسی تقریب میں خالد نے کئی ہزار غلام اور لونڈیاں اور دوسرے تحائف طارق کے پاس روانہ کیئے۔

عراق کے کچھ لوگ یوسف کے راستے سے بھی گذرے تو انھوں نے یوسف اور اس کے ساتھیوں سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو اور کون ہو۔ یوسف کے اصحاب نے ایک مبہم سا یہ جواب دیا کہ ہم ادھر جا رہے ہیں۔ یہ عراقی جب طارق کے پاس پہنچے تو انھوں نے طارق کو ان لوگوں کی خبر دی اور کہا کہ یہ خوارج معلوم ہوتے ہیں اُن کو قتل کرنا چاہیے۔

یوسف وہاں سے روانہ ہوا اور بنو ثقیف کے محلّہ میں پہنچا وہاں بھی لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو لیکن اُنھوں نے خود کو چھپائے رکھا، اس کے بعد یوسف نے بنو مضر کو مجتمع ہونے کا حکم دیا۔ جب وہ اکٹھا ہو گئے تو فجر کی نماز کے وقت مسجد میں اُن کے ساتھ داخل ہوا۔ موذن کو اذان کا حکم دیا اور پھر نماز باجماعت پڑھی۔ اس کے بعد خالد اور طارق کو گرفتار کرنے کے لیے آدمیوں کو بھیجا چنانچہ اُن کو انھوں نے ایسے وقت گرفتار کیا جس وقت ہانڈیاں جوش کھا رہی تھیں۔

Marfat.com

بعض روایت میں ہے کہ جب ہشام نے یوسف بن عمر کو عراق کا حاکم بنانا چاہا۔ تو اس نے اس ارادہ کو دل ہی میں رکھا۔ جب یوسف کا غلام جندب نامی ہشام کے پاس خط لے کر آیا تو ہشام نے اس خط کو پڑھا اور سالم بن عُنبسہ کو جو وزیر خاص تھا حکم دیا کہ اس خط کا جواب لکھ دو اور پھر مجھ کو دکھلا کر روانہ کرو اور ہشام نے خود بھی ایک رقعہ یوسف بن عمر کو لکھا جس میں عراق روانہ ہو جانے کا حکم تھا اور وہاں کی حکومت اس کے سپرد کرنے کی اطلاع بھی تھی۔ سالم جب خط لے کر آیا تو ہشام نے اپنا خط بھی درمیان میں رکھ دیا اور پھر مہر لگا دی گئی، یوسف کے غلام کو بلایا اُس کے کپڑوں کو پھاڑ ڈالا گیا اور خوب زدوکوب کی گئی اور پھر خط اُس کے سپرد کیا گیا۔ بشیر بن ابی عُنبسہ یہ دیکھ کر کچھ ہکا بکا ہو گیا اور یہ سمجھا کہ اس میں کوئی حیلہ ضرور ہے۔ بشیر، سالم بن عنبسہ کا نائب تھا، اس نے اندازہ لگایا یوسف بن عمر کو عراق کی حکومت مل گئی۔ اس نے عیاض کو جو سالم کی طرف سے عراق کا نائب تھا لکھ بھیجا کہ تمھارے خاندان کے لوگوں نے تمھارے پاس یمنی کپڑا بھیجا ہے۔ جب وہ تمھارے پاس پہنچے تو تم اُس کو پہن لو اور خدا کا شکر ادا کرو اور اُس کی خبر طارق کو بھی دے دو۔ عیاض یہ خط طارق کے پاس لے کر گیا اور اُس کو اس سے مطلع کیا، بشیر، بعد میں بہت نادم ہوا کہ اس نے ایسا خط کیوں لکھا چنانچہ اسی ندامت کے خیال سے اس نے دوسرا خط لکھا کہ تمھارے خاندان والوں کے کپڑوں کے بھیجنے میں تاخیر ہو گئی۔ عیاض یہ خط بھی طارق کے پاس لے کر گیا۔ طارق نے دیکھ کر کہا کہ پہلا خط ٹھیک تھا، لیکن بشیر اس وجہ سے گھبرا گیا کہ کہیں یہ بات آگے نہ بڑھ جائے۔ اسی خیال سے اس نے یہ دوسرا خط لکھا ہے اس کے بعد طارق کوفہ سے فوراً خالد کے پاس گیا جو اس وقت واسط میں مقیم تھا۔ دربانوں میں اور مشیر کاروں میں اس وقت داؤد بریدی تھا۔ جب اس نے طارق کو آتا دیکھا تو خالد کو اُس کے آنے کی خبر دی۔ خالد نے طارق کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ طارق جب اندر گیا تو خالد نے پوچھا کہ بغیر اجازت کیوں چلے آئے۔ (وہ داؤد کی موجودگی میں کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا لہٰذا اس نے خواہ مخواہ یہ بات کی) ہم نے غلطی کی، ہم نے آپ کے بھائی اسد کی تعزیت خط میں لکھی تھی۔ حالانکہ ہم کو آپ کی خدمت میں پا پیادہ آنا چاہیے تھا۔ خالد کو بہت رقت آئی حتیٰ کہ اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ پھر خالد نے داؤد سے کہا کہ تم اپنے کام پر واپس جاؤ۔ جب داؤد واپس چلا گیا تو طارق نے اصل واقعہ سے باخبر کیا۔ خالد نے اصل حقیقت سے واقفیت کے بعد یہ پوچھا کہ پھر کیا رائے ہے۔ طارق نے کہا کہ بہتر تو یہی ہے کہ امیر المومنین کے پاس جا کر ان لغزشوں کی معافی مانگ

Marfat.com

لو۔خالد نے کہا کہ بغیر اجازت میں کیونکر جا سکتا ہوں۔طارق نے کہا کہ اچھا تو تم مجھ کو اجازت حاصل کرنے کے لیے بھیج دو۔خالد نے اس کو بھی منظور نہیں کیا۔اس پر طارق نے کہا کہ اچھا تو میں جاتا ہوں اور امیر المومنین سے تمھارے برقرار رکھنے کے لیے فرمان لکھا کر لاتا ہوں اور ان کو ضمانت دیتا ہوں کہ ان فصلوں میں جتنا نقصان ہوا ہے اس کا ضامن میں ہوں، خالد نے کہا کہ اس کی مقدار کتنی ہوگی ،طارق نے کہا کہ ایک کروڑ۔خالد نے کہا کہ میں اتنی بڑی رقم کہاں سے لا سکتا ہوں۔خدا کی قسم میرے پاس ایک کروڑ درہم بھی موجود نہیں ہیں۔طارق نے کہا کہ میں اور فلاں فلاں اشخاص اس بار کو اٹھالیں گے۔خالد نے کہا کہ میں اس وقت بہت ہی کمینہ شخص کہلاؤں گا جب کہ لوگوں کو دینے کے بعد پھر ان سے واپس لوں۔طارق نے کہا کہ ہم لوگ اپنا مال صرف کر کے آپ کی اور اپنی جان بچالیں گے اور پھر دنیا بنالیں گے۔آپ پر اور ہم پر نعمت کا باقی رہ جانا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ دوسرا شخص آئے اور ہم سے اموال کا مطالبہ کرے۔ہمارا مال تو اہل کوفہ کے پاس ہے وہ خواہ مخواہ موقع کے منتظر رہیں گے۔جب ہم قتل کر دیئے جائیں گے تو وہ ہمارا مال کھا جائیں گے۔لیکن خالد نے ان میں سے کسی صورت کو منظور نہیں کیا۔طارق مجبوراً نہایت افسردہ ہو کر یہ کہتا ہوا رخصت ہو گیا کہ ہماری اور آپ کی دنیا میں آخری ملاقات ہے۔طارق وہاں سے کوفہ چلا گیا اور خالد مقام حمہ میں آیا۔

یوسف کا غلام یمن پہنچا اور اُس نے یوسف سے کہا کہ امیر المومنین بہت ناراض اور خفا تھے انھوں نے مجھے سخت سزا دی۔خط کا بھی اُنھوں نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ سالم بن عُنبسہ نے جو وزیر ہے یہ جواب دیا ہے۔یوسف نے اس لفافہ کو چاک کیا تو اندر ہشام کا رقعہ بھی تھا جس میں عراق کی حکومت کی خبر تھی اور یہ حکم تھا کہ ابن نصرانیہ یعنی خالد اور اس کے عمال کو گرفتار کر لو اور اس کو خوب سزا دو۔ چنانچہ یوسف اسی دن ایک رہبر کے ساتھ عراق کی طرف روانہ ہوا اور یمن میں اپنے بیٹے صلت کو جانشین بنایا۔یوسف ۱۲۰ھ کے جمادی الآخر میں کوفہ پہنچا۔سب سے پہلے وہ نجف میں ٹھہرا اور وہیں اس نے اپنے غلام کیسان کو حکم دیا کہ طارق کو گرفتار کر کے لاؤ اگر وہ خاموشی سے آجائے تو گدھے پر سوار کر کے لیتے آؤ ورنہ گھسیٹ کر لاؤ۔ چنانچہ کیسان ،حیرہ پہنچا اور وہاں سے عبدالمسیح کو ساتھ لے کر جو حیرہ کا سردار تھا طارق کے پاس گیا اور اس سے جا کر کہا کہ یوسف ،عراق میں حاکم ہو کر آ گیا ہے تم کو بلاتا ہے۔طارق نے کہا کہ اگر امیر کو مال کی ضرورت ہے تو میں دیتا ہوں۔مگر کیسان راضی نہ ہوا اور اُس کو پکڑ کر یوسف کے پاس

Marfat.com

لے آئے۔ یوسف نے اُس کو پانچ سو درے مارے اور پھر وہ کوفہ میں داخل ہو گیا۔ وہاں سے عطاء بن مقدم کو خالد کے پاس بھیجا، خالد اس وقت حمہ ہی میں مقیم تھا۔ عطا نے پہنچ کر خالد کے دربان سے اجازت مانگی اور کہا ابوالھیثم سے میرے لیے اندر آنے کی اجازت مانگو۔ دربان خالد کے یہاں پراگندہ حال اور پراگندہ صورت داخل ہوا۔ خالد نے پوچھا کہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ خیر ہے۔ خالد نے کہا کہ خیر تو نہیں معلوم ہوتی ہے۔ دربان نے کہا کہ عطاء نے مجھ سے کہا ہے۔ ابوالھیثم سے میرے لیے اجازت مانگو۔ خالد نے کہا کہ اس کو اجازت دے دو۔ عطاء پھر اندر گیا اور خالد کو اس نے گرفتار کر لیا لیکن آبان بن ولید اور اُس کے احباب نے ۹۰ لاکھ پر مصالحت کرادی۔ جب عطا یہاں سے واپس گیا تو لوگوں نے یوسف سے کہا کہ اگر تم اس کو طے نہ کرتے تو دس کروڑ ضرور وصول کر لیتا۔ یوسف شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی زبان دے دی اب میں پھر نہیں سکتا اور نہ مامون کر سکتا ہوں۔ خالد کے اصحاب نے جب اس کو ان واقعات کی اطلاع دی تو اس نے کہا کہ تم لوگوں نے غلطی کی، مجھ کو اطمینان نہیں ہے کہ اس رقم کے لینے کے بعد پھر وہ تقاضا نہ کرے، اس لیے تم لوگ واپس جاؤ۔ لوگ واپس ہوئے اور انھوں نے یوسف کو خبر دی کہ خالد اس مصالحت پر رضا مند نہیں ہے۔ یوسف نے کہا کہ تم لوگ پھر بدل گئے لوگوں نے کہا ہاں اس نے کہا اچھا تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اتنی اور اس کی دوگنی مقدار پر بھی راضی نہ ہوں گا اور اس سے زیادہ لیا اور بعض کہتے ہیں کہ آخر کار ایک ہی لاکھ اس سے وصول کیا۔ یوسف نے بلال بن ابی بردہ کے پاس آدمی بھیجے اور وہ اُس کو قید کر کے لے آئے۔ بلال نے کوفہ میں ایک گھر بنایا تھا جواب تک غیر آباد تھا۔ یوسف نے خالد کو اسی گھر میں مقید کیا اور پھر اُس کو قید خانہ بنا دیا۔ خالد بنو ہاشم سے اچھا سلوک کرتا تھا اور ان سے صلہ رحمی کا برتاؤ کرتا تھا۔ ایک مرتبہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان خالد کے پاس کچھ امداد کی غرض سے آیا تھا لیکن کوئی فائدہ نہ پہنچا اس لیے ناخوش ہو کر کہنے لگا کہ بنو ہاشم کے لیے اس قدر انعام واکرام دیا جاتا ہے اور ہمارے لیے اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ (حضرت) علی پر لعنت کرتا ہے۔ خالد کو جب اُس کی خبر لگی تو اس نے کہا اگر وہ پسند کرے تو ہم عثمان کے حق میں بھی کچھ کہہ دیا کریں۔ باوجود ان باتوں کے خالد، (حضرت) علی کی سب وشتم میں غلو کر جاتا تھا۔ بعض کہتے ہیں وہ ایسا اس لیے کرتا تھا کہ لوگوں میں متہم نہ ہو اور قوم کی نظروں میں مقرب رہے۔

خالد کو عراق کی حکومت ماہ شوال ۱۰۵ھ میں ملی اور ۱۲۰ھ کی جمادی الآخری میں وہ معزول

Marfat.com

کر دیا گیا۔ جس وقت یوسف بن عمر عراق کا حاکم ہوا اس وقت اسلام ذلیل حالت میں تھا اور اہل ذمہ کا غلبہ اور اُن کی حکومت تھی۔ اسی واقعہ پر یحیٰی بن نوفل نے یہ اشعار کہے:

اتانا واھل الشرك اھل زكوتنا وحكا منا فيما نسر ونجهر
فلما اتانا يوسف الخير اشرقت له الارض حتى كل وادٍ منوّر
وحتّٰى راينا العدل فى الناس ظاهراً وما كان من قبل العقيلى يظهر

[ہمارے پاس (یوسف) ایسے وقت آیا جبکہ مشرکین ہماری زکوٰۃ کے مالک تھے اور ہمارے ظاہر اور مخفی معاملات کے حاکم تھے۔ پس جب یوسف ہمارے پاس اپنی نیکی اور بھلائی کے ساتھ آیا تو تمام روئے زمین اس کی روشنی سے جگمگا اُٹھی حتیٰ کہ ہر وادی روشن ہوگئی۔ اور ہم نے اس کے عدل وانصاف کو لوگوں میں نمایاں پایا لیکن عقیلی سے پہلے اس کا نام ونشان بھی نہ تھا۔]

چند شعر اور ہیں یہ بھی اسی نے کہا ہے:

ارانا والخليفة اذ رمانا مع الاخلاص بالرجل الجديد
كاهل النار حين دعوا اغيثوا جميعاً بالحميم وبالصديد

[ہماری آزمائش کی گئی جب کہ خلیفہ نے اپنی محبت اور شفقت سے ہمارے پاس ایک نیا شخص بھیجا۔ دوزخیوں کی طرح جب انھوں نے فریاد کی تو ریم اور گرم پانی کے ساتھ ان کی فریادرسی کی گئی۔]

یوسف میں بعض متضاد عادتیں تھیں۔ وہ بہت دیر تک مسجد میں نماز پڑھتا تھا، خدمت گاروں اور گھر والوں کی نگہداشت کرتا تھا، لوگوں سے اُن کو محفوظ رکھتا تھا، نرم اور ہلکی آواز سے بولتا تھا، خلیق اور منکسر المزاج تھا، دعا اور نماز میں بہت مشغول رہتا تھا۔ صبح کی نماز پڑھ کر چاشت کے وقت تک کسی سے کلام نہیں کرتا تھا۔ صرف اللہ کی عبادت اور کلام پاک کی تلاوت میں مصروف رہتا تھا۔ اس کو شاعری اور ادب سے خاص ذوق تھا۔ دوسری طرف وہ مجرموں کو سخت سزائیں دینے کا عادی تھا اور بے محابا لوگوں کے منہ پر مارتا تھا۔ وہ نیا کپڑا لیتا اور اُس پر ناخن پھیرتا تھا اور اگر کوئی تاگا پھنس گیا تو کپڑے والے کو زدوکوب کرتا تھا اور کبھی تو ہاتھ ہی کاٹ ڈالتا تھا۔ یوسف ذرا احمق اور بیوقوف بھی تھا۔ ایک شخص

Marfat.com

اس کے پاس کپڑا لایا اس نے اپنے کاتب سے پوچھا کہ اس کپڑے کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔اس نے کہا کہ اس کے خانے اور چھوٹے ہونے چاہئیں ۔یوسف نے جلا ہے سے ماں کی گالی دے کر پوچھا کہ کیا یہ سچ کہتا ہے۔جُلا ہے نے جواب دیا کہ میں اس بات سے زیادہ واقف ہوں۔پھر وہ کاتب سے ماں کی گالی دے کر مخاطب ہوکر کہنے لگا، کیا یہ ٹھیک کہتا ہے کاتب نے کہا کہ یہ تو سال میں ایک یا دو کپڑوں کو بنتا ہوگا۔میرے ہاتھ پر سے تو سال میں سینکڑوں کپڑے گذرتے ہیں۔یوسف نے پھر جلاہے سے اسی قسم کا سوال کیا۔غرض کہ دیر تک وہ کبھی اُس کو جھوٹا بناتا رہا اور کبھی اس کو۔آخر کار اس نے خود خانوں کو شمار کیا تو ایک طرف ایک خانہ کم تھا۔اسی جرم پر اس نے جلاہے کو سو کوڑے مارے۔

بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ یوسف نے ایک مرتبہ سفر کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی لونڈیوں کو بلایا اور ان میں سے ایک سے پوچھا کہ تو میرے ساتھ چلے گی۔اس نے کہا کہ ہاں میں جاؤں گی۔یوسف نے کہا کہ اے خبیثہ یہ سب جماع کی خواہش سے ہے اور اسی کی محبت ہے۔اے خادم اس کو ایک دھول مار۔پھر دوسری لونڈی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں یہیں رہوں گی اور بچوں کی حفاظت کروں گی ۔یوسف نے کہا کہ کیا سب کی سب مجھ سے بیزار ہوکر کہہ رہی ہیں اے خادم اس کو بھی دھول لگا۔تیسری سے پوچھا تو کیا کہتی ہے اس نے کہا کہ میری سمجھ سے باہر ہے کہ کیا کہوں ۔اگر میں وہی کہوں جو ان دونوں نے کہا تو سزا سے نجات نہ پاسکوں گی۔یوسف نے کہا کہ اے بدمعاش تو مجھ سے مناظرہ اور مباحثہ کرتی ہے۔اے خادم اس کو بھی مار۔چنانچہ سب نے مار کھائی۔

یوسف پست قد تھا لیکن ڈاڑھی بہت لمبی رکھتا تھا اس کے لیے کپڑا ہمیشہ لانبا لیا جاتا تھا تاکہ کتر کر اس کا لباس بنایا جائے لیکن اگر درزی یہ کہتا کہ اس میں سے بچ جائے گا تو اُس کو مارتا تھا۔اور اگر یہ کہتا کہ کپڑا کافی نہ ہوگا لیکن تراشنے اور کاٹنے کے بعد شاید ہو جائے تو خوش ہوتا تھا چنانچہ درزی اس کے لیے کپڑا لانبا تراشتے تھے اور باقی جو حقیقتاً زائد ہو جاتا تھا اُس کو پھر نکال لیتے تھے تاکہ یوسف کو یہ خیال ہو کہ یہ کپڑا کافی نہیں ہے۔یوسف کے بعض واقعات اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب ہیں ۔ایک دن اس کا کاتب غیر حاضر ہو گیا جب وہ دوسرے دن آیا تو اُس نے پوچھا کہ کل کیوں نہیں آئے تھے۔اُس نے عذر کیا کہ دانت میں سخت درد تھا اس وجہ سے نہ آسکا۔فوراً اس نے حجام کو بلایا اور اس دانت کے ساتھ دوسرے دانت کو بھی اکھاڑنے کا حکم دیا۔

Marfat.com

نصر بن سیار کنانی حاکمِ خراسان

جب اسد بن عبداللہ کا انتقال ہوگیا تو ہشام نے عبدالکریم بن سلیط الحنفی سے، جو خراسان کے حالات سے زیادہ واقف تھا، مشورہ لیا کہ خراسان میں کس کو والی بنایا جائے۔ اس نے کہا کہ اے امیر المومنین خراسان کے لیے تدبر، شجاعت اور بہادری کے لحاظ سے کرمانی بہت مناسب ہوگا۔ ہشام نے کچھ اعراض کیا اور پھر پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے۔ اس نے کہا کہ جُدیع بن علی۔ ہشام نے کہا کہ مجھ کو ایسے آدمی کی ضرورت نہیں ہے اور اس سے اس نے بدفالی لی (یعنی چونکہ نام میں ''علی'' آرہا تھا لہٰذا اس نے اسے برا سمجھا)، عبدالکریم نے کہا کہ بزرگی اور تجربہ کاری کے لحاظ سے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرۃ الشیبانی زیادہ مناسب ہوگا۔ ہشام نے کہا کہ بنو ربیعہ سرحدوں اور حدود کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ عبدالکریم کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ بنو ربیعہ اور اہل یمن سے تو ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اب بنو مضر کو پیش کر کے اندازہ کروں۔ چنانچہ میں نے کہا کہ عقیل بن معقل لیثی مناسب ہوگا۔ اگر آپ اُس کی ایک لغزش کو معاف کر دیں۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا۔ میں نے کہا کہ وہ پاکباز نہیں ہے۔ ہشام نے کہا کہ ایسے شخص کی مجھ کو ضرورت نہیں ہے۔

میں نے پھر منصور بن ابی الخرقا اُلسلمی کا نام پیش کیا اور کہا کہ اگر آپ اس کی نحوست کا خیال نہ فرمائیں تو اچھا ہے۔ ہشام نے اُس کو بھی نامنظور کیا اور کہا کہ دوسرے شخص کا نام لو۔ میں نے مجشر بن مزاحم اُلسلمی کا نام لیا اور کہا کہ وہ عقلمند اور ہوشیار اور تجربہ کار ہے۔ مگر عیب یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ہشام نے کہا کہ جھوٹ میں کبھی بھلائی نہیں ہوتی۔ میں نے پھر یحییٰ بن حضین کا نام لیا تو اس پر اس نے کہا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ بنو ربیعہ سرحدوں کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ آخر میں میں نے نصر بن سیار کو پیش کیا۔ اس پر وہ فوراً راضی ہوگیا۔ میں نے کہا اس میں بھی ایک عیب ہے جس کو اگر آپ نظر انداز کر دیں تو اچھا ہے۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا۔ میں نے کہا کہ اس میں وہ تمام خوبیاں ہیں، عقلمند ہے، پاک باز ہے، شجاع اور بہادر ہے لیکن اس کا قبیلہ بہت چھوٹا ہے۔ ہشام نے کہا کہ تیرا باپ نہ رہے میں جس کا ساتھی ہوں گا وہ قلیل التعداد کیونکر ہوگا۔ چنانچہ اس نے فوراً نصر بن سیار کے نام فرمان لکھ کر روانہ کر دیا اور عبدالکریم کو ساتھ ہی روانہ کیا۔

Marfat.com

بعض روایت میں ہے کہ جب عثمان بن شخیر کا نام پیش کیا گیا تو یہ بھی کہا گیا کہ وہ شرابی ہے اور یحییٰ بن حضین کا نام پیش ہوا تو کہا گیا کہ وہ متکبر ہے۔ قطن بن قتیبہ کا نام لیا گیا تو کہا گیا کہ وہ بہت سست ہے۔ آخر میں ہشام نے نصر بن سیار ہی کا انتخاب کیا۔

اسد نے مرتے وقت اپنا جانشین جعفر بن حنظلہ کو بنایا تھا۔ اس نے اس سے قبل نصر کو کہلا بھیجا کہ ہم تم کو بخارا کی حکومت دینا چاہتے ہیں۔ نصر نے بختری بن مجاہد جو بنی شیبان کا مولیٰ تھا، سے مشورہ لیا تو اس نے کہا کہ تم بنومضر کے ایک شیخ کی حیثیت رکھتے ہو تم کو یہ عہدہ نہ قبول کرنا چاہیے۔ بہت ممکن ہے کہ خراسان کی حکومت تمھارے ہی سپرد کر دی جائے۔ چنانچہ جب نصر کے پاس ہشام کا یہ فرمان پہنچا تو اس نے بختری کو بلا بھیجا۔ بختری نے اسی وقت اپنے اصحاب سے کہہ دیا کہ نصر خراسان کا حاکم ہو گیا۔ جب وہ نصر کے پاس آیا تو اس نے نصر کو شاہانہ سلام کیا۔ نصر نے پوچھا کہ تم کو کس طرح خبر لگی۔ اس نے جواب دیا کہ پہلے آپ میرے پاس آتے تھے اور آج آپ نے مجھ کو بلا بھیجا تھا۔ اس لیے مجھ کو پتہ چل گیا کہ آپ کو خراسان کی حکومت مل گئی۔ نصر نے عبدالکریم کو اس خوشی میں کہ اس نے اتنی بڑی خوش خبری سنائی، دس ہزار درہم انعام میں دیئے۔

نصر نے بلخ میں مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم کو اور مروالروذ میں وسّاج بن بکیر بن وساج کو اور ہراۃ میں حارث بن عبداللہ بن الحشرج کو حاکم بنایا اور اسی طرح نیشاپور میں عبدالرحمٰن قشیری کو خوارزم میں ابوحفص بن علی اپنے داماد کو عامل بنایا۔ صُغد میں قطن بن قتیبہ کو مقرر کیا۔ ان تقرریوں پر ایک یمنی نے کہا کہ میں نے اس شخص کی طرح کسی اور میں عصبیت نہیں دیکھی۔ نصر نے جواب دیا کہ یہ بات تو پہلے ہی سے تھی۔ نصر نے تقریباً چار سال تک بنومضر کے سوا کسی کو حاکم نہیں بنایا۔ اس نے خراسان کو ایسا آباد کر دیا کہ اس سے قبل کبھی ایسا آباد نہ ہوا تھا۔ اس کی انتظامی حالت اور تحصیل وصول دونوں قابلِ تعریف تھے۔ سوار بن اشعر نے نصر کی تعریف کرتے ہوئے یہ شعر کہا:

اضحت خراسان بعدُالخوف آمنة   من ظلم کل غشوم الحکم جبّار

لما اتی یوسفا اخبار مالقیت   اختار نصراً لها نصر بن سیّار

[خراسان خوف وخطر کے بعد بالکل مامون ہو گیا ہر بڑے ظالم اور جابر کے ظلم وستم سے۔
یوسف کو جب ان واقعات کی خبر ملی جو خراسان میں ہوئے تھے۔ تو اس نے خراسان کے

Marfat.com

لیے نصر کو منتخب کیا جو نصر بن سیارہ ہے۔]

نصر نے ۱۲۰ھ میں رجب کے مہینہ میں خراسان کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

متفرق واقعات

اس سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک غزوہ صائفہ میں شریک تھا اور اس نے مقام سندرہ فتح کیا۔ اسحٰق بن مسلم عقیلی نے تو مانشاہ میں رومیوں سے جنگ کی اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا اور اس سرزمین کو اس نے بالکل تباہ و برباد کر دیا۔ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل مخزومی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ بعض روایت میں ہے کہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے حج کرایا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا بھائی یزید بن ہشام اس سال امیرِ حج تھا۔

مدینہ مکّہ اور طائف کا حاکم محمد بن ہشام مخزومی تھا، عراق اور مشرقی ممالک پر یوسف بن عمر حاکم تھا اور خراسان پر نصر بن سیار تھا۔ ہشام بن عبدالملک نے اس کو ہدایت کی تھی کہ یوسف بن عمر سے خط و کتابت کرتے رہو۔ بعض روایت میں ہے کہ اس سال خراسان میں جعفر بن حنظلہ ہی حاکم تھا۔ بصرہ میں یوسف بن عمر والی عراق کی طرف سے کثیر بن عبداللہ السُّلمی عامل تھا اور عامر بن عبیدہ وہاں کے قاضی تھے۔ آرمینیہ اور آذربائیجان میں مروان بن محمد برسرِ حکومت تھا اور کوفہ کے قاضی ابن شبرمہ تھے۔

وفیات

صحیح روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ نے اسی سال وفات پائی۔ مسلمہ بن عبدالملک بن مروان نے بھی اس سال انتقال کیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ۱۲۱ھ میں اس کی وفات شام میں ہوئی ہے۔ قیس بن مسلم، محمد بن ابراہیم ابن حارث تیمی، حماد بن سلیمان الفقیہ، واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ، علی بن مدرک نخعی کوفی اور قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کوفی، ان تمام اصحاب نے اسی سال وفات پائی۔

Marfat.com

باب ۔۴۸

۱۲۱ھ کے واقعات

اس سال مُسلمہ بن ہشام نے روم میں لڑائی کی اور مطامیر کو فتح کیا۔

زید بن علی بن حسین کا نمودار ہونا

بعض روایت میں ہے کہ اسی سال زید بن علی بن حسین مقتول ہوئے اور بعض ۱۲۲ھ میں بتاتے ہیں۔ہم یہاں زید اور ہشام کی مخالفت کے اسباب کا ذکر کرتے ہیں اور پھر آئندہ سال کے سلسلۂ بیان میں اُن کے قتل کا واقعہ لکھیں گے۔ان دونوں کی مخالفت کے اسباب لوگوں نے مختلف بیان کیے ہیں۔بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ زید اور داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس اور محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب یہ تینوں ساتھ ہوکر خالد بن عبداللہ قسری کے پاس آئے۔خالد نے ان پر بہت کچھ انعام واکرام کیا اور پھر وہ سب کے سب مدینہ واپس چلے گئے۔جب یوسف بن عمر عراق کا حاکم ہوا تو اس نے ہشام کو اطلاع دی اور یہ لکھا کہ خالد نے زید سے مدینہ میں دس ہزار دینار پر ایک زمین خریدی تھی لیکن پھر اس نے اُس کو واپس کر دیا۔ہشام نے فوراً ہی حاکم مدینہ کو لکھ بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دے چنانچہ اس نے ان لوگوں کو شام بھیج دیا۔جب یہ لوگ ہشام کے پاس حاضر ہوئے تو اس نے ان سے اس کے متعلق دریافت کیا۔سب نے انعام ملنے کا تو اقرار کیا لیکن باقی تمام چیزوں سے انکار کیا، وہ اس قدر اس پر مصر ہوئے کہ اُنھوں نے قسمیں کھائیں۔ہشام نے اُن کے قول کی تصدیق کی اور ساتھ ہی عراق جانے کا حکم دیا تاکہ وہ خالد سے بالمشافہ گفتگو کر سکیں۔یہ لوگ طوعاً وکرہاً عراق کی طرف روانہ ہوئے۔جب وہاں پہنچے تو یوسف بن عمر کے سامنے خالد سے گفتگو کی۔اس نے بھی اُن کی

Marfat.com

تصدیق کی اس کے بعد سب کے سب مدینہ کی طرف واپس پھرے جب یہ لوگ قادسیہ میں مقیم ہوئے تو اہل کوفہ نے زید سے مراسلت شروع کی اور اُن کو واپس بلایا۔ چنانچہ وہ وہیں سے واپس پھرے۔

بعض روایت میں یہ ہے کہ خالد قسری ہی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ زید اور داؤد بن علی اور دوسرے قریشیوں کے پاس اس نے کچھ مال امانتاً رکھا ہے۔ یوسف نے ہشام کو اس کی اطلاع دی ہشام نے ان لوگوں کو طلب کیا اور پھر وہاں سے یوسف کے پاس عراق بھیج دیا تا کہ خالد اور اُن کے درمیان روبرو گفتگو ہو سکے۔ یہ لوگ جب یوسف کے پاس پہنچے تو اُس نے زید سے کہا، خالد تمھارے متعلق یہ کہتا ہے کہ اس نے اپنا کچھ مال تمھارے پاس امانتاً رکھا ہے۔ زید نے جواب دیا کہ وہ ایسا کیونکر کر سکتا ہے۔ یوسف نے خالد کو بلا بھیجا اور وہ ایک عبا میں ملبوس ہو کر حاضر ہوا تو یوسف نے کہا کہ زید اس بات سے صاف انکار کرتا ہے۔ خالد نے زید اور داؤد کو ایک نظر دیکھا اور یوسف سے کہا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح مجھ پر ظلم کر کے گناہ کے مرتکب ہوئے اسی طرح اس پر ظلم کر کے ایک گناہ کا اور اضافہ ہو جائے۔ میں یزید کے پاس کیونکر امانت رکھ سکتا ہوں جب کہ میں اس کے آباؤ اجداد پر علی الاعلان سب وشتم کرتا ہوں۔ زید اور داؤد وغیرہ نے خالد سے پوچھا کہ بھائی تم کو یہ کیا سوجھی تھی؟ خالد نے کہا جب مجھ پر شدت کے ساتھ سختی کی گئی تو میں نے اس خیال سے اس کا اعلان کیا کہ تم لوگوں کے آنے سے قبل ہی شاید خدا کوئی صورت رہائی کی نکال دے۔ اس کے بعد تمام لوگ واپس گئے صرف زید اور داؤد کوفہ ہی میں مقیم رہے۔

بعض یہ بیان کرتے ہیں۔ یزید بن خالد القسری نے امانت رکھنے کا دعویٰ کیا تھا۔

جب ہشام نے زید اور داؤد وغیرہ کو عراق روانہ ہونے کا حکم دیا تو اُنھوں نے ہشام سے معافی چاہی اور کہا کہ ہم کو یوسف سے خطرہ ہے اس لیے ہم کو معذور سمجھا جائے۔ ہشام نے جواب دیا کہ تم ڈرو نہیں میں اس کو خط لکھ دیتا ہوں پھر وہ کسی قسم کی تکلیف نہ دے گا۔ مجبوراً یہ لوگ روانہ ہوئے جب عراق پہنچے تو یوسف نے یزید بن خالد کو بلا بھیجا اور پھر اس سے دریافت کیا کہ تم کیا کہتے ہو۔ یزید نے کہا کہ میرا مال اُن کے پاس بہت کم مقدار میں ہے نہ زیادہ۔ یوسف اس کے اس جواب سے برافروختہ ہو گیا اور اس نے کہا کہ کیا تو مجھ سے مسخرا پن کرتا ہے یا امیر المومنین کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ اس جرم پر اس نے یزید کو بڑی سخت سزا دی اور درے لگوائے۔ اس کے بعد زید کو چھوڑ دیا گیا اور

Marfat.com

باقی تمام لوگوں سے حلف لیا گیا پھراُن کو رہا کر دیا گیا۔ چنانچہ تمام لوگ مدینہ چلے آئے صرف زید کوفہ میں مقیم رہے۔ زید جس وقت ہشام کے پاس سے عراق آ رہے تھے تو اس نے ہشام سے کہا کہ اگر تم نے مجھ کو وہاں جانے پر مجبور کیا تو مجھ کو یہ خطرہ ہے کہ ہم دونوں زندگی میں پھر ملاقات نہیں کر سکتے ۔ ہشام نے کہا کہ وہاں جانا تو ضروری ہے۔ لہٰذا وہ کوفہ چلے گئے۔

بعض لوگوں نے یہ روایت کی ہے کہ زید اپنے ابن عم جعفر بن حسن بن حسن بن علیؓ سے (حضرت) علی کے وقف کی تولیت کے مسئلہ میں جھگڑتے رہتے تھے۔ زید خاندان حسین کی طرف سے اور جعفر خاندان حسن کی طرف سے جھگڑتے تھے۔ اور دونوں اس میں غلو کر جاتے تھے، بحث و گفتگو کرنے کے بعد چلے جاتے اور پھر کسی سے ان باتوں کو دہراتے نہ تھے۔

جب جعفر کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ ابن حسن بن حسن نے زید سے مناظرہ کرنا شروع کیا۔ ایک دن دونوں خالد بن عبدالملک بن حارث کے سامنے مدینہ میں جھگڑ رہے تھے۔ اثناء مناظرہ میں عبداللہ کو غصہ آ گیا اور اُس نے زید کو اے سندھیہ کے بیٹے کہہ کر پکارا۔ زید فوراً ہنس پڑے اور یہ بولے کہ (حضرت) اسمٰعیلؑ بھی لونڈی کے بطن سے تھے۔ علاوہ بریں میری ماں نے اپنے آقا کی وفات کے بعد صبر و تحمل کے ساتھ کام لیا جس کو دوسرے برداشت نہ کر سکے۔ یعنی فاطمہ بنتِ حسین اُم عبداللہ، کیونکہ اُنھوں نے عبداللہ کے والد حسن بن حسن کے انتقال کے بعد دوسرا عقد کر لیا تھا۔ زید اپنی اس بات سے بہت شرمندہ ہوئے اور فاطمہ جو اُن کی پھوپی ہوتی تھیں، اُن سے منہ چھپاتے پھرے۔ ایک عرصہ تک ان کے سامنے نہیں گئے۔ آخر کار ایک مرتبہ فاطمہ نے خود ہی بلا بھیجا اور کہا کہ میں یہ جانتی ہوں کہ تم کو تمھاری ماں اسی قدر محبوب ہے جس قدر عبداللہ کو اپنی ماں عزیز ہے۔ پھر اپنے بیٹے عبداللہ کو مخاطب کر کے کہا کہ تم نے ام زید کو بہت بُرے الفاظ میں یاد کیا کیونکہ وہ بہترین عورت تھیں جو ہماری قوم میں داخل ہوئیں۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خالد بن عبدالملک، حاکم مدینہ نے ایک مرتبہ اعلان کیا کہ تم دونوں ہمارے پاس کل صبح آؤ۔ اگر میں تمھارا مسئلہ حل نہ کروں تو میں عبدالملک کا بیٹا نہ ہوں گا۔ رات بھر شہر میں ایک ہلچل رہی۔ ہر طرف یہی تذکرہ تھا کہ زید نے ایسا کہا اور عبداللہ نے اس کا ایسا جواب دیا۔ جب صبح ہوئی تو خالد مسجد میں آیا اور تمام لوگ جمع ہوئے جن میں سے کچھ مسرور تھے اور کچھ مغموم اور افسردہ دل تھے۔ خالد نے ان دونوں کو بلایا اور یہ چاہتا تھا کہ دونوں میں گالی گلوچ ہو جائے۔ عبداللہ

Marfat.com

نے مناظرہ کی ابتداء کی۔ زید نے کہا کہ اے ابومحمد جلدی نہ کرو کہ اگر ایسا کرو گے تو زید اپنی تمام مملوکہ چیزوں کو آزاد کر دے گا، اس کے بعد پھر وہ خالد سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ اے خالد تم نے خاندان نبوی کو ایک ایسے امر کے لیے جمع کیا ہے جس کے لیے (حضرت) ابوبکر وعمر نے کبھی اُن کو جمع نہیں کیا۔ خالد نے کہا کہ کیا اس کو کوئی ٹھیک کرنے والا نہیں ہے۔ اس پر ایک انصاری نے جو عمرو بن حزم کے خاندان سے تھا یہ کہا کہ اے ابوتراب کے بیٹے اور حسین سفیہ کے بیٹے کیا حاکم کا تم پر کوئی حق نہیں ہے اور کیا اس کی اطاعت تم پر واجب نہیں ہے۔ زید نے کہا کہ اے قحطانی تو خاموش رہ میں تجھ ایسے لغو آدمی کو کوئی جواب نہیں دینا چاہتا۔ اس انصاری نے جواب دیا کہ تم مجھ سے کیوں اعراض کرتے ہو، خدا کی قسم میں تم سے زیادہ افضل ہوں۔ میرا باپ تمھارے باپ سے زیادہ بہتر ہے اور میری ماں تمھاری ماں سے زیادہ اچھی ہے۔ زید کو اس کی ان باتوں پر ہنسی آ گئی اور کہنے لگے کہ اے اہل قریش، تمھارا دین تو رخصت ہو گیا۔ حسب ونسب بھی چلا گیا۔ جس قوم کا دین چھن جاتا ہے اس کا حسب ونسب بھی باقی نہیں رہتا۔ اس موقع پر عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمر بن خطاب نے کہا ''اے قحطانی تم نے جھوٹ کہا'' عبداللہ نے اور بھی باتیں کہیں اور غصہ میں آ کر ایک مٹھی کنکریوں کی لے کر زمین پر دے مارا اور بولے کہ واللہ ہم ان باتوں پر صبر نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد زید ہشام بن عبدالملک کے پاس گئے ہشام نے ان کو ملنے کی اجازت نہیں دی۔

وہ بار بار قصہ لکھ کر اس کے پاس بھیجتے اور ہشام اس کے نیچے یہ لکھ دیتا کہ تم اپنی جگہ پر جاؤ اور وہ یہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم میں خالد کے پاس ہرگز نہ جاؤں گا۔ آخر کار ہشام جب بہت مجبور ہو گیا تو اُس نے آنے کی اجازت دی اور خود ایک بلند مقام پر چڑھ کر بیٹھ گیا چنانچہ جب وہ زینوں پر چڑھنے لگے تو ہشام نے اپنے ایک خادم کو پوشیدہ طریقے پر ساتھ کر دیا تا کہ یہ معلوم کرے کہ زید کیا کہتے ہیں۔ زید چونکہ بھاری بھر کم تھے اس لیے وہ زینوں پر ٹھہر ٹھہر کر چڑھتے تھے۔ ہشام کے خادم نے یہ کہتے سنا کہ جس شخص نے دنیا سے اُلفت کی وہ ذلیل ہوگا۔ جب ہشام کے پاس پہنچے تو باتیں کرنے لگے اثناء گفتگو میں زید نے کسی بات پر قسم کھائی، ہشام نے کہا کہ میں تمھاری بات کی تصدیق نہیں کروں گا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین جب خدا کسی کو بلند مرتبہ دیتا ہے تو اس وجہ سے نہیں دیتا کہ وہ اس سے خوش ہے اور جب کسی کو ذلیل وخوار کرتا ہے تو اس وجہ سے نہیں کہ وہ اس شخص سے ناراض ہے۔

Marfat.com

ہشام نے پوچھا اے زید مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ تم خلافت کا دعویٰ کرتے ہو اور اس کی تمنا کرتے ہو حالانکہ تم کو اس سے کوئی نسبت نہیں اور تم تو ایک لونڈی کے بطن سے ہو۔ زید نے کہا آپ کی بات کا میرے پاس صرف ایک جواب ہے۔ ہشام نے کہا کہ وہ کیا ہے۔ زید نے کہا کہ اللہ کے نزدیک اُس سے زیادہ کوئی شخص صاحب مرتبہ اور ذی عزت نہیں ہو سکتا جس کو اُس نے دنیا میں نبی بنا کر بھیجا ہے حالانکہ اسمٰعیل خود لونڈی کے بطن سے تھے اور اُن کے بھائی آزاد اور شریف عورت کے بطن سے تھے مگر خدا نے اسمٰعیل ہی کو اُن پر ترجیح دی اور ممتاز بنایا اور اُنھیں کے خاندان سے خیرالبشر کو نبی بنا کر بھیجا۔ کسی شخص کو اس سے زیادہ کیا فضیلت حاصل ہوگی کہ جس کا نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا شخص ہو اور جس کا باپ علیؑ بن ابی طالب کے ایسا ہو خواہ ماں کوئی بھی ہو۔ ہشام نے اس کے بعد کہا کہ تم چلے جاؤ۔ زید نے کہا کہ میں تو جاتا ہوں لیکن آئندہ تم مجھ سے نفرت ہی کرتے رہو گے۔ سالم نے کہا اے ابوالحسین یہ باتیں آپ کی زبان سے نہ ظاہر ہونی چاہئیں۔

اس کے بعد زید وہاں سے کوفہ چلے گئے۔ محمد بن عمر بن علی ابی بن طالب نے زید سے کہا اے زید میں تم کو خدا کا واسطہ دلاتا ہوں۔ تم اپنے خاندان کے لوگوں کے پاس چلے جاؤ اور کوفہ کے لوگوں کے پاس ہرگز نہ جاؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ ایفاء عہد نہیں کریں گے۔ لیکن زید نے کچھ نہ مانا بلکہ اس کا جواب یہ دیا، ہم لوگ بلا جرم قید کر کے حجاز سے شام بھیجے گئے اور وہاں سے جزیرہ اور جزیرہ سے عراق میں بنوثقیف کے سرداروں کے پاس بھیجے گئے۔ گویا ہم سے تمسخر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اُنھوں نے یہ اشعار پڑھے: (ترجمہ)

[وہ مجھ کو خوف زدہ بنانے لگی گویا کہ میں اپنی جان کو نثار کرنے سے روگرانی کر رہا ہوں۔
میں نے اس کو یہ جواب دیا موت سیراب کرنے والی ضرور ہے کہ میں اس گھاٹ کے جام سے سیراب ہوں۔ اگر موت کسی صورت میں ظاہر ہو تو وہ میری صورت میں ہوگی جب کہ اور لوگ تنگ مقام میں ہوں گے۔ اے کم بخت تیری حیا دامن گیر ہے۔ تو خبردار ہو جا کہ اگر میں مارا نہ جاؤں گا تو عنقریب مر جاؤں گا۔]

پھر کہا، میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں میں نے خدا سے عہد کر لیا ہے کہ ان لوگوں کی اطاعت میں اس وقت تک رہوں گا جب تک زندہ رہوں گا۔ اور زید سے محمد بن عمر جدا ہو گئے اس کے بعد زید کوفہ

Marfat.com

پہنچے اور وہاں مختلف مقامات پر پوشیدہ طور پر ٹھہرے۔ اسی اثناء میں لوگوں کے بہت سے گروہ بیعت کرنے کے لیے آگئے چنانچہ ایک بہت بڑی جماعت نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس میں خصوصیت کے ساتھ سلمہ بن کہیل، نصر بن خزیمہ عبسی، معاویہ بن اسحٰق بن زید بن حارثہ انصاری اور دوسرے سرداران کوفہ بھی تھے۔ زید بیعت لیتے وقت یہ کہتے جاتے تھے کہ میں تم کو کتاب اللہ اور سنت نبوی کی طرف بلاتا ہوں اور ظالموں پر جہاد کرنے کی، ضعیف اور ناتواں لوگوں کی حفاظت کی، غریبوں کو مال دینے کی، غنیمت کو تمام لوگوں میں برابر تقسیم کرنے کی، اہل بیعت کی مدد کرنے کی دعوت دیتا ہوں، کیا تم ان تمام باتوں کے پورا کرنے کے لیے بیعت کرتے ہو یا نہیں۔ جب لوگ ہاں کہتے تو اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں رکھ دیتے اور اُس کے بعد یہ کہتے کہ اس بات کا اقرار کرو کہ تمہارا اللہ اور رسول سے ایک عہد ہے، وہ یہ ہے کہ تم میری بیعت کے شرائط کو پورا کرو۔ یعنی میرے دشمنوں سے مقابلہ کرو۔ مجھ کو ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں صحیح مشورہ دیا کرو۔ جب بیعت کرنے والا ان تمام باتوں کا اقرار کر لیتا تو وہ اپنا ہاتھ ملا کر علیٰحدہ کر لیتے اور یہ کہتے کہ اللہ تو شاہد ہے۔ تقریباً پندرہ ہزار آدمیوں نے اسی طرح بیعت کر لی۔ بعض بیان کرتے ہیں کہ چار سو آدمیوں نے بیعت کی تھی۔ اس کے بعد اُنھوں نے اپنے اصحاب کو جہاد کے لیے تیار ہو جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ جو لوگ ساتھ دینا چاہتے تھے وہ تیاری میں مصروف ہو گئے۔

اسی مدت میں جب کہ لوگ ادھر اُدھر تذکرے کر رہے تھے راز فاش ہو گیا۔ یہ تمام واقعہ ان اصحاب کی روایت کے لحاظ سے صحیح ہے جو یہ کہتے ہیں کہ زید شام سے کوفہ آئے اور انھوں نے لوگوں کی بیعت کو مخفی رکھا۔ لیکن جو لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ یوسف بن عمر کے پاس خالد بن عبداللہ یا اس کے بیٹے یزید بن خالد کے معاملے کی وجہ سے عراق آئے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ زید اور داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس علانیہ طریقہ سے کوفہ ہی میں مقیم رہے۔ اثناء قیام میں زید کے پاس کوفہ کے مختلف گروہ آئے جنھوں نے اُن کو بغاوت اور جہاد کے لیے اُبھارا اور یہ ظاہر کیا کہ ہم کو پوری توقع ہے کہ آپ اس میں اچھی طرح کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ یہ وہی زمانہ ہے جس میں بنو امیہ تباہی و بربادی کے گردابِ بلا میں پھنسیں گے۔ زید وہیں مقیم رہے۔ یوسف نے کئی مرتبہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ زید ابھی یہیں مقیم ہیں اس لیے اس نے ان کو کہلا بھیجا کہ تم یہاں سے فوراً روانہ ہو جاؤ۔ زید نے کہا کہ مجھ کو ایک درد کی شکایت ہے اس لیے ابھی جانے سے معذور ہوں۔ اسی طرح کچھ دن اور رہے، یوسف نے پھر

Marfat.com

جانے کی تاکید کی زید نے جواب دیا کہ مجھے چند ضروری چیزیں خریدنی ہیں اس کے بعد چلا جاؤں گا۔یوسف نے تیسری بار سختی کی کہ چلے جاؤ۔زید نے کہا کہ آل طلحہ بن عبیداللہ سے مدینہ کی زمین کے متعلق کچھ طے کرنا ہے اس لیے ذرا ٹھہرا ہوا ہوں۔یوسف نے کہا کہ کسی کو وکیل بنا کر چلے جاؤ۔جب یوسف ان کے چلے جانے پر بہت مصر ہوا تو وہ کوفہ سے قادسیہ چلے آئے۔

بعض کا بیان ہے کہ وہ وہاں سے ثعلبیہ پہنچے۔باشندگان کوفہ کا ایک گروہ اُن کے ساتھ ہو گیا اور وہ اُن کو اس پر اطمینان دلاتے تھے کہ ہم چالیس ہزار کی تعداد میں ہیں۔جو شخص تمھاری مخالفت کرے گا ہم اپنی تلوار کے زور پر تمھاری حفاظت کریں گے۔یہاں شامیوں کی تعداد بھی بہت کم ہے اور جو شامی ہیں ان کے لیے انشاء اللہ ہم کافی ہو جائیں۔سب نے زید کے دل کو مطمئن کرنے کے لیے قسمیں کھائیں۔زید نے ان سے کہا کہ مجھ کو یہ خطرہ ہے کہ تم لوگ مجھ کو چھوڑ نہ دو اور دشمنوں کے حوالے نہ کردو جیسا کہ تم نے میرے والد اور دادا کے ساتھ کیا تھا۔ان لوگوں نے زید کو ہر طریقہ سے اطمینان دلایا۔داؤد بن علی نے زید سے یہ کہا کہ اے بھائی یہ لوگ تم کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔کیا ان لوگوں نے تمھارے دادا علی کو جو تم سے زیادہ ان کے نزدیک ہر دل عزیز تھے تنہا نہیں چھوڑا؟ کیا وہ انھیں کے مکر وفریب سے قتل نہیں کیے گئے؟ اس کے بعد اُنھیں لوگوں نے حسن پر بیعت کی تھی لیکن پھر یہی لوگ ان پر حملہ آور ہوئے، ان کی چادر گھسیٹی اور اُن کو زخمی کیا۔کیا اُنھوں نے تمھارے جد اعلیٰ حسین کو مدینہ سے نہیں بلایا؟ ان کو اطمینان دلانے کے لیے قسمیں کھائی تھیں، حلف اٹھائے تھے، بڑی بڑی زبانوں سے وعدے کیے تھے لیکن پھر ان کا بھی ساتھ چھوڑ دیا اور دشمنوں کے سپرد کر دیا حتیٰ کہ لوگوں نے اُن کو بھی شہید کر دیا۔اس لیے خدارا آپ ہرگز ان کے ساتھ نہ جایئے۔

کوفیوں نے زید سے کہا کہ یہ شخص (یعنی داؤد بن علی) نہیں چاہتا کہ تم غلبہ پاؤ بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اور اس کا خاندان اس کے زیادہ مستحق ہیں۔زید نے داؤد سے کہا کہ علیؓ سے معاویہ نے پوری چالاکی سے لڑائی کی تھی اور حسین سے یزید نے لڑائی کی تھی لیکن اس وقت تو یہ حکومت انھیں کے ہاتھ میں تھی۔داؤد نے کہا کہ مجھ کو پورا خطرہ ہے کہ اگر تم ان کے ساتھ جاؤ گے تو یہی لوگ تم پر سب سے زیادہ سخت اور ظالم ثابت ہوں گے۔باقی تم ان معاملات کو اچھی طرح سمجھ لو۔اس کے بعد وہ مدینہ چلے گئے اور زید کوفہ آ گئے۔یہاں سلمہ بن کُھیل ان سے ملنے آیا اس نے زید کے سامنے ان کی اس قرابت

Marfat.com

کا تذکرہ کیا جو سرور کائناتؐ سے تھی اور ان کے حقوق جوامت پر ہیں ان کا ذکر کیا۔ سلمہ نے زید سے پوچھا کہ تم سچ بتاؤ کہ کتنے آدمیوں نے اب تک تمھارے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ زید نے کہا کہ چالیس ہزار۔ پھر پوچھا کہ تمھارے جداعظم کے ہاتھ پر کتنے اشخاص نے بیعت کی تھی۔ اُنھوں نے کہا کہ ۸۰ ہزار۔ سلمہ نے کہا پھر ساتھ کتنے رہے؟ اُنھوں نے کہا کہ صرف تین سو باقی رہے۔ سلمہ نے پھر کہا کہ میں قسم دلا کر تم سے پوچھتا ہوں کہ تم زیادہ اچھے ہو یا تمھارے دادا اچھے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ نہیں میرے دادا مجھ سے ہر طرح افضل تھے۔ پھر پوچھا کہ موجودہ زمانہ بہتر ہے یا گذشتہ زمانہ بہتر تھا۔ زید نے کہا پچھلا زمانہ۔ سلمہ نے کہا کہ پھر کیا تم کو اس کی توقع ہے کہ جن لوگوں نے تمھارے دادا کے ساتھ دغا اور فریب سے کام لیا وہ تمھارے ساتھ وفا کریں گے؟ زید نے کہا کہ چونکہ ان لوگوں نے مجھ پر بیعت کرلی ہے اور اُن کی بیعت کا قلادہ میری اور اُن کی گردن میں پڑ چکا ہے لہٰذا اب مجھے اسے انجام تک پہنچانا چاہیے۔ سلمہ نے کہا کہ اچھا تو مجھ کو اس شہر سے باہر چلے جانے کی اجازت دے دو اور کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کوئی حادثہ واقع ہوجائے اور میں خود اپنے نفس کو بھی نہ بچاسکوں۔ زید نے اس کو چلے جانے کی اجازت دے دی چنانچہ وہ یمامہ چلا گیا (سلمہ کی بیعت کے متعلق ابتدا میں ذکر آ گیا ہے)۔

عبداللہ بن حسن بن حسن نے زید کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

''امابعد اہل کوفہ ظاہر میں بڑے شان دار اور بھڑک دار معلوم ہوتے ہیں لیکن دراصل بودے اور کمزور ہیں۔ آسائش اور آرام کے وقت بہت تیز رو ہوتے ہیں لیکن جنگ کے موقع پر بھاگ جاتے ہیں۔ ان کی زبانیں پیش قدمی کرتی ہیں لیکن ان کے قلوب ساتھ نہیں دیتے۔ میرے پاس بھی اُنھوں نے متواتر خطوط لکھے لیکن میں نے ان کی آواز پر کان نہ دھرا بلکہ میں نے اپنے دل پر ان کی باتوں کے سننے سے پردہ ڈال دیا تاکہ میں ان کی یاد نہ کرسکوں۔ یہ صرف ان سے ناامید اور مایوس ہوکر میں نے ایسا کیا۔ ان کی مثال اس قسم کی ہے جیسا کہ علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا اگر تم اپنے حال پر چھوڑ دیے جاؤ تو تمھاری بے پروائی بڑھ جاتی ہے اور اگر تم سے جنگ کی جاتی ہے تو تم کمزور ہوکر گر پڑتے ہو اور اگر تمام لوگ کسی امام پر متفق ہوجاتے ہیں تو تم ان پر طعن کرتے ہو اور اگر کسی بڑے کام کے لیے تمھیں بلایا جائے تو تم الٹے پیر پھر جاتے ہو۔''

Marfat.com

زید نے ان نصائح سے کوئی اثر نہیں لیا بلکہ اسی حالت میں لوگوں سے بیعت لیتے رہے اور لوگوں کو جنگ کے لیے مشتعل کرتے رہے۔ کوفہ میں اُنھوں نے دو شادیاں کر لیں ایک یعقوب بن عبداللہ السّلمی کی لڑکی سے اور دوسری عبداللہ بن ابی العنبسی الازدی کی لڑکی سے کی۔ دوسری شادی یوں ہوئی کہ اس کی ہونے والی دوسری بیوی کی ماں ام عمرو بنت الصلت جو شیعی مذہب رکھتی تھی اُن کو مودبانہ سلام کیا۔ یہ بہت ہی خوبصورت اور حسین عورت تھی لیکن سن یاس کو پہنچ چکی تھی چہرہ سے کچھ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ زید نے اُسے شادی کا پیام دیا۔ اُس نے معذوری ظاہر کی اور کہا کہ میرا سن اس قابل نہیں رہا کہ میں شادی کروں لیکن میری لڑکی جو مجھ سے زیادہ حسین اور خوبصورت ہے اور ہر حیثیت سے یگانہ زمانہ ہے اس سے تم شادی کر لو۔ زید ہنس پڑے اور اس رشتے کو منظور کر لیا اور پھر شادی کر لی کوفہ میں وہ کبھی پہلی بیوی کے پاس اور کبھی دوسری بیوی کے پاس رہتے تھے اور کبھی بنو عبس بنو تغلب وغیرہ کے ساتھ رہتے تھے یہاں تک کہ ظاہر ہوئے۔

نصر بن سیار کی ماوراء النہر میں جنگ

اس سال نصر بن سیار نے ماوراء النہر پر دو بار لڑائیاں کیں۔ ایک تو باب جدید کی طرف سے اس کے لیے وہ بلخ سے اسی سمت روانہ ہوا لیکن پھر وہاں سے فارغ ہو کر مرو واپس آ گیا۔ مرو میں اس نے لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی جس میں یہ ظاہر کیا کہ اس نے منصور بن عمر بن ابی الخرقاء کو مظالم اور مصائب کے رفع دفع کرنے کے لیے مقرر کیا اور یہ کہ اس نے ان لوگوں سے جو مشرف با اسلام ہو گئے ہیں جزیہ معاف کر دیا اور جن مشرکین سے جزیہ کم مقدار میں لیا جاتا تھا اُن پر اضافہ کر دیا جائے۔ ایک ہفتہ نہ گذرا ہو گا کہ تیس ہزار مسلمان آئے جن کا جزیہ معاف کر دیا گیا اور ۸۰ ہزار مشرکین آئے جن پر جزیہ لگایا گیا غرض کہ جو مسلمانوں پر تھا وہ اُن پر عائد کر دیا گیا اور مسلمانوں سے بالکل معاف کر دیا گیا۔ اس کے بعد نصر نے خراج کی مقدار میں اضافہ کر دیا جو جزیہ کے قائم مقام ہو گئی۔ نصر نے دوسرا حملہ ورغسر اور سمرقند پر کیا۔ وہاں سے واپس ہو کر تیسرا حملہ شاش پر کیا۔ جب وہ مرو سے شاش کی طرف جا رہا تھا تو نہر شاش کے عبور کرنے میں کورصول پندرہ ہزار فوج کے ساتھ حائل ہو گیا۔ حارث بن سُریج بھی اس کے ساتھ تھا۔ کورصول نے چالیس آدمیوں کے ساتھ نہر شاش کو عبور کیا اور تاریک رات میں

Marfat.com

لشکر میں شب گذاری اور اس کنارے پر پہنچا جہاں مسلمانوں نے پڑاؤ ڈالا تھا۔نصر کے ساتھ اہلِ بخارا، سمرقند، کش اور نسف کے ۲۰ ہزار آدمی تھے۔نصر نے اپنی فوج میں یہ منادی کرادی کہ اپنے اپنے مقامات پر جمے رہیں لیکن اس ممانعت کے باوجود عاصم بن عمیر جو سمرقندیوں کا سردار تھا شب کو باہر نکلا۔ ترکوں کی یہ جماعت جس میں کورصول تھا اسی کی طرف سے گذری۔عاصم نے سب سے آخری شخص پر حملہ کیا اور اس کو گرفتار کرلیا گرفتاری کے بعد یہ پتہ چلا کہ وہ ترکوں کے بادشاہوں میں سے کوئی شخص ہے جو چار ہزار کلس کا مالک ہے۔عاصم اس کو نصر کے پاس لے کر آیا۔نصر نے پوچھا کہ تم کون ہو۔اس نے کہا کہ میں کورصول ہوں۔نصر نے نام سنتے ہی کہا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے تم ایسے بڑے دشمن اسلام کو ہمارے قبضہ میں دے دیا۔کورصول نے کہا مجھ ایسے بڈھے اور ضعیف شخص کے قتل سے تم کو کیا فائدہ پہنچے گا۔میں اس کے عوض چار ہزار اونٹ اور ایک ہزار عمدہ اور اچھے گھوڑے دیتا ہوں۔جس سے تمہاری فوج کو تقویت پہنچے گی۔

نصر نے اس کے متعلق اپنے اصحاب سے مشورہ لیا۔انھوں نے رہا کرنے کی صلاح دی۔ نصر نے پھر کورصول سے پوچھا کہ تمہاری عمر کیا ہے اس نے جواب دیا کہ مجھ کو اس کا علم نہیں ہے۔نصر نے دریافت کیا کہ اپنی زندگی میں کتنی بار لڑائیوں میں شریک ہوئے۔اس نے کہا کہ تہتر لڑائیوں میں شریک رہا ہوں۔نصر نے پوچھا کہ یوم العطش کی جنگ میں تم حاضر تھے۔اس نے جواب دیا کہ ہاں میں موجود تھا۔نصر نے کہا اگر اتنی چیزیں مجھ کو دے دو جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے تو میں تمہارے ان کارناموں کے سننے کے بعد تم کو اپنے قبضہ سے جانے نہیں دے سکتا۔نصر نے عاصم بن عمیر السّعدی کو حکم دیا کہ اس کے بدن کے کپڑے اور ہتھیار چھین لو۔کورصول نے پوچھا کہ مجھ کو کس شخص نے گرفتار کیا ہے؟ نصر نے ہنس کر کہا کہ یزید بن قران الحنظلی نے تم کو گرفتار کیا ہے۔کورصول نے کہا کہ ایسا شخص جو اپنا سر تک نہیں دھوسکتا اور جو پیشاب بھی پورا نہیں کرسکتا وہ مجھ کو گرفتار کرسکتا ہے۔سچ سچ بتاؤ کہ کس نے گرفتار کیا۔نصر نے کہا کہ عاصم بن عمیر نے گرفتار کیا۔کورصول نے کہا کہ اب مجھ کو قتل کی مطلق تکلیف نہ ہوگی کیونکہ مجھے معلوم ہوگیا کہ میرا گرفتار کرنے والا عرب کا ایک بہادر نوجوان ہے۔آخرکار کورصول نہر کے قریب قتل کیا گیا اور اس کی نعش لٹکادی گئی۔

عاصم بن عمیر وہی شخص ہے جو ہزار مرد کے نام سے ملقب ہے اور یہ قحطبہ کے زمانے میں

Marfat.com

نہاوند کے مقام پر مارا گیا۔

جب کورصول مارا جاچکا تو ترکوں نے اُس کے خیموں میں آگ لگادی اور اپنے کان اور بال کاٹ لیے اور اپنے گھوڑوں کی دُمیں کاٹ لیں جب نصر واپس ہونے لگا تو اُس نے کورصول کی نعش کو اس خیال سے جلادیا کہ ترک اُس کی ہڈیوں کو بھی نہ لے جائیں۔ نصر کا یہ فعل ترکوں کے لیے کورصول کے قتل سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوا۔ نصر ادھر سے فرغانہ پہنچا اور ایک ہزار ترکوں کو گرفتار کرلیا۔ اس اثناء میں یوسف بن عمر نے نصر کو لکھا کہ اس بدمعاش، لامذہب، حارث بن سُریج کے مقابلے کے لیے روانہ ہوجاؤ اگر خدا تم کو اس پر اور اہل شاش پر فتح یاب کرے تو تمام شہر کو مسمار کردو اور بچوں اور عورتوں کو قید کرلو لیکن مسلمانوں کو تباہی اور بربادی سے بچاتے رہو۔ جب یہ خط نصر کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے اصحاب کو سنایا اور پھر ان سے مشورہ طلب کیا۔ یحییٰ بن حصین نے نصر سے کہا کہ آیا یہ خط امیرالمومنین کی طرف سے ہے یا امیر عراق کی طرف سے ہے، نصر نے کہا کہ اے یحییٰ تم نے اس وقت وہی بات کی جو عاصم کے ساتھ کی تھی جس کے ذریعہ سے تم خلیفۃ المسلمین تک پہنچ گئے تھے اور ان کے دربار سے بہت بڑا مرتبہ پایا تھا پس اگر تم چاہو تو میں ویسے ہی کہوں کہ اے یحییٰ تم جنگ کے لیے روانہ ہوجاؤ۔ میں نے تم کو اپنے مقدمہ کا سردار بنایا۔ لوگوں نے یحییٰ کی بہت ملامت کی آخر کار وہ ایک دستے کے ساتھ شاش کی طرف روانہ ہوگیا۔ حارث بن سُریج بھی مقابلہ کے لیے نکلا اس نے شہر کی حفاظت کے لیے دو منجنیقیں لگادی تھیں۔ اخرم جو ترکوں کا بہت بڑا سردار تھا وہ میدان میں آکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ مسلمانوں نے اس کے حملے کا جواب دیا اور اُس کو قتل کرڈالا اور اس کا سر کاٹ کر ترکوں کی فوج میں پھینک دیا۔ ترکوں نے جب اپنے سردار کا سر اس طرح پڑا پایا تو ان کی ہمت پست ہوگئی اور شکست کھا کر بھاگے۔

اس کے بعد نصر بھی شاش پہنچ گیا۔ والی شاش نے اس سے ملاقات کی اور مصالحت کی درخواست پیش کی۔ بہت سے تحفہ وتحائف نصر کی خدمت میں پیش کیے اور کچھ چیزیں بطور ضمانت رکھیں۔ نصر نے صلح میں یہ بھی شرط لگائی کہ حارث بن سُریج کو اپنے ملک سے نکال دو چنانچہ اس نے فوراً حارث کو فاراب کے ملک کی طرف بھگا دیا۔ نصر نے شاش میں نیزک بن صالح، مولیٰ عمرو بن العاص کو عامل بنایا۔ اس صلح کے بعد نصر وہاں سے روانہ ہوگیا اور فرغانہ کے ایک مقام قبا میں آکر مقیم ہوا۔ اہل فرغانہ اُس کی آمد سے باخبر تھے چنانچہ اُنھوں نے گھاس وغیرہ میں آگ لگادی اور رسد کا انتظام بند کردیا۔ نصر

Marfat.com

نے چند آدمیوں کو منتخب کیا اور اُن کو فرغانہ کی طرف روانہ کیا۔ اُنھوں نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ ایک مرتبہ محاصرہ کرنے والے غفلت میں تھے کہ ترکوں کی جماعت قلعہ سے باہر نکلی اور مسلمانوں کے لشکر گاہ سے سواریاں وغیرہ چرالے گئی۔ نصر کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے بنوتمیم کے چند آدمیوں کو محمد بن مثنیٰ کے ساتھ بھیجا۔ مسلمانوں نے خود اپنے کو اور اپنی سواریوں کو پوشیدہ مقام میں رکھا تھا لیکن ترک پھر موقع پا کر پہنچے اور جانوروں کو لیے جارہے تھے کہ یکا یک مسلمانوں نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا۔ ترکوں نے اس حملے سے سخت شکست کھائی اور ان کا سردار بھی قتل کر ڈالا گیا۔ باقی لوگوں کو مسلمانوں نے قید کرلیا جس میں ابن دہقان بھی تھا نصر نے اس کو بھی قتل کر دیا۔

اس کے بعد نصر نے سلیمان بن صول کو ایک خط دے کر والی فرغانہ کے پاس بھیجا۔ والی فرغانہ نے اس کو آنے کی اجازت دی اور اپنے وزراء کو حکم دیا کہ اس کو شاہی خزانے دکھا دیئے جائیں۔ سلیمان ان چیزوں کو دیکھ کر واپس ہوا۔ والی فرغانہ نے پوچھا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان کا راستہ کیسا ہے۔ سلیمان نے کہا کہ بہت ہی آسان اور آرام دہ ہے جس میں پانی اور چراگاہ بہت ہے۔ والی فرغانہ کو یہ برا معلوم ہوا اور اس نے پوچھا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا؟ سلیمان نے کہا میں تو غور، خُتل، طبرستان کی بڑی بڑی جنگوں میں شریک رہا ہوں اس لئے ان راستوں سے واقف ہوں۔ اس نے سلیمان سے پھر سوال کیا کہ ہمارا سامان جنگ اور اس کی تیاری کس قسم کی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ قدرے اچھی ہے لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ بادشاہ ان باتوں سے کیونکر محفوظ رہ سکتا ہے یا تو وہ اپنے اعزہ اور اقربا اور ان لوگوں سے جن پر اعتماد ہے غیر مامون ہو جائے اور یا اپنی تمام چیزوں کو صرف کر دے۔ پس یا تو وہ اپنی باقی چیزوں کے ساتھ بچ رہے گا یا کوئی بیماری آئے گی جس سے وہ ہلاک ہو جائے گا۔ والی فرغانہ کو سلیمان کی یہ تلخ گوئی ناگوار معلوم ہوئی اس کے بعد اس نے سلیمان کو حکم دیا کہ صلح کا خط پیش کرے۔ چنانچہ اس نے نصر کا خط اس کے سامنے پیش کیا والی فرغانہ نے اس کی صلح کی دعوت کو قبول کرلیا اور سلیمان کے ساتھ اپنی ماں کو روانہ کر دیا۔ اس کی ماں حکومت کے نظم ونسق سے خوب واقف تھی چنانچہ جب وہ نصر بن سیار کے پاس پہنچی اور اس سے باتیں کرنے لگی تو اثناء گفتگو میں کہا ''ہر بادشاہ کے لیے چھ چیزوں کا ساتھ رہنا ضروری ہے۔ ایک تو اس کے لیے ایک ایسا وزیر ہو جس سے وہ اپنی دل کی باتیں کہہ سکے اور اس سے مشورہ لے سکے اور جس پر وہ اپنا پورا اعتماد کر سکے۔

Marfat.com

دوسرے اس کے لیے ایک بہترین باورچی کی ضرورت ہے جب غذا کھانے کا اس کا دل نہ چاہے وہ ایسا کھانا تیار کر سکے جس سے اس کی اشتہا پیدا ہو جائے۔ تیسرے ایسی ملکہ کی ضرورت ہے کہ افسردگی اور پژمردگی کی حالت میں جب نظر پڑ جائے تو وہ اس کے دل سے غم کو بھلا دے۔ چوتھے اس کے لئے ایسی سواری کی ضرورت ہے جو اس کو بچا لے یعنی تیز رو گھوڑا۔ پانچویں ایک تلوار کی ضرورت ہے جو وقت پر خیانت نہ کرے۔ چھٹے ایک ایسے ذخیرے کی ضرورت ہے کہ جب اس کو اٹھا لے تو جہاں چاہے بیٹھ کر زندگی بسر کرنے اور آرام سے رہ سکے۔"

اسی وقت تمیم بن نصر ایک جماعت کے ساتھ وہاں پہنچا۔ اس عورت نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا کہ یہ خراسان کا ایک زبردست بہادر ہے جس کا نام تمیم بن نصر ہے یہ سن کر اس عورت نے کہا کہ اس میں نہ تو بڑوں کی جرأت ہے اور نہ بچوں کی سی شیرینی ہے۔ اس کے بعد حجاج بن قیتبہ آیا اس عورت نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے لوگوں نے صرف اس کا نام بتا دیا لیکن اس نے اس سے بہت محبت اور الفت کا اظہار کیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اے عربو، تم میں وفا شعاری کا نام تک نہیں۔ تم آپس میں صلح و آشتی نہیں رکھتے۔ قیتبہ وہی شخص ہے جس نے ان ممالک کو اپنی جرأت اور بہادری سے زیر نگیں کیا ہے اور یہ اس کا بیٹا ہے جس کو تم نے اپنے سامنے بٹھایا ہے حالانکہ اس کا حق تو یہ تھا کہ تم اس کو اپنی جگہ پر بٹھاتے اور خود اس کی جگہ پر بیٹھتے۔

مروان بن محمد بن مروان کی لڑائی

۱۲۱ھ میں مروان بن محمد جو آرمینیہ کا حاکم تھا اس نے آرمینیہ ہی کی سمت سے قلعۂ بیت السریر پر حملہ کیا جہاں اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور بہت کو قید کیا۔ اس کے بعد اس نے دوسرے قلعہ پر حملہ کیا اس کو اسی طرح فتح کیا پھر وہ قلعہ غومیک پر پہنچا۔ جہاں اس ملک کی شاہزادی رہتی تھی اور بادشاہ کا تاج و تخت بھی وہیں رکھا جاتا تھا۔ جب مروان وہاں پہنچا تو بادشاہ فرار ہو گیا اور قلعۂ خیزج میں اس نے پناہ لی جس میں اس کا ایک تخت تھا جو خالص سونے کا تھا۔ مروان سیدھا اسی طرف آیا اور کچھ دن کے لیے وہیں مقیم ہو گیا۔ موسم سرما اور گرما اسی مقام پر گذارا۔ اس کے بعد وہاں کے بادشاہ نے صلح کی خواہش کی اور ہر سال ہزار جانوروں کے دینے کا اور ایک لاکھ مدغلہ (مد ایک پیمانہ ہوتا ہے جو دو رطل

Marfat.com

کا ہوتا ہے) دینے کا وعدہ کیا۔ مروان نے اس سے ان چیزوں پر صلح کر لی۔ اس کے بعد وہاں سے ازرو بطران کی سرحد میں داخل ہوا اور وہاں کے بادشاہ سے بھی مصالحت کر لی۔ پھر تومان کی طرف سے مصالحت کرتا ہوا حمزین میں آیا۔ ایک مہینہ تک اس شہر کا محاصر کیے رہا اور موقع بہ موقع محصورین پر حملہ آور ہوتا رہا۔ آخر میں وہاں کے لوگوں نے بھی مصالحت کر لی۔ یہاں سے وہ مسداز پہنچا اور مصالحت کے ساتھ اس پر بھی قابض ہو گیا۔ پھر وہ کیران پہنچا۔ طبرستان اور فیلان نے اس سے صلح کر لی۔ یہ تمام ریاستیں ساحل پر واقع ہیں جن کا سلسلہ آرمنیہ سے طبرستان تک چلا گیا ہے۔

متفرق واقعات

اس سال مسلمہ بن ہشام نے روم میں جنگ کی اور مطامیر کو فتح کیا۔

اس سال امیر حج محمد بن ہشام بن اسمٰعیل مخزومی تھا۔ جو اس وقت مدینہ، مکہ اور طائف کا حاکم تھا۔ عراق میں یوسف بن عمر اور خراسان میں نصر بن سیار، آرمینیہ اور آذربائیجان میں مروان بن محمد برسرِ حکومت تھے۔ بصرہ کے قاضی عامر بن عبیدہ تھے اور کوفہ کے قاضی ابن شُبرمہ تھے۔ اس سال ولید بن بکیر حاکم موصل نے نہر کی تعمیر سے جو شہر کے اندر داخل کی گئی تھی فراغت پائی۔ اس نہر کی تیاری میں (۸۰) اسی لاکھ درہم کا صرف ہوا اور اس پر آٹھ چکیاں جو پانی کے زور سے چلا کرتی تھی بنوائی گئیں۔ ہشام بن عبدالملک نے ان چکیوں کی آمدنی کو نہر کے کام کے لیے وقف کر دیا تھا۔

وفیات

اس سال سلمہ بن سہیل کا انتقال ہو گیا۔ بعض روایت میں ہے کہ انھوں نے ۱۲۲ھ میں وفات پائی۔ عامر بن عبداللہ بن الزبیر نے بھی اسی سال وفات پائی لیکن بعض ۱۲۲ھ اور ۱۲۴ھ میں اُن کی وفات ملک شام میں بیان کرتے ہیں۔

محمد بن یحییٰ بن حیان نے بھی اسی سال مدینہ میں انتقال کیا۔ ان کی عمر ۷۴ سال کی تھی۔ روم میں یعقوب بن عبداللہ بن الاشج اسی سال شہید ہو گئے۔

Marfat.com

باب۔۴۹

۱۲۲ھ کے واقعات

زید بن علی بن حسین بن ابی طالب کا قتل

اسی سال زید بن علی بن حسین مقتول ہوئے۔ان کے قیام کوفہ کے اسباب اور اُن کی بیعت کا مفصل تذکرہ اس سے قبل کیا جا چکا ہے۔ جب اُنھوں نے اپنے اصحاب کو جنگ کے لیے مستعد ہو جانے کا حکم دیا اور جو لوگ اپنے عہد کو پورا کرنا چاہتے تھے، وہ تیاری میں مصروف ہو گئے تو سلیمان بن سراقہ بارقی، یوسف بن عمر کے پاس گیا اور اُس کو ان واقعات کی اطلاع دی۔ یوسف نے فوراً زید کی تلاش میں آدمی دوڑائے لیکن وہ ہاتھ نہ آسکے۔زید کو جب اپنی گرفتاری کا خطرہ ہوا تو انھوں نے اس مدت سے قبل ہی جنگ کا ارادہ کر لیا جس کا اہلِ کوفہ نے ان کی رضامندی سے تعین کیا تھا۔کوفہ کا حاکم حکم بن صلت تھا اور اس کا صاحبِ شرطہ عمرو بن عبدالرحمٰن تھا جس کا تعلق قارہ سے تھا اور اس کے ساتھ عبیداللہ بن عباس کندی اور کچھ شامی لوگ تھے۔ یہ سب مختلف عہدوں پر تھے۔اس وقت یوسف بن عمر حیرہ میں تھا۔ جب زید کے اصحاب کو یہ معلوم ہوا کہ ان واقعات کی اطلاع یوسف کو مل گئی ہے اور یہ کہ وہ زید کی گرفتاری کے فکر میں ہے تو اُن کے سردار زید کے پاس جمع ہوئے اور ان سے مباحثہ کیا۔ کہ اللہ تم پر اپنا رحم کرے تمہارا ابوبکرؓ اور عمرؓ کے متعلق کیا خیال ہے۔زید نے کہا ''اللہ اُن پر رحم کرے اور اُن کی مغفرت کرے میں نے اپنے خاندان میں کسی کو بھی اُن کو اچھے لفظوں کے سوا یاد کرتے نہیں دیکھا۔'' لیکن ایک بات ہے جو بہت بڑی ہے اور جس کو اب کہتا ہوں وہ اس کے متعلق ہے جس کا تم نے تذکرہ کیا۔واقعہ یہ ہے کہ ہم خلافت کے تمام لوگوں سے زیادہ مستحق تھے کیونکہ جو قربت رسول اللہؐ سے ہم کو

Marfat.com

ہے کسی سے نہیں ہے۔لیکن لوگوں نے ہم کو اس سے بالکل علیحدہ رکھا۔اس فعل کے ارتکاب سے وہ کافر نہیں ہوسکتے۔لوگوں نے جب اُن کو بادشاہ اور خلیفہ بنایا۔تو اُنھوں نے لوگوں کے ساتھ بہت زیادہ عدل وانصاف کا برتاؤ کیا۔کتاب اللہ اور سنت نبوی کی پوری اقتدا کی۔''ان لوگوں نے زید سے پوچھا کہ پھر یہ لوگ تم پر کیوں ظلم کرتے ہیں جب کہ گزشتہ خلفاء نے تم پر سختی نہیں کی اور پھر تم ان سے لڑنے کے لیے کیوں آمادہ ہو۔اُنھوں نے کہا ''یہ لوگ ویسے تھوڑے ہی ہیں۔یہ ہم پر اور تم پر تو ظلم کرتے ہی ہیں،خود اپنے نفسوں پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ہم نے تم کو کتاب اللہ اور سنت نبوی کی طرف دعوت دی ہے اور اس کی دعوت دی ہے کہ ان سنتوں کو زندہ کرو جو پس پشت ڈال دی گئیں اور ان بدعتوں کو مٹادو جو آج کل رائج ہیں اگر تم نے میری اس دعوت پر لبیک کہا تو یہ تمھاری سعادت ہوگی اور اگر اس سے انکار کیا تو میں تمھارا ضامن نہیں ہوں۔'' یہ لوگ زید کے یہاں سے رخصت ہوئے اور بیعت توڑ دی اور کہنے لگے کہ ہمارے امام محمد الباقر ان چیزوں میں سبقت لے گئے ان کے انتقال کے بعد اب ہم نے ان کے بیٹے جعفر کو اپنا امام بنالیا ہے۔زید نے اُن کو ''روافض'' کے نام سے یاد کرنا شروع کیا۔یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مغیرہ نے ان کا نام رافضہ رکھا ہے۔

اس کے بعد ان لوگوں کی ایک جماعت جعفر بن محمد الصادق کے پاس زید کی لڑائی سے قبل آئی اور اُن کو زید کی بیعت سے باخبر کیا۔جعفر نے کہا کہ تم لوگ زید پر ضرور بیعت کرو وہ ہم سے افضل اور اعلیٰ ہیں ہمارے سردار ہیں۔جب یہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو اُنھوں نے امام جعفر کی اس گفتگو کو پوشیدہ رکھا۔زید نے اپنے اصحاب سے وعدہ کیا تھا کہ جنگ کی تاریخ پہلی صفر کو متعین رہے گی اس کی خبر یوسف بن عمر کو لگ گئی۔اس نے حکم بن صلت کو لکھ بھیجا کہ اہل کوفہ کو شہر کی بڑی مسجد میں مجتمع کرلو اور چاروں طرف سے ان کو محصور کرلو۔حکم نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔زید کے اصحاب اُن کو دار معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ انصاری میں تلاش کرنے لگے لیکن زید رات ہی کو وہاں سے نکل چکے تھے۔ان لوگوں نے لکڑیوں میں گھاس لپیٹ کر مشعلیں بنائیں اور اس کو بلند کیا تاکہ لوگوں کو جمع کریں اور لوگوں نے ''یا منصور'' کہہ کر پکارنا شروع کیا۔رات اسی طرح کٹی جب صبح ہوئی تو زید نے قاسم تبعی، حضرمی اور ایک دوسرے شخص کو لوگوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو شعار کے نام سے پکاریں۔جب یہ دونوں صحرا عبدالقیس سے گذر رہے تھے تو راستہ میں جعفر بن عباس کندی ملا۔ان دونوں نے اس پر اور

Marfat.com

اُس کے اصحاب پر حملہ کیا لیکن قاسم کا ساتھی مارا گیا اور خود قاسم بھی مجروح ہو گیا۔ جعفر قاسم کو گرفتار کر کے حکم کے پاس لے آیا۔ حکم نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اصحاب زید میں سے یہ دونوں شخص سب سے پہلے قتل کیے گئے۔ حکم نے بازار کے راستوں اور مسجد کے دروازوں کو بند کرا دیا تھا تا کہ لوگ باہر نہ نکل سکیں۔

اس کے بعد حکم نے یوسف بن عمر کو ان حالات کی اطلاع دی۔ اس نے جعفر بن عباس کو پچاس سواروں کی معیت میں تحقیقات کے لیے بھیجا۔ جعفر احاطۂ بنی سالم تک پہنچا اور وہاں سے حالت دریافت کر کے واپس گیا۔ یوسف بن عمر بھی حیرہ کے قریب ایک ٹیلہ پر آ کر مقیم ہوا اس کے ساتھ معززین اور سردارانِ قوم بھی تھے اس نے وہاں سے ریان بن سلمہ آرانی کو دو ہزار فوج کے ساتھ اور تین سو پیدل جوان (جن میں تیر انداز بھی تھے) کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا۔

زید نے صبح کے وقت دیکھا کہ رات بھر میں ان کے پاس کل دو سو اٹھارہ آدمی جمع ہوئے۔ زید نے کہا سبحان اللہ اور دریافت کیا کہ اور لوگ کہاں گئے کہا گیا کہ باقی لوگ جامع مسجد میں محصور ہیں۔ زید نے کہا کہ واللہ جن لوگوں نے مجھ سے بیعت کی ہے اُن کے لیے یہ عذر کافی نہیں ہو سکتا۔ نصر بن خزیمہ عبسی نے جب منادی کی آواز سنی تو وہ زید کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں عمرو بن عبدالرحمٰن جو حکم کا کوتوال تھا جہینہ کے سواروں کے ساتھ آ بھڑا۔ نصر نے اُن پر شد و مد سے حملہ کیا جس میں عمرو خود مقتول ہو گیا اور اس کے باقی اصحاب بھاگ گئے۔ زید جمع ہونے والے اصحاب کو ساتھ لے کر احاطہ بنو سالم ہوتے ہوئے احاطۂ صائدین پہنچے۔ وہاں پانچ سو شامی سپاہی کھڑے تھے۔ زید اور اُن کے اصحاب نے ان پر حملہ کیا اور اُن کو شکست دے کر بھگا دیا۔ زید اسی طرح آگے بڑھتے گئے اور انس بن عمرو ازدی کے مکان تک پہنچے۔ انس گھر میں چھپا تھا زید نے اُس کو پکارا لیکن اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے بھی زید سے بیعت کی تھی، جب زید کو کوئی جواب نہیں ملا تو وہ بولے کہ کیا تم لوگوں نے دغا بازی اور مکاری کی۔ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ اس کے بعد زید اپنے ساتھیوں کے ساتھ کناسہ میں آئے۔ وہاں بھی شامیوں کی فوج کھڑی تھی وہ بھی شکست کھا کر بھاگے۔ اس کے بعد یہ اور آگے بڑھے ادھر یوسف بن عمر دو سو آدمیوں کے ساتھ زید کی نقل و حرکت کو خوب غور سے دیکھ رہا تھا اگر وہ وہاں سے زید پر حملے کا قصد کرتا تو زید کو یقیناً قتل کر ڈالتا۔ ریان اپنی فوج کے ساتھ کوفہ میں زید کے تعاقب میں تھا۔ جب زید مصلے خالد کے راستہ سے شہر کوفہ میں داخل ہوا اور اُس کے کچھ ساتھی احاط مخف بن سلیم کی طرف چلے گئے

Marfat.com

توشامیوں نے ان پر حملہ کیا اور اُن میں سے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا جو یوسف کے حکم سے قتل کر ڈالا گیا۔

زید نے جب اصحاب کی بے وفائی کی حالت دیکھی تو انھوں نے نصر بن خزیمہ کو پکار کر کہا کہ مجھ کو ڈر ہے کہ یہ لوگ اسی قسم کی دغا بازی اور دھوکہ بازی نہ کریں جو امام حسین کے ساتھ کی گئی تھی۔ نصر نے جواب دیا کہ میں آپ کی طرف سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک زندہ رہوں گا۔ لوگ مسجد میں ہیں اس لیے ہم کو اسی طرف چلنا چاہیے۔ چنانچہ زید اپنے بقیہ اصحاب کو لے کر اسی طرف چلے۔ راستے میں عبید اللہ بن عباس کندی، عمر بن سعد کے مکان کے قریب ملا دونوں میں لڑائی شروع ہوئی لیکن عبید اللہ اور اُس کے ساتھی بھاگ گئے اس کے بعد زید جامع مسجد کے دروازہ تک پہنچ گئے ان کے ساتھیوں نے مسجد کے دروازے کے اوپر سے جھنڈیاں دکھلانی شروع کیں اور محصورین کو پکار پکار کر یہ کہہ رہے تھے کہ اے اہل مسجد ذلت سے نکل کر عزت کے مقام پر آؤ دین اور دنیا کی طرف آؤ کیونکہ اس وقت تم نہ دین کا کام کر رہے ہو اور نہ دنیا کا۔ شامیوں نے مسجد کے اوپر سے پتھر برسانا شروع کیے۔

ریان شام کے وقت حیرہ واپس چلا گیا اور زید اپنے اصحاب کے ساتھ دارالرزق میں مقیم ہوئے۔ کوفہ کے کچھ اور لوگ بھی اس وقت ان کے ساتھ ہو گئے۔ ریان پھر واپس آیا اور دارالرزق کے پاس زید سے لڑنے لگا جس میں بہت سے شامی زخمی ہوئے اور اسی وجہ سے رات کو حیرہ بھاگ آئے۔

دوسرے دن یوسف بن عمر نے عباس بن سعید مزنی کو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ عباس جس وقت دارالرزق میں پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ زید جنگ کے لیے مستعد ہے۔ اس کے ایک بازو پر نصر بن خزیمہ ہے اور دوسرے بازو پر معاویہ بن اسحاق کھڑا ہے۔ دونوں طرف سے فوراً جنگ چھڑ گئی۔ نابل بن فروہ عبسی نے جو شامیوں کے ساتھ تھا۔ نصر بن خزیمہ پر حملہ کیا پہلے ہی وار میں نصر کی ران کٹ گئی۔ نصر نے جوابی حملہ اس کو ٹھنڈا کر دیا اور فوراً گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد خود بھی انتقال کر گیا۔ دونوں بہادروں کے قتل سے لڑائی سخت ہو گئی۔ عباس کے ساتھیوں میں سے تقریباً ستر آدمی مقتول ہوئے اور باقی شکست کھا کر بھاگے۔

جب عشاء کا وقت آیا تو یوسف نے دوبارہ ان لوگوں کو ابھارا اور زید کے مقابلہ میں بھیجا۔ یہ لوگ جب زید کے قریب پہنچے تو انھوں نے پہلے ہی حملہ کر دیا اور سبخہ تک بھگاتے ہوئے چلے آئے۔ یہاں پر دوبارہ حملہ کیا تو سبخہ سے دار بنو سلیم تک ہٹاتے چلے آئے کیونکہ عباس کی سوار فوج زید

Marfat.com

کے لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ آخر کار عباس نے یوسف کو اس سے خبردار کیا اور تیراندازوں کو مدد کے لیے بلایا۔ یوسف نے فوراً تیراندازوں کو بھیج دیا۔ یہ لوگ جب میدان میں پہنچے تو اندھا دھند تیر برسانے لگے۔ معاویہ بن اسحٰق انصاری جو بہت ہی دلیری اور جواں مردی سے لڑ رہا تھا زید کے سامنے مارا گیا اب صرف زید اور اس کے بقیہ اصحاب رات تک جمے رہے۔ لیکن اتفاقاً زید کو ایک تیر لگا جو اُس کی پیشانی کے بائیں جانب پڑا۔ اور فوراً دماغ میں پیوست ہو گیا۔ اُس کو مجروح دیکھ کر اصحاب زید میدان سے واپس آئے۔ اہلِ شام یہ سمجھے کہ وہ رات کی وجہ سے چلے گئے ہیں۔

زید بنو ارحب کے مکان میں ٹھہرے ان لوگوں نے ایک طبیب کو بلایا اس نے تیر کو پکڑ کر کھینچا۔ زید کو اس قدر تکلیف ہوئی کہ وہ چلانے لگے۔ تیر نکلتے ہی اُن کی روح پرواز کر گئی۔ ان کے اصحاب اس میں متردد ہوئے کہ ان کو کہاں دفن کیا جائے۔ بعض نے کہا کہ پانی میں پھینک دو۔ بعض نے یہ مشورہ دیا کہ سر کاٹ کر مقتولین میں ڈال دو۔ زید کے بیٹے بولے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میرے باپ کے جسم کو کتے نوچیں۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ ایک گڑھے میں جس سے مٹی نکالی جاتی ہے۔ دفن کر دو اور اس پر سے پانی ڈال دو۔ چنانچہ اُن کو ایک گڑھے میں دفن کر دیا اور قبر کو پانی سے مستور کر دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ نہر یعقوب میں مدفون ہوئے اور اُس پر سے پانی جاری کر دیا گیا۔ ان لوگوں کے اس کام میں زید کا ایک سندھی غلام بھی شریک تھا۔ جس نے زید کی قبر بناتے دیکھا تھا اسی نے دشمنوں کو جا کر اس کا پتہ دیا، باقی لوگ منتشر ہو گئے۔ یحییٰ بن زید کو بلا کر کربلا کی طرف چلے گئے اور نینوی میں سابق مولیٰ بشر بن عبدالملک بن بشر کے پاس مقیم ہوئے۔

اس کے بعد یوسف بن عمر نے زخمیوں کو گھروں میں تلاش کرنا شروع کیا۔ جمعہ کے دن زید کے سندھی غلام نے یوسف کو اس کا پتہ دیا کہ وہ فلاں مقام پر مدفون ہے۔ چنانچہ ان کی قبر کھودی گئی اور اُن کا سر کاٹ لیا گیا۔ یوسف نے حکم بن صلت کو یہ حکم دیا کہ زید کی لاش اور نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحٰق اور زیاد النھدی کی لاشوں کو کناسہ میں لٹکا دو اور اُن پر پہرہ داروں کو متعین کر دو۔ اس کے بعد یوسف نے یہ سر ہشام کے پاس بھیج دیا اس نے دمشق کے دروازے پر اس کو لٹکا دیا۔ پھر چند دنوں کے بعد ان کا سر مدینہ بھیج دیا گیا بقیہ جسم ہشام کی زندگی تک اسی طرح لٹکا رہا جب ولید تخت نشین ہوا تو اس نے اتروا کر جلانے کا حکم دیا۔ خراش بن حوشب بن یزید شیبانی، زید کا پولیس افسر تھا لیکن اسی نے زید کی قبر کھودی

Marfat.com

اوراسی نے کناسہ میں اس کی لاش کولٹکایا۔سید حموی اس واقعہ کوان اشعار میں کہتے ہیں: (ترجمہ)

[میں رات بھر جاگتا رہااس حال میں کہ آنکھیں بیدار تھیں،اور میں قصیدہ پڑھ رہا تھا۔میں نے صرف ایک بات کہی جس سے دیر تک پریشان ہوتا رہا۔اللہ نے حوشب اورخراش پر اپنی لعنت بھیجی اورزیادہ لعنت کی۔اوریزید پر بھی کیونکہ وہ سب سے زیادہ سرکش اورظالم تھا۔لاکھوں بار بلکہ اُن پر ہمیشہ لعنت کرے۔ان لوگوں نے خدا سے جنگ کی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کواذیت پہنچائی۔یہ لوگ امام حسین اورزید کے قتل میں عبادت سمجھ کر شریک تھے۔پھراُنھوں نے اُن کوایک شاخ پر لٹکادیااس حال میں کہ وہ کشتہ وزخمی تھے۔ اے خراش بن حوشب توکل کے دن سب مخلوق سے زیادہ بدبخت ہوگا۔]

یحیٰی بن زید کے متعلق ایک اورروایت ہے وہ یہ کہ جب زید مقتول ہوگئے توبنواسد کے کسی شخص نے کہا کہ خراسان میں تمھارے دوست موجود ہیں اس لیے بہتر ہے کہ تم وہیں چلے آو۔یحیٰی نے کہا کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔اس نے کہا کہ تم روپوش ہوجاؤ جب تمھاری تلاش اورجستجوختم ہوجائے اس کے بعد پھر موقع سے چلے جاؤ چنانچہ پہلے پہل اس نے یحیٰی کواپنے پاس رکھا لیکن پھر کچھ ڈرا،اورعبدالملک بن بشر بن مروان کے پاس گیااوراس سے کہا کہ زید سے تم کوتو بہت قرابت ہےاورتم اس کے حق دار بھی ہو۔عبدالملک نے کہا کہ ہاں اس سے درگذرکرنا بہت بہتر ہےاس نے کہا کہ وہ توقتل کرڈالا گیا۔یہ اس کا جوان بیٹا ہے جس کی کوئی خطانہیں ہے لیکن اگر یوسف کوخبر ہوگی تو وہ اس کوقتل کرڈالے گا کیاتم اس کو پناہ دے سکتے ہو۔عبدالملک نے کہا کہ ہاں چنانچہ یحیٰی عبدالملک کے پاس رہنے لگا جب لوگوں کواس کی جستجو کم ہوگئی تو وہ زید کے متبعین کے ساتھ خراسان چلا گیا جب یوسف کوخبر ملی تو وہ بہت بگڑااور کہنے لگا کہ اے اہل عراق یحیٰی بن زید تمھاری عورتوں کے پردہ میں اِدھراُدھر جاتا رہتا ہے جس طرح اس کا باپ زید کرتا تھا۔اگر پتہ چل جائے تو میں اُس کواس کے خصیہ سے پہچان لوں گا جیسے میں نے اس کے باپ کواس کے خصیہ سے پہچان لیا تھا،یوسف نے اور بھی لوگوں کودھمکیاں دیں اوراُن پر بے حد خفا ہوا۔

بطال کاقتل

اسی سال بطال مقتول ہوااس کانام عبداللہ ابوالحسین الانطا کی تھا۔یہ مسلمانوں کی فوج کے

Marfat.com

ساتھ روم کی لڑائیوں میں مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۲۳ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ اس نے روم کی عظیم الشان لڑائیوں میں بڑی بڑی مہمیں سر کی ہیں۔ وہاں کے باشندوں پر اُس کی بہادری اور شجاعت کا اتنا رعب تھا کہ صرف نام سے تھر تھر کانپتے تھے۔ اس کے متعلق ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ وہ کسی لڑائی کے سلسلہ میں سرزمین روم میں داخل ہوا رات کو وہ ایک گاؤں میں پہنچا اس نے دیکھا کہ ایک عورت اپنے شیر خوار بچہ کو جو رو رہا تھا چپ کرا رہی تھی اور اس سے یہ کہتی چپ ہونا ہو تو چپ ہو جا ورنہ بطال کے ہاتھ میں ڈال دوں گی اور اُس کو ڈرانے کی غرض سے اپنے دونوں ہاتھ کو اوپر اٹھاتی اور یہ کہتی کہ اے بطال تو اس کو لے لے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ سمیٹ لیتی۔

عبدالملک نے بطال کو مسلمہ بن عبدالملک کے ساتھ روم کی طرف روانہ کیا اور روسا، جزیرہ اور شام پر اس کو سردار بنایا اور اس نے مسلمہ کو یہ تاکید کی کہ بطال کو ہمیشہ اپنے مقدمہ اور طلیعہ پر رکھا کرو کیونکہ یہ شخص معتمد علیہ ہے، بہادر اور شجاع ہے ساتھ ہی میدان میں اُس کے قدم آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مسلمہ نے اُس کو دس ہزار فوج کا سردار بنا کر مقدمۃ الجیش کے طور پر روانہ کر دیا۔ وہ روم اور مسلمہ کے درمیان میں آ کر مقیم ہوا۔

ابھی تک چرواہے اور راہ چلنے والے اطمینان سے آتے جاتے تھے ایک دن وہ لڑائی کی غرض سے اطراف شہر میں داخل ہوا لیکن اتفاقاً وہ تنہا ہو گیا اور اُس کی فوج اس سے علیحدہ ہو گئی وہ ایک شہر کے قریب پہنچا وہاں پر اس کو ترکاریوں کے کھیت دکھائی دیئے وہ گھوڑے پر سے اترا اور ترکاریاں توڑ کر کھانے لگا۔ کھانے کے ساتھ ہی اس کو دست آنے لگے اور پیٹ میں درد شروع ہوا۔ دستوں کی کثرت سے اس کو خطرہ ہوا کہ میں اس قدر کمزور ہو جاؤں گا کہ پھر گھوڑے پر سوار نہ ہو سکوں گا اس خیال سے وہ جلدی سے اُس پر سوار ہو گیا لیکن دست کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ زین ہی پر اجابت ہوتی جاتی تھی کیونکہ وہ اس ڈر سے اُترنا بھی نہیں چاہتا تھا کہ پھر سوار ہونا مشکل ہے۔ کمزوری نے جب اُس پر غلبہ کر لیا تو گھوڑے کی گردن سے لپٹ کر پڑ رہا۔ اسی حالت میں اس کی آنکھ لگ گئی اس کو اس کی خبر بھی نہ تھی کہ کہاں جا رہا ہے۔ جب آنکھ کھلی تو اُس نے اپنے کو ایسے مقام پر دیکھا جہاں چند عورتیں جمع تھیں اُن میں سے ایک نے مریض کو دیکھ کر ہمدردی ظاہر کی اور اُس کو گھوڑے سے اُتار کر دوا پلائی۔ اس کے تمام کپڑوں کو خوب صاف کر کے دھویا۔ بطال کو اس دوا سے افاقہ ہوا۔ بطال تین دن تک اسی مقام پر رہا

Marfat.com

اسی اثناء میں ایک رومی سرداراس کلیسا میں آیا اس کو یہ معلوم ہوگیا کہ بطّال اسی مقام میں ہے اس عورت نے بطّال کو بہت ہی چھپا کرر کھا تھا بلکہ اس کی حفاظت بھی کرتی تھی۔ چند دنوں کے بعد وہ رومی سردار وہاں سے چلا گیا۔ بطّال نے اس کے تعاقب میں اپنا گھوڑا دوڑایا اور اُس کو راستہ ہی میں قتل کر ڈالا اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ اس نے اُس کا سر کاٹ لیا اور ان عورتوں کے سامنے اس کو لا کر ڈال دیا۔ پھر ان عورتوں کو مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا دیا۔ امیر العسکر نے (بطّال) کو وہ عورت غنیمت میں دی اور پھر یہی بطّال کے بچوں کی ماں ہوئی۔

متفرق واقعات

اس سال کلثوم بن عیاض قُشیری قتل کیا گیا۔ اس کو ہشام نے شامیوں کے ساتھ بربروں کے فتنہ وفساد کو رفع کرنے کے لیے افریقہ بھیجا تھا، اس سال فضل بن صالح اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی پیدا ہوئے۔ یوسف بن عمر نے ابن شُبرمہ کو بجستان کا حاکم بنا کر بھیجا اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کوان کے قائم مقام قاضی بنایا۔

امیر حج محمد بن ہشام مخزومی تھا۔

حکام وہی تھے جن کا ذکر کیا جا چکا بعض روایت میں ہے کہ موصل میں ابو قحافہ ولید بن تلید عبسی کا بھتیجا حاکم تھا۔

وفیات

اسی سال ایاس بن معاویہ بن قُرّہ قاضی بصرہ نے وفات پائی۔ یہ اپنی ذکاوت اور ذہانت میں شہرۂ آفاق تھے۔

زُبید بن حارث الیامّی اور محمد بن منکدر بن عبداللہ ابو بکر تیمی نے اسی سال انتقال کیا۔ بعض روایت میں ہے کہ محمد بن منکدر نے ۱۳۰ھ میں وفات پائی اور بعض ۱۳۱ھ بتاتے ہیں۔ اُن کی کنیت ابو بکر تھی۔ یزید بن عبداللہ بن قُسیط اور یعقوب بن عبداللہ بن الاشجّ کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔

Marfat.com

باب۔۵۰

۱۲۳ھ کے واقعات

نصر بن سیار اور اہل صغد کی صلح

اس سال نصر بن سیار نے اہل صغد سے مصالحت کر لی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب خاقان اسد کے زمانہ ولایت میں قتل کر ڈالا گیا تو ترکوں کا شیرازہ بالکل منتشر ہو گیا اور ایک دوسرے کی غارت گری میں مصروف ہو گئے اہل صغد نے جب ترکوں کی یہ پراگندہ حالت دیکھی تو اُنھوں نے صغد میں لوٹنے کا ارادہ کر لیا۔ اس میں سے کچھ لوگ تو شاش میں جا کر سکونت پذیر ہو گئے اور باقی اسی کا ارادہ کر رہے تھے کہ نصر بن سیار خراسان کا حاکم بنا دیا گیا۔ اس نے اُن کو صغد میں واپس ہونے کے لیے کہا اور یہ وعدہ کیا کہ جو کچھ تم مانگو گے میں تم کو دوں گا۔ اہلِ صغد نے اس سے قبل بھی چند شرطیں پیش کی تھیں جن کو اس وقت کے حکام نے منظور نہیں کیا تھا۔ نصر کے کہنے سے انھوں نے پھر وہی شرطیں پیش کیں مثلاً یہ کہ جو مسلمان مرتد ہو چکے ہیں ان سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا جائے، دوسرے یہ کہ کسی شخص پر کسی مذہب کے قبول کرنے کے لیے سختی نہ کی جائے، تیسرے وہ مسلمان قیدی جو ہمارے ہاتھ میں ہیں اس وقت تک نہ لے جائیں جب تک عادل گواہوں کے ذریعہ سے قاضی اس کا فیصلہ نہ کر دے۔ نصر نے ان تمام شرطوں کو قبول کر لیا۔ باشندگان خراسان نصر کے اس فیصلہ سے ناراض ہو گئے اور اس کو سخت سست کہنے لگے لیکن اس نے ان تمام لوگوں کو بلا کر کہا کہ اگر تم نے اُن کی اس شان وشوکت کو جو مسلمانوں کی حکومت میں اُن کو حاصل تھی دیکھا ہوتا تو مجھ پر یہ اعتراض نہ کرتے لیکن میں خوب واقف ہوں۔ نصر نے ہشام کو بھی اس کے متعلق لکھا اس نے بھی یہ تجویز منظور کر لی۔

عقبہ بن حجاج کی وفات اور بلج کا اندلس میں داخلہ

اسی سال عقبہ بن حجاج، سلولی حاکم اندلس نے وفات پائی لیکن بعض یہ بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

اندلس کے باشندوں نے اس کو تخت سے اُتار دیا تھا اور اس کی جگہ عبدالملک بن قطن کو اپنا حاکم بنایا۔
عبدالملک دوسری مرتبہ اندلس کا حاکم بنایا گیا اس سے قبل وہ ماہ صفر ہی میں تخت نشین ہوا تھا۔ بربریوں نے جو ہنگامہ افریقہ میں مچا رکھا تھا اس کا تذکرہ ہم ۱۱۷ھ کے واقعات میں کر چکے ہیں۔ اُنھوں نے بلج بن بشر کو اس کے تمام ساتھیوں کے ساتھ محصور کرلیا یہاں تک کہ بلج اور اُس کے اصحاب بالکل عاجز آ گئے۔ اس مصیبت اور تکلیف کو وہ اس سال کے آخر تک برداشت کرتے رہے جب عبدالملک اندلس کا حاکم ہوا تو بلج نے اس سے جہاز مانگے تا کہ وہ اپنے اصحاب کے ساتھ اندلس پہنچ سکے۔ اس نے اپنی گوناگوں مصائب کا تذکرہ کیا اور یہ لکھا کہ بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے ہم نے اپنی سواریاں ذبح کر کے کھالیں۔ عبدالملک نے بلج کو اندلس میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی بلکہ کچھ مدد کرنے کا وعدہ کیا مگر اس کو بھی پورا نہ کر سکا۔ اتفاقاً بربریوں کی طاقت اور قوت اندلس میں غالب ہونے لگی تو عبدالملک اس پر مجبور ہوا کہ بلج کو اندلس میں بلائے۔

چنانچہ اس نے اپنے اصحاب سے اس کے متعلق مشورہ لیا لوگوں نے بلج سے اس کو ڈرایا۔
عبدالملک نے کہا کہ مجھ کو یہ خطرہ ہے کہ امیر المومنین یہ نہ کہیں کہ تم نے ہماری فوج کو دیدہ ودانستہ ہلاکت میں ڈال دیا۔ آخر کار اس نے بلج اور اس کے اصحاب کو اندلس آنے کی اجازت دی لیکن یہ شرط لگائی کہ ایک سال سے زیادہ نہ ٹھہریں بلکہ اس مدت کے بعد افریقہ چلے جائیں۔ بلج اور اس کے ساتھیوں نے اس کی یہ شرط قبول کرلی۔ عبدالملک نے رہن کے طریقہ پر چند چیزیں ان سے لے کر قبضہ میں کیں اس کے بعد بلج اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندلس پہنچا۔ جب یہ لوگ اندلس میں داخل ہوئے تو وہ واقعہ دیکھا کہ وہ اور تمام مسلمان محاصرہ کی سختی کی وجہ سے سخت پریشان اور بری حالت میں تھے۔ کھانے کے لیے کوئی چیز نہ تھی پہننے کو کپڑا بھی نہ تھا۔ اندلس کے مسلمانوں نے کپڑے پہنائے ان کے خورد ونوش کا انتظام کیا جن بربریوں نے اُن کو تکلیف پہنچائی تھی اُن سے سب نے مل کر مقابلہ کیا۔ اُن کو شکست دی، ان کے اموال اور دوسری چیزوں کو لوٹا جس سے ان مسلمانوں (اصحاب بلج) کی حالت درست ہوگئی حتیٰ کہ سواریاں بھی مل گئیں۔ عبدالملک اندلس سے قرطبہ چلا گیا اور وہاں سے بلج کو اندلس سے چلے جانے کا حکم دیا بلج اور اس کے اصحاب نے اس حکم سے انکار نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ ہم کو یہاں سے روانہ ہونے کے لیے جہازوں کا انتظام کردو کیونکہ ہم جزیرۂ خضراء کی طرف سے جانا نہیں چاہتے۔ بربری جنھوں نے ہمارا

Marfat.com

محاصرہ کیا تھا کہیں پھر روک نہ لیں۔ عبدالملک نے کہا کہ جزیرہ کے سوا ہمارے پاس کہیں جہاز نہیں ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس طرف سے جانا نہیں چاہتے۔ جہاں بربریوں کی جماعت موجود ہے وہ اپنے شہر میں ہم کو قتل کر ڈالیں گے۔ عبدالملک نے ان پر جانے کے لیے سختی سے تقاضا کیا ان لوگوں نے جب اس کا رویہ اس قسم کا دیکھا تو اس پر حملہ کر دیا اور اس کو شکست دے کر قصر سے باہر نکال دیا۔ یہ ماہ ذی قعدہ کے ابتدائی ایام کا واقعہ ہے جب بلج کو فتح حاصل ہوگئی تو اس کے اصحاب نے اس کو مشورہ دیا کہ عبدالملک کو قتل کر ڈالے چنانچہ اس نے اس کو گھر سے باہر نکال کر قتل کر ڈالا۔ وہ ضعیفی کی وجہ سے ایک چڑیا کے مثل ہو گیا تھا کیونکہ اس کی عمر ۹۰ برس کی تھی۔ اب بلج اندلس کا حاکم ہو گیا۔ عبدالملک کے دونوں لڑکے قطن اور اُمیہ بھاگ گئے۔ ایک نے ماردہ میں پناہ لی اور دوسرا سرقسطہ پہنچا۔ یہ دونوں اپنے باپ کے قتل سے پیشتر بھاگ گئے تھے اس کے بعد اُنھوں نے جو کچھ کیا اس کا ہم پھر تذکرہ کریں گے۔

متفرق واقعات

اس سال یوسف بن عمر نے حکم بن صلت کو ہشام بن عبدالملک کے پاس اس غرض سے بھیجا تا کہ وہ اپنے متعلق اس سے درخواست کرے کہ ہشام اس کو خراسان کا حاکم بنادے اور اس پر یہ ظاہر کرے کہ میں خراسان کے حالات سے بہت واقف ہوں اور وہاں حکومت کا کام انجام دے چکا ہوں۔ ہشام نے حکم کو دارالضیافہ میں ٹھیرنے کا حکم دیا اور مقاتل بن عدی جو خراسان سے ایک سو پچاس ترکوں کے ساتھ آیا تھا، اس کو بلا بھیجا اور اس سے حکم بن صلت کے متعلق دریافت کیا اور پوچھا کہ حکم نے خراسان کے کس شہر میں حکومت کی ہے۔ مقاتل نے کہا کہ فاریاب کا حاکم تھا جس کا خراج ۷۰ ہزار درہم ہے۔ حارث بن سُریج نے اس کو گرفتار کیا تھا اور گوشمالی کر کے چھوڑ دیا اور یہ کہا کہ تجھ کو قتل کرنا میرے لیے باعثِ ذلت ہے۔ یہ سننے کے بعد ہشام نے نصر بن سیار کو خراسان کی حکومت سے معزول نہیں کیا۔ اس سال نصر نے فرغانہ میں جنگ کی۔ اس کے بعد اس نے ایک وفد عراق روانہ کیا تا کہ وہ یوسف سے ملتا ہوا امیرالمومنین کے پاس چلا جائے۔ اس وفد کا سردار معن بن احمر نمیری تھا۔ جب یہ وفد یوسف بن عمر کے پاس پہنچا تو اس نے معن بن احمر سے کہا کہ کیا یہ مقطوع الید تم کو تمھارے سلطان پر غالب کرے گا۔ معن نے کہا اے گروہ قریش وہ تو ہو چکا، دیکھو جب تم ہشام کے پاس جاؤ تو اس کی

Marfat.com

برائی بیان کرو۔ معن نے کہا کہ میں اس کی کس چیز میں نقص نکالوں۔ اس کے تجربہ میں یا تدبیر میں اس کی سیاست میں یا حکومت میں۔ یوسف نے کہا کہ اس کے بڑھاپے کی برائی کرو۔ چنانچہ جب معن ہشام کے پاس گیا تو اُس نے خراسان کی فوج کی بڑی تعریف کی لیکن یہ کہا کہ افسوس یہ ہے کہ کوئی زبردست سردار نہیں ہے۔ ہشام نے کہا کہ نصر کیا کرتا ہے۔ معن نے کہا کہ وہ مدبر ہے، بہادر ہے لیکن عیب یہ ہے کہ وہ کسی شخص کو پہچانتا نہیں ہے اور نہ کسی آواز کو سنتا ہے جب تک وہ قریب نہ ہو جائے اور کوئی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی یہ محض ضعف پیری کی وجہ سے ہے۔ شبل بن عبدالرحمٰن مازنی نے فوراً کہا اللہ کی قسم یہ جھوٹ بولتا ہے، وہ بوڑھا نہیں ہے کہ اس کی کمزوریٔ دماغ اور اس کے فتورِ عقل کا خطرہ ہو، نہ تو وہ اتنا جوان ہے کہ بیوقوفی کر جاتا ہو بلکہ وہ تجربہ کار ہے اس سے قبل کہ وہ خراسان کا حاکم ہوا اس نے خراسان کی سرحد پر حکومت کی ہے۔ لڑائیوں میں فتح یابی حاصل کی ہے۔ ہشام تاڑ گیا کہ معن نے جو کچھ کہا وہ یوسف کی لگائی بجھائی تھی اسی وجہ سے وہ معن کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ معن جب یوسف کے پاس واپس آیا تو یوسف نے اس سے کہا کہ خراسان سے اپنے بیٹے کو ہمارے پاس بھیج دو چنانچہ معن نے خراسان پہنچ کر ایسا ہی کیا۔ نصر بن سیار جب خراسان کا حاکم ہوا اس نے معن پر بڑی مہربانی کی اور اس کا درجہ بہت بڑھا دیا تھا اور اس کی تمام حاجتیں پوری کر دیں۔ بنوقیس پر زیادتیاں کیں لیکن اُنھوں نے فوراً معذرت چاہی۔ اس سال امیر حج یزید بن عبدالملک بن ہشام تھا۔ عمالِ حکومت وہی تھے جن کا تذکرہ گذشتہ سال کیا جا چکا۔

وفیات

محمد بن واسع ازدی بصری کا انتقال اسی سال ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۲۷ھ کا یہ واقعہ ہے۔ جعفر بن ایاس نے بھی اسی سال وفات پائی اور ثابت بنانی نے بھی اسی سال قضا کی۔ بعض ۱۲۷ھ میں بتاتے ہیں ان کی عمر ۸۶ برس کی تھی۔ سعید بن ابی سعید المقبری کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ ابوسعید کا نام کیسان تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ ۱۲۵ھ میں اور بعض کے نزدیک ۱۲۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ مالک بن دینار "الزاھد" نے بھی اسی سال قضا کی۔

Marfat.com

باب ۔۵۱

۱۲۴ھ کے واقعات

ابو مسلم خراسانی کے ابتدائی حالات

ابو مسلم خراسانی کے متعلق لوگوں میں شدید اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ شریف حر تھا۔ اس کا اصلی نام ابراہیم بن عثمان بن بشار بن سدوس بن جودزدہ تھا۔ بزرجمہر کے خاندان سے تھا۔ اس کی کنیت ابواسحٰق تھی۔ اصفہان میں یہ پیدا ہوا اور کوفہ میں اس نے پرورش پائی۔ اس کے باپ نے مرتے وقت عیسیٰ بن موسیٰ سراج کو اس کی پرورش کرنے کی وصیت کی تھی اسی لیے وہ اس کو کوفہ لے آیا تھا۔ اس وقت اس کی عمر کل سات سال کی تھی۔ جب یہ ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس گیا تو انھوں نے اس سے کہا کہ تم اپنا نام بدل دو کیونکہ ہمارا کام تمھارے نام کو بدلے بغیر نہیں چل سکتا ہے جیسا کہ ہم نے کتابوں میں دیکھا ہے۔ اسی وجہ سے اس نے اپنا نام عبدالرحمٰن بن مسلم رکھا اور کنیت ابو مسلم رکھی۔ وہ اپنے زین دار گدھے پر سوار ہو کر اِدھر اُدھر آتا جاتا تھا۔ بچپن سے اس کے سر میں ایک چوٹی تھی جس وقت اس کی عمر ۱۹ برس کی تھی تو امام ابراہیم نے عمران بن اسمٰعیل طائی کی لڑکی سے اس کی شادی کر دی جو ابوالنجم کی کنیت سے معروف اور مشہور تھا۔ یہ لڑکی خراسان میں اپنے باپ کے ساتھ تھی چنانچہ ابو مسلم نے خراسان ہی میں شب زفاف گذاری۔ اس کے بعد ابو مسلم نے اپنی لڑکی فاطمہ کی شادی محرز بن ابراہیم سے کر دی اور دوسری لڑکی اسماء کا فہم بن محرز سے نکاح کر دیا اسماء صاحبۂ اولاد ہوئی لیکن فاطمہ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ فاطمہ وہی لڑکی تھی جس کا تذکرہ فرقہ خرمیہ کیا کرتا تھا۔

اسی سال سلیمان بن کثیر، مالک بن ھیثم، الاھز بن قریظ، قحطبہ بن شبیب سب کے سب

Marfat.com

خراسان سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب کوفہ پہنچے تو عاصم بن مونس عجلی کے پاس آئے جو اس وقت قید خانہ میں تھا اور اس الزام میں مقید کیا گیا تھا کہ وہ بنوعباس کے دعاۃ میں شریک تھا۔ اسی کے ساتھ عیسیٰ اور ادریس، معقل عجلی کے دونوں بیٹے بھی قید تھے۔ یہ ادریس وہی ہے جو ابودلف کا دادا تھا۔ ان دونوں کو یوسف نے خالد قسری کے عمال کے ساتھ گرفتار کیا تھا۔ انھیں دونوں کی معیت میں ابومسلم بھی تھا جو اُن کی خدمت کرتا تھا ان خراسانیوں نے جب اُس کو دیکھا تو چہرے بشرے سے کچھ تاڑ گئے اور پوچھا یہ کس کا لڑکا ہے۔ ادریس اور عیسیٰ نے کہا کہ یہ زین گروں کے خاندان کا بچہ ہے۔ ابومسلم، عیسیٰ اور ادریس کی یہ گفتگو سن رہا تھا یہ سنتے ہی رو پڑا۔ اِن لوگوں نے جب اُس کو روتے ہوئے دیکھا تو اُس کو پاس بلایا اور وہ ان کے نزدیک گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ پیشہ ور بنومعقل عجلی کے خاندان سے تھا جو اصفہان کے باشندے تھے یا کسی اور پہاڑی مقام کے رہنے والے تھے۔ اس کا اصلی نام ابراہیم تھا اور حیکان لقب تھا۔ امام ابراہیم نے اس کا نام عبدالرحمٰن اور کنیت ابومسلم رکھی۔ وہ ابوموسیٰ زین گر کے ساتھ رہتا تھا اور زین بناتا تھا۔ اُس کو بھی ساتھ رہتے رہتے زین کے بنانے کی اچھی مشق ہوگئی تھی چنانچہ وہ زین کو اصفہان، جبال، جزیرہ، موصل، نصیبین، آمد وغیرہ میں بیچا کرتا تھا۔

جس زمانے میں عاصم بن یونس اور ادریس اور عیسیٰ قید تھے تو ابومسلم ان لوگوں کی خدمت کرتا تھا۔ خراسان سے جب سلیمان بن کثیر وغیرہ کوفہ آئے اور عاصم سے ملنے آئے تو وہ ابومسلم کو دیکھ کر حیرت میں رہ گئے اور پھر اُس کو ساتھ لے گئے۔ ابوموسیٰ سراج نے ابومسلم کو ایک خط دیا تھا جس کو اس نے امام ابراہیم کے نام لکھا تھا چنانچہ جب یہ لوگ مکہ پہنچے اور وہاں امام ابراہیم سے ملاقات کی تو اُنھوں نے ابومسلم کو اپنے پاس رکھ لیا۔

اس کے بعد دوبارہ یہ لوگ امام سے ملنے آئے اور ان سے درخواست کی کہ ایک شخص ہمارے ساتھ کیجیے جو ہم کو خراسان تک پہنچا دے۔ یہ نسب نامہ جو ذکر کیا گیا ان لوگوں کی روایت کے مطابق ہے جو ابومسلم کو حر کہتے ہیں جب ابومسلم کو طمانیت اور تقویت حاصل ہوئی تو اُس نے اپنے کو سلیط بن عبداللہ ابن عباس کی اولاد سے منسوب کردیا۔

سلیط بن عبداللہ بن عباس کا قصہ یہ ہے کہ (حضرت) عبداللہ بن عباسؓ کے پاس ایک گوری

Marfat.com

لونڈی تھی جوان کی خدمت کیا کرتی تھی ایک مرتبہ اس کے ساتھ اتفاقاً ہم بستر ہو گئے تھے لیکن پھر حمل کی فکر نہ کی بلکہ اس کو چھوڑ دیا۔ اس نے مدینہ کے کسی رومی غلام سے نکاح کر لیا اور اس سے حاملہ ہو گئی کچھ دنوں کے بعد لڑکا پیدا ہوا عبداللہ بن عباسؓ کو جب اس کی خبر ملی تو انھوں نے اس کو حد ماری اور اس کے بیٹے کو اپنا غلام بنا لیا جس کا نام سلیط رکھا یہ لڑکا بہت ہی ہونہار اور تیز نکلا۔ یہ عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں سلیط کو اس سے بہت قرب حاصل ہو گیا تھا اسی وجہ سے اس نے اس کا دعویٰ کیا کہ وہ عبداللہ بن عباسؓ کا بیٹا ہے کیونکہ ولید کو علی بن عبداللہ بن عباس سے عداوت تھی۔ اس لیے اس نے سلیط کو مخاصمت کے لیے مشتعل کیا اور شاہدوں کو عبداللہ بن عباس کے اقرار پر کہ سلیط ان کا بیٹا ہے متفق کیا۔ قاضی دمشق اس مقدمہ کے فیصلے کے لیے بیٹھے۔ یہ شہادتیں پیش ہوئیں کہ سلیط عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے۔ قاضی نے ولید کے اشارے سے سلیط کے حسب دل خواہ فیصلہ کر دیا۔ جب نسب ثابت ہو گیا تو سلیط نے علی بن عبداللہ بن عباس پر اپنے ترکہ کا دعویٰ کیا اور اس میں اس قدر سختی کی جس سے علی بن عبداللہ کو شدید تکلیف پہنچی۔ علی کے ساتھ ابو رافع مولیٰ رسول اللہ کی اولاد سے ایک شخص تھا جس کا نام عمر الدّن تھا اس نے ایک دن علی سے کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں اس کتے کو قتل کر ڈالوں اور آپ کو ہمیشہ کے لیے نجات دلا دوں۔ علی بن عبداللہ نے اس سے روکا، قطع رحمی کا خوف دلایا اور خود نرمی اور اخلاق کے ساتھ سلیط سے برتاؤ کرتے رہے۔

ایک دن سلیط علی بن عبداللہ کے ساتھ ان کے باغ میں سیر کی غرض سے گیا۔ علی بن عبداللہ وہاں جا کر سو رہے سلیط اور عمر الدّن میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ عمر الدّن تو موقع کا متلاشی تھا ہی اس نے فوراً سلیط کو قتل کر ڈالا اور اسی باغ میں دفن کر دیا۔ سلیط کے اس کام میں علی بن عبداللہ کے دوسرے غلام نے بھی مدد دی۔ اس کے بعد دونوں بھاگ گئے۔ سلیط کا ایک دوست تھا۔ جس کو یہ معلوم تھا کہ وہ باغ میں گیا ہے وہ اندر تلاش کی غرض سے گیا لیکن جب سلیط کا پتہ نہ چلا تو وہ دوڑا ہوا اس کی ماں کے پاس آیا اور سلیط کے گم ہونے کی خبر سنائی۔ علی جب جاگے تو نہ سلیط کا پتہ نہ عمر الدّن کا پتہ اور نہ ان کے دوسرے غلام کا پتہ تھا۔ کوئی دوسرا شخص نہ تھا جس سے وہ دریافت کرتے۔ ام سلیط دوسرے دن ولید کے دربار میں حاضر ہوئی اور علی بن عبداللہ پر استغاثہ دائر کیا۔ ولید کو اپنی عداوت سے ستانے کا اچھا موقع ہاتھ آیا اُس نے فوراً علی بن عبداللہ کو بلا بھیجا اور سلیط کے متعلق دریافت کیا اُنھوں نے قسم کھائی

Marfat.com

کہ مجھ کو اس کی کوئی خبر نہیں کہ سلیط کہاں ہے اور نہ میں نے اس کے ساتھ بُرا سلوک کرنے کے لیے کچھ کہا تھا۔ ولید نے علی کو حکم دیا کہ عمرالدّن کو حاضر کرے۔ علی بن عبداللہ نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ ولید نے باغ میں پانی ڈالنے کا حکم دیا چنانچہ جب پانی اس گڑھے میں پہنچا جس میں وہ مدفون تھا تو زمین دھنسنے لگی اور سلیط کی لاش نکل آئی۔ ولید کو جب معلوم ہو گیا تو اُس نے علی بن عبداللہ کو درّے مارنے کا حکم دیا اور پھر اونی جبہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیا تا کہ وہ سلیط کی خبریں اور عمرالدّن کا پتہ دے دیں لیکن سچ بات تو یہ تھی کہ ان کو اس کا مطلق علم نہ تھا۔ عباس بن زیاد نے ولید سے سفارش کی تو پھر اُن کو رہائی ملی اس کے بعد وہاں سے وہ حُمیمہ میں آئے اور بعض کے نزدیک حجر میں آئے اور وہاں اس وقت تک مقیم رہے جب تک ولید زندہ رہا۔ جب سلیمان تخت نشین ہوا تو اُس نے اُن کو دمشق بلا لیا۔

منصور عباسی نے جب ابو مسلم خراسانی کو قتل کیا ہے تو اس نے انھیں باتوں کا تذکرہ کیا ہے اور اس سے یہ کہا ہے، تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ تم سلیط کی اولاد سے ہو، اسی حد تک نہیں بلکہ اپنے کو عبداللہ بن عباسؓ سے منسوب کرتے ہو تم بہت سخت اور دشوار گذار منزل پر گذرنا چاہتے ہو۔

ولید کو علی بن عبداللہ بن عباسؓ سے عداوت کی وجہ یہ تھی کہ عبدالملک بن مروان نے اپنی ایک بیوی کو طلاق دے دی جو عبداللہ بن جعفر کی لڑکی تھی۔ علی بن عبداللہ نے اس مطلقہ عورت سے نکاح کر لیا یہی بات عبدالملک کو ناگوار گذری اور اسی وجہ سے وہ ان کو برا بھلا کہنے لگا۔ ایک دن اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ علی نمازیں ریا سے پڑھتا ہے۔ ولید نے یہ بات اپنے باپ سے سُن لی تھی اس وجہ سے تخت نشین ہونے کے بعد بھی یہ عداوت دل سے نہیں گئی۔

بعض کا بیان یہ ہے کہ ابو مسلم حر نہ تھا بلکہ غلام تھا۔ بنو عباس کے پاس جانے کی صورت یہ ہوئی کہ بکیر بن ہامان جو عمال سندھ کا کاتب تھا جب کوفہ واپس آیا تو وہ حامیانِ بنو عباس میں شامل ہو گیا۔ اس کی خبر حاکم کوفہ کو لگی اس نے ان تمام لوگوں کو گرفتار کر لیا لیکن باقی لوگوں کو رہا کر دیا اور بکیر کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ اسی قید خانہ میں یونس اور عیسیٰ بن معقل بھی تھے ابو مسلم ان دونوں کی خدمت کرتا تھا۔ ایک دن بکیر نے ان لوگوں سے اپنی رائے پر عمل کرنے کے لیے کہا جس کو ان لوگوں نے قبول کر لیا اور عیسیٰ بن معقل سے پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے۔ عیسیٰ نے کہا کہ غلام ہے۔ بکیر نے کہا کہ بیچ

Marfat.com

دو۔ عیسیٰ نے کہا کہ وہ تمھارا ہے۔ بکیر نے کہا کہ اس کی قیمت لے لو۔ عیسیٰ نے کہا کہ تمھارے دل میں جو آئے وہ دے دو۔ بکیر نے چار سو درہم عیسیٰ کو دے دیئے۔ اس کے بعد جب یہ لوگ قید خانہ سے نکلے تو بکیر نے ابومسلم کو امام ابراہیم کے پاس بھیجا۔ ابراہیم نے اس کو ابوموسیٰ سراج کے حوالے کر دیا۔ ابومسلم نے ابوموسیٰ سے علم سُنا اور حفظ کیا پھر خراسان جانے آنے لگا۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ باشندگان ہراۃ یا بوشنج میں سے کسی کا غلام تھا۔ ابومسلم اپنے مولیٰ کے ساتھ امام ابراہیم کے پاس آیا۔ انھوں نے اُس کی ذکاوت اور ذہانت کو دیکھ کر اُس کو خرید لیا اور پھر آزاد کر دیا وہ اُن کے ساتھ کئی سال تک رہا اور اپنے گدھے پر سوار ہو کر متعدد بار امام کے خطوط خراسان لے گیا۔ اس کے بعد امام نے اُس کو حامیانِ بنوعباس کا سردار بنا کر خراسان بھیجا اور اہلِ خراسان کو اس کی اطاعت اور فرماں برداری کی ہدایت کی۔ ابوسلمہ خلال کو لکھا کہ تم خراسان جا کر ابومسلم سے ملو۔ ابوسلمہ عباسیوں کا داعی تھا اور وزیر کی حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ ابوسلمہ، سلیمان بن ابوکثیر کے مکان پر جا کر ٹھہرا اس کے بعد کے واقعات ۱۲۷ھ کے سلسلۂ بیان میں انشاءاللہ ذکر کریں گے۔

ابومسلم نے خراسان کے حاکم ہونے سے قبل ایک خواب دیکھا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ خراسان کے ملک پر غلبہ حاصل کرے گا۔ جب وہ نیشاپور آیا تو بونا باذ میں آ کر مقیم ہوا جو اس وقت ایک آباد مقام تھا۔ مسافر خانہ کے مالک نے لوگوں سے اس کے متعلق گفتگو کی جس نے ابومسلم کو اُتارا تھا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خراسان کا حاکم ہوگا۔ ایک دفعہ ابومسلم کسی ضرورت سے باہر گیا ہوا تھا۔ کسی دیوانے نے اس کے گدھے کی دم کاٹ ڈالی جب وہ واپس ہوا تو اس نے پوچھا کہ یہ کس نے کیا ہے صاحب خانہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ ابومسلم نے پوچھا کہ اس جگہ کا کیا نام ہے۔ اُس نے کہا کہ بونا باذ۔ ابومسلم نے کہا کہ اگر میں اس کو کندآباد نہ بناؤں تو میں ابومسلم نہ ہوں گا۔ جب وہ خراسان کا حاکم ہوا تو اس نے اس مقام کو ویران کر دیا۔

ثعلبہ بن سلام کا اندلس میں حاکم ہونا

اس سال اندلس میں پھر سخت لڑائی ہوئی۔ بلج سے اور امیہ اور قطن سے سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یہ لوگ اندلس سے بھاگے اور اس عرصہ میں ان کے باپ عبدالملک کو

Marfat.com

بلج نے قتل کر ڈالا تو اُنھوں نے مختلف شہر کے لوگوں اور بربریوں سے مدد چاہی۔ بربریوں کی بہت بڑی جماعت اُن کے ساتھ ہوئی۔ تقریباً ایک لاکھ آدمی جمع ہوئے۔ جب بلج کو اس تیاری کی خبر ملی تو وہ بھی اپنی فوج کے ساتھ اُن کے مقابلے کے لیے آ گیا اور بربریوں سے خوب دل کھول کر لڑا۔ اس لڑائی میں بلج بہت زخمی ہوا لیکن آخر میں اُس نے میدان جیت لیا۔ بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور قید کیا۔ اس فتح کے بعد وہ قرطبہ واپس آیا لیکن اس لڑائی کے سات دن کے بعد وہ مر گیا۔ اس کی وفات اسی سال شوال کے مہینہ میں ہوئی اور گیارہ مہینہ تک اس نے اندلس میں حکومت کی۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے ثعلبہ بن سلامہ عجلی کو اندلس کا امیر بنایا کیونکہ ہشام بن عبدالملک نے یہ لکھ بھیجا تھا کہ اگر کلثوم اور بلج کسی حادثہ کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں تو ثعلبہ تمھارا امیر ہے۔ ثعلبہ نے نہایت دور اندیشی سے حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی۔ اسی زمانے میں ماردا کے بربریوں نے بہت کچھ شور و شر مچا رکھا تھا۔ ثعلبہ نے ان سے خوب جنگ کی ہزار آدمیوں کو مارا اور قید کیا اس کے بعد قرطبہ واپس گیا۔

متفرق واقعات

اس سال سلیمان بن ہشام نے غزوۂ صائفہ میں شرکت کی اور الیون نامی بادشاہ روم سے جنگ کی اور اس میں غنیمت حاصل کی۔

وفیات

اسی سال محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے بعض کی روایت کے مطابق وفات پائی اور اپنے بیٹے ابراہیم کو اُس کی وصیت کی کہ اس کام کو انجام دیتا رہے جس کی میں نے ابتداء کی ہے۔

محمد بن ہشام بن اسمٰعیل نے لوگوں کو حج کرایا۔ محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے اسی سال انتقال کیا۔ اُن کی پیدائش ۵۸ھ میں ہوئی تھی بعض کہتے ہیں کہ ۵۰ھ میں ہوئی تھی۔

Marfat.com

باب۔۵۲

۱۲۵ھ کے واقعات

ہشام بن عبدالملک کی وفات

اسی سال ۷ / ربیع الآخر کو ہشام بن عبدالملک نے مقام رصافہ میں وفات پائی۔اس کی مدتِ خلافت ۱۹ سال ۹ مہینہ ۲۱ دن ہوئی۔بعض کے نزدیک ۱۹ سال آٹھ مہینے پندرہ دن ہوئی۔اس وقت اس کی عمر ۵۵ سال کی تھی اور بقول بعض ۵۶ سال کی تھی۔وہ دردِ گلو کے مرض میں بیمار ہوا۔جب انتقال ہوگیا تو لوگوں نے کسی خزانچی سے اس کے غسل کا پانی گرم کرنے کے لیے کوئی برتن مانگا۔ولید کے کاتب عیاض نے خزانچی کو دینے سے روک دیا اس وجہ سے لوگوں نے مستعار برتن لے کر اس میں پانی گرم کیا۔جنازہ کی نماز اُس کے لڑکے مسلمہ بن ہشام نے پڑھائی اور رصافہ میں مدفون ہوا۔

ہشام کی زندگی کے بعض حالات

عقال بن شبّہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ہشام کے پاس آیا تو اُس نے مجھ کو خراسان جانے کا حکم دیا اور وہ اُس کے متعلق مختلف ہدایتیں کر رہا تھا۔اُس وقت اُس کے جسم پر ایک سبز رنگ کی قبا تھی۔میری نظر برابر اسی پر پڑتی تھی وہ کچھ سمجھ گئے اور پوچھا کیا ہے۔میں نے کہا کہ خلافت سے قبل بھی میں نے آپ کے جسم پر اسی قسم کی قبا دیکھی تھی۔میں سوچ رہا تھا کہ آیا یہ وہی ہے یا دوسری ہے۔ہشام نے کہا واللہ یہ وہی ہے اور یہ جو کچھ تم مجھ کو مال جمع کرتے اور حفاظت کرتے ہوئے دیکھتے ہو وہ سب تم لوگوں کے لیے ہے۔وہ بہت ہی عقلمند تھا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نصرانی نے محمد بن ہشام کے

Marfat.com

ایک غلام کو اس قدر مارا کہ وہ زخمی ہو گیا۔ پھر محمد کے خواجہ سرا نے نصرانی کو مارا۔ غلام نے محمد کے پاس آ کر شکایت کی۔ جب یہ خبر کسی طرح سے ہشام بن عبدالملک کو ملی تو اس نے اس غلام کو بلا بھیجا۔ خواجہ سرا نے محمد کے پاس جا کر پناہ لی۔ محمد نے اپنے غلام سے کہا کہ کیا میں نے تجھ کو اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ غلام نے کہا ہاں بلاشبہ آپ نے مجھ کو اس کا حکم دیا تھا۔ اس پر ہشام نے خواجہ سرا کو سزا دی اور اپنے لڑکے کو بہت بُرا بھلا کہا۔

عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے بنوامیہ کے تمام دواوین لے جمع کیے لیکن ان میں سب سے اچھا، صحیح اور رعایا اور بادشاہ دونوں کے لیے مفید ہشام بن عبدالملک کے دیوان کو پایا۔

ایک مرتبہ ہشام کے پاس ایک شخص لایا گیا جس کے ساتھ گانے والی اور رقص و سرود کرنے والی لونڈیاں تھیں۔ شراب اور بربط بھی تھا۔ ہشام نے حکم دیا کہ اس کا طنبور اس کے سر پر توڑ دیا جائے۔ پہلی ضرب پر وہ بڈھا رونے لگا۔ ہشام نے اس سے کہا کہ صبر کر۔ اس نے جواب دیا آپ کا یہ خیال ہے کہ میں اس مار کی وجہ سے رو رہا ہوں نہیں بلکہ آپ نے میرے بربط کو طنبور کہہ کر اس کی تحقیر کی (بربط اور طنبور میں سُروں کی زیادتی اور کمی کا فرق ہے) اسی وجہ سے رو رہا ہوں۔

ایک مرتبہ ایک شخص ہشام پر بہت خفا ہوا تو اُس نے کہا کہ تو اپنے امام پر خفا ہوتا ہے یہ تیرے لیے مناسب نہیں ہے۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ جب ہشام نے اپنے کسی لڑکے کو جمعہ کی نماز میں نہیں پایا تو اُس نے تلاش کرایا جب ملا تو پوچھا کہ نماز میں کیوں نہیں آیا اس نے کہا کہ میرا مرکب (سواری کا جانور) مر گیا اس وجہ سے نہ آ سکا۔ ہشام نے کہا کہ کیا تو چل بھی نہیں سکتا تھا۔ آخر ایک سال تک اس کی سواری بند کر دی۔

ہشام کے عمال میں کسی نے اس کو لکھا کہ میں نے امیرالمومنین کے پاس ایک ٹوکری شفتالو کی بھیجی ہے۔ اس کے جواب میں ہشام نے لکھا کہ شفتالو مل گئے اور امیرالمومنین کو پسند آئے اور بھیجو مگر احتیاط سے رکھ کر بند کرنا۔ ایک مرتبہ اس نے ایک عامل کو جس نے کلاہِ باراں یا سانپ کی چھتری (جسے مشروم کہتے ہیں) بھیجی تھی لکھا کہ "چھتریاں پہنچیں یہ تعداد میں چالیس تھیں، کچھ ان میں اندر ہی

Marfat.com

اندر نرم ہوگئی تھیں جب کچھ بھیجو تو اچھی طرح ریت سے بھر دیا کرو کہ نہ بگڑیں نہ راستے میں ایک دوسرے سے ٹکرا کر خراب ہوں'' ہشام سے ایک دفعہ کہا گیا کہ کیا تم کو خلافت کی خواہش ہے؟ حالانکہ تم تو بخیل اور بزدل ہو۔ ہشام نے کہا کہ میں کیوں نہ خواہش کروں جب کہ میں عفیف اور حلیم ہوں۔ ہشام بن عبدالملک قنسرین کے علاقے رصافہ میں رہتا تھا اور اس سے قبل بھی اکثر خلفاء اور ان کے شاہزادے طاعون کے زمانے میں خوف سے بھاگ جایا کرتے تھے اور ان شہروں میں جا کر ٹھہرتے تھے۔ایک مرتبہ ہشام نے وہاں جانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ وہاں نہ جائیے کیونکہ خلفاء طاعون میں مبتلا نہیں ہوتے اور نہ اس سے قبل کوئی خلیفہ طاعون میں مرا۔ہشام نے جواب دیا کہ کیا تم لوگ یہ آزمائش میرے ہی ساتھ کرنا چاہتے ہو۔اس کے بعد وہ وہاں گیا اور مقیم ہوا۔یہ ایک رومی شہر تھا۔

جعد بن درہم، ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں خلق قرآن کا مدعی ہوا۔ہشام نے اُس کو گرفتار کرایا اور عراق کے گورنر خالد قسری کے پاس اس کو بھیج دیا اور یہ حکم دیا کہ اُس کو قتل کر ڈالو مگر خالد نے قتل نہیں کیا بلکہ قید خانہ میں رکھا۔جب یہ خبر ہشام کو ملی تو اُس نے خالد کو بہت کچھ لعنت ملامت کی اور دوبارہ قتل کرنے کا حکم دیا۔خالد نے اُس کو عیدالاضحیٰ کے دن قید خانہ سے اسی حالت میں نکالا جس میں وہ تھا اور جب سب لوگ نماز پڑھ چکے تو اُس نے اپنے خطبہ کے آخر میں یہ کہا کہ لوگو جاؤ قربانیاں کرو خدا کرے تمھاری قربانیاں قبول ہو جائیں ۔میرا ارادہ ہے کہ میں جعد بن درہم کی قربانی کروں کیونکہ وہ کہتا ہے کہ خدا نے موسیٰ کلیم اللہ سے کلام نہیں کیا اور ابراہیم خلیل اللہ کو خلیل نہیں بنایا جو کچھ یہ کہتا ہے خداوند تعالیٰ کی ذات اس سے کہیں زیادہ برتر اور اعلیٰ ہے۔اس کے بعد وہ منبر پر سے اترا اور جعد بن درہم کو ذبح کیا۔ یہ بھی مروی ہے کہ غیلان بن یونس یا ابن مسلم ابو مروان نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں قدر کا دعویٰ کیا تھا۔عمر بن عبدالعزیز نے اُس کو بلا کر اس سے توبہ کرائی لیکن ہشام کے عہد حکومت میں اس نے دوبارہ شور وشر مچایا۔ہشام نے ناصرہ سے اس کو پکڑ بلایا اور اس کے ہاتھ پیر کٹوا کر پھانسی دلوادی۔

ایک مرتبہ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب ہشام کے پاس آئے۔ ہشام نے کہا کہ میرے پاس تیرے لیے کوئی صلہ نہیں ہے۔محمد نے کہا تو اپنا دامن سنبھال تجھے کوئی معزول نہ کر دے۔ ہشام نے کہا کہ تجھ کو امیر المومنین نہیں پہچانتے لیکن میں پہچانتا ہوں کہ تو ابن زید ہے تو یہاں نہ ٹھہر اور

Marfat.com

جو کچھ تیرے پاس ہے اُس کو صرف کر کیونکہ میرے پاس تیرے خاندان کے لیے کوئی حق نہیں ہے۔

مجمعؓ بن یعقوب الانصاری سے مروی ہے کہ ہشام نے ایک شریف شخص کو گالیاں دیں۔ اس شخص نے ہشام کو ڈانٹا اور کہا کہ تجھ کو گالی دیتے ہوئے شرم نہیں آتی حالانکہ تو اللہ کی طرف سے خلیفہ ہے۔ اس پر ہشام بہت نادم ہوا اور اس سے کہا کہ تو مجھ سے اس کا بدلہ لے لے۔ اُس نے کہا کیا میں بھی تیرے جیسا بیوقوف ہوں۔ ہشام نے کہا کہ اچھا تو اس کا کچھ معاوضہ لے لو اس نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں چاہتا۔ مجبوراً ہشام نے کہا کہ خدا کے واسطے معاف کر دو اس نے کہا کہ میں نے خدا کے لیے پھر تیرے لحاظ سے تیرا قصور معاف کر دیا۔ مارے شرم کے ہشام نے اپنی گردن جھکالی اور کہنے لگا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پھر کبھی ایسا نہ کروں گا۔

ولید بن یزید بن عبدالملک کی بیعت

اسی سال ۷ ربیع الآخر کو ولید کے ہاتھ پر لوگوں نے خلافت کی بیعت کی۔ اس کے والد نے ہشام بن عبدالملک کے بعد اسی کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اور لوگوں سے بیعت لے لی تھی۔ اس وقت ولید کی عمر گیارہ سال تھی۔ جب وہ پندرہ سال کا ہوا تو یزید کہنے لگا کہ خدا میرے اور اس شخص کے درمیان میں ہے جس نے میرے اور تیرے درمیان ہشام کو کر دیا۔ جس وقت ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس وقت سے ولید بن یزید کے ساتھ بہت نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرتا رہا لیکن جب ولید سے شراب نوشی کی حرکت اور دوسرے برے افعال سرزد ہوئے تو ہشام نے خیال کیا کہ ولید کو ان حرکتوں سے روکنا چاہیے اور اس کے بُرے دوستوں سے علیحدہ کر دینا چاہیے۔ ولید کو ان افعال کی جانب اس کا اتالیق عبدالصمد بن عبدالاعلیٰ مائل کیا کرتا تھا اور اس نے ولید کے لیے ندماء مقرر کر رکھے تھے۔ ہشام نے اسی خیال سے ۱۱۶ھ کے حج کی ولایت، ولید کے سپرد کی۔ ولید نے جاتے وقت اپنے صندوقوں میں کتے بند کیے اور شراب ساتھ لی اور کعبہ کے برابر ایک خیمہ تیار کرایا تا کہ اس خیمہ کو کعبہ پر لگا کر اس کے نیچے شراب نوشی کرے لیکن اس کے ساتھیوں نے اس کو بہت کچھ ڈرایا اور کہا کہ نہ تو ہم تم کو لوگوں سے بچا سکتے ہیں اور نہ ہماری جان محفوظ رہ سکتی ہے پھر وہ اِن ارادوں سے باز آیا۔ ان حرکتوں سے وہ لوگوں کی نظروں سے گر گیا۔ یہ حالت دیکھ کر ہشام نے اپنے لڑکے مسلمہ کے لیے بیعت لینی چاہی اور

Marfat.com

ولید کو اس کی ولی عہدی سے معزول کرنے کا ارادہ کیا۔ ولید کو اس پر رضا مند کرنا چاہا لیکن وہ برابر انکار کرتا رہا۔ ہشام نے کہا کہ اچھا تم اس کو اپنا ولی عہد بنالو۔ ولید نے اس سے بھی انکار کیا جس پر ہشام بہت بگڑا اور اُس کو سخت سست کہا اور ضرر پہنچانے کا ارادہ کرلیا۔ پھر اپنے لڑکے کے لیے اس نے خفیہ طریقہ پر بیعت لے لی چنانچہ کچھ لوگوں نے بیعت کرلی جن میں اس کے دونوں ماموں محمد اور ابراہیم جو ہشام بن اسمٰعیل کے بیٹے تھے اور بنوقعقاع بن خلید عبسی اور دوسرے مخصوص لوگ بھی تھے۔ اس کے بعد ولید نے شراب نوشی اور عیش پرستی میں دوگنی ترقی کی۔ ہشام نے ایک دن اس سے کہا کہ اے ولید واللہ میں نہیں سمجھتا کہ تو مذہب اسلام پر ہے یا نہیں تو نے ممنوعات شرعیہ میں سے کسی کو ایسا نہ چھوڑا ہوگا جس کو برسرِ اعلان نہ کیا ہو۔ اس پر ولید نے جواب میں یہ لکھا:

یـاایھـا السـائـل عـن د یـنـنـا　　　نـحـن عـلـیٰ دین ابی شـاکـر
نشـر بھـا صـر فـاً وممزوجتـه　　　بـالسـخـن احیـانـاً وبـالفـاتر

[اے ہمارے دین کے متعلق سوال کرنے والے ہم ابوشاکر کے دین پر ہیں۔ خالص شراب بھی پیتے ہیں اور ملی ہوئی بھی۔ کبھی کبھی تو اس میں گرم پانی ملا ہوتا ہے اور کبھی نیم گرم۔]

ہشام یہ اشعار دیکھ کر اپنے لڑکے پر بہت خفا ہوا کیونکہ اس کی کنیت ابوشاکر تھی۔ اس سے کہا کہ ولید تیری وجہ سے مجھ کو عار دلاتا ہے حالانکہ میں تجھ کو خلافت کے لیے تیار کررہا ہوں۔ ہشام نے اس کے بعد سخت تاکید کی اور جماعت میں حاضر رہنے کا حکم دیا۔ ۱۱۹ھ کے حج میں اُس کو مکہ روانہ کیا جس میں اس نے تمام مناسک حج اور فرائض بحسن وخوبی انجام دیے اور لوگوں سے ملائمت سے پیش آیا اور مکہ اور مدینہ کے باشندوں میں بہت سے اموال تقسیم کیے اہل مدینہ کے موالی میں سے کسی نے یہ کہا:

یـاایھـا الـسـائـل عـن دینـیـا　　　نـحـن عـلـیٰ دین ابی شـاکـر
الـواهـب الـجـرد بـآرسـانھـا　　　لـیـس بـزنـد یـق ولا کـافـر

[اے ہمارے دین کے متعلق سوال کرنے والے ہم تو ابوشاکر کے دین پر ہیں۔ جو گھوڑوں کے گلے کے گلے بخش دیا کرتا ہے نہ تو زندیق ہے اور نہ کافر ہے۔]

اس میں ولید پر تعریض تھی۔ ہشام ولید پر عیب لگاتا، اس کی برائیاں بیان کرتا اور بے عزتی کرتا۔ اسی وجہ سے ولید اپنے خدام اور خاص احباب کے ساتھ دمشق سے روانہ ہوگیا اور اُزرق کے

Marfat.com

مقام ارزق پر مقیم ہوا لیکن اپنے کاتب عیاض بن مسلم کو ہشام ہی کے پاس چھوڑ آیا تا کہ وہ ہشام کی تمام باتوں سے اُس کو مطلع کرے۔ ہشام نے اس کا وظیفہ بھی بند کر دیا۔ ولید نے اپنے وظیفہ کے اجرا کے لیے ہشام کو لکھا جس کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ یہ حکم دیا کہ عبدالصمد کو اپنے پاس سے نکال دو۔ ولید نے اُس کو نکال دیا اور ہشام سے درخواست کی کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دے دی جائے ہشام نے اُس کو بھیج دیا لیکن پہلے اُس کو خوب مارا اور پھر بھیجا اور ولید کے کاتب عیاض بن مسلم کو گرفتار کر کے سخت سزا دی اور قید خانے میں ڈال دیا۔ ولید کو جب معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ کیونکر کوئی شخص کسی پر اعتبار کر سکتا ہے اور کون اس احوال بدبخت کے ساتھ بھلائی کر سکتا ہے جس کو میرے والد نے خلافت کی حیثیت سے اپنے خاندان پر مقدم کیا اور ولی عہد بنایا پھر اُس کا جو میرے ساتھ برتاؤ ہے، اس سے ہر شخص واقف ہے یہ جس کسی کے ساتھ میری محبت دیکھتا ہے اس کو برباد کر دیتا ہے اور اذیت پہنچاتا ہے۔ پھر ولید نے ہشام کو سخت غصہ میں ایک خط لکھا جس میں لکھا کہ میرے کاتب عیاض کو میرے پاس بھیج دو۔ ہشام نے اُس کا کوئی جواب نہیں دیا ولید نے پھر یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

رائیتك تبنی دائماًفی قطیعتی ولو کنت ذاحزم لهدمت ماتبنی

تثیر علی الباقین مجنی ضغینة فویل لهم ان مت من شرما تجنی

کانی بهم واللیت افضل قولهم الا لیتنا واللیت اذذاك لایغنی

کفرت یداً من منعم لوشکرتها جزاك بها الرحمٰن ذوالفضل والمنّ

[میں دیکھتا ہوں کہ تو مجھ سے دائمی قطع تعلق کی بنیاد ڈال رہا ہے اگر تو دانشمند ہوتا تو اس بنیاد کو منہدم کر دیتا۔ تو دوسرے لوگوں سے میرا کینہ نکال رہا ہے افسوس ہے ان کے لیے اگر میں تیری شرارتوں سے مر گیا۔ گویا میں ان کے ساتھ ہوں، حال یہ ہے کہ ان کا سب سے اچھا قول اُن کی تمنا ہے۔ کاش اُن کی یہ تمنا پوری ہوتی لیکن صرف تمنا اس وقت فائدہ نہیں دیتی۔ تو نے منعم کے احسان کی ناشکری کی اگر اس کا شکریہ ادا کرتا تو تجھ کو خدائے مہربان جو صاحب فضل و احسان ہے اس کی جزا دیتا۔]

ولید اس مقام پر ہشام کی وفات تک مقیم رہا۔ جس صبح کو اُس کو خلافت ملنے والی تھی اسی دن اس نے ابوزبیر المنذر بن ابی عمرو سے کہا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے اب تک

Marfat.com

گذشتہ رات کی ایسی ہولناک رات میں نے کبھی نہیں دیکھی جس میں غم واندوہ کا اس قدر ہجوم ہوا ہو اور اس شخص یعنی ہشام کے متعلق دل میں مختلف قسم کے خطرات گزرے ہوں، اس وقت تم میرے ساتھ تفریح کی غرض سے چلو چنانچہ یہ دونوں سوار ہو کر دو میل تک گئے اور ایک ٹیکری پر جا کر ٹھہرے اتفاقاً ولید کی نظر گرد وغبار پر پڑی یہ دیکھتے ہی اس نے کہا کہ غالباً یہ ہشام کے قاصد ہوں گے خداوند خیر ہو۔ جب تک دو آدمی بھی ڈاک سواری پر آتے ہوئے نظر آئے جن میں سے ایک مولیٰ ابو محمد سفیانی تھا جب قریب پہنچے تو دونوں سواریوں سے اُتر پڑے اور دوڑتے ہوئے ولید کے پاس پہنچے اور خلافت کا سلام و آداب بجالائے۔ یہ سُن کر وہ حیران سا رہ گیا اور پوچھا کیا ہشام کا انتقال ہو گیا؟ دونوں نے کہا ہاں اور بولے، ہمارے پاس سالم بن عبدالرحمٰن، ناظر پروانہ جات کا خط بھی موجود ہے۔ ولید نے اُس کو بغور پڑھا اور پھر مولی ابو محمد سفیانی سے اپنے کاتب عیاض کے متعلق دریافت کیا اُس نے کہا کہ وہ ہشام کی وفات تک تو قید تھا لیکن اپنے خزانچی کو یہ تاکید کر دی تھی کہ تمھارے ہاتھ میں جو کچھ ہو اُس کو محفوظ کر لو درمیان مرض میں ہشام کو ایک مرتبہ افاقہ ہوا تو اُس نے کوئی چیز مانگی لوگوں نے دینے سے روک دیا اس پر ہشام نے کہا کہ انا للہ میں صرف ولید کا خازن تھا۔ اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا عیاض پھر قید خانہ سے نکلا اور خزانہ کے تمام دروازوں کو مقفل کر کے مہر لگا دی اور تمام چیزیں اپنے قبضے میں لے لیں حتیٰ کہ لوگوں نے غسل کا پانی گرم کرنے کے لیے خزانہ سے برتن مانگا تو برتن بھی نہ ملا بلکہ مستعار لیا گیا اسی طرح خزانہ سے کفن بھی نہیں ملا تو اُس کے مولیٰ غالب نے کفن دیا۔ ولید نے یہ شعر کہا: (ترجمہ)

[یہ بدبخت احول ہلاک ہو گیا اب بارش ہوئی اور اس کے بعد میں مالک بنا دیا گیا تو درختوں میں پتیاں آ گئی۔ خدا کا شکر کرو وہ ہر شکر کرنے والے کو زیادہ دیتا ہے۔]

بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار ولید کے نہیں ہیں بلکہ کسی دوسرے شاعر کے ہیں۔ جب ولید کو ہشام کی وفات کی خبر ملی تو اس نے عباس بن عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ تم رصافہ چلے آؤ اور ہشام کے اہل وعیال اس کے خدم وحشم اور اموال کو محفوظ کر لو بجز مسلمہ بن ہشام کے کیونکہ اس نے اپنے والد کو ولید کے ساتھ نرمی برتنے کا مشورہ دیا تھا چنانچہ عباس نے رصافہ آکر ولید کے حکم کی تعمیل کی اور اُس کو اس کی اطلاع دی۔ ولید نے کہا:

لیت هشاماً کان حیا فیریٰ　　　محلبه الاوفر قد انزعا

Marfat.com

لیت هشاما عاشا حتے یریٰ　　مکیا لـه الاوفر قد طبعا

کلنا لابالصاع الذی کاله　　وما ظلبنا بـه اصبعا

وما الفینا ذاك عن بدعة　　احلـه الفرقان لی اجمعا

[کاش ہشام زندہ ہوتا تو دیکھتا کہ اس کا کثیر خزانہ چھین لیا گیا۔ کاش ہشام زندہ ہوتا تو دیکھتا کہ اس کا بیش بہا خزانہ مقفل کر دیا گیا۔ جتنا اُس نے ہمارے ساتھ کیا اُتنا ہی ہم نے اس کے ساتھ کیا۔ ہم نے ایک انگل برابر بھی اس کے ساتھ زیادتی نہیں کی۔ ہم نے کوئی نئی بات نہیں کی ہے اگر اس نے نفاق کیا تو اتفاق کروں گا۔]

پھر ہشام کے اہل وعیال اور اُس کے اصحاب پر بہت کچھ سختی شروع کی۔ ایک مرتبہ ہشام کا خادم اس کی قبر کے پاس آیا اور کہا کہ اے امیر المومنین کاش آپ دیکھتے کہ ولید ہم پر کیا ستم توڑ رہا ہے۔ ایک شخص وہیں پر کھڑا تھا تو اس نے کہا کہ اگر تو یہ دیکھتا کہ ہشام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے تو تو اپنے کو بڑی نعمت میں پاتا اور خدا کا شکر ادا کرتا۔ اس وقت ہشام تم سے الگ مصیبت میں پھنسا ہے۔

ولید نے اُس کے بعد عاملوں کو مقرر کر کے اطراف و جوانب میں بھیجا اور حکم دیا کہ تمام لوگوں سے بیعت لے لی جائے چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں چاروں طرف سے لوگوں کی بیعت لینے کی خبریں آنے لگیں۔ مروان بن محمد نے بھی ولید کو اپنی بیعت کی اطلاع دی اور حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی ولید نے اہلِ شام کے معذورین لنگڑے لولوں اور اندھوں کے لیے وظائف مقرر کر دیئے اور ان میں سے ہر شخص کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا اور محتاج لوگوں کے لیے کھانے اور کپڑے کا انتظام کر دیا۔ لوگوں کے وظائف میں دس دس کا اضافہ کیا اہل شام کو خصوصیت کے ساتھ اس پر بھی دس دس اور زیادہ دیئے۔ وفود کے انعامات میں اضافہ کر دیا ولید سے جب کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو یہ اشعار پڑھتا: (ترجمہ)

[اگر میرے کاموں میں کوئی رخنہ نہ ڈالے تو میں تمھاری اس بات کا ضامن ہوں کہ تمھارے مصائب کا آسمان عنقریب توڑ دیا جائے گا۔ عنقریب اور اضافہ کر دیا جائے گا اور میری یہ بخششیں تم پر بطور احسان کے ہوں گی۔ تمھارے دیوان اور عطیے جمع کیے جائیں گے اُن کو کاتب مہینوں لکھتے اور شائع کرتے رہیں تو بھی ختم نہ ہوں۔]

Marfat.com

حلم الوادی المغنی کا بیان ہے کہ جس وقت ولید کو ہشام کی وفات کی خبر ملی اور خلافت کی خوش خبری عصا اور انگشتری (مہر) خلافت کے ساتھ آئی تو ہم لوگ تھوڑی دیر تک خاموش رہے اور پھر ہم نے اس کو خلافت کی نظر سے دیکھا اس کے بعد اس نے کہا کہ یہ گاؤ:

طاب یومی ولد شرب ا لسُّلافه   واتـانـانـعـی من بـالـرصـافة

واتـانـا البـر یـدینعی هشـامـا   واتـانـا بـخـاتـم لـلـخـلافـة

فـاصطبحنامن خمر عانة صرفا   ولـهـونـا بـقیة عـرافة

[میرا وقت خوشگوار ہوگیا، شراب نوشی میں لذت آ گئی اور ہمارے پاس اس شخص کی موت کی خبر آئی جو رصافہ میں تھا۔ ہمارے پاس انتقال ہشام کی ڈاک آئی اور خاتم ساتھ لائی۔ تو ہم نے مقام "عانہ" کی خالص شراب کی صبوحی کی اور گانے والی سے کھیلتے رہے۔]

ولید نے اس کے بعد پھر قسم کھائی کہ جب تک یہ شعر بار بار نہ گایا جائے گا اور جام شراب کا دور نہ ہوگا اس وقت تک میں یہاں سے نہ جاؤں گا ہم نے ایسا ہی کیا اور رات بھر گاتے بجاتے رہے۔

ولید نے اسی سال اپنے دونوں لڑکے حکم اور عثمان کے لیے بیعت لے لی جس میں پہلا ولی عہد حکم کو بنایا اور دوسرا عثمان کو۔ اس حکم کی اطلاع تمام ممالک عراق اور خراسان میں بھیج دی۔

ولید کی جانب سے نصر بن سیار حاکم خراسان

اس سال ولید نے نصر بن سیار کو اپنی طرف سے تمام صوبۂ خراسان کا حاکم بنایا لیکن اسی اثناء میں یوسف بن عمر، ولید کے پاس آیا اور اس سے نصر بن سیار اور اس کے عمال کو خرید لیا (کتاب میں اشتریٰ کا لفظ ہے غالباً تصحیف ہوگئی ہے قیاس اشتکی کا لفظ چاہتا ہے) اس لیے ولید نے یوسف کو خراسان کی حکومت واپس دے دی۔ یوسف نے نصر کو لکھا کہ تم مع اپنے اہل وعیال اور تحفہ تحائف کے چلے آؤ اور جو کچھ مل سکے لیتے آؤ۔ ولید نے نصر کو لکھا کہ تم میرے لیے بربط اور طنبور، سونے چاندی کے ظروف، خراسان کے جھانج اور چنگ اور نوع بنوع کے کھلونے اور کئی قسم کے شکاری باز، عمدہ قسم کے گھوڑے، خراسان کے چند سرداروں کو بھی ہمراہ لیتے آؤ۔

اس سے قبل منجموں نے نصر کو ایک فتنہ کے اٹھنے سے باخبر کیا تھا۔ یوسف نے نصر کو آنے پر

Marfat.com

مجبور کیا بلکہ اس نے ایک قاصد بھی بھیجا کہ تم وہاں سے نصر کو جلد روانہ کر دو یا لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ نصر امارت سے معزول کر دیا گیا ہے لیکن نصر نے قاصد کو رام کر لیا اور انعام دیا ابھی تھوڑا عرصہ بھی نہ گزرا ہوگا کہ اس فتنے کے برپا ہونے کی خبر ملی جس کی اطلاع نجومیوں نے دی تھی۔ اس لیے وہ فوراً اپنے قصر ماجان میں چلا گیا اور عصمہ بن عبداللہ الاسدی کو خراسان پر، موسیٰ بن ورقاء کو شاش پر، حسان کو سمرقند پر اور مقاتل بن علی السغدی کو آمل پر اپنا جانشین بنایا اور اُن کو یہ حکم دیا کہ جب تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں مرو سے گذر گیا تو تم ترکی فوجوں کو لے کر ماوراء النہر کو عبور کر جانا تا کہ میں تمھارے ساتھ واپس ہو سکوں۔

اس کے بعد وہ عراق کی طرف روانہ ہوا۔ تھوڑی ہی دور پر موالیٔ بنی لیث ملا جس نے ولید کے قتل ہونے کی اطلاع دی۔ نصر واپس آیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں کو جمع کیا گیا چنانچہ جب لوگ جمع ہوئے تو ولید کے قاصدوں کو بھی بلوایا۔ نصر نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم کو میرے سفر کی غرض اور تحفہ و تحائف کے ساتھ لے جانے کا منشاء بخوبی معلوم ہے میں ابھی بیہق تک بھی نہ پہنچا تھا کہ رات مجھ کو فلاں شخص ملا جس نے ولید کے قتل کی خبر دی اور کہا کہ شام میں فتنہ برپا ہو گیا اور منصور بن جمہور عراق میں پہنچ گیا اور یوسف بن عمر بھاگ گیا ہے۔ اس کے علاوہ تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہم جس شہر میں رہتے ہیں اس میں دشمنوں کی کتنی کثرت ہے۔ سلیم بن اُحوز نے کہا کہ اے امیر، یہ قریش کے مکر و فریب ہیں، وہ آپ کی وفاداری میں عیب لگانا چاہتے ہیں اس لیے آپ جائیے اور ہمارا اس وقت امتحان نہ لیجیے۔ نصر نے کہا کہ سالم تو فن حرب کا ماہر ہے اور بنو امیہ کا فرماں بردار ہے اس لیے ایسے معاملوں میں تمھاری رائے بنی امیہ کی رائے ہوگی پھر وہ اور تمام لوگ واپس ہوئے۔

یحییٰ بن زید بن علی بن الحسینؒ کے قتل کا واقعہ

اس سال یحییٰ بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابو طالب خراسان میں قتل کیے گئے۔ ان کے قتل کی صورت یہ ہوئی کہ وہ اپنے والد کے قتل کے بعد خراسان آئے جس کا مفصل تذکرہ ہو چکا ہے۔ جب یہ بلخ آئے تو حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس مقیم ہوئے اور ہشام کی وفات تک وہیں رہے۔ جب ولید بن یزید خلیفہ بنایا گیا تو یوسف نے نصر کو حریش کی نظر میں یحییٰ کی قدر و منزلت اور ان میں

Marfat.com

رابطے کی خبر دی اور لکھا کہ جلد از جلد یحییٰ کو گرفتار کرلو، نصر نے پہلے حریش کو بلا بھیجا اور اُس کو حکم دیا کہ یحییٰ کو حاضر کرو۔ حریش نے کہا کہ مجھ کو خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اس پر نصر نے اس کو چھ سو کوڑے لگوائے۔ جب کوڑے مارے گئے تو حریش نے کہا، واللہ اگر وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے بھی ہوتو میں اُن کو ہرگز نہ اٹھاؤں گا۔ حریش کے لڑکے قریش نے یہ حالت دیکھی تو اس نے کہا، میرے باپ کو قتل نہ کرو میں ابھی یحییٰ کا پتہ دیتا ہوں۔ لڑکے کی اطلاع پر نصر نے یحییٰ کو گرفتار کرلیا اور پھر اس سے ولید کو مطلع کیا۔ ولید نے حکم دیا کہ یحییٰ اور ان کے اصحاب کو رہا کردو۔ نصر نے رہا کردیا اور اُن کو ولید سے ملنے کا حکم دیا ساتھ ہی دو ہزار درہم اس کو ہدیہ دیا۔ یحییٰ وہاں سے روانہ ہوئے اور سرخس میں آئے۔ نصر نے وہاں کے حاکم عبداللہ بن قیس بن عباد کو حکم دیا کہ یحییٰ کو وہاں سے روانہ کردو۔ اُس نے اُن کو روانہ کیا اور وہ بیہق کی طرف چلے آئے مگر پھر خطرہ ہوا کہ یوسف دھوکا نہ دے اس لیے الٹے پاؤں نیشا پور چلے گئے۔ اس وقت وہاں کا حاکم عمر بن زرارہ تھا۔ یحییٰ کے ساتھ ۷۰ آدمی تھے اُنھوں نے تاجروں کو دیکھا تو اُن سے سواری کے جانور چھین لیے اور کہا کہ ان کے دام ہم پر ہیں۔ اس کی خبر جب عمر بن زرارہ کو ملی تو اس نے نصر کو اطلاع دی نصر نے لڑائی کرنے کا حکم دیا چنانچہ عمر بن زرارہ دس ہزار کی جمعیت لے کر یحییٰ کے ۷۰ آدمیوں کے مقابلہ میں آنکلا۔ جس میں یحییٰ کو فتح ہوئی اور عمر بن زرارہ اپنے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ قتل ہوگیا اور بہت کچھ اسباب غنیمت فاتحین کے ہاتھ آیا۔ یحییٰ وہاں سے ہرات پہنچے یہاں کسی نے جنگ نہیں کی اس لیے وہاں سے بھی امن وعافیت کے ساتھ گذر گئے۔

ادھر نصر نے سالم بن احوز کو اُن کی جستجو میں روانہ کیا ان دونوں کی جوز جان میں مڈبھیڑ ہوگئی چنانچہ بہت سخت خونریز جنگ ہوئی اتفاقاً ایک تیر یحییٰ کی پیشانی میں آکر لگا یہ تیر بنی غزہ کے عیسیٰ نامی ایک شخص نے مارا تھا جس سے وہ جاں بر نہ ہوسکے۔ اس میں اِن کے اصحاب بھی مارے گئے لوگوں نے یحییٰ کا سر کاٹ لیا اور قمیص اتار لیا۔

جب ولید کو اُس کی خبر معلوم ہوئی تو یوسف کو حکم دیا کہ زید کی لاش کو اتار کر جلا دو اور پھر اس کو دریا میں بہادو چنانچہ یوسف نے جلا کر خاک سیاہ کردیا اور اُس کو کشتی میں ڈال کر فرات میں بکھیر دیا۔

یحییٰ کی لاش جوز جان میں لٹکائی گئی اور اس وقت تک لٹکی رہی جب تک کہ ابومسلم کا دور دورہ نہ ہوا۔ ابومسلم نے اُس کو اُتارا اور جنازہ کی نماز پڑھ کر تجہیز و تکفین کرائی۔ اس کے بعد ابومسلم نے

Marfat.com

بنوامیہ کی فہرست منگائی اور یہ معلوم کیا کہ یحییٰ کے قتل کے وقت کون کون لوگ شامل تھے جولوگ اُن میں زندہ رہ گئے تھے ان کو قتل کرواڈالا اور جو مر گئے تھے ان کے اعزاء اور اقرباء کے ساتھ بری طرح پیش آیا۔ یحییٰ کی والدہ کا نام ربطہ بنت ابی ہاشم بن محمد بن الحنیفہ تھا۔

حنظلہ کا افریقہ پر اور ابوالخطار کا اندلس پر حاکم ہونا

اس سال رجب کے مہینے میں ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی اندلس پر امیر ہو کر آیا۔ جب والیان اندلس بنوقیس سے اندلس میں امارت کی بیعت لے رہے تھے تو ابوالخطار نے کچھ اشعار پڑھے جس میں یوم مرج راہط اور مروان بن حکم کے ساتھ بنوکلب کے کارنامے اور ضحاک بن قیس الفہری کے ساتھ بنوقیس کا مروان سے مقابلہ کرنے کا تذکرہ تھا۔ ان میں سے بعض اشعار یہ ہیں:

افادت بنو مروان قیساً دماء نا　　　وفی الله ان لم یعد لوا حکم عدل

کانکم لم تشهد وا مرج راهط　　　ولم تعلموا من کان ثم له الفضل

وقینا کم حر القنا بنحورنا　　　ولیس لکم خیل تعدو لا رجل

[جو مروان نے قیس سے ہمارے خون کا بدلہ لیا اللہ نے بچایا اگر وہ انصاف نہ کرتے تو ہلاک ہو جاتے۔ گویا تم مرج راہط میں نہیں تھے اور نہیں جانتے کہ وہاں کس نے فضیلت حاصل کی تھی۔ ہم نے تم کو نیزوں کی نوک کی حرارت سے سینہ سپر ہو کر بچایا اس وقت نہ تمہارے پاس سوار تھے اور نہ پیادہ تھے۔]

جب یہ اشعار ہشام بن عبدالملک کے کان تک پہنچے تو اس نے ابوالخطار کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بنوکلب کا شخص ہے۔ ہشام نے ۱۲۴ھ میں حنظلہ بن صفوان کلبی کو افریقہ کا حاکم بنایا تھا اس نے اُس کو لکھا کہ ابوالخطار کو اندلس کا والی مقرر کر دو۔ چنانچہ حنظلہ نے اُس کو اندلس کا والی بنایا اور اس کو وہاں سے روانہ ہو جانے کا حکم دیا۔ ابوالخطار جس وقت جمعہ کے دن قرطبہ پہنچا تو دیکھا کہ وہاں کے امیر ثعلبہ بن سلامہ کے سامنے ان بربریوں میں سے، جن کا تذکرہ گذر چکا ہے، ایک ہزار قیدی حاضر ہیں تا کہ وہ اُن کو قتل کر ڈالے لیکن ابوالخطار کے پہنچتے ہی ثعلبہ نے اس کے حوالہ کر دیا۔ ابوالخطار نے سب کو رہا کر دیا۔ گویا اُس کی ولایت نے ان کے لیے حیات بخش دی۔ جب یہ وہاں پہنچا تو شامیوں کا

Marfat.com

ارادہ ہوا کہ ثعلبہ بن سلامہ کے ساتھ شام چلے جائیں لیکن ابوالخطار نے اُن کو اپنے حسن اخلاق سے اس طرف مائل کر دیا کہ وہ یہیں رہیں یہاں تک کہ وہ اس ارادہ سے باز آ گئے۔ پھر ہر ایک قوم کو ایسے مکانوں میں اُتارا کہ وہ شام کے گھروں کی طرح بنائے گئے تھے اور لوگوں نے اس شہر کو شام کے بالکل مشابہ دیکھ لیا تو وہیں بود و باش اختیار کر لی اور شام کی یاد دل سے بُھلا دی۔

بعض روایت میں ہے کہ ابوالخطار نے اہل شام کو اِدھر اُدھر دوسرے شہروں میں بھیج دیا تھا کیونکہ قرطبہ میں ان کے لیے گنجائش نہ تھی ہم اس کے بعض واقعات کا تذکرہ ۱۳۹ھ کے واقعات میں کریں گے۔

متفرق واقعات

اس سال ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد ثقفی کو مدینہ، مکہ اور طائف کا والی بنا کر بھیجا۔ ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کے دونوں لڑکے محمد اور ابراہیم کو دو پھٹی ہوئی عباؤں اور بیڑیوں میں باندھ کر اس کے پاس بھیج دیا۔ ولید نے اُن کو دُرّے مارنے کا حکم دیا۔ محمد نے کہا کہ اے ولید میں تجھ کو قرابت کا واسطہ دلاتا ہوں۔ ولید نے کہا کہ کیسی قرابت؟ محمد نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درہ مارنے سے منع فرمایا ہے اور صرف حد میں اس کی اجازت دی ہے۔ ولید نے کہا کہ میں تجھ کو قصاص ہی مین مارتا ہوں۔ تو وہی شخص ہے جس نے عثمانؓ کے لڑکے عرجی کو، جو میرا چچازاد بھائی تھا، سخت سزا دی۔ محمد نے عرجی کو قید کر دیا تھا اور پھر لوگوں کے سامنے دُرّے لگوائے اور قید خانے میں اس وقت تک رکھا کہ وہ موت کا لقمہ بن گیا۔ محمد نے عرجی کو سزا اس وجہ سے دی تھی کہ اس نے اس کی ہجو لکھی تھی۔ آخر کار ولید نے اُس کو اور اُس کے بھائی ابراہیم کو دُرّے لگوائے اور زنجیروں میں باندھ کر یوسف بن عمر، والی عراق کے پاس بھیج دینے کا حکم دیا۔ یوسف نے ان دونوں کی سخت سزائیں دیں حتیٰ کہ دونوں اسی سال اسی حالت میں انتقال کر گئے۔

اس سال ولید نے سعد بن ابراہیم کو مدینہ کی قضا سے برخاست کر دیا اور اس کی جگہ پر یحییٰ بن سعید الانصاری کا تقرر کیا۔

رومیوں نے اس سال زبطرہ نامی ایک قدیم قلعہ پر حملہ کیا۔ اس قلعہ کو حبیب بن مسلمہ فہری نے فتح کیا تھا۔ اب رومیوں نے اس کو تباہ کر دیا۔ اس وقت معمولی طریقہ پر اس کی مرمت کر دی گئی

Marfat.com

لیکن مروان بن محمد ''الحمار'' کے زمانہ میں رومیوں نے پھر اس کو مسمار کر دیا۔ رشید نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی اور اس کی حفاظت کے لیے پہرہ داروں کو مقرر کیا پھر رومیوں نے مامون کے عہد حکومت میں اُس کو خراب کر دیا اس وجہ سے مامون نے اس کی تعمیر اور حفاظت کا سامان کیا۔ رومیوں نے معتصم کے زمانہ میں بھی اس کو تباہ و برباد کرنے کا ارادہ کیا تھا جس کا بیان ہم آئندہ کسی موقع پر کریں گے۔ اب تک مجھ کو بھی ان واقعات کی اصلیت کا پتہ نہیں چلا ہے اور ابھی تحقیق بھی نہیں ہوئی۔

اسی سال ولید نے اپنے بھائی عُمر بن یزید کو غزوہ کے لیے بھیجا اور بحری افواج پر اسود بن بلال المحاربی کو سردار مقرر کیا اور اس کو قبرص جانے کا حکم دیا تا کہ وہاں جا کر باشندوں کو یہ اختیار دے کہ خواہ وہ بلاد روم میں چلے جائیں یا شام روانہ ہو جائیں۔ ان میں سے ایک جماعت نے مسلمانوں کی ہمسائیگی پسند کی اور شام کا رخ کیا اور ایک گروہ نے روم جانا پسند کیا اس لیے وہ وہاں چلے گئے۔

اسی سال سلیمان بن کثیر، مالک بن ھیثم، لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب مکہ پہنچے اور بعض اہل سیر کی روایت کے مطابق وہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ملے اور ان سے ابو مسلم کے تمام واقعات جو کچھ انھوں نے دیکھا تھا بیان کیا۔ محمد بن علی نے پوچھا کہ وہ حر ہے یا غلام ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عیسیٰ کا خیال ہے کہ وہ غلام ہے لیکن وہ خود اپنے کو حُر کہتا ہے۔ محمد بن علی نے کہا کہ اچھا تو اس کو خرید کر آزاد کر دو۔ اس وقت لوگوں نے محمد بن علی کو دولاکھ درہم اور تیس ہزار درہم کے کپڑے دیئے پھر محمد بن علی نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ شاید تم لوگ آئندہ مجھ سے نہ مل سکو گے اگر میرے متعلق کوئی حادثہ پیش آ جائے تو میرا لڑکا ابراہیم تمھارا قائد ہے۔ مجھ کو اس پر اعتماد کلی ہے اس لیے تم لوگ اسی کو اپنا سردار منتخب کرو۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ بہتری اور بھلائی کے ساتھ پیش آنا۔ یہ لوگ ان کے پاس سے واپس آئے۔ بعض روایت میں ہے کہ اسی سال ماہ ذیقعدہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت ان کی عمر ۶۳ سال تھی۔ ان کے والد کی وفات ان کی وفات سے سات سال پیشتر ہوئی۔ اس سال یوسف بن محمد بن یوسف نے لوگوں کو حج کرایا اور نعمان بن یزید بن عبدالملک نے جنگ صائفہ کی۔

وفیات

ابو حازم الاعرج نے اسی سال وفات پائی۔ بعض ۱۴۰ھ اور بعض ۱۴۴ھ میں بتاتے ہیں۔

Marfat.com

ہشام بن عبدالملک کے آخری زمانہ میں سماک بن حرب کی وفات ہوئی۔ قاسم بن ابی بزہ نے (ابو بزہ کا نام یسار تھا) جومشہور قراء میں تھے اسی سال وفات پائی۔ اشعث بن ابی الشعثاء سلیم بن اسود المحاربی اور زید بن اُبی اُنیسہ الجزری مولیٰ بنی کلاب نے اسی سال انتقال کیا بعض کہتے ہیں کہ مؤخر الذکر یزید بن الخطاب کے مولیٰ تھے اور بعض غنی کے مولیٰ بتاتے ہیں۔ اس وقت ان کی عمر ۴۶ سال کی تھی۔ یہ بہت بڑے عابد اور فقیہ تھے ان کے بھائی یحییٰ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

ہشام ہی کے زمانہ میں محمد بن ہشام مخزومی کے قید خانہ میں جو مکہ، مدینہ کا حاکم تھا عرجی نے وفات پائی۔ اس کو قید کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ عرجی نے محمد بن ہشام کی ہجو لکھی تھی جب اس کو اُس کی خبر ہوئی تو اس نے تلاش کرایا آخرش جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ وہ اپنے مولیٰ کے پاس ہے۔ اس لیے مولیٰ کو گرفتار کر کے سزا دلوائی اور پھر قتل کر ڈالا اور قتل کے بعد اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کی بیوی سے زنا کریں۔ لوگوں نے اس کی تعمیل کی۔ اس کے بعد محمد عرجی کو گرفتار کر لیا اور سزا دے کر تشہیر کرائی پھر قید خانہ میں ڈال دیا اور نو سال تک قید میں رکھا اور وہیں انتقال کر گیا۔ مختلف علاقوں کے عمّال وہی تھے۔

حواشی وحوالہ جات:

ا۔ ''دیوان'' انتظامی اور مالی امور کے ریکارڈ پر مشتمل رجسٹروں کو کہتے تھے۔ خاص طور سے آمد وخرچ کا انتظام رجسٹروں میں درج کیا جاتا تھا اور یہ سلسلہ اُموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانے سے مرتب اور منظم انداز میں ہو رہا تھا۔

۲۔ یعنی بنو امیہ کا آخری خلیفہ مروان بن ثانی جسے ''الحمار'' کہتے تھے۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ اپنی خلافت کے تمام عرصے میں وہ شدید آلام ومصائب، خانہ جنگیوں اور مسائل کا شکار رہا اور اسی صبر وحوصلے کا مظاہرہ کرتا رہا جو گدھے کی صفت ہے۔

Marfat.com

باب۔۵۴

۱۲۶ھ کے واقعات

خالد بن عبداللہ قسری کا قتل

اس سال خالد بن عبداللہ قتل کیا گیا۔اس کے عراق اور خراسان سے معزول ہونے کا واقعہ بیان کیا جاچکا ہے۔ یہ عراق پر پندرہ سال تک برسر حکومت رہا۔جب ہشام نے اس کو معزول کر دیا اوراُس کی جگہ پر یوسف بن عمر کو حاکم بنا کر بھیجا تو یوسف نے واسط پہنچ کر خالد بن عبداللہ کو گرفتار کرلیا اوراس کو لے کر حیرہ گیا وہیں خالد کواس کے بھائی اسمٰعیل،اس کے بیٹے یزید بن خالد اوراس کے بھتیجے منذر بن اسد کے ساتھ اٹھارہ مہینہ تک قید خانے میں رکھا پھر یوسف نے ہشام سے خالد کوسزا دینے کی اجازت چاہی۔ہشام نے اس کی اجازت دے دی لیکن ساتھ ہی اس بات پر قسم کھائی کہ اگر خالد ہلاک ہوگیا تو میں یوسف کو قتل کر ڈالوں گا۔یوسف نے اُس کو سزا دے کر پھر قید خانہ میں ڈال دیا۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ بہت سخت سزا دی۔

ہشام نے ۱۲۱ھ کے ماہ شوال میں یوسف کو حکم دیا کہ خالد کو رہا کردو۔یوسف نے اُس کو رہا کردیا وہ رہا ہونے کے بعد رصافہ کے قریب ایک گاؤں میں مقیم ہوا اور وہیں صفر ۱۲۲ھ تک رہا لیکن جس زمانہ میں زید بن علی نے علمِ بغاوت بلند کیا اوراس میں وہ مقتول ہوئے۔تو یوسف بن عمر نے ہشام کو لکھا کہ بنو ہاشم اس سے پہلے بھوک کی وجہ سے مر رہے تھے۔سب اپنے اہل وعیال کو معاش مہیا کرنے کے سوا اور کسی کام کے نہ تھے،لیکن جب خالد عراق کا حاکم ہوا تو اس نے ان کو اس قدر مال دیا کہ وہ مسند خلافت کا خواب دیکھنے لگے۔زید کی بغاوت،خالد کے مشورہ کے بغیر نہیں ہوئی۔ہشام نے

Marfat.com

جب یہ خط پڑھا تو کہا کہ یوسف جھوٹا ہے۔اس کے قاصد کو سخت سزا دلائی اور کہا کہ میں نے خالد کی اطاعت میں ایک ذرّہ برابر بھی نقص نہیں پایا۔

جب خالد کو یہ واقعات معلوم ہوئے تو وہ رصافہ سے روانہ ہوا اور دمشق پہنچا پھر جنگ صایفہ میں چلا گیا اس زمانہ میں دمشق کا حاکم کلثوم بن عیاض القشیری تھا جو خالد سے بہت بغض رکھتا تھا۔ان دنوں ابن العمرس نامی ایک عراقی ہر شب میں دمشق کے مکانوں میں آگ لگاتا پھرتا تھا اور جب آگ لگ جاتی تھی تو چوری کرنے میں مصروف ہو جاتا تھا۔خالد کے بال بچے اور اُن کے بھائی دریا کے کنارے پر رومیوں لڑنے کے لیے مقیم تھے۔کلثوم نے اس پر ہشام کو خبر دی کہ خالد کے موالی کا ارادہ بیت المال کے لوٹنے کا ہے۔اس خیال سے وہ ہر شب کو شہر میں آگ لگاتے پھرتے ہیں اس کے جواب میں ہشام نے لکھا کہ خالد کے تمام چھوٹے بڑے لڑکوں اور اس کے موالی کو قید کر لو۔چنانچہ کلثوم نے حکم دیا تو خالد کی تمام اولاد اور اس کے بھائی ساحل سے زنجیروں میں جکڑے ہوئے گرفتار کر کے حاضر کیے گئے اور خالد کی لڑکیوں اور عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا گیا۔اس کے بعد جب علی بن العمرس اور اس کے ساتھیوں کا پتہ چل گیا تو خراج کے امیر ولید بن عبدالرحمٰن نے ہشام کو علی بن العمرس اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کی اطلاع دی،جس میں تفصیلی طور پر ان کے نام اور ان کے قبائل کا ذکر تھا مگر اس میں خالد کے کسی عزیز یا غلام کا ذکر نہ تھا۔اس پر ہشام کلثوم پر بہت خفا ہوا اور اسی خفگی کی حالت میں اس نے حکم دیا کہ خالد کی اولاد کو رہا کر دو۔مجبوراً لڑکوں کو تو رہا کر دیا لیکن غلاموں کو اس وجہ سے آزاد نہیں کیا کہ خالد غزوہ صایفہ سے آ کر ان کے لیے شاید سفارش کرے گا۔

جب خالد دمشق واپس آیا تو اپنے مکان میں اترا اور لوگوں کو ملنے کی اجازت دی۔لوگ جب آئے تو لڑکیاں پردہ کرنے لگیں۔خالد نے کہا کہ پردہ کی کیا ضرورت ہے تم کو تو ہر روز ہشام جیل خانہ بھیجتا رہا ہے۔آخر کار جب لوگ اندر آئے تو خالد کے بیٹے،عورتوں کے پردہ کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔خالد نے آنے والوں سے کہا کہ میں تو غزوہ میں شرکت کے لیے گیا تھا اور اطاعت اور فرماں برداری کے ساتھ گیا تھا لیکن میرے پیچھے بدعہدی کی گئی اور میرے حرم اور اہل بیت کو گرفتار کر لیا گیا۔یہی نہیں بلکہ ان کو اہل جرائم کے ساتھ رکھا گیا اور اس قسم کا برتاؤ کیا جو مشرکین اور کافرین کے ساتھ کیا جاتا ہے لیکن تم میں سے کسی کی یہ ہمت نہ پڑی کہ ان کی حمایت میں کہے کہ ایسے مطیع اور فرماں

Marfat.com

بردار شخص کے گھر والوں کو کیوں قید کیا جاتا ہے؟ تم ڈرے کہ تم قتل کر دیئے جاؤ گے ارے میں تم سے کہتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو۔ ہشام کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میرے پیچھے پڑ گیا۔ اس کو میری ایذا رسانی سے رک جانا چاہیے۔ میں بلاشبہ عراق کے محبوب، شام کے مکین اور حجازی الاصل محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو دعوت دوں گا۔ میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم ہشام کو یہ خبر پہنچا دو۔ جب یہ ہشام کو معلوم ہوا تو کہا کہ ابوالھیثم پاگل ہو گیا ہے۔

ادھر یوسف بن عمر کے خطوں کا سلسلہ جاری تھا کہ یزید بن خالد بن عبداللہ کو میرے پاس بھیج دیجیے۔ ہشام نے کلثوم کو لکھا کہ یزید بن خالد بن عبداللہ کو یوسف بن عمر کے پاس بھیج دو لیکن جب کلثوم نے اُس کو قید کر لیا اور اس کی خبر جب ہشام کو ملی تو بہت خفا ہوا اور فوراً رہا کرنے کا حکم دیا۔ اس لیے کلثوم نے اسے چھوڑ دیا۔

جب ہشام کسی کو کچھ لکھنا چاہتا تھا تو ابرش کلبی کو لکھنے کا حکم دیتا تھا، وہی خالد کو بھی ہشام کی طرف سے خط لکھتا تھا۔ ایک مرتبہ ابرش نے خالد کو یہ لکھا کہ امیرالمومنین کو یہ معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص نے تجھ سے یہ کہا ہے کہ میں تجھ کو دس خصلتوں کی بنا پر پسند کرتا ہوں، اللہ کریم ہے اور تو بھی کریم ہے۔ اللہ جواد ہے اور تو بھی سخی ہے اللہ رحیم ہے اور تو بھی رحیم ہے اسی طریقہ سے اس نے دس صفتوں کا شمار کیا۔ ان باتوں پر امیرالمومنین نے قسم کھائی ہے اگر ان باتوں کی تصدیق ہوگئی تو میں ضرور قتل کر ڈالوں گا۔

خالد نے جواب میں لکھا کہ ''اس قسم کی مجلسوں میں اکثر وہ حضرات رہتے تھے جو باغیوں اور فاسقوں کی طرح باتوں کو بدل دیا کرتے ہیں۔ مجھ سے اس شخص نے صرف یہ کہا تھا خالد میں تجھ کو دس خصلتوں کی وجہ سے محبوب رکھتا ہوں۔ اللہ کریم ہے اور کریم کو محبوب رکھتا ہے اس لیے میں بھی تجھ کو محبوب رکھتا ہوں۔ الغرض اسی طریقہ سے اس نے دس باتیں شمار کرائیں لیکن اس سے بڑی بات تو ابن شقی الحمیری کا یہ کہنا ہے ''اے امیرالمومنین تیرا خلیفہ تیرے گھر میں زیادہ معزز ہے یا تمہارا قاصد جس کو تم نے کسی ضرورت سے بھیجا ہے'' اور امیرالمومنین کا یہ جواب دینا کہ ''نہیں میرے اہل میں خلیفہ زیادہ معزز ہے۔'' ابن شقی کا پھر کہنا کہ ''تو آپ اللہ کے خلیفہ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں'' اور قبیلہ بجیلہ کے ایک شخص کی (یعنی میری) گمراہی وضلالت عامۂ مسلمانوں کے لیے خلیفہ کی ضلالت اور گمراہی سے کم نقصان رساں ہے۔'' ہشام نے جب خالد کا یہ خط پڑھا تو کہا ابوالھیثم دیوانہ ہو گیا ہے۔

Marfat.com

خالد دمشق میں ہشام کے انتقال تک مقیم رہا۔ جب ولید تخت نشین ہوا تو اُس نے خالد کو لکھا کہ تمہارے اس پانچ کروڑ درہم کا کیا حال ہے جس کو تم خوب جانتے ہو تم امیر المومنین کے پاس جلد حاضر ہو۔ خالد، ولید کے پاس گیا، جب وہ باب سرادق میں پہنچا تو ولید نے یہ پوچھوایا کہ تمہارا لڑکا یزید کہاں ہے۔ خالد نے کہا کہ وہ ہشام کے خوف سے چلا آیا تھا اور اب ہم اس کو امیر المومنین کے پاس دیکھتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ان کو خلافت عطا کی۔ پھر جب ہم نے اس کو ان کے پاس نہیں پایا تو خیال کیا کہ شاید وہ اپنی قوم کا کوئی سردار ہوگا۔ قاصد ولید کے پاس سے واپس آیا اور خالد سے کہا کہ تو نے اپنے بیٹے یزید کو فتنہ وفساد برپا کرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ خالد نے جواب دیا کہ امیر المومنین کو بخوبی معلوم ہے کہ ہم بہت ہی فرماں بردار اور اطاعت گزار خاندان کے لوگ ہیں مگر قاصد نے پھر آ کر کہا کہ امیر المومنین کا حکم ہے کہ اپنے لڑکے کو جلد حاضر کر دو ورنہ میں تم کو ہلاک کر دوں گا۔ اس پر خالد نے زور سے کہا کہ کہہ دو، ہاں میرا ارادہ ہے اگر وہ میرے ان قدموں کے نیچے بھی ہو تو میں کبھی اپنے قدم نہ اٹھاؤں گا کہ وہ ظاہر ہو جائے۔ ولید نے یہ سن کر مارنے کا حکم دیا۔ جب اس پر مار پڑنے لگی تو وہ خاموشی سے برداشت کرتا رہا۔ اس سزا کے بعد قید کر دیا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد یوسف بن عمر عراق سے بہت سامال لے کر ولید کے پاس آیا اور ایک کروڑ درہم میں ولید سے خالد کو خرید لیا۔ ولید نے خالد کو اطلاع دی کہ یوسف تجھ کو ایک کروڑ میں خریدتا ہے اس لیے یا تو ہم کو مقدار کی ضمانت دو ورنہ تجھ کو یوسف کے حوالے کر دوں گا۔ خالد نے جواب دیا کہ میں نے عرب کو کبھی فروخت ہوتے نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم اگر مجھ سے ایک لکڑی کی ضمانت مانگے تو میں اُس کی بھی ضمانت نہ دوں گا۔ آخر کار ولید نے خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا۔ یوسف نے خالد کے کپڑے اتروا لیے اور گدڑی پہنا دی اور اُس کو ایک کجاوہ میں جس میں کوئی بچھونا تک نہ تھا سوار کیا اور اس کے ساتھ بہت برا سلوک کرنے لگا۔ مختلف طریقوں سے اذیتیں دیں لیکن خالد کی زبان سے اُف تک نہیں نکلا۔

یوسف اُس کو وہاں سے کوفہ لے گیا اور وہاں پہنچ کر ظالمانہ اور جابرانہ رویہ اختیار کیا۔ پھر اُس کے سینے پر بڑے بڑے پتھر رکھ کر اسی رات میں یوسف نے اُس کو قتل کر ڈالا اور اسی گدڑی میں اُس کو لپیٹ کر حیرہ کی خاک کے سپرد کر دیا۔ یہ واقعہ محرم ۱۲۶ھ ہے۔

بعض روایت میں ہے کہ یوسف نے قتل کا حکم دیا تھا تو لوگوں نے اس کے پاؤں پر لکڑی

Marfat.com

Marfat.com

قتل کیا گیا اس کے قتل کی وجہ اس کی مذہب کے ساتھ بے باکی اور مجنونانہ عادات تھی جس کا بیان پہلے گذر چکا ہے جب سے خلیفہ ہوا تو وہ اپنے افعال قبیحہ مثلاً لہو ولعب، شراب نوشی، سیر و شکار، فساق اور فجار کی صحبت میں تجاوز کرتا گیا حتیٰ کہ عام طور پر اس کی شہرت ہوگئی۔ لوگوں کی نظروں سے اس کی وقعت جاتی رہی۔ تمام رعایا اور بالخصوص فوجیوں پر اس کی یہ حرکات اور سکنات شاق گزرنے لگے اس کے علاوہ سب سے بڑی زیادتی اس نے یہ کی کہ وہ اپنے دونوں چچا ہشام اور ولید کی اولاد کے ساتھ بہت بُرا برتاؤ کرنے لگا۔ سلیمان بن ہشام کو سو کوڑے مارے، ڈاڑھی مونچھ منڈوا کر شہر بدر کر کے عمان میں قید کر دیا۔ وہ ولید کے مقتول ہونے تک وہیں رہا۔ ولید نے ولید بن عبدالملک کے خاندان کی لونڈی پر قبضہ کر لیا۔ جب عثمان بن ولید نے واپس کرنے کی درخواست کی تو اس کے جواب میں کہا کہ میں اس کو واپس نہ کروں گا۔ عثمان نے کہا کہ اس سے فوج میں اور زیادہ بددلی اور شورش برپا ہو جائے گی۔ ولید نے افقم یزید بن ہشام کو بھی قید کر لیا اور روح بن ولید اور اُس کی عورت میں جدائی کرادی۔ ولید کے بہت سے لوگوں کو اس نے قید کر لیا۔ بنو ہشام اور بنو ولید نے اس کو کافر کہنا شروع کیا اور اس کو اُس کے باپ کے امہات الاولاد سے مہتم کرنا شروع کیا۔

لوگوں کا بیان ہے کہ ولید نے بنو امیہ کے سو معزز آدمیوں کو گرفتار کیا تھا۔ ان میں سے سب سے بڑا شخص یزید بن ولید بن عبدالملک تھا۔ لوگوں کا رجحان اس کی طرف بہت تھا کیونکہ وہ عابد اور زاہد تھا۔ لوگوں سے خوش خلقی سے ملتا تھا۔ جب ولید نے اپنے لڑکے حکم اور عثمان کے لیے بیعت لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو سعید بن بیہس بن صہیب نے اس کو منع کیا اور کہا کہ یہ دونوں کم عمر ہیں ابھی بیعت نہ لیجیے۔ ولید نے اس کی سزا میں اُس کو بھی قید کر دیا یہاں تک کہ وہ جیل خانہ ہی میں مر گیا۔

اسی طرح جب ولید نے خالد بن عبداللہ کو اپنے ولی عہدوں کی بیعت کرنے پر مجبور کیا تو اس نے انکار کر دیا یہ سن کر ولید بہت خفا ہوا۔ لوگوں نے خالد سے کہا کہ امیرالمومنین کی مخالفت نہ کرو تو اُس نے کہا کہ میں ایسے شخص پر کیونکر بیعت کروں جس کے پیچھے نماز تک درست نہیں ہوسکتی اور نہ اُس کی شہادت مقبول ہوسکتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ پھر ولید کی شہادت کیوں قبول کرتے ہو، حالانکہ وہ فاسق ہے۔ خالد نے کہا کہ امیرالمومنین ہماری نگاہوں کے سامنے نہیں ہیں اور یہ لوگوں کی خبریں ہیں۔ (یعنی ان کے فسق کے ہم شاہد نہیں ہیں) خالد کے اس انکار پر یمانی اور بنو قضاعہ ولید سے بغاوت

Marfat.com

کرنے کے لیے تیار ہوگئے یہ اور تمام یمانی شام کی فوجوں سے تعداد میں زیادہ تھے چنانچہ شبیب بن ابی مالک غسانی، منصور بن جمہور الکلبی اور منصور کا چچا زاد بھائی حبال بن عمرو، یعقوب بن عبدالرحمٰن، حُمید بن منصور لخمی، اصبغ بن ذوآلتہ، طفیل بن حارثہ اور سری زید یہ سب کے سب خالد بن عبداللہ کے پاس آئے اور اس کام میں شریک ہونے کی دعوت دی لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اسی عرصہ میں ولید نے حج کا ارادہ کیا۔ خالد کو خطرہ ہوا کہ لوگ راستے میں ولید کو قتل کر ڈالیں گے۔ اس لیے اس نے ولید کو حج میں شریک ہونے سے روک دیا۔ ولید نے پوچھا کیوں؟ اس نے اس کی اطلاع نہ دی اس وجہ سے ولید نے اُس کو بھی قید خانہ میں ڈال دیا اور حکم دیا کہ اس سے عراق کا مال وصول کیا جائے پھر ولید نے یوسف بن عمر کو عراق سے بلایا تو اس کو حکم دیا کہ تمام اموال کے ساتھ دربار میں حاضر ہو۔ ولید نے ارادہ کیا تھا کہ یوسف کو معزول کر کے عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو عراق کا حاکم بنادے۔ یوسف اس قدر بکثرت مال لے کر روانہ ہوا کہ اتنی مقدار میں کبھی عراق سے مالیہ نہیں آیا تھا اتفاقاً راستے میں یوسف اور حسان نبطی سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ ولید کا ارادہ ہے کہ عبدالملک بن محمد کو عراق کو والی بنائے اور تم کو معزول کر دے۔ حسان نے یہ بھی مشورہ دیا کہ کچھ مال اس کے وزراء کو رشوت دو اس لیے یوسف نے پانچ لاکھ درہم وزراء میں تقسیم کر دیا اور حسان نے بھی کہا کہ تم اپنے عراق کے حاکم کی جانب سے اپنے نام اس مضمون کا خط لکھو کہ میں تم کو لکھ چکا ہوں کہ میں صرف قصر کا مالک ہوں۔ اس خط کو تم اپنے پاس مہر کر کے رکھ لو اور خلیفہ کے پاس جا کر خالد کو خرید لو۔ چنانچہ یوسف اسی طریقہ پر دربار میں حاضر ہوا اور خالد قسری کو ایک کروڑ درہم میں خرید لیا۔ پھر ولید نے اس کو عراق واپس جانے کا حکم دیا۔ خالد یوسف کے سپرد کیا گیا اور وہ اس کو بری طرح پر لے کر عراق روانہ ہوا۔ یمنی قبائل کے شعرا نے ولید کی طرف سے بلکہ اس کی زبان حال سے یہ اشعار کہے جس میں یمنیوں کو مشتعل کیا ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار خود ولید کے ہیں جس میں یمنیوں کو خالد کی امداد نہ کرنے پر تہدید تھی۔ (یہ چودہ اشعار ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے)۔ ترجمہ:

[کیا تم مشتاق نہیں ہوئے کہ تم اپنے تعلق کو یاد کرو اور اس رشتہ داری کو یاد کرو جو بٹی ہوئی رسی کی طرح مضبوط ہے۔ ہاں تمھاری آنکھوں سے آنسو ایسے رواں تھے جیسے ابر سے پانی رواں ہوتا ہے۔ پس آل سعدیٰ کے تذکروں کو تم چھوڑ دو، ہم تعداد اور مال میں سب سے

Marfat.com

خالد دمشق میں ہشام کے انتقال تک مقیم رہا۔ جب ولید تخت نشین ہوا تو اُس نے خالد کو لکھا کہ تمہارے اس پانچ کروڑ درہم کا کیا حال ہے جس کو تم خوب جانتے ہو تم امیر المومنین کے پاس جلد حاضر ہو۔ خالد، ولید کے پاس گیا، جب وہ باب سرادق میں پہنچا تو ولید نے یہ پوچھوایا کہ تمہارا لڑکا یزید کہاں ہے۔ خالد نے کہا کہ وہ ہشام کے خوف سے چلا آیا تھا اور اب ہم اس کو امیر المومنین کے پاس دیکھتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ان کو خلافت عطا کی۔ پھر جب ہم نے اس کو ان کے پاس نہیں پایا تو خیال کیا کہ شاید وہ اپنی قوم کا کوئی سردار ہوگا۔ قاصد ولید کے پاس سے واپس آیا اور خالد سے کہا کہ تو نے اپنے بیٹے یزید کو فتنہ وفساد برپا کرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ خالد نے جواب دیا کہ امیر المومنین کو بخوبی معلوم ہے کہ ہم بہت ہی فرماں بردار اور اطاعت گزار خاندان کے لوگ ہیں مگر قاصد نے پھر آ کر کہا کہ امیر المومنین کا حکم ہے کہ اپنے لڑکے کو جلد حاضر کرو ورنہ میں تم کو ہلاک کر دوں گا۔ اس پر خالد نے زور سے کہا کہ کہہ دو، ہاں میرا ارادہ ہے اگر وہ میرے ان قدموں کے نیچے بھی ہو تو میں کبھی اپنے قدم نہ اٹھاؤں گا کہ وہ ظاہر ہو جائے۔ ولید نے یہ سن کر مارنے کا حکم دیا۔ جب اس پر مار پڑنے لگی تو وہ خاموشی سے برداشت کرتا رہا۔ اس سزا کے بعد قید کر دیا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد یوسف بن عمر عراق سے بہت سامال لے کر ولید کے پاس آیا اور ایک کروڑ درہم میں ولید سے خالد کو خرید لیا۔ ولید نے خالد کو اطلاع دی کہ یوسف تجھ کو ایک کروڑ میں خریدتا ہے اس لیے یا تو ہم کو مقدار کی ضمانت دو ورنہ تجھ کو یوسف کے حوالے کر دوں گا۔ خالد نے جواب دیا کہ میں نے عرب کو کبھی فروخت ہوتے نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم اگر مجھ سے ایک لکڑی کی ضمانت مانگے تو میں اُس کی بھی ضمانت نہ دوں گا۔ آخر کار ولید نے خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا۔ یوسف نے خالد کے کپڑے اتروا لیے اور گدڑی پہنا دی اور اُس کو ایک کجاوہ میں جس میں کوئی بچھونا تک نہ تھا سوار کیا اور اس کے ساتھ بہت برا سلوک کرنے لگا۔ مختلف طریقوں سے اذیتیں دیں لیکن خالد کی زبان سے اُف تک نہیں نکلا۔

یوسف اُس کو وہاں سے کوفہ لے گیا اور وہاں پہنچ کر ظالمانہ اور جابرانہ رویہ اختیار کیا۔ پھر اُس کے سینے پر بڑے بڑے پتھر رکھ کر اسی رات میں یوسف نے اُس کو قتل کر ڈالا اور اسی گدڑی میں اُس کو لپیٹ کر حیرہ کی خاک کے سپرد کر دیا۔ یہ واقعہ محرم ۱۲۶ھ ہے۔

بعض روایت میں ہے کہ یوسف نے قتل کا حکم دیا تھا تو لوگوں نے اس کے پاؤں پر لکڑی

Marfat.com

رکھی اور خود اس پر کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ اس کے پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ مگر اس کی زبان سے ایک لفظ نہ نکلا اور نہ اس کی پیشانی پر ذرہ برابر بھی شکن پڑی۔

خالد کی ماں روم کی باشندہ اور نصرانیہ تھی جس سے اس کے والد نے نصاریٰ کی عید کے دن شادی کی تھی۔ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک خالد تھا اور دوسرا اسد تھا لیکن وہ مسلمان نہ ہوئی۔ خالد نے اپنی ماں کے لیے گرجا بنوایا۔ اسی وجہ سے لوگوں نے خالد کی بہت مذمت کی ہے۔ بہت سے شعرا نے اُس کی مذمت میں یہ اشعار کہے ہیں۔ اُن میں سے فرزدق کے اشعار یہ ہیں: (ترجمہ)

[خدا نے اس سواری کی پیٹھ کیوں نہ توڑ ڈالی جو ہمارے پاس خالد کو دمشق سے لائی۔ وہ شخص لوگوں کی کس طرح امامت کر سکتا ہے جس کی ماں کا یہ دین ہو کہ اللہ ایک نہیں ہے۔ نصاریٰ نے اس کی ماں کے لیے کلیسا بنایا تھا اور وہ کفر کی وجہ سے مسجدوں کے میناروں کو منہدم کرتے تھے۔]

خالد نے کسی شاعر کے یہ اشعار سنے تو اس نے مسجد کے مناروں کے منہدم کرنے کا حکم دیا تھا۔

لیتنی فی المـوذنین حیاتی　　　انهم یبصرون من فی السطوح

فیشیـرون اوتشیـر الیهـم　　　بـالهوی کل ذات دلِّ ملیح

[کاش میری زندگی موذنوں میں ہوتی کیونکہ وہ لوگ بالانشینوں کو دیکھتے ہیں۔ اور یا تو خود اشارہ اور کنایہ کرتے ہیں یا اُن کی طرف نازک اندام نمکین عورتیں محبت سے اشارہ کرتی ہیں۔]

خالد نے جب یہ اشعار کسی سے سنے تو اس نے مناروں کے انہدام کا حکم دیا لیکن جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ لوگ اس کی اس حرکت پر مذمت کرتے ہیں کہ اس نے اپنی ماں کے لیے گرجا تعمیر کرایا تو وہ لوگوں سے معذرت مانگنے کے لیے کھڑا ہوا اور اُس نے کہا اگر ان کا دین تمہارے دین سے برا ہے تو خدا ان پر لعنت بھیجے گا۔ خالد کہا کرتا تھا کہ کسی شخص کا خلیفہ اس کے گھر میں اس کے قاصد سے جو کسی کام سے بھیجا گیا ہے۔ افضل ہے (نعوذ باللہ من ذالک) یعنی ہشام آنحضرت ﷺ سے افضل ہے (ہم ایسی باتوں سے خدا سے برأت چاہتے ہیں)

ولید بن یزید بن عبدالملک کا قتل

اس سال جمادی الآخر میں ولید بن یزید بن عبدالملک جس کو لوگ ''ناقص'' کہا کرتے تھے۔

Marfat.com

زیادہ ہیں۔اور ہم ہی تمام لوگوں کے جبراً مالک ہیں اور ہم ہی ان کو ذلت اور عذاب کا مزا چکھاتے ہیں۔ہم نے الاشعری کو بنوقیس کی شوکت سے پامال کر دیا اور کیسی پامالی جو کبھی مٹ نہیں سکتی۔اور یہ خالد ہمارے پاس قید ہے اگر وہ لوگ مرد تھے تو کیوں نہیں روکا۔جو ان کا سب سے بڑا اور قدیم سردار ہے،ہم نے اُس پر ذلت ورسوائی سایہ کی طرح ڈال دی۔اگر وہ عزت اور شرافت والے قبائل ہوتے تو اُن کے کارنامے ضائع نہ ہو جاتے۔ اور نہ اُس کو لٹا ہوا قیدی رہنے دیتے جو ہماری بھاری بھر کم زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ بنوکندہ اور سکون کا بھی نام ونشان باقی نہ رہا اور نہ اُن کی سپاہ اور فوج ٹھہر سکی۔اسی وجہ سے تمام مخلوق پر ذلت چھا گئی اور ہم نے پہاڑ اور نرم زمین سب کو روند ڈالا۔لیکن لڑائی کے صدموں نے ان کی کمر توڑ دی تم اُن کو پاؤ گے کہ جنگ وجدال نے ان کو متفرق کر دیا ہے۔پس شہر ہمارے ہمیشہ مطیع رہے۔ہم اِن پر ذلت اور خرابی نازل کرتے رہے۔پس لوگوں کے بادشاہ کا تاج میرے سر پر ہو گیا جس میں اب انقلاب نہیں ہوسکتا۔]

یہ اشعار لوگوں کو بہت تکلیف دہ ثابت ہوئے اور ولید کی طرف سے رنج وغصہ بڑھ گیا،حتیٰ کہ اس کے قتل کے درپے ہو گئے اور حمزہ بن بیض نے ولید کے متعلق یہ کہا:

وصلت سماء الضر بالضر بعد ما — زعمت سماء الضر عنا سُتقلعُ

فلیت هشاما کان حیا یسومنا — وکنا کما کنّا نرجی ونطمع

اس نے یہ بھی کہا:

یاولید الخنا ترکت الطریقا — واضحا وار تکبت فجا عمیقا

وتمادیت واعتدیت واسر — فکت واغریت وانبعثت فسوقا

انت سکران ماتفیق فماتر — تق فتقاوقد فتقت فتوقا

وابد اهات ثم هات وهاتی — ثم هاتی حتی تخر صعیقا

[تو نے پے درپے مصائب کے آسمان توڑے جبکہ تجھ کو اس کا یقین ہو گا کہ یہ مصائب ہم سے دور ہو جائیں گے۔اگر ہشام زندہ ہوتا تو ہم کو بلند مرتبہ پر پہنچاتا جیسی ہماری امید اور خواہش تھی۔اے بیہودہ ولید تو نے صاف اور سیدھا راستہ چھوڑ دیا اور تنگ اور عمیق راستہ

Marfat.com

اختیار کرلیا۔ تو نے سرکشی کی، ظلم کیا، اسراف کیا، لوگوں کو گمراہ کیا اور فسق وفجور کا بازار گرم کیا۔ تو تو نشہ میں اس قدر چور رہتا ہے کہ کبھی افاقہ نہیں ہوتا اور نہ تو لوگوں کی اصلاح کرتا ہے بلکہ نفاق پیدا کرتا ہے۔ ہمیشہ تم لاؤ۔ اور تم لاؤ۔ اور پھر یہ لاؤ۔ وہ لاؤ، حتیٰ کہ اسی طرح بیہوش ہوکر گر پڑتا ہے۔]

یمنی قبائل یزید بن ولید بن عبدالملک کے پاس آئے تا کہ اس سے بیعت کریں۔ اس نے عمرو بن یزید الحکمی سے مشورہ لیا تو اُس نے کہا، لوگ تجھ سے اس کام کے لیے بیعت نہ کریں گے۔ تم اس کے متعلق اپنے بھائی عباس سے مشورہ لو اگر وہ تم سے بیعت کرلیں تو پھر کوئی مخالفت نہ کرے گا۔ اگر انھوں نے انکار کیا تو مشکل ہے کیونکہ لوگ اُن کو عزیز رکھتے ہیں اور مطیع ہیں۔ اگر تم مشورہ لینا نہیں چاہتے تو جیسا جی میں آئے کرو لیکن یہ ضرور ظاہر کردو کہ میرے بھائی عباس نے مجھ سے بیعت کرلی ہے۔ اس زمانے میں شام میں وبا پھیلی ہوئی تھی اس وجہ سے لوگ میدانوں اور صحراؤں میں چلے گئے تھے۔ یزید بھی صحرا میں مقیم تھا لیکن عباس قسطل میں تھا۔ ان دونوں کے درمیان چند ہی میل کا فاصلہ تھا۔ یزید الٹے پاؤں واپس آیا اور جب مشورہ لیا تو عباس نے اس کو اس سے روکا۔ یزید الٹے پاؤں واپس ہوا اور لوگوں سے خفیہ طریقہ پر بیعت لینے لگا بلکہ اطراف میں اپنے دعاۃ بیعت لینے کے لیے بھیج دیئے۔ ایک مرتبہ یزید عباس کے پاس پھر گیا اور اس کو اس طرف مائل کیا کہ وہ اس پر بیعت کرے لیکن عباس نے اس کو بہت ڈانٹا اور کہا کہ اگر پھر تو نے ایسا کہا تو میں تجھ کو بندھوا کر امیرالمومنین کے پاس بھیج دوں گا۔ یزید وہاں سے واپس گیا اور عباس نے کہا کہ میرے خیال میں یہ بنو مروان کی بدترین اولاد ہے۔

جب یہ خبر مروان بن محمد کو آرمینیا میں ملی تو سعید بن عبدالملک بن مروان کو اس نے لکھا کہ لوگوں کو روکو اور اس سے باز رکھو، فتنہ وفساد سے منع کرو اور ان کو یہ بتادو کہ ایسا ہوا تو ہمارے ہاتھ سے عنان حکومت جاتی رہے گی۔ سعید کو یہ کام اہم معلوم ہوا۔ اس نے وہ حکم فوراً عباس بن ولید کے پاس بھیج دیا۔ عباس نے یزید کو بلا کر دوبارہ تہدید وتوبیخ کی۔ یزید نے اپنے ارادے کو پوشیدہ رکھا اور بظاہر عباس کی بات مان لی۔ عباس نے اپنے بھائی بشر بن ولید سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ بنو مروان کی ہلاکت کا سامان خدا نے پیدا کردیا ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھنے لگا:

انی اعیذکم باللہ من فتن　　　مثل الجبال تسامی ثم تندفع

Marfat.com

ان البریة قد ملت سیاستکم　　فاستمسکوا بعمود الدین وار تدعوا

لاتلحمنّ ذئاب الناس انفسکم　　ان الذئاب اذاما الحمت رتعوا

لاتبقرن باید یکم بطونکم　　فثم لاحسرة تغنی ولا جزع

[میں تم کو خدا کی پناہ دلاتا ہوں ان فتنوں سے جو پہاڑوں کے مثل بلند ہو کر ٹکراتے ہیں اور پھر گر پڑتے ہیں۔تمام عالم تمھاری حکمرانی سے آزردہ ہے اس لیے تم لوگ دین کے ستون کو مضبوطی سے پکڑ لو اور باز آؤ۔تم لوگ اپنا گوشت بھیڑیوں کو نہ کھلاؤ کیونکہ بھیڑیے کو جب گوشت کا مزہ مل جاتا ہے تو اور چاہتا ہے۔تم اپنے ہاتھوں سے اپنے پیٹ چاک نہ کرو پھر حسرت وافسوس سے بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔]

جب یزید نے اپنا انتظام کر لیا تو ایک پریشانی اور بے یقینی کے عالم میں دمشق روانہ ہو گیا۔ وہاں سے دمشق کا کل فاصلہ چار دن کا تھا اور بھیس بدل کر سات آدمیوں کی جماعت کے ساتھ حمیر آیا اور دمشق سے ایک منزل کے فاصلے پر جرود پہنچا۔ پھر وہاں سے دمشق میں داخل ہوا۔اس وقت وہاں کے بہت سے باشندوں نے خفیہ طور پر اور اہل مزّہ نے بھی بیعت کر لی۔اس زمانہ میں دمشق کا گورنر عبدالملک بن محمد بن حجاج تھا جو کہ وبا کے خوف سے قطن چلا گیا تھا اور اپنے لڑکے کو دمشق کا حاکم اور ابو العاج کثیر بن عبداللہ السلمی کو شہر کا کوتوال بنا گیا تھا۔ جب یزید نے بغاوت کی تیاری شروع کی تو لوگوں نے اس سے کہا کہ یزید جنگ کے لیے نکلنے والا ہے تو اس نے ان باتوں کا اعتبار نہیں کیا۔

اس کے بعد یزید نے جمعہ کی رات کو مغرب کے بعد اپنے اصحاب کو بھیجا۔ وہ لوگ باب فرادیس کے قریب آکر چھپ گئے۔ جب عشاء کی اذان ہوئی تو مسجد میں داخل ہو گئے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔مسجد میں چند پاسبان متعین تھے جو شب میں لوگوں کو مسجد سے نکال دیتے تھے۔ چنانچہ جب سب لوگ نماز پڑھ چکے تو پاسبانوں نے لوگوں کو مسجد سے نکالنا شروع کیا لیکن یزید کے اصحاب نے اس قدر تاخیر کی کہ ان کے اور پاسبانوں کے سوا کوئی نہ رہا۔ ان لوگوں نے جب موقع پایا تو پاسبانوں کو قید کر لیا۔ یزید بن عنبسہ، یزید بن ولید کے پاس دوڑا ہوا گیا اور حالت سے اُس کو باخبر کیا اور ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے امیر المومنین اُٹھیے خدا کی نصرت اور امداد کی بشارت لیجیے۔ یزید بارہ آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔جب سوق الحُمرَ کے قریب پہنچا تو اس کے اصحاب میں سے چالیس اور آ گئے مسجد تک

Marfat.com

پہنچتے پہنچتے تقریباً دوسو آدمی ساتھ ہو گئے۔ یزید مسجد میں پہنچا اور باب مقصورہ کو کھٹکھٹایا اور کہا کہ ہم ولید کے قاصد ہیں۔ خادم نے یہ سن کر دروازہ کھول دیا۔ یزید نے داخل ہوتے ہی خادم کو گرفتار کرلیا اور ابوالعاج جو اس وقت نشہ میں مست تھا وہ بھی گرفتار ہوا۔ بیت المال کا جتنا خزانہ تھا وہ اپنے قبضہ میں کیا۔ جولوگ اُس کو ڈرایا دھمکایا کرتے تھے ان سب کو گرفتار کرلیا۔ ان میں محمد بن عبیدہ بھی تھا جو شہر بعلبک کا حاکم تھا۔ محمد بن عبدالملک بن محمد بن الحجاج بھی گرفتار ہوا۔

مسجد میں کثیر اسلحہ جات رکھے تھے وہ بھی قبضہ میں آئے۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں کی آمد کا تانتا بندھ گیا اہل مزّ ہ، سکاسک، اہل داریا آئے اور یعقوب بن محمد بن ہانی العبسی، عیسیٰ بن شبیب التغلبی، اہل دومہ اور حرستا کے ساتھ آئے۔ حمید بن حبیب النخمی دیر مراں اور اُرزہ اور سطرا والوں کے ساتھ آئے۔ اہلِ جرش، اہلِ حدیثہ اور اہلِ دیرز کے ساتھ مل کر آئے۔ ربعی بن ہاشم الحارثی، بنو عذرۃ اور سلامان کی جماعت کے ساتھ آیا اور جھنیہ اور اُن کے ساتھی بھی آئے۔ اس کے بعد یزید بن ولید نے عبدالرحمٰن بن مصاد کو دوسو سواروں کے ساتھ عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کی گرفتاری کے لیے اس کے قصر بھیجا۔ عبدالرحمٰن جب وہاں پہنچا تو اُس نے عبدالملک کو امان کے وعدہ پر گرفتار کرلیا۔ عبدالرحمٰن کو دو طشت اشرفیوں سے بھرے ہوئے ملے جن میں تیس تیس ہزار اشرفیاں تھیں۔ لوگوں نے کہا کہ اس میں سے آپ ایک لے لیجیے لیکن اس نے انکار کیا اور کہا کہ نہیں میں عرب میں ضرب المثل کی طرح ہو جاؤں گا کہ میں ہی نے اول اول اس کام میں خیانت کی۔

اس کے بعد یزید نے ایک فوج عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کی سرکردگی میں ولید بن یزید بن عبدالملک کی طرف بھیجی۔ جب یزید نے دمشق پر قبضہ کرلیا تو ولید کے غلام نے اسی وقت اُس کو خبر دی اس وقت وہ عمان کے مقام اغدف میں تھا۔ ولید نے اپنے غلام کو اس پر سخت سزا دی اور قید کر دیا دوسری طرف ابو محمد عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو دمشق کی جانب روانہ کیا۔ وہ روانہ ہوا اور کسی مقام پر ٹھہرا۔ یزید بن ولید نے عبدالرحمٰن بن مصاد کو اس کی طرف بھیجا۔ ابو محمد نے اس سے کچھ دریافت کیا اور پھر یزید کے لیے بیعت کرلی۔

جب یہ خبر ولید کو ملی تو یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ نے کہا کہ یہاں سے چل کر حمص میں قیام فرمایئے کیونکہ وہ محفوظ جگہ ہے اور پھر وہاں سے یزید کے مقابلہ کے لیے لشکر روانہ کیجیے تا کہ

Marfat.com

یزید کو یا تو قتل کیا جائے یا قید کر کے لایا جائے لیکن عبداللہ بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے کہا کہ خلیفہ کے لیے یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ بغیر جنگ کیے ہوئے لشکر اور اپنے حرم کو چھوڑ دے اللہ امیر المومنین کی مدد کرے گا۔ یزید بن خالد نے کہا کہ ہم کو حرم کے متعلق کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ جو آتا ہے وہ عورتوں کا چچازاد بھائی عبدالعزیز ہے۔

ولید نے عنبسہ کے قول پر عمل کیا اور وہاں سے النجراء قصر نعمان بن بشیر میں آیا اور اس کے ساتھ ضحاک بن قیس کے خاندان کے چالیس آدمی ساتھ ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم غیر مسلح ہیں۔ آپ ہمیں اسلحہ دیجیے لیکن ولید نے کچھ نہیں دیا۔ اس موقع پر عباس بن ولید بن عبدالملک نے ولید کو لکھا کہ میں آپ کی طرف آ رہا ہوں۔ ولید نے کہا مسندیں بچھاؤ، لوگوں نے مسندیں بچھا دیں وہ اس پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ عبدالعزیز مقابلے کے لیے نکلا اُس کے ساتھ منصور بن جمہور بھی تھا۔ اس نے پہلے زیاد بن حصین کلبی کو لوگوں کو کتاب اللہ اور سنتِ نبوی کی طرف دعوت دینے کو بھیجا۔ اصحاب ولید نے اُس کو قتل کر ڈالا اسی پر لڑائی شروع ہو گئی۔ اس موقع پر ولید نے مروان کے اس جھنڈے کو جو جابیہ میں بلند کیا گیا تھا، نکالا۔

جب عبدالعزیز کو عباس کے آنے کی اطلاع ملی تو منصور بن جمہور کو اس نے راستہ میں بھیج دیا جو عباس کو زبردستی پکڑ لایا۔ عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ اپنے بھائی یزید کے لیے بیعت کرو۔ عباس نے مجبوراً بیعت کر لی۔ پھر ایک جھنڈا نصب کیا گیا اور یہ اعلان کیا گیا ہے کہ یہ عباس کا جھنڈا ہے۔ اُنھوں نے امیر المومنین یزید کے لیے بیعت کر لی۔ عباس نے کہا اناللہِ یہ شیطان کے دھوکوں میں سے ایک دھوکا ہے۔ واللہ بنو مروان ہلاک ہو گئے۔ ادھر ولید کے پاس جو لوگ منتشر ہو گئے تھے وہ اور عبدالعزیز اور عباس کے پاس آ گئے۔ ولید نے عبدالعزیز کو لکھا کہ اگر تم جنگ سے باز آؤ تو ہم پچاس ہزار دینار دیں گے اور تمھاری زندگی تک حمص کی ولایت تمھارے ہاتھ میں دے دیں گے اور خطرات اور مصائب سے مامون اور محفوظ رکھنے کے ذمہ دار رہیں گے لیکن عبدالعزیز نے اس سے انکار کر دیا اور کچھ جواب نہیں دیا مجبوراً ولید نے دو زرہیں پہنیں اور اُس کے پاس اس کے دو گھوڑے جس کا ''سندی'' اور ''زائد'' نام تھا، حاضر کیے گئے۔ ولید اُن سے خوب لڑا اِس وقت ایک آدمی نے للکارا کہ اس خدا کے دشمن کو قوم لوط کی طرح قتل کر ڈالو اور پتھر برساؤ۔ ولید نے جب یہ الفاظ سنے تو جھٹ سے محل میں داخل

Marfat.com

ہو گیا اور دروازہ بند کر دیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا:

دعوالی سُلیمی والطلاء وقینة ۔۔۔ وکاساالا حسبی بذلك مالا

اذاماصفی عیشی برملة عالج ۔۔۔ وعانقت سلمی ماارید بدالا

خذواملککم لاثبّتَ اللہُ مُلْکَکُمْ ۔۔۔ ثَباتاً یُسَاوِی مَاحَیِّتُ عِقَالاً

وَخَلُّوْ عِنَانِیْ قَبْلَ عِیرٍوّماجرٰی ۔۔۔ وَلَا تَحْسُدُونِیْ اِنْ مُوْتُ هُزَالاً

[میرے لیے میری محبوبہ (سلمی) اور گاڑھی شراب اور گانے والی لونڈیاں اور جام شراب کو چھوڑ دو، بس اسی قدر مال مجھ کو کافی ہے۔ جبکہ عالج کی ٹیکری پر میرا عیش خوش گوار ہو اور میں سلمی سے گلے مل رہا ہوں تو میں اس کے بدلنے کی خواہش کروں گا۔ تم اپنا ملک لے لو اللہ تمھارے ملک کو جب تک میں رہوں اتنا بھی باقی نہ رکھے جتنی دیر ایک تسمہ باقی رہتا ہے۔ قبل ذلت اور پیش آنے والے امر کے تم لوگ مجھ کو چھوڑ دو اگر میں کمزوری اور لاغری سے مر جاؤں تو مجھ پر حسد نہ کرو۔]

ولید نے جب دروازہ بند کر لیا تو عبدالعزیز نے قصر کا محاصرہ کر لیا۔ ولید نے دروازہ پر آ کر کہا کہ کیا تم میں کوئی شریف اور حیا دار شخص نہیں ہے جس سے میں گفتگو کروں؟ پھر ولید نے کہا ''اے اخی السکاسک۔ کیا میں نے تمھارے عطیات میں اضافہ نہیں کیا یا میں نے تم سے مشقتیں اور تکلیفیں دور نہیں کیں۔ کیا میں نے تمھارے فقراء کی امداد نہیں کی اور کیا میں نے تمھارے معذوروں کے لیے خدام مقرر نہیں کیے۔'' یزید بن عنبسہ نے کہا کہ ہم کو آپ سے کوئی عداوت نہیں ہے ہمارے دل میں کوئی بغض نہیں ہے البتہ ہمارا جو کچھ غصہ ہے وہ صرف اس وجہ سے کہ تم نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر دیا۔ شراب پی، سوتیلی ماؤں سے شادی کی۔ خدا کے احکام کی توہین کی۔''

ولید نے کہا کہ اے اخی السکاسک۔ خدارا ختم کرو میں اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم نے بہت کچھ کہا اور پوری نصیحت کی مگر خدا نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے ان میں وسعت ہے جیسا کہ جن چیزوں کا تم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد ولید اندر واپس آیا اور کلامِ پاک کھول کر تلاوت کرنے لگا اور یہ کہا کہ آج کا دن عثمانؓ کے دن کے ایسا ہے۔

اس کے بعد لوگ دیواروں پر چڑھ آئے۔ سب سے پہلے یزید بن عنبسہ دیوار پر چڑھا۔

Marfat.com

اتر کر اُس نے ولید کا ہاتھ پکڑ لیا اس کا ارادہ تھا کہ اس کو قید کر کے اس کے متعلق حکم دے کہ اسی وقت دس آدمی دیوار اتر کر نیچے آ گئے، ان میں منصور بن جمہور اور عبدالسلام لخمی بھی تھے۔ عبدالسلام نے ولید کے سر پر مارا اور سر بن زیاد بن ابی کبشہ نے چہرے پر مارا۔ اس کے بعد لوگوں نے سر کاٹ لیا اور یزید بن ولید کے پاس بھیج دیا۔

یزید کے پاس اس وقت سر پہنچا جب کہ وہ صبح کا کھانا کھا رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ یزید بن عنبسہ نے ولید کے آخری الفاظ بیان کیے ''اللہ تمھارے نفاق کو دفع نہ کرے اور تمھاری پریشانی کو زائل نہ کرے اور نہ تم میں اتحاد پیدا کرے۔'' یزید نے ولید کے سر کو نصب کرنے کا حکم دیا تو مولیٰ بنی مرہ یزید بن فردہ نے کہا کہ سر تو خوارج کے نصب کیے جاتے ہیں یہ تو آپ کا ابن عم تھا اور خلیفہ تھا اگر آپ نے ایسا کیا تو لوگوں کے دلوں میں رقت پیدا ہو جائے گی اور اُس کے خاندان کے لوگوں میں غصے کی آگ بھڑک اُٹھے گی۔ یزید نے اُس کی بات پر کان تک نہیں دھرا اور اُس کے سر کو نیزے پر رکھ کر تشہیر کرائی پھر حکم دیا کہ اس کو اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے پاس لے جاؤ۔ سلیمان بن یزید نے دیکھا تو کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ تو بہت بڑا فاسق اور فاجر تھا، شرابی اور نشہ خور تھا۔ سلیمان بھی اُس کے قاتلین کے ساتھ تھا۔

جس وقت ولید کا محاصرہ کر لیا گیا تو مالک بن ابی سمح المغنی اور عمرو الوادی مغنی (یہ دونوں مشہور گویّے تھے) باقی رہ گئے، مالک نے عمرو سے کہا کہ ہم لوگ بھاگ چلیں۔ عمرو نے کہا کہ یہ وفاداری کے خلاف ہے، اس کے علاوہ ہم کو قتل بھی نہ کیا جائے گا کیونکہ ہم لوگ تو جنگ کرنے والوں میں سے تو ہیں نہیں۔ مالک نے کہا کہ واللہ اگر وہ لوگ مجھ کو یا تجھ کو پا جائیں گے تو سب سے پہلے ہم ہی کو قتل کریں گے اور پھر ہمارے سروں کے درمیان ولید کا سر رکھ کر لوگوں سے یہ کہیں گے کہ دیکھو اس حالت میں بھی اس کے ساتھ کس قسم کے لوگ ہیں۔ اس لیے ولید کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی معیوب چیز نہ ہو گی۔ آخر یہ دونوں بھاگ گئے۔

ولید ۱۲۶ھ میں جب جمادی الآخر کے آخری دو دن باقی رہ گئے تھے تو قتل کیا گیا اس کی مدتِ خلافت ایک سال تین مہینہ تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک سال دو مہینہ بائیس دن سلطنت کی۔ اس وقت اس کی عمر ۴۲ سال تھی اور بعض کہتے ہیں ۳۸ سال تھی، بعض کہتے ہیں کہ ۴۱ سال تھی اور بعض

Marfat.com

کہتے ہیں کہ ۴۶ سال تھی۔

ولید کا نسب نامہ اور اُس کے بعض حالات

ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف اموی کنیت ابوالعباس تھی۔ ماں کا نام ام الحجاج بنت محمد بن یوسف ثقفی۔ یہ حجاج بن یوسف کے بھائی کی بیٹی تھی۔ اس کی دادی عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھی۔ اس کی دادی کی ماں ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر بن کریز کی ماں ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب تھی۔ اسی وجہ سے ولید یہ اشعار پڑھا کرتا تھا:

نبی الھدی خالی ومن یلث خاله　　　نبی الھدی یقھر به من یفاخره

[ہدایت دینے والا نبی میرا ماموں ہے اور جس کا ماموں ہدایت کرنے والا نبی ہو اس سے جو مفاخرت کرے گا وہ مقہور ہوگا۔]

ولید بنی امیہ کے نوجوانوں میں ظریفوں، بہادروں، سخیوں اور سخت مزاجوں میں تھا۔ وہ سب سے زیادہ لہو ولعب، شراب وکباب، ناچ ورنگ میں منہمک رہتا تھا۔ اس کی یہ حرکات جب مشہور ہوگئیں تو قتل کر دیا گیا۔ جب اُس کو معلوم ہوا کہ ہشام اُس کو ولی عہدی سے معزول کرنا چاہتا ہے تو اس پر اس نے جو اشعار کہے اس میں سب سے بہترین شعر یہ تھا:

کفرت یدامن منعم لو شکر تھا　　　جزاك بھا الرحمن ذوالفضل والمنّ

[تو نے اپنے محسن کے احسان کی ناشکری کی اگر تو شکر ادا کرتا تو تجھ کو خدا جو صاحب فضل و احسان ہے جزا دیتا۔]

اس کے چار اشعار پہلے لکھے جا چکے ہیں۔ ولید نے غزل، عتاب، وصف شراب اور دوسری چیزوں کے متعلق بہت اچھے اشعار کہے ہیں۔ اکثر شعراء شراب کی تعریف میں اسی کے اشعار سے مضامین سرقہ کرتے ہیں۔ خصوصاً ابونواس نے تو بکثرت سرقہ کیا ہے۔ ولید کے اقوال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ راگ کی الفت شہوت کو بڑھاتی ہے اور مروت کو زائل کر دیتی ہے اور شراب کے قائم مقام ہوتی ہے یہ وہی کام کراتی ہے جو نشہ کراتا ہے۔ اگر تم ایسا کرنے پر مجبور ہو تو کم از کم عورتوں کو اس سے دور رکھو اس لیے کہ راگ، زنا کا منتر ہے۔ میں تم سے یہ کہہ رہا ہوں لیکن مجھ کو یہ تمام لذات سے زیادہ

Marfat.com

محبوب ہے۔ مجھے اس کی اس سے زیادہ خواہش ہے جتنا کہ پیاسے کو پانی کی ہوتی ہے لیکن حق زیادہ مستحق ہے کہ اس کی تقلید کی جائے۔

یہ مروی ہے کہ یزید بن ملبہ مولی ثقیف نے ولید کی ایک دفعہ تعریف کی اور خلافت کی مبارک باددی ولید نے حکم دیا کہ اشعار کا شمار کر کے ہر شعر کے عوض ہزار درہم دیئے جائیں چنانچہ ان کی تعداد پچاس تھی اس لئے پچاس ہزار درہم دیئے گئے اور یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے اشعار کو گن کر ہر شعر کے لیے ایک ہزار درہم دیئے۔ ولید کے متعلق یہ بھی مشہور ہے کہ ایک مرتبہ اُس نے کلام پاک کھولا تو یہ آیت نکلی: وَاسۡتَفۡتَحُوۡا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيۡدٍ (ابراہیم: ۱۵) اس نے کلام پاک کو ایک طرف ڈال دیا اور اس پر تیر مارے اور پھر یہ شعر پڑھنے لگا:

تهـدّدنـی بـجـبـار عـنـیـد فهـا انـا ذاك جبار عنيد

اذا ماجئت ربك يوم حشر فقل يارب مزقنی الوليد

[تو مجھے جبّار عنید کہہ کر دھمکاتا ہے، ہاں بے شک میں وہی سخت گیر سرکش ہوں۔ جب تو قیامت کے دن اپنے رب کے پاس آئے تو کہہ دے کہ اے خدا مجھ کو ولید نے پارہ پارہ کر دیا۔]

اس واقعہ کے چند ہی دن بعد ولید قتل کر دیا گیا۔ اس کے بہترین کلام نثر میں سے وہ کلام ہے جو اس نے مسلمہ بن عبد الملک کی وفات کے بعد کہا تھا۔ اس وقت ہشام اس کی تعزیت میں بیٹھا تھا کہ ولید نشہ میں چور، ریشمی بھڑک دار چادر زیب تن کیے ہوئے اس کو کھینچتا ہوا آیا اور ہشام کے قریب کھڑے ہو کر کہا کہ اے امیر المومنین بقیہ لوگوں کا بھی انجام یہ ہوگا کہ وہ دوسرے جانے والوں سے مل جائیں۔ مسلمہ کے بعد شکار اسی کے قبضہ میں آئے گا جو اسے مارے گا اور سرحدوں پر وہی شخص قابض ہوگا جو اس کی خواہش کرے گا اور اُنھی جانے والوں ہی کے نقش قدم پر وہ چلے گا جو خلیفہ ہونا چاہتا ہے اس لیے توشہ جمع کرو اور بہترین توشہ انسان کے لیے تقویٰ ہے۔ ہشام نے منہ موڑ لیا اور اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور دوسرے لوگ بھی سکتہ میں کھڑے رہے۔

ایک گروہ نے ولید کو ان برائیوں سے بری الذمہ کیا ہے اور انھوں نے ان سے انکار کیا اور ان کو بچا کر یہ کہتے ہیں کہ یہ ولید کا کلام نہیں ہے بلکہ دوسرے لوگوں نے اُس کی طرف منسوب کر دیا ہے

Marfat.com

لیکن یہ صحیح نہیں۔ مدائنی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ولید بن یزید کے بھائی غمر بن یزید کا کوئی لڑکا ہارون رشید کے پاس آیا۔ رشید نے پوچھا کہ تو کس خاندان سے ہے اس نے کہا کہ میں قریش کے خاندان سے ہوں۔ رشید نے پھر پوچھا کہ قریش کے کس خاندان سے ہو۔ اس کے جواب میں وہ ذرا جھجکا اور رک گیا۔ رشید نے کہا کہ میں نے تجھ کو امن دے دیا اگر چہ تو بنو مروان ہی سے کیوں نہ ہو۔ اس نے کہا کہ میں غمر بن یزید کا بیٹا ہوں۔ رشید نے کہا کہ خدا تیرے چچا ولید پر رحم کرے اور یزید ناقص پر لعنت بھیجے کیونکہ اس نے متفق علیہ کو قتل کیا۔ تم اپنی ضرورت پیش کرو۔ اس نے اپنی حاجت پیش کی اور رشید نے اُس کی ضرورت فوراً پوری کر دی۔

شبیب بن شیبہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ مہدی کے پاس بیٹھے تھے تذکرۂ کلام میں ولید کا بھی ذکر آ گیا۔ مہدی نے کہا کہ وہ تو زندیق تھا ابو علاثہ فقیہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ''اے امیر المومنین خدا کسی کو خلافت نبوت اور امارت امت دینے میں سب سے زیادہ منصف ہے۔ کیا وہ خلافت نبوت اور امارت امت، کسی زندیق کو دے گا۔ مجھ سے ایک شخص نے جو ولید کی ہر قسم کی محفلوں میں شریک رہتا تھا بیان کیا کہ اس کو طہارت کے ساتھ نماز کا بہت خیال رہتا تھا۔ جب نماز کا وقت آ جاتا تھا تو وہ رنگین اور منقش کپڑوں کو اُتار دیتا اور پھر اچھے طریقہ سے وضو کر کے سفید پاک کپڑے پہن کر نماز پڑھتا اور جب نماز سے فارغ ہو جاتا تو پھر اُنھیں کپڑوں کو پہن کر لہو ولعب اور شراب نوشی میں مشغول ہو جاتا تو کیا یہ اس شخص کے افعال ہو سکتے ہیں جو اللہ پر ایمان نہ لایا ہو۔ مہدی بہت خوش ہوا اور کہا اے ابو علاثہ خدا تجھ کو برکت دے۔

یزید بن ولید ''الناقص'' کی بیعت

اسی سال یزید بن ولید جو ''ناقص'' کے لقب سے مشہور تھا لوگوں نے اس پر بیعت خلافت کی۔ اس کا لقب ''ناقص'' اس وجہ سے پڑا کہ ولید نے جو کچھ لوگوں کے عطیات میں دس دس اضافہ کیا تھا اس نے اُن کو کم کر کے ہشام کے زمانہ کے عطیات کے برابر کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے پہل یہ نام مروان بن محمد نے رکھا تھا جب ولید قتل کر دیا گیا تو یزید نے لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی جس میں ولید کی برائی بیان کی اور اس کے الحاد اور کفر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ صرف اپنے بدترین افعال کی وجہ

Marfat.com

سے قتل کیا گیا اے لوگو تمھارے لیے مجھ پر فرض ہے کہ میں اس وقت تک پتھر پر پتھر اور اینٹ پر اینٹ نہ رکھوں اور نہ کوئی نہر کھدواؤں اور نہ عطیات میں اضافہ کروں نہ اموال کو بڑھاؤں گا اور نہ کسی بیوی، بچہ میں اس کو تقسیم کروں گا جب تک سرحد میں محفوظ نہ ہو جائیں اور ہر جگہ کے لوگوں کی ضرورتیں پوری نہ ہو جائیں پھر جب کچھ بچ جائے گا تو اسی شہر کے متصل ہی منتقل کر دیں گے۔ مجھ پر یہ بھی فرض ہے کہ میں تم کو سرحدوں کی حفاظت اور نگرانی کے لیے جمع نہ کروں تاکہ تم فتنہ وفساد میں نہ پڑ جاؤ اور نہ تمھارے لیے اپنا دروازہ بند کروں اور نہ اہل جزیہ پر بے جا بار ڈالوں۔ تمھارے سالانہ عطیات ہر سال اور ماہانہ ہر مہینہ میں دیئے جائیں گے حتیٰ کہ تمھارے دور کے لوگ اسی طرح قریب ہو جائیں گے جس طرح تمھارے قریب ہیں پس اگر میں اپنے قول وقرار کو پورا کروں تو تم پر میری اطاعت، فرماں برداری اور خیر خواہی فرض ہے اگر میں ان باتوں کو پورا نہ کروں تو تم پر یہ فرض ہے کہ تم مجھ کو علیحدہ کر دو بشرطیکہ میں اپنے گناہ سے توبہ نہ کروں اگر تمھاری نظر میں کوئی بہترین مصلح شخص مل جائے جو کہ میری ہی طرح سے تم پر مہربانی اور شفقت رکھتا ہو اور تم اُس پر بیعت بھی کرنا چاہتے ہو تو سب سے پہلا شخص میں ہوں گا کہ اس پر بیعت کروں گا۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَتِهِ الْخَالِقِ۔ (اے لوگو خالق کی معصیت اور نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔)

بنو امیہ کی حکومت کا انتشار

اسی سال بنو امیہ کی حکومت میں پراگندگی اور انتشار پیدا ہو گیا۔ ہر طرف سے فتنے اُٹھ کھڑے ہوئے ان اسباب میں ایک سبب یہ بھی تھا کہ ولید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام بن عبدالملک عمان میں لڑنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ سلیمان کو ولید نے وہیں مقید کر دیا تھا لیکن جب وہ قتل کر دیا گیا تو وہ قید خانہ سے نکل بھاگا اور جس قدر شاہی خزانہ اس مقام پر موجود تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ وہ ولید پر لعنت کرتا اور اُس کو کافر کہتا وہاں سے اس نے دمشق کا راستہ لیا۔

اہل حمص کے اختلافات

جب ولید قتل کر دیا گیا تو باشندگانِ حمص نے اپنے شہر کے دروازے بند کر لیے اس پر نوحہ

Marfat.com

خوانی کرنے لگے کسی نے ان سے یہ کہہ دیا کہ عباس بن ولید بن عبدالملک نے ولید کے قتل میں عبدالعزیز کی اعانت وامداد کی ہے۔ اس وجہ سے اُنھوں نے عباس کے مکان کو منہدم کر دیا۔ اس کے تمام مال واسباب کو لوٹ لیا۔ گھر کی عورتوں کو نکال لے گئے۔ عباس کو بہت ڈھونڈھا لیکن وہ اپنے بھائی یزید کے پاس چل دیا۔ ان لوگوں میں جذبۂ انتقام بڑھ گیا تو اُنھوں نے فوجیوں کو لکھا کہ ولید کے خون کا مطالبہ کرو۔ فوجیوں نے اُن کی اس دعوت کو قبول کر لیا اور اُس پر متفق ہو گئے کہ ہم یزید کی اطاعت نہ کریں گے۔ اس کے بعد انھوں نے اپنا سردار معاویہ بن یزید بن الحصین بن نمیر کو منتخب کیا۔ مروان بن عبداللہ بن عبدالملک نے بھی اُن کی تائید کی اور اُن کے ساتھ ہو گیا۔

جب یزید نے اپنے قاصد بھیجے تو سب نے اطاعت سے انکار کر دیا بلکہ قاصدوں کو مجروح کر دیا اس کے بعد یزید نے اُن کے مقابلے کے لیے اپنے بھائی مسرور کو ایک کثیر جمعیت کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ حوارین میں آ کر مقیم ہوا۔ جب سلیمان بن ہشام، یزید کے پاس پہنچا تو یزید نے اُس کی تمام ضبط شدہ جائداد اور اموال واپس کر دیا اور پھر اس کو مسرور کی امداد کے لیے روانہ کر دیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ مسرور کی اطاعت کرے۔ اس وقت اہل حمص اس ارادہ میں تھے کہ ہم کو دمشق جانا چاہیے۔ اس پر مروان نے کہا کہ سب سے پہلے اس فوج سے مقابلہ کر لینا چاہیے جو سامنے ہے اگر یہاں فتح حاصل ہو گئی تو تمام کام آسان ہو جائیں گے نیز میں ان کے مقابلے کو چھوڑ کر دمشق جانے میں کوئی فائدہ بھی نہیں دیکھتا۔ سمط بن ثابت نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ لوگو یہ تمھارا مخالف ہے، یہ یزید اور قدریہ کی طرف مائل ہے لوگوں نے یہ سُن کر مروان کو قتل کر ڈالا اور اس کے ساتھ اس کے لڑکے کو بھی قتل کر ڈالا اور ابو محمد سفیانی کو اپنا سردار بنا لیا۔ اس کے بعد اہل حمص نے سلیمان کے لشکر کو بائیں جانب چھوڑ کر دمشق کی راہ نکالی۔

سلیمان نے جب یہ حالت دیکھی تو خود اُن کے پیچھے تیزی سے روانہ ہوا اور بڑی محنت اور جانفشانی سے ان کو مقام عذراء کے بعد سلیمانیہ میں جس میں سلیمان بن عبدالملک کے کھیت ہیں، اُن کو پا لیا۔ ادھر یزید نے عبدالعزیز بن حجاج کو تین ہزار آدمیوں کے ساتھ ثنیۃ العقاب کی طرف روانہ کیا اور ہشام بن مصاد کو ڈیڑھ ہزار کی جمعیت کے ساتھ عقبۃ السلامیہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ایک دوسرے کی مدد کرو۔ یہاں سلیمان کی فوج اور اہل حمص کے درمیان سخت مقابلہ ہوا جس میں سب

Marfat.com

سے پہلے سلیمان کے میمنہ اور میسرہ نے شکست کھائی لیکن وہ خود قلب میں کھڑا ہوا یہ حالت دیکھ رہا تھا۔ سلیمان کی فوج نے اہل حمص پر پھر ایک جارحانہ حملہ کیا اور اُن کو اُن کے اصلی مقام تک پیچھے ہٹادیا۔ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے کہ اس اثناء میں عبدالعزیز بن حجاج تین ہزار کی جمیعت کے ساتھ عقاب کی گھاٹی سے آنکلا اور تازہ دم ہوکر فوراً اہل حمص پر حملہ آور ہوا اور خود اُن کی فوج میں گھس گیا اور جو سامنے آیا اُس کو تہ تیغ کیا۔ آخر حمص والوں نے شکست کھائی اور یزید بن خالد قسری نے آواز دی کہ اللہ کی پناہ یہ تیری قوم ہے۔ اس پر لوگ رک گئے پھر سلیمان بن ہشام نے لوگوں کو یزید پر بیعت کرنے کی دعوت دی۔ ابو محمد سفیانی اور یزید بن خالد بن معاویہ دونوں گرفتار کر کے سلیمان کے پاس لائے گئے۔ اس نے ان دونوں کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ یزید نے اُن کو قید کر دیا اور دمشق کے تمام لوگوں نے یزید کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ اہل حمص نے بھی یزید کے لیے بیعت کر لی اس کے بعد یزید نے ان کو بہت سے عطیات دیئے اور شریفوں میں انعام تقسیم کیے اور معاویہ بن یزید بن الحصین کو ان کا سردار مقرر کیا۔

اہل فلسطین کی مخالفت

اسی سال اہل فلسطین اپنے حاکم سعید بن عبدالملک کے مخالف بن بیٹھے اور اُس کو وہاں سے بھگادیا۔ سعید کو ولید ہی نے فلسطین کا حاکم مقرر کیا تھا۔ باشندگان فلسطین یزید بن سلیمان بن عبدالملک کے پاس آئے اور اُس کو اپنا حاکم بنایا۔ لوگوں نے اس سے کہا امیر المومنین تو قتل کر دیئے گئے اب آپ ہمارے معاملات کے مالک بن جایئے۔ یزید نے لوگوں کی یہ دعوت قبول کر لی اور حاکم ہونے کے ساتھ ہی لوگوں کو یزید سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا لوگ فوراً اس کام کے لیے مستعد ہوگئے۔

سلیمان کے لڑکے اکثر فلسطین میں رہا کرتے تھے جب اہل اردن کو فلسطین والوں کی حالت کا پتہ چلا تو انھوں نے بھی اپنا والی محمد بن عبدالملک کو بنایا اور فلسطین والوں کے ساتھ ہوکر یزید بن ولید سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ اس وقت اہل فلسطین کا معاملہ دو آدمیوں کے ہاتھ میں تھا سعید بن روح اور ضبغان بن روح۔

جب یہ خبر یزید بن ولید کو ملی تو اس نے سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کو ان اہل دمشق اور اہل

Marfat.com

حمص کے لوگوں کے ساتھ بھیجا جو سفیانی کے ساتھ تھے اور جن کی تعداد ۸۴ ہزار تھی ۔ یزید نے سعید اور ضبعان کو جو روح کے بیٹے تھے یہ کہلا بھیجا کہ میں تم کو (اگر تم جنگ وجدال سے باز آجاؤ) حکومت اور مال دوں گا چنانچہ یہ دونوں اہل فلسطین کو ساتھ لے کر واپس ہوگئے ۔ اب صرف اہل اردن باقی رہ گئے سلیمان نے پانچ ہزار فوج کو ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا جس نے قریوں کو لوٹنا شروع کیا اور پھر اُس نے طبریہ کا رخ کیا اہل طبریہ نے کہا ایسی حالت میں جب کہ فوجیں ہمارے مکانات کو تلاش کر کر کے لوٹ رہی ہیں اور سارے خاندان پر جور وستم کر رہی ہیں تو ہم نہیں ٹھہر سکتے ۔ اس کے بعد اُنھوں نے یزید بن سلیمان اور محمد بن عبدالملک کے جانوروں اور ہتھیاروں کو لوٹ لیا اور پھر اپنی اپنی جگہ پر پہنچ گئے ۔ جب اہل فلسطین اور اہل اردن متفرق ہوگئے تو سلیمان صنبرہ پہنچا اور اہل اردن نے یزید بن ولید کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی ۔ سلیمان پھر وہاں سے طبریہ پہنچا اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ اس نے جمعہ کی نماز پڑھی اور جو وہاں موجود تھے اُن سے یزید کے لیے بیعت لی پھر وہاں سے رملہ پہنچ کر یزید کے لیے اس نے بیعت حاصل کی اور ضبعان بن روح کو فلسطین پر اور ابراہیم بن ولید بن عبدالملک کو اردن پر حاکم مقرر کیا۔

یوسف بن عمر کی عراق سے معزولی

جب ولید قتل کر دیا گیا تو یزید بن ولید نے عراق پر منصور بن جمہور کو حاکم مقرر کیا اور اس سے قبل عبدالعزیز بن ہارون بن عبداللہ بن دِحیۃ بن خلیفہ الکلبی کو اس کے لیے منتخب کیا تھا لیکن اس کے بعد یزید نے اس کو چھوڑ دیا اور منصور کو حاکم بنایا۔ عبدالعزیز نے کہا کہ اگر میرے پاس فوج ہوتی تو میں اس عہدہ کو قبول کر لیتا منصور نے اسی بنا پر اُس کو چھوڑ دیا۔ منصور کچھ تشرع یا متدین شخص نہ تھا وہ اس وجہ سے یزید کے ساتھ ہو گیا تھا کہ غیلانیہ کے متعلق یزید کی رائے اچھی تھی اور دوسرے یوسف کا خالد قسری کے قتل کرنے کی وجہ سے وہ ولید کے قتل میں شریک ہوا۔ چنانچہ جب یزید نے اس کو عراق کا حاکم بنایا تو یہ کہا کہ اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ میں نے ولید کو صرف اس وجہ سے قتل کیا کہ وہ فاسق اور فاجر تھا، اس لیے تم ایسے افعال کے ہرگز مرتکب نہ ہونا کہ جن بنا پر میں نے ولید کو قتل کیا ہے۔

جب یوسف بن عمر کو ولید کے قتل کی خبر ملی اس وقت جس قدر یمانی اس کے پاس موجود تھے تمام کو قید کر لیا اور بنو مضر کے ہر ہر فرد سے تنہائی میں یہ پوچھنے لگا کہ اگر سلطنت میں کسی قسم کا اضطراب

Marfat.com

لاحق ہوتو تم کیا کرو گے۔ ان میں سے ہر مضری نے یہ جواب دیا کہ ہم اہل شام میں سے ہیں۔ شام والے جو کچھ کریں گے ہم بھی وہی کریں گے اور جس شخص پر وہ بیعت کریں گے اُس پر ہم بھی کریں گے۔ یوسف نے جب اپنے خیال کے مطابق کسی کو نہ پایا تو تمام یمانیوں کو رہا کر دیا۔

منصور جب والی مقرر ہو کر روانہ ہوا اور عین التمر پہنچا تو اس نے شام کے تمام ان سرداروں کو جو حیرہ میں مقید تھے، ولید کے قتل کی اور اپنے امارت کی بذریعہ خط اطلاع دی اور اُن کو حکم دیا کہ یوسف اور اُس کے عمال کو قید کر لو۔ منصور نے ان تمام خطوط کو سلیمان بن سلیم بن کیسان کے پاس بھیج دیا تا کہ وہ ان تمام سرداروں میں تقسیم کر دے۔ سلیمان نے ان خطوں کو اپنے پاس روک لیا اور پھر اپنے نام کا خط لے گیا اور یوسف کو پڑھ کر سُنایا۔ یہ سُن کر یوسف متحیر ہو گیا اور سلیمان سے کہنے لگا کہ اب کیا صورت کی جائے۔ سلیمان نے کہا کہ تمھارا کوئی امام نہیں ہے کہ اس کے ساتھ ہو کر جنگ کرو اور نہ شامی جنگ میں تمھارا ساتھ دیں گے۔ میں تم کو منصور سے مامون اور محفوظ بھی نہیں پاتا ہوں اس لیے اس وقت صرف یہی صورت ہے کہ تم ان شامیوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یوسف نے پوچھا کہ اس کی ترکیب کیا ہوگی؟ سلیمان نے یہ کہا کہ یزید کی اطاعت کا اظہار کرو اور اپنے خطبوں میں یزید کے لیے دعائیں کرو اور جب منصور قریب پہنچ جائے تو تم میرے پاس چھپ جاؤ اور اُس کو اور تمام کام کو چھوڑ دو۔ اس کے بعد سلیمان، عمرو بن محمد بن سعید بن العاص کے پاس آیا اور اس کو ان تمام باتوں کی خبر دی اور اس سے پوچھا کہ کیا تم یوسف کو اپنے پاس چھپا سکتے ہو؟ عمرو نے کہا کہ ہاں چنانچہ یوسف اس کے پاس چلا گیا۔ عمرو بن محمد نے کہا کہ کوئی مجرم بھی اس قدر خوف زدہ نہیں دیکھا گیا جتنا کہ یہ شخص اپنے اس تکبر کے بعد خوف زدہ دیکھا گیا۔

منصور کوفہ پہنچا اور اس نے خطبہ دیا جس میں جب ولید اور یوسف کے نام لیے گئے تو مذمت کی اس کے بعد اور دوسرے خطباء نے بھی ان کی برائیاں بیان کیں۔ جب یوسف سے ان لوگوں کا تذکرہ عمرو بن محمد نے آ کر کیا تو ہر اس شخص کے تذکرے کے وقت جس کو بری طرح یاد کرتا یہ کہتا کہ قسم خدا کی مجھ پر یہ فرض ہے کہ میں اُن کو اتنے کوڑے لگواؤں۔ عمرو اس کی حکومت کے اس طمع اور لوگوں کے دھمکانے کی خواہش پر سخت حیران ہوا۔ اس کے بعد یوسف کوفہ سے پوشیدہ طریقہ پر شام میں آ کر بلقاء میں ٹھہرا لیکن جب اس کی خبر یزید بن ولید کو ملی تو اس نے پچاس سواروں کو اس کی طرف بھیج دیا۔

Marfat.com

یوسف سے بنونمیر کے قبیلہ کے ایک شخص نے کہا کہ اے یوسف واللہ تم قتل کیے جاؤ گے تم میری اطاعت کروا پنی حفاظت کا سامان کرو۔ یوسف نے اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تو وہ شخص بولا کہ اچھا تو تم مجھ کو اس کی اجازت دو کہ میں تم کو قتل کر ڈالوں تا کہ تجھ کو یہ یمنی نہ قتل کر سکیں اور ہم کو تمھارے قتل کی وجہ سے عار اور غصہ نہ دلائیں۔ یوسف نے کہا کہ مجھ کو اس بات کے قبول کرنے کا کوئی حق نہیں ہے جس کو تم نے پیش کیا ہے اس نمیری نے کہا کہ تو اپنی حالت کو خوب جانتا ہے۔

وہ سوار جو یوسف کو تلاش کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے، پہنچ گئے اور یوسف کو تلاش کرنے لگے لیکن جب وہ نہ ملا تو اُن لوگوں نے اس کے لڑکے کو دھمکایا اور پتہ بتانے پر مجبور کیا اس نے کہا کہ وہ اپنے کھیت کھلیان گئے ہیں۔ یہ سوار اسی طرف اس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ یوسف کو جب اُن کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ بھاگ گیا اور جلدی میں اپنا جوتا چھوڑ گیا۔ سوار برابر جستجو اور تلاش میں رہے آخر کار اس کو عورتوں کے درمیان اس حالت میں پایا کہ انھوں نے ریشمی کپڑوں سے اس کو چھپا دیا تھا اور خود اُس کے کنارے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان سواروں کو جب پتہ چل گیا تو انھوں نے اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹی اور اس کو پکڑ کر یزید کے پاس لے آئے۔ اس موقع پر بعض سپاہیوں نے اس پر حملہ بھی کیا اور اس کی ڈاڑھی کے کچھ بال بھی نوچے۔ اس کا قد بہت ہی چھوٹا تھا اور ڈاڑھی لمبی تھی۔ جب یہ یزید کے سامنے لایا گیا تو وہ ڈاڑھی کو جو ناف تک تھی ہاتھ میں لے کر کہنے لگا اے امیر المومنین لوگوں نے میری ڈاڑھی نوچ لی اور ایک بال بھی نہیں چھوڑا حالانکہ اس وقت اُس کی ڈاڑھی ناف تک تھی۔ پھر یزید نے اس کو قید کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ خضراء میں قید کیا گیا۔ قید خانے میں ایک شخص نے آ کر کہا، کیا تجھ کو اس کا خوف نہیں ہے کہ اگر تیرے بعض دشمنوں کو تیرے یہاں قید ہونے کی خبر مل جائے اور وہ آ کر اوپر سے پتھر گرا دیں جس سے تو ہلاک ہو جائے۔ یوسف نے کہا کہ میں نے اس کا خیال نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے یزید سے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ مجھ کو خضراء کے قید خانہ کے علاوہ جہاں چاہے بھیج دے۔ خواہ وہ اس سے تنگ و تاریک ہی کیوں نہ ہو۔ یزید اس کی حماقت پر متعجب ہوا اور اس کو وہاں سے ہٹا کر اس قید خانہ میں بھیج دیا جہاں ولید کے دونوں لڑکے قید تھے چنانچہ یوسف اسی قید خانہ میں یزید کے پورے عہد خلافت میں اور ابراہیم کے عہد حکومت میں دو مہینہ دس دن تک رہا۔ پھر جب مروان دمشق کے قریب پہنچا تو یزید بن خالد قسری نے اپنے باپ خالد کے مولی کو جس کا نام ابوالاسد تھا ان لوگوں

Marfat.com

کے قتل کے لیے متعین کیا۔

منصور بن جمہور عراق میں ماہ رجب کی چند تاریخوں کے گذرنے کے بعد پہنچا اور آنے کے ساتھ ہی بیت المال پر قبضہ کر لیا۔ لوگوں کے وظائف اور عطیات کو جاری کر دیا اور اس کے علاوہ تمام ان لوگوں کو جو قید خانے میں تھے، آزاد کر دیا جس میں عمال حکومت اور اہل خراج تھے اور عراق کے لوگوں سے یزید کے لیے بیعت لی اس کے بعد بقیہ ماہ رجب، شعبان اور رمضان میں وہیں رہا۔ ماہ رمضان ختم ہونے کو چند دن باقی تھے کہ وہاں سے واپس آیا۔

نصر بن سیار کا منصور کی ولایت سے انکار

اسی سال نصر بن سیار نے منصور بن جمہور کو خراسان پر حاکم ماننے سے انکار کر دیا حالانکہ یزید بن ولید نے جب منصور کو عراق کا حاکم بنایا تھا تو اس کے ساتھ ہی خراسان کی حکومت بھی اس کے سپرد کی گئی تھی۔ یوسف بن عمر کا خط بھیج کر نصر کو بلانا اور نصر کا تحفہ و تحائف کے ساتھ دیر کر کے روانہ ہونے کا بیان ہم کر چکے ہیں۔ جب نصر کو ولید کے قتل کی خبر ملی تو وہ ان تمام تحائف کے ساتھ واپس آیا۔ آنے کے بعد ہی اس نے غلاموں کو آزاد کر دیا، خوبصورت لونڈیوں کو اپنے لڑکوں اور مخصوص احباب میں تقسیم کر دیا اور ان ظروف کو عوام الناس کے حوالے کر دیا۔ عمال کو ملکوں کی طرف روانہ کر دیا اور اُن کو حسن سیرت اور اخلاق کے ساتھ رہنے کی ہدایت کی۔ منصور نے اپنے بھائی کو خراسان اور رے پر حاکم بنایا لیکن نصر نے اس کو قبضہ کرنے نہ دیا بلکہ اس نے اپنے آپ کو اور شہر کو منصور اور اُس کے بھائی کی زد سے محفوظ کر لیا۔

اہل یمامہ اور اُن کے عامل کے درمیان جنگ

جب ولید بن یزید مقتول ہو گیا تو اس وقت یمامہ کا عامل علی بن مہاجر تھا جس کو یوسف بن عمر نے مقرر کیا تھا۔ دول بن حنیفہ کی اولاد میں سے مہیر بن سلمی بن ہلال نامی شخص نے اس سے کہا کہ ہمارے شہر کو خالی کر دو۔ علی بن مہاجر نے شہر خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ مہیر نے اس کے مقابلے کے لیے فوج جمع کی اور حملے کے لیے روانہ ہوا۔ اس وقت علی اپنے محل میں تھا جو ایک کھلے ہوئے میدان میں تھا اس وجہ سے وہیں جنگ چھڑ گئی۔ علی نے شکست کھائی یہاں تک کہ محل میں چلا گیا اور پھر محل سے

Marfat.com

بھاگا اور شہر کی طرف چلا گیا۔ مہیر نے اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔ یحییٰ بن ابی حفص نے ابن مہاجر کو جنگ کرنے سے منع کیا تھا لیکن اس نے بات نہ مانی تو یہ اشعار کہے:

بَذَلْتُ نَصِیْحَتِیْ لِبَنِیْ کِلَابٍ　　فَلَمْ تَقْبَلْ مَشَاوِرَتِیْ وَنَصِیْحِیْ

فِدًا لِبَنِیْ حَنِیْفَةَ مَنْ سِوَاهُمْ　　فَاِنَّهُمْ فَوَارِسُ کُلِّ فَتْحٍ

[میں نے بنو کلاب کو نصیحت کی لیکن اُنھوں نے میری نصیحت اور مشورے کو قبول نہیں کیا۔

بنو حنیفہ پر تمام لوگ فدا ہو جائیں بس وہی ہر میدان فتح کے شہسوار ہیں۔]

شقیق بن عمرو السدوسی نے یہ کہا:

اِذَا اَنْتَ سَالَمْتَ الْمُهَیْرَ وَرَهْطَهُ　　اَمِنْتَ مِنَ الْاَعْدَآءِ وَالْخَوْفِ وَالذُّعْرِ

فَتیً رَاحَ یَوْمَ الْقَاعِ رَوْحَةَ مَاجِدٍ　　اَرَادَ بِهَا حُسْنَ السَّمَاعِ مَعَ الْاَجْرِ

[اگر تم نے مہیر اور اُس کی قوم سے صلح کر لی ہوتی تو تم دشمنوں سے اور خوف و دہشت سے مامون ہو جاتے۔ وہ ایسا جوان ہے جو یوم القاع میں معذورین کی طرح آیا جہاں اُس نے اجرت دے کر بہترین گانا سُننے کا ارادہ کیا۔]

یہ لڑائی ''یوم القاع'' کہلاتی تھی۔ اس کے بعد، مہیر یمامہ کا امیر ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب اس کا انتقال ہوا تو بنو قیس بن ثعلبہ بن دوَل میں سے ایک شخص عبداللہ بن نعمان امیر ہوا اور اس نے مندلث بن ادریس حنفی کو فلج کا عامل بنایا۔ یہ عامر بن صعصعہ کے قریوں میں سے ایک قریہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بنو تمیم کا گاؤں ہے۔ مندلث کے مقابلے کے لیے بنو کعب بن ربیعہ بن عامر جمع ہوئے اُن کے ساتھ بنو عقیل اور ابوالفلج المندلث بھی ہو گئے۔ مندلث کی ان سے جنگ ہوئی جس میں مندلث اور اُس کے اکثر ساتھی مقتول ہوئے لیکن اُس کے ساتھیوں میں سے جو بنو عامر تھے وہ بالکل محفوظ رہے۔

اسی دن یزید بن طثریہ بھی مقتول ہوا۔ الطَّثریة اس کی ماں کا نام تھا۔ یہ طثر بن عنز بن وائل کی جانب منسوب ہے۔ یزید بن طثر اصل میں یزید بن منتشر ہے۔ اس کے بھائی ثور بن الطَّثریة نے اس کے مرنے پر یہ مرثیہ لکھا:

اری الاثل من نحو العقیق مجاوری　　مقیما وقد غالت یزید غوائله

وقد کان یحمی المحجرین بسیفه　　ویبلغ اقصی حجرة الحی نائله

Marfat.com

[یہ کیا ہے کہ میں بھاؤ کے درخت کو باوجود یزید کے ہلاک ہو جانے کے عقیق کی سمت میں اپنا پڑوسی دیکھ رہا ہوں۔ رؤساء یمن کی چراگاہوں کی حفاظت اپنی تلوار سے کرتا تھا اور اُس کی سخاوت اُس کے اپنے قبیلہ کے گوشہ گوشہ تک پہنچتی تھی۔]

یہ یوم الفلج اول تھا۔ جب عبداللہ بن نعمان کو مندلث کے قتل کی خبر ملی تو اُس نے بنو حنیفہ اور دوسرے قبائل میں سے ایک ہزار آدمیوں کو جمع کیا اور فلج پر حملہ آور ہوئے جب لوگ صف بستہ ہو گئے اور جنگ شروع ہوئی تو ابولطیفہ بن مسلم العقیلی پس پا ہو کر بھاگا۔ اس پر کسی لکھنے والے نے کہا:

فرابو لطیفه المنافق والجفو نیان وفر طارق

لما احاطت بهم البوارق

[ابولطیفہ منافق اور دونوں جفونی بھاگ گئے اور طارق بھی بھاگا۔ جب کہ چمک دار تلواروں نے اُن کو گھیر لیا۔]

اس شعر میں طارق سے مراد طارق بن عبداللہ القشیری تھا اور دونوں جفونی بنو قشیر میں سے تھے۔ بنو جعدہ میدان میں اترے لیکن بھاگے جس کی وجہ سے اکثر آدمی مقتول ہوئے۔ زیاد بن حیان الجعدی کا ہاتھ کٹ گیا تو اُس سے یہ شعر کہا:

انشد کفا ذهبت وساعدا انشد هاولا ارانی واجدا

[میں اپنی گم شدہ ہتھیلی اور کلائی کو ڈھونڈ رہا ہوں لیکن میں اب کسی کو بھی نہیں پاتا۔]

اس کے بعد زیاد مار ڈالا گیا۔ کسی ربعی نے یہ کہا: (ترجمہ)

[ہم بنو کعب کے مقابلہ میں تلوار، نیزے اور پراگندہ بال سرکش گھوڑوں کے ساتھ آگے بڑھے۔ ابھی سورج کی کرنیں غائب نہ ہونے پائی تھیں کہ تم نے دیکھا کہ ہم بنو کعب کو جانوروں کی طرح ہنکا رہے ہیں۔ ایک ایسی ضرب کے ساتھ جس نے کھوپڑیوں کو اپنی جگہوں سے ہٹا دیا۔ اور ایسی نیزہ بازی سے جس کے زخم بہنے والے مشکیزوں کے منہ کی طرح ہیں۔]

یہ دن فلج ثانی کا دن تھا۔ پھر بنو قشیر، جعدہ، عقیل اور نمیر سب کے سب اکٹھا ہوئے ان کا سردار ابوسہلہ النمیری تھا۔ انھوں نے بنی حنیفہ کے اُن لوگوں کو جو معدن صحرا میں انھیں ملے قتل کر دیا

Marfat.com

اور اُن کی عورتوں کے زیور اور کپڑے اُتار لیے لیکن بنو نمیر نے عورتوں پر کوئی زیادتی نہیں کی۔ جب عمر بن الوازع الحنفی کو عبداللہ بن نعمان کی حرکتوں کا جو اُس نے فلج ثانی کی جنگ میں کی تھیں علم ہوا تو اُس نے یہ کہا کہ میں عبداللہ سے اور اس کے ان ساتھیوں سے جنھوں نے غارت گری کی ہے، بدلہ لیے بغیر نہ رہوں گا۔ اور یہ ایک ایسا زمانہ ہے جس میں عقوبت سلطانی سے امن ہے۔ اس نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور شریف پہنچا وہاں پہنچ کر اُس نے اپنی فوج کو ہر طرف پھیلا دیا اور پھر وہ تمام کا تمام لشکر لوٹ اور غارت گری میں مشغول ہو گیا۔ جس میں اُس کے ہاتھ غنایم سے مالا مال ہو گئے۔ پھر وہاں سے وہ اپنے لوگوں کے ساتھ واپس پھرا اور نشاش پہنچا۔ ادھر بنو عامر مجتمع ہو کر آگے بڑھے۔ اس کی عمر بن الوازع کو مطلق خبر نہ تھی مگر جب اونٹوں کی بلبلاہٹ کی آواز اُس کے کانوں میں پڑی تو وہ خبردار ہوا چنانچہ اس نے عورتوں کو خیمہ میں جمع کر دیا اور اُن پر پہرا بٹھا دیا اور خود لڑنے کے لیے میدان میں چلا گیا۔ وہاں جب لڑائی سخت ہوئی تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شکست کھا گیا اور عمر بن الوازع بھاگ کر یمامہ پہنچا۔ بنی حنیفہ کے بہت سے لوگ گرمی کی شدت اور پیاس کی وجہ سے کنوؤں میں گر پڑے۔ بنو عامر بہت سے قیدی اور عورتوں کو ساتھ لے کر لوٹے۔ قحیف نے کہا ہے:

وبالنشاش یوم طارفیه لنا ذکر وعد لنا فعال

فداء خالتی لبنی عقیل وکعب حین تزدحم الجدود

هم ترکوا علی النشاش صرعی بضرب ثم اهونه شدید

[نشاش کی لڑائی کے دن ہمارے نام مشہور ہوئے اور اس دن ہمارے کارنامے شمار کیے گئے۔
میری خالہ بنو عقیل اور بنو کعب پر فدا ہے جب کہ لوگوں کی قسمتیں ایک دوسری کی مدافعت کر رہی تھیں۔ جنھوں نے نشاش میں نعشوں کا ڈھیر لگا دیا ایک ایسی ضرب کے ساتھ جس کی اوچھی اُن کے لیے کاری تھی۔]

نشاش کے دن بنو قیس نے لوٹ مار نہیں کی مگر بنی عقیل نے آ کر اُن کو لوٹ لیا۔ نشاش کی لڑائی کا بیان تھا اس کے بعد بنو حنیفہ پھر مجتمع نہ ہو سکے بجز اس کے کہ عبیداللہ بن مسلم الحنفی نے ان کو ایک مرتبہ جمع کیا تھا اور بنو قشیر کے پانی پر حملہ کیا جو حلبان کے نام سے مشہور تھا شاعر نے کہا ہے:

لقد لاقت قشیر یوم لاقت عبیدالله احدی المنکرات

Marfat.com

لقد لاقت علی حلبان لیثاً　　ھزبر الاینام علی التراب

[بنوقشیر کوعبیداللہ کے مقابلہ کے دن سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ان کو مقام حلبان میں ایک ایسے سخت شیر سے مقابلہ کرنا پڑا جوزمین سے پیٹھ ہی نہ لگاتا۔]

عبیداللہ نے عقیل پر حملہ کر کے ان کے بیس ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

اس کے بعد مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرۃ الفزاری اپنے باپ کی جانب سے یمامہ پر والی ہوکر آیا۔اس کا باپ یزید بن عمر بن ہبیرۃ الفزاری مروان الحمار کی طرف سے عراق کا حاکم تھا۔مثنیٰ یمامہ میں اس وقت پہنچا جب کہ وہاں کے باشندے صلح وامن سے زندگی بسر کر رہے تھے کوئی جنگ وجدل نہ تھی مگر جب بنو عامر نے بنو حنیفہ کے خلاف شہادت دی تو مثنیٰ کے دل میں بھی تعصب کی آگ بھڑک اُٹھی کیونکہ وہ بھی قیسی تھا اُس نے بنو حنیفہ کے بعض لوگوں کو مارا اور اُن کے سر منڈوا ڈالے بعض نے اس پر یہ شعر کہا ہے:

فان تضربونا بالسیاط فاننّا　　ضربنا کم با لمرھفات الصوارم

وان تحلقوا منا الرؤس فاننا　　قطعنا رؤوسا منکم بالغلاصم

[اگر تم نے ہم کو کوڑے سے مارا تو کیا ہوا ہم نے تم کو تیز کاٹنے والی تلواروں سے مارا ہے۔

اگر تم نے ہمارے بعض آدمیوں کے سر منڈوائے ہیں تو ہم نے بھی تمھارے سروں کو گردن سمیت کاٹ لیا ہے۔]

اس کے بعد شہر میں سکون ہوگیا۔اس مدت میں عبیداللہ بن مسلم الحنفی برابر پوشیدہ رہا یہاں تک کہ بنوعباس کی جانب سے سری بن عبداللہ الہاشمی یمامہ پر والی ہوکر آیا۔لوگوں نے اس کو عبیداللہ کا پتہ دیا اس نے اس کو قتل کر ڈالا۔نوح بن جریر الخطفی نے کہا:

فو لا السری الھاشمی وسیفه　　اعاد عبیداللہ شرا علی عکل

[اگر سری ہاشمی اور اس کی تلوار نہ ہوتی تو عبیداللہ پھر عکل پر آفت ڈھاتا۔]

عراق پر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی ولایت

اسی سال یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق سے معزول کیا اور عبداللہ بن عمر بن

Marfat.com

عبدالعزیز کو وہاں کا حاکم بنایا۔ جب اس کو وہاں کا والی مقرر کیا تو اس سے کہا کہ عراق جاؤ کیونکہ وہاں کے باشندے تیرے باپ کے زیادہ معتقد ہیں۔ چنانچہ جب وہ عراق پہنچا تو اس نے اپنے جانے سے پہلے ان شامی سرداروں کے پاس قاصد بھیجے جو اس وقت عراق میں تھے۔ وہ اس بات سے خائف تھا کہ منصور حکومت اس کے سپرد نہ کرے گا لیکن اہل شام نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور منصور نے بھی ولایت اس کے سپرد کر دی اور خود شام کی طرف چلا گیا۔ عبداللہ نے مختلف مقامات پر اپنے عمال روانہ کیے اور لوگوں کو ان کے وظائف اور عطایا تقسیم کیے مگر اس پر سرداران شام چیں بہ جبیں ہوئے اور انھوں نے کہا کہ تم ہمارے مال کو ان لوگوں پر تقسیم کرتے ہو جو ہمارے دشمن ہیں۔ اس نے کہا کہ اے اہل عراق میرا ارادہ ہے کہ تمھاری تمام مال گذاری تم ہی کو دے دوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم اس کے زیادہ حق دار ہو لیکن ان لوگوں نے مجھ سے جھگڑا کیا۔ اس کے بعد اہل کوفہ جبانہ میں مجتمع ہو گئے تو اس نے شامیوں کو معذرت طلب کرنے کے لیے بھیجا لیکن دونوں فریقوں میں شور و شغب مچ گیا جس میں ایسے لوگ مقتول ہوئے جو غیر معروف تھے عبداللہ نے اپنا کوتوال اور سواد کے خراج و حسابات کا ذمہ دار عمر بن غضبان القبعثری کو بنایا۔

خراسانیوں کے درمیان اختلافات

اسی سال خراسان میں نزاری اور یمنی عربوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ کرمانی نے نصر بن سیار کی مخالفت کا اعلان کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب نصر نے یہ دیکھا کہ فتنہ بڑھ رہا ہے تو اس نے بیت المال کی تمام رقوم کو اپنے ساتھ لے لیا اور لوگوں کو چاندی اور سونے کے وہ ظروف بعض عطیات کے عوض میں دیے جن کو ولید کے لیے اس نے بنوایا تھا۔ لوگوں نے اپنے عطیات کا تقاضا شروع کیا تو وہ پریشان ہو کر رہ گیا۔ نصر نے کہا کہ ”میری نافرمانی سے بچو تم پر میری اطاعت اور فرماں برداری فرض ہے اور اتفاق اور اتحاد ضروری ہے۔ اس کے کہنے کے بعد دوکان دار اپنے اپنے بازاروں کی طرف جھپٹے۔ نصر ان کی اس حرکت پر بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ تمھارا کوئی عطیہ یا وظیفہ نہیں ہے اُس نے کہا کہ مجھے یقین کامل ہے کہ تمھارے قدموں کے نیچے ایسا فتنہ جوش مارتا ہے کہ جس کا روکنا مشکل ہے اور میں گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تم بازاروں میں مذبوحہ بھیڑ بکریوں کی طرح پڑے ہو گے۔ کسی

Marfat.com

شخص کی ولایت اور حکومت کے چند دن بھی گزرنے نہیں پاتے کہ تم اُس سے بیزار ہو جاتے ہو۔ اے اہل خراسان تم دشمنوں کے وسط میں فوجی چوکی ہو تم اس سے بچو کہ تم میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ تم ایسے کام کر رہے ہو جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتے ہو۔ اللہ تم پر رحم نہ کرے، میں نے تمھارے ساتھ ارتباط پیدا کیا اور آپس میں رشتہ داری اور قرابت پیدا کی لیکن اب تم میں اور ہم میں اتحاد اور دوستی نہیں ہے۔ پس میری اور تمھاری حالت اس شعر کی طرح ہے:

استمسکوا اصحابنا نحد وبکم　　　فقد عرفنا خیر کم و شر کم

[اے ہمارے دوستو ذرا ٹھہرو ہم تم کو چلائیں گے کیونکہ ہم نے تمھارے اچھے اور بروں کو پہچان لیا ہے۔]

اے اہل خراسان اللہ سے ڈرو اگر تم میں دو تلواریں بھی کھنچ گئیں یعنی ذرا بھی نا اتفاقی پیدا ہوگئی تو تم میں کا ہر شخص اس کی آرزو کرے گا کہ وہ مال و دولت اور اہل وعیال سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ اے اہل خراسان تم نے اتفاق کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور نا اتفاقی کی طرف مائل ہو گئے پھر نصر نے نابغہ ذبیانی کا یہ شعر پڑھا:

فان یغلب شقاء کم علیکم　　　فانی فی صلا حکم سعیتُ

[اگر تمھاری بدبختی تم پر غالب آجائے تو مجبوری ہے۔ ورنہ میں نے تو تمھاری بھلائی کی پوری کوشش کی۔]

اس عرصے میں نصر کے پاس عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے اس کے خراسان پر بحال رہنے کے متعلق حکم آیا۔ کرمانی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس وقت لوگ فتنہ میں مبتلا ہیں اس لیے تم لوگ اپنی ضروریات کے لیے اپنا سردار منتخب کر لو۔ اس کو کرمانی اس وجہ سے کہتے تھے کہ اس کی پیدائش کرمان کی تھی۔ اس کا نام جُدیع بن علی الازدی المعنّی تھا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تم ہی ہمارے امیر ہو۔

مضریوں نے نصر سے کہا کہ کرمانی تمھارے معاملات میں رخنہ اندازی کرے گا تم اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالو یا قید کر لو۔ نصر نے کہا کہ نہیں بلکہ میرے بہت سے بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ میں اپنے لڑکوں کی شادی اس کی لڑکیوں سے کر دوں گا اور اپنی لڑکیوں کی شادی اس کے لڑکوں سے کر دوں گا۔

Marfat.com

لوگوں نے کہا یہ مناسب نہیں ہے۔ نصر نے کہا کہ میں اس کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجتا ہوں چونکہ وہ بہت بخیل ہے اس لیے اپنے ساتھیوں کو کچھ نہ دے گا اور اس بناء پر لوگ خود ہی اس سے الگ ہو جائیں گے۔ مضریوں نے اس کو بھی ناپسند کیا اور کہا یہ تو اس کی تقویت کا باعث ہوگا۔ لوگ برابر نصر کو اس پر آمادہ کرتے رہے حتیٰ کہ اس سے یہ بھی کہا کہ اگر کرمانی کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ سلطنت پر یہودی یا نصرانی ہوئے بغیر قبضہ وتسلط حاصل نہیں کر سکتا تو وہ فوراً یہودی یا نصرانی ہو جائے گا۔

نصر اور کرمانی دونوں مخلص دوست تھے۔ کرمانی نے اسد بن عبداللہ کی حکومت کے زمانہ میں نصر کے ساتھ احسان کیا تھا لیکن جب نصر والی ہو کر آیا تو اس نے کرمانی کو ریاست سے معزول کر دیا اور دوسرے شخص کو متعین کر دیا۔ اس وجہ سے دونوں کے دلوں سے خلوص جاتا رہا۔ جب مضریوں کا اصرار حد سے متجاوز ہو گیا تو نصر نے کرمانی کے قید کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے اپنے کوتوال کو حکم دیا کہ اس کو لے آؤ۔ بنوازد نے ارادہ کیا کہ کرمانی کو چھڑا لیں لیکن کرمانی نے خود ہی ان کو ایسا کرنے سے روک دیا اور خوشی سے اس کے ساتھ نصر کے پاس چلا گیا بلکہ ہنستا ہوا گیا۔ وہاں پہنچنے کے بعد نصر نے کہا کہ اے کرمانی کیا میرے پاس تیرے قتل کے لیے یوسف بن عمر کا حکم نہیں آیا تھا اور میں نے اس کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ کرمانی خراسان کا ایک بزرگ ہے اور بہادر ہے۔ کیا اس طریقہ پر میں نے تیری جان نہیں بچائی۔ کرمانی نے کہا ہاں تم نے ایسا کیا ہے۔ نصر نے پھر پوچھا، کیا میں نے تیرا تاوان معاف نہیں کیا جس کی ادائیگی تجھ پر واجب تھی اور اس کو لوگوں کے عطایا میں محسوب نہیں کیا؟ کرمانی نے اس کے جواب میں کہا کہ ہاں۔ نصر نے پھر کہا کہ کیا میں نے تیرے لڑکے علی کے ساتھ باوجود تیری قوم کی ناراضی کے کیا بھلائی نہیں کی؟ کرمانی نے کہا ہاں۔ نصر نے کہا تو پھر ان کا یہی نتیجہ ہوا کہ تم نے فتنہ کر کے ان تمام احسانات کو خاک میں ملا دیا۔ آخر کار کرمانی نے کہا کہ امیر نے جتنی باتیں بیان کیں درحقیقت وہ اس سے زیادہ ہیں جن کا میں شکر گزار ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسد کے زمانہ میں میں کیا طرز عمل رکھتا تھا۔ میں خود فتنہ وفساد کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ سالم بن احوز نے کہا کہ اے امیر اس کی گردن اڑا دیجیے۔ عصمۃ بن عبداللہ الاسدی نے کہا اے کرمانی تو فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے یا اس چیز کو چاہتا ہے جس کو تو پا نہیں سکتا۔ عبدالرحمٰن بن نعیم العامری کے دونوں لڑکے مقدام اور قُدامۃ نے کہا کہ اے لوگو ندماء فرعون تم سے بہتر تھے کیونکہ انھوں نے فرعون سے کہا: اَرْجِهْ وَاَخَاهُ۔ (یعنی اس کو اور اس کے

Marfat.com

بھائی کو چھوڑ دو۔) واللہ تم دونوں کے کہنے سے کرمانی نہیں قتل کیا جا سکتا۔ آخر کار نصر نے اس کو سزا دے کر قھندز میں قید کرنے کا حکم دیا۔ یہ واقعہ ۲۷/ رمضان ۱۲۶ھ کا ہے۔

اس کے بعد بنواز د نے نصر سے اس کے متعلق گفتگو کی۔ نصر نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اس کو قید کر دوں گا مگر میں اُسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤں گا لیکن اگر تم کو کسی قسم کا خوف ہو تو کسی آدمی کو منتخب کرو جو اس کے ساتھ رہے۔ اُس کے طرف داروں نے یزید النحوی کو اس کام کے لیے منتخب کیا جو اس کے ساتھ رہنے لگا۔

اس کے بعد ایک شخص نَسف کا رہنے والا کرمانی کے خاندان کے پاس آیا اور اس نے ان سے کہا کہ اگر میں کرمانی کو وہاں سے نکال لاؤں تو تم مجھ کو کیا دو گے۔ اُنھوں نے کہا کہ جو کچھ مانگو گے وہ دیں گے۔ چنانچہ وہ قھندز آیا اور اس نے نکاسی آب کی نالی کے راستے کو وسیع کر دیا اور کرمانی کے لڑکوں سے کہا کہ تم اپنے باپ کو لکھ دو کہ آج رات کو نکلنے کے لیے تیار ہو جائے۔ لوگوں نے خط لکھ کر کھانے کے ساتھ بھیج دیا۔ کرمانی نے رات کو یزید النحوی اور خضر بن حکیم کے ساتھ کھانا کھایا مگر جب یہ دونوں چلے گئے تو کرمانی اس راستہ میں داخل ہوا۔ اتفاقاً ایک سانپ اس کی کمر میں لپٹ گیا لیکن اس نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ کرمانی اطمینان سے اپنے گھوڑے بشیر پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا حالانکہ اس کے پیر میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ لوگ اسی حال میں کرمانی کو عبدالملک بن حرملہ کے پاس لے آئے۔ اس نے بیڑیاں نکال ڈالیں اور اس کو آزاد کر دیا۔

بعض کا بیان ہے کہ خود کرمانی کے آزاد کردہ غلام نے قید سے نکالا اس کی صورت یہ ہوئی کہ اُس نے قھندز میں ایک سوراخ دیکھا تو وہ اس کو وسیع کر کے کرمانی کو اسی راستہ سے نکال لایا۔ کرمانی نے ابھی صبح کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ تقریباً ایک ہزار آدمی جمع ہو گئے اور آفتاب بلند ہوتے ہوتے تین ہزار انسانوں کا جمگھٹا ہو گیا۔ اس زمانے میں بنواز د نے عبدالملک بن حرملہ سے کتاب اللہ اور سنت نبوی پر بیعت کر لی تھی۔ جب کرمانی قید سے نکلا عبدالملک نے اپنی بیعت توڑ ڈالی۔

جب کرمانی قید سے بھاگا تو نصر نے باب مروالروز میں لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی اس نے کہا کہ وہ کرمان میں پیدا ہوا تو کرمانی ہوا پھر وہ ہرات میں ڈال دیا گیا اس سے ہروی ہو گیا اور دو فرشوں پر سونے والے انسان کی نہ کوئی اصل ہوتی اور نہ بڑھنے والی فرع ہوتی ہے پھر بنواز د

Marfat.com

کا تذکرہ کرتے ہوئے اس نے کہا کہ اگر ان کو چھیڑا جائے تو یہ ذلیل ترین قوم سے ہیں اور اگر ان سے اعراض کرتے ہیں تو وہ اس شخص کے اس شعر کے مصداق ہیں:

ضفادع فی ظلماء لیل تجاوبت ۔۔۔ فدل علیہا صوتہا حیۃ البحر

[مینڈک ہیں جو تاریک راتوں میں بولتے ہیں جن کی آواز دریائی سانپ کو ان کا پتہ دیتی ہے۔]

بعد میں نصر نے اپنی اس زیادتی پر ندامت کا اظہار کیا اور کہا کہ میں خدا کو یاد کرتا ہوں کیونکہ وہ خیر محض ہے اس میں شر نہیں ہے۔

پھر نصر کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوگئے۔ نصر نے سالم بن احوز کو مسلح رسالہ کے ساتھ کرمانی کے پاس بھیجا اور دوسرے لوگوں نے بھی نصر اور کرمانی کے درمیان آمد و رفت شروع کی۔ لوگوں نے نصر سے کہا کہ کرمانی کو امن دے دو اُس کو قید نہ کرو اس کے بعد کرمانی خود نصر کے پاس آیا اور اُس نے اپنا ہاتھ نصر کے ہاتھ میں رکھ دیا چنانچہ نصر نے اس کو حکم دیا کہ تم ہمیشہ اپنے مکان پر مقیم رہو۔ لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد کرمانی کو نصر سے کوئی تکلیف پہنچی تو وہ اپنے ایک قریہ میں چلا گیا یہ خبر سن کر نصر نے باب مرو پر فوج کا اجتماع کیا لیکن پھر لوگوں نے کہہ سن کر کرمانی کو مامون کر دیا۔ اس کے بعد نصر کا ارادہ ہوا کہ اس کو خراسان سے نکلوا دے۔ اس پر سالم بن احوز نے کہا کہ اگر آپ اس کو نکال دیں گے تو اُس کی شہرت ہو جائے گی۔ دوسروں نے کہا اسے خارج کر دیجیے کیونکہ وہ اسی سے ڈرتا ہے۔ نصر نے کہا جس چیز کا مجھے اس کی جانب سے اس وقت خطرہ ہے اُس کے خارج ہونے کے بعد نہ رہے گا کیونکہ جب کوئی شخص شہر بدر کیا جاتا ہے تو اُس کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ لوگ برابر نصر کے اس خیال کی مخالفت کرتے رہے اور امن کے خواست گار رہے چنانچہ نصر نے پھر اس کو مامون کر دیا اور اس کے ساتھیوں کو دس دس درہم انعام دیے۔

کرمانی جب نصر کے پاس آیا تو نصر نے اس کو امن دے دیا پھر جب ابن جمہور عراق سے معزول کیا گیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو شوال ۱۲۶ھ میں عراق کا حاکم بنایا گیا۔ تو نصر نے خطبہ دیا اور اس میں ابن جمہور کا ذکر کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ عراق کے عمال سے نہیں ہے اور اب خدا نے اس کو معزول کر دیا اور بہتر شخص کو جو بہتر شخص کا بیٹا ہے وہاں کا حاکم مقرر ہوا ہے۔ کرمانی ابن جمہور

Marfat.com

کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے بہت خفا ہوا اور وہاں سے واپس آ کر لوگوں کو جمع کرنے اور ہتھیار جمع کرنے میں مشغول ہو گیا۔ وہ ہر جمعہ کو کم وبیش ایک ہزار پانچ سو آدمیوں کے ساتھ مسجد مقصورہ کے باہر نماز پڑھتا پھر مقصورہ میں داخل ہو کر نصر کو صرف سلام کر کے واپس چلا جاتا، بیٹھتا نہ تھا۔ آخر میں نصر کے پاس آمد ورفت بھی ترک کر دی بلکہ اس کی مخالفت کا اظہار کیا۔ نصر نے سالم بن احوز کے ذریعہ کرمانی کو کہلا بھیجا کہ واللہ میں نے تم کو کسی برائی یا تکلیف دینے کے خیال سے نہیں قید کیا تھا بلکہ مجھ کو فتنہ وفساد کا خوف تھا اس لیے تم میرے پاس چلے آؤ۔ کرمانی نے سالم سے کہا، اگر تم میرے مکان میں نہ ہوتے تو میں بلاشبہ تم کو قتل کر ڈالتا۔ تم ابن اقطع (ہاتھ کٹے ہوئے کے بیٹے) کے پاس جاؤ اور جو برا بھلا جی میں آئے کہہ دو۔ چنانچہ سالم نصر کے پاس واپس گیا اور تمام باتیں بیان کر دیں۔ نصر بار بار لوگوں کو بھیجتا رہا حتیٰ کہ کرمانی نے آخر میں یہ کہلا بھیجا کہ مجھ کو اس کا اطمینان نہیں ہے کہ تجھ کو لوگ تیرے ارادہ کے خلاف مجبور کریں اور تو میرے ساتھ کوئی ایسا فعل کر بیٹھے جس کے بعد کسی دوستی یا الفت کا لحاظ باقی نہ رہے۔ اس لیے اگر تو چاہتا ہے کہ میں تیرے پاس سے چلا جاؤں تو میں چلا جاتا ہوں لیکن ہیبت وخوف سے نہیں بلکہ میں یہ برا سمجھتا ہوں کہ اس شہر کے لوگوں کو تکلیف پہنچاؤں اور یہاں خوں ریزی کروں۔ اس کے بعد اس نے جرجان جانے کی تیاری کی۔

حارث بن سُریج کا حال

اسی سال حارث بن سُریج کو جو بلاد ترک میں تھا امن دیا گیا۔ یہ وہاں بارہ برس سے مقیم تھا۔ اس کے بعد حکم دیا گیا کہ وہ خراسان واپس آ جائے۔ اس کی صورت یوں ہوئی کہ جب خراسان میں نصر اور کرمانی کے درمیان جھگڑے چھڑے تو نصر کو یہ خطرہ ہوا کہ اگر حارث کی طاقت اپنے ساتھیوں اور ترکوں کے ساتھ مل کر بڑھ جائے گی تو کرمانی وغیرہ سے زیادہ اس کے دفعیہ میں مشکل پڑے گی لہٰذا اُس نے حارث سے دوستی پیدا کرنا چاہی اور مقاتل بن حیان نبطی وغیرہ کو بھیجا کہ اس کو بلاد ترک سے واپس لے آئے۔ پھر خالد بن زیاد الترمذی اور خالد بن عمر و مولی بنی عامر، یزید بن ولید کے پاس گئے اور حارث کے لیے اس سے امان طلب کی۔ چنانچہ اس نے امان دینے کا فرمان لکھ دیا اور نصر اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز، عامل کوفہ کو لکھا کہ حارث کا جو کچھ مال ضبط کر لیا گیا وہ سب واپس کر دیا جائے۔ یہ دونوں امان کا حکم لے کر

Marfat.com

کوفہ آئے اور پھر خراسان پہنچے۔ نصر نے پھر اپنا قاصد حارث کے پاس بھیجا جس سے اس وقت ملاقات ہوئی جب وہ مقاتل بن حیان اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ واپس آ رہا تھا چنانچہ وہ نصر کے پاس آیا اور مرورود میں مقیم ہوا۔ نصر نے اس کی تمام چیزیں واپس کر دیں اس کی یہ مراجعت ۱۲۷ھ میں ہوئی تھی۔

حامیانِ بنی عباس

اسی سال امام ابراہیم بن محمد نے ابو ہاشم بکیر بن ماہان کو وصیت اور ہدایت کے ساتھ خراسان بھیجا۔ اس نے مرو پہنچ کر نقباء اور دعاۃ کو جمع کیا اور محمد بن علی کی وفات کی خبر دی اور ان کو محمد بن علی کے لڑکے ابراہیم کی بیعت کی دعوت دی اور ان کا خط ان کے حوالے کیا۔ لوگوں نے اس خط کو اور دعوت کو قبول کر لیا اور حامیوں کا جو کچھ نفقہ ان کے پاس جمع تھا اسے بکیر کے حوالے کیا اور وہ ان کو لے کر ابراہیم کے پاس واپس آیا۔

ابراہیم بن ولید کی ولی عہدی کی بیعت

اسی سال یزید بن ولید نے اپنے بھائی ابراہیم اور اس کے بعد عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کی ولی عہدی کی بیعت لینے کا حکم دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ۱۲۶ھ میں یزید بیمار ہوا تو اس سے لوگوں نے کہا کہ ان دونوں کے لیے بیعت لے لے۔ مگر یزید ہمیشہ سے قدریوں کے ساتھ تھا آخر کار اس نے ان دونوں کی بیعت لینے کا حکم دیا۔

مروان بن محمد کی مخالفت

اسی سال مروان بن محمد نے یزید بن ولید کی مخالفت کا اظہار کیا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب ولید قتل کر دیا گیا تو عبدالملک بن مروان بن محمد، ولید کے بھائی عمیر بن یزید کے ساتھ صائفہ سے واپس آ کر حران میں مقیم تھا۔ ولید کی طرف سے جزیرہ کا حاکم عبدۃ بن ریاح الغسانی تھا۔ جب ولید مقتول ہو گیا تو وہ جزیرہ چھوڑ کر شام چلا آیا۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر عبدالملک بن مروان بن محمد نے جزیرہ اور حران پر قبضہ کر لیا اور اپنے والد کو جو آرمینیا میں تھے اس کی اطلاع دی اور جلد چلے آنے کی

Marfat.com

درخواست کی۔ چنانچہ مروان نے روانگی کی تیاری شروع کی۔ لوگوں کو سرحد کی جانب بھیج دیا تاکہ وہ ان پر قبضہ کر کے ان کو محفوظ کرلیں اور ظاہر یہ کیا کہ وہ ولید کے خون کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ پھر وہ فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ اہل فلسطین میں سے اس کے پاس ثابت بن نعیم الجذامی تھا۔

اس کے ساتھ رہنے کی صورت یہ ہوئی کہ جب افریقہ کے حاکم کلثوم بن عیاض کو لوگوں نے قتل کر ڈالا تو ہشام نے اس کو افریقہ میں حاکم بنا کر بھیجا لیکن اس نے فوج کو اطاعت خلیفہ سے منحرف کر دیا اس لیے ہشام نے اس کو قید کر دیا۔ مروان بن محمد ایک وفد کے ساتھ ہشام کے پاس آیا اور اس کی رہائی کی درخواست کی۔ ہشام نے اس کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد مروان نے اس کو اپنے مصاحبوں میں داخل کرلیا۔

جب مروان روانہ ہوا تو ثابت بن نعیم نے ان شامیوں کو جو مروان کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ ہو جائیں اور مروان کا ساتھ چھوڑ دیں تاکہ وہ ان کو لے کر شام چلا جائے چنانچہ شامیوں نے مروان کا ساتھ چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ ہو گئے حتیٰ کہ ان کی تعداد مروان کے بقیہ لوگوں سے دوگنی ہوگئی۔ رات بہت ہی بیداری اور ہوشیاری سے گزاری اور جب صبح ہوگئی تو جنگ کے لیے صف آراء ہوئے۔ مروان کو جب خبر ملی تو اس نے منادیوں کو حکم دیا کہ وہ دونوں صفوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر یہ منادی کر دیں۔ اے شامیو۔ تم کو کس چیز نے اس کام کی طرف بلایا۔ کیا میں تمھارے ساتھ خوش خلقی سے نہیں پیش آیا شامیوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ آپ کی اطاعت خلیفہ کی اطاعت کی وجہ سے کرتے تھے۔ اب وہ قتل کر دیا گیا۔ اہل شام نے یزید کے لیے بیعت کرلی تو ہم ثابت کی ولایت سے راضی ہیں تاکہ وہ ہم کو ہمارے شہروں کی طرف لے جائے۔ منادیوں نے کہا کہ تم لوگ جھوٹ کہتے ہو جو کہتے ہو اس کا ارادہ نہیں ہے بلکہ تمھاری یہ خواہش ہے کہ راستہ میں جو اہل ذمہ ملیں ان کا مال واسباب لوٹ لو۔ اس لیے ہمارے اور تمھارے درمیان اس وقت تک شمشیر برہنہ رہے گی جب تک تم مطیع نہ ہو جاؤ۔ اس کے بعد میں تم کو لے کر غزوہ کے لیے نکلوں گا اس کے بعد تم کو اجازت دوں گا کہ تم اپنے اپنے شہروں میں چلے جاؤ۔ لوگوں نے اس کے بعد مروان کی اطاعت قبول کرلی اور مروان نے ثابت بن نعیم اور اس کی اولاد کو قید کرلیا اور لشکر پر پورا قبضہ کرلیا لیکن جب حران پہنچا تو اس نے ان کو شام روانہ کر دیا اور اہل جزیرہ کو آنے کا حکم دیا چنانچہ جزیرہ سے بیس ہزار سے زیادہ لوگ آئے۔ ان کو

Marfat.com

لے کراس نے یزید کے مقابلے کی تیاری کی اسی اثنا میں یزید کا یہ پیغام پہنچا کہ اگر تم مجھ پر بیعت کرلوتو میں تم کو ان مقامات کا والی بنادوں گا جن کا عبدالملک بن مروان نے تمھارے باپ محمد بن مروان کو والی بنایا تھا یعنی جزیرہ، آرمینیا، موصل اور آذر بائیجان۔ مروان نے فوراً ان شرائط پر یزید کی بیعت کرلی اور یزید نے بھی اپنا وعدہ پورا کردیا۔

یزید بن ولید بن عبدالملک کی وفات

اسی سال ۲۰رذی الحجہ کو یزید بن ولید نے وفات پائی۔اس کی مدت خلافت چھ مہینے اور دو راتیں رہیں۔ بعض لوگ چھ مہینے بارہ دن اور بعض پانچ مہینہ بارہ دن بیان کرتے ہیں۔ اس کی وفات دمشق میں ہوئی اس وقت اس کی عمر ۴۶ برس کی تھی اور بعض ۳۷ سال بتاتے ہیں۔ ماں ام ولد تھی۔ اس کا نام شاھفرند بنت فیروز بن یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ تھا۔ چنانچہ یزید نے اس کو شعر میں یوں کہا ہے:

انا ابن کسریٰ وابی مروان وقیصر جدی وجدی خاقان

[میں کسریٰ کا بیٹا ہوں اور میرا باپ مروان تھا اور میرے جد قیصر وخاقان تھے۔]

اس نے قیصر وخاقان کو جداس وجہ سے کہا کہ فیروز بن یزدجرد کی ماں کسریٰ شیرویہ بن کسریٰ کی صاحبزادی تھی اور اس کی ماں (یعنی فیروز کی نانی) قیصر کی لڑکی تھی اور شیرویہ کی ماں خاقان ملک الترک کی صاحبزادی تھی۔

یزید کی زبان سے مرتے وقت جو الفاظ نکلے وہ یہ تھے واحسرتاہ۔ واسفاہ۔ ہائے افسوس۔ یزید نے اپنی مُہر پر العظمۃ للہ کندہ کرایا تھا۔ یہ پہلا شخص تھا جو عید کے دن دوصفوں کے درمیان مسلح ہو کر نکلا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ قدر یہ تھا، رنگ گندمی تھا، قد لانبا تھا، سر چھوٹا تھا لیکن خوبصورت آدمی تھا۔

ابراہیم بن ولید بن عبدالملک کی خلافت

جب یزید بن ولید انتقال کرگیا تو اس کی جگہ پر اس کا بھائی ابراہیم خلیفہ ہوا لیکن حکومت اس کے پورے قبضہ میں نہیں آئی اسی وجہ سے کبھی خلیفہ مانا جاتا تھا اور کبھی امیر تسلیم کیا جاتا تھا اور کبھی ان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں۔ چار مہینہ تک یہ برسر حکومت رہا۔

Marfat.com

بعض کہتے ہیں کہ صرف ۷۰ دن حکمراں رہا پھر مروان بن محمد نے آکر اس کو تخت سے علیحدہ کردیا جس کا مفصل تذکرہ ہم پھر کریں گے اس کے دو سال کے بعد وہ وبا میں انتقال کر گیا اس کی کنیت ابواسحٰق تھی، اس کی ماں بھی ام ولد تھی۔

عبدالرحمٰن بن حبیب کا افریقہ پر غلبہ

جب عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع کے والد اور کلثوم بن عیاض ۱۲۲ھ میں مقتول ہوگئے تو یہ بھی شکست کھا کر اندلس کی طرف روانہ ہوا جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ عبدالرحمٰن نے اس کا ارادہ کیا کہ اندلس پر قبضہ کرے لیکن ایسا نہ کرسکا پھر جب حنظلہ بن صفوان افریقہ کا حاکم ہوکر آیا جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں اور اس نے ابوالخطار کو اندلس کا حاکم مقرر کرکے بھیجا تو عبدالرحمٰن کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا اور وہ ابوالخطار سے ڈر کر افریقہ چلا آیا اور پھر وہاں سے جمادی الاخریٰ ۱۲۶ھ میں تونس پہنچا۔ جب ولید بن یزید شام میں خلیفہ بنایا گیا تو عبدالرحمٰن نے وہاں کے لوگوں کو اپنی طرف بلایا جب لوگوں نے اس کی دعوت قبول کرلی تو اُن کو لے کر قیروان کی طرف روانہ ہوا۔ قیروان کے باشندے اس سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہوگئے لیکن حنظلہ نے اُن کو روک دیا کیونکہ وہ اس خیال کا آدمی تھا کہ جنگ صرف کافروں اور خارجیوں سے کرنی چاہیے۔ حنظلہ نے قیروان کے چند سردار اور روسا قبائل کو اپنا خط دے کر عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا اور اس کو ترغیب دی کہ وہ پھر اطاعت قبول کرلے لیکن اس نے ان سب کو گرفتار کرلیا اور ان کو قیروان ساتھ لایا۔ وہاں کے لوگوں سے اس نے کہا کہ اگر کسی نے مجھ کو ایک پتھر بھی مارا تو میرے پاس تمھارے جتنے آدمی ہیں۔ ان سب کو قتل کر ڈالوں گا چنانچہ اس ڈر سے کسی نے اس سے لڑائی نہیں کی۔ اس کے بعد حنظلہ وہاں سے نکل کر شام چلا آیا اور عبدالرحمٰن ۱۲۷ھ میں قیروان اور تمام افریقہ کا حاکم بن بیٹھا لیکن جب حنظلہ وہاں سے نکلا تو اس نے افریقہ والوں اور عبدالرحمٰن کے لیے بددعا کی چنانچہ وہ مقبول ہوگئی اور سات سال تک مسلسل تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ طاعون اور وبا پھیلی رہی۔

عبدالرحمٰن سے انتقام لینے کے لیے عربوں اور بربریوں کی ایک جماعت تیار ہوئی اس کے بعد عبدالرحمٰن مارا گیا۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن کے مخالفین میں عروہ بن ولید صدفی تھا جس نے تونس پر قبضہ کرلیا تھا اور ابن عطاف عمران بن عطاف الازدی بھی اس کی مخالفت کے لیے کھڑا ہوا اور وہ طیفاس میں مقیم رہا اور تمام بربری پہاڑوں پر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ثابت صنہاجی نے باجہ پر حملہ کیا اور اُس پر قبضہ کرلیا۔

عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کو بلایا اور ۶۰۰ سوار اس کے ساتھ کیے اور کہا کہ تم ابوعطاف کے لشکر تک پہنچ جاؤ، جب اس کی فوج تم کو دیکھ لے تو تم ان کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاؤ جس سے یہ معلوم ہو کہ تمھارا ارادہ تونس جا کر عروہ بن ولید سے لڑنے کا ہے پھر جب تم فلاں مقام پر پہنچ جاؤ تو وہاں ٹھہرو یہاں تک کہ فلاں شخص میرا خط لا کر تم کو دے اور جو کچھ اس میں لکھا ہو اس کے مطابق عمل کرو۔

چنانچہ الیاس روانہ ہوگیا عبدالرحمٰن نے اس شخص کو بلایا جس کے متعلق اس نے اپنے بھائی سے تذکرہ کیا تھا اور اس کو اپنا ایک خط دیا اور ہدایت کی کہ تم یہاں سے جا کر ابوعطاف کے لشکر میں داخل ہو جاؤ پھر جب دیکھو کہ الیاس وہاں پہنچ گیا اور وہ لوگ ہتھیار اور سواری تلاش کرنے لگے لیکن پھر جب وہ گزر گیا تو لوگ اپنی کمریں کھول کر مطمئن ہو بیٹھے تو اس وقت یہ میرا خط الیاس کو جا کر دے دینا۔ غرض کہ یہ شخص روانہ ہو کر ابوعطاف کے لشکر میں پہنچا اور دیکھتا رہا کہ جب الیاس قریب پہنچا تو لوگوں نے جنگ کی تیاری شروع کی اور اپنی اپنی سواریوں پر چڑھنے لگے لیکن جب وہ گذر گیا اور تونس کا رخ کیا تو لوگوں نے ہتھیار اتار دیے اور مطمئن ہو بیٹھے اور کہنے لگے کہ اب یہ شیر کے دونوں جبڑوں کے درمیان میں آ گیا ہے۔ ہم لوگ یہاں ہیں اور اہل تونس وہاں ہیں۔ جب اس شخص نے دیکھا کہ یہ لوگ مطمئن ہو گئے تو الیاس کے پاس پہنچ کر عبدالرحمٰن کا خط دے دیا۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ قوم تجھ سے بے خوف ہو گئی اس لیے پلٹ کر ان پر حملہ کردو اور وہ اپنی غفلت میں پڑے رہیں چنانچہ الیاس وہاں سے پلٹا اور اسی حالت میں حملہ کر دیا حتیٰ کہ وہ اس قدر بے خبر سوئے تھے کہ ہتھیار بھی نہ سنبھال سکے۔ اس نے ابوعطاف اور اس کے ساتھیوں کو جلد از جلد موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ واقعہ ۱۳۰ھ کا ہے پھر الیاس نے اپنے بھائی کو اس کی خوش خبری روانہ کی جس کے بعد عبدالرحمٰن نے لکھا کہ تونس کی طرف کوچ کرو اور یہ ہدایت کی کہ جب اہل تونس تم کو دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ یہ ابوعطاف ہوگا اس لیے وہ جنگ کی تیاری نہیں کریں گے پھر اس وقت تمھاری کامیابی کا موقع ہوگا۔ چنانچہ جب الیاس تونس پہنچا تو واقعۃً لوگوں کو اسی حالت میں دیکھا جیسا کہ عبدالرحمٰن نے لکھا تھا حتیٰ کہ وہاں کا حاکم عروہ بن ولید اس وقت حمام میں تھا۔ الیاس

Marfat.com

نے فوراً محاصرہ کرلیا اور اس کو کپڑے پہننے کا بھی موقع نہیں دیا اور وہ تولیہ لپیٹ کر برہنہ بدن گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا لیکن جب الیاس نے للکارا ''یا فارس العرب'' اے عرب کے شہسوار تو وہ اسی وقت پلٹ پڑا۔ الیاس نے اس پر ایک وار کیا عروہ لپٹ گیا اور آخر کار دونوں زمین پر گر پڑے اور قریب تھا کہ عروہ الیاس پر غلبہ پا جائے لیکن الیاس کے غلام نے عروہ کا کام تمام کردیا۔ اس کے بعد الیاس نے اس کا سر کاٹ کر عبدالرحمٰن کے پاس بھیج دیا اور الیاس تونس ہی میں مقیم رہا۔

جب طرابلس میں عبدالجبار اور حارث نامی دو اشخاص عبدالرحمٰن کے مخالف ہوگئے اور انہوں نے شہر کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کیا تو ۱۳۱ھ میں عبدالرحمٰن ان کے مقابلے کو آیا اور ان سے لڑ کر دونوں کو قتل کرڈالا یہ دونوں شخص فرقۂ خوارج اباضیہ سے تھے۔

پھر عبدالرحمٰن نے بربریوں کے مقابلے کے لیے فوج مرتب کی اور ۱۳۲ھ میں طرابلس کی فصیل تعمیر کرائی اور وہاں سے قیروان کی طرف گیا اور تلمسان پر چڑھائی کی جہاں بہت سے بربری جمع تھے اور ان پر غلبہ حاصل کیا۔ یہ ۱۳۵ھ کا واقعہ ہے اس کے بعد اس نے ایک لشکر صقلیہ کے لئے روانہ کیا جس نے کامیابی کے ساتھ غنیمتیں بھی حاصل کیں۔ دوسرا لشکر سردانیہ کی طرف بھیجا۔ اس نے رومیوں کو خوب اچھی طرح قتل کیا اور تمام مغربی ممالک کو روند ڈالا اور بہت سے غنائم کے ساتھ واپس آیا الغرض اس کا کوئی دستہ ہزیمت کھا کر واپس نہیں پھرا۔

اسی عرصے میں جب کہ عبدالرحمٰن افریقہ میں تھا۔ مروان بن محمد کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا اور دولت بنی امیہ کا خاتمہ ہوگیا۔ چنانچہ اس نے افریقہ میں عباسیوں کے نام کا خطبہ پڑھا اور سفاح کی اطاعت قبول کرلی۔ پھر اس کے پاس بنو امیہ کی ایک جماعت آئی جن کے یہاں اس نے اور اس کے بھائیوں نے شادی کرلی۔ جو لوگ آئے تھے ان میں ولید بن یزید بن عبدالملک کے دونوں لڑکے عاص اور عبدالمومن تھے۔ ان کی چچا زاد بہن عبدالرحمٰن کے بھائی الیاس کے نکاح میں تھی لیکن عبدالرحمٰن کو معلوم ہوا کہ یہ دونوں فساد پھیلانے کی غرض سے آئے ہیں اس لیے اس نے ان دونوں کو قتل کرڈالا۔ ان کی چچا زاد بہن نے جو الیاس کے نکاح میں تھی اپنے شوہر سے کہا، کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ تیرے ہی بھائی نے تیرے ان رشتہ داروں کو قتل کرڈالا اور تیرا کچھ بھی خیال نہیں کیا بلکہ اس نے تیری بے عزتی کی حالانکہ تو ہی وہ تلوار ہے جس کی وجہ سے وہ ظفریاب ہوتا ہے مگر تعریف یہ ہے کہ جب تو نے کوئی نئی

Marfat.com

فتح حاصل کی تو اس نے خلفاء کو لکھا کہ میرے بیٹے حبیب نے فتح کیا چنانچہ اسی کو اپنا ولی عہد بنایا اور تجھ کو اس حق سے محروم رکھا۔ غرض کہ وہ اکثر اس قسم کے الفاظ سے بھڑکاتی رہی اور جوش دلاتی رہی حتیٰ کہ وہ ان باتوں میں آ گیا اور اپنے بھائی کے لیے تدبیریں سوچنے لگا۔

اسی اثناء میں سفاح کا انتقال ہو گیا اور منصور خلیفہ ہوا تو اس نے بھی عبدالرحمٰن ہی کو افریقہ کا حاکم بنایا اور اس کے پاس سیاہ رنگ کی خلعت بھیجی۔ یہ پہلی سیاہ خلعت تھی جو افریقہ میں داخل ہوئی اس کے بعد عبدالرحمٰن نے بھی منصور کے پاس تحفہ و تحائف بھیجے اور خط میں یہ لکھا کہ آج کل افریقہ پورا اسلامی شہر ہے اس لیے یہاں سے غلام اور مال نہیں وصول ہو سکتے۔ اس وجہ سے آپ بھی اس کا مطالبہ نہ کیجیے گا۔ منصور یہ سن کر بہت خفا ہوا اور اس کو بہت سخت تہدید آمیز خط لکھا جس پر عبدالرحمٰن نے افریقہ کو منصور سے علیحدہ کر لیا اور منبر ہی پر اس کی خلعت کو چاک کر ڈالا۔ عبدالرحمٰن کے اس فعل کی اس کے بھائی الیاس نے مخالفت کی تھی اور قیروان کے سرداروں کی ایک جماعت، الیاس کو وہاں کا والی بنانے اور خطبہ میں منصور کے لیے دعا پڑھنے اور عبدالرحمٰن سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئی۔ جب عبدالرحمٰن کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے الیاس کو تونس جانے کا حکم دیا۔ الیاس فوج وغیرہ مرتب کر کے عبدالرحمٰن سے رخصت ہونے گیا اور اپنے ساتھ اپنے بھائی عبدالوارث کو بھی لیتا گیا۔ دونوں نے جاتے ہی عبدالرحمٰن کو قتل کر ڈالا۔ یہ قتل ماہ ذی الحجہ ۱۳۷ھ میں ہوا۔ اس نے افریقہ میں دس سال سات مہینہ حکومت کی۔

جب یہ قتل کیا جا چکا تو الیاس نے مکان کا دروازہ بند کر دیا تا کہ اس کے لڑکے حبیب کو بھی گرفتار کرے لیکن وہ ہاتھ نہ لگا بلکہ تونس بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر اپنے چچا عمران بن حبیب سے ملا اور اس کو اپنے والد کے قتل کی خبر دی۔ الیاس پھر ان دونوں سے لڑنے کے لیے گیا۔ چھوٹی سی جنگ کے بعد ان میں اس بات پر مصالحت ہو گئی کہ قفصہ، قسطیلہ اور نفزاوہ حبیب کو دیا جائے اور عمران کو تونس، صطفورہ اور جزیرہ دیا جائے اور تمام افریقہ الیاس کے قبضہ میں رہے۔ یہ صلح ۱۳۸ھ میں ہوئی۔ جب صلح ہو چکی تو حبیب بن عبدالرحمٰن اپنے ممالک کی طرف روانہ ہوا اور الیاس اپنے بھائی کے ساتھ تونس کی طرف چلا۔ راستے میں اس نے بھائی کو دھوکا دے کر قتل کر ڈالا اور تونس پر قابض ہو گیا وہاں کے سردار ان عرب کی ایک جماعت کو قتل کر کے قیروان چلا آیا۔ ان تمام جھگڑوں سے جب اس کو اطمینان ہو گیا تو منصور کو اپنی اطاعت کی خبر دینے کے لیے وفد بھیجا جس میں وہ افریقہ کا قاضی عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم بھی تھا۔

Marfat.com

پھر حبیب نے تونس پر آ کر قبضہ کر لیا یہ سُن کر الیاس بھی اس کے مقابلہ کے لیے آیا لیکن پہلے معمولی سی جنگ ہوئی جب رات کی تاریکی زیادہ چھا گئی تو حبیب خیمہ سے تنہا نکل کر قیروان آیا اور وہاں جو لوگ قید خانے میں تھے ان کو نکال لایا جس کی وجہ سے اس کے پاس بہت بڑی جمیعت ہوگئی۔ الیاس بھی اس کی جستجو میں روانہ ہوا لیکن اس کے بہت سے ساتھی اس کی رفاقت چھوڑ کر حبیب سے مل گئے اور حبیب کی فوج کی تعداد اور بڑھ گئی۔ جب دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں تو الیاس کے بہت سے ساتھیوں نے اس کا ساتھ دھوکہ سے چھوڑ دیا۔ حبیب دونوں صفوں کے درمیان میں آیا اور اس نے یہ کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے کہ ہم اپنے معین اور مددگاروں کا خون بہائیں اس لیے تو ہی میدان میں آ۔ ہم میں سے جو شخص دوسرے کو قتل کر ڈالے گا اس سے اس کو اطمینان ہو جائے گا۔ یہ سُن کر الیاس نے کچھ توقف کیا لیکن پھر میدان میں آیا اور سخت جنگ ہوئی۔ پہلے پہل دونوں کے نیزے ٹوٹ گئے اور پھر تلواریں ٹوٹ گئیں اس کے بعد حبیب نے ایک مرتبہ ایسا وار کیا کہ الیاس کا کام تمام ہو گیا اور اس کے بعد وہ قیروان میں داخل ہوا۔ یہ واقعہ ۱۳۸ھ کا ہے۔

وہاں سے الیاس کے باقی دوسرے بھائی بھاگ کر بربر کے ایک قبیلہ ورفجومہ کے پاس چلے آئے اور یہاں آ کر پناہ لی لیکن حبیب نے یہاں بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور آ کر ان لوگوں سے بھی جنگ کی۔ مگر ان لوگوں نے حبیب کو شکست دے دی اس وجہ سے وہ قابس کو چلا گیا۔ اس عرصے میں ورفجومہ کے لوگوں کی طاقت بڑھ گئی اور بربری اور خوارج بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ ان کا سردار عاصم بن جمیل نامی ایک شخص تھا جس نے نبوت اور کہانت کا بھی دعویٰ کیا تھا اور دین میں تغیر و تبدل کر دیا تھا۔ نمازوں میں زیادتی کر دی تھی۔ اذان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کو نکال دیا تھا۔ اس نے عربوں کی ایک جماعت تیار کر کے قیروان کا ارادہ کیا۔ باشندگان قیروان کی ایک جماعت کی جانب سے قاصد آئے جنھوں نے اس کو یہ پیغام پہنچایا کہ قیروان والوں نے آپ کو بلایا ہے اور آپ کی حمایت و اعانت اور حفاظت اور فتح کے لیے دعا کا مضبوط اور پختہ وعدہ کرتے ہیں۔ چنانچہ عاصم عرب اور بربر کی جماعتوں کو لے کر ان کی طرف روانہ ہوا لیکن جب قیروان کے قریب پہنچے تو وہاں کے لوگ جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ جنگ میں وہ شکست کھا کے بھاگے اور عاصم قیروان میں داخل ہو گیا۔ ورفجومہ نے وہاں کے محرمات کو اپنے لیے حلال کر دیا عورتوں لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنا غلام بنا لیا جانوروں کو جامع

Marfat.com

مسجد میں باندھ کر ملوث کر دیا۔

اس کے بعد عاصم، حبیب کی تلاش میں نکلا وہ اس وقت قابس میں تھا اس نے قابس پہنچ کر اس سے لڑائی کی جس میں حبیب شکست کھا کر جبل کی طرف بھاگا لیکن اس کے ساتھیوں نے اس کو جوش دلایا اور مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ پھر جنگ ہوئی جس میں عاصم اور اس کے اکثر رفقاء قتل کیے گئے اس کے قتل کے بعد حبیب پھر قیروان آیا۔ ورفجومہ کا سردار عبدالملک بن ابی الجعد جنگ کے لیے نکلا۔ اس لڑائی میں حبیب کو شکست ہوئی اور وہ مع اپنے ساتھیوں کے مقتول ہو گیا۔ یہ محرم ۱۴۰ھ کا واقعہ ہے۔ افریقہ پر عبدالرحمٰن کی حکومت دس سال کئی مہینہ رہی اور الیاس کی ایک سال چھ مہینہ رہی اور عبدالرحمٰن کے لڑکے حبیب کی تین سال رہی۔

ورفجومہ کا قیروان سے اخراج

جب حبیب بن عبدالرحمٰن قتل کیا جا چکا تو عبدالملک بن ابی الجعد نے قیروان میں آ کر ویسا ہی ظلم کیا اور دین کی تحقیر کی جیسا کہ عاصم نے کیا تھا۔ اس لیے وہاں کے باشندے قیروان چھوڑ کر چلے گئے۔ اتفاقاً اباضی فرقہ کا کوئی شخص قیروان میں کسی ضرورت سے گیا تو اس نے دیکھا کہ چند ورفجومیوں نے ایک عورت کو زبردستی پکڑ لیا ہے اور اس کو جامع مسجد میں لیے جا رہے ہیں۔ دوسرے لوگ یہ تماشہ دیکھتے رہے۔ اس شخص نے اپنی ضرورت کو چھوڑ کر ابوالخطاب عبدالاعلی بن السمح المعافری کو آ کر خبر دی۔ چنانچہ ابوالخطاب آئے "اللہ تیرا گھر، اے اللہ تیرا گھر" کہتے ہوئے نکلے اس پر تمام لوگ ہر طرف سے جمع ہو گئے وہ ان تمام کو لے کر طرابلس غرب کی طرف چلے بہت سے خارجی اور اباضیہ فرقہ کے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ ان کے مقابلہ کے لیے عبدالملک نے ورفجومہ کی ایک فوج روانہ کی جس کو ان لوگوں نے شکست دی اور قیروان کا رخ کیا۔ جب قیروان کے قریب پہنچے تو ورفجومہ مقابلے کے لیے نکلے اور دونوں میں شدید جنگ ہوئی وہ اہل قیروان جو ورفجومہ کے ساتھ تھے۔ ان کا ساتھ چھوڑ کر خود پسپا ہوئے اُن کے ساتھ ورفجومہ بھی شکست کھا کر بھاگے جس میں بہت سے لوگ مقتول ہوئے۔ عبدالملک ورفجومی بھی قتل کیا گیا۔ ابوالخطاب ورفجومیوں کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا بلکہ اس نے افراط سے کام لیا۔ جب وہ جنگ سے فارغ ہو گیا تو عبدالرحمٰن بن رستم الفارسی کو قیروان کا حاکم مقرر کیا اور خود

Marfat.com

طرابلس چلا آیا یہ بڑی جنگ صفر ۱۴۱ھ میں ہوئی۔

پھر منصور کے عامل مصر محمد بن اشعث خزاعی نے سرداروں کی ایک جماعت کو ابوالاحوص عمر بن احوص العجلی کی سرداری میں ابوالخطاب سے جنگ کرنے کے لیے طرابلس کی طرف بھیجا۔ ابوالخطاب ان کے مقابلے کے لیے نکلا اور ۱۴۲ھ میں ان کو اس نے شکست دی۔ یہ لوگ شکست کھا کر مصر واپس آئے اور اب ابوالخطاب تمام افریقہ کا حاکم بن گیا۔ ۱۴۳ھ میں منصور نے اغلب بن سالم التمیمی کے ہمراہ محمد بن اشعث الخزاعی کو افریقہ کا حاکم بنا کر روانہ کیا۔ یہ پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ وہاں آ پہنچا۔ جب اس کی خبر ابوالخطاب کو ملی تو اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو چاروں طرف سے جمع کیا۔ اس کی فوج اس قدر کثیر التعداد ہوگئی کہ محمد بن اشعث خوف کھانے لگا لیکن اتفاقاً قبیلہ زناتہ اور ہوارہ کے درمیان میں زناتہ کے ایک مقتول کی وجہ سے جھگڑا ہوگیا۔ زناتہ نے ابوالخطاب پر یہ الزام لگایا کہ اس کا میلان زیادہ تر قبیلہ ہوارہ کی طرف ہے۔ اس بنا پر ایک جماعت اس سے علیحدہ ہوگئی۔ اس تفرقہ سے ابن اشعث کے دل کو تقویت پہنچی اور اس نے آہستہ آہستہ آگے قدم بڑھانا شروع کیا لیکن پھر اس نے یہ بات مشہور کی مجھ کو منصور کا حکم پہنچا ہے کہ تم واپس آ جاؤ اس لیے وہ آہستہ آہستہ واپس ہوگیا۔ جب اس کی خبر ابوالخطاب کے جاسوسوں نے اس کو دی کہ وہ چلا گیا تو اس کے بہت سے اصحاب رخصت ہو گئے اور باقی بالکل مطمئن ہو گئے۔ ابن اشعث اپنی بہادر فوج کو لے کر تیزی سے ان پر جا پڑا جب صبح ہوئی تو ابوالخطاب جنگ کے لیے تیار نہ تھا۔ لوگوں نے خارجیوں میں اپنی تلواریں تیزی سے چلائیں۔ ابوالخطاب اور اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ صفر ۱۴۴ھ میں ہوا۔

ابن اشعث نے اب یہ خیال کیا کہ خارجیوں کی جڑ کٹ گئی لیکن اسی سال ابو ہریرہ زناتی سولہ ہزار کی فوج ساتھ لے کر آ پہنچا۔ ابن اشعث نے اس سے بھی مقابلہ کیا اور شکست دی اور ۱۴۴ھ میں ان سب کو قتل کر ڈالا۔ ابن اشعث نے اس فتح کی خوش خبری منصور کو بھیجی۔ پھر اس نے تمام مقامات پر اپنے عمال مقرر کیے، قیروان کی فصیل تعمیر کرائی۔ یہاں تک کہ ۱۴۶ھ ختم ہوگیا۔ اس وقت تمام افریقہ اس کے قبضہ میں آ چکا تھا۔ وہ بربریوں وغیرہ کی ہر اس جماعت کو جو مخالف تھی اس کے گرفتار کرنے کے در پے ہوگیا تھا۔ چنانچہ ودان اور زویلہ کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ ان فوجوں نے ودان کو فتح کر کے تمام اباضیہ کو قتل کر ڈالا۔ زویلہ کو فتح کر کے وہاں کے سردار عبداللہ بن سنان الاباضی کو اور بقیہ لوگوں کو قتل

Marfat.com

کیا۔ بربر اور دوسرے لوگوں نے امراءِ ملک کا یہ حال دیکھا تو اُس سے ڈر کر اُس کی اطاعت کر لی لیکن ابن اشعث کی فوج میں ایک آدمی جس کا نام ہاشم بن شاجح تھا قمونیہ میں ابن اشعث کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ ابن اشعث نے ایک سردار کو کچھ فوج دے کر مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ ہاشم نے ان کو شکست دے دی اور اس سردار کو قتل کر ڈالا۔ مضریہ جو ابن اشعث کے سرداران فوج تھے ابن اشعث سے نفرت کی بنا پر انھوں نے اپنے لوگوں کو ہاشم کے ساتھ ملنے کا مشورہ دیا کیونکہ ابن اشعث نے اس کے ساتھ تعصب سے کام لیا تھا۔ اسی اثناء میں ابن اشعث نے دوسری فوج بھیجی جس سے ہاشم شکست کھا کر تاہرت بھاگ گیا۔ وہاں اس نے آوارہ دشت بربریوں کو جمع کر کے ایک لشکر تیار کیا جس کی تعداد تقریباً بیس ہزار تھی اسی فوج کو لے کر وہ مقام تہوذہ میں پہنچا۔ ابن اشعث نے اس کے مقابلہ کے لیے بھی ایک فوج روانہ کی جس نے ہاشم کو شکست دی اور بہت سے بربریوں کو قتل کیا۔ ہاشم شکست کھا کر طرابلس کے اطراف میں چلا گیا۔ اس کے بعد ہاشم کے پاس منصور کا قاصد آیا جس نے اس پر بہت لعنت ملامت کی کہ تم نے اطاعت اور فرماں برداری سے منہ موڑ لیا اس نے جواب دیا کہ میں نے مخالفت نہیں کی بلکہ میں نے امیر المومنین کے بعد مہدی کے لیے دعوت دی اور جس سے ابن اشعث نے انکار کیا اور اب مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ قاصد نے کہا اگر واقعی تو خلیفہ کی اطاعت کرتا ہے تو گردن بڑھا۔ جوں ہی اس نے اپنی گردن بڑھائی قاصد نے ایسی تلوار ماری کہ وہ ختم ہی ہو گیا۔ یہ صفر ۱۴۷ھ کا واقعہ ہے پھر قاصد نے تمام اصحاب ہاشم کو امان دے دی اس وجہ سے لوگ واپس آ گئے۔

اس کے بعد بھی ابن اشعث نے ان کا پیچھا کیا اور قتل کیا اس وجہ سے مضریہ بگڑ گئے اور سب کے سب اس کی مخالفت اور عداوت پر تل گئے اور اس پر متفق ہو گئے کہ اس کو یہاں سے نکال دینا چاہیے لیکن جب ابن اشعث نے یہ رویہ دیکھا تو وہاں سے چل دیا۔ اُس کے پاس منصور کے قاصد خلعت و انعام کے وعدے کے ساتھ بُلانے آئے۔ ابن اشعث اُس کے پاس گیا اس کے بعد مضریہ نے عیسیٰ بن موسیٰ خراسانی کو افریقہ کا حاکم مقرر کیا۔ ابن اشعث کی روانگی اور عیسیٰ خراسان کی حکومت کو تین مہینے بھی نہ گزرے ہوں گے کہ ربیع الاول ۱۴۸ھ میں منصور نے اغلب تمیمی کو وہاں کا عامل مقرر کیا جس کا بیان آیندہ آئے گا۔ ہم نے ان واقعات کا تذکرہ ایک ساتھ محض اس وجہ سے کر دیا ہے تاکہ واقعات آپس میں مربوط رہیں اور علاوہ اس کے ہر واقعہ کا ذکر ہر سال کے بیان میں ہم نے علیحدہ کر دیا ہے۔

Marfat.com

ہماری دونوں غرضیں اس سے حاصل ہوگئیں۔

متفرق واقعات

اسی سال یزید بن ولید نے یوسف بن محمد بن یوسف کو مدینہ سے معزول کر کے عبدالعزیز بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا۔ یہ ماہ ذی قعدہ میں وہاں پہنچا۔

اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ بعض کا بیان ہے کہ عمر بن عبداللہ بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا۔ عراق کے عامل عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز تھے۔ کوفہ کی قضاۃ پر ابن ابی لیلیٰ تھے۔ بصرہ کا حاکم مسور بن عمیر بن عباد تھا اور وہاں کے قاضی عامر بن عبیدہ تھے اور خراسان پر نصر بن سیار کنانی تھا۔

اسی سال مروان بن محمد بن مروان بن حکم نے جزیرہ کے عامل غمر بن یزید بن عبدالملک کو برانگیختہ کیا کہ تم اپنے بھائی ولید کے خون کا مطالبہ کرو میں تمھاری مدد کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔

وفیات

اسی سال سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کا انتقال ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں ۱۲۷ھ میں انتقال ہوا۔

اس سال سعید بن ابی سعید المقبری اور مالک بن دینار الزاہد کا انتقال ہوا۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ موخر الذکر کا انتقال ۱۲۷ھ اور بعض کے نزدیک ۱۳۰ھ میں ہوا۔

اسی سال کُمیت بن زید اسدی شاعر کا انتقال ہوا۔ یہ ۶۰ھ میں پیدا ہوا تھا۔ یوسف بن عمر کی امارت عراق کے زمانے میں ابو جمرۃ الضبعی صاحب ابن عباس کا انتقال ہوا۔

اسی سال عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کا انتقال ہوا اور بعض روایات میں ہے کہ ان کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہوا۔

Marfat.com

باب۔۵۴

۱۲۷ھ کے واقعات

مروان کا شام جانا اور ابراہیم کی معزولی

اسی سال مروان شام کی طرف ابراہیم بن ولید سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔اس کے بعض اسباب کا ذکر ہم مقتل ولید کے بعد بیان کر چکے ہیں، جیسے مروان کا جانا، اس کا ولید کے قتل کو ناپسند کرنا۔ جزیرہ پر قبضہ کرنا پھر یزید نے جب اس کو عامل مقرر کرنے کا وعدہ کرلیا تو اس کا یزید پر بیعت کرنا وغیرہ ان سب باتوں کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

جب یزید بن ولید کا انتقال ہو چکا تو مروان نے اپنے لڑکے عبدالملک کو ایک بہت بڑی جمعیت کے ساتھ رقہ پر اپنا قائم مقام بنایا اور خود جزیرہ کی فوجیں لے کر روانہ ہو گیا۔جب قنسرین پہنچا تو وہاں کا حاکم بشر بن ولید جس کو اس کے بھائی یزید نے وہاں مقرر کیا تھا مقابلے کے لیے نکلا۔اس کے ساتھ اس کا بھائی مسرور بن ولید بھی تھا۔جب دونوں فوجیں صف بستہ ہوئیں تو مروان نے لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف بلایا۔یزید بن قیس بنو قیس کے ساتھ مروان سے مل گیا بشر اور اس کے بھائی مسرور کو سب نے چھوڑ دیا۔مروان نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کرلیا اور پھر اہل قنسرین کے ساتھ حمص کی طرف روانہ ہوا۔

یہاں صورت حال یہ تھی کہ حمص کے باشندے، ابراہیم اور عبدالعزیز کی بیعت سے انکار کر رہے تھے۔اسی وجہ سے ابراہیم نے عبدالعزیز کو دمشق کے لشکر کے ساتھ حمص بھیج دیا تھا۔عبدالعزیز نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔مروان تیزی سے روانہ ہوا لیکن جب وہ شہر کے قریب پہنچا تو عبدالعزیز حمص کا

Marfat.com

محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور اہل حمص نے نجات پا کر مروان کی بیعت کر لی اور اس کے ساتھ ہو گئے۔ پھر ابراہیم نے سلیمان بن ہشام کو دمشق کی فوج کے ساتھ روانہ کیا جو عین الجر پر ایک لاکھ بیس ہزار کے لشکر ساتھ مقیم ہوا۔ ادھر سے مروان اسی (۸۰) ہزار کی جمعیت کے ساتھ پہنچ گیا۔ مروان نے انہیں جنگ و جدل سے منع کیا اور اس کی نصیحت کی کہ ولید کے دونوں لڑکے حکم اور عثمان کو قید سے رہا کرا لینا چاہیے اور یہ بات ظاہر کی کہ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ کسی شخص سے ولید کے خون کا مطالبہ نہ کروں گا مگر ان لوگوں نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ جنگ کے لیے مصر ہوئے۔ آخر کار دن چڑھے سے عصر تک جنگ ہوتی رہی جس میں سلیمان کی فوج کے بہت سے لوگ مقتول ہوئے۔

مروان چونکہ بہت ہی دانشمند اور چالاک تھا۔ اس لیے اس نے تین ہزار سواروں کو بھیجا۔ جنھوں نے سلیمان کے لشکر کے پیچھے سے نہر کاٹ دی اور پھر ابراہیم کے لشکر پر غارت گری کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ اس کی خبر سلیمان اور اس کے لشکر کو اس وقت تک نہ ہوئی جب تک انھوں نے پیچھے سے گھوڑوں کی آواز تلواروں کی جھنکار اور تکبیریں نہ سُن لیں۔ کیونکہ یہ لوگ جنگ کرنے میں ہمہ تن مصروف تھے۔ جب انھوں نے یہ حال دیکھا تو شکست کھا گئے۔ اہل حمص جن کے دل میں بغض و عداوت کی آگ بھڑک رہی تھی ان پر تلواریں اندھا دھند چلا رہے تھے۔ چنانچہ سترہ ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا لیکن اہل جزیرہ اور قنسرین نے اس قتل میں کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ وہ اس سے رک گئے تھے۔ مروان کے پاس مقتولین کی تعداد میں یا ان سے کچھ زیادہ قیدی لائے گئے۔ مروان نے ان سے ولید کے دونوں لڑکوں کے لیے بیعت لے کر سب کو رہا کر دیا صرف دو آدمیوں کو سزا دی ایک تو یزید بن عقار الکلبی اور دوسرا ولید بن مصاد الکلبی۔ یہ دونوں ولید کے قاتلین میں سے تھے۔ ان کو مروان نے قید کر دیا تھا اور اسی قید میں دونوں ہلاک ہو گئے۔

جب سلیمان دمشق بھاگا تو اس کے ساتھ اور لوگ بھی بھاگے اور انھیں میں یزید بن خالد بن عبداللہ قسری بھی تھا چنانچہ جب یہ سب کے سب ابراہیم اور عبدالعزیز کے پاس جمع ہوئے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے اگر ولید کے دونوں لڑکے زندہ رہ گئے تو مروان ان کو نکال لے گا اور پھر خلافت انھیں کے سپرد کی جائے گی۔ تو وہ اپنے باپ کے قاتلین میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑیں گے اس لیے رائے تو یہ ہے کہ کسی طرح دونوں کو قتل کر ڈالا جائے۔ یہ یزید بن خالد قسری کی رائے تھی۔ چنانچہ اس

Marfat.com

نے خالد کے مولی ابوالاسد کو ان کے قتل کا حکم دیا۔ یوسف بن عمر کو قید خانہ سے نکالا اور اس کی گردن اڑادی۔ ان لوگوں نے ابومحمد سفیانی کے قتل کا بھی ارادہ کیا تھا لیکن وہ قید خانہ کی ایک کوٹھری میں گھس گیا اور اندر سے دروازہ بند کرلیا اس وجہ سے لوگ اس کو نہ پا سکے تو جلا دینے کا منصوبہ باندھا۔ ابھی آگ بھی نہ جلا سکے تھے کہ یہ شور مچ گیا کہ مروان کی فوج شہر میں داخل ہوگئی ہے۔ یہ سنتے ہی سب کے سب ابراہیم کے ساتھ بھاگ نکلے۔ ابراہیم کہیں جا کر چھپ گیا۔ سلیمان تمام بیت المال کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر کے شہر سے باہر نکل گیا۔

مروان بن محمد بن مروان کی بیعت

اس سال مروان کے ہاتھ پر لوگوں نے دمشق میں خلافت کی بیعت کی۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب وہ دمشق میں آیا تو ابراہیم اور سلیمان بھاگ گئے اور ولید کے موالی عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کے مکان پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر ڈالا۔ یزید بن ولید کی قبر کھود کر اس کی نعش کو باب الجابیہ میں لٹکا دیا۔ مروان کے پاس ولید کے دونوں لڑکے حکم اور عثمان اور یوسف بن عمر سب کے سب مقتول لائے گئے تو اس نے ان کو دفن کر دیا۔ ابومحمد سفیانی بھی زنجیروں میں جکڑا ہوا لایا گیا تو اس نے مروان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا حالانکہ اب تک مروان کو صرف امیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ مروان نے اس سے کہا چپ رہو۔ سفیانی نے کہا کہ ان دونوں نے یعنی حکم اور عثمان نے اپنے بعد تم کو خلیفہ بنایا ہے اور پھر اس نے یہ شعر پڑھے جن کو حکم نے جیل خانہ میں کہا تھا یہ دونوں لڑکے بالغ ہو چکے تھے بلکہ حکم کے اولاد بھی ہو چکی تھی۔ حکم نے یہ اشعار کہے ہیں:

الا من مبلغ مروان عنی — وعمی الغمر طال به حنینا
بانی قد ظلمت وصار قومی — علی قتل الولید مشایعینا
ایذهب کلهم بدمی ومالی — فلا غثا اصبت ولا سمینا
ومروان بارض بنی نزار — کلیث الغاب مفترس عرینا
اتنلث بیعتی من اجل امی — فقد بایعتم قبلی هجینا
فان اهلك انا وولی عهدی — فمروان امیر المومنینا

Marfat.com

[کیا کوئی شخص میرا پیغام مروان کو اور میرے چچا عمر کو پہنچا دے گا جس کے ساتھ ہمارا شوق بڑھ گیا ہے۔ یہ کہ مجھ پر ظلم کیا گیا ہے اور ہماری قوم ولید کے قتل کی وجہ سے ہمارے در پے ہے۔ کیا وہ ہماری جان و مال سب کو لے لیں گے تاکہ میں کوئی معمولی یا اچھی چیز بھی نہ پاؤں۔ حال یہ ہے کہ مروان بنو نزار کے ملک میں جنگل کے خونخوار شیر کی طرح اپنی کچھار میں ہے۔ کیا میری بیعت میری ماں کی وجہ سے توڑ دی جائے گی حالانکہ تم مجھ سے پہلے ایک کمینہ نسب شخص پر بیعت کر چکے تھے۔ پس اگر میں اور میرا ولی عہد ہلاک ہو جائیں تو مروان امیر المومنین ہوگا۔]

سفیانی نے کہا...... ہاتھ پھیلائیے کہ ہم آپ کی بیعت کر لیں۔ مروان کے ساتھیوں نے اس بات کو سُنا۔ سب سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر اور حمص کے سرداروں نے بیعت کی بعد ازیں تمام لوگوں نے بیعت کی پھر جب بیعت کا سلسلہ ختم ہو چکا اور حکومت مروان کے سپرد کر دی گئی تو وہ اپنی منزل میں چلا گیا جو حران میں تھی۔ لوگوں نے اس کے بعد ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام کے لیے امان کی خواہش ظاہر کی۔ مروان نے ان کو امن دے دیا اور دونوں اس کے پاس آئے۔ اس وقت سلیمان تدمیر میں اپنے بھائیوں، اہل و عیال اور موالیوں کے ساتھ مقیم تھا۔ سب نے مروان کی بیعت کر لی۔

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کا خروج

اسی سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کوفہ میں لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب یہ کوفہ میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے۔ تو اس نے بڑی تعظیم اور تکریم کی۔ ان کے اور ان کے بھائیوں کے لیے تین سو درہم روزینہ مقرر کر دیا اسی اثناء میں یزید بن ولید کی وفات ہوئی اور لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم کی بیعت کر لی اور اس کے بعد عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کی بیعت کی۔ جب یہ خبر کوفہ میں عبداللہ بن عمر کو ملی تو اس نے عطایا میں اضافہ کر دیا اور لوگوں سے بیعت لی۔ اطراف و جوانب میں بھی بیعت لینے کے لیے حکم بھیج دیا اور ہر طرف سے بیعت کے قبول ہونے کی اطلاع بھی آنے لگی۔ اسی زمانے میں یہ بھی معلوم ہوا کہ

Marfat.com

مروان نے بیعت کرنے سے انکار کردیا ہے اور خود شام میں ان دونوں کے مقابلہ کے لیے آنا چاہتا ہے۔ عبداللہ بن عمر نے عبداللہ بن معاویہ کو اپنے پاس روک رکھا اور ان کے روزینہ میں اضافہ کردیا اور ان کو مروان بن محمد سے جنگ کرنے کے لیے تیار کردیا اور کہا اگر مروان، ابراہیم بن ولید پر فتحیاب ہوجائے تو وہ ان کے لیے بیعت لے گا اور ان کے لیے مروان سے لڑے گا۔ تمام لوگوں میں ایک ہیجان پیدا ہوگیا۔ مروان بھی شام پہنچ گیا اور اس نے ابراہیم پر غلبہ حاصل کرلیا۔ اسمٰعیل بن عبداللہ القسری شکست کھا کر کوفہ چلا آیا اور ابراہیم کی طرف سے ایک فرمان لے لیا جس میں اس کو کوفہ کی امارت سپرد کرنے کا حکم تھا۔ یمنیوں کو جمع کر کے اس نے فرمان سنایا جب لوگوں نے فرمان سن لیا تو انھوں نے اس کی امارت قبول کرلی لیکن عبداللہ بن عمر نے انکار کیا اور اس سے جنگ کی۔ جب اس نے حالت خطرناک دیکھی تو ڈرا کہ اگر راز فاش ہوگیا تو بڑی ذلت اٹھانی پڑے گی اور قتل کردیا جاؤں گا چنانچہ اس نے اپنے اصحاب سے کہا خون بہانا بُرا سمجھتا ہوں۔ اس لیے تم لوگ لڑائی سے رُک جاؤ۔ وہ لوگ باز آگئے ابراہیم کی اصلی حالت اور اُس کا فرار ہونا ظاہر ہوگیا۔ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے تعصب کرنے لگے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبداللہ بن عمر بنومضر اور بنو ربیعہ کو بکثرت عطایا دیا کرتا تھا لیکن جعفر بن قعقاع بن شور الذہلی اور عثمان بن الخیبری کو جو تیم اللات بن ثعلبہ سے تھا، کچھ نہیں دیتا تھا حالانکہ یہ دونوں بنو ربیعہ میں سے تھے۔ یہ دونوں اسی وجہ سے ناراض ہوگئے تھے۔ ان دونوں کے لیے ثمامہ بن حوشب بن رویم شیبانی بھی بگڑا اور یہ سب مل کر کوفہ چلے آئے، اس وقت عبداللہ بن عمر حیرہ میں تھا۔ کوفہ پہنچ کر بنو ربیعہ کو پکارا، وہ سب جمع ہوگئے۔

جب اس کی خبر عبداللہ بن عمر کو ملی تو اس نے اپنے بھائی عاصم کو بھیجا جس وقت وہ پہنچا تو یہ لوگ دیر ہند میں تھے۔ عاصم نے اپنے کو ان کے درمیان میں ڈال دیا اور کہا لو یہ میرا ہاتھ جو تمھارا جی چاہے کرو۔ اس پر وہ لوگ بہت شرمائے اور واپس چلے گئے بلکہ عاصم کی بڑی تعظیم کی اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ جب شام ہوئی تو ابن عمر نے عمر بن غضبان بن القبعثری کے پاس ایک لاکھ (درہم) بھیجے جس کو اس نے اپنی قوم بنوحمام بن مرۃ بن ذہل شیبانی میں تقسیم کردیا اور ثمامہ بن حوشب کے پاس بھی ایک لاکھ بھیجا گیا جس کو اُس نے بھی اپنی قوم میں تقسیم کردیا اسی طریقہ سے جعفر بن قعقاع اور عثمان بن الخیبری کے پاس بھی کچھ روپیہ بھیجا۔

Marfat.com

جب شیعان علی نے عبداللہ کی کمزوری کا یہ حال دیکھا تو اُسے علیحدہ کر دینے کی سوچنے لگے اور سب کے سب عبداللہ بن معاویہ کے پاس گئے۔ ان کو مکان سے نکال کر قصر شاہی میں داخل کیا اور عاصم بن عمر کو قصر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ مجبوراً وہ اپنے بھائی کے پاس حیرہ چلا آیا۔ ابن معاویہ کے پاس کوفیوں کی ایک جماعت آئی جس نے ان کی بیعت کرلی جن میں عمر بن غضبان، منصور بن جمہور، خالد کا بھائی اسمٰعیل بن عبداللہ قسری بھی تھے۔ ابن معاویہ کئی دن تک لوگوں سے بیعت لیتا رہا۔ نیز مداین اور فم نیل سے بھی بیعت کی اطلاع آئی۔ جب ابن معاویہ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو ان تمام کو لے کر ابن عمر کے مقابلہ کے لیے حیرہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب ابن عمر کو خبر دی گئی کہ ابن معاویہ ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ آ رہا ہے تو تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔ اتنے میں باورچیوں کا داروغہ آیا جس نے اطلاع دی کھانا تیار ہے۔ عبداللہ نے کھانا لانے کا حکم دیا۔ کھانا لایا گیا اور وہ لوگوں کے ساتھ بے پروائی سے کھانا کھاتا رہا حالانکہ لوگ خوف کھا رہے تھے کہ ابن معاویہ اچانک پہنچ جائے گا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہو چکا تو اموال کو نکال کر اپنے سرداروں میں تقسیم کر دیا اس کے بعد اس نے اپنے ایک مولیٰ کو بلا بھیجا جس کے نام سے وہ اکثر فال لیا کرتا تھا۔ اُس کا نام میمون یا ریاح یا ایسا ہی کوئی اور عمدہ نام تھا۔ جب وہ آیا تو جھنڈا اُس کے سپرد کیا اور کہا کہ فلاں مقام پر اس کو نصب کر دو اور اپنے لوگوں کو آواز دو اور میرے آنے تک وہیں ٹھہرے رہو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

عبداللہ نکلا تو اس نے دیکھا کہ ابن معاویہ کی فوجوں سے زمین سفید ہوگئی ہے اس لیے اس نے منادیوں کو حکم دیا کہ یہ منادی کر دو کہ جو شخص ایک سر لائے گا اس کو پانچ سو انعام دیا جائے گا۔ یہ اعلان ہوتے ہی لوگوں نے بہت سے سر لا کر جمع کر دیے اور اس نے بھی جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر دیا۔ ایک شامی میدان میں مقابلے کے لیے نکلا جس کے مقابلے میں قاسم بن عبدالغفار العجلی نکلا۔ شامی نے اس سے کچھ پوچھا تو اس سوال و جواب میں اس نے اس کو پہچان لیا اور کہا کہ میرا گمان تھا کہ بکر بن وائل میں سے کوئی شخص میرے مقابلے کے لیے نکلے گا۔ واللہ میرا ارادہ تجھ سے لڑنے کا نہیں ہے لیکن تم کو ایک بات کی خبر دیتا ہوں کہ اہل یمن، اسمٰعیل، منصور اور دوسرے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس نے ابن عمر سے معاہدہ نہ کر لیا ہو۔ بنو مضر نے بھی اس سے معاہدہ کر لیا لیکن اے بنو ربیعہ میں نہ تمہارا معاہدہ دیکھتا ہوں اور نہ قاصد۔ میں بنو قیس کا ایک آدمی ہوں اس لیے اگر تم معاہدہ کرنا چاہتے ہو تو میں اس کی خبر ابن

Marfat.com

عمر کو دیتا ہوں۔ اب ہم سے اور تم سے کل مقابلہ ہوگا کیونکہ وہ آج تم سے نہیں لڑیں گے۔ یہ خبر ابن معاویہ کو عمر بن غضبان نے دی اس نے اس سے مشورہ طلب کیا تو اس نے کہا کہ منصور اور اسمٰعیل اور دوسرے لوگوں سے ضمانت لے لی جائے لیکن ابن معاویہ نے اس مشورہ پر عمل نہیں کیا۔

دوسرے دن صبح کے وقت لوگ جنگ کے لیے تیار ہوئے۔ عمر بن غضبان نے ابن عمر کے میمنہ پر حملہ کیا جو پسپا ہوگیا۔ اسمٰعیل اور منصور جلدی سے حیرہ کی طرف چل دیئے۔ اصحاب ابن معاویہ نے شکست کھائی اور ابن معاویہ کو ساتھ لے کر کوفہ کی طرف بھاگے۔ سب نے قصر میں آکر پناہ لی مگر میسرہ جو بنو ربیعہ و مضر پر مشتمل تھا اپنی جگہ جم کر لڑتا رہا اور اُن کے مقابل ابن عمر کی جو فوج تھی وہ اُسی طرح میدان کارزار میں جمع رہی۔ لوگوں نے ابن غضبان سے کہا آج جو کچھ لوگوں نے کیا اس سے ہم کو تمھارے اوپر بہت زیادہ خطرہ تھا۔ اس لیے واپس چلو۔ ابن غضبان نے کہا کہ میں اُس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک میں یہیں قتل نہ کردیا جاؤں۔ آخر کار اس کے ساتھیوں نے زبردستی اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر اس کو کوفہ لے گئے۔ شام کے وقت ابن معاویہ نے لوگوں سے کہا کہ اے بنو ربیعہ تم نے دیکھ لیا کہ لوگوں نے ہمارے ساتھ کیسا برتاؤ کیا حالانکہ ہم نے اپنا خون تمھاری گردنوں پر ڈال دیا تھا۔ اس لیے اگر تم لڑائی کرتے ہو تو ہم بھی تمھارے ساتھ لڑنے کے لیے تیار ہیں، اگر تم یہ دیکھ رہے ہو کہ لوگ ہم کو اور تم کو چھوڑ رہے ہیں تو اپنے اور ہمارے لیے امان حاصل کرلو۔ عمر بن غضبان نے کہا کہ نہ تو ہم تمھارے ساتھ جنگ کریں گے اور نہ جیسے کہ ہم اپنے لیے امان لیں گے تمھارے لیے لیں گے۔ اس کے بعد یہ لوگ قصر ہی میں ٹھہرے رہے۔ زیدیہ راستوں میں ابن عمر کی فوج سے کئی دن تک لڑتے رہے۔

پھر بنو ربیعہ نے اپنے، ابن معاویہ اور زیدیہ کے لیے امان لے لی۔ کہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ ابن معاویہ وہاں سے نکل کر مدائن میں مقیم ہوا اور جب اس کے پاس کوفہ کے کچھ لوگ آئے تو ان کو لے کر حلوان، جبال، ہمدان، اصفہان اور رے پر قابض ہوگیا۔ اہل کوفہ کے غلام اس کے پاس آگئے۔ ابن معاویہ ایک اچھا شاعر تھا اُسی نے شعر کہے ہیں:

ولا ترکبن الصّنیع الذی　　تلوم اخاك علی مثله

ولا یعجبنك قول امریءٍ　　یخالف ماقال فی فعله

[تو خود ایسے کام کا مرتکب نہ ہو کہ جیسے کام پر تو اپنے بھائی کی ملامت کرتا ہے۔ تجھ کو اس

Marfat.com

شخص کی بات تعجب میں نہ ڈالے جس کا فعل اس کے قول کے مخالف ہو۔]

حارث بن سُریج کی مرو میں آمد

اسی سال حارث مرو واپس آیا یہ ایک مدت تک مشرکین کے ساتھ رہا۔اس کے واپس آنے کی وجہ اس سے پہلے بیان کی جا چکی ہے۔یہ جمادی الآخر ۱۲۷ھ میں مرو آیا لوگ مقام کشمیھن تک اس کے استقبال کے لیے گئے۔جب لوگوں سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ جب سے میں گیا اس دن سے آج تک میری آنکھ ٹھنڈی نہیں ہوئی اور بجز خدا کی اطاعت میری آنکھ ٹھنڈی بھی نہیں ہو سکتی۔نصر نے جب ملاقات کی تو اس نے اس کو مہمان بنایا اور پچاس درہم روزانہ مقرر کر دیا لیکن یہ ہمیشہ ایک قسم کا کھانا کھاتا تھا۔نصر نے اس کے اہل عیال کو بھی رہا کر دیا۔نصر نے اس سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اس کو والی بنانا چاہتا ہے اور ایک لاکھ دینار دینا چاہتا ہے۔مگر حارث نے اس کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہلا بھیجا کہ مجھ کو دنیا اور اس کی لذتوں سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں رہا۔میں تم سے صرف کتاب اللہ اور سنت نبوی پر عمل چاہتا ہوں تم اچھے لوگوں کو اپنا عامل بناؤ اگر تم نے ان پر عمل کیا تو میں دشمنوں کے مقابلے میں تمھاری امداد کروں گا۔اس کے علاوہ اس نے کرمانی کو بھی لکھا کہ اگر نصر نے کتاب اللہ پر عمل کیا تو میں اس کی مدد کروں گا اور اللہ کے حکم پر قائم ہو جاؤں گا اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو میں تمھارے پاس آ جاؤں گا بشرطیکہ تم عدل و سنت رسول پر عمل کرنے کی ضمانت کرو۔حارث نے بنو تمیم کو اپنی طرف سے دعوت دی۔ چنانچہ بنو تمیم اور دوسرے قبائل کے لوگوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا۔حتیٰ کہ اس کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہو گئے پھر نصر کو کہلا بھیجا میں اس شہر سے محض جور و ظلم کی وجہ سے تیرہ برس تک باہر رہا اور اب پھر تم مجھے اس ظلم کے ارتکاب میں شریک کرنا چاہتے ہو۔

اہل حمص کا نقض بیعت کرنا

اسی سال اہل حمص نے مروان کی بیعت توڑ دی۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مروان جب شام سے فارغ ہو کر حران پہنچا تو تین مہینہ تک وہیں مقیم رہا۔اس عرصہ میں حمص والوں نے بیعت توڑ دی جس شخص نے اس کو اس طرف متوجہ کیا تھا اور خط و کتابت کی تھی وہ ثابت بن نعیم تھا۔اہل حمص نے قبیلہ

Marfat.com

کلب کے ان لوگوں کو جو تدمر میں تھے بلا بھیجا۔ چنانچہ وہاں سے اصبغ بن ذوالۃ الکلبی اپنی اولاد کے ساتھ پہنچا اور معاویہ سکسکی بھی پہنچا۔ شامی سوار اور دوسرے لوگ جن کی تعداد ایک ہزار تھی شب عیدالفطر میں داخل ہوئے۔ مروان یہ خبر سنتے ہی ابراہیم (معزول شدہ) اور سلیمان بن ہشام کے ساتھ جن کو اس نے امن دے رکھا تھا اور بہت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا، عیدالفطر کے دو دن بعد پہنچا۔ جب یہ پہنچا تو شہر والوں نے شہر کے دروازے بند کر دیے۔ چنانچہ اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور خود ایک دروازہ کے قریب ٹھہرا اور نقیب نے ان لوگوں سے جو دروازہ کے قریب تھے پوچھا کہ تم نے کیوں نقض بیعت کر لی اور اس کی وجہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے تو بیعت نہیں توڑی بلکہ ہم تو آپ کے مطیع ہیں۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ دروازہ کھول دو۔ انھوں نے دروازہ کھول دیا عمر بن وضاح تین ہزار وضاحیوں کے ساتھ شہر کے اندر داخل ہو گیا اور شہر والوں سے لڑائی شروع کر دی۔ مروان کی فوج نے ان کو سخت شکست دی۔ باب تدمر پر جو لوگ تھے وہ اس اطراف سے بھاگنے لگے۔ مروان کی فوج نے ان سے لڑائی کی جو وہاں سے گزرتا اس کو قتل کر ڈالتے۔ اصبغ بن ذوالہ اور اس کا بیٹا فرافصہ دونوں بھاگ گئے۔ مروان نے جن لوگوں کو قید کیا تھا ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ مقتولین میں پانچ سو آدمیوں کو شہر کے اطراف میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ شہر کی سو گز فصیل مسمار کر دی بعض لوگ کہتے ہیں کہ حمص کی فتح اور فصیل کا انہدام ۱۲۸ھ میں ہوا۔

اہلِ غوطہ کی بغاوت

اسی سال اہلِ غوطہ نے بھی بغاوت کی۔ انھوں نے اپنا والی یزید بن خالد قسری کو بنایا اور دمشق کا مع اس کے حاکم زامل بن عمرو کے محاصرہ کر لیا۔ مروان نے جب یہ سنا تو اس نے حمص سے ابو الورد بن کوثر بن زفر بن الحارث اور عمر بن وضاح کو دس ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ جب یہ شہر کے قریب پہنچا تو اس نے محاصرہ کرنے والوں پر حملہ کر دیا۔ اندر سے شہر والوں نے بھی نکل کر دوسرا حملہ کر دیا جس کی وجہ سے یہ لوگ شکست کھا گئے۔ مروان کے اصحاب نے اُن کے پڑاؤ کا تباہ کر دیا۔ مزّہ اور دوسرے یمنی عربوں کے دیہاتوں کو جلا دیا۔ یزید بن خالد گرفتار کیا گیا اور قتل کر ڈالا گیا۔ زامل نے اس کا سر کاٹ کر مروان کے پاس بھیج دیا۔ اس جنگ کے مقتولین میں عمیر بن ھانی

Marfat.com

عنسی بھی یزید کے ساتھ قتل کیا گیا۔ یہ بہت بڑا عابد اور مجاہد آدمی تھا۔

اہلِ فلسطین کی بغاوت

اس سالِ اہل حمص اور غوطہ کے بعد ثابت بن نعیم نے فلسطین کے باشندوں کو ساتھ لے کر علم بغاوت بلند کیا اور مروان سے نقض بیعت کرلی۔ یہ طبریہ پہنچا اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ اس وقت وہاں کا حاکم ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم تھا جو عبدالملک کے بھائی کا بیٹا تھا۔ چند دن تک وہاں کے لوگوں سے جنگ ہوتی رہی۔ مروان نے پھر ابوالورد کو لکھا کہ تم ثابت سے مقابلے کے لیے جلد روانہ ہو جاؤ۔ جب ابوالورد قریب پہنچ گیا تو اہلِ طبریہ بھی ثابت سے جنگ کرنے کے لیے نکلے۔ انھوں نے اس کو شکست دی اور اس کے تمام لشکر کو تباہ و برباد کر دیا۔ شکست خوردہ ثابت فلسطین کی طرف بھاگا لیکن ابوالورد نے اس کا تعاقب کیا۔ راستہ میں ایک جگہ اور لڑائی چھڑی جس میں اس نے ان کو دوبارہ شکست دی۔ اس کے بعد ثابت کے اصحاب متفرق ہو گئے۔ ابوالورد نے اس کی اولاد میں سے تین کو گرفتار کر کے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مگر ثابت اور اس کا لڑکا رفاعہ دونوں بھاگ گئے جن کا پتہ نہ چلا۔

مروان نے اس کے بعد فلسطین پر رماجس بن عبدالعزیز کنانی کو حاکم مقرر کیا۔ جس نے دو مہینے کے بعد ثابت کو گرفتار کر کے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اس کے اور اس کے تینوں لڑکوں کے ہاتھ پیر کاٹنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے گئے اور دمشق لائے گئے۔ پہلے تو ان کو مسجد کے دروازہ پر ڈال دیا گیا تھا لیکن پھر ان کو دمشق کے دروازوں پر سولی دے کر لٹکا دیا گیا۔

اس وقت مروان دیر ایوب میں تھا۔ وہیں اس نے اپنے دونوں لڑکوں عبداللہ اور عبیداللہ کی ولی عہدی کے لیے بیعت لی۔ ان کی شادی ہشام بن عبدالملک کی دو لڑکیوں سے کردی۔ اس طرح بنو امیہ پھر یک جا ہو گئے اور بجز تدمر کے تمام شام پر اقتدار کلی حاصل ہو گیا۔ اب مروان تدمر فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ پہلے قسطل میں آ کر اترا۔ جہاں سے تدمر چند دن کی مسافت پر تھا۔ تدمر کے باشندوں نے راستے کے تمام کنویں اور چشمے خراب کر دیے تھے اس وجہ سے مروان چند دن تک اپنے توشۂ مشکیزے اور اونٹوں کا انتظام کرنے لگا۔ لیکن ابرش بن ولید اور سلیمان بن ہشام اور دوسرے لوگوں نے مروان سے اس کی اجازت چاہی کہ وہ شہر والوں کے پاس جائیں۔ مروان نے اس کی اجازت

Marfat.com

دی۔ ابرش ان کے پاس آیا ان کو بہت ڈرایا دھمکایا جس کی وجہ سے انھوں نے اطاعت قبول کر لی لیکن جن لوگوں کو مروان پر اعتماد نہ تھا وہ صحرا کی طرف بھاگ گئے۔ ابرش فصیل منہدم کرنے کے بعد مروان کے پاس واپس آیا اس کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جنھوں نے اطاعت قبول کر لی تھی۔

مروان نے اپنے آگے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کی جانب ضحاک خارجی سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا اور اہل شام کو اس کے ساتھ ایک فوج روانہ کرنے کا حکم دیا۔ مروان وہاں سے رصافہ پہنچا۔ سلیمان بن ہشام نے چند دن قیام کرنے کی اجازت چاہی تا کہ وہ لوگ جو اس کے ساتھ تھے تندرست ہو جائیں اور خود بھی آرام لے لے۔ مروان نے اس کی اجازت دی اور خود وہاں سے قرقیسیا آیا تا کہ وہاں کے حاکم ابن ہبیرہ کو ضحاک کے مقابلے پر بھیجے۔ اس عرصے میں شامیوں کی وہ دس ہزار فوج جس کو مروان نے ضحاک خارجی سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا واپس آ گئی۔ یہ سب رصافہ میں مقیم ہوئی اور اس نے سلیمان کو مروان کے معزول کرنے کی دعوت دی سلیمان نے اس کو قبول کیا۔

سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کی بغاوت

اسی سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے مروان بن محمد سے بغاوت کی اور اس سے جنگ کی۔ اس کا بیان ہم اوپر کر چکے ہیں کہ جب اس کے پاس شامی فوجیں آئیں اور انھوں نے مروان سے بغاوت کو اس کے لیے اچھا بتایا اور یہ کہا کہ تم لوگوں کی نظروں میں اس سے زیادہ اچھے ہو اور خلافت کے لیے اس سے زیادہ موزوں ہو۔ سلیمان نے ان کی اس دعوت کو قبول کر لیا اور موالی اور بھائیوں کو ساتھ لے کر قنسرین پہنچا اور وہیں فوج مرتب کرنے لگا اور شامیوں سے خط و کتابت کی۔ چنانچہ وہ ہر طرف سے امنڈ آئے۔ جب یہ خبر مروان کو ملی تو وہ قرقسیا سے اس طرف لوٹا اور ابن ہبیرہ کو لکھا کہ تم وہیں ٹھہر جاؤ۔ مروان لوٹتے وقت قلعہ کامل سے گزرا۔ جہاں موالی سلیمان کی ایک جماعت اور ہشام کی اولاد تھی انھوں نے اپنے کو قلعہ بند کر لیا تو مروان نے ان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم نے میری فوج میں سے کسی شخص کو بھی تکلیف دی تو تمھارے حق میں اچھا نہ ہوگا اور پھر تمھارے لیے میرے پاس امان نہ ہوگی۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم کسی کو ضرر نہیں پہنچائیں گے۔ مروان گزر گیا۔ ان لوگوں نے فوج کے پچھلے حصے پر غارت گری کی۔ جب مروان کو معلوم ہوا تو بہت بگڑا۔

Marfat.com

ادھر سلیمان کے پاس ۷۰ ہزار شامی، ذکوانی اور دوسرے قبائل کے لوگ جمع ہو چکے تھے۔ سلیمان نے قنسرین کے ایک قریہ خُساف میں فوج مرتب کی۔ مروان بھی وہاں پہنچ گیا۔ دونوں فوجوں میں سخت جنگ ہوئی۔ سلیمان اور اس کے اصحاب نے شکست کھائی۔ اس کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ مروان کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور برابر قتل کرتی رہی اور قید کرتی رہی۔ حتیٰ کہ سلیمان کی فوج بالکل تباہ ہوگئی۔ اس وقت مروان ایک جگہ پر اور اس کے لڑکے دوسرے مقاموں پر اور اس کا کوتوال کوثر ایک تیسرے مقام پر کھڑا تھا۔ پھر مروان نے ان کو حکم دیا کہ غلاموں کے علاوہ جو قیدی تمھارے پاس آئے قتل کر دینا۔ اس دن مقتولین کا جو شمار کیا گیا وہ ۲۰ ہزار سے کچھ زیادہ تھا۔ ان میں ابراہیم بن سلیمان اور اس کے اکثر لڑکے اور ہشام بن عبدالملک کا ماموں خالد بن ہشام المخزومی بھی مقتول ہوا۔ ان قیدیوں میں سے بہت سے لوگوں نے کہا کہ ہم غلام ہیں۔ اس لیے مروان نے اُنھیں قتل نہیں کیا بلکہ اُن کو دوسرے سامان کے ساتھ ہراج کر دینے کا حکم دیا۔

سلیمان وہاں سے بھاگ کر حمص پہنچا۔ یہاں وہ لوگ جو میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے پھر مل گئے۔ اس نے دوبارہ اپنی فوج کو درست کیا اور شہر کی منہدم شدہ فصیل جس کو مروان نے منہدم کیا تھا اس کی تعمیر کرائی۔ اس کے بعد مروان وہاں سے غیظ وغضب میں بھرا ہوا قلعہ حصن میں آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور ان لوگوں کو جو محصور تھے اپنی اطاعت پر مجبور کیا۔ چنانچہ انھوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ جب وہ قلعہ سے باہر ہوئے تو مروان نے بہت سے لوگوں کے ہاتھ پاؤں قطع کر دیے۔ جن کے زخموں کی اہل رقہ نے مرہم پٹی کی۔ جس میں سے اکثر لوگ اچھے ہوئے اور باقی ہلاک ہوئے۔ ان کی تعداد بھی تقریباً تین سو تھی۔ اس کے بعد مروان نے سلیمان اور اس کے اصحاب کا رخ کیا۔ سلیمان کی فوج کے آدمیوں نے آپس میں یہ گفتگو کی کہ ہم لوگ کب تک مروان سے شکست کھاتے رہیں گے۔ چنانچہ ان میں سے سات سو آدمیوں نے موت پر بیعت کر لی۔ پھر سب کے سب روانہ ہوئے کہ اگر موقع ملے تو مروان پر شب خون ماریں۔ اس کی خبر مروان کو بھی لگ گئی۔ اس نے اپنے بچاؤ کا سامان کر لیا۔ پوری حفاظت اور تیاری کے ساتھ وہ خندقوں کے اندر چلتا رہا جب یہ لوگ شب خون نہ مار سکے تو اس کے راستے میں زیتون کے درخت کے قریب ایک کمیں گاہ بنائی۔ مروان بہت ہی حزم واحتیاط کے ساتھ جا رہا تھا۔ ان لوگوں نے نکل کر حملہ کر دیا اور جو مروان کے ساتھ تھے ان کو قتل کرنا شروع کیا۔

Marfat.com

مروان نے یہ دیکھ کر اپنے شہسواروں کو پکارا۔ وہ پلٹ پڑے اور ان سے جنگ شروع کر دی۔ ظہر سے عصر تک سخت لڑائی ہوتی رہی۔ آخر سلیمان کی فوج نے شکست کھائی اور تقریباً چھ ہزار آدمی مارے گئے۔ جب اس ہزیمت کی خبر سلیمان کو ملی تو اس نے اپنے بھائی سعید کو حمص میں چھوڑا اور خود تدمر چلا آیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔

مروان نے پھر حمص میں آ کر دس مہینہ تک اس کا محاصرہ کیا اور چاروں طرف منجنیقیں نصب کرائیں اور شب و روز پتھر برساتا رہا۔ ہر روز کچھ نہ کچھ لوگ نکل کر اس سے لڑائی کرتے رہتے جو بسا اوقات لڑتے لڑتے اس کے پڑاؤ کے قریب تک پہنچ جاتے تھے۔ جب ان پر مصیبتوں کا بار زیادہ ہو گیا تو انھوں نے آخر کار تنگ آ کر اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ سعید بن ہشام اور اس کے دونوں لڑکے عثمان اور مروان اور سکسکی نامی شخص کو جو فوج کو جوش دلاتا اور حبشی شخص مروان کو گالیاں دیتا تھا۔ ان سب کو مروان کے حوالے کر دیں گے۔ مروان نے اسی شرط پر ان کو امن دیا پھر سعید اور اس کے لڑکوں کو گرفتار کر لیا۔ سکسکی کو قتل کر ڈالا اور حبشی کو بنو سلیم کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے اُس کے اعضا قطع کر دیئے۔

جب مروان حمص کی جنگ سے فارغ ہو گیا تو اس نے ضحاک خارجی کا رخ کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب سلیمان خساف میں شکست کھا گیا تو بھاگ کر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس عراق میں آیا اور اس کو ساتھ لے کر ضحاک کے مقابلے پر گیا۔ پھر اس پر بیعت کر کے اس کو مروان سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا تو کسی شاعر نے یہ شعر کہا:

الـم تـر انّ الله اظهـر دينــه   وصلت قريش خلف بكر بن وائل

[کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو نمایاں کر دیا اور قریش نے بکر بن وائل کے پیچھے نماز پڑھی۔]

جب نصر بن سعید الحرشی، والی عراق نے یہ دیکھا تو اس نے خیال کیا کہ وہ عبداللہ بن عمر کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتا اس لیے مروان کی طرف روانہ ہوا لیکن جب وہ قادسیہ پہنچا تو ضحاک کا قائم مقام ابن ملجان کوفے سے مقابلہ کے لیے نکلا اور نصر سے جنگ کی۔ نصر نے اس کو قتل کر ڈالا تو ضحاک نے کوفہ پر مثنیٰ بن عمران العائذی کو حاکم مقرر کیا اور خود ذی القعدہ میں موصل کی طرف روانہ ہوا۔

ادھر سے ابن ہبیرہ آیا اور عین التمر میں اترا تو مثنیٰ بن عمران اس کے مقابلے کے لیے نکلا۔

Marfat.com

کئی دن تک دونوں میں برابر نبرد آزمائی ہوتی رہی جس میں ضحاک کے کئی سردار مقتول ہوئے اور خارجیوں نے شکست کھائی، انھیں کے ساتھ منصور بن جمہور تھا۔ ان لوگوں نے کوفے واپس آ کر اپنے لوگوں کو جمع کیا اور دوبارہ ابن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے چلے، ابن ہبیرہ کئی دن تک جنگ کرتا رہا۔ جس میں خوارج نے شکست کھائی۔ اس کے بعد ابن ہبیرہ کوفہ آیا اور وہاں سے واسط چلا گیا، جب ضحاک کو اپنے ساتھیوں کی حالت معلوم ہوئی تو عبیدہ بن سوار التغلبی کو اُن کی طرف بھیجا۔ وہ آ کر صراۃ میں اترا پھر ابن ہبیرہ نے بھی ان کا رخ کیا اور صراۃ پہنچ کر ان سے بھڑ گیا۔ انشاء اللہ ضحاک کے خروج کی خبر عنقریب بیان کی جائے گی۔

ضحاک کا خروج

اسی سال ضحاک بن قیس شیبانی خارجی نے علم بغاوت بلند کیا اور کوفہ میں داخل ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب ولید کا قتل ہو چکا تو ایک حروری شخص جس کا نام سعید بن بہدل الشیبانی تھا۔ اس نے ولید کے قتل اور مروان کی شام میں مشغولیت کو غنیمت سمجھ کر کفر توثا میں خروج کیا اور بسطام البیھسی جو اس کی رائے کا مخالف تھا، بنو ربیعہ کو اسی تعداد میں ساتھ لے کر روانہ ہوا جتنی اس کے ساتھ تھی۔ یہ دونوں اپنے مقابل کی طرف بڑھے جب یہ دونوں قریب ہو گئے تو سعید بن بہدل نے خیبری کو جو اس کے سرداروں میں تھا ۱۵۰ سواروں کے ساتھ بھیجا۔ جس وقت یہ پہنچا اُس وقت وہ لوگ بے خبر تھے۔ اس لیے اُس نے اس بے خبری میں اُن لوگوں کو اور بسطام کو قتل کر ڈالا۔ ان میں سے صرف چودہ آدمی باقی بچ گئے۔ پھر سعید بن بہدل شیبانی کو جب عراق کے اختلافات کی خبر ملی تو عراق کی جانب روانہ ہوا، لیکن سعید کا راستہ ہی میں انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنی جگہ پر ضحاک ابن قیس کو مقرر کر دیا۔ لہذا خوارج نے اُس کی بیعت کر لی اور وہ موصل آیا اور وہاں سے شہرزور پہنچا۔ اس درمیان میں خوارج اُس کے پاس برابر جمع ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ اُن کی تعداد ۴ ہزار تک پہنچ گئی۔

اسی عرصے میں یزید بن ولید ہلاک ہو گیا۔ اُس وقت عراق پر اُس کا عامل عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز تھا اور مروان نے جزیرہ پر اپنا تسلط جما رکھا تھا۔ مروان نے ابن عمر کے ایک سردار نضر بن سعید الحرشی کو عراق کی حکومت سپرد کی لیکن ابن عمر نے حکومت دینے سے انکار کر دیا۔ اس لیے نضر کوفہ کی طرف

Marfat.com

روانہ ہوا اور ابن عمر حیرہ ہی میں مقیم رہا، اب دونوں میں جنگ شروع ہوگئی اور چار ماہ تک جنگ ہوتی رہی ،مروان نے نضر کی مدد ابن غزیّل سے کی۔اس کے علاوہ نضر کے پاس خود مضریہ جمع ہونے لگے۔یہ مضری اس وجہ سے مروان کے ساتھ ہوگئے تھے کہ اس نے ولید کے خون کا مطالبہ کیا تھا اور ان کو ولید سے یہ تعلق تھا کہ ولید کی ماں قیسیہ بنومضر سے تھی۔ دوسری طرف اہلِ یمن، ابن عمر کے ساتھ تھے۔یمنی اس لیے یزید کے ساتھ تھے کہ ولید نے خالد قسری کو یوسف کے حوالہ کیا تھا، جس نے اس کو قتل کر ڈالا۔

خیر جب اس یمنی، مُضری اختلاف کی خبر ضحاک کو معلوم ہوئی تو اُس نے ۱۲۷ھ میں عراق کا رخ کیا۔ابن عمر نے نضر کو لکھا کہ یہ ضحاک صرف ہمارے اور تمھارے ارادے سے نکلا ہے۔اس لیے ہم کو چاہیے کہ متحد و متفق ہو کر اس سے جنگ کریں، اس لیے ان دونوں میں معاہدہ ہوگیا اور دونوں کوفہ میں آکر مل گئے دونوں اپنی اپنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ضحاک ماہ رجب میں مقام نخیلہ پر پہنچ گیا اور آرام کرنے کے لیے ٹھہر گیا۔یہ لوگ جمعرات کے دن جنگ کرنے کے لیے تیار ہوگئے یعنی ضحاک کے آنے کے دوسرے ہی دن بہت لڑائی ہوئی جس میں انھوں نے ابن عمر کو بھگا دیا اور اُس کے بھائی عاصم اور عبیداللہ کے بھائی جعفر بن عباس الکندی کو قتل کر ڈالا۔ابن عمر بھاگ کر خندق میں چھپ گیا، خوارج رات بھر وہیں لڑتے رہے پھر واپس ہوگئے۔جمعہ کے دن دوبارہ جنگ ہوئی لیکن پھر بھی ابن عمر کو شکست ہوئی اور پھر بھاگ کر اپنی خندقوں میں پناہ لی۔پھر جب ہفتے کی صبح ہوئی تو ابن عمر کے ساتھیوں نے آہستہ آہستہ واسط کی طرف ہٹنا شروع کر دیا۔انھوں نے خوارج سے زیادہ قوی تر قوم اب تک نہیں دیکھی تھی۔

جو لوگ واسط آئے ان میں نضر بن سعید الحرشی، خالد کا بھائی اسمٰعیل بن عبداللہ القسری، منصور بن جمہور، اصبغ بن ذوالہ اور ان کے علاوہ دوسرے سردار بھی تھے، اب یہاں صرف ابن عمر چند ساتھیوں کے ساتھ باقی رہ گیا۔لوگوں نے کہا کہ جب سب لوگ بھاگ گئے تو پھر ہم یہاں کس بھروسہ پر ٹھہرے رہیں۔ابن عمر دو روز تک وہاں رہا، جسے دیکھا بھاگتا ہی نظر آیا تب ابن عمر بھی واسط چلا آیا اور ضحاک نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔عبیداللہ بن عباس الکندی نے اپنی جان کی خیر نہ دیکھی اس لیے ضحاک کے ساتھ ہوگیا اور بیعت کر کے اُس کی فوج میں شریک ہوگیا ابوعطاء السندی نے اُس کے لیے کہا:

فقل لعبيدالله لو كان جعفر　　　هو الحي لم يجنح وانت قتيل

Marfat.com

ولم یتبع المراق والتار فیهم وفی کفه عضب الذباب صقیل

الی معشر أردوااخاك واکفروا اباك فماذابعد ذالك تقول

[عبیداللہ سے کہہ دو کہ اگر جعفر زندہ ہوتا تو کبھی مائل نہ ہوتا اور تو اس حالت میں مقتول ہوتا۔ جب کہ اُن کے ذمہ ہمارے خون ہیں اور اُس کے ہاتھ میں صقیل شدہ تیغ براں ہوتی وہ کبھی خارجیوں کی پیروی نہ کرتا۔ ایسے قبیلہ کی طرف جنھوں نے تمھارے بھائیوں کو مرتد سمجھا اور تمھارے آباواجداد کو کافر سمجھا ہے پھر اس کے بعد تم کیا کہو گے۔]

جب یہ اشعار عبیداللہ کو معلوم ہوئے تو اُس نے جواب میں کہا:

فلا وصلتك الرحم من ذی قرابة وطالب وتر والذلیل ذلیل

ترکت اخاشیبان یسلب بزه ونجاك خوارالعنان مطول

[تجھ کو اعزاء اور اقرباء سے اور دشمنوں سے کوئی رحم نہ پہنچے اور ذلیل ذلیل ہی ہوتا ہے۔ تو نے شیبان کو اس حالت میں چھوڑ دیا کہ اُس کے مال اور متاع لوٹے جا رہے تھے حالانکہ اُس نے تجھ کو بہت بڑی ذلت سے نجات دلائی تھی۔]

ابن عمر وہاں سے روانہ ہو کر واسط آیا اور حجاج بن یوسف کے مکان میں مقیم ہوا۔ پھر عبداللہ اور نضر کے درمیان ویسی ہی جنگ چھڑ گئی جیسی کہ ضحاک کے آنے سے قبل ہو رہی تھی۔ نضر مروان کے حکم کی بنا پر عراق کی حکومت ابن عمر سے طلب کرتا تھا اور وہ انکار کرتا تھا۔ ضحاک کوفہ کا انتظام کر کے اور وہاں کا والی ملجان شیبانی کو بنا کر واسط آیا اور اس نے باب مضمار میں قیام کیا۔ عبداللہ اور نضر آپس کی جنگ ترک کر کے پھر ضحاک سے جنگ کرنے کے لیے متحد و متفق ہو گئے اور برابر شعبان، رمضان، شوال تک اتفاق واتحاد کے ساتھ ضحاک سے جنگ کرتے رہے۔

پھر منصور بن جمہور نے ابن عمر سے کہا کہ تم ان لوگوں سے کیوں لڑتے ہو۔ اور ان کو مروان کی طرف جانے سے کیوں روکے ہوئے ہو۔ ان کی اطاعت قبول کر کے ان کو اپنے اور مروان کے درمیان میں کر دو۔ اگر تم ان کی اطاعت کر لو تو پھر یہ لوگ مروان ہی کی طرف جائیں گے اور اس سے اس کی مشکلات میں اضافہ کر دیں گے۔ اگر ضحاک نے مروان پر فتح پالی تو تیرا مدعا حاصل اور تو پھر مامون ہو جائے گا اور اگر وہ ان پر مظفر و منصور ہوا اور تو نے اُس سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو اطمینان

Marfat.com

سے جنگ ہوگی۔ابن عمر نے کہا جلدی نہ کرو ذرا مجھ کو غور کر لینے دو۔منصور ان خارجیوں کے پاس گیا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اطاعت قبول کرلوں اور کلام اللہ پر عمل کروں اس لیے کہ یہی ان کی حجت تھی۔بہر حال اس نے ضحاک کی بیعت کرلی۔ پھر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی اُن کے پاس شوال میں آیا اور مصالحت کر کے ضحاک کی بیعت کرلی،اس کے ساتھ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بھی تھا۔

ابوالخطار امیر اندلس کی علیحدگی اور ثوابہ کی امارت

اسی سال اندلس والوں نے اپنے امیر ابوالخطار حسام بن ضرار الکلبی کی اطاعت سے انحراف کیا۔اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یہ امیر ہو کر اندلس آیا،تو مضریوں کے خلاف یمانیہ کی طرف داری کرنے لگا۔اتفاقاً ایک کنانی اور غسانی سے تنازع ہو گیا۔کنانی نے صمیل بن حاتم بن ذی الجوشن ضبابی سے امداد چاہی تو صمیل نے اس بارے میں ابوالخطار سے بات کی۔اس پر وہ بہت زیادہ خفا ہو گیا صمیل نے بھی اس کا جواب منہ در منہ دیا۔اس لیے ابوالخطار نے صمیل کو مارنے کا حکم دیا چنانچہ جب اس کی گردن کی پشت پر کوڑے پڑے تو اُس کا عمامہ جھک گیا اور جب وہ نکلا تو لوگوں نے کہا کہ تیرا عمامہ ٹیڑھا ہو گیا ہے اُس نے کہا،اگر میری کوئی قوم ہوگی تو سیدھا کر دے گی۔

یہ شخص مضر کے شرفا میں سے تھا،چنانچہ جب یہ بلج کے ساتھ اندلس میں داخل ہوا تو اپنی شرافت ونجابت اور ذاتی فضیلتوں اور خوبیوں کی وجہ سے معزز ہو گیا پھر لوگوں کو جمع کر کے اپنے گزشتہ واقعات ان کے سامنے بیان کیے،انھوں نے کہا کہ ہم تمھارے تابعدار اور مطیع ہیں،اُس نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ابوالخطار کو اندلس سے نکال دوں۔اُن میں سے بعض لوگوں نے کہا تمھارے جو دل میں آئے وہ کرو اور جس سے جی میں آئے مدد لو مگر اُبی عطا قیسی سے مدد نہ لو۔یہ بھی اشراف قیس سے تھا اور ریاست وسرداری میں صمیل کا مقابلہ کرتا تھا اس کے علاوہ اس سے حسد بھی رکھتا تھا۔ایک دوسرے شخص نے یہ رائے دی کہ نہیں،بلکہ تجھ کو ابوعطا کے پاس جا کر امداد لینی چاہیے کیونکہ اس سے اُس کی رگ حمیت جوش میں آجائے گی اور وہ تیری مدد کرے گا اور اگر تو نے اس کو چھوڑ دیا تو وہ ابوالخطار سے مل جائے گا اور تیری مخالفت میں اُس کی امداد کرے گا تاکہ وہ تیرے مقابلہ میں اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جائے اور میری یہ بھی رائے ہے کہ بنوسعد کو چھوڑ کر اہل یمن سے بھی امداد طلب کی جائے۔چنانچہ

Marfat.com

صمیل نے ایسا ہی کیا اور اسی رات کو ابی عطاء کے پاس گیا۔ اُس وقت وہ استجہ میں تھا۔ ابی عطاء نے بڑی آؤ بھگت کی اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ صمیل نے باتیں کہہ سنائیں جس کا اُس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ ہتھیار سے آراستہ ہو کر گھوڑے پر سوار ہو گیا اور کہا جہاں جی میں آئے چلو میں تیار ہوں اور ہر حال میں ساتھ ہوں۔ اس کے علاوہ اپنے تمام اہل واصحاب کو اُس کی پیروی کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد سب کے سب مرو کی جانب روانہ ہوئے۔ یہاں ثوابہ بن سلامہ الحدانی رہتا تھا جو کہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ ابوالخطار نے اس کو اشبیلیہ اور دوسرے مقامات پر پہلے مقرر کیا تھا اور پھر اس کو معزول کر دیا اس وجہ سے وہ بھی اُس کا مخالف بن گیا تھا۔ اس کو بھی صمیل نے اپنے ساتھ شریک ہونے اور اعانت کرنے کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ اگر ابوالخطار کو نکال دیا گیا تو اُس کو امیر بنا دیا جائے گا۔ اُس نے بھی اس دعوت کو قبول کر لیا اور اپنی قوم کو بھی اس طرف بلایا چنانچہ اُن سب نے بھی صدائے لبیک بلند کی اور سب کے سب مل کر شدونہ کو روانہ ہوئے۔

ابوالخطار بھی اندلس سے کسی کو وہاں کا والی مقرر کر کے ان کی طرف قرطبہ سے روانہ ہوا اور پھر ماہ رجب میں ان سے سخت مقابلہ ہوا اور آخر کار ابوالخطار کو شکست ہوئی جس میں اُس کے بہت سے ساتھی مقتول ہوئے اور خود گرفتار ہو گیا۔ اُس وقت قرطبہ میں امیہ بن عبدالملک بن قطن تھا جس نے ابوالخطار کے جانشین کو بھی وہاں سے نکال دیا اور جو کچھ ان دونوں کا مال واسباب تھا سب کو لوٹ لیا جب ابوالخطار نے شکست کھائی تو اس کے بعد ثوابہ بن سلامہ اور صمیل دونوں نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور ثوابہ بن سلامہ وہاں کا والی ہو گیا۔

یمنیوں کو یہ صورت حال قبول نہیں تھی لہٰذا عبدالرحمٰن بن حسان الکلبی نے ثوابہ سے بغاوت کی اور ابوالخطار کو جیل خانہ سے نکالا تو تمام یمانیوں کی رگوں میں حمیت کا خون جوش کھانے لگا اور سب کے سب اُس کے پاس جمع ہو گئے۔ وہ ان تمام کو لے کر قرطبہ کی جانب روانہ ہوا۔ ادھر سے ثوابہ تمام یمانیہ اور مضریہ کو لے کر جو کہ صمیل کے ساتھ تھے مقابلے پر نکلا لیکن جب دونوں فوجیں مقابل ہوئیں تو ایک مضری نے آواز دی کہ اے معشر یمانیہ تم کو کیا ہو گیا کہ ابوالخطار کی جانب سے جانیں دے رہے ہو۔ تمھارے ثوابہ کو ہم نے امیر بنایا اگر کوئی ہمارا امیر ہوتا تو تم جنگ پر معذور سمجھے جاتے، میں یہ صرف اس وجہ سے کہتا ہوں تا کہ خونریزی نہ ہو اور لوگوں کو عافیت مل جائے۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو کہا سچ

Marfat.com

کہتا ہے امیر تو ہمیں میں سے ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی قوم سے لڑیں، اس لیے لوگوں نے جنگ سے کنارہ کشی اختیار کی اور ابوالخطار بھاگ کر باہر چلا گیا اور ثوابہ قرطبہ واپس آیا۔ اس وجہ سے اس فوج کا نام عسکر عافیہ پڑ گیا۔

بنوعباس کی جماعت

اسی سال سلیمان بن کثیر، لاھز بن قریظ اور قحطبہ مکّہ گئے اور وہاں امام ابراہیم بن محمد سے ملاقات کی اور اُن کے موالی کو ۲۰ ہزار دینار دو لاکھ درہم، مشک اور بہت سا سامان وغیرہ دیا، انھیں لوگوں کے ساتھ ابومسلم بھی تھا تو سلیمان نے ابراہیم سے کہا کہ یہ آپ کا خادم ہے۔

اور اسی سال بکیر بن ماھان نے اپنے موت کے وقت ابراہیم کو لکھا کہ میں نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان کو اپنا قائم مقام کر دیا ہے اور وہ اس کام کے لیے بالکل موزوں ہیں۔ چنانچہ ابراہیم نے اُس کو لکھا کہ تم اپنے ساتھیوں کے امیر ہو اور خراسانیوں کو لکھا کہ میں نے ان کو تمھارا امیر مقرر کیا ہے۔ اس کے بعد ابوسلمہ خراسان کی طرف گیا لوگوں نے اُس کی تصدیق کی اور امارت کو قبول کیا اور اُن کے پاس شیعوں کا جو کچھ چندہ اور خمس جمع تھا اُس کے حوالہ کر دیا۔

متفرق واقعات

اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز امیرِ حج تھا یہ اس وقت مروان کی جانب سے مکہ، مدینہ، طائف کا والی تھا۔ عراق پر نضر بن حرشی عامل تھا اور اس زمانہ میں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ نضر بن حرشی اور ابن عمر اور ضحاک میں جنگ تھی۔ خراسان میں نصر بن سیار تھا وہاں اس سے کرمانی اور حارث بن سُریج برابر جھگڑتے رہتے تھے۔

وفیات

اس سال سوید بن غفلۃ کی وفات ہوئی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۸۱ھ میں اس کا انتقال ہوا، اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے ۸۲ھ میں انتقال کیا، اُس وقت اس کی عمر ۱۲۰ سال کی تھی اور عبدالکریم

Marfat.com

بن مالک الجزری کی بھی اسی سال وفات ہوئی، بعض ارباب سیر نے اس کے خلاف بیان کیا ہے۔

اوراسی سال ابوحصین عثمان بن حصین الاسدی کوفی کی بھی وفات ہوئی ۔اوراسی سال ابواسحٰق عمرو بن عبداللہ السبیعی الہمدانی کی بھی وفات ہوئی اُس وقت ان کی عمر سو سال کی تھی اور عبداللہ بن دینار کا بھی انتقال ہوا۔

اسی سال محمد بن واسع الازدی البصری کی وفات ہوئی۔ ان کی کنیت ابوبکر تھی۔اور داؤد بن ابی ہند کی بھی وفات ہوئی اور ابوہند کا نام دینار تھا یہ بنی قشیر کا مولیٰ تھا۔

اوراسی سال ابوبحر عبداللہ بن اسحٰق مولی آل حضرمی کا انتقال ہوا۔ یہ نحو اور لغت کا امام تھا، یحییٰ بن نعمان سے اس نے تعلیم حاصل کی تھی، ابوبحر اکثر فرزوق کے شعروں میں عیب نکالا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اس کے شعر میں لحن (معیوب قافیہ) ہوتا ہے۔فرزوق نے اس کی ہجو میں یہ شعر کہا تھا:

فلو کان عبدا اللہ مولیٰ ھجوتُہ   ولکن عبدا اللہ مولی موالیا

[اگر عبداللہ مولی ہوتا تو میں اُس کی ہجو کرتا لیکن عبداللہ غلاموں کا مولیٰ ہے۔]

ابوعبداللہ نے کہا تو نے اپنے قول (موالیا) میں لحن کیا، تجھ کو یہ کہنا چاہیے تھا مولی موال۔

Marfat.com

باب ۔۵۵

۱۲۸ھ کے واقعات

حارث بن سُریج کا قتل اور کرمانی کا مرو پر غلبہ

حارث بن سُریج کو یزید بن ولید کی امان ملنے اور بلاد مشرکین سے بلاد اسلامیہ میں آنے کا بیان گزر چکا ہے نیز جو کچھ اُس کے اور نصر کے درمیان اختلاف تھا اُس کا ذکر بھی ہو چکا ہے پھر جب ابن ہبیرہ عراق کا والی ہوا تو اس نے نصر کو خراسان کا والی بنایا۔ نصر نے خراسان میں مروان کے لیے بیعت لی، تو حارث نے کہا کہ مجھ کو یزید نے امن دیا تھا۔ مروان نے مجھے امان نہیں دی ہے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ مروان یزید کی امان کو بحال نہیں رکھے گا اس لیے میں اس سے مامون نہیں ہوں۔ اس مفروضے پر اس نے نصر کی مخالفت شروع کر دی۔ نصر نے اُس کو کہلا بھیجا کہ اتحاد و اتفاق سے رہنا چاہیے اور تفرقہ اور دشمنوں کو طمع دلانے سے منع کیا لیکن اس نے ایک نہ سنی بلکہ لشکر تیار کر کے نکلا اور پھر نصر کو لکھا کہ امارت کا مسئلہ باہمی مشورہ سے طے کرو۔ نصر نے اس سے انکار کیا تب حارث نے راسب کے مولیٰ، جھمیہ کے سردار جہم بن صفوان کو حکم دیا کہ اُس کی سیرت اور اخلاق و عادات اور ایسی باتیں بیان کرے جو لوگوں کو اس کی جانب مائل کریں۔ چنانچہ جب جہم نے حارث بن سُریج کے بارے میں بیان کیا تو بہت سے لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے اور اس کی جماعت میں بہت اضافہ ہو گیا۔ پھر حارث نے نصر کو لکھا کہ سالم بن احوز کو اپنی کوتوالی سے معزول کر دے اور عمال کو بدل دے۔ پھر دونوں میں یہ طے پایا کہ دونوں چند آدمیوں کو منتخب کریں جو پوری قوم کے نمائندے ہوں اور کتاب اللہ پر عامل ہوں۔ چنانچہ نصر نے مقاتل بن سلیمان اور مقاتل بن حیان کا انتخاب کیا اور حارث نے مغیرہ بن شعبۃ الجھضمی اور معاذ بن جبلہ کا انتخاب کیا اور نصر نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ جس طریقہ پر یہ لوگ راضی ہوں اور جن عاملوں کا انتخاب کریں ان تمام کو لکھ لو تا کہ وہ اُن کو سمرقند اور طخارستان کی سرحدوں پر مقرر کر سکے۔

Marfat.com

حارث ظاہر یہ کرتا تھا کہ وہ اہل بیت کا حامی ہے اس پر نصر نے اُس کو لکھا کہ اگر تمھارا یہ زعم ہے کہ تم دمشق کی فصیل کو منہدم کر دو گے اور مملکت بنی امیہ کو زیر وزبر کر دو گے تو مجھ سے پانچ سو جانور ، دوسو اونٹ اور حسب خواہش مال ومتاع اور اسلحہ لے لو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ میں اپنی عمر کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو جیسا کہ تو نے تذکرہ کیا ہے، اہل بیت کا حامی ہے تو میں تیرے تابع رہوں گا اگر تو ایسا نہیں ہے تو تو نے اپنے خاندان اور قبیلہ کو ہلاک کر دیا۔

حارث نے جواباً لکھا کہ تم کو بخوبی معلوم ہے کہ یہ بالکل حق ہے لیکن میرے ساتھی مجھ سے اس پر بیعت نہ کریں گے اور متحد نہ ہوں گے۔ نصر نے لکھا تو معلوم ہوا کہ لوگ تمہاری رائے پر نہیں ہیں تو ربیعہ اور یمن کے بیس ہزار لوگوں کو ہلاک کرنے میں خدا سے خوف کھاؤ، پھر نصر نے اُسے تین لاکھ درہم اور ماوراء النہر کی امارت پیش کی لیکن اُس نے قبول نہ کیا۔ پھر نصر نے اُس سے کہا کرمانی کے مقابلے پر جاؤ، اگر تم نے اُس کو قتل کر دیا تو میں تمہارا مطیع ہو جاؤں گا لیکن حارث نے اسے بھی نہ مانا۔ پھر دونوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ جہم بن صفوان اور مقتل بن حیان کو حکم بنائیں۔ ان دونوں نے نصر کی معزولی اور امارت کو مجلس شوریٰ کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا۔ نصر نے اس کو نامنظور کیا، اس لیے حارث مخالف ہو گیا۔ نصر نے اپنے بعض دوستوں پر یہ الزام لگایا کہ یہ حارث سے ساز باز رکھتے ہیں اُن لوگوں نے نصر سے معذرت چاہی اور نصر نے اُن کی معذرت قبول کر لی۔

جب خراسان والوں کو فتنہ کی خبر معلوم ہوئی تو اُن کی ایک جماعت جن میں عاصم بن عمیر الصریمی، ابوذیال الناجی، مسلم بن عبدالرحمٰن اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی تھے، نصر کے پاس آئی۔ پھر حارث نے حکم دیا اُس کی سیرت مسجدوں اور بازاروں اور نصر کے دروازوں پر بیان کی جائے اس کے شروع ہونے کے ساتھ ہی اس کے پاس ایک عالم ٹوٹ پڑا۔ ایک شخص نے نصر کے دروازہ پر اس کی سیرت بیان کی، اُس کو نصر کے غلاموں نے زدوکوب کیا اس پر حارث نے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور لڑائی پر مستعد کر دیا۔ مرو کے باشندوں میں سے ایک شخص نے حارث کو فصیل میں ایک نقب کی جگہ بتائی تو حارث نے جا کر نقب کو اور وسیع کر دیا اور اُس کے ذریعہ سے باب بالین کی سمت سے شہر میں داخل ہو گیا تو ان سے جہم بن مسعود الناجی نے جنگ کی لیکن وہ قتل کر دیا گیا۔ پھر لوگوں نے سالم بن احوز کے مکان کو لوٹ لیا اور باب بالین کے نگہبانوں کو قتل کر ڈالا۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب کہ

Marfat.com

جمادی الآخریٰ کی دو راتیں باقی رہ گئی تھیں اور دوشنبہ کا دن تھا۔ پھر حارث کوچۂ سُغد کی طرف روانہ ہوا وہاں پر اعین مولی حیان کو دیکھا جس سے کچھ لڑائی ہوئی مگر اعین مقتول ہوگیا۔

جب صبح ہوئی تو سالم نے گھوڑے پر سوار ہوکر یہ اعلان کیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اُس کو تین سو درہم دیے جائیں گے۔ اس اعلان کے بعد سورج نکلتے نکلتے حارث کو شکست ہوگئی۔ سالم، حارث سے ساری رات لڑتا رہا اس کے بعد سالم حارث کے لشکر میں داخل ہوگیا۔ اُس کے کاتب یزید بن داؤد اور اُس شخص کو جس نے نقب کا پتہ دیا تھا، قتل کر ڈالا۔

پھر نصر نے کرمانی کو پکڑ بلایا چنانچہ وہ اس سے عہد لے کر آیا جس وقت وہ پہنچا نصر کے پاس ایک جماعت بیٹھی تھی، سالم بن احوز اور مقدام بن نعیم میں کچھ سخت کلامی ہوگئی اور حاضرین میں کچھ لوگ اِدھر ہوگئے کچھ اُدھر ہوگئے۔ کرمانی کو یہ خوف معلوم ہوا کہ شاید اس میں نصر کا کوئی فریب ہو، اس لیے فوراً اُٹھ کھڑا ہوا، اگرچہ لوگوں نے اس کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی لیکن وہ نہ بیٹھا بلکہ گھوڑے پر سوار ہوکر واپس چلا آیا اور کہا نصر کا میرے ساتھ دھوکہ کرنے کا ارادہ تھا۔

اُسی دن جھم بن صفوان جو کہ کرمانی کے ساتھ تھا، قید کر کے قتل کر دیا گیا۔ پھر حارث نے اپنے لڑکے حاتم کو کرمانی کے پاس بھیج دیا تو محمد بن المثنیٰ نے کہا یہ دونوں تمہارے دشمن ہیں تم ان کو آپس میں لڑنے دو، پھر جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو کرمانی باب میدان یزید کی طرف گیا اور جب وہاں نصر کی فوج نے اس سے جنگ کی تو باب حرب بن عامر کی طرف چلا آیا اور اپنے ساتھیوں کو نصر کی طرف بھیجا۔ بدھ کے دن ان لوگوں نے کچھ تیراندازی کی اور پھر رک گئے۔ جمعرات کے دن کوئی جنگ نہ ہوئی لیکن جمعہ کے دن پھر میدان گرم ہوا۔ بنواز دشکست کھا کر کرمانی تک پیچھے ہٹتے چلے آئے اس لیے کرمانی نے خود اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے لیا اور جنگ کے لیے آگے بڑھا اور نہایت سختی سے حملہ کر کے نصر کی فوج کو شکست دے دی اور وہ بھاگے چنانچہ انھوں نے اُن کے ۸۰ گھوڑوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ تمیم بن نصر گرا دیا گیا تو اُس کے دو خچر پکڑ لیے گئے اور سالم بن احوز گر پڑا تو اٹھا کر نصر کی فوج میں لایا گیا۔

جب کہ تھوڑی سی رات رہ گئی تو نصر مرو سے نکل کر چلا گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عصمہ بن عبداللہ الاسدی، اصحاب نصر کو اُبھارتا رہا اس لیے وہ تین دن تک جنگ کرتے رہے اور آخری دن کرمانی کے اصحاب کو شکست دی۔ جن میں بنو ربیعہ اور ازد تھے۔ خلیل بن غزوان نے منادی کرائی کہ

Marfat.com

اے معشر ربیعہ اور یمن، حارث بازار میں داخل ہوگیا اور اُس نے ابن اقطع یعنی نصر بن سیار کو قتل کر ڈالا۔ یہ سن کر جو نصر کے طرف دار تھے بنی مضر کی ہمتیں پست ہوگئیں۔ اس لیے یہ لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ تمیم بن نصر نے گھوڑے سے اتر کر لڑائی شروع کی، جب یمانیہ نے مضر کو شکست دے دی تو حارث نے نصر کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یمانیہ تمھاری شکست کی وجہ سے مجھ کو عار دلاتے ہیں حالانکہ میں تنہا کافی ہوں اس لیے تو اپنے بہادروں کو کرمانی کے مقابلے پر بھیج تو نصر نے اُس سے وعدہ لے کر ایسا کیا، پھر نصر کے پاس عبدالملک بن سعد العوذی، ابوجعفر عیسیٰ بن جرز مکہ سے آئے تو نصر نے عبدالحکم العوذی سے جو کہ قبیلۂ ازد سے تھا کہا کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیری قوم کے سفہاء نے کیا کیا، اُس نے جواب دیا بلکہ تیری قوم کے سفہاء نے یہ کیا۔ اس لیے کہ اُن کی ولایت تیری ولایت کے ساتھ روانہ ہوتی گئی، بنو ربیعہ اور اہل یمن اس سے محروم رہے۔ انھوں نے ان پر نظر دوڑائی تو علماء اور سفہاء دونوں نظر پڑے۔ چنانچہ سفہاء علماء پر غالب آ گئے۔ ابوجعفر عیسیٰ نے نصر سے کہا کہ اے امیر تجھ پر ولایت اور یہ امور کافی مصیبت ہیں جن کی وجہ سے تجھ پر ایک بڑا بوجھ ہے، عنقریب ایک مجہول النسب شخص سیاہ علم لے کر اٹھ کھڑا ہوگا اور ایک جدید حکومت کی دعوت دے گا اور موجودہ حکومت پر قبضہ کر لے گا اور تم لوگ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاؤ گے۔ نصر نے کہا بے وفائی اور آپس کی پھوٹ کی وجہ سے ایسا ہونا بالکل ممکن ہے پھر اُس نے یہ بھی کہا کہ حارث تو مقتول و مطلوب ہوگا اور خود کرمانی کا بھی آگے چل کر یہی حشر ہونے والا ہے۔

جب نصر مرو سے نکل گیا تو کرمانی نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے لوگوں میں خطبہ دیا اور تمام کو مامون کر دیا لیکن مکانوں کو مسمار کر دیا اور اموال کو لوٹ لیا۔ اس پر حارث نے اُس کو روکا تو کرمانی نے اُس سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر چھوڑ دیا۔

بشر بن جرموز الضبی ۵ ہزار جمعیت کے ساتھ علیحدہ ہوگیا اس نے حارث سے کہا کہ ہم نے تمہاری معیت میں عدل و انصاف کے قیام کے لیے جنگ کی تھی لیکن اب جب کہ تم کرمانی کے ساتھ ہو گئے ہو تو اب ہم تمہارے ساتھ مل کر لڑے تو یہ کہا جائے گا کہ چونکہ حارث مغلوب ہوگیا یہ محض عصبیت کی وجہ سے لڑ رہے ہیں۔ ایسی حالت میں ہم تمہارا ساتھ نہیں دے سکتے۔ ہم تو ایک عدل پسند اور صلح جو جماعت ہیں۔ ہم لوگ صرف اُن سے جنگ کرتے ہیں جو ہم سے جنگ کرتے ہیں۔

حارث مسجد عیاض میں آیا اور اس نے کرمانی کو یہ پیغام بھیجا کہ اب امارت مجلس شوریٰ کے

Marfat.com

ہاتھ میں دے دو۔ کرمانی نے ایسا کرنے سے انکار کیا حارث وہاں سے چلا آیا اور ان کے چند دن قیام کرنے کے بعد شہر کے قریب آیا اور فصیل میں ایک شگاف کر کے شہر میں داخل ہو گیا کرمانی بھی اس کے مقابلہ کے لیے آیا پھر دونوں میں سخت جنگ ہوئی جس میں حارث نے شکست کھائی اور جو لوگ اُس کی فوج اور شگاف کے درمیان تھے سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ اس وقت حارث خچر پر تھا پھر وہ اُتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا اُس وقت اُس کے ساتھ کل سو آدمی باقی رہ گئے تھے چنانچہ وہ وہیں زیتون کے درخت یا غبیراء (ایک گھاس کا نام ہے) کے پاس قتل کیا گیا اور اس کے بھائی سوادۃ اور دوسرے لوگ بھی مقتول ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ حارث کے قتل کی یہ وجہ ہوئی کہ کرمانی جب بشر بن جرموز (جس کی علیحدگی کا بیان ہو چکا ہے) کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا تو اُس کے ساتھ حارث بن سُریج بھی تھا۔ کرمانی ایک ایسے مقام پر آ کر مقیم ہوا جہاں سے بشر کی فوج تک دو فرسخ کا فاصلہ تھا پھر وہاں سے کوچ کر کے اور قریب ہوا تا کہ اس سے لڑائی کر سکے تو حارث کو کرمانی کی اتباع پر ندامت ہوئی۔ اس لیے اُس نے کرمانی سے کہا تو اُن سے جنگ کرنے میں عجلت نہ کر میں اُن لوگوں کو تیرے پاس واپس لاتا ہوں۔ چنانچہ دس سواروں کے ساتھ نکلا اور آ کر بشر کی فوج میں مقیم ہو گیا پھر کرمانی کے پاس سے جو حارث کے مضری ساتھی تھے وہ بھی چلے آئے چنانچہ اُس کے پاس بجز مسلمہ بن ابی عبداللہ کے اور کوئی مضری باقی نہ رہا۔ اس نے کہا میرا خیال ہے کہ حارث دھوکا کرنا چاہتا ہے۔ باقی رہ جانے والوں میں مہلب بن ایاس بھی تھا اس نے کہا کہ میں ہمیشہ حارث کو بھاگنے والی فوج میں پاتا ہوں۔ کرمانی نے ان سے کئی مرتبہ جنگ کی تو یہ لوگ لوٹ کر کبھی اپنی خندق میں چلے گئے اور کبھی وہ لوگ اپنی خندق میں چلے جاتے۔ پھر حارث مرو واپس آیا اور فصیل میں نقب لگا کر شہر میں داخل ہو گیا لیکن کرمانی بھی تعاقب کیے ہوئے آ پہنچا اور شہر میں داخل ہو گیا۔ مُضریوں نے حارث سے کہا ہم نے خندقوں کو آج کے دن کے لیے چھوڑ رکھا ہے تم کئی مرتبہ ہمارا ساتھ چھوڑ کر بھاگ چکے ہو اس لیے پیدل ہو جاؤ اُس نے کہا میں تمھارے لیے پیدل ہونے سے زیادہ سوار ہونے کی حیثیت سے فائدہ پہنچاؤں گا۔ مگر اُن لوگوں نے کہا ہم لوگ بغیر تمہارے پیادہ ہوئے راضی نہ ہوں گے (یعنی اگر حارث گھوڑے پر سوار ہو گا تو فرار ہو سکتا ہے) حارث گھوڑے سے اُتر کر پیدل چلنے لگا۔ اس کے بعد اس سے اور کرمانی سے سخت جنگ ہوئی جس میں حارث اُس کا بھائی اور بشر بن جرموز اور بنو تمیم کے چند شہ سوار قتل کیے گئے اور بقیہ لوگ بھاگ نکلے۔ اب مرو یمنیوں کے لیے خالی ہو گیا اس لیے اُن لوگوں

Marfat.com

نے مضریوں کے گھروں کو منہدم کرادیا۔ جس وقت حارث قتل کیا گیا تو نصر بن سیار نے یہ شعر کہا:

یامدخل الذل علی قومه　　بعداً وسحقاً لك من هالك

شومك اردی مضر اکلها　　وحزّ من قومك بالحارك

ما کانت الازد واشیاعها　　تطمع فی عمر ولا مالك

ولا بنی سعد اذا الجموا　　کل طمر لونه حالك

[اے اپنی قوم پر ذلت و بربادی کے لانے والے تیرے لیے بربادی و ہلاکت ہو۔ تیری بدبختی نے تمام مضر کو ہلاک کردیا اور حارک کو اپنی قوم سے معزز کردیا۔ ازد اور اُن کے متبعین نہ عمرو کے متعلق کوئی خواہش رکھتے تھے اور نہ مالک کے متعلق۔ اور نہ بنو سعد کی جب کہ وہ لوگ سیاہ رنگ کے گھوڑوں کو لگام لگائیں (یعنی جنگ کی تیاری کریں)۔

عمرو، مالک اور سعد بنو تمیم کی شاخیں ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اشعار نصر نے عثمان بن صدقہ کے متعلق کہے تھے۔ اس واقعہ کے متعلق ام کثیر ضبیہ نے یہ کہا ہے:

لا بارك الله فی انثی وعذّ بها　　تزوّجت مضر یا آخر الدهر

ابلغ رجال تمیم قول موجعة　　احللتموها بدار الذل والفقر

ان انتم لم تکرّوا بعد جولتکم　　حتی تُعید وارجال الازد فی الُظهر

انی استحیت لکم من بعد طاعتکم　　هذا المزونی یجبیکم علی قهر

[خداوند تعالیٰ اُس عورت میں برکت نہ دے جس نے ایک مضری سے آخری زمانہ میں عقد کیا ہے۔ بنو تمیم کے مردوں کو ایک مصیبت زدہ عورت کا قول پہنچادو جس کو تم نے ذلت و فقر کے گھر میں داخل کیا ہے۔ اگر تم پہلے حملہ کے بعد دوبارہ حملہ نہیں کرتے یہاں تک کہ تم بنو ازد کو اپنی مدد کے لیے تیار کر لیتے۔ مجھے تمھارے بعد تمھاری وجہ سے اس مزونی سے شرم آتی ہے جس نے تم کو ظلم کے لیے منتخب کرلیا ہے۔]

بنی عباس کی تحریک

اسی سال امام ابراہیم نے ابو مسلم خراسانی کو جس کا نام عبدالرحمٰن بن مسلم تھا ۱۹ سال کی عمر میں

Marfat.com

خراسان کی جانب بھیجا اور اپنے اصحاب کو لکھا کہ میں نے اس کو اپنا قائم مقام بنایا ہے اس لیے تم لوگ اس کی اطاعت وفرماں برداری کرو اور میں نے اس کو خراسان اور ان کے بعد جو ممالک اس کے قبضہ میں آئیں اُن کا حاکم بنایا۔ لیکن جب وہ آیا تو لوگوں نے اس کی اطاعت نہ کی بلکہ آئندہ سال وہ خود مکہ آئے اور ابراہیم کے پاس جمع ہوئے۔ ابو مسلم نے ابراہیم سے تمام حالت بیان کی۔ ابراہیم نے کہا کہ میں نے کئی آدمیوں کو اس کام کے لیے منتخب کیا اور انھوں نے انکار کیا۔ حقیقت یہی تھی کہ ابراہیم نے یہ خدمت سلیمان بن کثیر کو دی جس نے کہا کہ میں کسی دو پر بھی کبھی حکومت نہیں کروں گا۔ انہوں نے ابراہیم بن سلمہ کے سامنے یہ خدمت پیش کی۔ اس نے بھی انکار کر دیا۔ اس کے بعد امام نے اہلِ خراسان کو مطلع کیا کہ میں نے ابو مسلم کے متعلق فیصلہ کر لیا ہے تم لوگ اس کی اطاعت وفرماں برداری کرو۔ پھر امام نے ابو مسلم سے کہا کہ تم میرے اپنے آدمی ہو اس لیے میری وصیت کو یاد رکھو۔ یمانیوں کا اچھی طرح خیال رکھو اور انھیں کے ساتھ اپنی زندگی گزارو اور انھیں کے درمیان میں رہو بلا شبہ خداوند تعالیٰ صرف انھیں کے ذریعہ سے اس امر کی تکمیل کرے گا اور بنو ربیعہ بھی اُن کے ہم خیال ہیں مگر مُضری بغلی گھونسہ ہیں، جس پر تم کو شبہ ہو، اُس کو قتل کر ڈالو اور اگر تجھ سے ہو سکے کہ خراسان سے تمام عربی بولنے والوں کو فنا کر دے تو ضرور اُن کا نام ونشان مٹا دے۔ اگر تجھ کو کسی بچہ پر بھی شبہ ہو خواہ وہ ابھی پانچ ہی بالشت کا کیوں نہ ہو تو اُس کو بھی قتل کر ڈال لیکن اس شیخ یعنی سلیمان بن کثیر سے کبھی اختلاف نہ کرنا اور نہ کبھی نافرمانی کرنا اور جب تم کو کوئی مشکل کام پیش آجائے تو ان کو میری جگہ پر کافی سمجھنا، (انشاء اللہ ابن مسلم کے متعلق آئندہ اور بیان آئے گا)

ضحاک خارجی کا قتل

ہم ضحاک بن قیس الخارجی کا عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو واسط میں محصور کرنے کا بیان کر چکے ہیں۔ جب اس کا محاصرہ طول کھینچ گیا تو اُس کو مشورہ دیا گیا کہ اس کا رخ اپنی طرف سے پھیر کر مروان کی طرف کر دو۔ اس لیے ابن عمر نے اُس کو کہلا بھیجا کہ تمھارا محاصرہ مجھ کو گراں نہیں لیکن یہ مروان ہے تم اس کی طرف جاؤ۔ پس اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو میں تمھارے ساتھ ہوں۔ ابن عمر نے آخر اس پر مصالحت کر لی اور ابن عمر بھی اُس کے پاس آیا اور اُس کے پیچھے نماز بھی پڑھی۔ پھر ضحاک نے کوفہ کا رُخ کیا اور ابن عمر واسط ہی میں مقیم رہا۔ اسی اثناء میں اہل موصل نے ضحاک کو لکھا اگر وہ وہاں آئے گا تو

Marfat.com

لوگ اس شہر کو اس کے قبضہ میں دے دیں گے۔ اس لیے ۲۰ ماہ کے بعد اپنی فوج کو لے کر اُس طرف روانہ ہوا۔ اُس وقت وہاں کا حاکم مروان کی جانب سے بنی شیبان کا ایک شخص تھا جو کہ قطران بن اکمہ کے نام سے مشہور تھا۔ جب یہ پہنچا تو اہل موصل نے شہر کا دروازہ کھول دیا اور ضحاک داخل ہو گیا پھر قطران اور اس کے اصحاب اور اہل وعیال نے جو کہ تعداد میں کم تھے اس سے مقابلہ کیا لیکن وہ سب کے سب مقتول ہو گئے اور ضحاک تمام موصل اور اس کے اضلاع پر قابض ہو گیا۔

یہ خبر مروان کو اس وقت پہنچی جب کہ وہ حمص کا محاصرہ کیے ہوئے لوگوں سے جنگ میں مصروف تھا۔ اُس نے اپنے لڑکے عبداللہ کو جزیرہ میں لکھا جو اس کا قائم مقام تھا کہ تم مع اپنی فوج کے نصیبین جاؤ تا کہ ضحاک کو جزیرہ کے وسط میں آنے سے روکو۔ عبداللہ سات آٹھ ہزار کی جمعیت لے کر روانہ ہوا۔ ضحاک نے بھی نصیبین کا رخ کیا اور اس نے عبداللہ کا محاصرہ کر لیا اس وقت ضحاک کے پاس ایک لاکھ سے زیادہ کی جمعیت تھی اور پھر ضحاک نے اپنے سرداروں میں سے دو سرداروں کو چار یا پانچ ہزار کی جمعیت کے ساتھ رقہ روانہ کر دیا۔ انہوں نے وہاں جا کر باشندوں سے جنگ کی۔ مروان نے ایک شخص کو رقہ بھیج کر انھیں وہاں سے نکال دیا۔

پھر خود مروان، ضحاک کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔ چنانچہ ضحاک کی فوج سے ماردین کے علاقہ کفر توثا میں دونوں کا مقابلہ ہوا اور دن بھر جنگ ہوتی رہی۔ جب شام ہونے کو آئی تو ضحاک پیدل ہو گیا اور اس کے ساتھ بہادروں اور دانشمندوں کی چھ ہزار کی جماعت بھی پیدل ہو گئی۔ اس کو اکثر اس کے فوج والے بھی نہ سمجھ سکے کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ اسی عرصہ میں مروان کی فوج نے اُن کا احاطہ کر لیا اور سختی کے ساتھ جنگ شروع کر دی اور تاریکی میں بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ اصحاب ضحاک میں سے بقیہ لوگ اسی تاریکی میں اپنے لشکر گاہ میں چلے گئے لیکن ضحاک کے قتل سے بالکل بے خبر تھے اور مروان کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی۔ جب ضحاک کی فوج میں بعض وہ لوگ آئے جنھوں نے خود اُس کو اپنی آنکھوں سے قتل ہوتے ہوئے دیکھا تھا تو خارجی گریہ وزاری کرنے لگے۔ پھر ضحاک کے بعض سردار مروان کے پاس آئے اور انھوں نے اطلاع دی تو مروان نے چراغ اور آگ لے کر تلاش کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لوگوں نے اِدھر اُدھر تلاش کیا تو اس کو مقتولین میں پایا۔ اُس کے چہرے اور سر میں بیس سے زیادہ زخم تھے پھر ان لوگوں نے اس کو مقتول پا کر زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو ضحاک کی فوج کو یہ معلوم ہو گیا کہ مروان کی

Marfat.com

فوج کو بھی اُس کے قتل کی خبر ہوگئی ہے۔ مروان نے اُس کے سر کو جزیرہ کے شہروں میں بھیج دیا جہاں کہ وہ چاروں طرف پھرایا گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ضحاک اور خیبری ۲۹ھ (۱۲۹ھ؟) میں مقتول ہوئے۔

خیبری کا قتل اور شیبان کی ولایت

جب ضحاک قتل ہو چکا تو فوج نے صبح ہوتے ہی خیبری پر بیعت کرلی، اُس دن فوج نے آرام کیا پھر دوسرے دن جنگ کے لیے تیار ہوگئے۔ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک، خیبری کے ساتھ تھا اور اس سے قبل وہ ضحاک کے ساتھ تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلیمان بن ہشام ضحاک سے نصیبین میں تین ہزار سے زیادہ اہل بیت اور موالی کے ساتھ آکر ملا اور اس نے اپنا نکاح شیبان حروری کی بہن سے کرلیا جس پر خیبری کے قتل کے بعد لوگوں نے بیعت کی۔ جب فوج تیار ہوگئی تو خیبری چار سو منتخب سواروں کے ساتھ مروان پر حملہ آور ہوا مروان کو جو اس وقت قلب میں تھا شکست دے دی۔ جب مروان فوج سے شکست کھا کر بھاگا تو خیبری اور اُس کے ساتھی اس کے پڑاؤ میں اپنی خاص صدا بلند کرتے ہوئے داخل ہوگئے اور جس کو پایا قتل کرنے لگے یہاں تک کہ اسی صورت سے مروان کے خیمہ تک پہنچ گئے۔ خیمہ کی طنابیں کاٹ ڈالیں اور خود خیبری اُس کے فرش پر جا کر بیٹھا۔ اگرچہ مروان کی فوج کا قلب ٹوٹ چکا تھا مگر میمنہ جس پر اُس کا لڑکا عبداللہ تھا اور میسرہ جس پر اسحٰق بن مسلم العقیلی تھا، یہ دونوں اپنی جگہ پر قائم تھے خیبری کے ساتھ فوج کم ہوگئی تو غلاموں نے خیموں کے ستونوں کو لے کر خیبری پر حملہ کیا اور اُس کو قتل کر ڈالا اور اس کے ان ساتھیوں کو جو خیمہ میں تھے یا اس کے اردگرد تھے ختم کر ڈالا۔ اس وقت مروان شکست کھا کر اپنے ساتھیوں کو لیے ہوئے پانچ یا چھ میل بھاگ کر آگے نکل گیا تھا۔ جب اُس کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا اور رات وہیں گزاری۔ خیبری کی فوج کے لوگ بھی واپس ہوگئے اور پھر انھوں نے اپنا حاکم شیبان کو منتخب کیا جس سے مروان نے کرادیس میں جنگ کی اور ان کی فوج کو منتشر کر دیا۔

ابوحمزۃ الخارجی اور طالب حق کے حالات

ابوحمزۃ الخارجی کا نام مختار بن عوف الازدی السلمی البصری ہے۔ اس کا واقعہ یوں ہوا کہ یہ

Marfat.com

خوارج اباضیہ میں سے تھا یہ ہر سال مکہ جا کر لوگوں کو مروان بن محمد کے خلاف اُبھارتا تھا یہاں تک ۱۲۸ھ کے آخیر میں عبداللہ بن یحییٰ جو کہ ''طالب حق'' کے نام سے مشہور تھا، اس سے ملا اور اس سے کہا کہ میں ایک اچھا کلام تم کو کہتا دیکھتا ہوں کہ تم لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے ہو، اس لیے میرے ساتھ چلو میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ ابوحمزہ اس کے ساتھ ہو گیا اور جب وہ حضر موت آیا تو وہیں طالب الحق سے اُس نے خلافت کی بیعت لی اور لوگوں کو مروان اور اہل مروان کی مخالفت کے لیے دعوت دی۔ جب ابوحمزہ معدن بنی سلیم سے گزرا تھا تو وہاں کے حاکم کثیر بن عبداللہ نے اس کے کلام کو سنا تھا اور اس کو چالیس کوڑے لگوائے تھے لیکن جب ابوحمزہ نے اُس شہر کو فتح کر کے قبضہ کر لیا تو کثیر بھاگ گیا پھر ان میں جو کچھ ہوا وہ ہوا۔

متفرق واقعات

ایک قول کے مطابق اسی سال مروان نے یزید بن ہبیرہ کو خارجیوں سے جنگ کرنے کے لیے عراق بھیجا۔ اس سال امیر حج عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز تھے جو مکہ اور مدینہ کے عامل تھے۔ عراق میں ضحاک خارجی کے عمال تھے اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی وہیں تھا۔ بصرہ کی قضاۃ پر ثمامہ بن عبداللہ بن انس تھے اور خراسان پر نصر بن سیار تھا۔ اس وقت خراسان میں فتنہ وفساد پھیلا ہوا تھا۔

وفیات

عاصم بن ابی النجود صاحب قرأت اور یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس الثقفی المدنی کی وفات ہوئی۔ نیز جابر بن یزید الجعفی کا انتقال ہوا۔ یہ ایک غالی شیعہ اور رجعت کا قائل تھا۔ محمد بن مسلم بن تدرس ابوزبیر المکی، جامع بن شداد اور ابوقبیل المعافری جن کا نام حیّی بن ہانی المصری تھا، انتقال ہوا اور سعید بن مسروق الثوری جو کہ سفیان کے والد تھے، ان کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ یہ حدیث میں ثقہ مانے جاتے ہیں۔

Marfat.com

باب۔۵٦

۱۲۹ھ کے واقعات

شیبان الحروری

یہ شیبان بن عبدالعزیز ابوالدلف الیشکری تھا۔اس کے قتل کا واقعہ اور سبب یہ ہے کہ جب خوارج نے خیبری کے قتل کے بعد اس پر بیعت کی تو اس نے مروان سے جنگ چھیڑ دی لیکن اس کے ساتھیوں میں سے اہل طمع جدا ہو گئے۔اب اس کے پاس صرف چالیس ہزار کی جمعیت رہ گئی اس لیے سلیمان بن ہشام نے یہ رائے دی کہ موصل واپس چلنا چاہیے اور اس کو اپنا مرکز بنانا چاہیے چنانچہ یہ لوگ روانہ ہوئے۔مروان نے بھی ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ موصل پہنچ گئے اور دجلہ کے شرقی حصہ پر جمع ہو گئے اور وہاں سے شہر تک پل باندھ دیا کیونکہ اب انھیں تمام ضروریات زندگی پھر ملنے لگیں۔ مروان نے بھی بالکل ان کے سامنے خندق کھود دی۔خوارج ''الکار'' میں مقیم ہوئے اور مروان نے نصہ پر قیام کیا۔الکار کے باشندے خارجیوں کے ساتھ مل کر جنگ کرتے تھے۔مروان وہاں چھ ماہ تک مقیم رہا اور بعض کے قول کے مطابق ۹ مہینہ تک رہا۔سلیمان بن ہشام کا بھتیجا امیہ بن معاویہ بن ہشام ،مروان کے پاس قید کر کے لایا گیا جو پہلے اپنے چچا سلیمان کے ساتھ شیبان کے لشکر میں تھا۔مروان نے اُس کے دونوں ہاتھ کٹوا کر قتل کر دیا۔اس کا چچا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔

مروان نے یزید بن ہبیرہ کو لکھا کہ جس قدر تمھارے پاس فوج ہو اُس کو لے کر قرقیسیا ہوتے ہوئے عراق کو روانہ ہو جاؤ۔اس وقت کوفہ پر خارجیوں کی جانب سے مثنیٰ بن عمران العائذی (عائذہ قریش) والی تھا۔اس نے ہبیرہ سے عین التمر میں مقابلہ کیا اور سخت جنگ کی جس میں خارجی شکست کھا کر بھاگے لیکن پھر کوفہ کے مقام نخیلہ میں جمع ہو گئے مگر وہاں بھی ابن ہبیرہ نے اُن کو شکست

Marfat.com

دے دی اور وہ پھر بصرہ میں آ کر مجتمع ہوئے۔ شیبان نے اُن کی امداد کے لیے عبیدہ بن سوار کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ بھیجا اُنھوں نے ابن ہبیرہ سے بصرہ میں مقابلہ کیا لیکن پھر شکست کھا گئے اور عبیدہ قتل کیا گیا۔ ابن ہبیرہ نے اُس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا یہاں تک کہ ان میں کوئی ہمت بھی باقی نہیں رہی۔ ابن ہبیرہ عراق پر غالب آ گیا انھیں خارجیوں کے ساتھ منصور بن جمہور بھی تھا۔ اس نے بھی شکست کھائی لیکن ماہین اور جبل پر پورا قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ابن ہبیرہ واسط چلا گیا اور وہاں نور ابن عمر کو گرفتار کر لیا اور نُباتہ بن حنظلہ کو اہواز کے اضلاع کے حاکم سلیمان بن حبیب کے مقابلے پر بھیج دیا۔ اس نے نباتہ کے مقابلے کے لیے داؤد بن حاتم کو بھیجا جس سے دُجَیل کے کنارے پر مرتان میں مقابلہ ہوا لیکن داؤد کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔

جب ابن ہبیرہ کو عراق پر پورا تسلط حاصل ہو گیا تو مروان نے اس کو لکھا کہ عامر بن ضبارۃ المری کو میرے پاس بھیج دو۔ ابن ہبیرہ نے اُس کو ۷ یا ۸ ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ کر دیا لیکن جب یہ خبر شیبان کو معلوم ہوئی تو اس نے جون بن کلاب الخارجی کو ایک جمعیت کے ساتھ بھیج دیا جس نے مقام سن پر آ کر جنگ کی۔ عامر کی فوج نے جون اور اس کے ساتھیوں کو شکست دے دی اور وہ شکست کھا کر سن میں بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا۔ مروان نے عامر کی امداد میں برّی راستے سے فوجیں روانہ کیں اس وجہ سے عامر کی جمعیت میں بہت بڑا اضافہ ہو گیا۔

منصور بن جمہور شیبان کی مالی امداد جبل سے کرتا تھا۔ جس وقت عامر کے پاس بہت بڑی جمعیت ہو گئی تو اُس نے جون اور خارجیوں پر حملہ کر کے اُن کو شکست دی اور جون کو قتل کر ڈالا۔ پھر ابن ضبارہ موصل کی طرف روانہ ہوا۔

جب شیبان کو جون کے قتل اور ابن ضبارہ کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو اُس کو یہ بہت خطرناک معلوم ہوا کہ وہ دو لشکروں کے درمیان رہے اس لیے خوارج کو لے کر کوچ کر گیا اور عامر موصل کے راستہ سے مروان کے پاس پہنچ گیا۔ مروان نے اُس کو بہت بڑے لشکر کے ساتھ شیبان کے تعاقب میں روانہ کیا اور کہا اگر وہ چلے تو تم بھی چلو، اگر وہ ٹھہرے تو تم بھی ٹھہرو اور جنگ کی ابتداء تم نہ کرو لیکن اگر وہ جنگ کرے تو تم بھی کرو، اگر وہ جنگ سے رکے تو تم بھی رکو اور اگر وہ کوچ کرے تو تم اس کا تعاقب کرو۔ چنانچہ عامر اسی صورت سے روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ جبل پر آیا پھر بیضاء دفارس پر جہاں عبداللہ بن معاویہ بن

Marfat.com

حبیب بن جعفر بڑی جماعت کے ساتھ تھا مگر ان دونوں کے درمیان کچھ نہ ہوا بلکہ عبداللہ ابن معاویہ کرمان کے مقام جیرفت میں آ کر مقیم ہوا۔ عامر بن ضبارہ بھی جیرفت پہنچ گیا اور ابن معاویہ کے سامنے کئی دن تک پڑا رہا۔ پھر بالآخر اُس پر خود حملہ آور ہوا، جنگ کی جس میں ابن معاویہ کو شکست ہوئی اور وہ وہاں سے ہرات چلا گیا۔ ابن ضبارہ بھی روانہ ہوگیا لیکن جیرفت میں شیبان سے مڈبھیڑ ہوگئی دونوں میں سخت جنگ ہوگئی جس میں خارجیوں کو بدترین شکست ہوئی اور عامر نے ان کے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا۔ شیبان سجستان کو بھاگا اور وہیں ہلاک ہوگیا۔ یہ ۱۳۰ھ کا واقعہ ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ مروان اور شیبان کی جنگ موصل پر تقریباً ایک ماہ رہی اور شیبان ہزیمت کھا کر فارس بھاگا تو عامر بن ضبارہ نے تعاقب کیا پھر وہاں سے شیبان جزیرہ ابن کاوان چلا آیا اور پھر یہاں سے عمان آیا وہاں جلندی بن مسعود بن جیفر بن جلندی الازدی نے ۱۳۴ھ میں اس کا کام تمام کر دیا۔ انشاء اللہ ہم اس کا تذکرہ اسی موقع پر کریں گے۔

سلیمان مع اپنے اہل وعیال اور موالی کے کشتی پر سوار ہو کر سندھ روانہ ہوگیا یہاں تک کہ جب سفاح خلیفہ ہوا تو سلیمان اس کے پاس حاضر ہوا۔ خلیفہ نے اُس کی بہت تعظیم و تکریم کی اور اُس کو اپنا ہاتھ دیا جس کو اُس نے بوسہ دیا۔ جب سفّاح کے مولیٰ سُدیف بن (میمون) نے یہ حالت دیکھی تو وہ اس کے سامنے آیا اور اُس نے یہ کہا:

لا یغرنك ماتری من رجال　　ان تحت الضلوع داءً دویاً
فضع السیف وارفع السوط حتی　　لاتری فوق ظھرھا امویا

[تجھ کو لوگوں کی ظاہری حالت دھوکہ نہ دے۔ پسلیوں کے اندر تو حسد و بغض کی بیماری بھری ہے۔
پس تلوار اٹھاؤ اور کوڑا مارو یہاں تک کہ دنیا میں کوئی اموی دکھائی نہ دے۔]

یہ اشعار سن کر سلیمان بن ہشام نے سدیف بن میمون سے کہا اے شیخ تو نے مجھ کو قتل کروا دیا۔ ایسا ہی ہوا، سفاح نے سلیمان کو قتل کروا دیا۔ جب شیبان موصل سے چلا گیا تو مروان وہاں سے اپنے دارالحکومت حرّان واپس آیا اور ایک عرصہ تک وہاں رہ کر زاب چلا گیا۔

خراسان میں دعوت عباسیہ

اسی سال ابومسلم الخراسانی خراسان سے امام ابراہیم کے پاس آیا۔ اس سے پہلے بھی وہ کئی

Marfat.com

مرتبہ خراسان سے امام کے پاس آیا گیا تھا لیکن جب یہ سال شروع ہوا تو امام نے اُس کو بلا بھیجا تا کہ اس سے لوگوں کی حالت دریافت کرے۔ اس لیے یہ جمادی الآخر کے نصف مہینہ میں ۷۰ نقباء کے ہمراہ روانہ ہوا لیکن جب یہ لوگ خراسان کے مقام دندانقان سے گزرے تو کامل نے راستہ میں اُسے روکا اور پوچھا کہاں جاتے ہو۔ ابومسلم نے جواب دیا حج کی غرض سے جا رہا ہوں۔ ابومسلم نے پھر اس سے تنہائی میں باتیں کیں اور اُس کو دعوت دی تو اُس نے بھی قبول کر لیا۔ پھر ابومسلم وہاں سے نسا روانہ ہوا۔ اس وقت وہاں کا عامل نصر بن سیار کی جانب سے سلیمان بن قیس السلمی تھا۔ جب ابومسلم اس کے قریب پہنچا تو فضل بن سلیمان الطوسی کو اسید بن عبداللہ الخزاعی کے پاس بھیجا تا کہ وہ اُس کو آنے کی خبر دے۔ جب فضل ایک قریہ سے گزرا تو عباسی داعیوں میں سے ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اُس سے اسید کے متعلق پوچھا تو اُس نے بڑے زور سے ڈانٹا اور کہا کہ یہاں ایک جھگڑا ہو چکا ہے کسی نے عامل سے دو شخصوں کی چغلی کھائی اور کہا کہ وہ داعی ہیں اس لئے اُن کو گرفتار کر لیا۔ اس کے علاوہ اجثم بن عبداللہ، غیلان بن فضالہ، غالب بن سعید مہاجر بن عثمان بھی گرفتار کیے گئے۔ اس لیے فضل نے واپس آ کر ابومسلم کو یہ خبر سنائی۔ ابومسلم ذرا راستے سے کترا گیا اور طرخان الجمال کو بھیجا کہ اُسید کو مع اور شیعوں کے جو آسکیں بلا لاؤ۔ چنانچہ اس نے اسید کو بلایا جب وہ آیا تو ابومسلم نے اُس سے خبریں پوچھیں تو اُس نے کہا کہ ازہر بن شعیب اور عبدالملک بن سعد امام کے خطوط لے کر تیرے پاس جا رہے تھے لیکن وہ خطوط میرے پاس چھوڑ کر چلے گئے تو نہ معلوم کس نے چغلی کھائی کہ وہ دونوں گرفتار ہو گئے پھر ابومسلم نے کہا وہ خطوط کہاں ہیں اُس نے ان کو لا کر اس کے حوالے کر دیا۔

پھر ابومسلم وہاں سے روانہ ہو کر قومس آیا جس کا حاکم بیہس بن بدیل العجلی تھا۔ بیہس ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ تمھارا کہاں کا ارادہ ہے۔ لوگوں نے کہا کہ حج کا۔ یہ ابھی قومس ہی میں تھا کہ امام کا خط سلیمان بن کثیر اور اس کے پاس پہنچا جس میں ابومسلم کو یہ حکم تھا کہ جس جگہ تم کو میرا یہ حکم ملے وہیں سے تم واپس جاؤ اور میں تم کو یہ جھنڈا بھیجتا ہوں جو فتح و نصرت کی علامت ہے۔ جو پیغام تم مجھے بھیجنا چاہتے ہو وہ قحطبہ کے ہاتھ میرے پاس بھیج دو، وہ زمانہ حج میں میرے پاس آ جائیں۔

اس لیے ابومسلم تو وہیں سے خراسان کی جانب واپس روانہ ہوا اور قحطبہ کو امام کے پاس اموال اور اسباب وغیرہ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب ابومسلم نیشاپور پہنچا تو ایک حکومتی کارندے نے اس

Marfat.com

نے دریافت کیا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ حج کے لیے جا رہے تھے لیکن راستے میں ہم کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی جس سے ہم خوف زدہ ہو گئے اس لیے واپس جا رہے ہیں۔ مفضل بن شرقی السلمی نے انہیں جلد وہاں سے روانہ ہو جانے کا حکم دیا لیکن جب ابو مسلم نے اُس کے سامنے خلوت میں یہ امور پیش کیے تو اُس نے قبول کیا۔ اس کے بعد وہ لوگ کچھ دن ٹھہرنے کے بعد روانہ ہوئے۔

جب ابو مسلم مرو پہنچا تو سلیمان ابن کثیر کو امام کا خط دیا جس میں یہ حکم تھا کہ علی الاعلان لوگوں کو دعوت دو۔ لوگوں نے ابو مسلم کو اپنا سردار مقرر کیا اور کہا یہ اہل بیت میں سے ہے اور لوگوں کو بنو عباس کی اطاعت کی دعوت دی۔ تمام دور و نزدیک والوں کو جنھوں نے دعوت قبول کر لی تھی اُن کو بھی اظہار دعوت اور لوگوں کو بنی عباس کی طرف دعوت دینے کی اجازت دی۔

ابو مسلم شعبان میں مرو کے ایک قریہ فنین آیا اور ایک عباسی نقیب ابوالحکم عیسیٰ بن اعین کے پاس ٹھہرا۔ وہیں سے ابو داؤد نقیب کو عمرو بن اعین کے ہمراہ طخارستان اور بلخ کی طرف رمضان کے مہینہ میں دعوت دینے کے لیے روانہ کر دیا۔ ابو مسلم اس گاؤں میں شعبان کے مہینہ میں آیا تھا اور اسی رمضان کے مہینہ میں نصر بن صبیح التمیمی اور شریک بن غفی التمیمی کو مرو روذ کی طرف روانہ کیا اور اسی مہینہ میں جب کہ پانچ دن باقی رہ گئے تو ابو عاصم عبدالرحمٰن بن سلیم کو طالقان کی جانب اور جہم بن عطیہ کو علاء بن حریث کے پاس خوارزم میں اظہار دعوت کے لیے بھیج دیا اور ہدایت کی کہ اگر دشمن وقت سے پہلے تکالیف اور مصیبت پہنچانے کے درپے ہوں تو پھر اُنھیں اجازت ہے کہ وہ اپنی مدافعت کریں اور تلواروں سے ان کا مقابلہ کریں اور اللہ کے دشمنوں سے جنگ کریں اور اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آ جائے جس سے اُن کے دشمن میعاد مقررہ تک اُن سے کوئی تعارض نہ کریں تو اُنھیں اختیار ہے کہ وہ اپنی دعوت کا اظہار میعاد کے بعد کریں۔

ابو مسلم، ابوالحکم کے پاس سے قریہ چلا گیا اور سفیذنج میں رمضان کی دوسری تاریخ سے سلیمان بن کثیر الخزاعی کا مہمان بنا۔ یہ وہ وقت تھا کہ کرمانی اور شیبان، نصر سے جنگ میں اُلجھے ہوئے تھے اس لیے اس موقع کو ابو مسلم نے غنیمت سمجھ کر اپنے تمام دُعات کو لوگوں میں پھیلا دیا تھا اور زور شور سے لوگوں میں یہ تحریک جاری کر دی چنانچہ ابو مسلم کے پاس ایک ہی رات میں ۶۰ قریہ کے لوگ آئے۔

جب رمضان کے کل ۵ دن باقی رہ گئے تو امام کے جھنڈے کو جس کا نام ''ظل'' تھا جمعرات کے دن ایک نیزے سے باندھا جس کا طول ۱۴ ہاتھ کا تھا اور امام کے اس جھنڈے کو جس کا نام ''سحاب''

Marfat.com

تھا اور جس کو اس نے اس کے پاس بھیجا تھا ایک دوسرے نیزے سے باندھا، جس کا طول ۱۳ ہاتھ کا تھا ابومسلم یہ آیت پڑھ رہا تھا: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْر (الحج: ۳۹) [ان لوگوں کو مقابلہ کی اجازت دی گئی ہے جن پر ظلم کیا گیا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی امداد پر قادر ہے۔] ابومسلم اور سلیمان ابن کثیر اور اس کے تمام بھائی اور موالی اور سفیذنج کے اُن لوگوں نے جنھوں نے دعوت قبول کر لی تھی، سیاہ لباس پہنا اور علاقہ خرقان والوں کے لیے جو اُن کی تحریک میں شریک تھے رات بھر آگ روشن کی۔ یہ (سیاہ لباس) اُن کی علامت تھی چنانچہ جب صبح ہوئی تو لوگ مستعد ہو کر جمع ہو گئے "ظل وسحاب" سے یہ معنی اخذ کرنے لگے کہ جس طریقہ سے سحاب تمام زمین پر چھا جاتا ہے اور ظل سے زمین کا کوئی چپہ خالی نہیں اسی طریقہ سے زمین کا کوئی حصہ آخر وقت تک عباسی خلیفہ کے اقتدار سے باقی نہ بچے گا۔

ابومسلم کے پاس ہر چہار طرف سے دُعاۃ ان لوگوں کو لے کر آنے لگے جنھوں نے اس دعوت کو قبول کیا تھا۔ پہلے پہل ابوالوضاح کے ساتھ اہل تقادم کے ۹۰۰ پیدل اور ۴ سو سوار آئے۔ اہل ہرمزکی بھی ایک بڑی جماعت آئی۔ اہل تقادم ابوالقاسم محرز بن ابراہیم جویانی کے ساتھ ایک ہزار پیدل اور سولہ سوار کی تعداد میں آئے۔ انھیں دُعاۃ میں سے ابوالعباس مروزی تھا۔ یہ اپنی سمت میں تکبیروں کے نعرے بلند کرتے تھے اور دوسرے اہل تقادم بھی وان کے جواب میں تکبیر کے نعرے بلند کرتے تھے۔ یہ عظیم الشان لشکر ابومسلم کے اعلان کے دو ہی دن بعد سفیذنج میں داخل ہوا۔ ابومسلم نے سفیذنج کے قلعہ کو مضبوط کر لیا اور اس کے تمام منہدم شدہ اور شکستہ مقاموں کو درست کرا دیا اور شہر کے بڑے دروازوں کی خوب اچھی طریقہ سے مرمت کرائی۔

جب عید الفطر کا دن آیا تو ابومسلم نے سلیمان بن کثیر کو اپنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھانے کے لیے کہا اور اس کے لیے منبر نصب کرایا اور کہا کہ خطبہ سے پہلے بغیر اذان واقامت کے عید کی نماز پڑھائی جائے اس لیے کہ بنوامیہ نماز سے پہلے خطبہ پڑھتے تھے اور اذان واقامت کہتے اور نیز یہ حکم دیا کہ پہلی رکعت میں مسلسل چھ تکبیریں کہی جائیں اس کے بعد قرات کی جائے اور ساتویں تکبیر پر رکوع کیا جائے اور دوسری رکعت میں پہلے مسلسل پانچ تکبیریں کہی جائیں اور اس کے بعد قرأت کی جائے اور چھٹی تکبیر پر رکوع کیا جائے اور خطبہ کو تکبیر کے ساتھ شروع کرنا چاہیے اور قرآن پر ختم کرنا چاہیے۔

Marfat.com

بنوامیہ عید کے دن پہلی رکعت میں چار تکبیریں کہتے تھے اور دوسری میں تین تکبیریں کہتے تھے۔ پھر جب نماز وغیرہ سے فارغ ہو چکے تو ابو مسلم مع اپنی جماعت کے طعام تناول کرنے کے لیے آیا جو کہ پہلے سے تیار کیا گیا تھا جو خوشی خوشی سب نے کھایا۔

جس وقت ابو مسلم خندق میں تھا اور نصر کو خط لکھتا تھا تو اس میں ''امیر نصر'' کے لفظ سے اس کو مخاطب کرتا تھا لیکن جب ابو مسلم کو اپنی جماعت کی وجہ سے تقویت ہوگئی تو صرف ''نصر'' لکھا (وہ خط یہ تھا)

''امّا بعد! بے شک اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: انھوں نے سخت سے سخت قسمیں کھائی ہیں کہ اگر اُن کے پاس کوئی نذیر آئے تو وہ دوسری قوموں سے زیادہ ہدایت پر آ جائیں گے۔ پس جب اُن کے پاس کوئی نذیر آیا تو ان میں نفرت تکبر اور بدترین مکر اور زیادہ بڑھ گیا اور یہ بدترین مکر کرنے والوں کے سوا کسی کو برباد نہیں کرتا ہے، پس وہ لوگ صرف گزشتہ لوگوں کے طریقہ کے منتظر ہیں تو پس خداوند تعالیٰ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور نہ اس کے طریقہ میں کوئی تغیر پاؤ گے۔'' (فاطر: ۴۲-۴۳)

نصر کو اس خط سے بہت ناراضی ہوئی اور اُس نے قاصد کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالی اور کہا اس خط کا یہی جواب ہے۔

ابو مسلم کے سفیذنج میں قیام کے زمانہ میں جو واقعات پیش آئے اُن میں یہ بھی ہے کہ جب ابو مسلم کی اعلانیہ دعوت کو ۱۸ ماہ گزر گئے تو نصر نے اپنے غلام یزید کو ابو مسلم سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ ابو مسلم نے مالک بن الھیثم الخزاعی کو مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ ان دونوں میں قریہ ''الین'' میں مڈبھیڑ ہوئی۔ پہلے پہل مالک نے اُن لوگوں کو آل رسول اللہ علیہ وسلم کی رضا کی دعوت دی لیکن اُن لوگوں نے اس سے انکار کیا تو مالک نے جنگ شروع کر دی اور صبح سے شام تک صرف دو سو کی جمیعت کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ اس اثنا میں ابو مسلم کے پاس صالح بن سلیمان الضبّی، ابراہیم بن زید اور زیاد بن عیسیٰ آئے تو اس نے ان کو بھی مالک کی مدد کے لیے روانہ کر دیا۔ یہ لوگ عصر کے وقت مالک کے پاس پہنچے جس سے اس کو اور تقویت ہوگئی۔ پھر نصر کے مولیٰ نے کہا کہ مالک کے پاس امدادی فوجیں برابر آ رہی ہیں اور اگر ہم نے اُس کو اور زیادہ موقع دیا تو اور لوگ مدد کے لیے آ جائیں گے اس لیے ہم کو اس رات موقع نہیں دینا چاہیے بلکہ فیصلہ کن حملہ کر دینا چاہیے۔ چنانچہ ان لوگوں نے حملہ کر دیا پھر تو خوب معرکہ کی جنگ شروع

Marfat.com

ہوگئی۔ عبداللہ الطائی نے مولی نصر پر حملہ کر کے اس کو گرفتار کرلیا اس وجہ سے اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ اس کے بعد طائی نے اس قیدی کو اور دیگر مقتولین کے سر ابومسلم کے پاس بھیج دیے۔ اُس نے مقتولین کے سر نصب کرادیے اور یزید مولیٰ نصر کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ کیا بلکہ اُس کا علاج کرایا یہاں تک کہ جب زخم وغیرہ بھر گئے اور صحیح وسالم اور تندرست ہوگیا تو کہا اگر تم ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو اللہ تم کو ہدایت کرے اور اگر ہمارے ساتھ رہنا پسند نہیں ہے تو اپنے آقا کے پاس صحیح وسالم واپس جاؤ لیکن تم ہم سے اللہ کے نام پر وعدہ کرو کہ ہم سے کبھی جنگ نہیں کروگے اور نہ ہمارے متعلق کوئی جھوٹ بات کہوگے اور یہ کہ وہی کہوگے جو دیکھا ہے۔ یہ وعدہ کرنے کے بعد وہ اپنے مولی نصر کے پاس واپس گیا۔

ابومسلم نے کہا یہ اہل ورع اور اہل اصلاح کو ہماری مخالفت سے علیحدہ کردے گا اس لیے کہ ہم اُن کے نزدیک اسلام ہی پر نہیں ہیں وہ لوگ بت پرستی قتل وغارت گری لوٹ ومار زنا وبدکاری میں مشغول ہیں۔

چنانچہ جب یزید، نصر کے پاس آیا تو اُس نے کہا لا مرحباً قسم خدا کی تجھ کو اُن لوگوں نے صرف اس لیے زندہ چھوڑا تاکہ تجھ کو ہم پر دلیل بنائیں (یعنی تیرے ذریعہ سے ہم پر غالب آجائیں یزید نے کہا کہ مجھ سے اُن لوگوں نے قسم لی ہے کہ میں اُن پر کوئی جھوٹ اور بہتان نہ باندھوں گا میں کہتا ہوں کہ خدا کی قسم وہ لوگ اذان اور اقامت کے ساتھ وقت پر نماز ادا کرتے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر اور عبادت کرتے ہیں اور لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کی دعوت دیتے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد ترقی کرجائیں گے اگر تو میرا آقا نہ ہوتا تو میں کبھی تیرے پاس واپس نہ آتا بلکہ اُن کے پاس رہتا یہی ان کی پہلی جنگ تھی۔

اسی سال خازم بن خزیمہ نے مروالروذ پر غلبہ حاصل کرلیا اور نصر بن سیار کے عامل کو قتل کرڈالا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب خازم جو کہ بنی عباس کی جماعت میں سے تھا مروالروذ پر خروج کرنے کی نیت سے نکلا تو بنوتمیم نے اس کو منع کیا لیکن اُس نے کہا کہ میں تمھیں میں سے ایک آدمی ہوں اگر کامیاب اور مظفر ومنصور ہوا تو یہ فتح بھی تمھاری ہی ہوگی اور اگر شکست کھائی اور مقتول ہوا تو تم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس نے قریہ کنج رستاق میں فوج کو مرتب کیا۔ جب تک ابومسلم کی جانب سے نصر بن صبیح بھی اس کے پاس آگیا۔ جب شام ہوگئی تو اُس نے شہر والوں پر شب خون مارا اور نصر بن سیار کے عامل بشر بن جعفر اسدی کو قتل کرڈالا اور اپنے لڑکے

Marfat.com

خزیمہ بن خازم کے ہاتھ فتح کی خوشخبری ابومسلم کو بھیجی۔

ابومسلم کے متعلق اور بہت سی روایتیں مشہور ہیں جو کہ ہمارے تذکرہ سے مختلف ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب یہ خراسان جانے لگا تو امام ابراہیم نے اُس کی شادی ابوالنجم کی صاحبزادی سے کردی اور اس کا مہر ادا کر دیا۔ اور تمام نقباء کے پاس اس کی اطاعت و فرماں برداری کا حکم بھیج دیا، ابو مسلم کوفہ کے اطراف میں خطرنیہ کے باشندوں میں سے تھا اور پہلے یہ ادریس بن معقل العجلی کا خزانچی تھا۔ محمد بن علی اور اس کے لڑکے ابراہیم بن محمد اور محمد کی اولاد میں جو امام ہوئے اُن کی ولایت میں آ گیا۔ جب یہ خراسان آیا تو بالکل نوجوان تھا اس وجہ سے سلیمان بن کثیر نے اس کی سرداری سے انکار کر دیا کیونکہ اُس کو خوف معلوم ہوا کہ اس کی وجہ سے اپنے کام کو تقویت نہ پہنچے گی اس لیے واپس کر دیا۔

اس وقت ابوداؤد خالد بن ابراہیم وہاں نہیں تھا بلکہ نہر بلخ کی طرف آیا ہوا تھا لیکن جب واپس آیا اور لوگوں نے اُس کو امام کا خط سنایا تو اس نے لوگوں سے ابومسلم کے متعلق پوچھا۔ لوگوں نے جواب دیا کہ سلیمان بن کثیر نے اس کو واپس کر دیا اس لیے اُس نے تمام نقباء کو جمع کیا اور کہا کہ امام کا حکم جس کے متعلق آیا اُس کو تم نے کیوں واپس کر دیا اور تمھاری اس پر کیا دلیل ہے۔ سلیمان نے کہا اس کی کم سنی کی وجہ سے ہم کو خوف معلوم ہوا کہ وہ اتنے بڑے امر کو سنبھال نہ سکے گا، ہم کو اپنی اور دوسروں کی جان کا خطرہ معلوم ہوا اس لیے واپس کر دیا۔ ابوداؤد نے کہا کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کا انکار کر سکتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور ان کو تمام لوگوں پر ترجیح دی اور تمام مخلوق کے لیے نبی بنا کر بھیجا۔ لوگوں نے کہا نہیں، پھر کہا کیا تم کو اس میں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور اس میں حلال وحرام، شریعت اور اُس کے احکام اور مابعد اور ماقبل کی تمام باتیں ہیں۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر کہا کیا تم کو اس میں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جب انھوں نے شریعت اور اپنی رسالت کا پورا پورا حق ادا کر دیا تو اُٹھا لیا۔ کہا نہیں۔ پھر ابوداؤد نے پوچھا کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو علم اُترا وہ آپ کے ساتھ اٹھا لیا گیا یا آپ اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ لوگوں نے کہا نہیں بلکہ آپ اُس کو بعد والوں کے لیے چھوڑ گئے۔ پھر پوچھا کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ اُنھوں نے اُس علم کو اپنے خاندان کے علاوہ اور اُن میں بھی اپنے سب سے قریب عزیز کے علاوہ اور لوگوں میں چھوڑا۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا تم کو اس گھرانے کے لوگوں کے معدن

Marfat.com

علم ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خداوند تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے وارث ہونے میں شک ہے۔ اُنھوں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ان امور میں شک کرتے ہو اور تم نے اُن لوگوں کے علم کو اُنھیں پر لوٹا دیا (یعنی تم نے ان کی باتوں کا یقین نہیں کیا) اگر وہ لوگ جانتے کہ ابومسلم اس کام کو نہ سنبھال سکے گا اور لوگوں کی باگ اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکے گا تو کبھی اُس کو تمھارے پاس نہ بھیجتے۔ وہ پوری مدد پہنچانے اور حق کے قیام میں کمزور نہیں ہے۔ چنانچہ لوگ ابوداؤد کی اس گفتگو کے بعد قومس سے ابومسلم کو واپس لے گئے اور اُس کو اپنا امیر بنایا اور اس کے مطیع ہو گئے۔ چنانچہ ابومسلم کا دل سلیمان بن کثیر کے اس برتاؤ کو اور ابوداؤد کے اس احسان کو نہیں بھولتا تھا پھر اس نے خراسان کے تمام اطراف میں دعاۃ پھیلا دیئے اور لوگ بکثرت دعوت قبول کرنے لگے یہاں تک کہ تمام خراسان میں عباسی دعوت پھیل گئی۔

پھر ۲۹ھ میں امام ابراہیم نے لکھا کہ حج کے زمانے میں قحطبہ کے ساتھ حاضر ہوتا کہ وہ اظہار دعوت کا حکم دے اور اپنے ساتھ تمام مال واسباب بھی لیتا آئے۔ اس لیے وہ نقباء اور سرداروں کی جماعت لے کر روانہ ہوا لیکن راستہ میں امام کا حکم ملا کہ خراسان واپس جاؤ اور اظہار دعوت کرو اور قحطبہ کو مال واسباب کے ساتھ بھیج دو جیسا کہ روانگی وغیرہ کا بیان گزر چکا ہے۔ پھر قحطبہ روانہ ہو کر جرجان کے اطراف میں اترا خالد بن برمک اور ابوعون کو بلا بھیجا۔ وہ دونوں اس کے پاس آئے اور اپنے ساتھ جماعت کے فراہم شدہ مال واسباب لے کر حاضر ہوئے۔ قحطبہ ان کو لے کر امام کی طرف روانہ ہو گیا۔

کرمانی کا قتل

ہم حارث بن سُریج کے قتل کا بیان کر چکے ہیں۔ کرمانی نے اس کو قتل کیا تھا۔ اس کے قتل کے بعد اُس کے لیے مرو کا میدان صاف تھا پھر نصر بھی وہاں سے ہٹ گیا۔ نصر نے اس کے مقابلے کے لیے سالم بن احوز کو شہ سواروں اور بہادروں کے ساتھ روانہ کیا لیکن جب وہ آیا تو یحییٰ بن نعیم شیبانی کو ربیعہ کے ہزار آدمیوں کے ساتھ اور محمد بن مثنیٰ کو ازد کے سات سو ۷۰۰ سواروں کے ساتھ اور ابن الحسن بن الشیخ کو ازد کے ہزار سواروں کے ساتھ اور جرمی السعدی کو ہزار یمنیوں کے ساتھ پایا۔ سالم نے محمد بن مثنیٰ سے کہا اے محمد اس ملاح یعنی کرمانی سے کہہ کہ ہمارے مقابلے پر نکلے۔ محمد نے کہا اے فاحشہ

Marfat.com

کے لڑکے تو ابو علی کے لیے ایسا کہہ رہا ہے۔ اس کے بعد پھر دونوں میں سخت جنگ ہوئی اور آخر کار سالم نے شکست کھائی اور اُس کے ساتھیوں میں سے سو سے زیادہ آدمی مقتول ہوئے اور کرمانی کے صرف بیس سے کچھ زیادہ لوگ مقتول ہوئے۔ جب نصر کے لوگ شکست خوردہ واپس آئے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی نے کہا کہ نصر! تو نے اپنے اس قسم کے افعال سے عرب کو منحوس بنا دیا اور تو نے جو کچھ کہا وہ کیا اب تو پھر مستعد ہو۔ چنانچہ اس نے عصمۃ کو سالم کی جگہ پر فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ وہیں ٹھہرا جہاں سالم ٹھہرا تھا اس نے جا کر آواز دی اور کہا اے محمد بن المثنیٰ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ مچھلی مگر کو نہیں کھا سکتی اور مگر درندہ جانوروں کے مانند ایک دریائی جانور ہے جو کہ مچھلیاں کھاتا ہے (یعنی تو مثل مچھلی کے ہے اور ہم لوگ مثل مگر کے ہیں۔ اس لیے تم لوگ ہم کو برباد نہیں کر سکتے) محمد نے کہا اے فاحشہ کی اولاد ذرا ٹھہر پھر محمد اسعدی کو مقابلہ کا حکم دیا جو کہ اہل یمن کو لے کر نکلا اور سخت جنگ کر کے عصمہ کو شکست دی۔ عصمہ بھاگ کر نصر کے پاس آیا۔ اس کے چار سو اصحاب قتل کر دیے گئے تھے۔ پھر نصر نے مالک بن عمرو التمیمی کو بھیجا جس نے آ کر کہا کہ اے ابن مثنیٰ میرے مقابلے کے لیے نکل۔ جب وہ مقابلے کے لیے نکلا تو مالک نے اُس کی گردن پر وار کیا اس کے بعد بہت گھمسان کی لڑائی ہوئی لیکن آخر کار نصر کی فوج نے شکست کھائی اور سات سو آدمی مقتول ہوئے اور کرمانی کے تین سو آدمی مقتول ہوئے۔ یہ جنگ اُن میں اُس وقت تک رہی جب تک کہ دونوں اپنی اپنی خندقوں میں چلے گئے پھر وہاں بھی جنگ کی۔

ادھر جب ابو مسلم خراسانی کو یقین ہو گیا کہ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کو کافی نقصان پہنچا دیا ہے، ان کا کوئی معین و مددگار نہیں رہا، تو اس نے شیبان کے پاس ایک خط لکھ کر قاصد کو دیا اور اُس کو تاکید کی کہ مضر کے علاقے سے ہو کر جائے، اس لیے کہ جب وہ دیکھیں گے تو خط چھین لیں گے چنانچہ جب قاصد اُدھر سے گزرا تو انھوں نے قاصد سے خط چھین لیا اور پڑھا تو یہ لکھا تھا:

”کہ میں دیکھتا ہوں کہ یمنیوں میں وفا کا کوئی شائبہ نہیں ہے اور اُن میں کوئی بہتری نہیں ہے اس لیے تو ان پر اعتماد نہ کر اور نہ اُن کو پشت پناہ بنا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو یمنیوں میں وہ چیز دکھائے گا جس کو تو دیکھنا چاہتا ہے اور اگر میں زندہ رہا تو میں بال برابر بھی کوئی چیز قبضہ سے باقی نہیں چھوڑوں گا۔“

دوسرے قاصد کو ایک خط لکھ کر بھیجا اور اُس میں مضر کے متعلق ایسا ہی لکھا تھا اور اُس کو بھی ہدایت

Marfat.com

کی کہ یمانیہ کے علاقے کی طرف سے جائے۔ اس قسم کی تحریروں سے اُس کا منشا یہ تھا کہ دونوں قبیلے کے لوگ اس کی طرف مائل ہو جائیں اور پھر نصر بن سیار اور کرمانی کے پاس خطوط بھیجنے لگا۔ اس میں یہ لکھا کہ مجھ کو امام نے تم دونوں کے بارے میں ہدایت کی ہے جس سے میں ذرا بھی تجاوز نہیں کر سکتا۔ پھر تمام اضلاع کی طرف اظہار دعوت کے لیے لکھا۔ سب سے پہلے جس نے سیاہ لباس پہنا وہ مقام نسا میں اسد بن عبداللہ الخزاعی تھا اور مقاتل بن حکیم اور ابن غزوانی تھا۔ ان سب نے "یا محمد، یا منصور" کے نعرے بلند کرنے شروع کیے۔ اہلِ اُبیورد اور مرورود اور مرو کے آس پاس کے دیہات کے لوگوں نے بھی سیاہ لباس پہنے۔

ابو مسلم آیا اور نصر اور کرمانی کی خندقوں کے درمیان اترا جس سے دونوں فریق خائف ہوئے۔ ابو مسلم نے کرمانی کو کہلا بھیجا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں جس کو کرمانی نے بہت خوشی سے قبول کیا۔ ابو مسلم کرمانی کے ساتھ ہو گیا۔ اب نصر کو بڑی مشکل معلوم ہوئی اس لیے اُس نے کرمانی کو لکھا تیری بربادی ہو، مجھ کو اس پر تیرے اصحاب کے متعلق اطمینان نہیں تو دھوکا نہ کھا، مرو چلا آ تا کہ ہم دونوں آپس میں صلح نامہ مرتب کر دیں۔ اس سے نصر کا ارادہ تھا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق ڈال دے۔ چنانچہ کرمانی اپنی فرودگاہ میں داخل ہوا اور ابو مسلم فوج میں ٹھہرا رہا۔ کرمانی نکل کر میدان میں سو سواروں کے ساتھ ٹھہرا اس وقت اس کے جسم پر صرف ایک کرتا تھا اور نصر کو کہلا بھیجا کہ آؤ تا کہ ہم صلح کریں۔

نصر نے خیال کیا کہ شاید یہ دھوکا نہ ہو، اس لیے ابن حارث بن سریج کو تین سو سواروں کے ساتھ میدان میں بھیجا پھر وہیں دیر تک اُن میں مقابلہ ہوتا رہا، کرمانی کی کمر میں نیزہ لگا جس سے وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا لیکن پھر اُن کے ساتھیوں نے گھیر کر محفوظ کر لیا لیکن اب بے شمار فوج نے اُسے گھیر لیا اور قتل کر ڈالا۔

اس کے بعد اس کا لڑکا علی آیا جس نے ایک بڑی جماعت مرتب کی تھی اُس کو لے کر ابو مسلم کے ساتھ ہو گیا۔ پھر اُن لوگوں نے نصر بن سیار سے جنگ کر کے دارالامارہ سے اس کو نکال دیا۔ اس لیے وہ مرو کے بعض مقامات کی طرف چلا گیا اور ابو مسلم مرو میں داخل ہو گیا۔ تو علی بن الکرمانی اس کے پاس آیا اور اس نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں اور اس کی امارت کا اقرار کیا نیز جو کچھ آپ مجھ کو حکم دیں گے میں اس امر میں آپ کا معین و مددگار ہوں۔ ابو مسلم نے کہا جب تک میرا کوئی حکم نہ ہو اُس وقت تک تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ جس وقت ابو مسلم، نصر اور کرمانی کی خندقوں کے درمیان اترا تھا تو نصر نے اُس کی قوت اور حالت دیکھ کر مروان کو اس کی حالت اور اس کی بغاوت اور اس کی فوج کی کثرت کی

Marfat.com

خبر دی اور کہا کہ یہ ابراہیم بن محمد کی طرف دعوت دے رہا ہے اس لیے روز بروز جماعت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور چند اشعار بھی لکھے:

ارئ بین الرماد ومیض نار | واخشی ان یکون لہٗ ضرام
فان النار بالعودین تذکی | وان الحرب مبداھا کلام
فقلت من التعجب لیتَ شعری | أأیقاظ امیّۃ ام نیام

[میں راکھ کے درمیان آگ کی چمک دیکھتا ہوں اور مجھے خوف ہے کہ وہ شعلہ نہ بن جائے۔
کیونکہ آگ صرف دو لکڑیوں سے سلگائی جاتی ہے اور لڑائی کی ابتداء صرف کلام سے ہوتی ہے۔
میں تعجب سے کہتا ہوں کاش میں جان لیتا کہ آیا امیہ بیدار ہیں یا خواب غفلت میں ہیں۔]

اس کے جواب میں مروان نے لکھا ان الشاھد یری مالایری الغائب ،شاہد جو کچھ دیکھ سکتا ہے وہ غائب نہیں دیکھ سکتا۔ تو اپنے سامنے سے فتنہ دفع کر۔ نصر نے اپنے لوگوں سے کہا آپ کے خلیفہ نے تو آپ کو جتا دیا کہ وہ ہماری کوئی امداد نہیں کرنا چاہیے پھر اس کے بعد نصر نے یزید بن ہبیرہ سے امداد چاہی اور اُس کو بھی چند شعر لکھے:

ابلغ یزیدو خیر القول اصدقہ | وقد تیقنت ان لا خیر فی الکذب
ان خراسان ارض قد رایت بھا | بیضاًلو افرخ قد حدثت بالعجب
فراخ عامین الاانھا کبرت | لمایطرن وقد سربلن بالزغب
الاتدارك بخیل اللہ معلمۃ | الھبن نیران حرب ایّمالھب

[اگر میں سچ کہتا ہوں تو یزید کو یہ بہترین قول پہنچا دو اور مجھے یقین ہے کہ جھوٹ میں خیر نہیں ہے۔
خراسان ایک ایسی زمین ہے جس میں میں نے ایسے انڈے دیکھے ہیں کہ جس سے اگر بچے نکلے تو وہ عجب حالات پیدا کریں گے۔ اور سال کے بچے جو کہ بڑھ گئے ہیں اور اُڑتے ہیں اور اُن کے تمام بال و پر نکل آئے ہیں۔ تم کیوں نہیں اللہ کے شہسواروں کے ساتھ جنگ کی آگوں کو روک دیتے جہاں کہیں کہ وہ مشتعل ہوں۔]

یزید نے کہا زیادہ بیان نہ کر کیونکہ میرے پاس کوئی شخص اُس کی مدد کے لیے نہیں۔

جس وقت مروان نے خط کو پڑھا اُسی وقت ابو مسلم کا قاصد ابراہیم کے پاس پہنچا اور وہ

Marfat.com

وہاں سے جواب لے کر لوٹا اس میں امام نے ابو مسلم کو سخت برا بھلا کہا تھا کہ کیوں اُس نے نصر اور کرمانی کی باہمی مخالفت کے موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا اور نیز اُس نے یہ حکم بھی دیا تھا کہ خراسان میں کسی عربی بولنے والے شخص کو بغیر قتل کیے ہوئے نہ چھوڑو۔

جب مروان نے یہ پڑھا تو عامل بلقاء کو لکھا کہ حمیمہ میں جا کر ابراہیم بن محمد کو قید کر کے ہمارے پاس بھیج دو چنانچہ وہ گیا اور اس کو قید کر کے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اُسے قید کر دیا۔

اہل خراسان کا ابو مسلم کے خلاف معاہدہ

اسی سال خراسان کے عام قبائل عرب نے ابو مسلم سے جنگ پر معاہدہ کیا اور اسی سال ابو مسلم اپنے لشکر کو سفیذنج سے لے کر ماخوان آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب اس کا امر ظاہر ہوا اور عام طور پر لوگوں کو دعوت دی جانے لگی تو ہر طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے۔ انھیں میں اہل مرو بھی آتے گئے اور ان لوگوں سے نصر نے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا اور نہ ان کو روکا۔ کرمانی اور شیبانی بھی ابو مسلم کے اس فعل کو بری نظر سے نہیں دیکھتے تھے اس لیے کہ یہ بھی مروان کی علیحدگی کے موید تھے۔ ابو مسلم ایک خیمہ میں تھا۔ وہاں اس کا نہ کوئی حاجب تھا نہ کوئی دربان، چنانچہ اس کا امر لوگوں میں بڑی حد تک پہنچ چکا تھا لوگ کہتے تھے کہ یہ بنی ہاشم میں سے ایک شخص ہے جو کہ حلیم و باوقار اور رعب دار ہے۔ اس عرصہ میں اہل مرو کی جانب سے علماء اور عابدوں کی ایک جماعت اس کے پاس فقہی مسائل دریافت کرنے کے لیے آئی۔ ان لوگوں نے اُس سے اس کا نسب پوچھا تو ابو مسلم نے کہا میری دعوت تمھارے لیے میرے نسب نامہ سے کہیں اچھی ہے۔ جب لوگوں نے فقہ کے سوالات کیے تو اُس نے کہا کہ میں تم کو نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی ہدایت کرتا ہوں یہی اصل فقہ ہے۔ اس کے علاوہ امداد و اعانت کی ضرورت تمھارے فتاویٰ اور مسئلوں سے کہیں زیادہ ہے، اس لیے تم لوگ مجھ کو ان باتوں سے معاف رکھو۔ لوگوں نے کہا ہم تیرے حسب و نسب سے واقف نہیں ہیں تو ہم خیال کرتے ہیں کہ چند ہی دن تک باقی رہے گا اور پھر قتل کر دیا جائے گا کیونکہ تیرے درمیان اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ان دونوں امیروں (یعنی نصر بن سیار اور شیبان) میں سے کوئی فراغت پا جائے۔ ابو مسلم نے کہا انشاء اللہ میں ان دونوں کا خاتمہ کر دوں گا۔

Marfat.com

اس کے بعد لوگ نصر کے پاس آئے اور اُس کو ان تمام باتوں کی اطلاع دی تو اُس نے کہا جزکم اللہ خیرا۔ تمھاری مثال ان لوگوں کی طرح ہے جنھوں نے اس کو کم کر دیا تھا اور پھر پا لیا، پھر لوگ شیبان کے پاس آئے اور اُس سے بھی یہ باتیں کہہ سنائیں۔ اس کے بعد نصر نے شیبان کو یہ کہلا بھیجا کہ ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے کو از حد رنجیدہ کر دیا ہے مگر اس وقت ابو مسلم سے جنگ کرنے کے لیے ہم کو جنگ ترک کر دینی چاہیے اور اگر تمھارا جی چاہے تو اُس سے جنگ کرنے میں میرے ساتھ ہو جاؤ تا کہ ہم اُس کا یا تو کام تمام کر دیں یا یہاں سے نکال دیں پھر اس کے بعد ہم لوگ آپس میں جو کچھ ہوگا طے کر لیں گے۔ جب شیبان کے پاس یہ پیغام پہنچا تو اُس نے بھی اس کی رائے پر عمل کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔

جب ابو مسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو اُس نے فوراً علی بن الکرمانی کو لکھا کہ تم اپنے والد کے قتل کا بدلہ چاہتے ہو (یاد رہے کہ نصر نے کرمانی کے والد کو قتل کرایا تھا) اور مجھ کو معلوم ہے کہ تم شیبان کی رائے کے ساتھ نہیں ہو اور تم اپنے باپ کا انتقام لینے کے لیے لڑنا چاہتے ہو، اس لیے تم شیبان کو نصر کی مصالحت سے منع کرو۔ چنانچہ علی بن کرمانی نے آ کر شیبان کو اپنی رائے سے پلٹ دیا۔ نصر نے اسے پیغام بھیجا کہ اے شیبان تو دھوکے میں ڈال دیا گیا ہے۔ ابو مسلم کی حالت اور اُس کا امر اس قدر تجاوز کر جائے گا کہ اُس کے مقابلہ میں میری حکومت کی بڑی سے بڑی بات بھی حقیر معلوم ہوگی۔ پھر چند شعر لکھے تھے جس میں ربیعہ اور یمن والوں کو مخاطب کر کے ابو مسلم سے جنگ کے لیے اور اتحاد و اتفاق پر آمادہ کیا تھا۔

ابلغ ربیعة فی مرو وفی یمن | ان اغضبوا قبل ان لا ینفع الغضب
مابالکم تنشبون الحرب بینکم | کان اهل الحجیٰ عن رایکم غیب
وتترکون عدواً قداحاط بکم | ممن تاشب لادین ولا حسب
لاعرب مثلکم فی الناس نعرفهم | ولاصریح موال ان هم نسبوا
من کان یسألنی عن اصل دینهم | فان دینهم ان تهلك العرب
قوم یقولون قولاً ماسمعت به | عن النبی ولاجاء ت به الکتب

[ربیعہ اور یمن والوں کو مرو میں یہ پیغام پہنچا دو کہ ابھی یہ وقت ہے کہ تم کو جوش آئے۔ تمھاری کیا حالت ہے کہ لوگ آپس کی جنگ میں گھ گئے ہو گویا کوئی دانشمند تمھاری رائے میں شریک ہی نہیں رہا۔ تم ایسے دشمن کو چھوڑے ہوئے ہو جس نے تم کو گھیر لیا ہے اور جو مخلوط ہے نہ اس کا

Marfat.com

کوئی دین ہے نہ کوئی حسب ہے۔میں اُن کو جانتا ہوں وہ تمھارے مثل عرب بھی نہیں ہیں اور اگر اُن کا نسب بیان کیا جائے تو صحیح طور پر کسی کے موالی بھی نہیں ہیں۔اگر کوئی شخص مجھ سے اُن کے دین کی حقیقت پوچھے (تو میں کہوں گا) اُن کا دین عرب کو ہلاک کرنا ہے۔یہ لوگ ایسی بات کہتے ہیں جس کو ہم نے نہ نبی کریم سے سنا اور نہ اس کو آسمانی کتابیں لائی ہیں۔]

اس عرصے میں ابو مسلم نے نصر بن نعیم الضبی کو ہرات بھیجا جس نے وہاں سے عیسیٰ بن عقیل بن معقل اللیثی کو نکال کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہ شکست کھا کر نصر کے پاس چلا آیا۔

یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی نے ابن کرمانی اور شیبانی سے کہا دو باتوں میں سے ایک اختیار کرو یا تو مضر سے قبل تم اپنے کو فنا کر دو یا اپنے سے پہلے مضر کو فنا کر دو۔اُنھوں نے کہا ایسا کیونکر ہوگا۔ اُس نے کہا کہ اس شخص (یعنی ابو مسلم) کے امر کو ظاہر ہوئے صرف ایک مہینہ ہوا ہے لیکن اُس کا لشکر تمھارے لشکر کے برابر ہو گیا ہے۔لوگوں نے کہا تو پھر کیا رائے ہے۔اُس نے کہا کہ نصر سے صلح کر لو اس لیے کہ اگر تم نے نصر سے صلح کر لی تو وہ لوگ نصر سے جنگ کریں گے اور تم کو چھوڑ دیں گے۔کیونکہ معاملہ مضر سے ہے۔اگر تم نے نصر سے صلح نہ کر لی تو وہ لوگ نصر سے صلح کر لیں گے اور تم سے لڑیں گے۔ اس کا خیال رکھو کہ اگر تم کو ذرا بھی موقع ملے تو نصر کو مقدم کرو تا کہ تمھاری آنکھ اُن کے قتل سے ٹھنڈی ہو۔ اس لیے شیبان نے نصر کو مصالحت کی دعوت بھیجی جس کو اُس نے قبول کیا بلکہ سالم بن احوز کے ہاتھ صلح نامہ بھی بھیج دیا۔جس وقت یہ شیبان کے پاس آیا تو ابن کرمانی اور یحییٰ بن نعیم دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ سالم نے ابن کرمانی سے کہا اے اعور کس نے تجھ کو پیدا کیا کہ تیرے ہاتھ پر مضر کی ہلاکت ہو۔خیر پھر اُن لوگوں نے ایک سال کے لیے صلح نامہ لکھ کر مصالحت کر لی۔

جب یہ خبر ابو مسلم کو معلوم ہوئی تو اُس نے شیبان کو لکھا کہ میں تم سے کئی ماہ کے لیے مصالحت کرنا چاہتا ہوں تین ماہ کے لیے صلح کر لو۔ابن کرمانی نے کہا کہ میں نے نصر سے مصالحت نہیں کی ہے صرف شیبان سے مصالحت کی ہے۔میں اُس سے (یعنی نصر سے) اپنے والد کے قتل کا بدلہ لینا چاہتا ہوں اور میں اُس سے جنگ موقوف نہ کروں گا۔پھر ابن کرمانی اور نصر سے جنگ چھڑ گئی لیکن اس کو شیبان نے کوئی مدد نہیں دی بلکہ یہ کہا کہ عذر جائز نہیں ہے۔آخر کار ابن کرمانی نے ابو مسلم سے امداد کی درخواست کی اُس وقت ابو مسلم سفیذنج میں ۴۲ دن سے پڑا ہوا تھا مگر جب کرمانی نے امداد کی

Marfat.com

خواہش کی تو وہاں سے ماخوان آیا اور وہیں خندق کھود لی اور خندق کے دو دروازے بنائے جس میں فوج نے قیام کیا۔ کوتوال (پولس افسر) کے طور پر ابونصر مالک بن الہیثم کو اور پاسبانوں پر ابواسحق خالد بن عثمان کو اور فوجی دفتر پر کامل بن مظفر ابوصالح کو اور خط و کتابت پر اسلم بن صبیح کو اور قضاء پر قاسم بن مجاشع کو نقیب مقرر کیا۔ قاسم ہی ابومسلم کے ساتھ نماز پڑھایا کرتا تھا جو بعد عصر قصے بیان کرتا تھا جس میں بنو ہاشم کے فضائل اور بنوامیہ کی برائیاں بیان کرتا تھا۔

جب ابومسلم ماخوان پہنچا تو ابن کرمانی کو کہلا بھیجا کہ میں نصر کے مقابلے کے لیے تیرا معین مددگار اور تیرے ساتھ ہوں۔ ابن کرمانی نے کہلا بھیجا کہ میری خواہش ہے کہ آپ مجھ سے ملئے اس لیے ابومسلم اُس کے پاس آیا اور دو دن قیام کر کے واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۶/محرم ۱۳۰ھ کے ہیں۔

سب سے پہلا عامل ابومسلم نے داؤد بن کرار کو مقرر کیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ابومسلم نے غلاموں کو اس کے پاس سے بلالیا اور اُن کے لیے قریہ شوال میں خندق کھدوائی اور اُس خندق کا والی داؤد بن کرار کو مقرر کیا پھر جب غلاموں کی ایک جماعت کثیر مجتمع ہوگئی تو ان کو موسیٰ بن کعب کی طرف اُبیورد میں بھیج دیا اور کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ جا کر فوج کا جائزہ لو۔ ان کے اور اُن کے آباء واجداد اور جائے سکونت تمام کے نام درج کرو۔ چنانچہ اُن کی تعداد ۷ ہزار تک پہنچی۔ پھر قبائل مضر، ربیعہ، یمن نے ابومسلم سے جنگ کرنے کے لیے معاہدہ کیا کہ سب کے سب متفق ہو کر اس سے جنگ کریں یہ خبر جب ابومسلم کو معلوم ہوئی تو اُس کو بڑی مصیبت پڑی پھر اس نے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ماخوان دریا کے کنارے واقع ہے اس لیے خوف معلوم ہوا کہ کہیں نصر پانی نہ بند کر دے۔ اس لیے ماخوان میں چار ماہ رہنے کے بعد الین چلا آیا اور یہاں بھی خندق تیار کر لی۔

پھر نصر نے اپنی فوج نہر عیاض پر مرتب کی اور عاصم بن عمرو کو بلاش جرد اور ابوذیال کو طوسان بھیج دیا۔ ابوذیال نے اپنی فوج کو طوسان کے باشندوں کے پاس ٹھہرایا۔ وہاں کے عام طور پر باشندے ابومسلم کے ساتھ خندق میں تھے۔ لیکن بقیہ لوگوں کو انھوں نے تکلیف دینا اور ستانا شروع کیا اس لیے ابومسلم نے ایک فوج اس کے مقابلے کے لیے روانہ کی جس نے آ کر ابوذیال کو شکست دی اور ان میں سے تقریباً ۳۰ آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن کو ابومسلم نے نہایت آرام سے رکھا اور ان کا علاج کرایا جب یہ اچھے ہو گئے تو چھوڑ دیا۔ پھر جب ابومسلم اپنی فوج کے ساتھ الین میں اچھے طریقہ سے مستقل ہو گیا

Marfat.com

تو محرز بن ابراہیم کو حکم دیا کہ فوج لے کر جیرنج میں جا کے خندق تیار کرے وہاں اُس کی جماعت کے لوگوں کو جمع کرے تا کہ مروالروذ ،طخارستان ،بلخ سے نصر کی رسد بند ہو جائے چنانچہ وہ یہاں چلا آیا اور اس کے پاس ایک ہزار آدمی جمع ہو گئے اور نصر کی امداد منقطع کر دی۔

عبداللہ بن معاویہ کا فارس پر غلبہ اور قتل

اس سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر فارس اور تمام اضلاع فارس پر قابض ہو گیا۔ اُس کے خروج اور شکست کھا کر کوفہ سے نکلنے کا بیان گزر چکا۔ وہاں سے یہ مدائن کی طرف چلا آیا جب یہ یہاں پہنچا تو اُس کے پاس بہت سے اہل کوفہ بھی چلے آئے جن کو یہ لے کر جبال گیا اور جبال کے علاوہ حلوان ،قونس ،اصفہان اور رے پر قبضہ کر لیا۔ اس کے پاس اہل کوفہ کے غلام بھی آ گئے۔ اس نے اصفہان میں قیام کیا۔ فارس میں ایک شخص مُحارب بن موسیٰ مولی بنی یشکر بہت ہی معزز اور باوقار شخص تھا اس نے اصطخر آ کر ابن عمر کے عامل کو نکال کر لوگوں سے عبداللہ بن معاویہ کے لیے بیعت لی۔ پھر وہاں سے کرمان آیا اور اس کو لوٹ لیا اس کے بعد اُس سے شام کے سردار آ کر ملے ان کو لے کر یہ ۱۲۸ھ میں ابن عمر کے عامل مسلم بن میبّب کے مقابلہ پر شیراز روانہ ہوا۔ وہاں جا کر اُس کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد محارب اصفہان میں عبداللہ بن معاویہ کے پاس آیا تو عبداللہ نے اُس کو اصطخر بھیج دیا۔ ابن معاویہ جب اصفہان میں تھا تو اس کے پاس بنو ہاشم اور ان کے علاوہ بہت سے دوسرے لوگ آئے اور پھر اس نے خراج بھی وصول کیا ،عمال بھی مقرر کیے۔ اُس وقت اس کے ساتھ منصور بن جمہور اور سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بھی تھے اور شیبان بن عبدالعزیز خارجی بھی اس کے پاس آ گیا۔ ان کے علاوہ ابو جعفر المنصور اور علی بن عبداللہ بن عباس کی اولاد میں سے عبداللہ اور عیسیٰ بھی آ گئے۔

جب ابن ہبیرہ عراق کا حاکم ہو کر آیا تو اس نے نُباتہ بن حنظلہ کلابی کو عبداللہ بن معاویہ سے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ خبر سلیمان بن حبیب کو ملی کہ ابن ہبیرہ نے نباتہ کو اہواز پر مقرر کیا ہے تو داؤد بن حاتم کو مقابلے کے لیے بھیجا اور حکم دیا کہ دینار کرخ جائے اور نباتہ کو اہواز پر قبضہ کرنے سے روکے۔ اس لیے دونوں میں جنگ ہوئی جس میں داؤد قتل کیا گیا۔ اس لیے سلیمان اہواز سے بھاگ کر سابور آیا وہاں اُن کردوں سے جنھوں نے اُس پر قبضہ کر لیا تھا لڑا ،ان کو شکست دے کر بھگا دیا

Marfat.com

اور خود اس پر قبضہ کر لیا اور ابن معاویہ کو بیعت کی اطلاع بھیج دی۔

محارب بن موسیٰ یشکری کو ابن معاویہ سے نفرت ہوگئی اس لیے اُس سے علیحدہ ہو کر اُس نے فوج جمع کی اور سابور چلا آیا۔ وہاں اس کو ابن معاویہ کے بھائی یزید بن معاویہ نے جنگ کر کے شکست دی چنانچہ محارب وہاں سے کرمان بھاگ آیا اور اُس وقت تک مقیم رہا جب تک کہ محمد بن اشعث آ گیا اور وہ اس کے ساتھ ہو گیا، مگر پھر اس سے بھی نفرت کرنے لگا اس لیے ابن اشعث نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے چوبیس بیٹوں کو بھی قتل کر ڈالا۔ پھر عبداللہ بن معاویہ برابر اصطخر میں رہا یہاں تک کہ اس کے مقابلے پر داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے ساتھ ابن ضبارہ آیا اور ابن ہبیرہ نے معن بن زائدہ کو بھی دوسری جانب سے روانہ کیا اس لیے معن نے آ کر مروشاذاں کے پاس جنگ کی اور معن یہ کہتا تھا:

لیس أمیر القوم بالخب الخدع　　　فر من الموت وفی الموت وقع

[سردار قوم کے لیے خدع وفریب زیبا نہیں وہ موت سے بھاگ کر موت ہی کے منہ میں گیا۔]

ابن معاویہ شکست کھا گیا تو معن نے اپنا ہاتھ روک لیا اُس دن جنگ میں آل ابولہب میں سے ایک شخص مقتول ہوا۔ یہ بات مشہور تھی کہ مروشاذاں میں ایک ہاشمی قتل کیا جائے گا اور بہت سے لوگ گرفتار ہوئے ان میں سے اکثر کو ابن ضبارہ نے قتل کروایا۔ منصور بن جمہور سندھ کی طرف، عبدالرحمٰن بن یزید عمان کی طرف، عمرو بن سہل بن عبدالعزیز بن مروان مصر کی طرف بھاگ گئے اور بقیہ اسیران جنگ کو ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا گیا جس نے اُن کو رہا کر دیا۔ ابن معاویہ خراسان کی طرف بھاگا جب منصور بن جمہور فرار ہوا تو معن بن زائدہ اُس کے تعاقب میں روانہ ہوا لیکن نہ پا سکا اس وجہ سے واپس آ گیا۔

ابن معاویہ کے ساتھ خوارج اور دوسرے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی چنانچہ ان میں سے اسیران جنگ کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ انھیں اسیران جنگ میں عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی تھے۔ جن کو ابن ضبارہ نے گالی دے کر کہا تو کیوں ابن معاویہ کے پاس گیا۔ حالانکہ تو جانتا تھا کہ وہ امیر المومنین کے خلاف ہے تو اُنھوں نے کہا کہ مجھ پر دین تھا اس لیے میں اُس کے پاس چلا آیا۔ پھر حرب بن قطن الہلالی نے سفارش کی اور کہا کہ یہ میرا خواہر زادہ ہے اس لیے اس نے اُس کو معاف کر دیا۔ عبداللہ بن علی نے عبداللہ بن معاویہ کے بارے میں بہت سی عجیب باتیں بتائیں اور اُس کے ساتھیوں پر لواطت کا الزام لگایا۔ ابن ضبارہ نے ان کو ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا تاکہ اس کو ابن معاویہ کے

Marfat.com

حالات سے مطلع کرے اور خود عبداللہ بن معاویہ کی تلاش میں چلا اور شیراز میں آ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔
عبداللہ بن معاویہ نے مع اپنے دونوں بھائیوں حسن اور یزید ابن معاویہ اور اپنے ساتھیوں کے بھاگ کر کرمان کا راستہ لیا اور وہاں سے خراسان کا ارادہ اس وجہ سے کیا کہ وہاں ابو مسلم تھا جو کہ لوگوں کو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی دعوت دیتا تھا۔ لیکن جب وہ اطراف ہرات میں پہنچا تو وہاں کے حاکم ابونصر مالک بن ھیثم خزاعی نے دریافت کرایا کہ کیوں آیا ہے۔ ابن معاویہ نے کہلا بھیجا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو اپنا بنانے کی دعوت دیتے ہو اس لیے میں آیا ہوں۔ مالک نے نسب نامہ دریافت کرایا لیکن جب اُس نے اپنے نسب نامہ کی خبر دی تو مالک نے پچھوایا کہ عبداللہ اور جعفر یہ نام تو آل رسول کے ہیں لیکن معاویہ نام تو آپؐ کے آل میں نہیں ہیں۔ ابن معاویہ نے کہا جس وقت میرے والد پیدا ہوئے تو میرے دادا معاویہ کے پاس تھے تو معاویہ نے میرے دادا سے کہا کہ اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر رکھو چنانچہ جب میرے دادا نے معاویہ نام رکھ دیا تو امیر معاویہ نے ایک لاکھ درہم بھیجا۔ یہ سن کر مالک نے کہلا بھیجا کہ تم نے اس خبیث کے نام کو معمولی قیمت میں خریدا ہے، اس لیے ہم نہیں سمجھتے کہ تجھ کو اس میں یعنی اس دعوت میں کوئی حق بھی ہے۔

پھر اس نے اس کی خبر ابو مسلم کو دی تو ابو مسلم نے حکم دیا کہ گرفتار کر لو اس لیے مالک نے تمام کو گرفتار کرا لیا۔ پھر ابو مسلم نے لکھا کہ معاویہ کے دونوں لڑکے حسن اور یزید کو رہا کر دو اور عبداللہ بن معاویہ کو قتل کر دو اس لیے ایک شخص کو اس کے چہرہ پر وزنی چیز رکھنے کا حکم دیا جس سے اس کا انتقال ہو گیا پھر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا اُن کی قبر ہرات میں مشہور زیارت گاہ ہے۔ رحمہ اللہ۔

ابوحمزۃ الخارجی اور طالب حق

اسی سال ابوحمزہ اور بلج بن عقبتہ الازدی الخارجی، عبداللہ بن یحیٰ الحضرمی طالب حق کی جانب سے حج میں آیا تا کہ مروان بن محمد کی مخالفت کا جھنڈا بلند کرے۔ جس وقت یہ تمام سو آدمیوں کے ساتھ عرفہ کے میدان میں تھے تو کسی شخص کو ان کی کوئی خبر نہیں تھی جب تک اُنھوں نے اپنے خاص نشان نہیں لگائے اور نیزوں پر سیاہ کپڑے نہیں باندھے، اُس وقت تک ان کو کسی نے نہیں پہچانا لیکن جب ان لوگوں نے اپنے نشان لگائے تو لوگ دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے اور ان سے ان کا حال پوچھا

Marfat.com

توانھوں نے کہا کہ ہم لوگ مروان اور آل مروان کے خلاف ہیں۔ پھر مکہ ومدینہ کے عامل عبدالواحد نے صلح اور امان کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اپنے حج میں از حد بخیل اور حریص ہیں۔ عبدالواحد نے ان سے یہ صلح کی کہ سب کے سب مامون رہیں یہاں تک کہ کوئی شخص یہاں نہ رہ جائے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ عرفہ کے میدان میں علیحدہ مقیم ہوئے اور عبدالواحد لوگوں کو لے کر منیٰ میں سرکاری مکان میں اُترا اور ابوحمزۃ الخارجی قرن ثعالب میں اُترا۔ اس وقت عبدالواحد نے ابوحمزہ خارجی کے پاس عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی، محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان، عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر، عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اور اسی مرتبہ کے دوسرے لوگوں کو بھیجا۔ جس وقت یہ لوگ پہنچے تو وہ ایک موٹا سوتی پائجامہ پہنے ہوئے تھا اُس نے عبداللہ بن حسن اور محمد بن عبداللہ سے اُن کا نسب پوچھا لیکن جب اُنھوں نے بیان کیا تو اس نے ناک بھوں چڑھائی اور کراہیت کا اظہار کیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن قاسم اور عبیداللہ بن عمر سے پوچھا تو انھوں نے اپنا نسب بیان کیا اور ان کا نسب نامہ سن کر بہت خوش ہوا اور ان کے سامنے مسکرانے لگا اور ان دونوں سے کہا کہ ہم اس لیے نکلے ہیں کہ تم دونوں کے آباؤ اجداد (یعنی ابوبکر اور عمر) کی سیرت پر عمل کریں۔ عبداللہ بن حسن نے کہا واللہ ہم تیرے پاس اس لیے نہیں آئے ہیں کہ تو ہمارے آباؤ اجداد میں کسی کو بڑھائے کسی کو گھٹائے، بلکہ ہم کو تو امیر نے اپنا نامہ دے کر بھیجا ہے جس سے ربیعہ تم کو آگاہ کریں گے۔ جب ربیعہ نے نقض عہد کے متعلق تذکرہ کیا تو کہا معاذاللہ کیا ہم لوگ نقض عہد کریں گے یا اُس میں کچھ کمی کریں گے اُس نے کہا خدا کی قسم جب تک میعاد صلح خود نہ پوری ہو جائے میں ہرگز نقض عہد نہیں کروں گا چاہے میری یہ گردن کیوں نہ ماردی جائے۔ اس کے بعد یہ لوگ عبدالواحد کے پاس واپس گئے اور اس کو اطلاع دی چنانچہ عبدالواحد پہلی ہی جماعت کے ساتھ مکہ سے نکل گیا اور مکہ کو خالی کر دیا اور ابوحمزہ بغیر کسی قسم کے جدال وقتال کے مکہ میں داخل ہو گیا۔ بعض لوگوں نے عبدالواحد کے متعلق کہا:

زار الحجیج عصابة قد خالفوا ۔۔۔ دین الالٰہ ففرّ عبدالواحد

ترك الحلائل والامارة هارباً ۔۔۔ ومضى يخبط كالبعير الشارد

[ایک ایسی جماعت جو اللہ کے دین کی مخالف تھی حج کے لیے آئی تو عبدالواحد بھاگ گیا۔

بیویوں اور امارت کو چھوڑ کر بھاگ گیا اور بھگانے والے اونٹ کی طرح مخبوط ہو کر بھاگ گیا۔]

Marfat.com

عبدالواحد پھر وہاں سے مدینہ چلا آیا اور لوگوں کے عطایا میں دس دس گنا اضافہ کر دیا اور ایک فوج مرتب کرنے کا حکم دیا جس کا حاکم عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا یہ سب نکلے لیکن جب یہ حرہ میں پہنچے تو ان کو قربانی کے نحر شدہ اونٹ ملے اور پھر وہاں سے بھی روانہ ہو گئے۔

اندلس میں یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری کی ولایت

اسی سال ثوابہ بن سلمہ امیر اندلس نے دو سال چند ماہ امارت کرنے کے بعد انتقال کیا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو لوگوں میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا۔ مضریہ چاہتے تھے کہ ان کا کوئی امیر ہو اور یمانیہ چاہتے تھے کہ اُن کا کوئی امیر ہو، اس لیے وہ لوگ چند دن تک بغیر کسی امیر کے رہے لیکن صمیل کو فتنہ کا خوف معلوم ہوا تو اُس نے کہا کہ امیر قریش میں سے ہونا چاہیے۔ اس پر سب کے سب راضی ہو گئے اس نے امیر یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری کو اختیار کیا اُس زمانہ میں یوسف، بیرہ میں تھا اس لیے لوگوں نے اُس کے پاس اپنے انتخاب اور اُس کے امیر مقرر کرنے کی اطلاع دی مگر اُس نے امارت سے انکار کیا پھر لوگوں نے کہا اگر تو امیر نہیں ہوتا تو بہت بڑا فتنہ برپا ہو جائے گا اور اس خوں ریزی کا گناہ تجھ پر ہو گا اس لیے اُس نے قبول کیا اور وہاں سے قرطبہ کو روانہ ہوا۔ جس وقت وہاں پہنچا تو تمام لوگ مطیع ہو گئے۔

جب ابوالخطار کو ثوابہ کی وفات اور یوسف کی ولایت کی خبر معلوم ہوئی تو کہا کہ صمیل کا ارادہ ہے کہ امارت مضر میں چلی جائے پھر اس نے لوگوں میں کوشش کی یہاں تک کہ مضر اور یمن میں فتنہ برپا ہو گیا۔ جب یوسف نے یہ حالت دیکھی تو قصر قرطبہ کو چھوڑ کر اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور ابوالخطار شقندہ کو روانہ ہوا۔ جب یہ وہاں پہنچا تو تمام یمانیہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور مضریہ صمیل کے پاس جمع ہو گئے۔ اس کے بعد دونوں میں جنگ شروع ہو گئی اور ایک عرصہ تک ایسی شدید جنگ ہوئی کہ اس سے بڑی جنگ کوئی اندلس میں نہیں ہوئی۔ آخر کار جنگ کا اختتام یمانیہ کی شکست پر ہوا اور ابوالخطار شکست کھا کر بھاگا اور صمیل اُسیا کے پاس آ کر چھپ گیا۔ صمیل کو کسی نے بتایا تو اس نے اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ پھر یوسف دارالامارہ میں واپس آیا اور صمیل کے شرف اور عزت میں اضافہ کیا۔ یوسف صرف نام کا امیر تھا لیکن تمام احکام صمیل ہی بھیجتا تھا۔

یوسف کے مقابلے میں ابن علقمہ لخمی شہرار بونہ سے آیا مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد قتل کر دیا

Marfat.com

گیا اور اس کا سر یوسف کے پاس لایا گیا۔

اس کے بعد عذرہ جو ''ذمی'' کے نام سے معروف تھا، مقابلے کے لیے نکلا۔ اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ذمی اس وجہ سے کہلایا جاتا تھا کہ اس نے ذمیوں سے امداد طلب کی تھی۔ اس کے مقابلے کے لیے یوسف نے عامر بن عمرو کو بھیجا یہ اُس کے مقابلے میں کامیاب نہ ہوا بلکہ ہزیمت خوردہ واپس آیا۔ اسی کا مقبرہ ابواب قرطبہ میں مقبرہ عامر کے نام سے مشہور ہے۔ پھر یوسف خود مقابلے کے لیے نکلا اور اُس کو قتل کر کے اُس کی فوج کو برباد کر دیا۔ یہ واقعہ دوسرے طریقہ پر بھی مذکور ہے لیکن ان میں بہت اختلاف ہے ہم اس کو ۱۲۹ھ میں عبدالرحمٰن اموی کے اندلس کے داخل ہونے کے بیان میں ذکر کریں گے۔

متفرق واقعات

اس سال عبدالواحد نے لوگوں کے ساتھ حج کیا یہ اس وقت مکہ، مدینہ، طائف کا عامل تھا۔
عراق کا حاکم یزید بن ہبیرہ تھا اور کوفہ کی قضاء حجاج بن عاصم المحاربی کے پاس تھی اور بصرہ کی قضاء پر عباد بن منصور تھا اور خراسان کا والی نصر بن سیار تھا۔ جہاں اس وقت فتنہ برپا تھا۔

وفیات

اس سال سالم ابونضر کی وفات ہوئی اور اسی سال یحییٰ بن یعمر عدوی کا خراسان میں انتقال ہوا۔ نحو میں ان کو ابواسود الدؤلی سے شرف تلمذ حاصل تھا اور یہ فصحا تابعین میں سے تھے۔
اس سال ابوزناد عبداللہ بن ذکوان، وہب بن کیسان، یحییٰ بن ابی کثیر الیمامی ابونصر، سعید بن ابی صالح، ابواسحٰق الشیبانی، حارث بن عبدالرحمٰن، رقبہ بن مصقلہ الکوفی کا انتقال ہوا۔
جب منصور بن زاذان مولیٰ عبدالرحمٰن بن ابی عقیل الثقفی کا انتقال ہوا تو ان کے جنازہ پر تمام مسلمان یہود و نصاریٰ اور مجوس سب کے سب آئے اس لیے کہ اُن کی بزرگی کے تمام لوگ قائل تھے بعض لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

باب ۔ ۵۷

۱۳۰ھ کے واقعات

ابومسلم کی بیعت

اسی سال ربیع الآخر کے مہینہ میں ابومسلم مرو میں داخل ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جمادی الاولیٰ میں آیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ جب ابن کرمانی اور اس کے ساتھی اور تمام خراسان کے قبائل نے نصر کے ساتھ ہو کر ابومسلم سے جنگ کرنے کے لیے معاہدہ کر لیا تو ابومسلم کو یہ سخت ناگوار ہوا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو ان سے جنگ کے لیے جمع کیا۔ ابن کرمانی کے مقابلے پر سلیمان بن کثیر تھا۔ اس نے ابن کرمانی سے کہا ابومسلم یہ کہہ رہا ہے کہ کیا تو نصر کی مصالحت سے خوف زدہ نہیں ہے کیونکہ اُس نے ابھی کل تیرے باپ کو قتل کیا ہے اور اس کو لٹکایا ہے اور یہ بھی کہہ رہا ہے کہ میں تمھارے متعلق یہ نہیں خیال کر سکتا کہ تم اور نصر کسی مسجد میں ایک ساتھ نماز پڑھ سکو۔ ان الفاظ کو خوب یاد رکھو۔

چنانچہ کرمانی اپنی رائے سے پھر گیا اور اس نے عرب کی صلح کو توڑ دیا۔ جب اُن کی آپس کی صلح ٹوٹ گئی تو نصر نے ابومسلم سے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ مضر کے ساتھ ہو جائے اسی طرح ابن کرمانی نے اس سے رابطہ کیا کہ ربیعہ اور یمن کے ساتھ ہو جائے۔ اسی طریقہ سے چند دنوں تک نامہ و پیام ہوتا رہا آخر کار ابومسلم نے کہا کہ دونوں فریق کے وفد ہمارے پاس آئیں وہ دونوں میں سے جس کو چاہے گا منتخب کرے گا۔ اس کے بعد دونوں طرف سے وفد بھیجے گئے۔ ابومسلم نے اپنی جماعت کو حکم دیا کہ ربیعہ اور یمن کا انتخاب کر لو اس لیے کہ شیطان مضر میں ہے۔ یہی لوگ مروان کے اصحاب ہیں یہی اُس کے عمال ہیں اور یہی یحییٰ بن زید کے قاتل ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ جب اس کے پاس دونوں وفد آئے تو ابو مسلم خود بیٹھا اوران لوگوں کو بٹھایا۔ اس وقت اس کے گروہ کے ستر آدمی جمع ہوئے۔ اس نے اپنی جماعت کے لوگوں سے کہا کہ ان میں سے کسی کو منتخب کرلو۔ تو سلیمان بن کثیر جو کہ بہت بڑا خوش بیان اور فصیح مقرر تھا، اٹھ کر کھڑا ہوا اور کہا میں نے ابن کرمانی اوراُس کے اصحاب کو پسند کیا۔ اس کے بعد ابو منصور طلحہ بن رزیق نقیب نے بھی کہا کہ میں بھی ابن کرمانی اوراُس کے اصحاب کو پسند کرتا ہوں۔ اس کے بعد مرثد بن شقیق السلمی نے اُٹھ کر کہا کہ بنو مضر آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قاتل ہیں اور یہی بنی امیہ کے اعوان وانصار ہیں اور یہی لوگ مروان الجعدی کے ساتھ ہیں اور یہی اس کے عمال ہیں اور انھیں کی گردن پر ہمارا خون ہے اور انھیں کے قبضہ میں ہمارے مال واسباب ہیں اور خود نصر بن سیار بھی تو اس کا عامل ہے، اُس کی امداد کرتا ہے، اُس کے لیے منبر پر دعا کرتا ہے، اُس کو امیر المومنین کے نام سے ملقب کرتا ہے، ہم خداوند تعالیٰ کے سامنے نصر کو ہدایت پر ہونے سے برأت کرتے ہیں اس لیے ہم علی ابن کرمانی اوراُس کے اصحاب کو منتخب کرتے ہیں۔ آخر میں بقیہ لوگوں نے کہا کہ ہم سب مرثد بن شقیق کے قول کی تائید کرتے ہیں۔ چنانچہ نصر کا وفد اپنا سامنہ لے کر ذلت وخواری کے ساتھ واپس آیا اور ابن کرمانی کا وفد خوش خوش مظفر ومنصور آیا۔ ابو مسلم اُلین سے ماخوان واپس آیا اوراپنی جماعت کو حکم دیا کہ لوگ مکان بنائیں اس لیے کہ عرب کے متحد ومتفق ہونے سے خداوند تعالیٰ نے بے پروا کردیا۔

ابو مسلم نے علی بن الکرمانی کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ مرو میں ایک جانب سے داخل ہو اور وہ خود اوراس کے قبیلے کے لوگ دوسری جانب سے داخل ہوں اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں اب تک اس پر مطمئن نہیں ہوں کہ تم اور نصر متحد ہو کر مجھ سے جنگ کرنے کے تیار ہو جاؤ اس لیے تم شہر میں پہلے داخل ہو اور نصر کی فوج سے جنگ کرو۔ چنانچہ ابن کرمانی پہلے آیا اور نصر کی فوج سے جنگ شروع کی۔ ابو مسلم نے شبل بن طہمان نقیب کو کچھ فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ جا کر شہر کے اندر داخل ہو گیا اور قصر بخارا میں مقیم ہوا اور پھر ابو مسلم کو کہلا بھیجا کہ آپ بھی آیئے اس لیے وہ ماخوان سے روانہ ہوا اس کے مقدمہ پر اسید بن عبداللہ الخزاعی اور میمنہ پر مالک بن ھیثم الخزاعی اور میسرہ پر قاسم بن مجاشع التمیمی تھے۔ پھر وہ مرو میں داخل ہوا تو اُس وقت دونوں فریق جنگ وجدل میں مصروف تھے۔ اس نے دونوں کو باز رہنے کا حکم دیا اور یہ آیت تلاوت کرنے لگا:

Marfat.com

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ.[1]

''شہر میں باشندوں کی غفلت کی حالت میں داخل ہوا تو وہاں دو جماعتوں کو جنگ کرتے ہوئے پایا ایک تو اُس کی جماعت میں سے اور دوسرا اُس کے دشمنوں میں سے تھا۔''

ابومسلم قصرِ امارت کی طرف چلا اور دونوں فریقوں کو کہلا بھیجا کہ جنگ سے باز آ جاؤ اور ہر فریق اپنی لشکر گاہ میں واپس آ جائے۔ اس کی سب نے تعمیل کی۔ پھر باشندگان مرو ابومسلم کے سامنے صف بہ صف کھڑے ہوئے۔ ابومسلم نے سب سے پہلے فوج سے بیعت لینے کا حکم دیا۔ ان تمام لوگوں سے ابومنصور طلحہ بن رزیق بیعت لے رہا تھا جو کہ نقیب اور بنوہاشم کے فضائل اور بنوامیہ کے مصائب کا عالم تھا۔ دعوتِ عباسیہ کے کل نقباء بارہ تھے۔ ان کو محمد بن علی نے اُن ستر ۷۰ آدمیوں میں سے منتخب کیا تھا جنھوں نے ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں جب کہ اس نے اپنے قاصد کو خراسان بھیجا تھا اور اس کے عدل وانصاف کی تعریف کی تھی تو اُنھوں نے اُس کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ نقباء میں سے بنوخزاعہ کے یہ لوگ تھے: سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، زیاد بن صالح، طلحہ بن رزین اور عمرو بن اعین تھے۔ قبیلہ طے سے قحطبہ بن شبیب بن خالد بن معدان تھا۔ قبیلہ تمیم سے موسیٰ بن کعب ابوعُیینہ، لاہز بن قریظ، قاسم بن مجاشع اور اسلم بن سلام تھے۔ بکر بن وائل سے ابوداؤد بن ابراہیم الشیبانی، ابوعلی الہروی تھے، کہا جاتا ہے کہ عمرو بن اعین اور عیسیٰ بن کعب کے بجائے شبل بن طہمان تھا اسی طرح ابوعلی الہروی کی جگہ پر ابوالنجم اسمٰعیل بن عمران تھا جو ابومسلم کا داماد تھا۔ نقباء میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کے والد زندہ ہوں سوائے ابومنصور طلحہ بن رزیق بن سعد کے جن کے والد ابوزینب الخزاعی تھے۔ یہ وہ شخص ہے جو ابن اشعث کی جنگ میں موجود تھا اور مہلب کے ساتھ رہا اور جنگوں میں اُس کے ساتھ لڑائی کی اور اس سے ابومسلم اپنے امور میں مشورے لیتا تھا اور جن جنگوں میں وہ شریک ہوا ہے اس کے متعلق پوچھا کرتا تھا۔

اس وقت بیعت ان باتوں پر لی گئی: ''میں تم لوگوں سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیعت لیتا ہوں اور اُس شخص کی اطاعت کروں گا جو اہل بیت میں سے خلیفہ بنایا جائے گا اور تم پر اللہ کا عہد اور اس کا میثاق ہے طلاق، عتاق اور حج کی ذمہ داری تم پر فرض ہے اور اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ اُس وقت تک کسی قسم کے رزق اور طعام کا سوال نہ کرو جب تک تمھارے حکام اس کی ابتدا نہ کریں۔''

Marfat.com

نصر بن سیار کا مرو سے فرار

اس کے بعد ابو مسلم نے لاھز بن قریظ کو ایک جماعت لے کر نصر بن سیار کے مقابلے پر بھیجا اور حکم دیا کہ اُس کو کتاب اللہ اور رضاء اہل بیت کی دعوت دو، چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ یمانیہ، ربیعہ اور عجمی ہمارا ساتھ نہیں دیتے اور یہ کہ اب مجھے ان سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے تو اس نے اس دعوت کے قبول کرنے کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ خود چل کر بیعت کرے گا لیکن دل میں عذر کرنے کا ارادہ تھا۔ اس لیے لوگوں سے نرمی سے گفتگو کرتا رہا تاکہ شام تک معاملہ ٹل جائے اور شام ہونے کے بعد عذر کر سکیں اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ جس جگہ کو وہ مامون سمجھیں وہاں رات کو یہاں سے چل دیں لیکن سالم بن احوز نے کہا آج رات کو ہمارا جانا مناسب نہیں اس لیے کل جائیں گے۔ جب دوسرے دن صبح ہوئی تو ابو مسلم نے اپنی فوج صبح سے ظہر تک تیار رکھی اور پھر لاھز بن قریظ ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آیا۔ نصر نے کہا کس قدر جلد واپس آئے، اُس نے کہا یہ تو تیرے لیے ضروری تھا۔ نصر نے کہا میں وضو کر کے چلتا ہوں جب تک میں ایک قاصد ابو مسلم کے پاس بھیجتا ہوں اگر اس کی بھی رائے ہے تو میں ابھی آتا ہوں۔ میں قاصد کے آنے کا منتظر ہوں ورنہ میں بالکل تیار ہوں۔ جب نصر کھڑا ہوا تو لاھز نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ الْمَلَاءُ يَاتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِيْنَ.

"لوگوں نے تیرے متعلق مشورہ کیا ہے کہ تجھ کو قتل کر ڈالیں۔ اس لیے تو نکل بے شک میں تیرے نصیحت کرنے والوں میں ہوں۔"

پھر نصر مکان میں داخل ہوا اور ان لوگوں سے یہ کہلایا کہ میں ابو مسلم کے پاس سے قاصد کے واپس آنے کا منتظر ہوں۔ یہاں تک کہ جب رات ہوگئی اور تاریکی چھاگئی تو اپنے کمرہ کے پیچھے سے نکل گیا۔ اس وقت اس کے ساتھ اُس کا لڑکا تمیم اور حکم بن نمیلتہ النمیری اور اس کی بیوی مرزبانہ تھی غرض کہ یہ سب کے سب بھاگ نکلے۔ مگر جب بہت دیر ہوگئی تو لاھز اور اُس کے ساتھی مکان میں داخل ہوئے تو اُس کو نہ پایا۔ جب یہ خبر ابو مسلم کو معلوم ہوئی تو فوراً اس کے پڑاؤ میں پہنچ کر اُس کے ساتھیوں اور سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں اُس کا کوتوال سالم بن احوز اور اُس کا کاتب بختری اور اُس کے دو لڑکے اور یونس بن عبدویہ، محمد بن قطن اور مجاہد بن یحییٰ بن حضین اور ان کے علاوہ

Marfat.com

دوسرے لوگ بھی تھے ان کو لوہے کی مضبوط ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر دیا اور اپنے ساتھ قید میں رکھا اور پھر ابو مسلم اور ابن کرمانی اُس رات کو اُس کی جستجو میں روانہ ہوئے مگر وہ نکل گیا تھا، صرف راستے میں اُس کی عورت ملی جو کہ پیچھے رہ گئی تھی۔ اس لیے یہ دونوں مرو کو واپس چلے آئے اور نصر سرخس چلا گیا جہاں پر اُس کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

جب ابو مسلم واپس آیا تو اُس نے اُن لوگوں سے پوچھا جن کو نصر کے پاس بھیجا تھا کہ نصر کو کس چیز نے شبہ دلایا کہ وہ بھاگ گیا۔ لوگوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں پھر پوچھا گیا تم میں سے کسی نے کچھ گفتگو کی تھی؟ لوگوں نے کہا لاھز نے یہ آیت، اِنَّ الملاء یاتمرونَ بلث البتہ پڑھی تھی، ابو مسلم نے کہا اسی نے نصر کو بھگایا اور لاھز سے کہا کہ تو دین میں فتنہ و فساد پیدا کرتا ہے پھر اس کو قتل کروا دیا۔

اس کے بعد اصحاب نصر کے متعلق ابو طلحہ سے مشورہ لیا اُس نے کہا ان کی سزا کے لیے اپنے چابک کی جگہ تلوار استعمال کر اور قید خانہ کی جگہ پر قبر کو بناؤ۔ ابو مسلم نے ان تمام کو قتل کر ڈالا ان کی تعداد ۲۴ تھی۔ نصر سرخس میں ایک دن رہنے کے بعد طوس گیا اور وہاں پندرہ دن قیام کیا پھر وہاں سے نیشاپور آیا اور یہیں رہا اور ابن کرمانی ابو مسلم کے ساتھ مرو میں داخل ہوا اور اس کی رائے کا مطیع رہا۔

شیبان حروری کا قتل

اسی سال شیبان بن سلمۃ الحروری قتل کیا گیا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ پہلے یہ اور ابن کرمانی، نصر سے جنگ کرنے پر متحد تھے۔ شیبان، نصر سے اس وجہ سے مخالفت رکھتا تھا کہ وہ مروان کا عامل تھا اور شیبان خوارج کی رائے کا موافق تھا اور ابن کرمانی بھی نصر سے مخالفت رکھتا تھا اس لیے کہ نصر نے ابن کرمانی کے باپ کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ نصر مضری تھا اور ابن کرمانی یمانی تھا اور ان دونوں قبیلوں میں قدیم زمانے سے عصبیت چلی آتی تھی۔ پھر جیسا کہ گزر چکا ہے کہ جب ابن کرمانی نے ابو مسلم سے مصالحت کر لی اور شیبان سے علیحدہ ہو گیا تو شیبان بھی مرو سے چلا گیا اس لیے کہ اُس نے اپنے میں ان دونوں سے جنگ کی طاقت نہیں دیکھی۔ نصر سرخس کی طرف بھاگ گیا پھر جب ابو مسلم کا تمام ملک پر سکہ بیٹھ گیا تو اس نے شیبان کو بیعت کی دعوت دی لیکن اُس نے کہلا بھیجا کہ میں تم کو اپنی بیعت کی دعوت دیتا ہوں۔ ابو مسلم نے اس کو کہلا بھیجا کہ اگر تو میری اطاعت قبول نہیں کرتا تو اس

Marfat.com

وقت جہاں موجود ہے وہاں سے چلا جا۔ شیبانی نے ابن کرمانی سے امداد چاہی لیکن اُس نے انکار کیا اس وجہ سے وہ سرخس چلا آیا اور وہاں آ کر قبیلہ بکر بن وائل میں سے ایک بہت بڑی جماعت کو جمع کیا۔ اس کے بعد ابومسلم نے ازد کے نو آدمیوں کو اس کے پاس بھیجا تا کہ وہ اُس کو جا کر اس کام سے روکیں اور بیعت کی دعوت دیں لیکن اُس نے ان سب قاصدوں کو قید کر دیا۔ اس لیے ابومسلم نے اَبیود میں موجود بسام بن ابراہیم مولیٰ بنی لیث کو لکھا کہ شیبان سے جا کر جنگ کرے، اُس نے آ کر جنگ کی اور شیبان کو شکست دی۔ شیبان وہاں سے بھاگا تو بُسّام نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ اُس کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور شیبان اور بکر بن وائل کے چند آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ ابومسلم سے کسی نے شکایتاً کہا کہ بسام دوبارہ مرتد ہو گیا کیونکہ اس نے مجرموں کے بدلے میں بے قصوروں کو قتل کیا۔ ابومسلم نے اُس کو واپس بلا لیا اور دوسرے شخص کو مقرر کر دیا۔ جب شیبان قتل کر دیا گیا تو بکر بن وائل کا ایک شخص ابومسلم کے قاصد کے پاس سے گزرا اور اُس کو قتل کر ڈالا۔ کہا جاتا ہے کہ ابومسلم نے شیبان کے مقابلے پر اپنے پاس سے جو فوج بھیجی تھی اُس پر خُزیمہ بن خازم اور بسام بن ابراہیم کو سردار مقرر کیا تھا۔

کرمانی کے دونوں لڑکوں کا قتل

اسی سال ابومسلم نے کرمانی کے دونوں لڑکے علی اور عثمان کو قتل کر ڈالا۔ اُس کا سبب یہ ہوا کہ جب ابومسلم نے موسیٰ بن کعب کو اَبیورد کی طرف بھیجا تو اس نے یہ علاقہ فتح کر کے ابومسلم کو اس کی خوش خبری دی۔

اس نے ابوداؤد کو بلخ کی طرف روانہ کیا جہاں اُس وقت زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری حاکم تھا۔ جب ابن عبدالرحمٰن کو ابوداؤد کے بلخ آنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ اہلِ بلخ، باشندگان ترمذ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو لے کر طخارستان کے شہروں سے نکل کر جوزجان کے علاقہ میں چلا آیا لیکن جب ابوداؤد قریب پہنچا تو وہ سب ترمذ کی طرف بھاگ گئے اور ابوداؤد اطمینان سے بلخ میں داخل ہو گیا۔ اسی اثناء میں ابومسلم نے اُس کو بلا بھیجا اور اُس کی جگہ پر یحییٰ بن نعیم ابی المیلاء کو مقرر کر دیا لیکن جب یہ بلخ آیا تو زیاد بن عبدالرحمٰن نے اس کو لکھا کہ وہ آنا چاہتا ہے تا کہ اُن کی قوت مجتمع اور متحد ہو جائے۔ اس نے اس کو قبول کر لیا اس لیے زیاد، مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم الباہلی، عیسیٰ ابن زرعۃ السلمی اور اہل بلخ و ترمذ اور ملوک طخارستان و ماوراء النہر یہ سب کے سب بلخ سے ایک فرسخ پر اُترے پھر اُن کی طرف یحییٰ بن نعیم اپنے

Marfat.com

ساتھیوں کے ساتھ آیا۔ وہاں سب ایک بات پر متفق ہو گئے کہ مضر، ربیعہ، یمن اور اُن کے ساتھ جس قدر عجمی ہیں سب کے سب مسَودہ سے جنگ کرنے کے لیے مستعد ہو جائیں اور انھوں نے اپنا حاکم مقاتل بن حیان النبطی کو بنایا اس لیے کہ اُنھوں نے اپنے تینوں قبیلوں میں سے کسی کو بھی منتخب کرنا پسند نہیں کیا۔

پھر ابو مسلم نے ابوداؤد کو مع ساتھیوں کے واپس آنے کا حکم دیا چنانچہ وہ تمام ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا لیکن نہر سرجنان پر آ کر مجتمع ہو گئے۔ زیاد اور اُس کے ساتھیوں نے ابوسعید قرشی کو حفاظتی پڑاؤ کے لیے علیحدہ منتخب کیا تاکہ اصحاب ابوداؤد عقب سے نہ آ جائیں۔ ابوداؤد کے جھنڈے سیاہ تھے لیکن جب ابوداؤد اور زیاد اور اُس کے اصحاب سے مقابلہ ہوا تو ابوسعید نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ زیاد کے پاس واپس آ جائیں۔ چنانچہ وہ زیاد کی فوج کے پیچھے سے آئے۔ جب زیاد اور اُس کی فوج نے ابوسعید کے سیاہ جھنڈوں کو دیکھا تو انھوں نے خیال کیا کہ یہ ابوداؤد کی کمین ہے اس لیے سب کے سب شکست کھا گئے اور ابوداؤد نے ان کا تعاقب کیا چنانچہ اکثر لوگ تو نہر سرجنان میں گر پڑے اور جو کچھ باقی رہ گئے وہ سب کے سب قتل کر ڈالے گئے۔ زیاد اور یحیٰی مع اپنے قلیل اصحاب کے ترمذ کی طرف بھاگ نکلے۔ ابوداؤد نے تمام مقتولین اور مفرورین کے اسباب چھین لیے اور بلخ پر قبضہ کر لیا۔

پھر ابو مسلم نے اُس کو بُلا بھیجا اور بلخ پر نضر بن صبیح المری کو حاکم بنا کر بھیجا۔ جب یہ آیا تو ان دونوں (یعنی ابو مسلم اور نصر بن صبیح) نے یہ مشورہ کیا کہ کرمانی کے دونوں لڑکوں عثمان و علی کو جدا جدا کر دیں۔ اس لیے ابو مسلم نے عثمان کو بلخ کا عامل بنا کر بھیجا۔ عثمان جب بلخ پہنچا تو اس نے پہلے اپنی جگہ پر فرافضہ بن ظہیر العبسی کو جانشین بنایا۔

اس کے مقابلے پر ازد کی فوجیں مسلم بن عبدالرحمٰن باہلی کی سرکردگی میں ترمذ سے آئیں اور سخت مقابلہ ہوا جس میں عثمان کے اصحاب شکست کھا کر بھاگے اور مسلم نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ اس کی خبر جب عثمان اور نضر بن صبیح کو مروالروز میں پہنچی تو دونوں نے فوراً تیاری کر کے بلخ کا رخ کیا۔ اس خبر کو سنتے ہی ابن عبدالرحمٰن کی فوجیں فرار ہو گئیں تو عثمان نے اُن کا تعاقب کیا لیکن نضر بن صبیح نے ان کا تعاقب نہیں کیا کیونکہ اُس نے خیال کیا اب وہ اُن کو پا نہ سکے گا اس لیے کہ وہ نکل گئے ہوں گے اسی تعاقب میں عثمان کی فوج سے اور اُن سے مڈبھیڑ ہو گئی جس میں عثمان کو شکست ہوئی اور اس کی فوج کا بہت بڑا حصہ کام آیا۔

پھر ابو مسلم اور ابوداؤد نے یہ طے کیا کہ ابو مسلم علی ابن الکرمانی کو قتل کرے اور ابوداؤد، عثمان

Marfat.com

کو۔ جب ابوداؤد بلخ آیا تو اس نے عثمان کو جبل کا عامل بنا کر بھیجا جس میں مرو کے لوگ آباد تھے۔ جب عثمان وہاں سے روانہ ہوا تو ابوداؤد نے پیچھے سے آ کر اُس کو اور اُس کی تمام فوجوں کو گرفتار کر لیا اور رفتہ رفتہ ان کی گردنیں اڑا دیں اور اُسی دن علی ابن الکرمانی کو ابومسلم نے قتل کر دیا۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ ابومسلم نے یہ حکم دیا کہ علی ابن الکرمانی کے خاص لوگوں کا نام بتایا جائے تا کہ میں اُن کو والی بناؤں اور اُن کو خلعت وانعام دوں۔ لوگوں نے ان کے نام ابومسلم کو بتائے اُس نے سب کو ایک ساتھ قتل کر دیا۔

امام ابراہیم کے پاس سے قحطبہ کا آنا

اسی سال قحطبہ بن شبیب امام کے پاس سے مع امام کے عطا کردہ جھنڈے کے ابومسلم کے پاس آیا۔ ابومسلم نے اُس کو اپنے مقدمہ پر بھیج دیا اور اس کے پاس بہت سی فوج کر دی اس کے علاوہ عزل ونصب تمام کا مالک اس کو بنایا اور فوج کو اس کی اطاعت وفرماں برداری کا حکم دیا۔

قحطبہ کی نیشاپور روانگی

اوپر کے بیان کے مطابق جب شیبان خارجی اور کرمانی کے دونوں لڑکے مقتول ہو چکے اور نصر بن سیار مرو سے بھاگ گیا اور ابومسلم پورے طور سے خراسان پر غالب آ گیا تو اس نے عمال کو چاروں طرف بھیجنا شروع کر دیا۔ سباع بن نعمان الازدی کو سمرقند پر۔ ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان پر، محمد بن اشعث کو طبسین پر بھیجا اور مالک بن ھیثم کو اس کا کوتوال مقرر کیا اور قحطبہ کو چند سرداروں کے ساتھ طوس بھیجا۔ ان میں چند سردار یہ تھے ابوعون عبدالملک بن یزید، خالد بن برمک، عثمان بن نھیک، خازم بن خزیمہ وغیرہ مگر جب قحطبہ آیا تو طوس والوں سے ایک شدید جنگ ہوئی جس میں اس نے ان کو شکست دی صرف لوگوں کے اژدحام کی وجہ سے جو مرے تھے اُن کی تعداد مقتولین سے بھی زیادہ تھی۔ مقتولین کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہی تھی۔

پھر ابومسلم نے قاسم بن مجاشع کو حجاج کے جانے کے راستے سے نیشاپور روانہ کیا اور قحطبہ کو لکھا تمیم بن نصر سیار اور نابی بن سوید اور جو خراسانی ان سے مل گئے ہوں اُن سے جنگ کرو۔ اس لیے کہ شیبان خارجی کے اکثر اصحاب نصر سے مل گئے ہیں۔ اس کے علاوہ علی بن معقل کو دس ہزار فوج دے

Marfat.com

کر تمیم بن نصر کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا اور اُن کو حکم دیا کہ قحطبہ کے ساتھ مل کر جنگ کرے۔

قحطبہ سوذقان کی طرف روانہ ہوا کیونکہ یہیں تمیم بن نصر اور نابی بن سوید کی لشکر گاہ تھی۔ قحطبہ پہنچنے کے ساتھ ہی اپنی فوج کو درست کر کے آگے بڑھا اور پھر تمیم بن نصر اور نابی کو کتاب اللہ اور رضاء اہل بیت کی دعوت دی لیکن انھوں نے انکار کیا۔ پھر اس نے سخت جنگ کی اور اسی جنگ میں تمیم بن نصر قتل کر ڈالا گیا اور اُس کے بہت سے ساتھی مقتول ہوئے اور اس کی فوج بالکل ہلاک کر دی گئی۔ تمیم بن نصر کی فوج کی تعداد تیس ۳۰ ہزار تھی۔ نابی بن سوید بھاگ کر شہر میں قلعہ بند ہوگیا۔ قحطبہ نے اس کا محاصرہ کر لیا اور فصیل میں نقب لگا کر شہر میں داخل ہو کر نابی بن سوید اور اُس کی فوج کو تہ تیغ کر دیا۔ نصر کو نیشاپور میں اپنے بیٹے کے مقتول ہونے کی خبر ملی۔

جب قحطبہ نے غلبہ حاصل کر لیا تو اس نے تمام مقبوضہ چیزیں خالد بن برمک کے پاس بھیج دیں اور خود نیشاپور کو روانہ ہوگیا۔ نصر بن سیار کو اس کے کوچ کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ وہاں سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل دیا، قومس آیا اور اس کے ساتھی یہیں سے اُس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ وہ نباتہ بن حنظلہ کے پاس جرجان آیا اور قحطبہ پھر اپنی فوج کے ساتھ نیشاپور آیا اور رمضان و شوال دونوں مہینے وہیں گزارے۔

نباتہ بن حنظلہ کا قتل

اسی سال یزید بن ہبیرہ کا عامل نباتہ بن حنظلہ جو کہ جرجان میں تھا قتل کیا گیا۔ اس کو یزید بن ہبیرہ نے نصر کے پاس بھیجا تھا۔ اس لیے یہ پہلے فارس اور اصفہان میں آیا پھر رے اور وہاں سے جرجان آیا۔ اوپر گزر چکا ہے کہ نصر اُس وقت قومس میں تھا۔ وہاں کے باشندوں نے اُس سے کہا کہ ہم لوگ آپ کا بار نہیں اٹھا سکتے اس لیے وہ نباتہ کے پاس جرجان چلا آیا اور خندق کھود لی۔ ماہ ذی القعدہ میں قحطبہ جرجان آیا اور (اپنی فوج سے) کہا اے خراسانیو کیا تم کو معلوم ہے کہ تم کہاں جا رہے ہو اور کس سے جنگ کرنے جا رہے ہو؟ یقین کرو تم اُس قوم سے لڑنے جا رہے ہو جو اس جماعت کے بقیہ لوگ ہیں جنھوں نے بیت اللہ کو جلایا تھا۔ اُس وقت مقدمۃ الجیش پر اس کا لڑکا حسن بن قحطبہ تھا۔ اُس نے ایک جماعت نباتہ کی فوج سے مقابلے کے لیے بھیجی جس کا سردار ذویب نامی ایک شخص تھا۔ اس فوج نے شب خون مار کر ذویب اور اس کے ستر آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور پھر حسن کے پاس واپس چلے آئے۔ اس کے بعد

Marfat.com

قحطبہ، نباتہ کے سامنے مقیم ہوا اس کے ساتھ اہلِ شام کی ایسی بے کراں فوج تھی کہ لوگوں نے اس سے پہلے کبھی ایسی فوج دیکھی ہی نہیں تھی چنانچہ جب اہل خراسان نے دیکھا تو بہت خائف ہوئے اور آپس میں چہ می گوئیاں کرنے لگے یہاں تک کہ یہ باتیں قحطبہ تک پہنچ گئیں تو وہ اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا:

''اے خراسانیوں یہ تمھارے آباؤ اجداد کا شہر تھا۔ وہ لوگ دشمنوں پر عدل وانصاف کی وجہ سے فتح پاتے تھے، وہ لوگ بہترین اخلاق کے حامل تھے یہاں تک کہ جب اُن لوگوں نے اپنی حالت بدل دی اور ظلم کرنے لگے تو خدا خفا ہوگیا اور ان سے حکومت چھین لی اور دنیا کی ذلیل ترامت کو اُن پر مسلط کیا یہاں تک کہ وہ ان کے تمام شہروں پر غالب آگئے اور باوجود ذلیل ترامت ہونے کے وہ عدل وانصاف سے کام کرتے تھے۔ ایفاء عہد کرتے تھے، مظلوموں کی امداد کرتے تھے لیکن جب یہ لوگ بھی بدل گئے اور حد سے تجاوز کر گئے، ظلم کرنے لگے اور آل رسولؐ کے متقی و پرہیز گاروں کو ستانے اور خوف دلانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے تم کو اُن پر مسلط کیا تاکہ تمھارے ذریعہ سے اُن سے بدلہ لے اور اُن کو انتہا درجہ کی سزا مل جائے کیونکہ تم لوگ اُن سے انتقام طلب کرتے ہو۔ اس کے متعلق مجھ سے امام نے کہا ہے کہ اگر تم لوگ اُن سے اسی تعداد میں مقابلہ کرو تو خداوند تعالیٰ تمھاری امداد فرمائے گا اور تم کو اُن پر فتح دے گا اور تم اُن کو شکست دے کر نیست ونابود کردو گے۔''

پھر وہ لوگ ۱۳۱ھ میں جمعہ کے دن ذی الحجہ کی چاندرات کو مقابلے پر نکلے تو جنگ سے قبل اُن سے قحطبہ نے کہا کہ مجھ سے امام نے کہا ہے کہ تم کو اس ماہ میں آج کے دن دشمنوں پر فتحیابی ہوگی۔ اُس وقت اس کے میمنہ پر اس کا لڑکا حسن بن قحطبہ تھا پھر بڑے زور کا رن پڑا اور نباتہ مقتول ہوگیا اور شامیوں میں ۱۰ ہزار کے سر قلم کردیے گئے۔ قحطبہ نے نُباتہ کے سر کو ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔

قدید میں ابوحمزہ خارجی سے جنگ

اسی سال جب کہ صفر کے ۷ دن باقی رہ گئے تھے تو قدید میں مدینہ والوں اور ابوحمزہ خارجی سے جنگ ہوئی۔ ہم اس کا ذکر کرچکے ہیں کہ (مکہ اور مدینہ کے گورنر) عبدالواحد نے ایک فوج مدینہ والوں میں سے منتخب کرکے بھیجی تھی اور اُس پر عبدالعزیز بن عبداللہ کو سردار مقرر کیا تھا لیکن جب یہ لوگ

Marfat.com

نکلے تو ان کو حیرہ میں نحر شدہ اونٹ ملے پھر جب یہ لوگ وہاں سے گزر کر عتیق پر پہنچے اُنھوں نے اپنے جھنڈے کو ایک بانس میں باندھا اور وہ نیزہ ٹوٹ گیا۔اس سے لوگوں نے بدفالی لی۔ اسی عرصہ میں ابوحمزہ خارجی کے قاصد آئے اور انھوں نے کہا واللہ ہم کو تم سے جنگ کی ضرورت نہیں ہے تم ہمیں چھوڑ چھوڑ دو تا کہ ہم اپنے دشمنوں تک چلے جائیں لیکن اس کو اہل مدینہ نے نامنظور کیا اور آگے روانہ ہوئے اور قدید پہنچے۔ یہ عیش پرست لوگ تھے، جنگجو نہ تھے۔ اچانک ابوحمزہ خارجی کی فوج فضاض سے آتی ہوئی نظر پڑی انھوں نے آتے ہی جنگ شروع کر دی اور ان کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ قتل قریش ہی کے قبیلہ میں زیادہ ہوئے اور مجروح بھی کافی ہوئے۔ جب چند لوگ شکست خوردہ مدینہ بھاگ کر آئے تو اس وقت ماتم کرنے والیاں اپنے خویش واقارب پر ماتم کر رہی تھیں۔ جب اُن کو مردوں کے مقتول ہونے کی خبر آ گئی تو اس کے بعد اُن میں سے ہر ہر عورت ایک ایک کر کے جنگ کرنے کے لیے نکل گئی چنانچہ اس قدر لوگ مقتول ہوئے تھے کہ وہاں کوئی عورت باقی ہی نہیں رہی۔ کہا جاتا ہے کہ خزاعہ نے ابوحمزہ کو اصحاب قدید کی خبر دی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ سات سو ۷۰۰ آدمی مقتول ہوئے۔

ابوحمزہ کا مدینہ میں داخلہ

اسی سال ابوحمزہ ۱۳/صفر کو مدینہ میں داخل ہوا اور عبدالواحد وہاں سے شام چلا گیا۔ ابوحمزہ نے لوگوں سے معذرت کی اور کہا ہم کو تم سے جنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم ہم کو چھوڑ دو تا کہ ہم اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں چلے جائیں لیکن مدینہ والوں نے اس سے انکار کیا اس وجہ سے اس نے ان سے جنگ کی اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا پھر مدینہ میں داخل ہوا اور منبر پر چڑھ کر یہ خطبہ دیا:

''اے مدینہ والو! احول یعنی ہشام بن عبدالملک کا زمانہ گزر گیا۔ تمھاری فصلیں آندھی لگ کر خراب ہو گئی تھیں تو تم نے خراج کی معافی کی درخواست کی اور اُس نے معاف کر دیا تھا۔ غنی کو دولت زیادہ ملی اور فقیر کو فقر زیادہ ملا۔ اس لیے تم نے اُس کو دعائیں دیں اور کہا جزاک اللہ خیرا (تم کو خدا اچھی جزا دے) لیکن میں کہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ تم کو جزاء خیر دے نہ اُس کو۔ اے اہل مدینہ اچھے طریقہ سے سمجھ لو کہ ہم لوگ اپنے ملکوں سے شریر یا متکبرین بن کر نہیں نکلے ہیں اور نہ خرابی یا بربادی کے لیے، نہ کسی حکومت و ملک کی خواہش کے لیے جس میں ہم گھسنا چاہتے ہوں اور نہ کسی قدیم قصاص کے لیے

Marfat.com

نکلے ہیں لیکن جب ہم نے دیکھا کہ حق وصداقت کی شمع بجھ گئی اور حق گو کی توبیخ وزجر کی جانے لگی اور عادل ومنصف قتل کیے جانے لگے تو زمین باوجود اپنی اس کشادگی کے ہم پر تنگ ہوگئی۔ اسی عرصہ میں ہم نے ایک داعیِ حق کی آواز سنی جو کہ ہم کو خدا کی اطاعت اور قرآن کے حکم پر چلنے کی دعوت دیتا ہے۔ ہم نے اللہ کے داعی کی آواز پر لبیک کہا" اور جو اللہ کے داعی کا جواب نہیں دیتا وہ زمین میں عاجز نہیں کیا گیا ہے۔"[۳] ہمارے پاس مختلف قبائل آئے اور اگرچہ ہم لوگ دنیا میں قلیل اور کمزور تھے لیکن خداوند تعالیٰ نے ہم کو پناہ دی ہماری امداد فرمائی چنانچہ ہم لوگ اُس کی نعمت واحسان سے بھائی بھائی ہوگئے۔ پھر ہم لوگ تم لوگوں سے ملے اور تم کو اطاعت رحمٰن اور حکم قرآن کی دعوت دی لیکن تم نے ہم کو اطاعت شیطان اور حکم بنو مروان کی دعوت دی۔ قسم خدا کی دیکھو اس ہدایت اور اس ضلالت میں کتنا فرق ہے۔ پھر وہ لوگ ایسی حالت میں اِدھر اُدھر دوڑتے ہوئے مقابلے کے لیے آئے کہ شیطان نے ان میں بدکاری اور خرابی پیدا کردی تھی اور ان کے خون سے اس کی ہانڈیاں جوش مارنے لگیں اور شیطان کا خیال ان کے متعلق درست نکلا۔ انصار اللہ، جماعت جماعت، دستہ دستہ، ہوکر آئے ہر ایک کے پاس پانی چڑھی ہوئی ہندی تلواریں تھیں۔ پس ہماری چکی چلی اور ان کی چکی ایسی کاری ضرب کے ساتھ گھومی کہ باطلوں کو شک میں ڈال دیا۔ اے اہل مدینہ اگر تم نے مروان اور آل مروان کی امداد کی تو خداوند تعالیٰ ان پر اپنے پاس سے عذاب نازل فرمائے گا یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب نازل کرے گا" اور مومنوں کے دلوں کو تسلی دے دے گا۔"[۴] اے اہلِ مدینہ تمھارے پہلے لوگ نیکی وخوبی میں بھی آگے تھے اور تمھارے آخری لوگ شر میں بھی آخری ہیں۔ اے اہلِ مدینہ خداوند تعالیٰ نے ضعیف وقوی کے لیے اپنی کتاب میں جو آٹھ حصے مقرر فرمائے ہیں مگر پھر ایک نواں فرقہ آیا جس کا کوئی حصہ نہیں تھا مگر اُس نے جبراً وقہراً حکم خدا کے خلاف اپنا حصہ لیا۔ اے مدینہ والو مجھ کو معلوم ہوا کہ تم لوگ میرے ساتھیوں کی تحقیر کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ نوجوان ہیں، ذلیل بدو ہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نوجوان اور دیہاتی نہ تھے۔ قسم خدا کی شباب کے زمانے میں اُن میں پختہ عمر کی خوبیاں تھیں۔ اُن کی آنکھیں برائی کی جانب بند تھیں اور قدم بدی کی طرف نہیں اُٹھتے تھے، وہ اہل مدینہ کے ساتھ بہترین اخلاق سے پیش آتے تھے حتیٰ کہ لوگوں نے ان کو یہ کہتے سنا جس نے زنا کیا وہ کافر جس نے چوری کی وہ کافر، جس نے ان کے کفر میں شک کیا وہ کافر ہے۔" پھر ابوحمزہ نے تین ماہ مدینہ میں قیام کیا۔

Marfat.com

ابوحمزہ خارجی کا قتل

پھر ابوحمزہ خارجی مدینہ والوں سے رخصت ہوا اور کہا اے اہل مدینہ ہم لوگ مروان کے مقابلے پر جا رہے ہیں اگر ہم نے فتح پائی تو ہم تمھارے ساتھ بھائیوں کی طرح پیش آئیں گے اور تم کو سنت نبوی پر چلائیں گے اور اگر وہ ہوا جس کی تم تمنا رکھتے ہو: ''تو عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کون سا پلٹا کھاتے ہیں۔''۵

پھر وہاں سے شام کو روانہ ہوا۔ مروان نے اپنی فوج میں سے چار ہزار سواروں کا انتخاب کیا اور اُن پر عبدالملک بن محمد بن عطیہ سعدی جس کا تعلق سعد ہوازن سے تھا کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ جلد از جلد جاؤ اور خارجیوں سے جنگ کرو اور اگر کامیاب ہوتے جاؤ تو یمن تک پہنچ جاؤ اور عبداللہ بن یحییٰ طالب حق سے جنگ کرو۔

ابن عطیہ روانہ ہوا اور وادی قریٰ میں ابوحمزہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابوحمزہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بغیر پہلے اُن کو جانچے ہوئے جنگ نہ کرو۔ اس لیے اُن لوگوں نے ان سے آواز دے کر پوچھا کہ تم لوگ قرآن اور اُس پر عمل کرنے کے متعلق کیا کہتے ہو۔ ابن عطیہ نے جواب دیا ہم نے قرآن کو تھیلے اور برتنوں میں ڈال دیا۔ پھر پوچھا مال یتیم کے متعلق کیا کہتے ہو؟ ابن عطیہ نے کہا ہم اُن کے مالوں کو کھاتے ہیں اُن کی ماؤں کے ساتھ فسق و فجور کرتے ہیں چنانچہ جب لوگوں نے ان کے یہ جواب سنے تو جنگ کرنی شروع کی یہاں تک کہ رات ہوگئی تو آواز دے کر کہا تیری ہلاکت ہو اے ابن عطیہ خدا نے رات آرام کے لیے بنائی ہے اس لیے آرام کر جنگ موقوف کر لیکن ابن عطیہ نے انکار کیا اور خوب زور و شور کی جنگ کی یہاں تک کہ ابوحمزہ کی فوج کا بہت زیادہ حصہ تہِ تیغ کر دیا اور جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ مدینہ کی طرف بھاگے۔ اُس نے راستہ ہی میں اُن کو قتل کر ڈالا۔ پھر ابن عطیہ مدینہ آیا اور ایک ماہ تک قیام کیا۔ وہ لوگ جو کہ ابوحمزہ کے ساتھ مقتول ہوئے تھے ان میں عبدالعزیز القاری المدنی جو کہ بے شکست نحوی کے نام سے مشہور ہیں یہ اہل مدینہ میں سے تھا مگر اپنے خارجی مذہب کو پوشیدہ کیے ہوئے تھا لیکن جب ابوحمزہ خارجی مدینہ میں آیا تو اُس کے ساتھ ہوگیا اور اُنھیں کے ساتھ مقتول ہوا۔

Marfat.com

عبداللہ بن یحییٰ کا قتل

جب ابن عطیہ کو مدینہ میں قیام کیے ہوئے ایک ماہ گزر گیا تو مدینہ پر ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ کو اور مکہ پر ایک شامی کو مقرر کر کے یمن کے جانب روانہ ہوا۔ جب عبداللہ بن یحییٰ طالب حق کو صنعاء میں اس کی روانگی کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی اپنی فوج لے کر اس کی طرف روانہ ہوا۔ ان دونوں میں ایک جگہ سخت جنگ ہوئی جس میں ابن یحییٰ قتل کیا گیا اور اُس کا سر شام میں مروان کے پاس بھیج دیا گیا اور ابن عطیہ صنعاء چلا گیا۔

ابن عطیہ کا قتل

جب ابن عطیہ نے صنعاء میں جا کر قیام کیا تو مروان نے اُس کو لکھا کہ تم جلد وہاں سے لوگوں کے ساتھ حج کرنے کے لیے روانہ ہو جاؤ۔ اس لیے وہ اپنی چالیس ہزار فوج اور تمام سامان کو صنعاء میں چھوڑ کر صرف بارہ آدمیوں کو ساتھ لے کر حج کے لیے روانہ ہوا اور جب جُرف میں آیا تو جہانۃ المرادیان کے دونوں لڑکے بہت بڑی جماعت لیے ہوئے آ پہنچے اور کہا تم لوگ ڈاکو ہو۔ تو ابن عطیہ نے مروان کا فرمان حج دکھلایا اور کہا مجھ کو امیر المومنین نے حج کے لیے مقرر فرمایا ہے اور میرے ساتھ یہ فرمان بھی ہے اور میں ابن عطیہ ہوں اُس نے کہا یہ سب جھوٹ ہے تم یقینی قزاق ہو آخر ابن عطیہ کو اُن سے جنگ کرنی پڑی یہاں تک کہ مقتول ہو گیا۔

قحطبہ کی اہلِ جرجان سے جنگ

اسی سال قحطبہ بن شبیب نے تیس ہزار سے زیادہ جرجانیوں کو قتل کر ڈالا کیونکہ اس کو نباتہ بن حنظلہ کے قتل کے بعد معلوم ہوا کہ وہ سب اس کے مقابلے کے لیے نکلنے والے ہیں اس لیے وہ وہاں آیا اور تیس ہزار سے زیادہ لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اس وقت نصر بن سیار قومس میں تھا پھر وہاں سے خوار ری چلا آیا اور ابن ہبیرہ سے امداد طلب کی۔ خراسان کے بعض عمائدین کو اس کام کے لیے ابن ہبیرہ کے پاس بھیجا اور خراسان کی صورت حال اُس پر ظاہر کی اور کہا کہ تمام خراسان میں اب کوئی ایسا نہیں ہے جو مجھ پر اعتماد کرے اس لیے اس وقت تم میری امداد کم سے کم دس ہزار فوج کے ساتھ کرو۔ قبل اس کے

Marfat.com

کہ تم میری ایک لاکھ کی امداد کرو۔ ابن ہبیرہ نے اُس کے قاصدوں کو گرفتار کرلیا۔ پھر نصر نے مروان کو لکھا ''میں نے ابن ہبیرہ کے پاس خراسانیوں کی ایک جماعت بھیجی تھی تاکہ وہ لوگوں کے معاملات سے آگاہ کریں اور میرے لیے امداد حاصل کریں لیکن اُس نے میرے قاصدوں کو گرفتار کرلیا اور ایک آدمی سے بھی میری امداد نہ کی۔ میری مثال آج کل بالکل اُس شخص جیسی ہے جو کہ اپنے مکان کے حجرہ تک نکال دیا گیا ہو اور پھر اس کو حجرہ سے گھر میں نکال دیا گیا ہو اور پھر گھر سے صحن میں نکال دیا گیا ہو۔ اگر اُس کو اس وقت کوئی مدد کرنے والا مل گیا تو شاید وہ مکان میں جاسکے گا اور گھر اس کے لیے باقی رہ سکے گا اور اگر راستہ تک نکال دیا گیا تو نہ اس کے لیے کوئی گھر ہے نہ صحن ہے۔''

اس لیے مروان نے ابن ہبیرہ کو حکم دیا کہ نصر کی امداد کرے اور اس کی خبر نصر کو بھی دے دی، چنانچہ ابن ہبیرہ نے ایک زبردست لشکر تیار کرکے ابن غطیف کی سرداری میں نصر کی طرف روانہ کیا۔

متفرق واقعات

اس سال صائفہ سے ولید بن ہشام کی قیادت میں جہاد کیا۔ چنانچہ وہ عمق میں مقیم ہوا اور قصر مرعش بنایا اور اسی سال بصرہ میں طاعون آیا۔

اس سال محمد بن عبدالملک بن مروان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ اس وقت یہ مکہ مدینہ، طائف کا امیر تھا۔ عراق کا امیر یزید بن عمر بن ہبیرہ تھا۔ کوفہ کی قضاۃ پر حجاج بن عاصم المحاربی تھا، بصرہ کی قضاۃ پر عباد بن منصور تھا اور خراسان کے امیر کا بیان گزر چکا ہے۔

ابوجعفر (یعنی ابن جریر طبری) نے یہ لکھا ہے کہ محمد بن عبدالملک ہی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور یہی مکہ مدینہ کا عامل تھا پہلے گزر چکا ہے کہ عروہ بن ولید مدینہ کا حاکم تھا۔ آخر ۱۳۱ھ میں بھی یہ بیان کیا گیا کہ مکہ مدینہ اور طائف کا امیر تھا اور اس سال بھی اس نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

وفیات

اسی سال ابوجعفر یزید بن قعقاع القاری مولیٰ عبداللہ بن عباس المخزومی کی مدینہ میں وفات ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ اسی سال مولیٰ ابی بکر بن عبدالرحمٰن کو قدید میں زہر دیا گیا۔ اسی سال ایوب بن ابی

Marfat.com

تـمـیـمۃ الُسـنـحیتانی نے تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کا ۱۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۷۳ برس تھی۔

اسی سال اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ الانصاری کی وفات ہوئی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۱۳۲ھ میں وفات ہوئی اور بعض لوگ کہتے ہیں ۱۳۴ھ میں ہوئی ان کی کنیت ابونجیع تھی۔

اسی سال محزمہ بن سلیمان نے ۷۰ برس کی عمر میں اور ابوجزۃ السعدی یزید بن عبید، الحویُرث، یزید بن ابی مالک الہمدانی، یزید بن رومان، عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، عبدالعزیز بن رُفیع کی وفات ہوئی۔ عبدالعزیز بن رفیع، عبداللہ مکی فقیہ کے والد ہیں۔ موت کے وقت ان کی عمر سو سال کی تھی اور کثرت نکاح کی وجہ سے ان کے پاس کوئی عورت نہیں ٹھہرتی تھی۔ اسی سال اسمٰعیل بن ابی حکیم کاتب عمر بن عبدالعزیز اور یزید بن ابان کی وفات ہوئی، یزید ''یزید الرشک'' کے نام سے مشہور تھا یہ بصرہ کے نخشی تھے۔

حفص بن سلیمان بن مغیرہ کی بھی اسی سال وفات ہوئی یہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ مروی ہے کہ عاصم نے ان سے قرأت سیکھی تھی۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱ القصص:۱۵

۲ القصص:۲۰

۳ الاحقاف:۳۲ کی آیت کا ترجمہ ہے۔

۴ التوبۃ:۱۴ کا اردو ترجمہ

۵ الشعراء:۲۲۷

۞ ۞ ۞

Marfat.com

باب ۔۵۸

۱۳۱ھ کے واقعات

نصر بن سیار کی وفات

اسی سال نصر کی وفات ری کے قریب ساوہ میں ہوئی۔ اُس کے وہاں جانے کا یہ سبب ہوا کہ نصر نُباتہ کے قتل ہونے کے بعد خوار ری میں آیا جہاں کا امیر ابوبکر العقیلی تھا۔ قحطبہ نے اپنے لڑکے حسن کو محرم ۱۳۱ھ میں اس کی طرف بھیجا اور پھر اس کے بعد ابو کامل، ابوالقاسم محرز بن ابراہیم اور ابوالعباس المروزی کو بھی اپنے بیٹے حسن کے پاس بھیجا۔ جب یہ سب اُس کے قریب پہنچے تو ابو کامل ان سے علیحدہ ہو کر نصر سے جاملا اور اُس کے ساتھ ہو گیا اور کہا کہ میں فلاں مقام پر فوج کو چھوڑ کر آرہا ہوں اس لیے نصر نے اپنی فوج تیار کر کے مقابلہ پر بھیجی لیکن قحطبہ کی فوج بھاگ نکلی اور بھاگتے وقت بہت سا مال واسباب بھی چھوڑ گئی جس پر نصر کے اصحاب نے قبضہ کر لیا۔ پھر نصر نے یہ تمام چیزیں ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیں لیکن راستہ ہی میں رے کے مقام پر ابن غطیف نے نصر کے قاصد کو روک کر تمام سامان لے کر اور اُس کا خط لے کر اپنی جانب سے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ یہ خبر سن کر نصر بہت خفا ہوا اور کہا وہ اور اُس کا لڑکا کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ ابن غطیف وہی شخص ہے جس کو ابن ہبیرہ نے تین ہزار فوج کے ساتھ نصر کی امداد کے لیے روانہ کیا تھا اور یہ آکر رے میں پڑا رہ گیا۔ نصر کے پاس نہیں آیا، پھر نصر وہاں سے رے آیا جہاں کہ حبیب بن یزید النہشلی تھا تو ابن غطیف وہاں سے ہمدان چلا گیا۔ اس وقت ہمدان کا حاکم مالک بن اُدھم بن محرز الباہلی تھا۔ اس لیے یہ وہاں بھی نہ ٹھہرا بلکہ اصفہان میں عامر بن ضُبارہ کے پاس چلا آیا۔

Marfat.com

جس وقت نصر رے آیا تو دو دن رہنے کے بعد بیمار پڑ گیا پھر وہاں سے اُٹھا کر ساوہ لایا گیا اور وہیں انتقال کر گیا جب اس کی وفات ہوگئی تو اس کے ساتھی ہمدان چلے آئے۔

اس کی وفات ربیع الاول کی ۱۳/ تاریخ کو ہوئی اُس وقت عمر ۸۵ سال کی تھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب نصر خوار رے سے رے کی طرف روانہ ہوا تو رے میں داخل بھی نہ ہو سکا کہ ہمدان اور رے کے درمیانی جنگل میں انتقال کر گیا۔

رے میں قحطبہ کا داخلہ

جب نصر بن سیار کی وفات ہو چکی تو حسن بن قحطبہ نے خزیمہ بن خازم کو سمنان کی طرف روانہ کیا اور قحطبہ نے بھی جرجان سے ادھر کا رخ کیا لیکن اپنے سے پہلے زیاد بن زرارۃ القشیری کو بھیجا۔ یہ ابو مسلم کی اتباع کرنے پر نادم تھا اس لیے وہ قحطبہ سے علیحدہ ہو گیا اور اصفہان کا راستہ اختیار کر کے عامر بن ضُبارہ کا قصد کیا۔ جب قحطبہ کو یہ معلوم ہوا تو اُس نے اُس کے تعاقب میں فوراً مُسیَّب ابن زہیر الضبی کو بھیجا۔ جس نے دوسرے ہی دن عصر کے وقت آ کر پکڑا اور سخت جنگ کر کے زیاد کو شکست دی اور اُس کے ساتھیوں کا صفایا کر دیا اور پھر قحطبہ کے پاس لوٹ گیا۔

پھر قحطبہ اپنے لڑکے کے پاس قومس آیا اور خُزیمہ بن خازم، سمنان آیا۔ اس کے بعد قحطبہ نے اپنے لڑکے کو رے کی جانب روانہ کیا۔ جب حسن کے آنے کی خبر حبیب بن بدیل النہشلی اور اُس کے ساتھیوں کو ملی تو وہ رے سے نکل گئے اور حسن بن قحطبہ صفر کے مہینہ میں رے میں داخل ہو گیا اور اُس وقت تک وہاں قیام کیا جب تک کہ اُس کا باپ قحطبہ نہیں آیا۔ جب قحطبہ رے آ گیا تو اس نے اس کی خبر ابو مسلم کو دی۔ جب رے پر بنو عباسیہ کا اچھے طریقہ سے تسلط ہو گیا تو وہاں کے اکثر لوگ وہاں سے چل دیئے کیونکہ اُن کا میلان زیادہ تر بنو امیہ کی جانب تھا اور چونکہ وہ سفیانیہ سے تھے تو ابو مسلم نے ان کے اموال و املاک پر قبضہ کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر جب یہ لوگ ۱۳۲ھ میں حج سے واپس آئے تو انھوں نے کوفہ میں قیام کیا اور سفاح سے ابو مسلم کے ظلم کے خلاف فریاد رسی چاہی۔ سفارح نے ابو مسلم کو ان کی تمام چیزوں کے واپس کرنے کا حکم دے دیا لیکن ابو مسلم نے اس کا جواب دیا اور ان کی پوری حالت بتائی اور لکھا کہ یہ لوگ شدید ترین دشمن ہیں لیکن سفاح نے ایک بھی نہ سنی بلکہ ابو مسلم کو اُن کے اموال

Marfat.com

واسباب کے واپس کرنے پر مجبور کیا چنانچہ اس نے ان کے اموال واپس کر دیے۔

جب قحطبہ رے میں آیا تو وہیں قیام کیا اور اُس نے وہاں حکومت بڑی دانشمندی اور حزم واحتیاط سے شروع کی۔ راستوں کو محفوظ کر لیا تھا یہاں تک کہ کوئی شخص بغیر اس کے اجازت نامہ نہیں جا سکتا تھا۔ اُسی زمانہ میں اس کو معلوم ہوا کہ دستبی میں خوارج اور فقراء کی جماعت مجتمع ہوئی ہے تو ابوعون کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اس نے پہلے آکر ان کو کتاب اللہ اور سنت نبیؐ اور رضاء آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دی لیکن انھوں نے قبول نہیں کی تو جنگ کر کے اُن کو شکست دی اور بہتیروں کو قتل کر دیا اور ان میں سے بعض آکر اسی کے پاس مقیم ہو گئے اور بعض چلے گئے۔

پھر ابومسلم نے اُصبہذ طبرستان کو اپنی اطاعت اور خراج کی ادائیگی کا حکم دیا۔ جس کو انہوں نے قبول کیا۔ ابومسلم نے دُنباوند کے امیر مصمغان کو بھی لکھا تو اس نے جواب دیا کہ تو، تو خارجی ہے اور تیرا اقتدار جلد ختم ہو جائے گا۔ اس پر ابومسلم بہت برافروختہ ہوا اور موسیٰ بن کعب کو رے میں لکھا کہ تم اُس سے جا کر اُس وقت تک جنگ کرو جب تک کہ وہ مطیع نہ ہو جائے۔ موسیٰ اس کی طرف گیا اور اس سے گفت وشنید کی تو اس نے پھر اطاعت سے انکار کیا لیکن یہ کچھ نہ کر سکا اور وہیں مقیم رہا۔ مصمغان پر کسی قسم کا قبضہ نہ کر سکا کیونکہ اُس کا علاقہ دشوار گزار تھا۔ مصمغان روزانہ دیلمیوں کی ایک جماعت کو بھیجتا جو کہ آکر ان کی فوج سے لڑتی اور انہوں نے راستہ کو روک رکھا تھا اور رسد کو بند کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ موسیٰ کی فوج کے بہت سے لوگ زخمی اور مقتول ہوئے۔ جب موسیٰ نے یہ حال دیکھا تو تنگ آکر رے واپس آ گیا۔ مصمغان عباسی خلیفہ منصور کے زمانے تک غیر مطیع رہا۔ یہاں تک اس نے حماد بن عمر کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اس نے اس سے جنگ کی اور اسی کے ہاتھ پر دنباوند فتح ہوا۔

جب ابومسلم کے پاس قحطبہ کا خط رے میں آنے کے متعلق پہنچا تو خود مرو سے نیشاپور چلا آیا اور قحطبہ نے رے آنے کے تیسرے دن اپنے لڑکے حسن کو ہمدان بھیج دیا۔ جب اس نے ہمدان کا رخ کیا تو وہاں سے مالک بن ادھم اور تمام شامی اور خراسانی جو وہاں تھے، نہاوند چلے گئے اور وہاں مقیم ہوا۔ حسن ہمدان میں داخل ہوا اور وہاں سے نہاوند چلا گیا اور شہر سے چار فرسخ کے فاصلہ پر مقیم ہوا۔ قحطبہ نے ابی جہم بن عطیہ مولی باہلی کو سات سو ۷۰۰ فوج کے ساتھ اس کی مدد کے لیے بھیجا۔ حسن نے آکر شہر کا محاصرہ کر لیا۔

Marfat.com

عامر بن ضُبارہ کا قتل اور اصفہان میں قحطبہ کا داخلہ

اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ جب عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو ابن ضُبارہ نے شکست دی تو یہ کرمان کے راستے سے خراسان بھاگا۔ عامر بھی اُس کے پیچھے روانہ ہوا۔ جب تک ابن ہبیرہ کو جرجان میں نباتہ بن حنظلہ کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے کرمان میں ابن ضُبارہ اور اپنے لڑکے داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کو لکھا کہ قحطبہ کے مقابلے کے لیے روانہ ہو۔ اس لیے یہ دونوں کرمان سے پچاس ہزار فوج لے کر روانہ ہوئے اور اصفہان پہنچے۔ ابن ضُبارہ کے لشکر کو ''عسکر العساکر'' کہتے تھے۔ ان کے مقابلے میں قحطبہ نے بھی ایک لشکر مقاتل بن حکیم العکی کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ یہ لشکر قم میں اترا۔ ابن ضُبارہ کو معلوم ہوا کہ حسن بن قحطبہ آج کل نہاوند میں مقیم ہے تو وہ روانہ ہوا تا کہ وہاں جو اصحاب مروان ہیں ان کی امداد کرے۔ اس کی اطلاع مقاتل نے قم سے قحطبہ کو بھیجی۔ قحطبہ رے سے روانہ ہو کر مقاتل بن حکیم العکی سے ملا پھر وہ سب کے سب روانہ ہوئے تو ابن ضُبارہ اور داؤد بن یزید بن ہبیرہ سے مقابلہ ہو گیا۔ اس وقت قحطبہ کے پاس ۲۰ ہزار فوج تھی، اُن میں خالد بن برمک بھی تھا اور ابن ضبارہ کے پاس ایک لاکھ فوج تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں ایک لاکھ پچاس ہزار تھی۔ قحطبہ نے قرآن مجید بلند کرنے کا حکم دیا اس لیے کلام مجید نیزہ پر بلند کیا گیا اور کہا گیا اے اہلِ شام میں تم کو اُن امور کی دعوت دیتا ہوں جو اس کتاب میں ہیں لیکن اس کے جواب میں انھوں نے گالیاں دیں اور بُرا بھلا کہا۔ اس کے بعد قحطبہ نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس لیے عکی نے حملہ کیا اور لوگوں میں کھلبلی پڑ گئی لیکن زیادہ دیر تک جنگ نہ ہونے پائی تھی کہ اہلِ شام کو شکست ہو گئی اور بہت سے قتل کیے گئے اور ابن ضُبارہ بھی شکست کھا کر اپنی لشکر گاہ میں داخل ہو گیا تو قحطبہ نے اس کا تعاقب کیا۔ ابن ضُبارہ نے لوگوں کو آواز دی کہ میرے پاس آؤ لیکن لوگ بھاگ گئے اور داؤد بن ہبیرہ بھی شکست کھا گیا۔ کسی نے ابن ضُبارہ کے متعلق پوچھا تو کہا گیا کہ اس نے تو شکست کھائی۔ ابن ضبارہ نے کہا خدا ہمارے بدمعاشوں پر لعنت کرے۔ اُس نے دوبارہ جنگ کی اور قتل کیا گیا۔ اُس کا بہت سا لشکر بھی کام آیا اور اُس کی فوج سے بے شمار اسلحہ، مال و متاع، غلام اور گھوڑے وغیرہ پکڑے گئے۔ اب تک کوئی لشکر ایسا نہیں دیکھا گیا جس میں ہر قسم کی چیزیں موجود ہوں گویا کہ وہ ایک شہر بسا تھا اس لشکر میں بربط

Marfat.com

،طنبورہ، ستار اور شراب وغیرہ غرض کہ یہ تمام چیزیں بے اندازہ تھیں پھر قحطبہ نے اس فتح کی خوش خبری نہاوند میں اپنے لڑکے حسن کو بھیجی یہ واقعہ ماہ رجب میں اصفہان کے اطراف میں واقع ہوا۔

قحطبہ کی اہل نہاوند سے لڑائی اور اُس کا داخلہ

جب ابن ضُبارہ قتل کر دیا گیا تو قحطبہ نے اس کی خوش خبری اپنے لڑکے کو اُس وقت بھیجی جب کہ وہ نہاوند کا محاصرہ کیے ہوئے تھا جس وقت اُس کو یہ خبر ملی تو اس کی تمام فوج نے زور سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور اُس کے قتل کا اعلان کیا۔ عاصم بن عمیر السعدی نے کہا کہ ان لوگوں نے خود اس کے قتل کا اعلان کیا ہے۔ وہ سچ ہے۔ اس لیے تم لوگ حسن کے پاس چلو کیونکہ تم لوگ اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور مناسب ہے کہ جہاں تمھارا جی چاہے اُس کے باپ یا اُس کے پاس سے امداد آنے کے قبل چلے جاؤ۔ پیدل سپاہ نے کہا تم لوگ تو سوار ہو تم تو چلے جاؤ گے اور ہم کو چھوڑے جاتے ہو۔ اس پر مالک بن ادہم باہلی نے کہا ہم بغیر قحطبہ کے آئے ہوئے نہیں جائیں گے۔ قحطبہ اصفہان میں بیس ۲۰ دن قیام کرنے کے بعد اپنے لڑکے کے پاس نہاوند آیا اور تین مہینہ شعبان، رمضان اور شوال تک محاصرہ کیے ہوئے رہا اور شہر کے چاروں طرف منجنیقیں نصب کرا دیں۔ نہاوند میں جو خراسانی تھے ان کو دعوت بھیجی اور امان دیا لیکن اُن لوگوں نے اس کو قبول نہیں کیا۔ اس کے بعد پھر وہاں کے شامیوں کے پاس یہ پیغام بھیجا تو اُنھوں نے دعوت اور امان کو قبول کر لیا اور کہلا بھیجا تم شہر والوں کو جنگ میں مصروف رکھو تا کہ ہم اپنے قریب کا دروازہ کھول دیں۔ قحطبہ نے ایسا ہی کیا اور شامیوں نے دروازہ کھول کر نکلنا شروع کیا۔ جب شامی نکلنے لگے تو خراسانیوں نے پوچھا کیا بات ہے۔ انھوں نے کہا ہم نے تمھارے اور اپنے لیے امان لے لی ہے اس لیے نکل رہے ہیں۔ پھر خراسان کے سردار نکلے تو قحطبہ نے ہر سردار کو اپنے سرداروں کے حوالے کر دیا اور پھر اعلان کر دیا کہ جس کے پاس اسیر ہوں وہ ان کو قتل کر کے میرے پاس ان کا سر لائے۔ اس لیے سپاہیوں نے ایسا ہی کیا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ جو لوگ ابو مسلم کے مخالف ہو کر خراسان سے چلے آئے وہ سب کے سب مقتول ہو گئے۔ مگر اہلِ شام کے ساتھ ایفاء کیا اور اُن کو چھوڑ دیا اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ کسی دشمن کو ان پر موقع نہ دے گا اور ان میں سے کسی کو نہیں قتل کیا۔ خراسانیوں کے مقتولین میں یہ لوگ بھی تھے ابو کامل، حاتم بن الحارث بن سریج، ابن نصر بن سیار، عاصم

Marfat.com

بن عمیر، علی بن عقیل اور بیہس۔ جس وقت قحطبہ نے نہاوند کا محاصرہ کیا تو اپنے لڑکے حسن کو مرج القلعة پر بھیج دیا اور حسن نے خازم بن خزیمہ کو حلوان کی طرف بھیجا جس کا حاکم عبداللہ بن العلاء الکندی تھا مگر وہ سنتے ہی بھاگ گیا اور حلوان کو خالی کر دیا۔

شہرزُور کی فتح

قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید الخراسانی اور مالک بن طرافتہ الخراسانی کو چار ہزار فوج کے ساتھ شہرزُور کی جانب روانہ کیا۔ اُس وقت وہاں عبداللہ بن مروان بن محمد کے مقدمتہ الجیش کے طور پر عثمان بن سفیان تھا۔ یہ لوگ ۲۰/ ذوالحجہ کو شہر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر اُترے اور اُترنے کے ایک دن اور ایک رات کے بعد عثمان سے جنگ شروع کر دی جس میں عثمان کے اصحاب نے شکست کھائی اور وہ خود قتل کیا گیا پھر ابوعون موصل کے شہروں میں مقیم ہوا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عثمان قتل نہیں کیا گیا بلکہ عبداللہ بن مروان کے پاس بھاگ گیا اور ابوعون نے اس کے لشکر کو لوٹ لیا اور اس کی بہت سی فوج مقتول ہوگئی پھر قحطبہ نے ابوعون کے پاس فوجیں بھیجیں چنانچہ اس کے پاس ۳۰ ہزار فوج جمع ہوگئی۔ جب مروان بن محمد کے پاس ابوعون کی خبر پہنچی تو وہ حران سے ابوعون کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا اور اُس کے ساتھ اُس وقت اہلِ شام، جزیرہ اور موصل کی فوجیں تھیں اور بنوامیہ نے اپنی اولاد کو ساتھ کر دیا یہاں تک کہ اس نے زاب میں آکر قیام کیا، اس وقت ابوعون نے شہرزُور میں بقیہ ایام ذی الحجہ اور محرم ۱۳۲ھ کے گزارے اور وہاں پانچ ہزار درہم تقسیم کیے۔

قحطبہ کی عراق میں ابن ہبیرہ کی طرف روانگی

جب عراق کے امیر یزید بن ہبیرہ کے پاس اُس کا لڑکا ابوداوٗد حلوان سے شکست کھا کر آیا تو یہ بے شمار لشکر قحطبہ کے مقابلے کے لیے نکلا۔ ساتھ میں حوثرہ بن سہیل الباہلی بھی تھا جس کو مروان نے ابن ہبیرہ کی امداد کے لیے بھیجا تھا۔ ابن ہبیرہ جلولاء الواقیعہ میں اترا اور جنگ جلولاء میں عجمیوں نے جو خندق کھودی تھی اُسی کو کھود کر قیام کیا۔ قحطبہ نے بھی اس کا رخ کیا اور آکر قرماسین میں مقیم

Marfat.com

ہوا پھر وہاں سے حلوان گیا اور وہاں سے خانقین چلا گیا اور وہاں سے عکبراء میں آیا اور دریائے دجلہ کو عبور کر کے دمم میں انبار کے سامنے قیام کیا۔ ابن ہبیرہ اپنی فوج کے ساتھ جلدی کوفہ کی جانب قحطبہ سے مقابلہ کے لیے نکلا۔ حوثرہ بھی پندرہ ہزار فوج کے ساتھ کوفہ آیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حوثرہ ابن ہبیرہ سے الگ نہیں ہوا تھا بلکہ اُسی کے ساتھ تھا۔

قحطبہ نے ایک جماعت کو انبار وغیرہ کی طرف بھیج دیا اور اُن کو حکم دیا کہ یہاں سے دمم تک جس قدر کشتیاں ہوں تمام کو پکڑ لاؤ تاکہ وہ لوگ دریائے فرات عبور نہ کریں۔ تمام کشتیاں اس کے سامنے پکڑ کر لائی گئیں۔ قحطبہ دمم سے فرات کو پار کر کے اُس کے مغربی حصہ میں چلا آیا پھر کوفہ کی جانب روانہ ہوا یہاں تک کہ اُس مقام پر پہنچ گیا جہاں ابن ہبیرہ تھا اور سال ختم ہو گیا۔

متفرق واقعات

لوگوں کے ساتھ ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی نے حج کیا۔ یہ عبدالملک بن محمد کے بھائی کا بیٹا تھا جس نے ابوحمزہ کو قتل کیا تھا۔ ولید اُس زمانہ میں حجاز کا حاکم تھا جب اس کو اپنے چچا عبدالملک کے قتل کی خبر پہنچی تو اس کو جس قدر قاتل مل سکے اُن کو قتل کر ڈالا۔ اُن کی عورتوں کے شکم چاک کر ڈالے، اُن کے بچوں کو قتل کر ڈالا اور جن پر اس کا بس چلا اُن کو جلا بھی دیا۔ اُس وقت عراق کا حاکم یزید بن ہبیرہ تھا، کوفہ کی قضاۃ پر حجاج بن عاصم المحاربی تھا، بصرہ کی قضاۃ پر عباد بن منصور الناجی تھا۔

وفیات

اسی سال منصور بن معتمر السلمی ابوعتاب الکوفی کا انتقال ہوا۔ ابومسلم خراسانی نے عبدالعزیز بن داؤد کے بھائی جبلہ بن ابی داؤد العتکی کو قتل کر ڈالا اس کی کنیت ابومروان تھی۔

Marfat.com

باب۔۵۹

۱۳۲ھ کے واقعات

قحطبہ کی ہلاکت اور ابن ہبیرہ کی ہزیمت

اسی سال قحطبہ بن شبیب ہلاک ہوا اس کا سبب یہ ہوا کہ قحطبہ ۹/محرم الحرام کو دریائے فرات عبور کر کے غربی فرات میں مقیم ہوا اور ابن ہبیرہ نے دہانہ فرات پر فلوجۃ العلیا کی زمین میں کوفہ سے ۲۳ فرسخ کے فاصلہ پر فوج مرتب کی تھی۔ ضبارہ کی شکست خوردہ فوج بھی اس کے پاس آ گئی تھی اور مروان نے حوثرہ الباہلی کو بھی امداد کے لیے بھیجا تھا۔ حوثرہ وغیرہ نے ابن ھبیرہ سے کہا کہ قحطبہ تو کوفہ کی طرف جانا چاہتا ہے اس لیے اُس کو چھوڑ دو وہ اور مروان نپٹ لیں گے اور خراسان کا قصد کرو کیونکہ تم اُس کو شکست دے دو گے اور پھر اس کے لیے یہ مناسب ہوگا کہ وہ تمھاری اطاعت کرے۔ اُس نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ میں جلد از جلد کوفہ پہنچنے میں سبقت لے جاؤں اس لیے کہ وہ میری اتباع نہ کرے گا اور نہ کوفہ کو چھوڑے گا۔ چنانچہ دجلہ کو مدائن کی طرف سے عبور کیا اور کوفہ کا ارادہ کیا اپنے مقدمہ پر حوثرہ کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ کوفہ روانہ ہو جاؤ۔ اس وقت دونوں فریق فرات کے دونوں جانب جا رہے تھے۔ قحطبہ نے کہا امام نے مجھ کو خبر دی ہے کہ اس جگہ کوئی عظیم الشان جنگ ہوگی جس میں ہم کو فتح ہوگی۔

قحطبہ جباریہ میں اُترا، لوگوں نے اُس کو جائے عبور کا پتہ دیا اس راستہ سے اس نے فرات کو عبور کیا حوثرہ اور محمد بن نباتہ سے جنگ کی جس میں اہلِ شام نے شکست کھائی۔ لوگوں نے قحطبہ کا پتہ نہ پایا اس لیے لوگوں نے کہا جس کو قحطبہ کی کوئی خبر ہو وہ اطلاع دیں۔ مقاتل بن مالک العتکی نے کہا کہ میں نے قحطبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر میرے ساتھ کوئی واقعہ پیش آ جائے تو حسن میرا لڑکا امیر ہوگا۔ اس

Marfat.com

لیے لوگوں نے حسن کے بھائی حُمید بن قحطبہ پر بیعت کرلی۔ اس کو قحطبہ نے ایک سریّہ کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس لیے لوگوں نے اُس کو بلا بھیجا اور امارت اس کے سپرد کی۔ اس کے بعد جب لوگوں نے قحطبہ کو تلاش کیا تو اُس کو اور حرب بن سالم بن احوز دونوں کو ایک نہر میں مقتول پایا۔ لوگوں نے قیاس کیا کہ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس وقت قحطبہ فرات عبور کر رہا تھا اس وقت معن بن زائد نے اُس کی گردن پر ایک تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ پانی میں گر گیا۔ لوگوں نے نکالا تو کہا اگر میں مرجاؤں تو میرے ہاتھ باندھ کر پانی میں ڈال دینا تاکہ لوگوں کو میرے مرنے کی اطلاع نہ ہو۔

اس نے اہلِ خراسان سے جنگ کی جس میں محمد بن نباتہ اور اہل شام نے شکست کھائی چنانچہ وہ لشکر گاہ اور تمام سامان واسباب اور اسلحہ وغیرہ کو چھوڑ کر واسط کی طرف بھاگے اور جب حسن بن قحطبہ امیر ہوا تو اس نے تمام سامان شمار کرنے کا حکم دیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں حوثرہ کوفہ ہی میں تھا۔ اس وقت اس کے پاس ابن ہبیرہ کی شکست کی خبر پہنچی اور وہ اپنے اصحاب کے ساتھ اس کی طرف چلا گیا۔

محمد بن خالد کا کوفہ میں سردار بن کر خروج کرنا

اسی سال محمد بن خالد بن عبداللہ قسری نے خروج کیا اور حسن بن قحطبہ کے کوفہ میں آنے سے قبل اُس نے علم سیاہ بلند کر دیا۔ کوفہ سے ابن ہبیرہ کے عامل کو نکال کر اپنی سرداری کا اعلان کیا۔ اس کے بعد حسن آیا۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ اُس زمانہ میں جب کہ کوفہ کا حاکم زیاد بن صالح الحارثی تھا اور کوتوال عبدالرحمٰن بن کثیر العجلی تھا تو محمد نے محرم کی دسویں شب میں آل رسول کی حمایت کا اعلان کیا اور خروج کیا اور اس نے قصر الامارۃ کا رخ کیا۔ زیاد مع اپنی شامی فوج کے نکل گیا اور یہ داخل ہو گیا۔ جب یہ خبر حوثرہ کو معلوم ہوئی تو اُس نے بھی کوفہ کا رخ کیا۔ اس خبر کے سنتے ہی تمام لوگ محمد سے علیحدہ ہو گئے اور صرف اس کے پاس اس کے موالی اور مروان سے فرار شدہ یمنی لوگ اور کچھ شامی باقی رہ گئے۔

پھر ابوسلمہ خلال نے محمد کو مشورہ دیا کہ وہ قصر سے نکل جائے۔ اس نے خود اب تک اپنی حمایت کا اظہار نہیں کیا تھا کیونکہ وہ حوثرہ اور اُس کی فوج سے خائف تھا لیکن ان دونوں میں سے کسی کو قحطبہ کی وفات کی خبر نہ تھی۔ جب حوثرہ کو یہ خبر پہنچی کہ محمد کے ساتھی متفرق ہو گئے تو اس نے روانہ ہونے

Marfat.com

کی تیاری شروع کی۔ اسی عرصے میں جب کہ محمد قصر میں تھا بعض لوگ مقدمتہ الجیش کی طرح آتے ہوئے نظر پڑے تو اُس سے کہا گیا کہ شامی آگئے ۔فوراً اُس نے اپنے چند موالی بھیجے لیکن اُن سے شامیوں نے آواز دے کر کہا کہ ہم بحیلہ ہیں اور ہم میں ملیح بن خالد البجلی ہے ہم اس لیے آرہے ہیں کہ امیر پر بیعت کریں اور امیر کی اطاعت میں داخل ہوں۔ چنانچہ وہ داخل ہوئے اس کے بعد اس سے بھی عظیم الشان گروہ آیا جس میں جہم بن اصفح الکنانی تھا پھر اس سے بھی ایک اور عظیم الشان گروہ آیا جس میں آل بحدل کا ایک شخص تھا۔ جب حوثرہ نے اپنے لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو اس نے واسط کی جانب کوچ کیا پھر محمد بن خالد نے قحطبہ کو لکھا اور وہ اُس کی ہلاکت سے باخبر نہ تھا کہ میں نے کوفہ پر قبضہ کرلیا۔

جب یہ قاصد حسن بن قحطبہ کے پاس آیا تو اُس نے خالد کے خط کو لوگوں میں پڑھ کر سنایا اور کوفہ کی طرف روانہ ہونے کی تیاری کی۔ محمد نے کوفہ میں جمعہ، سنیچر ،اتوار تک قیام کیا پھر پیر کی صبح حسن آ گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حسن بن قحطبہ ابن ہبیرہ کی شکست کے بعد آیا اور وہاں کا عامل عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی بھاگ گیا تو محمد بن خالد وہاں کا سردار بن بیٹھا اور گیارہ آدمیوں کو لے کر لوگوں سے بیعت لی پھر دوسرے ہی دن حسن آ گیا تو وہ اور اُس کے اصحاب نے ابوسلمہ کو جنگ کرنے کے لیے نکالا۔ اس لیے وہ نخیلہ میں دو دن تک لشکر لیے پڑا رہا۔ پھر حمام اعین میں چلا آیا اور اس نے حسن بن قحطبہ کو ابن ہبیرہ سے جنگ کرنے کے لیے واسط کی طرف بھیج دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان مولی سبیع پر بیعت کرلی اور وہ آل محمد کا وزیر کہا جاتا تھا محمد بن خالد بن عبداللہ کو کوفہ کا حاکم بنالیا اور امیر پکارنے لگے اور یہی ابوالعباس سفاح کے زمانہ تک امیر رہا۔

اُس نے حُمید بن قحطبہ کو مدائن کی طرف بھیجا مسیّب بن زہیر اور خالد بن برمک کو دیرقنی کی طرف بھیجا مہلبی اور شراحیل کو عین التمر کی جانب اور بُسام بن ابراہیم بن بسام کو اہواز کی طرف بھیجا، جہاں عبدالواحد بن عمر بن ہبیرہ بھی تھا۔ جب بُسام یہاں آیا تو عبدالواحد اس سے جنگ کرنے کے بعد شکست کھا کر چلا گیا۔ بصرہ کی جانب سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلّب کو بھیجا، وہ وہاں آ گیا۔ اس وقت وہاں کا عامل ابن ھبیرہ کی طرف سے سلم بن قتیبہ الباہلی تھا اور عبدالواحد بن ہبیرہ بھی اس سے آکر مل گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان گزر چکا ہے ۔سفیان بن معاویہ نے اس کو لکھا کہ دارالامارہ کو چھوڑ

Marfat.com

کر علیحدہ ہو جاؤ اور اس کو ابی سلمہ کے رائے کی بھی اطلاع دی لیکن اس نے انکار کیا اور تمام بنوقیس اور بنو مضر اور بنوامیہ بصرہ میں تھے۔ سب کو جمع کیا اور اس کے علاوہ سلم کے پاس ابن ہبیرہ کے بھیجے ہوئے سردار بھی آگئے اور سفیان نے بھی تمام یمانیوں اور ان کے خلفاء جو ربیعہ سے تھے ان کو جمع کرلیا۔

پھر سلم اونٹوں کے بازار کے مقام پر آیا اور سواروں کو بصرہ کے گلی کوچوں میں پھیلا دیا اور اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اُس کو پانچ سو درہم ملیں گے اور جو کوئی ایک قیدی لائے گا اس کو ایک ہزار درہم ملیں گے پھر معاویہ بن سفیان بن معاویہ، ربیعہ اور اپنے خاص لوگوں کے ساتھ نکلا تو بنی تمیم کی فوج سے مقابلہ ہوا لیکن معاویہ کو شکست ہوئی اور قتل کر دیا گیا۔ جب اُس کا سر سلم کے پاس لایا گیا تو اُس کے قاتل کو دس ہزار درہم دیے۔ معاویہ بن سفیان کے قتل ہونے کے بعد سفیان کی ہمت ٹوٹ گئی اس لیے شکست کھا گیا۔ اسی عرصے میں سلم کے پاس مروان کی جانب سے چار ہزار فوج آ گئی تو سلم نے بقیہ ازدیوں کے لوٹ لینے کا ارادہ کیا۔ اس لیے اُن سے سخت جنگ کی اور ان کے آدمیوں کو قتل کیا گیا۔ بنواز د نے شکست کھائی اور ان کے مکان لوٹ لیے گئے۔ اُن کی عورتیں باندی بنالی گئیں اُن کے مکان تین دن تک منہدم کیے گئے۔ سلم برابر بصرہ ہی میں رہا یہاں تک کہ ابن ہبیرہ کے قتل کی خبر اس کے پاس آئی تو سلم وہاں سے چل دیا۔ بصرہ میں جو لوگ حارث بن عبدالمطلب کے خاندان سے تھے وہ محمد بن جعفر کے پاس آئے اور ان کو اپنا امیر مقرر کیا۔ چند دن امامت کرنے پائے تھے کہ ابومسلم کی جانب سے ابو مالک عبداللہ بن اسید الخزاعی بصرہ میں حاکم ہو کر آ گیا۔ جب ابوالعباس کا دور آیا تو اس نے سفیان بن معاویہ کو وہاں کا امیر بنایا، سفیان اور سلم کی یہ جنگ ماہ صفر میں ہوئی تھی اسی سال مروان نے ولید بن عروہ کو مدینہ سے معزول کیا اور ربیع الاول میں اُس کے بھائی یوسف بن عروہ کو حاکم مقرر کیا۔ بس دولت امیہ کے دور کا خاتمہ ہو گیا۔

Marfat.com

الکامل فی التاریخ

تالیف:

عزالدین ابی الحسن علی ابن ابی الکرم محمد
المعروف بہ ابن اثیر (۵۵۵ھ۔۶۳۰ھ)

جلد پنجم

(خلافت بنو امیہ دمشق ۔۴۱ھ تا ۱۳۲ھ)

ترجمہ: سید ہاشم ندوی

نظر ثانی، تحشیہ و تہذیب
نگار سجاد ظہیر

قرطاس
۲۰۱۷ء

Marfat.com